

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.fl

sabelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

# جلاء العيون

جلد دوم

سوانح چہارده معصومين عليهم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسی بن علامہ محمد تقی مجلسی

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر - 260756, 269598

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	پریم	سلسلہ	عنوان	پریم
۹۱	بیان حق تعالیٰ تعظیمت نفس	۲۳		تعبیہ و درج علامہ لائی	۱
۹۲	تبرکات امام حسین	۲۴	۱۰	عزت کا مقام	۲
۹۶	حدیث درائیل فرشتہ	۲۵	۱۲	کلام	۳
۹۹	فصل دہری بیان مناقب و فضائل امام حسین	۲۶	۱۲	چرخ	۴
۱۰۰	روایت انصاف و حفاظت امام حسین	۲۷	۱۶	تقدیر	۵
۱۰۲	فضائل امام حسین	۲۸	۱۹	ادبیات	۶
۱۰۵	حکایت ابو جعفر صادق	۲۹	۲۰	دعوت و ولایت مطلقہ	۷
۱۰۸	فضائل علی ابن ابی طالب	۳۰	۲۲	مسیحا ولایت مطلقہ	۸
۱۱۰	فصل تیسری - اخلاق و کلام امام حسین	۳۱	۲۳	دعوت و رسالت حاضر و غایب	۹
۱۱۰	سخاوت امام حسین	۳۲	۲۹	دعوت و رسالت و آل رسول قبل و بعد از قضا	۱۰
۱۱۳	تقدیر حضرت عثمان غنی	۳۳	۳۱	اہل بیت مدینہ کے ساتھ کئی اہل بیت	۱۱
۱۱۹	فصل چہارم بیان نص امامت امام حسین	۳۴	۳۳	نشر تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲
۱۲۰	سجود امام حسین	۳۵	۳۶	وظائف رسول و آل رسول	۱۳
۱۲۱	امام حسین کا قتل و کربلا	۳۶	۳۸	روح و جسم	۱۴
۱۲۵	فصل پنجم - شہادت امام حسین پر آسمانوں کا	۳۷	۳۹	جسم اہل بیت میں رسول کا منعم ہونا	۱۵
۱۲۶	توحید جعفر صادق و صلوات اللہ علیہ	۳۸	۴۰	جناب زینبہ کا تمہ فہم کرنا	۱۶
۱۲۷	کربلا گریہ روز عاشورا	۳۹	۴۱	انکہ اہل بیت کا فہم حسین میں فہم رہنا	۱۷
۱۲۸	روز اول محرم الحرام	۴۰	۴۵	کربلا کے حسین	۱۸
۱۲۹	روایت مسیح بن عبدالمکک	۴۱	۴۹	تعبیہ و درج	۱۹
۱۳۱	کربلا شہادت امام حسین	۴۲	۵۰	فرقہ شیعہ جناب فاطمہ کے دعا سے پیدا ہوا	۲۰
۱۳۲	روایت نفاذ از جعفر صادق	۴۳	۵۴	علمائے اہل سنت کی زبانی شیعوں کی	۲۱
۱۳۳	روایت ابو بصیر از امام صادق	۴۴		تعبیہ و درج	۲۲
۱۳۴	مذہب خوئی و میل خراسانی	۴۵		مقدمہ تالیفی	
۱۳۵	فصل ششم بیان فضائل امام حسین	۴۶	۹۰	باب اول	
				پہلا فصل ولادت و سلامت امام حسین	

۱۶۶	بیان مذاہب ملین برزاقان امام حسین	۶۵	۱۳۶	تکبیر کوفہ میں حضرت امام حسین	۴۰
۱۶۸	حکایت کامل و تکبیر امام حسین	۶۶	۱۳۷	تعمیرت کعبہ الامبار	۴۸
۱۶۹	حیاء اللہ میں زیاد بن ابی العاص	۶۷	۱۳۸	حدیث ام سلمہ	۴۹
۱۷۰	حکایت پیر و کفر قیدہ	۶۸	۱۳۸	تعمیرت حضرت امیر المومنین علیہ السلام	۵۰
۱۷۱	فصل گیارہویں - بیان ظلم و ستم پر	۶۹	۱۳۸	خبر شہادت زین العابدین	۵۱
	شیعان اہل بیت		۱۳۹	خبر شہادت زین العابدین	۵۲
۱۷۲	حکایت حضرت رشید مجری	۷۰	۱۴۱	گرمی خیز شہادت امام حسین	۵۳
۱۷۲	حکایت زین العابدین حضرت رشید مجری	۷۱	۱۴۲	غصم حسین میں فرشتے کی فداوی	۵۴
۱۷۳	انہار شہادت رشید مجری - نو	۷۲	۱۴۶	نزول حضرت آدم و حوا کے کرنا	۵۵
۱۷۳	حکایت شمیم تارار	۷۳	۱۴۷	نزول حضرت نوح	۵۶
۱۷۸	فصل بارہویں - زور بناب یاد شہداء	۷۴	۱۴۷	نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام	۵۷
	بکہ منظرہ		۱۴۸	نزول گوسفند حضرت اسماعیل علیہ السلام	۵۸
۱۸۰	دشمنان بیت از امام حسین	۷۵	۱۴۸	نزول حضرت موسیٰ	۵۹
۱۸۱	نار قبر تمام بزرگواروں	۷۶	۱۴۸	نزول حضرت سلیمان	۶۰
۱۸۲	ظانہ امام حسین باولید	۷۷	۱۴۹	نزول حضرت عیسیٰ	۶۱
۱۸۳	ظانہ امام حسین باوردان علیہ السلام	۷۸	۱۴۹	فصل سائیس - خبر دنیا رسول خدا و جناب	۶۲
۱۸۴	خواب دیکھنا امام حسین کا	۷۹		امیر شہادت امام حسین	
۱۸۴	دوای امام حسین از زجر جہنم گور	۸۰	۱۵۰	خوب بندہ اور عادی	۶۳
۱۸۵	عرض محمد بن حنفیہ نور دست امام حسین	۸۱	۱۵۱	خبر شہادت رسول خدا کا ناطق سے بیان کرنا	۶۴
۱۸۶	افواج طاغور و جنات کا حاضر ہونا	۸۲	۱۵۳	احادیث جناب رسول خدا	۶۵
۱۸۸	نزول امام حسین بکہ منظرہ	۸۳	۱۵۳	حدیث جناب امیر	۶۶
۱۸۸	مضمون خط سلیمان بن عمرو غزالی کوئی اور	۸۴	۱۵۶	حدیث بزرگوار	۶۷
	بیکر اہل کوفہ		۱۵۷	حدیث امیر بن نبی زین	۶۸
۱۸۹	کثرت خطوط اہل کوفہ	۸۵	۱۵۷	احادیث ترقی لشکر شہادت امام حسین	۶۹
۱۹۰	فصل پندرہویں - روایات حضرت مسلم	۸۶		فصل آٹھویں - اس جہت کا کہ جو کہتے ہیں امام	۷۰
	بکہ کوفہ		۱۵۹	نقل نہیں ہوئے نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا	
۱۹۰	رضعت امام حسین از اہل مدینہ	۸۷	۱۶۲	حدیث محمد بن ابراہیم طالقانی	۷۱
۱۹۱	دوای امام حسین از ام سلمہ	۸۸	۱۶۳	حدیث شکر برونغ شہادت	۷۲
۱۹۲	انتقال ساقیہاں حضرت مسلم	۸۹	۱۶۴	فصل نویں - فضائل و مناقب حضرت امام حسین	۷۳
۱۹۳	شرکت مردان بیت گندہ	۹۰	۱۶۴	فصل دسویں - بیان مذاہب قائلان امام حسین	۷۴
۱۹۳	آفاق و مشال حضرت امام حسین	۹۱			

۲۲۰	کلام جمال بن یوسف زرد	۱۳۰	۱۹۵	بیتا شد بن زرد و جیب الفتن کا کہ نہیں آتا	۱۰۲
۲۲۰	کلام امیر بن خضیر زرد	۱۳۱	۱۹۶	حال شریف حضرت مسلم	۱۰۳
۲۲۰	انعام نقل سید الشہداء	۱۳۲	۱۹۷	بیان مکہ فریب مقل ملعون	۱۰۴
۲۲۲	روحانہ جیب ابن سلطان زرد	۱۳۳	۱۹۸	حضرت زانی کی لشکر ابن زیاد سے	۱۰۵
۲۲۲	شہان امام کا فرات کا پیر	۱۳۴	۱۹۹	بیان خروج حضرت مسلم	۱۰۶
۲۲۳	احکام ابن زیاد معلوم	۱۳۵	۲۰۰	اہل مکہ کی حضرت مسلم سے پر تانی	۱۰۷
۲۲۳	بیان ایک شب کی بہت طلب کرنا	۱۳۶	۲۰۱	غیری جمال پسر طوفان	۱۰۸
۲۲۵	خطبہ شہاب سید الشہداء و اناس	۱۳۷	۲۰۲	جنگ حضرت مسلم	۱۰۹
	اصحاب باونا		۲۰۳	تنہائی دیکھی حضرت مسلم	۱۱۰
۲۲۶	وفاداری سید الشہداء	۱۳۸	۲۰۳	حضرت مسلم اہل زبیر کے وہاں لشکر	۱۱۱
۲۲۹	امام حسین کا صفوت حکم کر	۱۳۹	۲۰۴	بیان شہادت حضرت مسلم و حضرت زانی	۱۱۲
	ترتیب دینا		۲۰۵	فضل چودھویں - بیان زبیر امام حسین پر واقع	۱۱۳
۲۳۰	بعض اختیار و امام سے نکل جھنڈ	۱۴۰	۲۰۹	مقام تنہیم	۱۱۴
۲۳۰	کلام امیر بن خضیر ہمدانی	۱۴۱	۲۰۹	مقام شعلیہ	۱۱۵
۲۳۱	انعام محبت سید الشہداء	۱۴۲	۲۱۰	مقام ضعیف	۱۱۶
۲۳۲	خطبہ شہاب سید الشہداء میں شامل ہونا	۱۴۳	۲۱۰	مقام امیر	۱۱۷
۲۳۲	حضرت عمر کا لشکر سید الشہداء میں	۱۴۴	۲۱۱	مقام قادسیہ	۱۱۸
	شامل ہونا		۲۱۲	مقام حاجزہ	۱۱۹
۲۳۵	برہن خضیر ہمدانی	۱۴۵	۲۱۲	زبیر بن عقیل کی طاعت	۱۲۰
۲۳۶	وہب بن عبد اللہ کلبی	۱۴۶	۲۱۳	مقام خضیر	۱۲۱
	رفیقانہ امام حسین کا باہمی باری درج شہادت		۲۱۳	خبر شہادت مسلم بن عقیل	۱۲۲
۲۳۷	پر ناز ہونا		۲۱۴	مقام زبالہ اور خبر شہادت عبد اللہ بن زبیر	۱۲۳
۲۳۷	شہادت ابن زیاد امام دو جوان	۱۴۸	۲۱۴	مقام بطن عقبہ	۱۲۴
۲۳۷	شہادت اولاد جعفر طیار	۱۴۹	۲۱۴	مقام اشرف	۱۲۵
۲۳۷	شہادت اولاد امام حسن	۱۵۰	۲۱۶	نصرتی مقاتل	۱۲۶
۲۳۷	شہادت فرزندان جناب امیر	۱۵۱	۲۱۷	منزل قطیف ظانیہ	۱۲۷
۲۳۷	شہادت فرزندان امام حسین	۱۵۲	۲۱۸	میدان کربلا میں نزول	۱۲۸
۲۳۸	شہادت مقل خود سال	۱۵۳		امام حسین	
۲۳۸	شہادت علی بن صفور	۱۵۴	۲۱۹	کلام زبیر بن عقیل	۱۲۹

۲۸۰	تفسیر حنفی سہ ماہی امام حسینؑ	۱۸۰	۲۴۹	رضعت امام حسینؑ از اہل بیت	۱۵۵
۲۸۲	تفسیر سب سے بڑا تفسیر امام حسینؑ	۱۸۱	۲۵۰	بار دیگر امام حسینؑ کا اہل بیت سے رضعت	۱۵۶
۲۸۴	رضتیں اہل بیت کا درد	۱۸۲	۲۵۱	شمار زین العابدینؑ	۱۵۷
۲۸۵	روایت منہال بن ابو	۱۸۳	۲۵۲	شہادت عہدائے سپر امام حسنؑ	۱۵۸
۲۸۶	بیان دربار زینبؑ	۱۸۴	۲۵۳	شہادت امام حسینؑ	۱۵۹
۲۸۷	حال دربار زینبؑ	۱۸۵	۲۵۵	فریاد و زاری حضرت جبریلؑ	۱۶۰
۲۸۸	درد زینبؑ حضرت زینبؑ کا خطبہ	۱۸۶	۲۵۵	پارہ نعل کا عین زینبؑ شہادت پر بیخود	۱۶۱
۲۹۰	کلام زینبؑ حضرت امام زین العابدینؑ	۱۸۷	۲۵۵	غارت خیمہ ہائے حرم حرم	۱۶۲
۲۹۱	ایک شامی کا ذکر امام حسینؑ کو طلب کرنا	۱۸۸	۲۵۷	تعداد شہدائے کربلا	۱۶۳
۲۹۲	خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام	۱۸۹	۲۵۸	درد شہداء کے شفق	۱۶۴
۲۹۳	ایک عالم ہمدانی کا نقل دربار زینبؑ	۱۹۰	۲۵۹	دفع جناب سید الشہداءؑ	۱۶۵
۲۹۴	بیان میں زینبؑ کی کیفیت کینہ ناصر و قتل فرنگ	۱۹۱	۲۶۰	جملاً اعمال نالی رحمت	۱۶۶
۲۹۵	ذکر زینبؑ کا بیان کرنا	۱۹۲	۲۶۲	جوابت شتمل پر دفع اعتراضات	۱۶۷
۲۹۶	خواب حضرت سیکہ بنت الحبیہؑ	۱۹۳	۲۶۸	فصل پسند و چوبی۔ گندہ لہجہ و شتمل شہداء	۱۶۸
۲۹۸	حافظہ سلام حسینؑ کا خواب دیکھنا	۱۹۴	۲۶۰	روایت حضرت ام ایمن	۱۶۹
۲۹۹	بیان زندان اہل بیت حضرت و طہارت	۱۹۵	۲۶۹	روایت حفاظت شیر مہرانی	۱۷۰
۳۰۰	پندرہ روز زینبؑ کا خواب دیکھنا	۱۹۶	۲۷۰	نزل اہل بیت کو کہہ دو کلام فصاحت	۱۷۱
۳۰۱	خامی شام سے اہل بیت کا	۱۹۷	۲۷۱	انعام حضرت زینبؑ	۱۷۲
	کربلا پہنچنا		۲۷۱	خطبہ قصیر حضرت فاطمہ بنت	۱۷۳
۳۰۲	رضتیں زینبؑ پر شہادت	۱۹۸		سید الشہداء	۱۷۴
	امام حسینؑ میں منہ		۲۷۳	خطبہ ام کلثومؑ خواہر سید الشہداء	۱۷۵
۳۰۴	بیان گریہ و دعا حضرت امام زین العابدینؑ	۱۹۹	۲۷۳	خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ	۱۷۶
۳۰۵	فصل اول میں گریہ آسمان و زمین بعد	۲۰۰	۲۷۴	روایت زینبؑ زینبؑ سے معارف دار الامارۃ	۱۷۷
	شہادت امام غلام		۲۷۵	اہل بیت کا دربار امین لیا وہی	۱۷۸
۳۰۵	روایت شہداء	۲۰۱		تشریح لانا	
۳۰۶	طہارت جہنم شہادت امام حسینؑ	۲۰۲	۲۷۸	کلام حمد اللہ بن عقیف ازویؑ	۱۷۹
۳۰۷	حکایت آنور جانور کی	۲۰۳	۲۷۹	روایت زینبؑ انعم	۱۸۰
۳۰۹	روایت ابو ذر غفاریؓ	۲۰۴	۲۷۹	خبر شہادت سید الشہداء کا عین	۱۸۱







۲۵۶	فصل دوسری بیان شہادت حضرت	۳۰۵	۲۳۶	حدیث امیر المؤمنین امین	۲۵۲
	در بیان علم و تقویٰ و کتب و کتب	۳۰۶	۲۳۷	حدیث من مبارکات ابی امام رضا	۲۵۳
۲۵۲	سکونت امام علی نقی مقام ہرمین مدینہ	۳۰۷	۲۳۸	تاریخ شہادت امام رضا	۲۵۴
۲۵۳	حدیث نہایت در بیان منزل رفیع زبانی معلم	۳۰۸		<b>باب ہفتم ۷۷</b>	
۲۵۴	حالی قیام حضرت امام علی نقی			فصل اول بیان تاریخ ولادت و اسم	۲۹۵
۲۵۵	حالی قیام حضرت امام علی نقی			و کنیت و لقب امام محمد تقی	۲۹۶
	فصل اول بیان تاریخ ولادت و نسب	۳۰۸	۲۳۹	فصل دوسری بیان شہادت و بعضی	۲۹۷
۲۵۸	اسم و لقب امام حسن عسکری	۳۰۹	۲۴۰	فضائل و کمالات امام محمد تقی	۲۹۸
۲۶۰	فصل دوسری بیان شہادت امام حسن عسکری	۳۱۰	۲۴۱	معجزہ امام محمد تقی زبانی	۲۹۹
۲۶۲	تہنیر و کتبین آنحضرت	۳۱۱	۲۴۲	حال زہر دادن امام افضل زہر امام	۳۰۰
۲۶۳	حکایت دعویٰ امامت جعفر کتاب	۳۱۲	۲۴۳	حدیث شریف امام رضا و حضرت شہنام	
۲۶۵	تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری		۲۴۴	اشتیاق متعمم	
	<b>باب اول ۷۸</b>		۲۴۵	امام محمد تقی کا پیر کے متعلق فیصلہ	۳۰۱
۲۶۶	بیان ولادت امامت امام احمد	۳۱۳	۲۴۶	حال انتقال حضرت امام محمد تقی	۳۰۲
۲۶۹	کیفیت بیکر دختر بیژر قاصد مردم	۳۱۴	۲۴۷	تاریخ وفات امام محمد تقی	۳۰۳
۲۷۰	بیان خواب بیکر دختر قاصد مردم	۳۱۵		<b>باب ہشتم ۷۹</b>	
۲۷۱	خواب زبانی زینب خاتون دختر قاصد مردم	۳۱۶	۲۴۸	فصل اول بیان تاریخ ولادت و نسب امام	۳۰۴
۲۷۲	کیفیت زینب خاتون زبانی حضرت بیکر خاتون	۳۱۷	۲۴۹	و لقب و کنیت امام علی نقی	
۲۷۳	ولادت با سعادت امام العسکر	۳۱۸	۲۵۰		

عباس بک ایچینی  
 رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔ ۳



مولانا سید نھور الحسن صاحب قبلہ کوثر بہر بلوی خطیب شیعہ  
ملتان

ازم حقیقت رقم مندریب گلستان زہتر ایسکیم ممتاز کو تتر بھری پوری

## عورت کا مقام

انسانی معاشرہ میں عورت اور مرد کے وجود سے کس کو انکار ہے ان کے وجود سے تو دنیاؤں اس کا نظام چل رہا ہے۔ انسانیت میں دونوں برابر آدمیت میں دونوں برابر کے شریک بنیادی حقوق یکساں۔ لیکن تقسیم کار کے اصول میں ہر نوع کے فرائض جدا۔ ذمہ داریاں الگ۔ معاشرتی سکون کے لئے یہ ناگزیر تھا۔ کہ ان کی زندگی کی سرگرمیوں کے دائرہ میں حد قائل کھینچ دی جاتی تاکہ ہر ایک اپنی اپنی حدود کے اندر رہ کر اپنی فطری استعداد کے جوہر دکھا کر انسانیت کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے سکے۔ یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ اس نے انسانی معاشرت کو ایسے نظام سے روشناس کرایا جس سے بہتر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لیا۔ اور ایسا ضابطہ حیات مدون کیا جس میں انسان کے ہر گونہ مقادرات کا خیال رکھا گیا۔ اسلام نے مرد و عورت کی فطرت کو پیش نظر رکھا اور ان کے جنسی قوی کے مطابق دائرہ عمل کے خطوط کھینچے۔ تاکہ معاشرہ میں انتشار راہ نہ پاسکے۔ اور مرد و عورت کو اپنے اپنے کام سے دلچسپی رہے۔ ان کی زندگیوں کے دائرے جدا جدا رہیں۔ ان کی باہمی اختلاط میل جول پر قدغن لگا دی۔ اس قدغن کا نام رکھ دیا پردہ عورت کے تک دو کا دائروں بظاہر گھر کی منتشر کائنات ہے۔ اور مرد کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر ہر طرح کے مسائل و تسخیر کائنات ہے۔ نیز علمائے علم انفس کا کہنا ہے کہ انسان کے وجود میں ایک مقناطیسی قوت موجود ہے جو الیکٹرک سے بالکل مشابہ ہے اور برق سے مشابہت نام رکھتی ہے تمام اعمال زندگی میں یہ قوت کام کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس قوت سے زیادہ استقامت و طاقت ہے جب اس کی پرورش و تربیت کی جائے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہر انسان میں اس کا وجود مسلمہ ہے طبعی حالات میں بھی اس کے بے شمار آثار کا نتیجہ روز ظہور ہوتا ہے اور کوئی فرد اس کے اثرات سے خالی نہیں ہے مرد و عورت کا جنسی میلان بھی اس کا اثر ہے۔ اور اس امر کو قطعی یقینی اور مسلمہ جاننا چاہئے کہ مرد و عورت ایک مقناطیسی قوت کے زیر اثر ایک دوسرے کی طرف کھینچتے ہیں۔ محبت عشق تعلقات باہمی اسی قوت کے تحت وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد و عورت ایک نظر

میں ایک دوسرے کے حسن و جمال کے شیفقہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا کہ وہ کون سا جادو ہے۔ جو ایک نظر میں اپنا کام کر جاتا ہے۔ وہ کون سا کرشمہ ہے جس کی بدولت محبت و عشق پیدا ہو جاتا ہے اس کا یہ بیان کیا گیا ہے۔ جب مرد عورت کی نظروں لڑتی ہیں تو ایک قسم کی مقناطیسی اور برقی ہسریں ایک دوسرے سے جلا ہو کر ایک دوسرے کے جذب و کشش کی خاطر ملتے ہیں۔ ان برقی بہروں کے تلامب سے امواج برقی کی ایک سطح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس سطح کا نام محبت و عشق ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس رابطہ کے نتائج کیا ہیں۔ اس تعلق اور رابطہ پر طرفین کا یہ اثر ناگزیر ہے کہ ان میں مخصوص قسم کے افکار و حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جس قدر یہ مقناطیسی رابطہ قوی تر ہوتا ہے۔ اس نسبت سے طرفین کا اثر ہوتا ہے جو لوگ اس کا شکار بن جاتے ہیں۔ زندگی پس کا تمام آثار سے بیزار۔ خواب و خور۔ تنگ و نام۔ عزت و ناموس سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی شے کا استعمال بغیر اصول کے سم قائل کا کام کرتا ہے۔ مثلاً کھانا جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ لیکن اگر یہ اصول کے تحت اپنی مقدار سے مقررہ وقت پر کھایا جائے تو حیات بخش اور بقید وقت افراط سے مصرف میں لایا جائے تو قائل حیات بن جاتا ہے۔ آب باراں اگر وقت پر اپنی مقدار سے ہو تو رحمت اور بے وقت کثرت سے ہوتے بصورت سیلاب بن کر آجائے۔ تو اساس زندگی کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دے۔ جنسی روابط کا بھی یہ عالم وہی ہے۔ سمود مند قانون جو زوج و زوجہ میں شدید روابط کا موجب بنتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں تولید نسل بقائے نسل اور اہلی زندگی اور پاکیزہ عشق و محبت سے وجود پذیر ہوتے ہیں۔ تو جس وقت یہ بغیر اصول بے وقت استعمال ہو فنا و نیستی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور انسانی معاشرہ میں فساد عظیم پیدا کر دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے۔ دین اسلام جو خدا کا سچا دین ہے جس کی تعلیمات میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ہر مصلح عباد پر انحصار رکھتا ہے۔ تو یہاں پر بھی اسی دین اسلام نے انسانی رہنمائی کرتے ہوئے جنسی روابط میں ایک ما جانہ لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔ جنسی میلان جو خطرات کے ہمہ گیر قوانین جذب و فتنہ میں اثر ہے اس میں ایسی بے راہ روی کو روک دیا ہے جس میں انسانی معاشرت میں فنا کا احتمال ہو سکتا ہے۔ جنسی روابط کی گریز ضروریات کیلئے پردہ کا حکم دیا۔ اور غیر قانونی تعلقات کے پیش بند کی خاطر پردہ کا حکم دیا چنانچہ ارشاد قدرت ہے قل للمومنات یفعلن العبادہن

لے رسول مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ خود کو مہوں کی نظروں سے ڈھانپ لیں۔

**نکاح** انسانی کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا۔ نکاح کا بعض قبائل اور ملکوں میں نام نہ تھا۔ اور جہاں تھا وہاں غلامی سے بھی بدتر عیب شمار کیا جاتا تھا۔ بچی پیدا ہوتی ہے۔ تو اس خیال سے جوان ہوگی پھر اس کا نکاح کرنا پڑے گا۔ غیر برداری مرد کو داماد بنانا پڑے گا۔ یہ کام خاندان کی ذلت خیال کیا جاتا اس وجہ سے عرب لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور جہاں سلسلہ نکاح تھا۔ وہاں عورت زویہ تصور نہ ہوتی تھی۔ بلکہ لونڈی۔ جب شوہر مرجاتا۔ تو بیوہ بیوی خود اپنی جینی ہوتی اولاد کی میراث بن جاتی بیٹے ماں سے خود نکاح کرتے یا کسی غیر مرد کے ہاتھ چند سکوں کے عوض میں فروخت کر دیتے عرب کے علاوہ ہندوستان میں بھی یہ رسم تھی بلکہ یہاں ایک ظلم یہ بھی تھا۔ کہ جب شوہر مرجاتا۔ خواہ وہ زندگی کے کسی حصے میں ہوتا۔ اور عورت بھی خواہ شباب کی گود میں ہوتی یا بوڑھا پے سے بنگلیہ یا ابھی گوارہ بچپن میں اس کو شوہر کی میت کے ساتھ جب کہ وہ نذر آتش کی جاتی تھی تو گناہ کے بھرتے ہوئے شعلوں میں خود بھی کود کر اپنی زندگی کو ختم کرنا ہوتا اور اگر وہ یہ کام نہ کرتی تو اس کے زندہ رہنے کو ایک خاندانی عیب اور نحوست خیال کیا جاتا۔ عرصیکہ عورت ہر جگہ قبل از اسلام ہوس رانی کے لئے استعمال ہو رہی تھی اسلام نے جہاں مرد کو معراج کمال پر پہنچایا وہاں عورت کو بھی حیات کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ باپ کو بیٹی کے زندہ رکھنے کا درس دیا اور غیر کو داماد بنانا بخت فخر اور خاندان کی عزت قرار دیا۔ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو اس کا وارث اور بچوں کا نگران بنا کر ان الفاظ کی جھلک کے ساتھ کہ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے اولاد کی مثل ارتقا طے کرنے کا ذریعہ ماں کو بنایا۔ شوہر کے ساتھ جل مرنے سے جان بچائی گھر کی چار دیوڑی میں بیوہ رہ کر بیٹھنے کا نام خاندانی شرافت رکھا۔ اور نکاح ثانی کرنے کا حکم دے کر عورت کی اس دو بارہ ازدواجی زندگی کو معاشرہ کی عزت کا چاند قرار دیا عرصیکہ اس معاشرہ انسانی میں دلیل مخلوق کو اسلام نے عزت دوام بخشی۔ حیات انسانی کا جزو لازم قرار دے کر مردوں کے برابر حقوق کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

عورت کو نفسانی ہوس کا شکار ہونے سے روکنے کی خاطر پردہ کا حکم دیا گھر کی چار دیواری میں **پردہ** رہ کر شوہر بھائی بہن۔ ماں باپ۔ اولاد کی پرورش کو انسانی معاشرہ کی خدمت منظمی کا نام دیا۔ اور اس پردہ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شخصیت، فاطمہ الزہراء جیسی بلند کردار سیدتنا

والعالین اور اپنی چادر دے کر انسانیت کا پردہ رکھنے والی جناب زینب جیسی شخصیتوں کو جنم دے کر معاشرہ نسوانیت کو انسانیت کیا۔ دنیا تے معصومیت کا فخر بنا دیا۔ لیکن آج کا مسلمان تہذیب مغرب میں بہہ کر نام کا مسلمان رہ کر پھر قبل از اسلام والی زندگی سے ہمکنار ہو گیا ہے اور آیات انیار کو دے دیں۔ اور انیار کی روایات خود حاصل کر لیں۔ اور اس ناقص العقل مخلوق عورت کو ترقی کرنے کا نام دیکر اپنی ہوس رانی کیلئے بازار میں لاکھڑا کیا۔ دفتر میں مہکادی فطیر، کھانا کھا کر اپنے اپنے دوش بدوش اس کے حن کا نظارہ کرنے کیلئے آنکھوں کی پیاس دل کی آگ بجھانے کیلئے اس عورت کو جگہ دی۔ بلکہ یوں کہوں آج وہ فرم تجارتی فرم اور حکمہ ترقی یافتہ کہلانے کے لئے حقداری ہی نہیں جس میں صفت تازک کام نہ کر رہی ہو۔ وہ مغل مغل ہی نہیں۔ وہ سیر گاہ سیر گاہ ہی نہیں۔ جہاں یہ قوم کی بیٹی باریک لباس زیب تن کر کے لپ سٹک اور میک اپ سے اپنے حسن کو چار چاند لگا کر اپنی شرافت کا ثبوت دینے کے لئے مغل و سیر گاہ میں نہ جاتے بازار میں چلنے پھرنے کو تو کوئی تھان ریشمی دسوتی ایسا دے گا جس پر ایک دل بھا دینے والا لڑکی کا فوٹو نہ ہو۔ مشروبات خریدتے یا کسی طرح کا تیل لیٹھے ہیشی پر عورت کا فوٹو ڈیسی گھی و دنا سستی گھی خریدتے۔ ہر جگہ عورت کا فوٹو۔ جو تا خریدتے یا کوئی کھانسی تله وغیرہ امراض کی دوا کی شیشی۔ ہر پر زلف پر لیشان ایک حسینہ کا فوٹو غرضیکہ بازار میں کھانے پینے، ضروریات زندگی کی کوئی شے خریدتے ہر ایک پر نوجوان نیم عریاں شوخ حسینہ کے فوٹو کا لیبل لکھائے گا۔ اور آج کل تو امریکہ پیرس میں ایسی فرمیں کھول دی گئی ہیں۔ جہاں علاقہ کے خوبصورت ترین لڑکیاں بن سنور کر تیار ملتی ہیں تجارتی لوگ آتے ہیں ان لڑکیوں کا جائزہ لیتے ہیں جو زیادہ حسین نظر آتی ہیں، چند پیسے دیتے۔ اس کا فوٹو اتار لیا۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کے کیلئے اپنی ہر شے پر اس کا فوٹو چسپاں کیا جا رہا ہے۔ تو گویا جس جگہ اور جس مال پر عورت کا فوٹو نہ ہو وہ مال رومی تصور کیا جاتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا۔ کہ تجارت مال کی نہیں بلکہ عورت کی کی جا رہی ہے عورت کو اس کی ترقی کہہ کر خوش کیا جاتا ہے۔ رگ سدا عدلتے اسلام نے جس ناچ و رنگ کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ ثقافت کا نام دے کر تہذیب و ادب قوم و ملک کا درجہ دے دیا۔ جگہ جگہ ثقافت کے نام پر جلسے منعقد کرنے اور قومی و ملکی تہذیب و ادب کے نام پر ناچ و رنگ عام کیا جا رہا ہے۔ یہ کام ہے اوپر کے طبقے کا ذرا عزیز طبقہ کی بھی سنیے، پاکستان میں آج جو برقعہ اور لباس استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو کہ نا تو کسی کلچر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس برقعہ میں نسوانی وقار اور حیاداری کو دخل ہے۔ باریک جا رجٹ کی دو نقابیں لگی ہوتی ہیں۔ مگر استعمال ایک ہوتی



ہے بلکہ اکثر چہرے پر تو میرے خیال سے ہوتے ہی نہیں ہیں ایک نمائشی جذبہ ہے چہرے کا ایک  
اپ ہونٹوں کی سرفی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا گجرا۔ ہار جٹ کے نقاب سے چھین چھین مردوں کی  
نظروں پر اپنا اثر ڈالتا ہے میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ درست ہے کہ جب کوئی عورت کسی کان  
پر باریک سی برائے نام نقاب کے پیچھے دیدے ملکتی ہوئی بھاڑ کرتی ہے تو اللہ معاف  
کرے۔ یوں لگتا ہے چلمن سے کسی کو اشارے کر رہی ہو۔ یہ ہے برقعہ اور پردہ داری۔ اس  
سے بڑھ کر اور فریب کیا ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ برقعہ کو پردہ داری کا نام دے کر کھلی ہوئی بے  
پردگی دعوت نظارہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دھم بگڑی ہوئی شکل کے برقعہ کا ایک  
نفسیاتی نکتہ غالباً آج ہر ایک انسان محسوس کر رہا ہے کیا دیکھ رہا ہے اور میں اس کیفیت کو پوری  
طرح بیان نہ کر سکوں۔ بہر حال آپ تصور فرمائیں پاؤں میں چھوٹی چھوٹی دوپٹیوں کی چیل اس کے  
اوپر ساٹن کی تنگ مہری کی شلوار۔ اور قدموں کے ساتھ اس کے لہرے کھاتے ہوئے بل یا  
رنگین ساڑھی کا چھولدار باد ڈر گھٹنوں سے ذرا نیچے تک اس نامر اور برقعے کا دامن اور کر کے ساتھ  
کوہوں کے خم کو نمایا کرنا ہوا گھیرا۔ اور پھر وہی سیاہ نقاب سے جھمکتا ہوا چہرا اس قبیل و  
قال اور سچ صحیح کی عورت جب راہ سے گذرتی ہے۔ یقین فرمائیے کتنی مردانی نگاہیں اس برقعہ  
پوش عورت کا طواف کرتی ہیں۔ دراصل مذکورہ برقعہ اور اس کا استعمال ایک ایسا فریب ہے جس  
کا تصور کرتے ہوئے پردہ داری بھیجا بھی مارے جیا کے مرجاتی ہے۔ اور طالبات نے تو برقعہ کے  
نام پر گاون اپنالئے ہیں۔ ان نئی نئی جدتوں کے پیش نظر خدا معلوم یہ چھیڑے کل کیا صورت  
اختیار کریں گے؟ اے قوم کی بیٹی اشرم شرم یہ تیری ترقی نہیں بربادی کا دور ہے۔ اپنے تلخ  
اسلاف پر تو نظر ڈالو۔ کیا عالم اسلام میں بڑے بڑے مدبر۔ عاقل۔ فاتح۔ جرنیل۔ کرنیل پیدا کرنے  
والی ماہیں اور شرافت سے تسخر کرنی والی عورات اسلام۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر عالم سلوٹ  
کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ تھیں کیا انہوں نے حکومت میں نشستیں مانگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کی  
دختر قوم نے اسلاف اور موجودہ قوم کی شرم و حیا کے جنازے کو بے گور و کفن دفن کر دیا ہیں  
میں دختران قوم خاص طور پر اہل بیت رسول کے نام لیواؤں سے یہ گزارش کرتی ہوں۔ کہ  
مہربان ماضی میں اور کردار اہل بیت پر نظر ڈالیئے اور موجودہ زمانے کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اگر  
تم یہ برقعے لے کر بن سنور کر بازاروں میں جاؤ تو مجلس سنا تمہارے کس کام آیا۔ امام مظلوم نے  
علی اصغر اور علی اکبر کو تمہارے پردہ کیلئے دیا تھا۔ چاند سا عباس بھائی۔ حبیب سا ساتھی چہرہ

بن یقین اور مسلم بن یونس جیسے اصحاب دینے۔ صرف آپ کے پردہ کے لئے فاطمہ الزہراء کی بیٹی زینب کیوں ننگے سر ہوئی۔ صرف اس لئے کہ اسلام کی بیٹیوں کا پردہ محفوظ ہو جائے لیکن گرم مجلس میں آؤ اور عمل سے مخالفت اہل بیت کیا یہی اسلام ہے مجھے یقین ہے کہ جناب زینب کے پردہ کو روندوانی عورت کبھی بے پردہ نہ پھرے گی اور ایسے برقعے کا استعمال نہ کرے گی۔ خدا ایسا ہی کرے اے دختران ملت جعفریہ خداوند عالم صدقہ اہل بیت تمہارے پردے کو محفوظ رکھے آل رسولؐ نے کبھی تشہیر ہونے کے بعد سر کھلے بازاروں درباروں میں جانے کے بعد ننگے سر پھرنا گوارا نہ کیا نہیں ہرگز انہوں نے میری میں بھی بازاروں اور درباروں میں ہاتھوں سے اور بالوں سے اپنے روتے مبارک کو چھپایا تم ان کے نام لیوا ہو۔ زمانہ بہت نازک چال چل رہا ہے۔ ابھی تم نے امیر مختار جیسے جبری اور نادر شاہ جیسے حکمرانوں کو اپنی گود میں پرورش کر کے ملت جعفریہ کی حفاظت کرنی ہے۔ زمانہ کہیں چلا جائے کم از کم تمہاری گود تو اسلامی تیم کا گوارا ہو۔ اور نو نہالان قوم کے لئے درس عصمت نبی رہو۔ حیات اہل بیت کا مطالعہ کتب سے کیجئے۔ مذہب شیعہ سے جن میں جلاء العیون میدان سیرت میں ایک رہنما کا مقام رکھتی ہے جس کا مطالعہ تم کو بتائے گا۔ کہ اہل بیت نے پردے کا کیا حکم دیا اور کیسے عمل کر کے دکھایا۔ میں دعا کرتی ہوں خداوند کریم میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دختران قوم کے لئے اس نازک دور میں مستقل ہدایت کا کام دے۔ اور ہم سب دختران ملت جعفریہ کا پردہ تصدق دختران فاطمیہ قائم اور محفوظ رکھے۔ آمین۔

## مقدمہ

اس عالم کون وفساد میں ہر ذمی حیات فطرۃً نجات کا طالب نظر آتا ہے انسان چونکہ جسم و روح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے جسمانی تکلیف سے بچنے کے لئے ہم تن کو شام ہے اگر سیاسی لگتی ہے تو پانی پیتا ہے اگر بھوک ہے تو کھالے کی ضرورت ہے۔ گرمی و سردی سے محفوظ رہنے کے لئے لباس اور مکان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روہانی تکلیف سے بچنے کیلئے مذہب کی ضرورت ہے۔ مذہب ان اصولوں کا نام ہے۔ جن پر عمل کر کے انسان دنیا میں بھی آرام سے زندگی بسر کرے اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچ جائے۔ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ انسان کے بننے ہوئے اصولوں نے کبھی ساتھ نہیں دیا۔ دیکھ لیجئے آج ہم سب اہل اسلام جاہل کیا عالم، محدث و مفسر کیا مفتی و مجتہد کیا سب کے سب مل کر پاکستان میں اپنا دستور یعنی قانون تیار کر رہے ہیں۔ بنا بھی رہے ہیں اور بدل بھی رہے ہیں۔ آج بنا۔ کل کے ایک کونے سے آواز بلند ہو گئی یہ قانون بدلو۔ ہمارے موافق نہیں۔ اس کے بنانے والے خدا رکھتے نے بدل دیا پھر قانون بنایا۔ پھر جلسے ہونے شروع ہوئے جلوس نکلنے لگے۔ یہ قانون و حکومت بدلو۔ ہم یہ حکومت نہیں چاہتے۔ عائلی قانون کی ہم کو ضرورت نہیں آدمیوں کے بنائے ہوئے کو کبھی اچھا نہ کہا گیا اور نہ وہ اچھا ثابت ہوا ہے جب امور دنیاویہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے سود مند نہیں ہو سکتے۔ تو امور آخرویہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے کبھی عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ عذاب سے بچا کر، جہنم سے نجات دلا کر جنت کے انعامات کا مستحق بنانے والا وہ جس کو خود خالق جنت دوزخ نے بنایا ہے۔

قرآن پاک ہی پیش کر رہا ہے۔ آدم سے لے کر سید رسالت محمد مصطفیٰ تک دو قسم کے انسان گذرے ہیں۔ ایک وہ انتہائی درجہ کے ظالم۔ عاقر۔ خائن۔ بدعاش۔ چور۔ اچکے۔ ضالین و مغضوب دوسرے انتہائی عادل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ امن امان سے رہنے والے شریفیت ہدایت پائے ہوئے۔ نعمت خداوندی کے مور و۔ زبان قرآن میں ایک گروہ صراط الذین انعمت علیہم ہے وکرام علیہم المغضوب علیہم و لا الضالین ۵ ہے اور گذشتہ تاریخ

نیک و بد قرآن نے اس واسطے بیان فرمائی کہ آئندہ آنے والی نسلیں ظالم و گمراہ مغضوب لوگوں سے نفرت کریں ان کے اصولوں پر عمل نہ کریں۔ ان جیسے نہ بنیں لوگوں صاحبان ہدایت سے محبت رکھیں۔ ان جیسے کام کریں۔ ان کے اصولوں پر عمل کریں، ہر بی میں ظالم سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں تیرا اور متقی و عالم و ہدایت یافتہ سے محبت رکھنے کو کہتے ہیں تو لانا نتیجہ صاف نکل آیا کہ نجات پانے کے لئے تیرائی اور تولائی بنا پڑے گا۔ جو ان وصفات کے مالک وہ ناجی جو ان کے علاوہ ہیں خواہ وہ اپنی دانست میں کتنے ہی زاہد عالم۔ عابد ہوں گمراہ ہیں لفظ تولانا نکلا ہے و لا سے پتہ چل گیا مغضوبین کے مقابل نیک لوگ اور ہدایت والے ہیں ولی اور ولی کی جمع اولیا۔ نجات اس کے لئے جو اولیا اللہ جیسے کام کرے اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے

فدیتا ہدی و فریقاً حق علیہم الضلالة انہم اتحدوا الشیاطین

اولیاء من دون اللہ و یحسبون انہم مہتدون (۱۳۷) یعنی ایک

فرقے نے ہدایت پائی اور ایک فرقے پر گمراہی ثابت ہوئی۔ تحقیق انہوں نے شیطانوں کو خلاف حکم خدا اولیا پکڑ لیا۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہدایت پانے والے ہیں بسبب گمراہی قرآن یہ بتلایا۔ کہ لوگوں نے اولیا اللہ کو چھوڑ کر شیاطین یعنی ظالم۔ غادر۔ خائن اور بد لوگوں کو اولیا بنا لیا۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ماہرین نفسیات سے کہ انسان ظالم۔ چور۔ ٹھگ، بدعاش اس وقت بنتا ہے۔ جب اس کے سامنے اچھائی نہ رہے اس کے دل سے رحم کرم کا نور ختم ہو جائے اس کے نور کے جانے سے دل کی آنکھیں اندھی اور دل کے کان بہرے اور زبان گونگی ہو جائے۔ کرم و رحم سے کسی کو نہ دیکھے۔ کسی کی فریاد نہ سنے اور کسی مظلوم کو جواب نہ دے۔ بلکہ برائی کو اچھائی سمجھ کر مخلوق پر ظلم کرنا چلا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ دل کے اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ مغضوب ضالین اور شیاطین ان کے مقابل جو جماعت ہے۔ اس کا نام ہے اولیا اللہ وہاں دل کی آنکھیں رکھنے دل کے کانوں سے لوگوں کی فریاد سن کر مدد کرتے اور ان کے کام آتے ہیں۔

مثل الذی یقین کلاً علی والاصمۃ والبصیر والسمیع دھل یستویان مثلاً افلا تذکرون (۱۲) دونوں فرقوں کی مثل ایسی ہے۔ جیسا کہ اندھا اور بہرا۔ دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔ تم لوگ کیوں نصیحت نہیں لیتے اولیا شیاطین اندھے اور بہرے اور ان کے اطاعت گزار بھی

اولیاء اللہ دیکھنے اور سننے والے اور ان کے اطاعت گزار بھی۔ یہ دنیا دار عمل اور تجربہ گاہ ہے  
نیز انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ

صحبت صالح ترا صالح کند      صحبت طالح ترا طالح کند

دوست چور۔ اچکے۔ ظالم ہونگے۔ تو آدمی برا ہے۔ اگر دوست نیک ہیں۔ عادل ہیں تو آدمی  
اچھا ہے لہذا ان لوگوں کو ولی پکڑا ہے۔ جو اندھے بہرے گونگے پاگل مجنون۔ دیوانے ہر  
وقت ننگے دھڑنگے پھرنے والے۔ بھنگ پینے والے جن کو خود اپنی ہوش نہیں تواری سننے  
کے شائق سارنگیوں کی سریلی ٹریں مست ہو کر واجد اور حال میں آجانے والے۔ ان کے  
ماننے والے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں ملتان میں ایک آدمی پھرا کرتا ہے۔ تمبیض اور دھوتی  
سے برہنہ اور کبخت نہ بچوں کو دیکھتا ہے نہ بڑوں کو اور نہ مردوں کو نہ عورتوں کو جہاں دو  
چار مرد یا عورتوں کو دیکھا۔ ان کے آگے ننگا جا کھڑا ہوا۔ نہ اسے عورتیں کچھ کہتی ہیں نہ مرد بلکہ  
بیٹھ کر اس کی ٹانگیں دباتے ہیں۔ ٹانگے اور سائیکلوں پر بٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو لے  
جاتے ہیں خدمت کرنے کے لئے ایک دن میں آ رہا تھا۔ جو اسنے دیکھا اور وہ میرے سامنے  
آکھڑا ہوا۔ میں نے کہا دوڑ جاؤ کبخت ننگے پھر رہے ہو فوراً لوگ دوڑ آئے اور کہنے لگے نہ بھی  
کچھ نہ کہو یہ تو اللہ کا ولی ہے۔ میری یہ سن کر چیخ نکل گئی۔ مولانگے لوگوں کو یہ مسلمان ولی کہ  
رہے ہیں اور تیرے علیؑ ولی اللہ کہنے والوں کو کافر بتا رہیں۔ الغرض اس واقعہ سے میرا یہ  
بیان کرنا مقصود تھا۔ کہ اہل اسلام میں ایک فرقہ ان لوگوں ولی کہہ رہا ہے۔ لہذا جیسے خدمت  
ویسا انسان جیسے یہ ولی پاگل ویسے ماننے والے۔ جیسے بیوقوف اور شریعت سے جاہل  
ویسے ماننے والے جیسے یہ اندھے گونگے بہرے ویسے ماننے والے اور جیسے گمراہ یہ ویسے  
ماننے والے جیسے اولیاء شیطاں یہ ویسے ماننے والے اگر یہ خدا کے ولی ہوتے تو خدا  
ان کی عقل نہ کھوتا۔ یہ برہنہ نہ پھرتے کیونکہ برہنگی کی حالت میں رہنا یہ بھی معاشرہ انسانی میں  
ذلت خواری اور عذاب خداوندی ہے اور خدا اپنے اولیا کا یہ حال کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ  
اولیاء خدا تو اندھوں کو آنکھیں دینے والے بہروں کو کان اور پاگلوں کو عقل جاہلوں کو  
علم دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ولادت اور اولیاء کے متعلق قرآن پاک سے  
مفصل طور پر بحث پیش کی جائے جس سے اچھی طرح ہر ایک انسان اولیاء ہی اور ان کا راستہ  
جان لے گا۔

فوق درجہ نبوت و رسالت و امامت درجہ ولایت ہے

## درجہ ولایت مطلقہ

رسول ہو یا نبی دامام یہ ان نفوس مقدسہ کے نام ہیں۔ جن کو خداوند کریم نے ہدایت کا ذرا نام کیلئے بھیجا۔ اور ولی یہ اس کا اپنا نام ہے۔ حقیقتاً بالذات ولی مطلق پروردگار عالم ہے۔ ثانیاً و بالترتیب وہ اولیاء ہیں۔ جن کی ولایت کا خود اس نے ارشاد فرمایا ہے عام انسانوں پر افضل اہل اسلام یعنی مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور اہل ایمان سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل ہے امام۔ وہ انبیاء جو منصب امامت پر فائز ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں وہ نبی و رسول بھی ہیں۔ اور درجہ امامت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان انبیاء و مرسلین پر جو امام نہیں افضل ہیں۔ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعضی و اتینا داؤد ذبواہ بمحقق ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور بخشی۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما۔ اے ابراہیمؑ بیشک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں پس مسئلہ امر ہے کہ وہ نبی بھی اور رسول بھی تھے ساتھ ان کو امامت بھی دی گئی اور اسی طرح بعض انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وجعلناہم امة یهدوننا وادینا الیہم فعل الخیرات و اقام الصلوة و ایتة الزکوة و کانوا لنا عبدا (انبیاء) ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اچھے کاموں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے پس ان امام انبیاء کو ان انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جو نبی ہیں رسول ہیں۔ مگر امام نہیں ہیں اور اولو العزم نبیوں سے مراد یعنی امام انبیاء ہیں۔ عام انسانوں سے افضل مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور مومنین سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل امام۔ امامت سے افضل ہے ولایت جو ولی ہوگا۔ اس میں صفات نبوت، رسالت و امامت بھی پائے جائیں گے۔ جیسا کہ تاج دار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰؐ بمصدق آیت مجیدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ ولی مطلق ہیں۔ پس نبی بھی رسول بھی امام بھی اور ولی بھی یعنی جو انبیاء امام تھے آپ ان سے بدرجہ ولایت افضل ہیں۔ آپ بعد خدا تمام کائنات سے خواہ وہ انبیاء ہوں یا مرسلین یا ائمہ افضل ہیں۔ اور آپ پر کسی دوسرے کو فضیلت نہیں ولی مطلق ہونے کا آپ پر تمام مدارج و مراتب سے خاتمہ ہے اور آپ ہی

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے دکن رسول اللہ و خاتم النبیین (عزب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ اسناد لیکھ اللہ و رسوله دالذین امنوا الذین یقیمون الصلوة و یؤتون الذکوۃ و هم ذاکعون (مائدہ) سولئے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ . . . . قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں ساتلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؑ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت و رسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی و رسول ہوتے۔

معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب معیار ولایت مطلقہ ہاوی نگہبان و ارشاد دست کے ہیں۔ اور قرآن پاک سے بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہ ہوالی (شوری) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالہم من دونہ من ولی ولا یشرك فی حکمہ احد (او کہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نہ کیا جائے قل انبیاء اللہ اتخذوا فیما ظہر السموات والارض دھو یطعمہ ولا یطعمہ (انعام) ائے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا سیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا وادق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ دھو الولی المحمید (شوری) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یفضل اللہ فما لہ من ولی من بعدہ (شوری) اور جس کو

خدا ہی گمراہی میں رہنے دے۔ پھر اس کا کوئی بادی نہیں و من یضلل فلن تجد له ولیا  
 موشد (کہتے ہیں) جو شخص گمراہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے کوئی بادی و مرشد نہ پائے گا۔ مائکھ  
 من دون اللہ من دلی ولا نصیر (بقرا) نہیں ہے سوائے خدا کے کوئی بھی تمہارا نگہبان  
 اور مددگار۔ واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (سہ بار بار  
 اہلنا تو ہمارے لئے اپنی طرف نگہبان اور مددگار مقرر فرما۔ فہب لی من الدنک ولیا  
 یرثنی دیوث من آل یعقوب واجعلہ رباً نصیراً (مریم) بار بار اہلنا۔ تو اپنی طرف سے  
 مجھے وارث بخش دے کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ ومن قتل ظلوماً فقد جعلنا  
 لولیتنا سلطاناً۔ اور جو شخص مظلوم ہو کے شہید ہوا بیشک اس کے وارث کے لئے ہم نے  
 ایک سلطنت مقرر کر دی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخدر جہہم من انظلمت الی اللہ  
 (بقرا) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے  
 واللہ ولی المؤمنین (قرآن) واللہ ولی المتقین (مجاہد) خدا ہی مومنین اور متقین کا  
 دوست ہے ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ ولی متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔  
 اور ہاں یہ بات بھی قابل تدریس ہے۔ کہ ولایت الہیہ جس کے معنی دوستی کے ہیں اس کا صر  
 خاص ایمانوں پر ہے جیسا کہ آیت کے معنی سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اب چونکہ آیت انسا و لیکم  
 اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین امنوا سے نہیں جس کے معنی دوستی  
 کئے جائیں۔ اور نہ ابتدائے آیت میں یا ایہا الناس ہے۔ ہاں صورت کو لفظ ولی بمعنی دوست  
 نہ ہوتا۔ کیونکہ جنس ناس میں جملہ مومن، کافر منافق، مشرک شامل ہیں۔ اور خدا مومنوں کے  
 علاوہ کسی کو دوست نہیں رکھتا مگر پھر بھی ولایت کے معنی محدود تو ہو جاتے ہیں اس کا صر  
 فقط لوگوں پر ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلق طور پر انسا و لیکم اللہ فرمایا ہے اور جبکہ ولی بمعنی  
 بادشاہ مراد ہیں۔ اور یہی درست و سچا کہ خداوند عالم کی بادشاہی ماسوا اللہ سب پر ہے اور  
 تصرف و غلبہ بھی حاصل ہے۔ حقیقتاً و اصالتاً بالذات ولی مطلق خداوند تعالیٰ پھر اس کی طرف  
 سے اس کا رسول مقبول بھی ولی پھر خدا اور رسول کے بعد وہ نفوس مقدسہ جن کی خاص صفت  
 حالت رکوع میں زکوٰۃ و نیایعنی حضرت علی اور دیگر گیارہ اولاد علی علیہم السلام ہیں۔ الحاصل  
 فوق درجہ ولایت سے اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ، و بادشاہی حکومت  
 و حفاظت و ہدایت ہے۔ پس ولایت مطلقہ الہیہ سے مراد یہ ہے کہ جملہ ماسوا اللہ پر خداوند



عالم ہی بادشاہ متصرف، غالب بر ایک کا ہاوی۔ محافظ، مرشد و مربی ہے۔ اور اس پر کسی کو تصرف فوق غلبہ حاصل نہیں۔ اس کے بعد اس کا رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اہل بیت علیہم السلام اولیاء برحق ہیں۔ کہ اس کی ولایت الہیہ کا ظہور ان ہی کے وجود نورانی سے ہے۔ اور یہی مطلب ہے ان کو اپنے بعد ولی مقرر کرنے کا وہ ہر حال میں ولایت الہیہ کے ماتحت و مطیع و محکوم اور تابع فرمان کبریائی ہیں۔ ان پر وہ غالب و متصرف ہے۔ کیونکہ وہ خالق اور یہ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ معبود مطلق اور یہ اس کے عبادت گزار بندے ہیں۔ مگر سوائے اس کو ولی مطلق حضرت سبحانہ و تعالیٰ کے اور کسی کو ان پر غلبہ و تصرف حاصل نہیں۔ اگر کوئی ان کی جگہ آئے یا ان پر غلبہ و تصرف کرنے کی کوشش کرے وہ ذنوب کافر و مشرک ہے جیسا کہ خدا اور رسول پر غلبہ حاصل کرنے والا کافر و مشرک ہے۔ کیونکہ بعد خدا اور رسول یہ اولیاء مطلق ہیں اور جہد عالم بائوبی دہائوبی بربادی و ذریعہ اور تصف و غالب ہیں۔

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا (فرقان صاحب برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام عوالم کے لئے نذیر ہو۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ جتنا اختیار وسیع پیغمبر کو دیا گیا اتنا ہی اہل بیت کو۔ کیونکہ فرمان رسول ہے انا مدینة العلم وعلیٰ بابہا تترندی) پس جس طرح جملہ عوالم تحت نذارت آنحضرت ہیں جس میں ملائکہ انبیاء مرسلین۔ غوث۔ قطب۔ ابدال، سب شامل ہیں، کیونکہ وہ عالمین سے خارج نہیں ہیں اس طرح تمام عوالم تبصرت تحت اہل بیت ہیں، کیونکہ معیار ولایت مطلقہ ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

معیار ولایت مطلقہ سے مراد ہے کہ وقت خلقت  
**ولایت اور مسئلہ حاضر و ناظر:** آسمان و زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم، شمس و قمر، جن و انس، غرضیکہ تمام مخلوق سے پہلے یہ موجود تھا۔ اور خلقت کائنات پر گواہ بنے کیونکہ ان کا نور اس وقت موجود تھا۔ جبکہ خداوند عالم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ارشاد باری ہے۔

انفخونہ و ذریعہ اولیا من دونی و لهم لکم عدوین للظلمین بذل لاظ  
 ما اشهد قہم خلق المسنوت والارض ولا خلق انفسہم وما کنت متحل للظلمین  
 ععدا کہم کیوں میرے حکم کے سوا تم شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا ولی مقرر کرتے ہو۔  
 حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں۔ برابر ہے ظالموں کے لئے میں نے وقت پیدا کئے آسمان

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضر و موجود) شاید نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آیت مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان وزمین و مخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو اولیا برحق ہیں۔ انہیں ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضر و حاضر) قرار دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہذا بعد خدا و رسول اور اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور اولیا برحق ہیں

## وجود رسول و آل رسول قبل مخلوق تھا

حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب میانت البدایہ مصنفہ علامہ نور اللہ عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اول ۱۹۵ء سے تحریر کرتے ہیں جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابو بصیر متلاد العرش و الکومی و متلاد السموات و الارض و متلاد الشمس و القمر و الکواکب و الحجب و السوادق و نحن ارباب ذالک الاسباب و ان الله هودبُ الابهاب، یعنی ہم ہیں رب عرش و کرسی کے اور ہم ہیں رب آسمان وزمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب لوح قلم کے اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس و قمر و کواکب اور حجب ہائے قدس و جلال و سوادق عظمت و کمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے رب اور خداوند کریم رب الارباب ہے ابو بصیر نے عرض کی یا بن رسول اللہ میں قربان جاؤ آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمائیے فرمایا ابو بصیر رب کے معنی مالک اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی زبانی عزیز مہر کو رب کہا ہے و قال الذی ظن انہ نذیر منہما اذ کوفی عند دہک (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا (حضرت یوسفؑ) نے کہا کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاودہ الرسول قال ارجع الی دہک (یوسف) جب شاہی قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا کہا اپنے رب مالک کی طرف پلٹ جاؤ نیز اسے

ابو بصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے و اشرفت الارض بنور بہارہم اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے نہ نور خدا کیونکہ تو دیکھتے ہیں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے ان توفیق تم مجھ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير (انعام) باقی رہا۔ فلما تجلّی ربه للعباد (الاعراف) پس یہاں رب سے مراد امام حجت خدا ہے جو مالک مرنی عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابو بصیرؑ وہ نور امامت ائمہ اہل بیت رسالت تھا۔ جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کر سکے اور اس میں یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہو سکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یذل ولا یدال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ ابے ابو بصیرؑ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مرنی) مالک ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب ظہور ہے پس اسی کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ و سقاہم و بہم شرباً بظہورنا (سہم) اور ان کا رب (امام) ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابو بصیرؑ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی عنایت انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابو بصیرؑ اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زبانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بہ سبب محدود ہونے کے ایک حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرمائے تو زبان قدرت سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابو بصیرؑ یہ نور و روح اس کے حبیب و محبوب حضرت محمد مصطفیٰؐ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلان انحن کلمۃ اللہ العلیہ۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ ایسا رقبے نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ ستر نہ

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفضل و جلا ہوا جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفعل نورنا من نورہنا کثشعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور حدیثہ تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح و تہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت و رحمت و التفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتھ المرادو انتھ المریدون و انتھ خیادی من خلقی فوعذتی و جلالی لولا کھ لما خلقت شیئاً اے میرے بندو اخلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدہ مخلوق ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطریت سے بست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلو ادیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ و المخلوق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصہ الہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے ہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ماسوئی اللہ برحاکم و متصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیر تمہارا نور اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک سمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہیبت و جلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش و کرسی پیدا ہوئے پس عرش و کرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و ملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء و ملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ صحیح الانبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء و ملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیر جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب السموات والارض ہیں۔ اے ابوبصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب اللوح و القلم ہیں۔ اور امام حسینؓ سید الشہداء السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور جوارحین ہیں۔ اے ابوبصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر کو اکب اور جماہائے نورہ سر ادق نکلتے اور مومنوں کی روہیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روہیں ہمہی نائل اور مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا یا علی اباوانت ابواہ ہذہ الامت ما اے علیؓ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی و نحن ادباب ذلک الاسباب ہیں۔ اے ابوبصیرؓ جب خدا نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب ہوا۔ استکبوت ام کنت من العالمین رض کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ اس وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی تھے نہ تھے سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی شے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی ہم ہی اول البشر و ابوالبشر و اول الانبیاء و افضل الخلق و مبدأ کائنات و اول العابدین و اول المؤمنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت آدم

سے تین لاکھ سال قبل پیدا ہوا۔ پس ان پر ہم کو فوق ہے لہذا قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانی ان كنت ابن آدم صودة۔ ملی فیہ معنی شاہد با بوقی یعنی اگرچہ میں بصورت فرزند آدم ہوں مگر اس کے وجود میں ایک شاہد بین موجود ہے کہ پدر آدم ہوں۔ و قال امیر المؤمنین ائی خدمت طینت آدم بیدی اربعین صلحا۔ میں نے حضرت آدم کی طینت (قالب) کو چالیس روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ہے۔ اسے ابو بصیر ملائکہ حضرت آدم کے پیچھے کھڑے ہو کر تعظیم و تکریم بجالاتے تھے۔ حضرت آدم نے ایک مرتبہ سوال کیا تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوئے ہو۔ آگے کیوں نہیں کھڑے ہوتے۔ عرض کی ہم ان انوار کی زینت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جو آپ کی پشت میں ہیں۔ پس دراصل یہ تعظیم و تکریم ہمہماتے انوار تقدس کے لئے تھی۔ نہ صورت بشری آہی کے لئے اور باطن و حقیقت آدم اسی نور کی ایک شعاع تھی جب حضرت آدم بہشت میں ساکن ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا۔ اور جب باہر آئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا یہاں تک کہ ان کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت شیث کے صلب میں آیا۔ پھر حضرت نوح کے صلب میں۔ اور جب حضرت نوح کشتی پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل سے کشتی کو نجات ملی اور اس نے کوہ جودی پر قرار لیا۔ پھر حضرت ابراہیم کی صلب میں آیا اور جب وہ نمرودیوں کے ہاتھ سے آگ میں ڈالے گئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل ان پر آگ سرد ہوئی۔ اور گلزار ہو گئی اسی طرح خداوند عالم ہمارے نور کو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل فرماتا رہتا تا انیکہ وہ نور حضرت مطلب تک پہنچا۔ اسی فضیلت کے اظہار میں خداوند عالم کا اپنے حبیب سے ارشاد ہے

و توکل علی العزیز الوحیم الذی یداک حین تقوم و تقبک فی الساجدین (نعرہ) اے حبیب تو ہمیشہ اس ذات پر متوکل رہ جا۔ جو بحال میں تیرا نگہبان ہے۔ اور تیرا قلب ایک صلب سے دگر صلب ایک رحم سے دوسرے رحم میں آتا، ہمیشہ میرے سجدہ کرنے والوں میں رہا۔ یا ابو بصیر

خود چنانکاح و لم یخرج من سفاح من لدن آدم ائی ان ولدنا اپینا و امننا۔ اے ابو بصیر آدم سے لے کر اپنے والدین تک ہمیشہ سے ہم پاک و صاف نکاح اسلام کے ذریعہ سے ہر ایک صلب و رحم و پاکیزہ میں ہوتے چلے آئے ہماری ولادت ہرگز ہرگز ناجائز طریقہ سے نہیں ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب کی صلب میں اگر اس نور کے دوحٹے ہوئے ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور دوسرا حصہ صلب ابو طالب میں ٹھکان ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب

سید الانبیاء پیدا ہوئے۔ اور ان کو خدا نے شرف پیغمبر اور درجہ ختم رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب سے جناب سید الاولیاء امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ ان کو خلعت و صابریت اور امامت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خدا کے حکم سے نور کو نور سے ملا دیا۔ یعنی آنحضرت نے اپنی دختر فاطمہ الزہراء کا حضرت علی علیہ السلام سے عقد فرمایا جس سے ہم گیارہ امام پیدا ہوئے۔

هو الذی خلق من الماء بشرا فجعد نسبا و صھراط (فرقان) خدا وہی ہے جس نے بشر کو نوری پانی سے پیدا فرمایا جو ایک کوسسرا ل دوسرے کو داماد بنا دیا۔ اسے ابو بھیر زہرہ کیفیت ہے تیرے نبی اور ان کے اہل بیت کے انوار مقدسہ کی اس حدیث بالا سے ظاہر ہو گیا۔ کہ خزانہ کائنات میں سب سے پہلا وجود جو خلعت ہستی سے ممتاز کیا گیا۔ وجود مسعود حضرت سید الانبیاء اور ان کے اہل بیت ہیں اور یہی عقول قادرہ و مقدسہ خلقت خلاق سے پہلے موجود اور ماسوئی اللہ تمام پر حاضر و ناظر تھے اور جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔ شیاطین اس لئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان و زمین و خلاق قدرت نے شہید نہیں قرار دیا۔ نیز جس کا بشارتہ، آخر علی یہ مطلب ہے کہ جو نفوس مقدسہ خدا کی طرف سے اولیاء برحق ہیں ان کو ضروری خدا نے وقت پیدائش آسمان و زمین و جمیع خلاق پر شہید و حاضر و ناظر قرار دیا ہے اور خلقت کائنات موجود تھے ان کا نور خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور یہ درجہ نبی اور اہل بیت نبی کو حاصل ہے۔ نیز مضمون آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نے دعویٰ و ہمت کیا۔ اور ولی ہونے کے مدعی ہوئے۔ جن کے دعویٰ کے بطلان میں پیش کردہ آیت نازل ہوئی کہ وھلی اس لئے نہیں ہیں کہ شہید علی الخلق نہیں ہیں۔ پس بصورت دیگر جنہوں نے دعویٰ ولایت کیا وہ خدا کے نزدیک شیطان محض ہیں۔ اور قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان جن بھی ہیں اور انسی بھی۔ وکن الذک جعلنا لکل نبی عداۃ شیاطین الانس و الجن (انعام) اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن انسی اور جنی شیطان ہم نے مقرر کئے نیز فاذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا و اذا خلوا انی شیاطینھم قالوا انا معکم امانھن مستھذون البقر) جب منافقین ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے شیطان بھائیوں سے ملتے ہیں علیحدگی میں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں بیشک ہم نے ان سے ٹھٹھہ کیا تھا۔ پس اس صورت میں جبکہ قرآن پاک سے انسان اور جن دونوں قسم کے شیطان ثابت ہیں اور یہ ارشاد قدرت بھی ہے۔ انتھذونھ و ذنبتھ اولیاء من دونی وھم لکھ عدا و بس

لذالعمین جد لا رکت) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو دلی پکڑتے ہو بلکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا دلی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا دلی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے دلی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو دلی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے جو لوگوں کو اپنے آپ کو دلی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

**اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں** خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ میں ہی پر کیا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نملے گی جس سے ثابت ہو کہ باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ماسوئی اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف نعلیہ حکومت بادشاہی بلایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ماسوئی اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور بادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس ہمدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جہات کیونکر اس ہمدہ سے کوئے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطہ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کے اہل بیت ہیں جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ بادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جہاں بیت رسول کے سوا بادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہوگا۔ رسول اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث معتبرہ متفقہ علیہ



ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة۔ جو شخص بلا معرفت امام وقت مر گیا۔ تو یقیناً اُس کی موت جاہلیت (کفر و شرک) کی موت ہے پس جبکہ امام وقت کی معرفت، حاصل کرنا۔ اس قدر ضروری۔ کہ اس کے حاصل کئے بغیر مرنا شرک و کفر ہے۔ ان اماموں کی شناخت کے لئے جو معیار قدرت نے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ فالله هو الولی وهو یحیی الموقد وهو علی کل شیء قدیر (شوری) پس وہ خدا ہی ولی مطلق ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے اور رسول و اہل بیت رسول اولیاء برحق یعنی خدا کی صنعت و ولایت کے مظہر میں اسی لئے اس کے اور مخلوق کے درمیان واسطہ قائل اور وسیلہ معرفت کاملہ ہیں۔ و كذلك جعلنا کم امة وسطا لتکونوا اشهدا علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً (بقرہ) یعنی اہل بیت (رسول) اس لئے ہم نے تم کو امت وسط قرار دیا۔ کہ تم تمام لوگوں پر شہید (حاضر و ناظر) ہو اور رسول تم پر شہید ہے۔ پس صفت ولایت ایک ہوئی مندرجہ بالا آیت میں قدرت نے بیان فرمائی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس ولایت خدا ہی کے جو مظہر ہیں وہ بھی حیات و ممات دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور خدا کی طرف سے تمام امور میں تصرف تام رکھتے ہیں۔ امام ابوہامیہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم ص ۱۰۱ پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ قطبیت و غوثیت و اہدایت و غیرہ از مہمہ کرامت مہمہ مرتضیٰ تانقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا و امرا و امرا و امرا است کہ بر سیاہین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت، اہدایت، وغیرہ تمام مناصب حضرت علی کے زمانہ مبارک سے اختتام دنیا تک سب ان ہی کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت امرا کی امارت میں ان کو ایسا دخل ہے۔ جو سیاہین عالم ملکوت پر ظاہر ہے علامہ مظہر جاناں تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ از ابتدائے آدم تا انقراض دنیا یعنی ابتدائے آدم سے اختتام دنیا تک اہدایت غوثیت امارت، سلطنت عزت، عظمت جو کچھ مال بھی مال ہو یا اولاد سب کی سب خدا حضرت علی کے وسیلہ اور واسطہ سے دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے۔ لہذا اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بعد خدا ولایت مطلقہ کے وارث رسول اور آل رسول ہیں۔ اور یہ درمیان خالق و مخلوق واسطہ اور وسیلہ ہیں اطاعت خدا کے لئے ان کی اطاعت لازم رضائے خدا کیلئے ان کی رضا ضروری اور خوشنودی خدا کیلئے انکی خوشنودی حاصل کرنا ضروری اور معرفت خدا کے لئے ان کی معرفت حاصل

کرنا واجب ہے۔

جس طرح خدا کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا  
**نشر تعلیمات رسول و علمائے امامیہ** ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کا جاننا اور

معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، جاننا جس کو علم کہتے ہیں اور معرفت دونوں جدا گانہ ہیں فان  
 المعرفة اذ ذاك الشئ يتفكر وتد بآلة تدہ وهو احض من العلم۔ یعنی کسی شے

کے آثار میں تدبیر و تفکر کر کے اس کو ادراک کرنا معرفت ہے اور وہ علم سے احض ہے اور علم  
 اس سے علم ہے اور ضد معرفت انکار ہے اور ضد علم جہل پس لوگوں لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ

خدا ایک ہے۔ بلکہ اس کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے اسی طرح اہل بیت رسول  
 الہ برحق کا جاننا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے کیونکہ

حدیث رسول ہے۔ من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجاهل  
 ہلیتہ اس حدیث میں لفظ لم يعرف ہے لم یعلم۔ یعنی صرف جاننا کافی نہیں بلکہ معرفت

ضروری ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ اور اس کی کیا صفات ہیں اوصاف و آثار معلوم کرنے کے لئے  
 ان کے حالت کا جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء امامیہ نے چند مدت بہت احسن طریق پر سر

انجام دی۔ کہ رسول اور اہل بیت رسول کے حالات و واقعات کتابی صورت میں صحیح انداز  
 کے ساتھ امت محمدیہ کے سامنے پیش فرمائے خصوصاً اس دور میں جبکہ اپنے آپ کو شیعہ

کہنا جرم تھا شیعوں کے خون سے بغداد کی دیواریں بنائی جا رہی تھیں۔ دیواریں اجسام مفلح  
 سے تیار کی جا رہی تھیں۔ علماء کو تختہ دار کی زینت بنایا جاتا۔ گدی سے زمانیں نکلوائی

جاتیں۔ جانوروں کی کھالوں میں سی سی کر جگلوں اور محلات کی بلند یوں پر ڈالا جاتا۔ کتب  
 خانوں کو نظر آتش کیا جاتا۔ اپنی دانست میں مسلمانوں نے شیعیت کا نام لینے والا کوئی نہ پھوڑا

نہ کوئی عالم، محدث، مفسر، فقیہ، مورخ، نہ کتاب و کتب خانہ نہ چھاپہ خانہ۔ مگر  
 فانوس بن کے جس کی حفاظت نفا کرے وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر اس مظلوم فرقہ نے وہ علماء پیدا کئے۔ جن کے غلاموں جیسے عالم بھی اسلام کا کوئی فرقہ  
 نہ پیدا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ علامہ کلینی جیسا محدث فارابی دابن سینا دابن سکویہ و بیرونی

۔ نصیر الدین طوسی جیسے محقق میچہ باقر داماد اور صدر الدین شیرازی جیسے فلسفی و دانشمند اور  
 شیخ مفید، علم الہدی علامہ مرتضیٰ علامہ محمد باقر مجلسی جیسے فقیہ مورخ اور انسائیکلو پیڈیا نہ

شریف رضی جیسے ادیب نہ شریفین مرتضیٰ جیسے متکلم جنہوں نے اس نازک دور میں حالات و واقعات  
 قلم بند فرما کر امت مرحومہ پر احسانِ عظیم کیا کہ آج وہ اہل بیت رسول ائمہ حق کی معرفت حاصل کر کے  
 معرفت درضائے خداوندی حاصل کر رہے ہیں چنانچہ حضرت علامہ ملا محمد باقر مجلسی کی حالات  
 رسول و آل رسول پر بساں لاوار حیات القلوب جن میں حالات رسول آل رسول اصحابِ مؤمنین  
 جمع فرمائے اور آپ سے پہلے جماعتِ صوفیہ نے عقائد باطلہ سے ہر طرف گمراہی پھیلا رکھی  
 تھی اور لوگ ان کے دامِ فریب میں آکر اسلام کی صورتِ مسخ کرتے چلے جا رہے تھے جناب علامہ  
 نے پوری قوت سے ان کی دلیلوں کو باطل کر دیا اور ان کے دعوؤں کو بالکل ملیا میٹ کر  
 دیا اور ایسے دور میں آپ نے اہل ایمان کے ایمان کی جلا کے لئے حالات و واقعات رسول  
 اور آل رسول پر ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرمائی جس کا نامی جلا اعیون رکھا گیا۔  
 کیونکہ یہ کتاب لکھی ہی گئی تھی معرفت اہل بیت رسول کے لئے تاکہ عوام ان کی معرفت حاصل کر  
 کے معرفتِ خودِ خدا حاصل کر سکیں۔ نیز چونکہ زمانہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے نہیب  
 اہل بیت رسول کے ناموافق تھا کسی فن میں نہ کتب موجود تھیں نہ علماء صحیح طور پر خدمتِ مذہب  
 حقہ سرانجام دے سکتے تھے۔ بر خلاف اس کے عوام کیا علماء کیا اور حکومت اس کوشش میں  
 لگے ہوتے تھے کہ صحیح صورتِ حالات و واقعات رسول اور آل رسول کو تبدیل کر دیا جائے اس  
 مقصد کے لئے سرکاری خزانوں کے منہ کھلے تھے۔ رات دن جعلی واقعات بناتے جا رہے تھے  
 محمد علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اہل بیت کی طرف منسوب کر کے کتابی صورت میں  
 محدثین مفسرین مورخین اپنی تصدیقیت کی مہریں لگا کر عوام کے سامنے پیش کر رہے تھے اور  
 عوام ان کو صحیح سمجھ لیں کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ اہل اسلام کے پاس صحیح معنوں  
 میں معرفت رسول نہ رہی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ وہ ہم جیسا بشر تھا جیسا کہ ہم خطا کر سکتے ہیں  
 وہ کر سکتا تھا۔ جیسا کہ ہم جاہل ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہر شے کا عالم نہ تھا کوئی نور کہہ رہا ہے  
 کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ نرفیکہ جو کچھ جن کی سمجھ میں آ رہا ہے۔ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ صحیح حالات  
 رسول نہ رہے اور نہ صحیح معنوں میں معرفت رسول لوگوں کو رہی۔ اہم مفسر مجلسی علیہ الرحمۃ  
 نے اس نازک دور میں کتاب مستطاب۔ جلا اعیون کو مرتب فرمایا۔ اور مسلمانہ امر ہے۔  
 کہ جب شیعہ کتب خانے نہ تھے۔ مخالفین کی ہر طرف اکثریت تھی۔ ان ہی کے علماء آزاد اور کتب  
 خانے چھاپے خانے موجود تھے۔ تو لامحالہ حضرت علامہ مجلسی کو نیز نزاکت و وقت کے پیش

نظر کہ جو شیعہ ثابت ہوا قتل کر دیا گیا جلاہ العیون اور دیگر کتب میں ان مخالفین کی روایات بھی نقل کرنا پڑیں۔ اگرچہ وہ منافی شان اہل بیت رسول تھی لیکن ان کے نقل کئے بغیر حالات حاضرہ کے تحت چارہ بھی نہ تھا لہذا بندہ نے اپنی دانست کے مطابق جلد اول جلاہ العیون اور جلد دوم میں ان روایات کے نیچے جو مخالفین سے حضرت علامہ نے نقل فرمائی ہیں حاشیہ دیدیا۔ تاکہ طالبان حق کے لئے پریشانی نہ رہے۔ پھر بھی لیکن اگر کوئی روایت ایسی رہ گئی ہو جس پر بندہ نے حاشیہ نہ تحریر کیا ہو بھول ہو جانے سے تو اپنے اور غیر اس روایت ضعیفہ و موضوعہ سے نہ حضرت علامہ مجلسی اور نہ بندہ نیز مذہب امامیہ اور اہل بیت پر معترض نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا قدم اٹھایا کہ ناحق مجلسی اور مذہب امامیہ کو غلط روایت پیش کر کے مطعون کیا۔ تو جاہل بے علم دشمن اہل بیت رسول ثابت ہے مجلسی نے دور نازک میں اپنی جان تھیلی پر رکھ کر کتاب مرتب فرما کر جہاں جہاں سے اور جیسے جیسے حالات و واقعات ملے ضابطہ تخریر میں لا کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اور اب یہ خود ہمارا اور دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ حضرت علامہ مجلسی کی ان خدمات کی داد دیتے غلط روایات کو چھوڑ کر جلاہ العیون سے روایات صحیح لے کر معرفت رسول و آل رسول حاصل کر کے دونوں جہان میں معرفت و خوشنودی خدا حاصل کریں۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں نہ کوئی عبادت کام آسکتی ہے۔

۴۔ اطاعت اور پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس اطاعت رسول و آل رسول کی اطاعت یا پیروی کی جا رہی ہے اس سے محبت رکھی جائے اور اسی جیسے کام کئے جائیں۔ اطاعت جس کی ہو اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے علاوہ وقت حوائج کسی اور کے درپہ نہ جائیں کسی کو اس سے افضل کیا۔ اس جیسا نہ جائیں۔ اگر ان امور کے ساتھ اطاعت کی تو اطاعت ورنہ نہیں جس طرح کہ اطاعت کریں خدا کی۔ اور سجدہ کریں اشجار اور پتھروں کو۔ حالانکہ جس کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اسی کو سجدہ کرنا چاہیے کلمہ پڑھیں رسول عربی کا اور نبی مانیں غلام احمد قادیانی کو یہ اطاعت نہیں ایسی اطاعت ہی کو کہتے ہیں شرک کفر۔ نفاق۔ معرفت خدا اور رضائے خدا کے لئے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عالمین میں صرف معرفت و رضائے رسول و آل رسول لازم ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے

## جھڑی باش گڑھلا خواہی در نہ در ہر طریق گمراہی

تو اس سے رسول اور آل رسول کی اطاعت بھی لازم آگئی۔ اطاعت کریں اہل بیت کی وہی  
 مانیں کسی اور کو پیروی کریں آل رسول کی۔ امام مانیں کسی دوسرے کو تو یہ نہ اطاعت کہلا سکتی  
 نہ پیروی بلکہ نفاق ہوگا۔ یوں کہا جائے کہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اطاعت کے لئے لازم ہے۔  
 کہ جس کی پیروی کی جائے وہ جس سے محبت رکھے۔ خود بھی اس سے محبت رکھے اور وہ جس سے  
 دشمنی رکھے تو اطاعت کرنے والا بھی اس سے دشمنی رکھے۔ اور محمد عربی اس کے اہل بیت  
 تو وہ ذوات مقدسہ ہیں۔ جن کی ہر ادھر حرکت و سکونت، عین اسلام اور دوستوں سے محبت  
 رکھنا عین ایمان ہے۔ ان ہی امور کے لئے ان ذوات مقدسہ کے حالات و واقعات علماء  
 نے سپرد قلم کئے۔ تاکہ ان کی سیرت ان کے دوست اور دشمن کو معلوم کر کے ان سے دوستی اور  
 دشمنی رکھی جائے اور ان کے حرکات و سکنات پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کے دوستوں سے  
 دوستی رکھنی عین ایمان اور عبادت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی اسی طرح عین  
 ایمان اور عبادت ان اہل بیت رسول کا فعل خدا کا فعل اور ان کا قول خدا کا قول۔ ان کا محبوب  
 خدا کا محبوب۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا راندہ ہوا خدا کا راندہ ہوا ان کا دیا ہوا خدا کی  
 عطا۔ اور ان کی عطا خدا کا رحم و کرم۔ ان کا ذکر کرنا ذکر خدا ان کا علم کرنا عبادت خداوندی  
 اور ان کی خوشی میں خوش رہنا رضائے خداوندی۔ عزیزینک اہل بیت رسول کا بر فضل اور قول  
 عین اسلام اور عبادت ہے۔ جو انسان ان کے قول و فعل پر نکتہ چینی کرے۔ گویا اس نے فعل  
 خداوندی پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے ذکر کو اچھا نہ جانے گویا اس نے عبادت خداوندی  
 کا انکار کیا۔ جو ان کے علم کو برا کہے۔ گویا اس نے اطاعت خداوندی کا انکار کیا۔ اور عبادت  
 و ذکر و اطاعت خدا کا منکر۔ مشرک۔ کافر ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے  
 ذکر و محبت اہل بیت اور علم و خوشی اہل بیت کو کشتی نوح سے تشبیہ دے کر کشتی نجات قرار  
 دیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من  
 تعلق بها نجى ومن تخلف عنها دخل في النار۔ آج تک کوئی عالم اپنا کیا غیر کیا بلکہ  
 غیر مسلم بھی یہ ثابت نہ کر سکے۔ کہ ان ذوات مقدسہ نے کبھی کوئی فعل بد کیا ہو چوری ڈاکہ  
 ناجائز قتل۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا۔ نہیں۔ دنیا نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق

پھینے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جنازوں پر تیروں کی بارش کی۔ وطن سے بے وطن کئے۔ جلاوطن  
 بوڑھوں، بچوں کو قتل کیا۔ نیزوں پر چڑھایا۔ تیروں کا نشانہ بنایا۔ عورتوں کو قیدی بنایا۔  
 ان کی طرف غلط روایات منسوب کی گئیں۔ شان گھٹانے کے لئے۔ مگر یہ جرات کسی میں نہیں  
 ہوتی۔ کہ ان کی روئے کردار کو دہزار کرے۔ کوئی بدالزام لگائے یا ثابت کیا بدافعال کا ہونا ان سے  
 جس طرح لوگوں نے کلام اللہ کو جلا یا اس کی ترتیب کو بدلا، یہی اور مدنی کو آیات کو آگے اور پیچھے کر دیا یہ  
 سب کچھ کرنے کے باوجود متن و مفہوم قرآن کو بدل نہ سکے، یہی طرح اہل بیت کے ساتھ سب کچھ کیا، مگر ان  
 کو ان کے مقام سے نہ گرا اسکے کیونکہ رسول پاک فرماتے تھے۔ من فیہ ابن اسلم قال قلا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم انی تلوک فی کلمہ خلیفتین کتاب اللہ مزوجہ جبل ممدود صابین الشمس اولادہ و

وعدتی اهل بیتی ان ہما بن یثرف قاحتی یوحا علی الحدیض (الطبرانی) قرآن پاک  
 اور اہل بیت پاک کا تعلق ایسے ہے۔ جیسا کہ معانی کا الفاظ کے ساتھ حرکات و سکنات اہل  
 بیت تفسیر قرآن ہیں۔ اور الفاظ قرآن پاک جیات اہل بیت ہیں۔ قرآن اگر جسم ہے۔ تو اہل  
 بیت روح ہیں۔ قرآن اگر تعلیمات اسلام۔ تو اہل بیت عین اسلام۔ قرآن اگر کلام اللہ تو اہل بیت  
 نفس اللہ ہیں۔ قرآن کے پڑھنے سے اگر مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو ذکر اہل بیت سے معاتب و  
 آلام دور ہوتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا عبادت۔ اہل بیت کا ذکر عبادت، قرآن کا سننا عبادت،  
 ان کے فضائل و مصائب کا سننا عبادت۔ قرآن کی توہین کفران کی توہین کفر۔ قرآن کے دشمن کو  
 چھوڑنے والا جہنمی۔ ان کے در کو چھوڑنے والا دوزخی جس کو فخر کہہ کر قرآن نکال دے وہ  
 ابلیس اور جس کو یہ لوگ قوموا یعنی کہہ کر نکال دیں شیطان۔ کیونکہ قرآن معجزہ ہے یہ معجزہ نما  
 ہیں۔ قرآن، قرآن صامت ہے اور یہ قرآن ناطق ہیں قرآن قلب رسول پر رہا۔ یہ آغوش رسول  
 میں رہے۔ قرآن کا مقام لوح اور ان کا مقام عرش معلے ہے۔ رضیکہ اہل بیت رسول کی ہر  
 ادا عبادت اور ہر فعل عبادت ہے۔ لہذا خدا کا عبادت گزار بننے کیلئے ان کی ہر ادا پر عمل کرنا  
 ہوگا۔ اور ہر فعل کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ لعنت ہو ابلیس ملعون پر بے شمار جس نے  
 اہل اسلام کو گمراہ کر کے در اہل بیت سے دور کر دیا۔ آج اہل اسلام کہیں شان اہل بیت پر  
 نکتہ چینی اور کہیں غم اہل بیت کو بدعت اور خدا جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف اہل اسلام  
 کی بدبختی ہے جو اپنی غلط قسم کی ذہنی اختراع پر دازی کے سبب اہل بیت رسول کو چھوڑ  
 کر گمراہ ہی نہیں گم راہوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ فرقے بن گئے۔ حالانکہ کائنات اور اسلام

میں غم و الم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی شے کو نہیں ہے۔

**سُجَّ وَ غَمٌّ** غم انسان کی عین فطرت ہے۔ اسی لئے خالق فطرت نے اس کی نسبت اپنی طرف دی اور فرمایا ہے۔ **إِنَّهُ هُوَ صَاحِبُ دَابِكِي وَهُوَ** وہ وہی خدا ہے جس نے انسان کو ہنسایا بھی اور رو لایا بھی۔ خالق فطرت نے اس غم کو انسان کے ساتھ اتنا ضروری قرار دیا ہے کہ انسانی زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غم و الم علیحدہ کر دیا جائے تو نہ انسانیت رہے نہ زندگی۔ زندگی ہے ہی غم کے ساتھ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ زندگی کی بنیاد ہی غم کے اوپر ہے۔ اگر غم زندگی کی بنیاد نہ ہوتا تو انسان پیدا ہوتے ہی نہ روتا انسان کا پیدا ہو کر رونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ زندگی غم کے ساتھ ہے اور غم زندگی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہو کر روتا ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اور جو روتا نہیں مردہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے یہ غم و الم فطرت انسانی میں رکھا ہے۔ اور پروردگار عالم حکیم مطلق ہے۔ حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا پروردگار عالم نے ہماری فطرت میں غم کو ودیعت کیا ہے تو کیوں۔ کیا غم اچھی چیز ہے یا بری مصائب و آلام خیریں یا شر۔ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہمہ خیر ہے۔ اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔ اور ہر چیز کا مصدر خدا ہے زندگی کا مدار خدا ہے۔ اس لئے زندگی میں غم و الم کا ہونا اور لازم طور پر ہونا مصائب و ابتلا کا پایا جانا یقیناً خیر ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا ہے سہ

ہر چہ بینی محض خیر و حکمت است  
گر ترا زور رحمت و گرز رحمت است  
زانکہ ناید فعل باطل از حکیم  
فعل حق باطل نہ باشد اے سلیم  
مال کے گم ہونے کا غم اور اولاد کے مرنے کا غم زندگی کو برباد کرتا ہے۔ خدا کی یاد میں ٹکیں  
رہنا تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ دنیا کا غم خدا سے دور کرتا ہے۔ اور رسول و اہل بیت رسول کا غم  
رضائے خدا دلاتا ہے۔ زرد و جو اہر کے غم سے انسانیت پستی کے گڑھے میں جا گرتی ہے اور غم  
اہل بیت سے انسانیت بام زدوج پر پہنچتی ہے سہ

فتح مظلوم کا جو رنگ جمائے وہ غم  
در دیر کیفیت کی رفعت جو دکھائے وہ غم  
پست غم جس سے کوئی دل میں نہائے وہ غم  
جو کہ انساں کو انساں بنائے وہ غم

جس کے سانچے میں ڈھلیں گوہر انسانیت  
جس کے کانٹے میں تلیں جوہر انسانیت

حق پرستی سے نہ ہونے دے جو غافل و غم جس سے فہمائے پرستاری باطل و غم  
 سلطنت ٹھہرے نہ جس غم کے مقابل وہ غم جو رہے ضامن شائستگی دل وہ غم  
 دل گذاری میں شجاعت جو سکھاتا جائے  
 سو گواروں کو سپاہی بھی بناتا جائے  
 (آل رضا صاحب رہا)

علم اہل بیت خدا کے نزدیک کرتا ہے بلکہ علم اہل بیت سے رضائے خدا خوشنودی رسول حاصل ہوتی ہے جبکہ اہل بیت کی ہر ادا اسلام اور عین حق ہے تو ان کا علم بھی اسلام اور عین حق ہے اور حق کو کچھ کر غم کرنے والوں رونے والوں کو قرآن ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ واذ اسمعوا ما انزل الی الرسول، تو نبی اعدینہم تفیض من اللہ مع متاع عدو من الحق (المائدہ) اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے۔ طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں کو کہہ ہتی ہیں اور سے حق پہچاننے کی وجہ سے اس آیت سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے۔ حق پہچان کر رونا اہل مودۃ کا کام ہے۔ اور وہ سورت یوسف جس میں حضرت یوسف اور حضرت یعقوب کے غم و الم گریہ و بقا کا ذکر ہے۔ قرآن پاک احسن القصص کہتا ہے جو ان سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کا علم بھی افضل و اعلیٰ احسن القصص ہے۔ لوگوں نے جو اس غم کو بند کرنا شروع کیا ہوا ہے، اور بدعت حرام۔ نکاح کا ٹوٹنا اور کیا کیا ناجائز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا وہ کیلے اہل بیت کا علم کرنا کیوں برا اور بدعت قرار دیا جاتا۔ ہاں امام عزلی کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے جس کو صاحب مواضع محرقہ مطبوعہ مصر کے ۱۹۷۵ء پر ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ یحدم علی الواعظہ وعلیت متقتل الحسن والحسین وحکایات وماجدی بین الصحابہ من التشاؤم والتخامم فانہ یدہج علی بغض الصحابہ والظعن فیہم۔ یعنی واعظہ پر حرام ہے امام حسن اور امام حسین کی شہادت کا بیان کرنا اور ان حکایتوں کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ جو صحابہ کے درمیان دشمنی اور ظلم وغیرہ کئے گئے۔ کیونکہ ان واقعات کا ذکر بغض صحابہ اور ان پر ظن و لعن کرنے میں ہجان پیدا کرتا ہے۔ استغفر اللہ کیا الی منقہ بیان کی کہ علم اہل بیت بیان کرنے سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے۔ صحابی تو کہتے اس کو ہیں جس نے ظہری آنکھوں سے رسول پاک کی زیارت کی بشارت باسلام ہو کر اور دنیا سے اسلام و ایمان کے ساتھ گیا ہو۔ نیز محبت اہل بیت میں اسلام اور ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو فرمانِ خلافت



قل لا استلکم علیہ اجداً الا الامودۃ فی القدری (شوری) اسے پاک حبیب آپ اسلام فرمادیجئے کہ پھر رسول کو اگر اجر رسالت دے کر خوش رکھنا ہے اور میری رضا حاصل کرنی ہے۔ تو میرے اہل بیت کی اطاعت و تابعداری کرو۔ تمہجہ صاف نکلا۔ زیارت رسول کرنے والا مشرف باسلام ہو کر اطاعت رسول اور تابعداری اہل بیت کے دینے سے تشریف لے جائے وہ صحابی رسول ہے لہذا جو صحابی رسول ہوگا۔ وہ تو اہل بیت رسول پر ظلم کر ہی نہیں سکتا اور نہ نم اہل بیت بغض صحابہ پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اہل بیت رسول پاک پر منظم کرے گا جو صحابی نہ ہوگا۔ بلکہ منافق ہوگا۔ اور منافقین سے نفرت کرنا عین ایمان ہے اسی وجہ سے اہل بیت رسول کے دوست مومن کہلاتے ہیں اور دشمن منافق اور دوستوں سے دوستی کرنا ایمان۔ منافق سے نفرت کرنا ایمان ہے لعنت ہو بے شمار ابلیس ملعون پر جس نے عجیب بائیں مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے ان کو گمراہ کر دیا ہم کو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ نم اہل بیت کو قائم کرنا اور عمل کرنا یہ ہمارا ہی طریق ہے یا بزرگان ماسلف رسول پاک اور خود اہل بیت اطہار نے بھی کیا ہے یا نہیں۔

## غم اہل بیت میں رسول کا مغموم ہونا۔ غم اہل بیت وہ غم ہے جس کو سرکار

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت حسین کے موقع پر خود ہی نہیں بلکہ فاطمہ۔ علی ام الفضلؓ کو بھی اس غم میں شریک کر کے چار چار آنسو رولاتے۔ نیز دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ یعنی سرکار رسالت نے حلقہ انبیاء میں فردوس بریں میں اپنے مبارک میں خاک ڈالی اور غم حسین کو جنت میں سنایا۔ ملاحظہ ہو۔ عن ابن عباس انہ قال دیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یر النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغتر بیدہ قارودۃ فیما دم فقلت بائی انت داعی ما هذا قال هذا دم الحسین واصحابہ نزل النقطۃ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاحد قتل ذالک الوقت (تقریباً بیان جلد دوم صفحہ ۹۹) اسماعیل دہلوی حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ میں نے پیغمبر خدا کو اس حالت میں دیکھا۔ وقت دوپہر خواب میں۔ بال پریشان اور خاک سر میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے اس میں خون ہے میں نے عرض کیا۔ میرے مال باپ قرہان یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خون ہے۔ امام حسین کا اور اس کے اصحاب کا میں آج کے ضو

دن سے بولتا ہوں اس کو ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں وہ دن شمار کرتا رہا کہ اس دن کو پالوں  
جب وہ قتل ہوں

زریں نے سلمیٰ سے روایت کی ہے اور کہتی  
ہیں میں حضرت ام سلمیٰ کے پاس گئی تو وہ بیٹھی  
رورہی تھیں میں نے عرض کیا۔ آپ اس طرح غم و  
اندوہ سے کیوں رورہی ہیں۔ تو فرمایا میں نے  
ابھی ابھی رسول پاک کو خواب میں دیکھا سر اور  
داڑھی میں خاک پڑی ہوئی ہے اور رو رہی  
میں نے عرض کیا۔ آپ نے یہ حالت کیوں  
بنارکھی۔ فرمایا میں دیکھ کر آ رہا ہوں میری بیٹا  
حسین ابھی ابھی قتل کر دیا گیا۔

حد ثنا ابو سعید الأشجعی نا ابو خالد  
الاحمد نا زین قال حد ثنا  
سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمة  
وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت  
دايت رسول الله صلی الله علیه  
وآله وسلم تعنی فی المنام وعلی  
راسه وبعیت القرباب فقلت مالک  
یا رسول الله قال شهدت قتل  
العسین انفار جامع ترمذی جلد دوم

آل محمد کی بعد حسین مظلوم۔ قاضیہ سالار جناب  
فاطمہ الزہرا کی ورثہ دار۔ نعت دل حیدر کرار جناب  
زینب سلام اللہ علیہا بعد حسین نانا کے دین و قرآن و اسلام کی محافظ۔ فقیہ آل محمد عالم قرآن  
کی عالمہ بی بی جب میدان کربلا سے امام مظلوم کے قتل کے بعد قید ہو کر اسلام، اور شہادت  
اسام کو بام عروج پہنچانے کیلئے شام چلنے کو تیار ہوئی تو نم اہل بیت کی سوگوار نے اپنے  
مظلوم بھائی کی ایسی نوحہ خوانی اور سینہ کوئی کی کہ قیامت تک علم اہل بیت نوحہ خوانی اور  
سینہ کوئی کو بدعت کہنے والوں کا قلع قمع کر دیا۔ ملاحظہ ہو شریعت کی پابند زینب کا ماتم اور  
تم کرنا۔ نم اہل بیت میں

قرۃ بن قیس بیان کرتا ہے۔ کہ جب فاطمہ آل محمد  
اسیر ہو کر مقتولان دشت کربلا کی لاشوں پر پہنچا  
تو مخدرات عصمت و طہارت بے محابا گر پڑیں  
اور انہوں نے آہ و بکا اور نوحہ کیا۔ رخسار پیشانی  
ماتم کیا۔ ایسا حلقہ ماتم کا منظر کبھی نہ دیکھا تھا  
جیسا کہ اس دن دیکھا۔ اور سیدہ ثانیہ زینب  
کبریٰ نے جو اس حلقہ ماتم میں نوحہ و نذر پڑھا جس کا مکمل

قال قرة بن قیس لما مروت النبوة  
بالقتلی مصعب و بطن حد و دھن  
قال فنادیت من منظر من نسوة  
قط احسن منظر دايت منهن ذالك  
ایوم کتاب اهل سنت الابدایه  
والتھایه جلد ہشتم ۱۹۳

## ائمہ اہل بیت کا غم حسین میں مغموم رہنا

شیخ جلیل جعفر بن قولویہ نے روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام جعفر صادق کی خدمت باہرکت میں حاضر تھے سرکار صادق آل محمد بہت روتے اور ہم بھی روتے اس کے بعد آنجناب نے فرمایا اپنا سر مبارک اٹھا کر سید الشہداء حضرت حسینؑ فرمایا کرتے تھے میں قاتل عبرت ہوں۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو میرا ذکر کرنے اور نہ روتے شیخ طوسیؒ اور شیخ نعید ہر دو نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ہماری مظلومیت سے متاثر ہو کر کسی کا مہوم و مغموم ہونا تسبیح پروردگار ہے۔ اور ہمارے غم و اندوہ کا احساس عبادت خدا ہے اور ہمارے اسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ پھر امام حسینؑ فرمانے لگے واجب ہے کہ اس حدیث کو حروف زریں میں لکھا جائے۔ نیز صادق آل محمدؑ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد مظلوم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

عن ابی عبد اللہ انہ قال  
کل الجذع والبقا مکروہ سوی  
الجزع والبقا علی الحسینؑ و قال  
من ذکر فاعندہ فضا فی من  
بینیہ و مو مثل داس الذبابۃ  
غفو اللہ ذنوبہ و دو کانت  
مثل ذبل البعد۔

(امالی شیخ صدوق)

حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا  
سب گریہ و زاری اپنی اولاد ماں باپ چائی  
ہیں وغیرہ کے مرنے پر کرنا مکروہ ہے سوچو  
گریہ و زاری حضرت امام مظلوم علیہ السلام  
حسینؑ پر کہ یہ ثواب عظیم پر مشتمل ہے اور  
فرمایا جس کے سامنے ہمارا ذکر مصائب ہو اور  
انسو پگس کے برابر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ اس  
کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگر یہ وہ کثرت میں  
دیکھی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

اسی کتاب میں شیخ صدوق فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن ابی المہود سے روایت کرتے ہیں  
کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق محرم وہ مہینہ تھا۔ کہ اہل جاہلیت بھی اس کی  
حرمت و عظمت کا خیال کرتے تھے اور بدال و قتال کو اس مہینے میں حرام جانتے تھے۔  
اس امت جفا رہ ستم شعار نے اس مہینے کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ اور اس ماہ میں ہمارے  
غور نیزی کی اور ہنگام حرمت کا ارتکاب کیا۔ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو اس

ماہ میں اسیر کیا، ہمارے خیم کو نذر آتش کیا، ہمارے اموال کو تاخت و تاراج کیا اور ہمارے حق میں ہمارے بھراؤ پاک سرکار  
رسالت کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا، تحقیق روز شہادت امام حسینؑ نے ہمارے رولوں کو مجروح کر دیا، اسنو ہماری آنکھوں  
سے رواں ہونے، ہمارے عزیز ذلیل بو کر رکھ گئے، آہ! زمین کر بلا ہمارے لئے قیامت تک کرب و بلا کی موٹا بن گئی ہے، حسینؑ  
ایسے مظلوم شہید رہے، خدا میں رونے والوں کی آنکھیں ٹپکد ہونا ہی چاہئیں اس میں شک نہیں کہ مظلوم حسینؑ  
پر گریہ و زاری کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اس کے بعد امام نے فرمایا  
جب محرم کا چاند نظر آتا تھا۔ میرے والد کا یہ حال ہو جاتا تھا۔ کہ بسم مسکراہٹ سے ان کا  
چہرہ نا آشنا ہو جاتا تھا۔ حزن و اندوہ یاس و غم آپ پر طاری ہو جاتا تھا، محرم کی دسویں تاریخ  
جب یہ قیامت نیز صبح نمودار ہوتی۔ تو یہ روز مصیبت آپ کے رونے اور گریہ و زاری کا دن  
ہوتا تھا۔ جذبات رنج و ملال شدت اختیار کرتے۔ اور دن بھر آنکھوں سے میل اشک  
رواں فرمایا کرتے آہ آج وہ دن ہے، جس دن مظلوم کربلا سید الشہداء، امام حسین شہید ہوئے  
علامہ مجلسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

## ثواب یکاے حسینؑ

رسول پاک نے فرمایا۔

کل عین باکیۃ یوم  
القیمة الاھین بکت علی  
الحسینؑ فاھنا ضاحکۃ  
مستشرقۃ۔ بنعلیم الجنة  
(بما را الانوار)

صادق آل محمد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز فرشتہ ہائے خدا  
ایک شخص کو پکارتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ اور دنیا میں اس سے  
کوئی بھی نیک عمل نہ بتوا ہوگا۔ پس یہ آواز فوراً آئے گی۔

فینادی منادی فتویٰ ملاً محکمی  
بیاۃ کہ امانۃ عندی  
فیعطی کہ ددۃ بیضاء  
کینی من مؤدھا

ایک ندی نہا کرے گا پروردگار عالم کی طرف سے  
اسے میرے ملائکہ ٹھہراؤ۔ اس مرد گناہگار کی ایک  
ایک امانت ہمارے پاس سے۔ ملائکہ ٹھہرائیں  
گے۔ پس اس شخص کو ایک قوی تابندہ درختوں

عنایت ہو گا۔ جس کے فور سے تمام عرصہ

(محرق القلوب) عشر نورانی روشن ہو جائے گا۔

وہ شخص اس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہ احدیث میں عرض کرے گا۔ بار الہا مجھے تو اس امانت کا کوئی علم نہیں۔ ارشاد ہو گا۔ اسے شخص یہ ڈر ہے بہا حقیقت میں ایک اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبت امام حسین منظلوم میں تری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے غمنا پر جاری ہوا۔ اب تو اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیاء کے پاس لے جا۔ اور ہر ایک سے اس کی قیمت دریافت کر لیں وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاء معنی کہ جناب خاتم النبیین اور جناب خاتم الاولیاء حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہو گا۔ اور اس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر کوئی اس کی قیمت نہ بتا سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مرد مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمت با سعادت امام حسینؑ میں حاضر ہو گا جناب سید الشہداء اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس شخص کو گلے سے لگالیں گے۔ اور قائمہ عرش الہی تھام کر خدمت باری میں عرض کریں گے۔ بار الہا یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اس مومن کی آنکھ سے مجھ مہوم کی مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اس کی یہ قیمت ہے کہ اس شخص کو جنت عطا کر اور اپنے فضل و کرم سے میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہو گا۔ اے حسینؑ ہم نے اہل کے تمام گناہ معاف کئے بلکہ اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے ہی درجے میں جگہ دی۔ ثبوت مزاردارۃ اہل البصیرت سے اور منزلت آہ دیکھا کے متعلق ایک اور روایت کا یہاں پر امالی شیخ صدوقؒ پیش کرتے ہیں۔ مسیح بن عبد الملک نے جناب صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی۔ ایک دن حضرت امام صادقؑ نے مجھ سے پوچھا۔ اے مسیح تو اہل عراق سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مزار اقدس کی زیارت کو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ ذانا دجل من اهل البصرۃ۔ نہیں جناب میں تو بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اور میرے پاس جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ حکومت وقت کے خیر خواہ اور خلیفہ وقت کے طرفدار ہیں۔ ان کے خوف سے میں شرف زیارت سے محروم رہتا ہوں امام نے فرمایا۔ اقلد کو ماضعہ جب قلت بلی۔ آیا تو ان جگر سوز مصائب و آلام کو بھی یاد کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ قال فتعجز عن پوچھا کیا روتا بھی ہے میں نے عرض کیا۔ ای واللہ قسم خدا کی روتا ہوں۔ واستعبر لذلك حتی یوری اہلی اکثر ذالک علی۔ اس قدر صلب

سید الشہداء پر روئے تاہوں کہ میرے اہل خانہ آثار حزن و ممال کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اب و تعلم  
بمے ناگوار ہو جاتا ہے۔ اور غم و اندوہ میرے چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔ قال رحمہ اللہ  
ومعك امانت من الدين يعدون من الجزء لنا۔ اللہ تعالیٰ تیری گریہ و زاری  
پر رحم فرمائے تو ہم رونے والوں میں شمار ہوگا۔ والذین یفوحون لفرحنا ویضافون  
بجوفنا ویامنون اذا امننا۔ اور تم ان لوگوں میں محسوب ہوگا جو ہماری خوشی کو سن  
کر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہمارے خوف کی یاد سے خائف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے امن  
سے مامون ہوتے ہیں اور قریب ہے کہ تو عالم نزع میں میرے ابائے طاہرین کو دیکھے۔ اور  
وہ ملک الموت سے تیری سفارش فرمائیں گے کہ تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ ملک الموت  
ارن عليك واشد رحمة لك من الامة اشيقفة علی ولدہا۔ پس موت کافر  
تیرے اوپر اس سے زیادہ مہربان ہوگا۔ ماں جیسی مہربان اپنے بیٹے پر ہوتی ہے۔ ثم  
استعبودا واستعبوت معہ۔ پھر حضرت نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور  
میں بھی ماتھ روٹنے لگا پھر فرمایا۔ الحمد لله الذی فضلنا علی خلقہ بالرحمة وخصنا  
البيت برحہ کی حمد و ثنا اس خدائے قدوس کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے ہم اہل  
بیت کو تمام خلقت پر فضیلت دہر تری دی۔ اور ہم کو اپنی رحمتوں سے مخصوص فرمایا۔ یا سمع  
احوال الارض واسما مہکی منذ قتل امیر المؤمنین رحمة لنا۔ اے سمع جب  
سے امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ زمین و آسمان ہماری مظلومیت پر ترحم کے سبب ہم پر  
روتے ہیں۔ ومارقات و موع الملائكة منذ قتلنا۔ اور جس دن سے ہم اہل بیت  
شہید ہوئے رونا فرشتوں کا بند نہیں ہوا۔ فاذا سال وموعہ علی خذہ فلو  
قطرة من روعہ سقطت فی جہنم لا طفت حدھا۔ پس جس کے قطرات  
اشک ہمارے مصائب کو سن کر آنکھوں سے رخساروں رواں ہوئے۔ ان آنسوؤں کا پانی  
خدا پر رتبہ ہے کہ ان کا ایک قطرہ آتش جہنم پر ڈال دیا جائے گا۔ تو جہنم کے آگ کے جھرتے  
ہوتے شعلے بجھ جاتیں گے اور اس کی حدت و حرارت سرد ہو جائیگی۔ اے سمع جس کے دل  
میں ہماری خاطر و دہ ہوگا۔ وہ موت کے قریب جب ہم کو دیکھے گا تو اس کا دل شاد و فرحنا  
ہوگا۔ ہم اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اور اے ایسی لازوال فرحت حاصل ہوگی کہ آں کے  
دل سے برگزائل نہ ہوگی۔ حتی یددنا علینا الخوف۔ یہاں تک وہ خوف کو نثر پر

ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اور جب کوثر ہمارے دوستوں کو دیکھے گا۔ تو کمال مسرور ہوگا وہاں ہمارے دوستوں کو انواع انواع کے بہشت کے پرزہ لذت دار کھانے بہا ہونگے۔ اور جو بھی کوثر کا جام سترت نوش کریگا کَفْرٌ يَنْظِمُوهُ وَكَمْ يَشْتَقُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔ وہ کبھی نہ نشنہ ہوگا۔ اور نہ کبھی مشقت اٹھائے گا۔ وَهُوَ فِي بَدَدِ الْكَافِرِ وَرِيحِ الْمَسْكِ كَوْثَرٌ كَاثِرٌ سے کہیں زیادہ تنک اور نبر و گستوری سے کہیں زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیریں۔ منبر سے پاکیزہ تر ہے۔ وہ جنت کی ہر تسنیم سے نکلا ہے۔ سرگزوں کی جگہ اس میں ڈر اور یا قوت ہیں۔ قِيْلَ مِنَ الْاَقْدَحِ اَكْثَرُ مِنْ عَدُوِّ نَجْمِ السَّمَاوَاتِ كَوْثَرٌ پُرَاتِنَةُ جَامِ هُوں گے کہ شمار میں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ جو انواع واقسام کے جوہر میں نکلے ہوئے جو ہمارا دست اس سے پانی پینے لگا۔ اس کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ اسے مسیح تو بھی ان ہی سے ہو گا۔ جو کوثر سے سیراب ہونگے اور کوئی آنکھ ایسی نہ ہوگی جو ہمارے مصائب پر روتی ہو۔ مگر وہ کوثر کو دیکھ کر مسرور ہوگی۔ اور اس کے پینے والے ہمارے شیعہ اور دوستدار ہونگے۔ ان کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کوثر پر کھڑے ہونگے۔ ذِي يَدِهِ عَصَا مِنْ عَوْسَجٍ يَحِطُّ بِهَا اَعْدَاؤُنَا۔ اور ہاتھ میں حضرت کے ایک بادام تلخ کا عصا ہوگا۔ کہ اس سے امداتے دین کو کوثر سے دور ہاتھتے ہوں فَيَقُولُ اَهْلًا مِنْ هه۔ اِنِّى اَشْهَدُ الشَّهَادَاتَيْنِ۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا۔ یا حضرت میں تو کلمہ گو ہوں بھ کیوں دور کریں گے فَيَقُولُ اِنِّى اِمَامٌ حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا۔ جس کو دنیا میں اپنا امام اور پیشوا ماننا اور جاننا تھا فَيَقُولُ نَبُوِّ رَسُوْلِى الَّذِى تَدْرِكُوْهُ۔ پس وہ کہے گا۔ حضور جس امام کا آپ تذکرہ فرما رہے ہیں، وہ تو آج مجھ سے بیزار ہے۔ فَيَقُولُ لِي كَيْسَى كَشْفِغٌ وَاَهْلَكَ غُلْظًا۔ پھر وہ عرض کریگا یا حضرت آج میرا کوئی شفیع نہیں اور شدت پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ حضرت فرمائیں گے۔ تَدْرِكُ اللهُ مُطْلَبًا۔ خدا تعالیٰ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے۔ جاؤ دور ہٹ جاؤ۔ تم نے دنیا میں کبھی ہمارے پیاسوں کو یاد نہ کیا۔ یہ ہے گریہ ظم اہل بیت کی منزلت جو اس حدیث سے ظاہر ہو گئی۔ امامیت اور واقعات اور بہت ہیں مگر ماہمان بعقل ہوش کے لئے یہی بہت ہیں۔ اور شکرین کے لئے تو اگر رسول پاک سامنے تشریف لاکر بھی فرمائیں تب بھی کچھ نہیں۔ اور کیا خوب کہا ہے

سن اے غافل کہ غم میں ہی خوشی کا راز ہے ہند  
جسے گھیرا ہو صد مومن نے وہ ہی انسان ہے نند  
ٹکستہ سازوں میں ہی چمکتی ہے مئے عرفاں  
در رحمت دل بیتاب ہے اور دیدہ گریاں

تڑپ اے دل تڑپنے ہی سے باطن جگمگاتا ہے  
ستارے کانپتے رہتے ہیں، شعلہ تھر تھرتا ہے

چسے تو غم سمجھتا ہے۔ خزاں ہے مسرت کا  
چسے تو چشم تر کہتا ہے سر چشمہ ہے راحت کا  
ہر آہ سرد جھونکا ہے نیم باغِ راحت کا  
ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویرِ جنت کا  
یہ نوے سو تیں گے اک روز آنکوشِ تنم میں  
یہ آنسو جذب ہو جائیں گے حوروں کے غم میں

غم اہل بیت رسول دین میں جذب ہو کر خود دین بن گیا۔ اس غم کو سینے سے لگانے والے  
ہی دیندار ہیں اے امت مرحومہ نبی کی اولاد کی مظلومیت کو یاد کر کے خوب روتا کر بلا کے  
پیاسوں کا خوب ماتم کر و شام کے قیدیوں کی مصیبت پر دل کھول کر آنسو بہاؤ تیسماں  
آل محمد کی تیبی و اسیری پر خوب نوحہ کرو۔ عالمین کے پیغمبر کو تمہارے رونے سے سرد در  
سیدۃ النساء العالمین کو تمہاری ہلکے سے چین اور حیدر کرار کو قرار آتا ہے۔ اور پروردگار  
عالم غم اہل بیت میں تم کو گریاں پا کر اپنی رحمتیں اور جنین نثار کرتا ہے۔

انسانی ذہن کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب کسی چیز کو زیادہ

## تعزیرِ داری

مرصہ گذر جائے تو انسان اس چیز کو اپنے ذہن سے اتار دیتا ہے۔  
اور وہ چیز بھول جاتی ہے۔ یہ انسان بھلائی کے لئے ہے۔ کیونکہ امر مسلم ہے کہ جو چیزیں  
وہ خواہ خوبیاں ہوں یا وہ کمزوریاں سب کی سب کسی نہ کسی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور جو  
چیزیں قدرت نے فطرتِ انسانی میں داخل کر دی ہیں وہ ضروری طور پر کسی نہ کسی بھلائی پر  
مبنی ہوتی ہیں کیونکہ کسی چیز کو بھلانے کا مادہ قدرت کی طرف سے دو بیعت کیا گیا ہے  
اس لئے اس میں بھی قدرت کو انسان کی بھلائی منظور ہے اور وہ یہ کہ انسان اس طرح  
اپنے دماغ کو ان تمام چیزوں کی یادداشت سے محفوظ رکھتا ہے جنہیں انسان کہتے  
یا رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ یعنی بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد رکھنا بہت ضروری  
ہوتا ہے۔ اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اسے ان چیزوں کو یاد رکھنا چاہئے ہمیشہ کیلئے  
اس کے ساتھ ساتھ اس میں وہ قدرتی بات بھی ہوتی ہے جو انسان کو چیزوں کو بھلا دینے



کی طرف کھینچنے سے قدرت کی اس دی ہوئی چیز کے ساتھ وہ جنگ تو نہیں کر سکتا۔ البتہ چند ایسے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ جن کی مدد سے وہ ان چیزوں کو یاد رکھ سکے۔ چنانچہ چند ذریعوں میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان اس چیز کو اپنے سامنے بار بار لاتے تاکہ اس چیز کو مجھ سے نہیں۔ انسانیت اور اسلام کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی ایک ایسی چیز ہے، جس کو دنیا ایک ایسی داستان قرار دیتی ہے جسے انسان کو انسانیت کی خاطر ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تعزیر مبارک علم مبارک اور شہید گوارا حضرت علی اصغر شہید ذوالجناح حضرت امام حسین ایسی ہی چیزیں جو ذہن انسانی میں ہمہ وقت کے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ نیز قرآن پاک سے بھی یہ ظاہر ہے۔ کہ گذشتہ امتیں منہن انسانی کی تشبیہیں برائے یادگار جا کر رکھا کرتیں تھیں ملاحظہ ہو۔ وَفِي هُنَّ لَكُمَا يَشَاءُ مَنْ مَعَادِيْبٍ وَتَمَثَّلْنَ لَكُمَا رُكُوعًا ۝ آیت اور جنات دانس بنا تھے تھے حضرت سلیمان کیلئے محراب اور تمثال۔

کہ محراب جمع محراب کی ہے کہ وہ اونچی عمارت کو کہتے ہیں جس پر سیر می سے چڑھا جاتے۔ تمثال جمع تمثال کی ہے۔ اور وہ کسی اصل شے کی مثالی اور تشبیہ بنانے کا نام ہے یہ تانبے۔ کچھ۔ پتھر کی صورت میں اور یہ صورتیں شجر حضرت سلیمان میں مباح تھیں۔

محارِبُ ابْنِيَّةٌ هُوَ تَفْعَةٌ اِلَيْهَا  
جَدْوَجٌ وَتَمَثَّلُ جَمْعُ تَمَثَّلَ  
وَهُوَ كَلِمَةٌ مِثْلَةُ اِي مَوَدَّ  
مِنْ نَعْمٍ وَنَجَابٍ وَدُخَانٍ  
وَلَمْ تَكُنْ اِتِّحَادًا لِّلصُّوَدِجِ مَّا  
فِي شُرُوبِهَا (تفسیر عربی)

نیز علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ محراب مکان رفیع اور بلند کو کہتے ہیں۔ بقول متروکہ ہے جو پر سیر می کے بغیر چڑھانے جاتے۔ اور مقامات مقدمہ کو اس لئے محراب کہتے ہیں۔ کہ یرفعہ وبعظم ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور دل میں ان کی رفعت ہوتی ہے زیر آیت ذہ ما یشاء من معادیب الخ تفسیر فتنۃ القدیرو۔ جلد چہارم ص ۱۰۰ اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ محاریب سے مراد مقامات مقدمہ متبرکہ کہ مسجد بزرگوں کی جگہیں یادگاریں اور روضہ مقدمہ امام حسین محراب ہے۔ جس کی تمثال تعزیر مبارک ہے اور اسی لئے آل عمران سورہ میں یہ المقدس کو محراب کہا گیا ہے قرآن تو کھلے الفاظ میں اس کے جواز کا فتویٰ ہی صادر فرما کر رہا۔ بلکہ ہر وقت یہ مانگ وصل اعلان عزا داری کر رہا ہے۔ اور امت محمدیہ میں آج تک

بلکہ قیمت تک مخالفین عزاداری میں بھی مقلدات مندرسہ کی جگہیں بنائی جاتی ہیں اور بتعلق رہیں گی جیسا کہ مسجد جو کہ لوگوں کے گھروں کی طرح ایک گھر ہوتا ہے جس کو مزدور بناتے ہیں۔ خدا جانتے وہ تفتی و پریوینیز گار۔ نازی دیانت دلر بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جس انٹ گار سے سے بناتے ہیں۔ وہ پانی مباح۔ طاہر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اینٹیں غصب کی ہوتی ہیں۔ یا پاکیزہ آمدنی کی جس روپے سے بن رہی ہے۔ وہ روپیہ بنک کا سودی ہوتا یا طیب کمائی کا بنانے والے سلم ہیں یا وہ مزدور عیسائی مسلم شیخ ہیں کوئی تمیز غرضیکہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ گھر بن جاتا ہے اور اس میں بیت اللہ کی شبیہ قائم کر دی جاتی ہے جس کو محراب وغیرہ کہتے ہیں۔ اب وہ مسجد کہلاتی ہے اور اپنے ہاتھوں سے بناتی ہوتی اس جگہ میں جنب کی حالت میں بہواری کی حالت میں جانا حرام اس کی توہین کرنا کفر اور اس کو نجس کرنا عین کفر ہے یہ سب مرتبے ال گھر کو اس میں بیت اللہ کی شبیہ کے قائم ہونے سے ہوئے۔ توجہ یہ بیت کی نقل بنا کر اس کا احترام کرنا واجب اور توہین کرنا کفر ہے ایسے ہی علم گہوارہ علی اصغر۔ تعزیر مبارک اور ذوالجناح کی شبیہ بنا کر اس کی تعظیم و تکریم واجب اور اس کی توہین کرنا عین کفر ہے، نیز کسی قبر کی شبیہ بنانے کے متعلق فرمان رسول ملاحظہ ہو۔ رسول خدا کی بارگاہ اقدس میں ایک سائل نے آ کر عرض کیا یا حضرت میں نے جنت کی چوکھٹ اور حور الحسین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے حضرت نے فرمایا ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے سائل نے پھر عرض کیا۔ حضور اگر ماں باپ نہ ہوں مر چکے ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان کی قبروں پر بوسے دے۔ سائل نے پھر عرض کیا پھر اگر ماں باپ کی قبریں بھی معلوم نہ ہوں۔ رسول پاک نے بزبان وحی ترجمان نے خطاب فرمایا دو لکیریں کھینچ کر ایک کو ماں کی قبر دوسری کو باپ کی قبر تصور کر کے بوسہ دے اور مشہور کتاب اہل سنت فتاویٰ عالمگیری جبکہ محض خیالی چیز بنا کر اس کا بوسہ دینا جائز ہے۔ تو واقعی چیز کی نقل بنا کر بوسہ دینا کیوں جائز نہیں اور جبکہ ان کے بنانے کا مقصد لوگوں میں روح اسلام زندہ کرتا ہے۔ قرآن پاک بھی اس کے جواز کا اعلان کرے۔ اہل اسلام کے سب سے بڑے علامہ مفسر قرآن بھی تفسیر کبیر فخر الدین رازی حدیث ما یشاء من معادب الخ پنا کی آیت کے تحت حاشیہ پر فرمایا۔

سود الملائكة والانبیاء علیہم یعنی ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں مساجد میں رکھی

جاتی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں ان جیسی  
عبادت کریں۔

الصلاة والسلام على ما اعتادوه - قالفا  
كاتب تعميل جينك في المساجد و  
وليها الناس وليعبد مثل عبادتهم

(علامہ ابوالسعود ماشیہ تلخیص فی غرر الدین رازی)

اور یہی مقصد ہے تشبیہ علم عباس اور شہید گہوارہ علی اصغر اور شہید ضریح اقدس امام حسین اور شہید  
ذوالجناح امام حسین کا یہ تمام یادگار تین دن کی بھوک پیاس میں اپنے خون سے شجر اسلام کو  
سینچنے والوں کی یاد دلاتی ہیں۔ علم مبارک اس سالار کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے قیامت تک ہونے  
والے افواج اسلام کے سپہ سالاروں کو یہ درس دیا۔ کہ جنم نیروں تلواروں تیروں سے پھلنی اور  
ٹکڑے ہو جاتے۔ سر شگافتہ ہو بازو کٹ جاتیں۔ لیکن پر ہم اسلام بھکنے نہ پائے۔ گہوارہ علی اصغر  
میں رنگین قیض اس معصوم بچے کی یاد تازہ کرتی ہے جس نے وارث زمینار و بختن پاک حضرت  
امام حسین کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیر کھا کر ہمیشہ کے لئے ان ظالموں کا منہ بند کر دیا۔ جو یہ کہہ  
سہے تھے۔ کہ امام حسین ملک گیر کے لئے مدینہ سے یزید سے جنگ کی خاطر چلے تھے اور  
ذوالجناح کی وہ صورت جس میں وہ برآمد کیا جاتا ہے۔ امام مظلوم کے گھوڑے کی وہ صورت  
ظاہر کرتا ہے جب کہ وہ اپنے سوار کے قتل کے بعد قتل سے خیمہ گاہ کی طرف قتل امام کی خبر لے  
کر گیا۔ جب امام قتل ہوئے تو آپ یکہ و تنہا تھے۔ اس اسپ باوفا کے سوا کوئی خبر قتل ظلم  
خیمہ تک پہنچانے والا نہ تھا۔ اس وفا شعار نے اپنا ماتھا خون سے رنگا۔ اور خیمہ گاہ کی طرف دوڑا  
جب دور سے اہل بیت نے اس کو خالی زین آتے دیکھا۔ تو سمجھ گئیں۔ ہمارے والی و وارث  
اور اس بے زبان کے سوار کی خیریت نہیں ہے۔ اسی لئے جب ذوالجناح برآمد ہوتی ہے تو  
مومنین بھی سمجھتے ہیں کہ اس راہوار کا سوار نصرت و حفاظت اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔ اور  
آنکھوں کے سامنے کر بلا کا وہ خون چمکاں منظر پھر جاتا ہے۔ گھوڑے پر تیروں کی کثرت نیرہ  
فوج کی کثرت اور امام مظلوم کی تنہائی کا ثبوت دیتی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے  
کہ ایک و تنہا نے لاکھوں کو مار دیا۔ اور بظاہر مغلوب ہو کر حقیقت میں باطل کی اکثریت پر  
قیامت تک کے لئے غالب ہو گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی اقلیت کو باطل  
کی اکثریت کا مقابلہ کرنے کا درس دے گیا۔ خیمہ میں انسانوں کو ہمیشہ یاد رکھنے والی خبر کا درس دیتی ہیں اور بھولے  
ہوئے انسانوں کو یہ درس دیتی ہیں۔ کہ کفر کتنی ہی کثرت سے ہو ایمان کو مارنے کی صورت نہیں۔ اور ایسے

ہی تعز یہ مبارک ہر سال ہم کو اس محسن انسانیت کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے اسلام کی بقا کیلئے اپنا گھر کا گھر لوٹا دیا۔ خود ایک ہزار نو سو سچاس زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لایا۔ جس نے بارگاہ کبریٰ میں وہ سجدہ آخر کیا۔ کہ پیشانی کو سجدہ میں رکھ کر خود نہ اٹھایا۔ بلکہ شمر کے ناپاک ہاتھوں نے اٹھایا۔ یہ اس مظلوم کی یادگار ہے میدان کربلا میں تیروں کے سوا جس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا اسے تاجدار انسانیت اسلام کے محسن اعظم اگرچہ کربلا کے میدان میں تیرا جنازہ کسی نے نہ اٹھایا ہم آج دنیا کے کونے سے تیری شبیہ تاپوت اٹھا رہے ہیں۔ لہذا غلامان آل محمد ان تشبیہات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بناتے اور نکالتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو دعویٰ مسلمان کر رہے ہیں ان کو ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

**فرقہ تشیعہ جناب فاطمہ کی دعا سے پیدا ہوا**۔ اہل اسلامیہ کے دیگر فرقے خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول کو رونے والے اسلام کی کائنات میں اس طرح ہیں۔ جیسے کہ جسم انسانی میں آنکھ کسی عضو میں درد ہو جسم میں کہیں تکلیف ہو آنکھ روئے گی۔

مبتلا تے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

ایسے ہی اسلام پر کہیں مصیبت آئے، رسول پاک مکہ چھوڑ میں۔ دانت شہید کر آئیں تین دن فاقے سے رہیں اس کی بیٹی سب کچھ چھینوا کر دنیا سے چلی جاتے۔ اولاد رسول میں سے کسی کو زہر دیا جائے یا تلواروں سے مکڑے کیا جائے۔ قید خانوں میں قید رکھا جائے عورتوں کو در بدر پھرایا جائے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا جائے۔ مدینہ و مکہ برباد کیا جائے اصحاب رسول کو قتل۔ اصحاب زادیوں کی عصمت کو برباد کیا جائے۔ غرضیکہ کوئی مصیبت آئے۔ رو میں گئے شیعہ کیونکہ یہ دین محمدی کی آنکھ ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کو پیدا بھی اسی لئے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کے مشہور علامہ ملا مہدی اپنی کتاب اُمس الذکرین کے صفحہ پر رقمطراز ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جناب علی مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہنیت کے لئے در دولت جناب فاطمہ الزہرا پر تشریف لائے اور اس آفتاب امامت، لعل معدن عصمت تاجدار میدان قیادت کو گود میں لے کر سرد

وشاداں تھے۔ اسی اثنا میں جبرائیل آئے، یا محبوب رب العالمین آپ کی امت اس بچے کو ناحق میدان کربلا میں تین شب دروڑ کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرت یہ خبر سن کر رونے لگے۔ آنجناب کو روتا دیکھ کر جناب سیدہ طاہرہ اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے بھی رونا شروع کر دیا۔ جب افاقہ ہوا سیدہ نے پوچھا۔ باباجان آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹی جبرائیل نے حکم خداوند کریم آکر یہ اطلاع دی ہے کہ آپ کی امت اس بچے کو بے جرم و خطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہ نے عرض کی۔ باباجب ایسا وقت آئے گا۔ آپ میرے حسین کی مدد نہ فرمائیں گے۔ ان کے باپ علی ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے۔ امت کیا میرا پاس نہ کرے گی۔ بابا۔ میں اپنی چادر اور عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے حسین کو بچا لوں گی۔ آپ نہ روتیے۔ جناب سردار انبیاء نے فرمایا۔ بیٹی یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا۔ جب دنیا میں، میں نہ رہوں گا۔ نہ قاطمہ الزہراء تو رہے گی اور نہ خیر و خندق احد بدر کو فتح کرنے والے شاہ لافتنی حضرت علیؑ نہیں گے۔ نہ ان کا بھائی حسن مجتبیٰ رہے گا سیدۃ النساء العالمین یہ سن کر بے اختیار رونے لگ گئیں۔ اور بولیں۔ بابا میرا یہ نازوں کا پالا ہے کو چکی پیس پیس کر میں نے پرورش کیا۔ جس کا رونام مجھے گوارہ نہیں اس کی تغیریت کون کرے گا۔ رسول پاک نے ارشاد فرمایا میری پیاری پروردگار عالم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے اسے میرے حبیب ہم ایک ایسی قوم پیدا کریں گے جن کے جوان تیری اہل بیت کے جوانوں کو رو دیا کریں گے جن کے بچے تیری اہل بیت کے بچوں کو جن کے بوڑھے تیری اہل بیت کے بوڑھوں کو جن کی عورتیں تیری اہل بیت کی عورتوں کو رو دیا کریں گی۔ اے رسول غم نہ کھا۔ تیرے اہل بیت اور حسینؑ کو ہوا میں اڑنے والے پرندے، پہاڑوں کے سخت پتھر، آسمان پہ شمس و قمر اور دریاؤں میں پانی اور پانی کی سب مخلوق رو دیا کرے گی۔ اور اے رسول پاک جو تیرے اہل بیت کے غم میں روتے گا۔ قیامت میں وہ شاداں اور مسرور ہوگا۔ جناب سیدہ طاہرہ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے میں آج آپ کے سامنے قسم کھاتی ہوں۔ اور وعدہ کرتی ہوں۔ اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی جب تک حسین کے رونے والوں کو نہ بخشوا لوں گی۔

علمائے اہل سنت کی زبانی شیعوں کی قدر و منزلت جتنی تعریف کرے اپنے منہ تو اسان اپنی

وہ تعریف نہیں ہوتی تعریف وہ ہوتی ہے جو دشمن کے منہ سے نکلے مخالفین عزا داری - تعزیرہ داری کا بانی، امیر تیمور لنگ کو قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ تاریخی اعتبار سے یہ درست نہیں۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ امیر تیمور لنگ خاندان رسالت کے غلام اور محب خاص تھے، جب عمر کا چاند نظر آیا۔ آپ کو غم اہل بیت میں رونے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ اور مسکراہٹ لبوں پر نام کو نہ آتی تھی۔ چاند نظر آتے ہی یہ کوشش فرماتے کہ کربلا معلیٰ پر پہنچ جاؤں۔ خود کاہن پر ہوتے پہنچ جاتے۔ اور ہمہ وقت یاد امام مظلوم میں رہتے۔ چنانچہ ملت شیعہ کا سخت ترین دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب میں جناب امیر تیمور لنگ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

تحقیق جب امیر تیمور لنگ مرض الموت میں بیمار ہو گئے۔ تو ایک دن بہت بے قرار ہوتے پس ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ پھر ہوش میں آئے فرزندوں اور اہل کلروں نے ان کے پاس یہ ذکر کیا۔ کہ ابھی تمہارا یہ حال تھا۔ اور اب ہوش میں آگئے۔ نیز مسرور و شادان ہو فرمایا ابھی ابھی عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے تھے ان کو دیکھ کر میرا رنگ فق ہو گیا پھر پھر کیا تھا رسول پاکؐ بالین پر میرے لاشعرت

إِنَّهُ لَمَّا مَرَّ تَمَوَّلَنكَ مَرَضَ الْمَوْتِ  
اضطرب في بعض الأيام اضطراباً شديداً  
فأسود وجهه وتغير لونه ثم آفاق  
فذا كمدالة ذلك فقال ان الملائكة  
العذاب اتوني فجار رسول الله  
فقال اذهبوا عنه فإنه كان  
يحب ذريتي ويحبين اليهم  
خذل هجو اعنه

صوائق محرقة صلا

لائے اور تشریف لاکر فرشتوں سے کہا چلے جاؤ اس سے دھ ہو جاؤ میں اس کی شفاعت کے لئے آیا ہوں۔ یہ میری اولاد کا حب دار اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔

یہ تو امام حسین کے عزا دار اور بقول مخالفین بانی تعزیرہ جس کو وہ معاذ اللہ نقل، کفر، کفر نہ ہائند بدعت بتاتے ہیں کا حال وقت مرگ ہے۔ عاملین کے نذیر شفیع المذنبین اس کے سر ہانے برائے شفاعت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دیکھتے۔ اس امام حسین کے بلا لائیس عزا دار اور تعزیرہ دار کا بعد وفات کیا حال ہے ملاحظہ ہو ابن حجر کی زبانی۔

دواہ النجم بن مخلد المقريزي -  
بعض القراء كان اذا مَوَّ بَقِيَرَتَمَوَّلَنكَ  
مورخ نجم بن محمد اور مقریزی نے روایت کیا ہے کہ ایک قاری قرآن جب امیر تیمور لنگ

قَوْفُ خَدْوَةٍ نَفْثَةٍ نَحْرُ الْحَمِيمِ مَلَوَهُ  
 اَلَا قِيَمَهُ فَكُنَّا هَا قَالِ بَيْلِنَا - اَمَّا لَمْ  
 رَايَتْ اَنْبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
 وَسَلَّمُ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَبُولُكَ اِلَى  
 جَانِبِهِ قَالِ نَحْرُكَ فُلْتُ اِلَى هُنَا  
 يَا عَدُوَّ اللهِ وَارْتَدْتُ اِنْ اَخَذَهُ بِيَدِهِ  
 وَاقِيَمَةُ مِنْ جَانِبِ اَنْبِيَّ صَلَّى اللهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمُ دَعَا فَآخَذَهُ  
 كَانِ يَجْتَبَا ذُرِّيَّتِي فَانْتَهَمْتُ فَوَضَعَا  
 وَنَزَلَتْ مَا كُنْتَ اَقْوَمَ عَلَى قَبْوَجٍ  
 فِي الْكَلْوَةِ -

(صواعقِ عرّة مشرق)

کی قبر سے گذرتا۔ تو یہ آیت پڑھتا۔ اے فرشتو  
 اس کو پکڑو اور طوقِ جہنم پہنا کر اس کو جہنم  
 ڈال دو۔ آخر آیت تک وہی قاری کہتا ہے کہ  
 ایک دن میں سونا ہوا تھا میں نے خواب  
 میں رسولِ پاک کو دیکھا۔ حضور تشریف فرما  
 ہیں۔ اور امیر تیمور لنگ ایک جانب آپ کے  
 بیٹھا ہے۔ میں نے اس کو ڈانٹا کہ ادرمن  
 خدا تو یہاں کہاں میں نے ابھی یہ ارادہ کیا  
 کہ اس کو پکڑ کر اٹھا دوں۔ اور حضور سے دو  
 کروں پس حضور نے فرمایا ابو مولوی۔  
 اس کو چھوڑ دے یہ میری اولاد کا حب دار  
 ہے پس میں ڈر کر بیدار ہوا۔ اس کے بعد

میں نے اس کی قبر پر یہ آیت پڑھی اور اس کو برا بھلا کہتا ترک کر دیا۔

یہ ہے تعزیر بنانے والے کی شان کہ وہ رسولِ خدا کے پہلو میں ہے۔ اہل بیت  
 کے حرکات و سکنات ہی قرآن اور اسلام ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا عین اسلام اور پیروی  
 قرآن پاک ہے۔ لہذا تم اہل بیت بھی اہل بیت رسول کا خود قائم کرتا ہے۔ جیسا کہ روایت  
 سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا تم اہل بیت بھی حرکت اہل بیت سے اور حرکت اہل بیت عین  
 اسلام ہے۔ یعنی تم اہل بیت کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔

روانم حسین میں فرض عین ہے جنت اسے ملے گی جو طالب حسین ہے

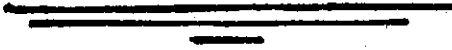
انقرہ مسلم و مومن کہلانے کیلئے اہل بیت رسول کی پیروی لازمی و ضروری ہے۔  
 اور ان کی پیروی کے لئے ان کے صحیح واقعات و خیالات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی مقصد  
 کیلئے جلاء العیون اول دوم چہادہ معصومین کے حالات پر مشتمل پیش کی جا رہی ہے۔  
 تمام اہل اسلام اور مومنین کو خداوند کریم اہل بیت کے راستے پر چلنے کی توفیق فرمائے  
 نیز اہل بیت رسول میری اس قلمی خدمت کو قبول فرمادیں۔ تاکہ روزِ محشر یہ میری نجات کا  
 سبب بنے اور خداوند کریم و رسول و آل رسول میری اس محنت کو بار آور فرما کر

مجھے تحریری اور تقریری طور پر مزید مذہب اہل بیت کی خدمت سرانجام دینے کا موقع  
عطا فرمائے آمین عم آمین۔

وما توفیقی الا با اللہ

خادم الشریعت سید ظہور الحق زیدی کوثر بھریلوی مبنی عنہ

بروز اتوار ۶/۶/۲۰۱۶





## مقدمہ ثانی

**مقصد تخلیق البشر** خالق نے مخلوقات کو وجود تخلیق بلا سبب نہیں دیا اور نہ اس نے کسی مقصد پر تخلیق کرنے کو باعث خلق فرمایا اُس نے خود کتاب مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا لَعَلَّكُمْ تُرْجَوْنَ** اور زمینوں کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بیکار باعث پیدا نہیں کیا علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ فعل باعث خود کرتا اور فعل باعث کو پسند فرماتا ہے عالمین کی کوئی شے باعث اور بیکار نہیں اگر کوئی شے بیکار اور باعث ہے تو یہ صفت بیکاری باعث اس آنکھ میں ہے جو دیکھ رہی ہے۔ کوئی جاندار چھوٹا بڑا چرند۔ پرند اور نباتات خود دکھری ہوں یا میدانی پہاڑی یا صحرائی۔ انسان کے علم میں ہوں یا نہ ہوں تمام کی تمام تخلیق کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے بلا مقصد نہیں۔ انسان کی تخلیق اور نوع انسانی کے ہر فرد کی تخلیق کا ایک مقصد ہے وہ مقصد کتب آسمانیہ میں خود خالق نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ**۔ اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر یوں پیدا کیا وہ میری عبادت کریں۔ جن اور انس کا مقصد پیدائش عبادت نہیں بلکہ تمام مخلوق کا جیسا کہ دوسرے مقامات پر ارشاد فرمایا ہے۔ **يَسْبُحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ**۔ اللہ کیلئے عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد ہے تمام انبیاء اللہ کی عبادت کرتی ہیں مگر تم ان کی عبادت کو نہیں سمجھتے خاص کر انسان کو تو روز ازل میں بتا دیا گیا تھا اس سے وعدہ لیا اس نے اقرار کیا **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنْيَانِ آدَمَ مِنْهَا ذُرِّيَّتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَرَأَيْنَاهُمْ كَتَائِبَ الْكُوفِينَ** اور جبکہ تیرے رب نے اولاد آدم سے جو ان کی پشتوں میں ذریت تھی اس سے بھی یہ وعدہ لیا اور ان کو خود ان کے نفسوں پر گواہ بنا دیا کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں تمام نے عرض کیا۔ ہاں۔ یعنی میری ہی عبادت کرنا اور تمام نے عرض کیا ہاں! یہ وعدہ تمام اولاد آدم سے ہے۔ خطہ ارضی پہ آکر یہاں کی رنگینوں میں سرشار ہو کر اولاد آدم کی اکثریت نفلت کے سبب گڑھے میں جا گری اللہ کی طرف سے اللہ کا نمائندہ۔ بنی۔ رسول۔ امام کے نام سے مختلف اوقات میں آتے رہے وہ اولاد آدم کی طرف آتے خود اولاد آدم نہ تھے بلکہ لباس اولاد آدم میں۔ ابو البشر کی اولاد کی طرف بشر بن کر اولاد آدم کی طرف آدمی بن کر آتے۔ اور قوتِ ملکیہ کی ترمیم اور علاج کیلئے ایسے حضرات کو مبعوث فرمایا کہ جو بظاہر صورت جسمانیہ کے اعتبار سے بشر ہوں اور باغبارِ منکبہ اور کمالاتِ روحانیہ کے ملائکہ سے بھی بڑھ کر ہوں۔ علم الکلام ص ۱۱۱! لہذا تخلیقی مقصد یہ قائم رہنا آدمیت اور انسانیت ہے اور مقصد سے ہٹ جانا انسانیت سے دوری اور آدمیت سے گرجانا ہے۔

اب غور یہ کرنا اور دیکھنا ہے کہ عبادت سے کیا مراد ہے عالم اسلام میں عبادت عبادت عبادت کا مفہوم نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ نوافل۔ شب بیداری لیا جاتا رہا ہے اور جا رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ارشادِ قدرت ہے۔

أَلَمْ آفَهَدُكُمْ لِيُنَبِّئِ أَدَمَ أَنْ لَا تَخْبُتُ وَالشَّيْطَانَ - (یسین) کیا ہرگز نہیں ہمد لیا تھا تم سے اے اولاد آدم یہ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ آج تک کوئی انسان ایسا نظر سے نہیں گذرا نہ نماز۔ روزہ۔ نوافل۔ زکوٰۃ جہاد وغیرہ شیطان کیلئے کر رہا ہو اور نیت کرتا ہو دو رکعت نماز صحیح پڑھتا ہو ادا واجب تہ کی رکنی الشیطان یعنی میں یہ نماز پڑھتا ہوں قربت شیطان حاصل کرنے کیلئے یا اسی طرح روزہ زکوٰۃ یا اور کوئی خیرات کر رہا ہو رشتائے حصول شیطان کیلئے۔ نہیں بلکہ تمام انسان خواہ ان کا تعلق عسائیت کے ساتھ ہو یا یہودیت سے سکھ مت سے ہو ہندویت سے آریہ دھرم سے ہو یا چین مت سے بدھ مت سے ہوتا مت دھرم سے ستارہ پرست ہو یا سورج پرست پارسی ہو یا زرتشتی قدیم یونانی ہو یا اسلام تمام کے تمام اپنے اپنے انداز۔ بیان عقیدہ میں ایک خدا۔ کو مان رہے ہیں کوئی اس کو گاڈ کہہ رہا ہے کوئی پر ماتما۔ الیثور۔ رام خدا۔ اللہ۔ یزداں۔ پروردگار وغیرہ۔ گوردوارہ۔ منور۔ کلیسا۔ چرچ۔ جماعت خانہ۔ مسجد دھرم سالہ یہ مقامات بناتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے نظریئے عقیدے تعلیم کے مطابق کچھ اصول بنا کر ان کا نام عبادت

رکھ کر مذکورہ مقدمات پر مقرر کردہ اوقات میں اگر عمل کرتا ہے ایک دوسرا انسان یعنی پارسی۔ آتش پرست کو ستارہ پرست۔ سورج پرست کو اور عیسائی۔ یہودی کو سکھ بندو کو ہندو مسلمان کو اور مسلمان بندو کو ایک دوسرے کے طریق عبادت کو طریق شیطانی کہہ رہا ہے مگر جو اس اصول پر عمل کر رہا ہے وہ اُس اصول کو طریق شیطانی۔ دین شیطانی نہیں کہتا اور نہ عمل کرتے وقت نیت یہ کرتا ہے کہ میرا یہ فعل قربت شیطانی کیلئے ہے نہیں حضرت آدم سے لیکر آج تک اور آگے کیلئے میں کہہ نہیں سکتا کوئی جماعت نہیں پیدا ہوئی جس نے حصول قربت شیطانیہ کے لئے کوئی اصول بناتے ہوں کوئی مجدد خاد بنایا ہو نہیں بلکہ ہر ایک نے شیطان کو برا کہا ہے۔ لیکن خالق کائنات نے بھی اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے روز اول حضرت آدم کے خطہ ارضی پر قدم فرما ہونے سے پہلے۔ آدم اور اولاد آدم سے عباد لیا تھا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور تم میری ہی عبادت کرنا اور ہرگز ہرگز اسے اولاد آدم تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلم کھلا بہتر دشمن ہے۔ خالق نے یہ وعدہ جب ہی لیا اس کو اولاد آدم کے متعلق یہ علم تھا کہ یہ شیطان کی عبادت کرے گی اور اولاد آدم نے شیطان کی عبادت کی اور اب بھی کر رہی ہے اور کرے گی۔ لہذا۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ جہاد۔ خیرات وغیرہ اور عبادت نہیں ہیں اُن کا نہ کرنا شیطان کی عبادت نہیں اور ان کا کرنا اللہ کی عبادت نہیں ہے۔

**مفہوم عبادت** قابل غور اور فکر اب یہ ہے کہ مفہوم عبادت ہے کیا، بندگی مفہوم ہے عبادت تمام صاحبان لغت اپنی اپنی کتب میں ہیر پھیر کر کے یہی معنی لکھتے آتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ اصل مقصد پر نہ پہنچے۔ بندگی۔ بندہ۔ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ ہجاری پہلو جا یہ ہندی کا لفظ ہے اور عبادت یہ عربی کا لفظ ہے عابد کا معنی عبادت کرنے والا۔ ہجاری کا معنی پوجا کرنے والا۔ بندگی کا معنی بندہ بندگی کرنے والا۔ لیکن اصلیت پر اجماعی بات نہیں گئی لغت عربیہ اور قرآن میں غور کرتے ہیں عبادت مشتق ہے عبدیت سے اور عبدیت سے ہے عبد۔ عبد کا معنی۔ غلام۔ غلام کا معنی عبد عربی لغت یہاں تک رہی ہے علمائے فقہ نے اپنی اپنی کتب میں۔ غلام کا معنی عبد اور عبد کا غلام لکھ کر باب فقہ مقرر کئے۔ جس کے ساتھ غلام کا رابطہ واسطہ اُس

ذات کو مولا کہا ہے باب میں کتب فقہ میں العبد و المولا عبد اور مولا عبد کی جمع ہے عباد۔ باب میں کتب میں حقوق العباد۔ اب عبد کا معنی غلام ہی صحیح کر لیا جائے تو عبد مراد عبد الرحیم۔ عبد الرسول۔ عبد العلی۔ کا معنی رحمن کا غلام۔ رحیم کا غلام رسول کا غلام۔ علی کا غلام۔ غلامی کیا ہے اسی کو سمجھ لیا جائے تو مفہوم عبادت سمجھ میں آجائے گا۔ عبد غلام ہے اور عبد کہیں گے اسی کو جو کسی کا عبد (غلام) ہو۔ اگر وہ کسی کا عبد نہیں (غلام) نہیں تو وہ عبد نہیں ہر ولد آدم کیلئے لازم ہے عبد ہونا یہی روز اول خالق نے وسدہ لیا تھا میرے عبد ہونا۔ شیطان کے عبد نہ ہونا یہی بات جب اولاد آدم بھول گئی تو بار دلانے کیلئے۔ نبی۔ رسول۔ امام وغیرہ تشریف فرما ہوتے۔ عبدیت کا مفہوم کیا ہے۔

عبادت مفہوم عبادت۔ عبدیت کو سمجھنے کیلئے صرف اتنا کافی ہے جو فرائض عبادت ادا کر رہا ہے وہ عبد ہے اور عبد کہتے ہیں غلام کو۔ غلام لغوی اور اصطلاحی معنوں میں وہ انسان ہے جس کی کوئی شے حقیقی کہ اس کا جسم بھی اس کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس کی تمام اشیاء اور جسم حرکات سکناات مرضی پر دوسرے کو حق تصرف حاصل ہو۔ اس کو کہتے ہیں عبد اور جو عبد کے اوپر حق تصرف رکھتا ہے اس کو کہتے ہیں معبود عبد کا دوسرا نام ہوا مملوک اور معبود کا دوسرا نام ہوا مالک ہر غلام عبد ہے اور ہر غلام کا آقا معبود ہے لیکن اسلام میں لفظ معبود استعمال ہوا ہے صرف اللہ کیلئے کسی غیر کیلئے لفظ معبود استعمال نہیں ہو سکتا۔ بہر حال عبد کا مطلب یہ ہے وہ انسان جو اشیاء تو علیحدہ خود اپنے وجود پر حق تصرف نہ رکھتا ہو عبد ہوتا ہے اور جو اس پر حق تصرف اور مالکانہ اختیار رکھتا ہے وہ معبود ہوتا ہے اب مفہوم عبادت کیا ہے وہ امور جو غلام انجام دے یعنی فرائض غلامی کا نام ہے عبادت میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ ایک مفلس۔ نادار۔ غریب۔ بوڑھا آدمی تن تنہا زندگی گزار رہا ہے۔ اپنی تمام ضروریات زندگی خود حاصل کرتا ہزار سے سامان خورد و نوش خرید کر لانا۔ روٹی پکانا۔ مکان میں جھاڑو دینا۔ پھر کاڑ کرنا۔ نلکے سے خود پینے کیلئے پانی بھرنا۔ کپڑے دھونا۔ برتن دھونا چار پائی بھانا بستر بچھانا وغیرہ تمام امور وہ انجام دے رہا ہے۔ اب ایک شریف مالدار آدمی نے رحم کھا کر اپنا ایک غلام (نوکر) اس بوڑھے کو دے دیا اور غلام کو فرمایا تم آج سے میرے غلام نہیں بلکہ اس بوڑھے کے غلام ہو اور یہ بوڑھا آج

سے تمہارا آقا ہے تم اس کے مملوک ہو یہ مالک ہے اب غور فرمائیے یہ غلام کیا کام کرے گا اس کے فرائض کیا ہوں گے۔ یعنی یہ غلام تمام وہ امور انجام دے گا جو وہ بوڑھا اپنے ہاتھ سے خود انجام دے رہا تھا اور بوڑھا اب وہ کام خود نہیں انجام دے گا۔ بلکہ وہ امور غلام کے فرائض میں شمار ہوں گے۔ بازار سے سامان خورد و نوش غلام لاتے پانی یہ بھرے روٹی یہ پکاتے چلہ پائی یہ بچھاتے برتن یہ دھوئے۔ کپڑے یہ دھوئے اگر یہ امور جو وہ بوڑھا خود کرتا تھا نہ کرے اس کی موجودگی میں بوڑھا خود کرتا رہے تو وہ بوڑھا اس کو اپنا غلام نہیں کہے گا۔ وہ غلام اپنی زبان سے کہتا رہے میں اس کا غلام ہوں مگر بوڑھا یہی کہے گا یہ میرا غلام نہیں باغی ہے۔ غلام کو کہتے ہیں عبد اور عبد جو امور انجام دے رہا ہے ان کو کہتے ہیں عبادت جس کے دے رہا ہے اس کو کہتے ہیں معبود۔ اصطلاح اسلام میں معبود کہتے ہیں اللہ کو اللہ کا تمنا ہے خلیق کرنا۔ موت دینا۔ رزق دینا۔ بادل لانا۔ بارش برسانا ہوا چلانا۔ مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ نباتات اگانا۔ دن اور رات لانا موسموں کو لانا۔ وغیرہ امور لہذا اب جو ان امور کو بجالاتے وہ ہے عبد اور ان امور کا ادا کرنا ہے عبادت اور معبود یہی ارشاد باری ہے یا ایہا الناس انہدئو اذ بکم الذی کھلفکم والذین من قبکم کھلفکم تفتنون ۵۔ اسے انسانوں تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے شاید کہ تم لوگ پرہیزگار ہو جاؤ۔ شیطان کرتا ہے چوری۔ نفاق دغا بازی۔ جھوٹ قتل۔ ڈاکہ۔ شراب خوری۔ زنا۔ فتنہ۔ فساد وغیرہ لہذا جو ان امور کو انجام دے وہ عبد اور یہ امور عبادت شیطان معبود اس لئے اللہ نے روز ازل یہ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلکہ میری عبادت کرنا جو کام شیطان کرتا ہے۔ وہ نہ کرنا بلکہ جو میں کرتا ہوں وہ کام کرنا۔ جب دنیا میں اگر انسان یہ بات بھول گیا اور شیطان کی عبادت میں لگ گیا تو انبیاء۔ مرسل۔ ائمہ آئے اس غفلت کو دور کرنے اور اسی غفلت کی دوری کا نام ہے تزکیہ۔ جو انبیاء اور مرسل۔ ائمہ کے فرمان سے غفلت کو دور کر کے ان امور کو بجالانے لگے جو اللہ کرتا ہے تو وہ عبد ہو گئے اور وہ امور عبادت ہو گئے خلیق کرنا۔ موت دینا زندگی دینا رزق دینا۔ عزت دینا مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ بیماری دور کرنا یہ امور عبادت کرنے والا عبد اور جس کے یہ امور تھے وہ معبود ہے جناب عیسیٰ فرما رہے ہیں

آتِي قَدْ جَسْتَكُم بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اِنِّي اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفَعُ فَيْهٍ  
 فَيَكُونُ طَيْرًا يَبْذُرُ لِلّٰهِ وَابْرِيْ اَلَا كَلِمَةٌ وَّالْاَبْوَسُ وَاَجْحَى النَّوْتِيْ يَبْذُرُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ  
 بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَّمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بَيْوتِكُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ  
 تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان  
 میں چھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکہ اور برص  
 کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو  
 جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ  
 میں اللہ کا عبد ہوں ابیہ کرام۔ کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے فعل عبادت  
 اور اللہ معبود مگر مولوسی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ  
 یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عبادت کر خن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا  
 ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عبد ہے اسی لئے  
 کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہ چیز سے دیگر انسانی برادری کو مھولا ہوا سبق یاد دلا کر اور معبود پر  
 جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر جبہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تکرہ  
 کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا نمازہ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا  
 اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہلائی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں  
 بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدٌ وَّوَسُوْكَهٗ مِيْنِ رَبِّيْ  
 دیتا ہوں بیشک محمد اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ جماعت  
 کے سردار ہیں محمد اور آل محمد علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ  
 لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمد  
 آل محمد نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمد  
 وآل محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی  
 جنس سے نہیں اور محمد وآل محمد علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولاد آدم میں آتے  
 بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آتے نہیں جس سے روز  
 روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولاد آدم اور ہے محمد وآل محمد علیہم السلام اور ہے۔

**محمد ذوال محمد علیہ السلام** کا وجود تھا اِنَّكَ بَرِيْتُ اَلْمُكُنْتَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ تو نے تکبر کیا یا تو عالمین سے ہے اس وقت زمین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک بنیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالمین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالمین سوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم در ملک عالمین سے تابع اور آدم کا انکاری بلیس ہے عالمین ہی ہستیاں تھیں عالمین مع ہے عالی کی اور عالی ہے ذات محمد عربی نطق عالمین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمد صلی اور محمد بھی تھے اور وہ ہیں آل محمد محمد ذوال محمد قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ اولاد آدم کے بعد نبیوں کے انجبت قبل الخلق ومع اخلق ذوقاً الخی جنت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے جنت اور ہے اللہ جنت نہیں اور جنت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے سخن حجج اللہ ہم اللہ کی جنت ہیں یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آکر کام کرنے لگے بلکہ یہ بعد پہلے سے فراتس بعدیت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مقالیح الغیب لا یعلمها بعد رسول اللہ الا انا ذوالقرنین المذکور فی صحیف الاولی۔ انا صاحب حاتم سلیمان۔ انا والی الحساب انا صاحب القیواط والموقف انا قاسم الجنة والنار انا اول الاقل انا فوج الاول انا آیت الجبار انا حقیقت الاسرار انا صورق الاشجار انا مولع الاثمار انا مفجد العیون انا مجری الانهار انا فاذن العلم انا طود العلم انا امیر المؤمنین انا عین الیقین انا حجة اللہ فی السنوات والادف۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جسکی پس جنب کعبہ نہیں بعد رسول میرے بعد کوئی نہیں جاتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صرف اولی میں ہے میں قائم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت و النار ہوں میں اول آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں چھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں نبروں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں علم کا پہاڑ ہوں میں امیر المؤمنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

میں جنتِ خدا ہوں۔ میں متزلزل کرنے والا ہوں میں صاعقہ ہوں۔ میں حقانی آواز ہوں۔ میں قیامت ہوں ان کے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں۔ میں وہ اسمائے حسنیٰ ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰ نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکلانے (زندہ) کرنے والا ہوں۔ میں یوم المشور کا مالک ہوں۔ میں نوح کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوبؑ بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحبِ ابراہیم ہوں میں کلیم کا بھید ہوں۔ میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ وحی ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوق پر ولیٰ حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تغویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں ہمارے مرتضیٰ ص ۵۲-۵۳ مولا کے کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے بارش برسا۔ فصل آگاہ۔ درختوں پر پھول لانا اور پھل لگانا۔ بادل لانا اور لاد پیدا کرنا۔ امور عبادت ہیں جس کے یہ بی وہ معبود ہے اور جو ان کو کرے وہ عباد ہے لہذا یہ امور ہیں عبادت اور اللہ کے ہیں یہ امور وہ ہے معبود اور جو ان کو انجام دے وہ ہے عباد جو ہستیاں ان عباد پر حاکم وہ ہیں محمدؐ آل محمدؑ علیہم السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ترجمہ ہے ب کا معنی ساتھ۔ اسم  
**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** کا معنی نام اللہ کا اللہ الرحمن الرحیم۔ لیکن تراجم کئے گئے ہیں  
 میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے شروع کرتا ہوں کس  
 لفظ کا ترجمہ ہے وہ یہاں نہیں عزلی محاورہ سے اگر کہا جائے میرا کلم کہاں ہے اور ذکر  
 جواب دے بڑے بڑے۔ تو اس کا ترجمہ ہے زید کے پاس ہے لہذا اب بسم اللہ کا مطلب ہے  
 اگر ب کا معنی ساتھ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔ یا اللہ کے نام کے پاس ہے ب  
 سوال ہے اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہے یا اللہ کے نام کے پاس کیا ہے۔ تو صاف ظاہر  
 ہے۔ نام کے ساتھ ہے۔ نام کے پاس ہے۔ ہے سے مراد ہونا۔ ہستی۔ یہ دو لفظ ہیں جو ظاہر  
 کرتے ہیں ہر شے کی ہستی یا ہر شے کا موجود ہونا اللہ کے نام کے ساتھ ہے یا اللہ کے نام  
 کے پاس ہے



علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَنْزِمُ لِبَعْضِ صِفَاتِ  
**اللہ کا نام:** جَمَالِهِ وَكَمَالِهِ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو  
 وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ اَلَا سَمَاءُ الْحُسْنٰی (حشر) اور اسی اللہ کے لئے  
 ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنی اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث  
 ہے نَحْنُ اَسْمَاءُ اللّٰهِ اَقْوَالِ اُمَّةٍ اٰہلِ بَيْتِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اسم  
 نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے  
 لہذا وہ ذوات مفدہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام  
 کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے سخن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت  
 ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہذا سخن سے مراد ہے وہ آنائے مطلقہ یعنی نور کائنات  
 جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام  
 سے جو نور مخلوق اول ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات  
 کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود  
 ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہذا موجودات کے ذرے ذرے کا  
 باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام سے رحمانیت رحمن رحیم کا مطلب ہم  
 کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر  
 اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود ہائے ناقص  
 کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ رحمن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا  
 ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمن (علت وجود و بقا کے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج  
 کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملا خطہ ہو عبدی اَلْهٰی اَجْعَلُكَ  
 مَثَلِ اِنْحٰی اِہْمُو ت اَجْعَلُكَ خَبِيْرًا لَمُو ت اِنَا غٰی اَلَا اِنْتَقِر اَجْعَلُكَ فَبِنَا لَا نَفْتَقِر اِنَا فَبِنَا اَشَاء  
 کن اَجْعَلُكَ مِثْلًا لِمَا تَشَاءُ لَمَنْ تَرَجَمَهُ مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا مِثْرًا  
 لوں گا میں ایسا زندہ ہوں جو مرنا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا  
 غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا  
 ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے  
 والا بنا دوں گا تو میں چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اَلْهٰی اَجْعَلُكَ مَثَلِ اِنْحٰی فَعَلِ لَسِيْنِي

مَنْ يَكُونُ - میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے - اپنے جیسا بنا لوں گا - پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی - تو اس سے مراد ہے بندے کو جھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا - جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کر دوں گا پس صفات الہیہ سے منصف ہو جانا کمال ہے ہی کا نام عبودیت اور بندت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے قرآن صادق آل محمد علیہم السلام نَمَّةَ اللَّهِ خَالِدَةٌ نَحْنُ فِيهَا مَعُودٌ وَهِيَ مَعْنَى مَعْرُودٌ وَنَحْنُ هَمَارِے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم - ہم ہی ہیں - ارشاد ہے خالق کا خود كُنْ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْإِذْنِ - ہم انسان سے فہم لگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللّٰهَ مَعَهُوَلُ بَيْنَ الْمُنْزِلِ وَالْمَرْجُلِ - بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں مائل ہے نظر یہ علم طبیعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرنی تخلیقی نوری شعاعیں نیوٹرون (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں - اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت اور اک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں - مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا اور اک نہیں ہوتا - پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہہ کا منظر بن جاتے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا تھا - ہے لہذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمد و آل محمد سے اتصال ہو جائے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہذا محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

آدم سے لیکر آج تک اور تاقیامت ہر زمانہ میں انبیاء انبیاء نے علی کو پکارا - صلی - رسل مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمد و آل محمد نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے غلطات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے



سچے اور انکار سے بچتے رہے لوگ فرداً فرداً ابراہیم کو آگ میں ڈالنے سے قبل ڈراتے رہے کہ  
 نرد کی اطاعت کر لو اور آگ سے بچ جاؤ تو جناب ابراہیم ان کی دھمکیاں آگ کے بارے  
 میں سن کر مسکرائے اور فرماتے ہیں آگ اور تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وَقَالَ إِنِّي  
 ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ۔ میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں میرے رب کا میرے اوپر  
 رحم ہے وہ مجھے تمہارے ظلم اور آگ سے نجات دے گا۔ جناب ایوب علیہ السلام جب صاحب  
 سے دو چار ہوتے اولاد وفات پا گئی گھر تباہ ہو گیا خود بیماری میں لاغر و نحیف ہو گئے قوم  
 نے بائیکاٹ کر دیا اکیلے رہ گئے زوجہ کے ساتھ کافر حرکات غیر منہ بانہ کرنے لگے۔ اور جناب  
 ایوبؑ آواز دی کہ اَيُّوبُ اِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ اِنِّى مَسْتَبِيْعٌ لِّقَوْلِكَ اِنِّى اَفْعَمُ السَّمْعَيْنِ  
 اور حضرت ایوب علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مجھے روحانی جسمانی تکالیف نے آیا ہے  
 میری مدد کر اور تو ارحم الراحمین ہے۔ حضرت ذکر یا علیہ السلام بیت المقدس کے نگہبان  
 اور متولی تھے اولاد سے محروم تھے بیوی اور خود اپنی کمر جھک گئی بال سفید ہو گئے مگر کوئی شیا  
 بیٹی نہیں بلکہ دشمن اولاد نہ ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں دل ذکر یا ان کے نایاب الفاظ سن کر تکلیف  
 ہے ایسے وقت میں جناب ذکر یا نے پکارا۔ وَذَكَرَ يٰ اِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ اِنِّى اَفْعَمُ السَّمْعَيْنِ اِنِّى اَسْمِعُ  
 ذکر یا نے آواز دی اپنے رب کو اے رب مجھ کو بے وارث نہ چھوڑنا دے تو بہترین وارث بنانے والا وارث  
 ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے دامن طور پر تاریکی شب میں اپنی زوجہ اور اپنے بچے کو  
 سردی میں بے چین دیکھ کر دربار فرعون میں ظالم کی ظالمانہ گفتگو اور دھمکیاں سن کر  
 دہشتے نیل کو پار کرتے ہوئے اور بھگ عمالقہ کے وقت قوم کے میدان سے فرار ہو جانے  
 پر بڑھکے تمام مشکل مقامات پر رب کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّى اَفْعَمُ السَّمْعَيْنِ اِنِّى اَسْمِعُ  
 قٰسِمِیْنَ قٰفِرٰتِیْ بِنٰتِیْ وَبِنِجْمِیْنَ اَلْمُسْتَقِیْمِیْنَ۔ آواز دی موسیٰ نے اے رب بیشک میں  
 کسی پر ملکیت نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور اپنے بھائی پر ہیں تو قوم فاسقین اور ہم میں  
 ایک جدائی کا نشان قائم کر دے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے وقت تبلیغ۔ نزول مادہ کیلئے۔  
 قوم کے مقابل اور زنداں میں جس ذات اقدس کو مدد کیلئے پکارا وہ ہے رب جناب خاتم  
 الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر جنگ اوپر ہر مقام مشکل میں اگر فرمایا ہے تو  
 رَبِّ اِنِّى اَفْعَمُ السَّمْعَيْنِ اِنِّى اَسْمِعُ مَخْرُوجٍ وَصِدْقِیْ اَسْمِعُ رَبِّیْ اِنِّى اَفْعَمُ السَّمْعَيْنِ  
 صدق کے ساتھ داخل فرما اور ہر منزل اور مقام سے صدق کے ساتھ مجھے وہاں سے نکل

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھتے رب سے کون مراد ہے سورہ  
معل اتی میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقِّهُمْ كَيْبَهُمْ وَسَدَّ أَبْوَاطَهُمْ وَادِّعَاهُمْ مِمَّا  
میں روز قیامت جماعت مومنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہوگا زبان  
شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہوگی آواز گلے سے نہ نکلتی ہوگی اس  
وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلانے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے  
اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابو بکر روایت کرتے ہیں فرمودہ رسول خدا (ص) ساقی حوض  
علی مرتضیٰ بود مدارج النبوة جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولانا علی  
علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علی ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی  
موجود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علی) کو اب بھی مصائب میں پکارنا  
اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو منت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متعلق  
پرورش کنندہ نگہبان۔

## ظاہری پیدائش سے قبل وجود

محمد وآل محمد علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالین  
زمانہ میں بہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتائے یہ موجود تھے جناب عبد اللہ  
اور جناب ابوطالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے  
لَوْلَا كَمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاقَ اَسَءَ عَجِيبٌ اَكْرَ تُوْنَهٗ هُوْنَا تُوْمِیْنِ اَفْلَاقَ كُوْیْطِیْنِ اَنْهٗ كَرْتَا۔ یعنی  
خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا وَرَءِیْ  
مِنْ نُوْرٍ وَّ اِحِدٍ مِیْنِ اُوْرٍ عَلِیٍّ اَبِیْكَ نُوْرٍ مِیْنِ نُوْرِیْ تَحْتَا نُوْرِیْ عَلِیٍّ اَبِیْكَ نُوْرٍ مِیْنِ نُوْرِیْ  
دونوں تھے تو نورِ فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے  
یا تمام مخلوق کی تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب  
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مرد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ و علویہ اور فاطمیہ سے  
دو ہزار سال پہلے امریکہ میں کوئی جانتا بھی نہ تھا ادھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا  
سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس  
اپنی حاجات سے کرجانے اور اس سے دعا کرتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے  
تھے کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

نہیں ہے تو لوگوں نے بہت اصرار کیا اس وقت انہوں نے رب کو پکارا اسے رب یا تو مجھے بچے دینے  
 کی طاقت تفویض فرما اور یا مجھے موت دے جس دن راہب نے رو کر گھر گڑا کر رب کو پکارا  
 اسی دن رات کو خواب میں ایک برقع پوش خاتون نظر آئی اس نے فرمایا راہب من میرا نام  
 فاطمہ بتول ہے اس ملک کے جنگل میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے گل طاہرہ کہتے ہیں جس  
 کے ہر پودے میں پانچ شاخیں ہوتی ہیں اور ہر شاخ میں چودہ پتے لگتے ہیں اور ہر  
 پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں جب وہ پھول بنتی ہیں  
 تو ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں پس اگر یا نبھ عورت کو اس پودے کی بوٹی پتوں پھولوں  
 اور جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حلوں کیا جائے تو اللہ تعالیٰ  
 اسکو جلد از جلد اولاد نمنہ عطا فرمائے گا ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہنا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا گناہ  
 اور برائی ہے پختی رہنا کسی سوائی کو در سے واپس نہ کرنا چنانچہ بیج کو اس نے بانجھ عورتوں کو  
 اس بوٹی کے کھانے اور رطلوں کرنے کو کہا تو اللہ نے ان کو اولاد عطا کی۔ اس بوٹی کا نام  
 بدلتے بدلتے گال تھریا ہو گیا آج کل صرف آئیل گال تھریا استعمال ہوتا ہے مخزن الادویہ  
 اور قرابادین پرانے نسخوں میں اور آج کل بھی اس کا نام حشیدۃ البتول درج ہے  
 ریڈ انڈین یعنی سرخ جنگل امریکن ہر سال موسم بہار میں ایک مذہبی تہوار مناتے ہیں آج کل  
 بھی اس موقع پر وہ اپنی قدیم زبان میں وہ ہی الفاظ دہراتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے اس  
 متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ اے خدا  
 تو اس نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری کر کتاب ری اولڈ آف امریکہ مصنفہ سٹریگ  
 نیز ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ نمبر ۱۹۴۲ اگست ۱۹۴۲ نیز دریافت ہونے والی کشتی نوح اور  
 نوح سلیمانی پر چھارہ وہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے بحوالہ کتاب  
 ایلیا مصنفہ حکیم سعید محمود گیلانی بہر حال یہ ذوات مقدسہ مکہ معظمہ میں باس بشر میں تشریف  
 لائے پہلے ان کا وجود تھا اور وہ امداد کرتے رہے لوگ ان سے مدد مانگتے رہے جناب  
 سلیمان فلسفی مہر تھے اور مولائے کائنات پر اس جہان خاکی میں شباب کی آمد تھی مولا  
 کعبور تناول فرما رہے تھے اور گھٹی سلیمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ جناب سلیمان  
 فلسفی نے عرض کیا بچے بوڑھوں سے مذاق نہیں کیا کرتے یہ سن کر ابو طالب کا بیٹا بولا  
 سلیمان آپ عمر میں میں بچہ۔ اچھا یہ بتاؤ وہ وقت یاد ہے جب آپ ایک جنگل سے گذر

رہے تھے اپنا تک بھاڑ سے شیر برآمد ہوا اور نہ ہمارے اوپر حملہ کرنے والا تھا ان لمحات میں تم نے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارا فوراً ایک گھوڑا سوار ظاہر ہوا شیر جس کو دیکھ کر چلا گیا۔ اور تم نے انکو ایک تحفہ میں گلدستہ بھی دیا جناب سلیمانؑ نے سن کر عرض کیا۔ علی میں قربان جاؤں یہ واقعہ صحیح ہے مگر میں نے تو آج تک کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کو کیسے معلوم ہے مولانا نے امیر المؤمنین علیؑ کے سلام نے جواب میں آستین سے وہ گلدستہ نکال کر فرمایا سلیمانؑ یہی تھا سلیمانؑ فارسی یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کیا مولانا یہ سب کچھ کیا ہے آپ کو کیسے پتہ چلا یہ گلدستہ آپ کو کیسے ملا مولانا نے فرمایا سلیمانؑ وہ گھوڑا سوار میں علیؑ تھا۔ سلیمانؑ نے عرض کیا مولانا یہ تو بہت مدت کا واقعہ ہے ابھی تو شاید ابوطالب علیہ السلام کی بھی ولادت نہیں ہوئی تھی مولانا نے فرمایا سلیمانؑ یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں آتا بھی اسباب کے تحت اور جاتا بھی اسباب کے تحت اور رہتا بھی اسباب کے تحت مگر ہم محمدؐ و آل محمدؑ کے محتاج نہیں بلکہ اسباب ہمارے محتاج ہیں ہمارے متعلق کبھی بھی کسی طرح کا شک نہ کرنا۔

**ایک وقت میں سب آوازوں کی سماعت** ایک وقت میں عالمین میں مختلف آوازیں امداد کیلئے پکار رہی ہیں بلند آواز سے اور آہستہ بھی بعض گونگے ہیں۔ اور بعض دل ہی دل میں پکار رہے ہیں ان تمام آؤنوں میں یہ شناخت کیسے کرتے ہیں یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ یہ سوال اور خیال اگر چہ بہت ذہنی معلوم ہوتا ہے مگر لایعنی ہے۔ قرآنی معلومات اور علم حیاتیات نہ ہونے کی وجہ سے ہے جتنا رسول مقبول کا ارشاد ہے جب تم صلوات پڑھتے ہو اسی وقت میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور مجھے پتہ چلتا ہے یہ صلوات فلاں کی ہے یہ درد فلاں کا ہے آج کل یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے عالمین کو چھوڑ کر صرف خطہ ارضی پر نشانہ کروڑوں بار ایک منٹ میں درد و شریعت پڑھا جا رہا ہے اور سب کا سب سرکار رسالت کے پاس اسی وقت میں جا رہا ہے اور حضورؐ سن رہے ہیں شناخت بھی فرما رہے ہیں یہ درد فلاں کا یہ فلاں کا ہے نماز پجگانہ کا واسطہ سورج کے ساتھ ہے صبح صادق ہوتی نماز فجر سورج ڈھلا نماز ظہر اور ڈھلکے آگے بڑھا تو عصر غروب ہوا تو مغرب اور مغرب کی سفیدی پر سیاہی آگئی تو عشاء کا وقت آگیا اور سورج ایک ہی رفتار پر چل رہا ہے مگر خطہ ارضی پر اس کا طلوع و غروب ایک نہیں پاکستان میں اگر صبح کے چھ بجے تو امریکہ رات کے چھ بجے ہیں پاکستان رات کے ۸ بجے ہیں لندن میں رات کے دو بجے

ہیں غرضکہ تمام دنیا کا یہی حال ہے دیگر سیاروں کے چاند اور سورج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور طلوع و غروب  
 بھی علیحدہ ہے تو اس سے معلوم ہوا امت محمدیہ زمین ہی نہیں تمام عالمین میں ہے اور نماز پڑھنے  
 میں ہر لمحہ کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور نماز میں واجب ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رَسُوْلِكَ اِنَّكَ اَنْتَ  
 كَتَمْتَهُ اللّٰهُ كَبُوْكَ كَاتَهُ سَلَامٌ هُوَ مَجْهُدٌ پراسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں حضور  
 یہ سلام سن رہے ہیں جیسے بھی سن رہے ہیں سن ضرور رہے ہیں اور خود حکم فرمایا ہے سلام کرنا  
 سنت ہے جو اب دینا واجب ہے جب عالم آدمی کیلئے جواب دینا واجب ہے تو خاتم النبیین  
 بھی لازماً اور واجباً سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ غفلت اور لاشعوری۔ نفاق فسق  
 فجور کے پردے اس طرح دل اور کانوں پر پڑے ہوں ہم جو اب رسول پاک کا نہ سنیں لہذا  
 ایک لمحہ میں ان کو کروڑوں انسانوں کا سلام پہنچ بھی رہا ہے وہ ہر ایک کو فرداً فرداً جواب  
 بھی دے رہے ہیں اسی طرح پکارنے والے کروڑوں مخلوق کی آواز کو ایک لمحہ میں سن بھی  
 رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔ لہذا جانشین محمد و آل محمد بھی یہی صفت رکھتے ہیں کیونکہ  
 حضور نے فرمایا ہے۔ اَدَّلْنَا مُحَمَّدًا اَذْخُوْنَا مُحَمَّدًا اَدَّ اَسْطُوْنَا مُحَمَّدًا اَكُكْنَا  
 مُحَمَّدًا ۱۔ ہمارا پہلا محمد آخری محمد اور درمیانہ محمد ہے ہم سب کے سب محمد ہیں نیز محمد و آل  
 محمد علیہم السلام مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ ان پر نہ نیند طاری ہو سکتی ہے اور اونگھ  
 چنانچہ فقہی مسئلہ ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر صحیح بخاری میں ہے جناب  
 سرور کائنات جب لیتر پر عالم خواب میں ہوتے تو اٹھنے پر بلا تجدید وضو نماز ادا فرماتے  
 جو اس بات کی دلیل ہے ان پر خواب طاری نہیں ہوتا ہر لمحہ اور ہر گھڑی مخلوق کی آواز کو  
 سن رہے ہیں۔ خداوند عالم کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اب محمد و آل محمد علیہم السلام پر نیند  
 آجاتے تو پھر یہ ذوات قدسہ مظہر صفات واجب الوجود نہیں رہ سکتے مظہر صفات واجب  
 الوجود کا یہ خاصہ ہے وہ ہر شے کو دیکھ رہا ہے اور آواز کو سن رہا ہے یہ بشری خاصہ ہے  
 جب کسی بازار یا میلہ۔ بھیڑ وغیرہ سے گذرتا ہے تو وہ نہ آوازیں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور  
 نہ اپنے کان میں آوازیں کو برداشت کر سکتا ہے کثیر آوازوں سے پردہ کان ہی پھٹنے لگتا  
 ہے یہ صرف خاصا محمد و آل محمد علیہم السلام ہے تمام عالمین کی ہر لمحہ آوازوں کو سن رہے  
 ہیں اور ہر آواز کو علیحدہ علیحدہ شناخت بھی کر رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں محمد  
 و آل محمد علیہم السلام کے کان کے متعلق قرآن میں بھی ارشاد ہو رہا ہے۔ وَتَجِيْهَا اُذُنٌ  
 ۵۵ لِيْبَةِ اَوْضَبُ رَكْتَابِ سَلَامٌ اَوْزُوْنَ كُوْهٍ كَانَتْ فِيْ اَتِيْ طَرَفِيْتِ سَبَّ كَسْبِ اَوَازِيْنَ مَا جَاتِيْ فِيْ اَوْرِدِ  
 اس میں تبت بوجاتی ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے کان کی صفت اور تعریف میں اللہ نے اُذُنٌ



مَسَامِعَةٌ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ اُذُنٌ وَاعِيَةٌ۔ یہ کون سا کان ہے جو تمام آوازوں کو سن رہا ہے اور بیک وقت ضبط اور محفوظ رکھ رہا ہے ہر ایک کا جواب بھی اسی طرح جس طرح سے بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا اور سمجھ رہا محفوظ کر رہا ہے اسی طرح بیک لمحہ جواب بھی دے رہا ہے لہذا انتظار جواب کیلئے قطار بنانے اور اپنا نمبر آنے کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اگر نمبر وار کا سلسلہ ہو جاتے تو یہ منظر صفات واجب الوجود نہ رہیں کیا عظمت ہے اس کان کی جو بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا ضبط کر رہا اور جواب دے رہا ہے لَا تَشْبِيهُهُ شَيْئٌ مِنَ الْأَصْوَاتِ وَأَوَانِ اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں ہر ایک آواز کو بیک لمحہ علیحدہ علیحدہ سن رہا محفوظ کر رہا ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اَلْأَيْتِ كَمَا تَحْتَ لِكَهْتَا ہے۔ اُذُنٌ وَاعِيَةٌ سے مراد جناب علی بن ابی طالب کا کان ہے اور یہ کوئی استبعاد و استعجاب کا مقام نہیں۔ کہ امام تمام آوازوں کو سن لیتا اور فوراً ضبط کرنا ثابت کرتا ہے یہ تو کمال مادہ کشیفہ سے بناتی ہوئی انسانی مصنوعات میں بھی ہے جیسے ٹیلی فون ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ دائرہ لیس وغیرہ اور قوت امامت تو جمیع طاقتوں سے فوق ہے لازماً اور واجباً اس کی یعنی امام کی قوت ظرفیت ہی ایسی ہے کہ اسمیں تمام آوازیں ضبط و ثبت ہو جاتی ہیں اس کا انکار محمد وآل محمد کے منظر صفات واجب الوجود ہونے کا انکار ہے جو انکار قرآن اور رسالت و امامت ہے۔

خاصۃً بشریت ہے انسان دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی زبان دانی اور امام <sup>علیہ السلام</sup> نہیں ہو سکتا دس بارہ پندرہ۔ بیس زبانیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے اسی وجہ سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہندی چینی۔ روسی۔ جرمنی۔ پنجابی۔ سرایتکی۔ انگریزی۔ فارسی۔ عبرانی۔ لاطینی۔ افریقی۔ سنسکرت۔ گورمکھی۔ بھاشا۔ عربی۔ گجراتی۔ مارتھی۔ بلوچی۔ پشتو۔ بلوچی۔ کشمیری اتنی زبانوں میں لوگ پیکار رہے ہیں اور پرندے۔ جانور۔ حشرات الارض وغیرہ بھی تو کیسے محمد وآل محمد علیہم السلام تمام زبانوں کو سمجھ رہے ہیں ان کی زبان تو عربی تھی لیکن صاحب عقل کو یہ بھی تو خیال آنا چاہیے محمد عربی صرد، مکہ اور مدینہ والوں کے نبی نہیں تھے بلکہ۔ ہندی۔ چینی۔ روسی۔ جاپانی وغیرہ تمام روئے زمین پر اور زمین کے علاوہ جہاں جہاں بھی انسان اور پرند۔ پرند۔ جانور۔ حیوان۔ شجر۔ پھر وغیرہ مخلوقات ہیں سب کے نبی تھے اور کسی مدد سے کا بیڑہ ماسٹر وہ لگایا جاتا ہے جو اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ ریاضی۔ الجبر و حساب

وغیرہ سب جانتا ہو اگر وہ صرف فارسی جانتا ہے اور دوسرا کوئی علم اور زبان نہیں جانتا تو وہ تمام  
 سکول کا ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتا ہاں صرف اسی زبان پڑھنے والی کلاس کا انچارج ہو سکتا ہے  
 جب محمد مصطفیٰ تمام مخلوق کی زبانوں کو جانتے نہیں تو وہ تمام کے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان  
 کیلئے لازمی ہے کہ وہ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ رسول پاک کے ہاں  
 میں۔ فارسی۔ رومی۔ لاطینی۔ عبرانی بولنے والے اور کھجور کا تنے کا کلام کرنا اڑتے ہوئے آسمان  
 پر چیل کا ہلنا یا نبی جوتی میں چھوٹا سا سانپ بیٹھا ہے۔ وغیرہ انسانوں اور حیوانوں کی زبان  
 سمجھنے کیلئے کوئی ترجمان تھے رکھے ہوئے کوئی مورخ اور محدث یہ ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی  
 ترجمان مولا علی نے رکھا ہوا تھا۔ دوسرے خلیفوں نے ترجمان اور کاتب وغیرہ رکھے ہوئے  
 تھے محمد وآل محمد کا ترجمان نہ رکھتا یہ دلیل ہے کہ وہ تمام زبانوں کو جانتے تھے دیگر پہلا خلیفہ  
 جناب آدم علیہ السلام جس کے متعلق ارشاد ہے۔ **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ**  
**عَلَى الْمَلَائِكَةِ أَلَّا تَعْلَمُونَ أَلَّا نُنزِّلُ الْكَلِمََاتُ مِنَ السَّمَاءِ أَلَّا تَسْمَعُونَ أَلَّا تَعْلَمُونَ**  
**أَلَّا تَعْلَمُونَ أَلَّا نُنزِّلُ الْكَلِمََاتُ مِنَ السَّمَاءِ أَلَّا تَسْمَعُونَ**۔ یعنی تعظیم اسماء المسلمات اللہ تعالیٰ آراہ الاجناس الی خلقہا وعلّمہ  
 انھن اسمہ فنزل وھذا اسمہ بصیر وھذا اسمہ کذا اذعن ابن عباس عن علی بن ابی طالب حضرت ابن  
 حنی القسعة و العزفة تفسیر مدارک زیر آیت **وَعَلَّمَ آدَمَ** حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں  
 کے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جنسیں دکھا دیں جس کو اس نے پیدا  
 کیا ہے۔ اور ان کو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں حضرت ابن  
 عباس سے مروی ہے کہ ان کو یہ چیز کے نام سکھا دیئے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی  
**وَقِيلَ لآدَمُ اسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَقِيلَ لَهُمْ اسْمَاءُ النَّعَاتِ كُلِّهَا**  
 تفسیر خازن کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا  
 ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔ **قَوْلُهُ أَلَّا تَعْلَمُونَ**  
**مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَلَّا تَعْلَمُونَ**۔ **وَقِيلَ لآدَمُ اسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَلَّا تَعْلَمُونَ**  
**مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَلَّا تَعْلَمُونَ**۔ **وَقِيلَ لآدَمُ اسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَلَّا تَعْلَمُونَ**  
 آیت کے زیر تحت۔ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے  
 اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر عادت کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں

میں جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی فارسی رومی وغیرہ۔ دَعَمَكَةُ اَحْوَالُهَا وَمَا يَتَّقِي  
 بِهَا مِنَ الْمُنَافِعِ الدِّينِيَّةِ وَالْدُّنْيَوِيَّةِ وَتَعَمَّرَ اَسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَاَسْمَاءُ ذُرِّيَّتِهِ وَ  
 اَسْمَاءُ الْعِيْرَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ وَصَنَعَةَ كُلِّ شَيْءٍ وَاَسْمَاءُ اُنْدُنٍ وَالْقَوْمِي وَ  
 اَسْمَاءُ الطَّيْرِ وَالشَّجَرِ وَمَا يَكُونُ وَاَسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ يَخْلُقُهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ  
 اَسْمَاءُ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالشُّرْبَاتِ وَكُلِّ تَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ كُلِّ تَمُوٍّ كَفِي  
 الْعَبْرِ عَمَّهٗ سَبْعَةٌ وَمِائَةٌ اَلْفٌ لُغَاتٍ تَفْسِيْرُ رُوحِ الْبَيَانِ زِيْرَ اَمْتِ مَذْكُوْرِهِ بِالَا۔ اور حضرت  
 آدمؑ کو چیزوں کے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں رہنی اور دنیاوی نفع ہیں وہ بتائے اور ان کو  
 فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتایا تمام  
 شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہو گا ان کے نام  
 اور جو کچھ قیامت تک پیدا فرمائے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت  
 کی ہر نعمت غرض کہ ہر چیز کے نام بتا دیئے اور حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سات سو  
 ہزار زبانیں سکھادیں یہ علم ہے زبانِ دانی کے بارے میں جناب آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں  
 تو اللہ نے تعلیم دیں جناب محمد مصطفیٰؐ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبی ساتھ لاکھ کو ایک  
 لاکھ چوبیس ہزار سے ضرب دیا تو ..... ۸۶۸ آٹھ ارب اڑسٹھ کروڑ زبانیں جناب محمد  
 مصطفیٰؐ کو دی گئیں اور یہ بھی محدثین میں اقل عدد ہے جس سے ظاہر ہے رسول پاک ان سے  
 زیادہ زبانوں کا علم رکھتے تھے جو ہم بشر سے بالا ہیں اور انسان احاطہ کرنا تو دشوار گن نہیں سکتا  
 یہ زبانیں جو رسول پاک کو دی گئیں تھیں تو جناب علی مرتضیٰؑ ہے ان کا دروازہ اور باقی ائمہ اہل  
 بیتؑ ان کے علوم کے وارث اور جانشین اور جانتے والے علوم کے۔ لہذا یہ کہنا سراسر غلط ہے  
 کہ وہ ان کو اتنی زبانیں نہیں آتی تھیں وہ سید الانبیاء اور سید الاولیاء نہیں ہو سکتا جو ہر شے  
 کی زبانیں نہ جائیں اور نہ سمجھے۔

**علم غیب اور محمدؐ وال محمدؐ** علم غیب یعنی غیب کا جاننا ہے اور غیب کہتے ہیں جس  
 کو انسان۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ حواس وغیرہ سے محسوس  
 نہ کر سکے اور نہ وہ بلا دلیل ہدایۃ نقل میں آسکے لہذا متان والے کے لئے۔ لاہور۔ کراچی۔ دہلی  
 لندن غیب نہیں کیونکہ اگر اس نے آنکھ سے نہیں تو کان سے سنا تو بچے وہ ایسا شہر ہے ایسی جگہ  
 ایسی آب و ہوا پھول میں خوشبو۔ جسم میں درد۔ سنبے میں دل۔ ملک۔ حور۔ عثمان۔ کرسی۔ عرش

وغیرہ غیب ہمیں کیونکہ یہ اور ان کے حالات کان سے سنے ہوتے ہیں یہ آنکھ سے غیب مگر کان سے سنے ہوتے ہیں غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو سکے اور ایک وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے جنت دوزخ ملک حور وغیرہ یہ احادیث اور قرآن کی آیات ان کے حالات وغیرہ معلوم ہیں دوسرے جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے قیامت اور موت کب ہوگی۔ سچہ بد بخت ہے یا نیک بخت ان کو دلائل سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اِنَّ الْغَيْبَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ عَابًا عَيْنِ الْمُحَاسِبَةِ۔ بیشک غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو۔ وَهُوَ مَلْفًا عَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحَقْلِ تَعْيِبَةً كَمَا مَكَّةٌ بِعَيْنِهَا لَا يُدْرِكُهَا يَوَاحِدٌ مِنْهَا اِبْتِدَاءً يَطْرُقُ الْبَدَنَ حَتَّى وَهُوَ تَسْمَانٍ قَسْمٌ لَا كَدِيلٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الَّذِي اُرِيدُ بِقَوْلِهِ عِنْدَ مَفَاتِحِ الْغَيْبِ وَقَسْمٌ نَصَبٌ عَلَيْهِ كَدِيلٌ كَالْقَصَائِحِ كَصِفَاتِهِ وَهُوَ الْوَالِدُ غَيْبٌ وَهُوَ جُوهٌ خَمْسَةٌ اَوْ عَقْلٌ سَعَى يُوْرَا يُوْرَا اِجْمَاعًا هُوَ اِسْمٌ لِحَالِ طَرَفٍ كَمَا ذَرِيْعَةٌ سَعَى اِبْتِدَاءً كَهْمٌ كَهْمٌ مَعْلُومٌ نَهْ هُوَ سَكَّ غَيْبٌ كِي دَوْقَمِيْنِ هِيْ اِيْكَ وَهِيْ هِيْ سِيْ كُوْنِيْ دَلِيْلٌ نَهْ هُوَ اُوْرُوْهُ هِيْ غَيْبٌ قُرْاْنِ اِيْاْتِ مِيْنِ جِهَانِ جِهَانِ اِيْاْتِ هِيْ كِيْ غَيْبِ اللّٰهِ كِيْ پَسِ هِيْ يَغِيْبُ كِيْ كُنْجِيَالِ اللّٰهِ كِيْ پَدِ هِيْ۔ دُوْ سَرِيْ قَسْمِ جِسْ يُوْرِ دَلِيْلٌ قَائِمٌ هُوَ سَكْتِيْ هِيْ۔ جِيْسِيْ فَرَسْتِيْ حُوْرٌ اُوْرِ اِمَامِ زَمَانِ اُوْرِ رَنُگِ اَنُكْهِيْ سِيْ نَظَرِ اَرَبَا هِيْ نَاكٌ سِيْ يُوْمَحْسُوْسٌ هُوْرِيْ هِيْ سِيْ لَذْتٌ كُوْ زَبَانِ حَاصِلٌ كُرْ رِيْ هِيْ سِيْ لِهَذَا كَانِ كِيْ لِيْ رَنُگِ غَاثِبِ اُوْرِ اَنُكْهِيْ كِيْ لِيْ ذَاتِقِ غَاثِبِ هِيْ اُوْرِ يُوْرَا تَقْدِ كِيْلَتِيْ غَاثِبِ هِيْ۔ اَبِ اَكْرُ كُوْنِيْ يُوْرِ لَذْتِ رَنُگِ كُوْ اَصْلِيْ هِيْ شَكْلٌ مِيْنِ اِنِ كِيْ اَنُكْهِيْ۔ كَانِ۔ زَبَانِ وَغِيْرِهِ سِيْ كِيْ لِيْ۔ تُوْرِيْ عِلْمِ غَيْبِ اِضَاثِيْ كِهْلَا تَا هِيْ۔ اِسْ لِيْ جُوْ جِيْزٌ مَوْجُوْدٌ وَهِيْ لَذْتِ مِيْنِ مَوْجُوْدِ هِيْ مِيْنِ يَابِهْتِ وَهِيْ اِنْدَهْرِيْ مِيْنِ هُوْنِيْ كِيْ وَجُوْ سِيْ نَظَرٌ نَهْ اَسَكِيْ۔ تُوْرِيْ هِيْ غَاثِبِ هِيْ اُوْرِ اِسْ كَا جَانِ لِيْ نَا عِلْمِ غَيْبِ هِيْ۔ اُوْرِ اِسْ طَرَفِ تَمَامِ عَالَمِيْنِ كُوْ شَكْلِ كَفِ دَسْتِ دِكِهْنَا اِيْكَ جِگِهْ پَرِ رَهْ كُرِ يِيْ عِلْمِ غَيْبِ كَا حَصُوْلٌ هِيْ۔ نِيْزِ نَفْسِ عِلْمِ كِيْ جِيْزِ كَا مِجِيْ هُوْ بَرَا نِهِيْ سِيْ بَرِيْ بَاتُوْنِ كَا كُرْ نَا يَابِرَا كَامِ كُرْ نِيْ كِيْلَتِيْ كِيْ عِلْمِ كَا حَاصِلٌ كُرْ نَا بَرَا هِيْ يِيْ بَاتِ مُرُوْرٌ هِيْ بَعْضِ عِلْمُوْمِ بَعْضِ سِيْ اَفْضَلِ هِيْ جِيْسِيْ بَعْضِ سُوْرَتِيْنِ بَعْضِ پَرِ فُضِيْلَتِ رَكْحَتِيْ هِيْ سُوْرَةُ تُوْجِيْدِ كِيْ پُرْ هِنِيْ مِيْنِ جُوْ نُوْرَا بِ هِيْ وَهِيْ سُوْرَةُ تَبِيْتِ يَدَاثِيْ مِيْنِ نِهِيْ لِهَذَا اَكْرُ كُوْنِيْ عِلْمٌ بَرَا هُوْ تَا تُوْرُهُ خُدا كُوْ مِجِيْ نَهْ حَاصِلٌ هُوْ تَا كِيْ نِيْكَ خُدا بَرِ اَتِيْ سِيْ پَاكٌ هِيْ۔ بَعْضِ حَسَدِ كُفْرِ نَظَاقِ مُشْرِكِ۔ چُوْرِيْ۔ جَادُوْ۔ زَنَا۔ رِيَا وَغِيْرِهِ كَا عِلْمٌ حَاصِلٌ كُرْ نَا مُرُوْرِيْ هِيْ تَا كِيْ اِنْسَانِ اِنِ سِيْ كِيْ لُوْ سِيْ سِيْ پِھِرِيْ بِنَا لِيْ كَا عِلْمٌ اُوْرِ

بنا با جائز ہے مگر بے گناہ آدمی کو اس چھری سے مارنا برا اور جرم ہے جادو کا حاصل کرنا جائز مگر مقلد غلط  
 پر استعمال کرنا گناہ جرم اور برا ہے اللہ نے تمام علوم جناب آدم کو سکھائے اور محمد عربی اور اہل بیت ان  
 تمام علوم کے وارث۔ تمام علوم یا کان اور مایکون لوح محفوظ پر رقم اور محمد وال محمد اس کے عالم۔ اللہ  
 عالم بالذات ہے اس کے بغیر بتائے کوئی نہیں جان سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے محمد وآل محمد کو علم غیب  
 عطا فرمایا ہے اور ارشاد قدرت ہے وَمَا كَأَى اللّٰهُ يُطَلِّعُكَ عَلَى الْغَيْبِ وَكَوْنِ اللّٰهُ  
 يُبْهِتْنِي مَنْ دَسَلْتَهُ مَنْ يَشَاءُ اَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ تَعَالَى كَيْتَمَّ كَو الْغَيْبِ پَر مُطْع كَر لَر  
 لیکن جن کو رسولوں میں سے جن کیسا ہے وہ الغیب کا علم دے دیتا ہے غیب ہے علم اور الغیب  
 ہے خاص تمام عالمین میں محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں مجتبیٰ لہذا غیب اور الغیب دو نون علم اللہ  
 نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ نَفْسِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ دَسُوْلِ  
 پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے اوپر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر مرتضیٰ رسول کو اور مرتضیٰ رسول  
 محمد عربی ہے اور اسی طرح الرَّحْمٰنُ هَكَذَا الْقُرْآنُ هَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ هَ عَلَّمَهُ الْاِلْيٰنَ  
 الرحمن نے القرآن کا علم دیا۔ انسان کو پھر پیدا کیا۔ القرآن کا بیان بھی تعلیم دیا۔ انسان سے مراد ہے  
 محمد عربی صَلَوٰتُ الْاِنْسَانَ اَنَّىٰ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْاِلْيٰنَ كَيْفَ بَيَانَ مَا كَانَ  
 وَمَا يَكُوْنُ تَفْسِيْرُ مَعَالِمِ التَّنْزِيْلِ اللّٰهُ نَعْنِي السَّانِ لِيَعْنِي مُحَمَّدٌ عَرَبِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُو پَسِيْدَا كِيَا اُوْر اِن كُو  
 جو خلقت محمد سے پہلے تھا اور جو خلقت محمد کے بعد تا قیام قیامت اور بعد قیامت ہو گا وہ سب  
 علم دے دیا یعنی علم اور محمد و جہا جہا نہیں علم بھی اسی وقت پیدا ہوا اور محمد بھی اسی وقت پیدا ہوا  
 اسی کا نام علم ہے اور اسی کا نام محمد ہے۔ لہذا اگر علم محمد کو ذاتی کہا جائے تو اچھا ہے بشر پیدا ہوتا  
 ہے پھر مدرسے میں پڑھتا ہے تو کھنا پڑھنا آیا درزی کے پاس کچھ سال بیٹھا تو درزی بنایا علم  
 میں بالعرض اور جو وقت خلقت ہو جیسے سانس لینا غذا لینا اور حرکت کرنا رو نایہ علوم ہیں بالذات  
 جب سے یہ ذات ہوتی یہ اس میں ہوتے ایسے ہی جب سے محمد وآل محمد ہوئے علم ان میں ہوا  
 لہذا یہ علم ان میں بالعرض نہیں بلکہ خدا نے ان کی ذات میں رکھا ہے لہذا بالذات کہلایا جاتا ہے اور  
 سخاوت علم محمد عربی بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِغَيْبٍ اُوْر  
 محمد عربی الغیب کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں۔ آپ جب ہی الغیب کے ظاہر کرنے میں سخی  
 ہوں گے جب آپ کے پاس الغیب کا علم ہو اگر ہو ہی نہ تو بخیل کا کیا مطلب قرآن پاک میں  
 دو آیات ہیں دَسَلْتَهُ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَا يَخْلَعُهَا اِلَّا هُوَ اُوْر اس کے ہی پاس میں غیب

کی کیمیاں اور ان کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے کہ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کیمیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں آیات میں ۵ اور ۶ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو لفظ ہیں مفتاح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفتاح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَآ يَخْتَفِيَنَّ إِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور کیمیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام میں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر لَآ هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر نئے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور قرآن فرماتا ہے إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں أَدْبِثْ مَقَالِيدَهُ خَزَائِنِ الْأَرْضِ مجھو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نفی کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ آپ فرمادیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اور بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے میاں کی گتی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کیمی ہے۔ تو چابیاں ہیں جن آیات میں نفی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں بالذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے میرے بطور انکسار اور جو حق میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی نفی ہے علم الغیب کی نفی نہیں ہے مذکورہ آیت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور لا میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی مگر میں دعویٰ نہیں کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ مینوں ہیں چور ہنڈا چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے



غیب اند کہ جز خدائے تعالیٰ کے آل راندا نہ گرا سکہ دے تعالیٰ از نرد خود کے رابوحی والہام بداتا طعات۔ مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتا دے وحی الہام سے بارش کب ہوگی آندھی۔ جھکڑ زلزلہ۔ سورج گرہن۔ چاند گرہن کے متعلق صاحبان سائنس موسم کے مطابق روزانہ بتاتے ہیں اور وہ ایسے ہی ہونا ہے اکثر ڈاکٹر بتاتے ہیں مریض سے جاؤ یہ اس وقت تک مر جاتے گا اور ایک سرے سے دیگر دیہاتی دانی تک بتا دیتی ہے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی حمل ہے یا نہیں یہ باہیں علم غیب نہیں الغیب وہ ہے جو بیان ہوا یہ تو محمد آل محمد کے صدقے سے غلام آل محمد علیہم رکھتے ہیں یہ کوئی کمال علم غیب نہیں ہے۔

انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا حالات کا خراب ہونا

## تکالیف خدا نہیں دیتا:

بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکالیف انسانوں کو آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ ماں جو اپنی اولاد سے پیار کھے یا ان کی حرکات نازیبا سے ان سے پیار نہ کرے مگر وہ یہ کوشش نہیں کرتی نہ ارادہ کرتی ہے کہ اولاد میں کوئی تکلیف پیدا ہو یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے بلکہ اگر کوئی بیمار بھی ہو جائے تو ناراض ماں اسکی صحت کی تمنا رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تو اولیٰ المرین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مصائب میں مبتلا کر دیتے جائیں بلکہ وہ تو مخلوق کو مصائب سے نکال دیا جائے۔ لہذا مصائب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کے اپنے افعال و اعمال سے پیدا کر دہ ہیں ذمہ آصاب وین مصیبتہ فی الألفی و لا فی أنفسکم الا فی کتاب وین قبل ان یکتوا کھا (حدید) اور ہمیں چھٹی تم کو کوئی مصیبت زمین میں اور نہ خود تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہہ وہ پہلے سے کتاب میں موجود ہوتی ہے قبل اس کے ہم اس کو ظاہر کریں۔ نزلہ۔ دکام۔ بخار۔ ٹی۔ بی۔ کینسر۔ چوٹ۔ اور مسک امراض دیگر روحانی امراض دبا و بیریہ آفات جو بھی انسان پر آتی ہیں یہ پہلے سے کتاب میں موجود ہیں کتاب سے مراد قرآن نہیں۔ لوح محفوظ نہیں اور نہ خط تقدیر میں درج ہیں۔ بلکہ یہاں کتاب سے مراد ہیں وہ نقوش جو لا شعوری اور غفلت یا شعور ویداری میں ورق نقش پر نقش ہوتے ہیں اگر تم کو شعور ہو ورق نفس



کو پڑھتے رہو تو ان امراض میں مبتلا نہ ہو۔ نفس پر یہ اہام کر دیا گیا ہے دھوپ میں چلنے سے لو لگنے سے بیمار اور سردی میں رہنے سے نمونیا درخت کے اوپر چڑھ کر نرم شاخ پر قدم رکھنا شاخ کا ٹوٹنا نیچے گرنے کا ٹوٹ جانا اور زیادہ کھانے سے بڑھی قبض سے اسہال وغیرہ کا پیدا ہونا یہ سب کچھ کتاب نفس پر رقم ہیں و نفسین و ما سواہما کانتہما کعبودہما و تقوہما اور نفس کو سجا یا بنایا گیا ہے اور اس پر اہام کر دیا گیا ہے اچھائی کا اور برائی کا کتاب نفس پر لکھا ہوا ہے یہ بیماری ہے اور یہ صحت ہے ان امور میں نقل ہے اور ان میں فنا ہے اب انسان بیماری والے امور کرتا ہے تو بیمار ہوتا ہے کوفنا والے امور کرتا ہے تو مر جاتا ہے لہذا یہ امراض انسان نے خود پیدا کیں اللہ نے تو اس پر اہام کیا ہوا ہے یہ برائی ہے اور یہ اچھائی ہے ارشاد ہے قدرت کا دوسرے مقام پر ھَبُوا الْفُلُکَ فِی الْبُحْرِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوا النَّاسَ - خشکی اور تیرسی میں جو فساد قتل و غارت. لوٹ مار لاشوں کے سترنے سے امراض کا پیدا ہونا یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے کرائی ہوئی تکالیف ہیں۔ اسی لئے تو یہ کرنے خیرات کرنے اور محمد و آل محمد کے نام سے ان کے ذکر سے درود پڑھنے سے یہ بیماریاں ٹل جاتی ہیں کئی ہوتی ہفتا دور ہو جاتی ہیں اور کوزمی انسان۔ ٹی۔ بی۔ دم۔ موتیا۔ نمونیا وغیرہ کا مریض محمد و آل محمد علیہم السلام کا نام لینے تو کرنے اور یا رسول اللہ مجھے ٹی۔ بی۔ سے بچا پکارنے یا علی مدد کہنے سے امراض دور ہو جاتے ہیں اس غلطی کی معافی ملی مرض دور ہوا اور جو عضو کا راجہ ہو رہا تھا وہ جس سے کمزور ہو رہا تھا وہ سب دور کر دیا وہ عضو طاقتور بن گیا صحت یاب ہو گیا۔ آفات ٹل گئیں۔ مصائب دور ہو گئے مخالفت اُمید پر جو آفات آئیں وہ خود اپنی پیدا کردہ عوام پر ظلم کرنے زنا کرنے ڈاکہ وغیرہ ڈالنے سے جو آفات آ رہی ہیں وہ خود انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہیں یہ کہنا یا عقیدہ رکھنا کہ بیماری تکالیف خدا پیدا کرتا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں سرسر بہتان اور الزام ہے یہ غیر مسلم عقیدہ ہے جو مصائب اہر من پیدا کرتا ہے اور مہلان دور کرتا ہے اسلام اور قرآن پاک کافر مانا ہے دکھ۔ تکالیف مصائب یہ سب کچھ انسانوں کا اپنے ہاتھوں پیدا کیا ہوا ہے خدا اور رسول و آل رسول ان کو دور کرتے ہیں اب یہ کہنا کیا خدا تمام تکالیف دور نہیں کر سکتا جو محمد و آل محمد دور کرتے ہیں یا کچھ خدا دور کرتا ہے اور کچھ محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں

جو خدا دور کرتا ہے وہ کون سے مصائب ہیں اور جو محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں وہ کون سے مصائب ہیں یہ کہنا غلط ہے خدا اور محمد و آل محمد علیہم السلام تقسیم نہیں کئے ہوئے یہ تو خدا کا انعام ہے محمد و آل محمد علیہم السلام پر نیز حکومت کا کاروبار سب کا سب شہنشاہ خود نہیں کرتا بلکہ صحت کا وزیر الگ خوراک کا الگ زراعت کا الگ تعلیم کا الگ اور جنگ کا الگ نشر و اشاعت کا الگ تدری و رسائل کا الگ آباد کاری کا الگ ان سب وزراء پھر ایک انچارج وزیر ہوتا ہے جس کو وزیر اعظم کہا جاتا ہے کام حکومت کے یہ وزراء کرتے ہیں اور کہلاتے شہنشاہ کے کام میں لڑتے یہ ہیں جنگ شہنشاہ کی کہلاتی ہے صلح یہ کرتے ہیں صلح شہنشاہ کی کہلاتی ہے اب شہنشاہ فرمائے میں نے یہ کیا درست ہے اور وزرا میں سے کوئی یا وزیر اعظم کہے میں نے یہ کیا یہ کیا اور یہ کروں گا تمہیر سے ساتھ رہو تو سب کچھ ٹھیک رہے گا یہ بھی درست ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے چمکے بنائے نبیوں کے پاس پیغام لانے والا جبرائیل۔ موت دینے والا عزرائیل۔ صور پھونکنے والا اسرافیل۔ ہولائی اور بادلوں کو چلانے والا میکائیل ان کے تحت ان امور پر مقرر بشمار ملائکہ ہیں اور یہ چاروں ان کے اپنے منصب کے اعتبار سے سردار ہیں جنکو رب النوع کہا جاتا ہے تمام عالمین کو یہ وزیر کشمروں کہتے ہیں اور وزیر اعظم ان پر مولائے کائنات جناب علی ہے ان کا استدلال ان کو کہا جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جناب علی کے اوپر سر پرست ہیں کام یہ کر رہے ہیں اگر خدا فرمائے میں نے یہ کیا تو درست اگر رسول فرمادیں میں نے یوں کیا تو درست اور جناب علی فرمادیں میں نے بارش برسائی ہو اذان کو چلایا بیماروں کو صحت دی تو درست یا فرمادیں میں دینے والا ہوں تو درست ہے کوئی اور گناہ نہیں ہے خداوند کریم ہر وقت اپنی نئی شان میں ہے بیکار نہیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام جو کچھ کر رہے ہیں وہ باذن اللہ ہے یہ کہنا کہ چہرہ خدا ہی کرتا ہے غلط ہے کچھ اصول بادشاہی بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ کے لئے پانی پینا خود گلاس لے کر گھر سے نل۔ وغیرہ پتے بادشاہت کی توہین ہے بلکہ اس کو نوکر پلائے اور سپاہی کا نوکر پانی خود نہ پیتے بلکہ انتظار کرے کہ کوئی آدمی آئے اور اس کو پانی پلائے یہ اس کے سپاہی ہونے کی توہین ہے لہذا پروردگار کا ہر فعل خود کرنا شہنشاہت خالق کی توہین ہے بلکہ یہ کام نبی (محمد اور ولی (علی) کر گیا تو خداوند کریم کی عظمت ہے اور اس کا نام ہے عبادت ان امور کو انجام دینے کے بعد محمد و آل محمد کو یہ

کہنا کہ یہ سب کچھ ہے خدا کوئی نہیں یہ بھی سراسر غلطی اور گناہ ہے خدا۔ خدا ہے اور محمد و آل محمد  
محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں انسان لاشعوری بغفلت لاعلمی کی وجہ سے وہ حرکات کرتے ہیں جس کی  
وجہ سے وہ مقدمات۔ بیماری۔ مصائب۔ آفات۔ ظہرت وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب انکا  
کو سمجھ آتی ہے اور اس نے یا محمد یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین وغیرہ نام سے کسی بزرگ کو آواز  
دی رد کر تو بہ کر کے وہ آئے تو بہ منظور آفات سے دور کر گئے اسی کا نام لوگوں کے نزدیک  
حاجت روائی مشکل کشائی ہے اور اسلام قرآن میں تزکیۃ نفس ہے۔ اسی کیلئے انبیاء۔ اہل  
اور محمد و آل محمد علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں افعال یہ کر رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے میں کر رہا  
ہوں ان کا کیا اس کا کیا اور ان کا کہا اس کا کہا ان کا شفا دینا اس کا شفا دینا ان کا کرم کر ان کا کرم کرنا ہے  
اب یہ کہنا ایک وقت میں کروڑوں مخلوق پکار رہی ہے یہ کیسے سن  
**حاضر و ناظر ہونا** رہے ہیں اور وہاں ہر جگہ جا کر ان کی مشکل کو دور کر رہے ہیں پہلے  
میں عرض کر چکا ہوں جسے خدا سن رہا ہے یہ سن رہے ہیں جیسے وہ ہر جگہ ہے ویسے یہ  
ہر جگہ ہیں کیونکہ یہ منظر صفات واجب الوجود ہیں۔ یہ خیالات لوگوں کے دلوں میں صحیح  
عرفان رسالت اور امامت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ صحیح طور پر قرآن اور احادیث  
کی روشنی میں نفس امارہ سے نجات حاصل کر کے کتاب نفس کا ایک ورق بھی پڑھ لیں  
تو یہ اعتراضات نہ کریں۔ مگر ایسا نہیں بلکہ مختلف طبائع اور متضاد فکر کر کے لوگوں نے  
محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے اپنے فکر اور دماغ عقل کے مطابق سمجھنا چاہا۔ قرآن  
مجید کی مقاصد اور مطالب میں بعض مقامات پر سہواً اور بعض پر سہرا غلط اور اپنے مفید  
تر حالات کیلئے توافقیں کیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو بالکل متضاد طریقوں پر پیش کیا  
بعض نے اتنا بڑھایا کہ عبد اور معبود کے فرق کو ختم کر دیا اور بعض نے اتنا گھٹایا کہ اپنے  
جیسا معمولی انسان بنا دیا۔ فرنگہ نفس امارہ کے غلاموں اور بغفلت میں پڑے ہوئے لاشعور  
کے مریضوں نے بہت ٹھوکریں کھائیں جس کا اثر یہ ہوا بہت سارے جاہل نبی اور امام  
بن بیٹھے اور اسلام میں گمراہی کا باب کھل گیا فرقے مذہب جماعتیں بن گئیں اور بات  
ایمان و کفر تک آگئی جو محمد و آل محمد علیہم السلام کو نور۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ محصوم  
زندہ جاوید۔ حاضر ناظر۔ سورج چاند۔ سیارے ستارے اور مدبر کائنات ماننے وہ  
کافر جو اپنے جیسا خاکی۔ مجبور۔ غلطی۔ مردہ وغیرہ ماننے وہ مومن مجھے جہاں تک

کھو تحریر کرنا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک ہمدہ ہے۔ کمالات و قسم کے ہوتے  
 ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات ہمدہ۔ تبلیغ احکام الہی تعلیم فرمان الہی یہ کمالات ہمدہ رسالت اور  
 امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات مشکل کشائی۔ حاجت روائی۔ عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات  
 ذات۔ اور ہمدہ ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں۔ ہمدہ سے کمالات نہیں ملتے قابلیت  
 ہے توایم۔ اسے کی ڈگری ملتی ہے شعور فکر۔ دماغ۔ لہر کی ڈگری ہے تو ہمدہ جسٹس پاکشنری یا وزارت  
 ملتا ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو ہمدہ نہیں ملتا اور جسٹس یا کیشنر بن کے کبھی ایم بی  
 اے وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد آل محمد علیہم السلام کو علم  
 غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر مدبر عدل و انصاف محضت میں بلندہ رکھا تو نبوت  
 امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے ہمدہ سے دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا  
 نائب انظم وزیر انظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا  
 اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم دینیہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پشیمانہ اور  
 مقررہ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں شیش نمازی ایک ہمدہ ہے جو  
 قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پشیمانہ ڈاکٹر  
 نہیں ہو سکتا کیونکہ شیش نمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم ہے سمجھ ہے اسی طرح  
 رسالت امامت کا ہمدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات  
 ہیں۔ لہذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت  
 نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کر سکتا وہ جاہل بنے علم معرفت سے دور ہے  
 کیونکہ رسالت امامت ہمدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہذا میں حاضر و ناظر کے  
 متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنی سامنے موجود ہونا عقدۃ المجلس القاضی و  
 حاضر الغائب حضوراً قدم من فیستہ لغات الصباح المیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے  
 والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ و اننا ظرا السواد لا مفر من العین  
 الذی یبصر بہ الانسان لشخصه الصباح المیر والنظر السواد فی العین  
 والبصر بنفسه و عرق فی الانف و فیہ ماء البصر قاموس اللغات الناطق  
 فی لغۃ الترادف الا مفر الذی فیہ الا نشان العین مفر الصعاع الیہ  
 ابی بکر رازی یہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس

ہو یعنی تعریف کر سکیں وہاں تک حاضر ہیں۔ ہم آسمان تک دیکھ سکتے ہیں تو آسمان تک ناظر ہیں۔ لیکن حاضر نہیں کیونکہ وہاں تک ہماری دسترس نہیں ہے اور جن اشیاء کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں ہاتھ بڑھا کر ان کو اٹھا بھی سکتے ہیں وہاں تک ہم ناظر بھی ہیں اور حاضر بھی اصطلاح اسلام میں حاضر ناظر کے یہی معنی مراد ہیں یعنی نبی اور امام قوت قدسید والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو نکل کھیل دے دیکھ رہا ہے نزدیک و دور کی آوازیں سن رہا ہے ایک لمحہ میں تمام عالمین کی سیر کر رہا ہے حاجت مندوں کی حاجت روانی کر رہا ہے یہ کمال روحانی ہے یا جسمانی جسم مثالی سے یا وہ جسم جو قبر میں ہے یا حیات ظاہر میں کسی ایک جگہ موجود ہے ارشاد قدرت ہے **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَلَقَدْ نَسِيَ آدَمَ الْمَاءَ كُلَّهَا** اور امت سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے اور قوی طور پر صحابہ سے صحابہ بھی ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ مقامات پر مختلف شہروں اور قصبوں میں تھے تو حضور پر جگہ امت کے ساتھ اور امت ہر جگہ موجود لہذا آپ ہر جگہ موجود نیز ارشاد قدرت ہے **أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ** اے رسول کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کہ کیا حال کیا۔ واقعہ اصحاب فیل اور قوم عاد حضور کی ظاہرہ ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا خدا نے الم تر کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے نیز ملاحظہ ہو **وَإِذْ تَبَرَأْنَا مِنْ أَصْحَابِ الْفِيلِ إِذْ تَرَوْهُم مِّنْ قَدَمَيْهِمْ يَخِرُّونَ كَمَا يَخِرُّ الْفِيلُ** یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور کفار نے اپنے پہلوں کو نہیں دیکھا۔ مگر فرمایا گیا کیا نہ دیکھا لہذا کفار بھی اپنی پیدائش سے پہلے وہاں موجود نہ تھے اور حضور بھی نہیں۔ تو پھر معاذ اللہ یہ آیات قرآن لغو ہوئیں نہیں دیکھا دونوں نے حضور موجود تھے۔ کفار موجود نہ تھے مگر وہ اجڑے ہوئے تباہ شدہ مکانات بر باد مکہ کے کھنڈرات دیکھ رہے تھے کفار مکہ ان کھنڈرات سے اپنے سفروں میں گزارا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا گیا کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ رسول پاک نے ظاہرہ دنیا کی سیر فرمائی اور نہ قوم عاد کے اجڑے ہوئے ملک کو دیکھا اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ حضور کا یہاں نور ذات سے دیکھنا مراد ہے **وَكَذَٰلِكَ نَكْتُبُ إِلَيْكَ آيَاتِنَا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے ارشاد فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بہرہ بان پائیں۔ یہ آیت صاف مسئلہ الہی ہے کہ گنہگاروں کی بخشش کی سبیل

صرف یہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں اور حضور کریمانہ شفقت فرمائیں اور یہ آیت میں نہیں ہے کہ مدینہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں۔ اگر یہ ہو تو فقیر غریب محتاج مدینہ پہنچنے سے قاصر رہے اور بخشش بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ اور مالدار بھی تمام عمر میں ایک دفعہ یا زیادہ سے زیادہ دو بار مدینہ آتے ہیں اور گناہ دن رات کرتے ہیں۔ لہذا تکلیف مافوق الطاقت لہذا مطلب صاف یہ ہے وہ تمہارے پاس موجود ہیں تم یہاں بھی ہو لہذا ان کے حضور میں حاضر ہو جاؤ: تَكَيْفَ اِذَا جَلَسْنَا مِنْكُمْ اِذْ اَمْنَ سَمِيْعًا وَجَسْمًا يَدْخُلُ الْاُذُنَ كَمَا يُخْلِقُ اَلْاِنْسَانَ وَخَشَعَتِ الْاُذُنُ لِحَدِيْقِ الْاِنْتِزَاعِ يَنْزِعُ النَّفْسَ اِلَى الْاَرْضِ فَهِيَ اِلَى الْاَرْضِ رَاغِبَةٌ فَخَبَّرَ اَللّٰهُ اَنَّ الْاِنْسَانَ كَذِبًا

والا اور اے محبوب تم ان سب کے حال بتانے والے ہو گے۔ دوسری آیت یا ایتھا ابنتی انا ارسندک مشاهد ذمبتنوا وکذیرا اذ داغیا الی اللہ باذنبہ ورسا ابا منیر! اے نبی تحقیق ہم نے تم کو شاہد اور شہیر و نذیر بنا کر اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلا والا اور سراج المنیر بنا کے بھیجا ہر دو آیات میں لفظ شہید اور شاہد ہے دونوں شہد سے ہیں اور لفظ شہید جب معتدی بنفسہم ہو تو اس کا معنی حاضر ہوتا ہے ورنہ علیہ۔ لہذا دونوں جگہ حاضر اور ناظر معنی میں استعمال ہوتا ہے اس موضوع پر آیات قرآنیہ بہت ہیں میں ان ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر کیونکہ اگر یہ کہا جاتے تو اللہ جگہ میں محدود ہو جاتے گا اور جو جگہ میں محدود ہو جاتے وہ خدا نہیں لہذا خدا اس سے بالاتر ہے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صفت خدا نہیں بلکہ یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام ہے اور ان ذوات قدسیہ کو حاضر و ناظر کہنا ایمان ہے کفر نہیں ہے یا حاضر یا ناظر یا کسی تکلف و درختار جلد سوم باب المرتدین اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے نیز آقا ارسندک شاہد کاذبہ لئان اول مخلوق خلقہ اللہ کاذبہ شاہد بواحد انیتہ الحق وشاہد بما اخرج من العلم الی الوجود من الابداح والنفوس والاجرار والکرام والاحسان والاعوان والنبات والحيوان والملك والجن والشیطن والانسان وغير ذالک لئلا یشک عنکم ما یکن للمخلوق واسوار افعالہ وعبایہ نشاهد خلقہ وما جری اللہ علیہ من الاکرام والاعراج من الجنة بسبب الخافۃ وما تاب اللہ علیہ الی اخر ماجری اللہ علیہ وشاہد خلق ابلیس وما جری علیہ قال بعض اکبار ان معرک سعید ا رفیقہ من روح النبی علیہ السلام فی الرقیب العتید علیہ ولسا قبض

الروح المحدثی عن آدم الذی کان بہ دائماً لا یُفصل تفسیر روح البیان پارہ ۲۶  
سورہ فتح زیر اہمیت اندر سنت کیونکہ حضور اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی واحدیت  
کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں آئے اور  
نفوس۔ اجسام معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ فرشتے اور انسان وغیرہ تاکہ آپ کے اوپر  
سب کے وہ اسرار اور اہمیت مخفی نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہیں پس حضور نے حضرت  
آدم کا پیدا ہونا ان کی تعلیم ہونا اور نخطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک  
کے سارے معاملات جو ان پر گزرے سب کو دیکھا اور اہلس کی پیدا کئی اور جو کچھ اس پر  
گزرا اس کو بھی دیکھا۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سید کے ساتھ حضور رہتے ہیں اور یہی  
رقیب عقیدے سے مراد ہے جس وقت ذات محمدی حضرت آدم سے دور ہوئی تو ان سے ترک اولی  
ہوا ایک حدیث میں ہے جب زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے نکل جاتی ہے روح  
البیان میں بیان ہی ہے کہ روح سے مراد جناب محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی ہے۔ آیۃ ۱۰۸  
تَلَمَّ فَإِنِّي أَدَاكَ مِنْ ذُرِّيِّهِ (مشکوٰۃ باب توبہ) اپنی صفیں سیدھی رکھو کیونکہ ہم تم کو  
اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔ ولے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بمقریب  
درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است (جمع البرکات الشیخ عبدالحق محدث دہلوی حضور علیہ السلام  
امت کے احوال اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر  
ناظر ہیں۔ بایں چند اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے ہست یک کس را دریں مسدہ خلافی  
نیت کے آنحضرت علیہ السلام حقیقت حیات بے ضابطہ مجاز تو ہم تاویل دائم و باقی امت  
و بر اعمال امت حاضر و ناظر است و طالبان حقیقت را تو جہاں آنحضرت را میهن و مرئی رکفت  
(او خال الشان) اس اختلاف و مذاہب کے باوجود جو علماء میں ہے اس میں کسی کا اختلاف  
نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل مجاز کے احتمال کے باقی اور دائم ہیں  
اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبکار اور حاضرین بارگاہ کے فیض  
رسال اور مرئی ہیں سنی علامہ امام غزالی لکھتا ہے آذِ اَدَخَلْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ  
السلام ۱۰ حضور فی المسجد جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ السلام کو سلام کرو کیونکہ  
آپ مسجدوں میں ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ نماز میں حضور کے اندر  
حضور پر آسلام علیکم ایتھا البی کہہ کر سلام کرے بعض عرفا گویند کہ اس خطاب بجمہت

سریاں حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود  
 و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و  
 اسرار معرفت منور و فائز گرد و اٹھنے للمعات کتاب الصلواة بعض عابدین نے کہا ہے کہ تشہد  
 میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد  
 میں سرایت کتے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے  
 کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قربت کے نور اور معرفت کے  
 بحیدوں سے واقف ہو جائے نغمہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد وآل محمد علیہم  
 السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند  
 کرم وہ ذات ہے لا یجود علیہ زمان و لا یشتل علیہ مکان خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے  
 کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان  
 وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد وآل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان  
 میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعبطائے الہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا  
 ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیر المؤمنین  
 نے فرمایا ہے مومن - منافق - کافر - مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سر ہانے  
 جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی تویند واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور  
 جب تکیرین قبر میں آتے ہیں تو سر ہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے چل  
 کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب  
 کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے  
 اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے  
 اور امام من سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے  
 ہیں . مَا قَوْلُ فِي هَذَا التَّوْبِيلِ . صحیح بخاری باب الیت اور شواہد باب الیت کیا کہتا ہے تو  
 اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اس  
 پر کہ یہ کرسی پر بیٹھے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے  
 ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام  
 زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام پھا ہوتی ہے چہار وہ





غرض کہ ہر کام میں اللہ نے صاحبان ایمان پر محافظ بنایا ہے بقینۃ اللہ اور خود فرمایا ہے میں اب تمہارے اوپر محافظ نہیں یعنی مصائب میں مشکلات۔ پریشانیوں میں مقدماتِ نبوت ہو رزق نہ ہو بیماری ہو تو میں نے تمہارے اوپر اسے صاحبان ایمان بقینۃ اللہ کو مقرر کر دیا ہے اب تم لوگ اس ہی کو پکارنا وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا جو مانگو گے وہ دے گا وہ ہم سے جدا نہیں اور ہم اس سے علیحدہ نہیں اس کا فعل ہمارا فعل اس کا قول ہمارا قول اس کا دینا ہمارا دینا اس کا انکار ہمارا انکار جو بھی مومن ہے وہ بقینۃ اللہ سے مانگے بقینۃ اللہ سے مراد جو اللہ نے باقی رکھا۔ یعنی جسکو بقا ہے فنا نہیں۔ موت نہیں اور کائنات میں جن کو موت نہیں فنا نہیں وہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کے گھر جلانے درگرائے نہ ہر دیا۔ تیروں سے لاش کو پھینکی کیا اور سم اسپاں سے جسم آفس پامال کیا مگر وہ زندہ ہیں۔ وہ کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں مگر ہم کو ان کی خوراک اور زندگی کا شعور نہیں ارشاد قدرت ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بل أَمْواتًا۔ اور نہ کہو تم جو سبیل اللہ میں قتل ہو جانے اموات مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ سبیل اللہ ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت۔ اطاعت و تابعداری اور ان کی مخالفت ہے طغوت کی محبت شیطان کی اطاعت ظلم کی تابعداری اس لئے فرمانِ رسول ہے مَنْ مَاتَ عَلَىٰ حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا جو آل محمد کی محبت میں مر جائے وہ شہیدِ زندہ ہے اور زندہ رہنے کا نام بقا اور یہ زندگی اور بقا میں فرق ہے لباسِ خاک میں بشر ہو کر سینہ زمیں پر رہنے کا نام زندگی اور بشریت کے لباس کو چاک کر کے انسانی جامے میں اصلی صورت میں رہنے کا نام ہے بقا۔ جو آل محمد اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جسکو سبیل اللہ کہا گیا ہے جان دیدے وہ مسلمانوں کی نظر میں اور قرآن میں شہید ہے اور شہید مردہ نہیں زندہ ہے وہ رزق بھی پاتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لوگوں کی آواز کو سنتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے جب محمد و آل محمد علیہ السلام کی محبت میں جان دینے والا شہیدِ زندہ ہے بقا پانگیا تو اب محمد و آل محمد علیہ السلام مردہ کیسے وہ بھی باقی ہیں زندہ ہیں لہذا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا جناب علی مرتضیٰ جناب فاطمہ زہرا و امام حسن مجتبیٰ۔ امام حسین منظوم کر بلا۔ زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی جناب امام علی نقی اور حضرت

حسن عکری نیز قائم آل محمد یہ ذوات قدسہ باقی ہیں اور قیامت تک قیامت کے بعد تک یہ زندہ ہیں باقی ہیں بقیۃ اللہ میں چلتے ہیں پھرتے ہیں لوگوں کی اور دیگر مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں جو بھی جس محل میں ان کو پکارا ہے یہ اس کو آواز بھی دے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کوئی اس آواز کو نہ سن سکے چہاں وہ معصوم از خلقت کائنات تا قیامت اور بعد قیامت بقیۃ اللہ میں تمام عالم کو فنا ہے صرف وہ زندہ رہے گا جس کا واسطہ ان ذوات مقدسہ سے ہے دور آدم زمانہ نوح۔ عصر خلیل۔ وقت کلیم لمحات زندگی جھلسی میں یہی بقیۃ اللہ تھے اور آج تک میں نیز قیامت تک بعد قیامت تک اگر یہ بقیۃ اللہ نہیں تو مسلمانوں سے پہلے ہے وہ بتائیں بقیۃ اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے علاوہ کون ہیں اور یقیناً نہیں بتا سکتے کیونکہ اور کوئی نہیں ہیں صرف یہی ہیں جب یہ ہی ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ ہیں تو پروردگار عالم خالق ارض و سما نے ان ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ کو مومنین پر محافظ بنایا ہے مومنین اپنے مصائب دکھ درد بیماری میں ان کو پکارتے ہیں اور پکارتے رہیں گے جو مومن نہیں وہ ان کو نہیں پکارتے اور نہ وہ لوگ ان کی امداد کے قابل ہیں جب وہ اللہ اور اس کے کلام کو ہی نہیں مانتے اور ان آیات کو اپنی مرضی سے بدھن چاہیں موڑ لیتے ہیں اور جو چاہیں مطلب نکال لیتے ہیں پھر محمد و آل محمد علیہم السلام کی ان بے ایمان لوگوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے مولائے قنبر بناب فاطمہ امام حسین اور حسین دیگر ائمہ معصومین بہ حاجت۔ حاجت روا مشکل کشا ہیں ہی مومنین کے لئے غیر چاہیں جنم میں۔ پولیس۔ مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ وکیل۔ ڈاکٹر سے یہ تکالیف میں مدد مانگ لیتے ہیں اور مدرسوں کا سالانہ جلسہ کر کے برسوں سے وہیہ زمینداروں سے گندم وغیرہ مانگ لیتے ہیں اللہ پر مہروسہ نہیں کرتے اگر مومن بقیۃ اللہ سے مسانگے یا اس کو آواز دے تو کفر اور شرک کا فتویٰ اللہ اور غیر اللہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں مشرکوں کا فروں منافقوں کی عورتیں جو بانجھ ہیں ڈاکٹروں کے پاس آتی ہیں بیماری دور کریں اولاد ہو تو کیا یہ عورت مشرک ہو گئی نہیں دنیا عالم اسباب ہے بتائیں یہ لوگ خالق نے کب ان کی مدد کی کوئی ذریعہ وسیلہ بنایا اس سے مدد ہو گئی وہ وسیلے کا محتاج ہے اگر خود وہ کرے تو اللہ نہ رہے۔ جب کچھ پیدا ہونے کیلئے عورت۔ مرد۔ دانی۔ ڈاکٹر وغیرہ وسیلہ پیدا کیا اسی طرح بیماری سے بچنے کیلئے اور حصول رزق کیلئے کوئی بھی ان اسباب کو خدا نہیں کہتا اور نہ کہنے کیلئے تیار ہے ان تمام ممالک کے

اسباب میں جو جب سے بلند و بالا پائیدار مستقل نہ فنا ہونے والا ہے وہ بقیۃ اللہ اور صاحب عقل ہمیشہ ایسے کو مدد دیکھتے پکارتا ہے جو سرکاری طور پر حکومت کا مقرر کردہ ہو بے طمع ہو لالچ نہ ہو اور خود مرض نہ ہو جس وقت جب بھی اس کو آواز دی جاتے آندھی ہوز لرزہ ہو سیلاب ہو طوفان ہو دچہر ہو آدمی رات ہو گھر ہو شہر بازار گاؤں۔ تعبیر جنگل۔ صحرا دریا کا کنارہ یا دریا کے بیچ پھلی کے پیٹ میں ہو یا غار میں پہاڑ کے اوپر ہو کسی اثر ہے کے منہ میں خمیر کے آگے ہو یا بستر مرگ پر ہسپتال میں۔ ڈاکوؤں کے نرنہ میں ہو یا زیر تلوار۔ زندان میں ہو یا تختہ دار پر صاحب زیاں ہو یا گونگا۔ بلند آواز سے پکار رہا ہو یا آہستہ زبان سے یا دل سے سر شام یا پھلی رات کو جو بھی وقت ہو کوئی وقت مقرر نہیں یا محمد یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین یا جبرائیل یا میکائیل یا عیسیٰ جہار وہ معصومین میں سے جس بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے نہ ان کے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا حکم ہوا تو یہ کہ وہ تکلیف چلی گئی مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ ہمارا محافظ ہے اولاد۔ مال رزق۔ شفا زندگی ادائیگی قرض۔ بخت اور حصول تخت و تاج تمام آفات و بلیات اور نماز روزہ اعمال عبادت ریاضت میں ان کو آواز دے رہا ہے وہ باذن اللہ تمام امور میں امداد فرما رہے کافر مشرک۔ منافق انکاری ہے اور التزام کر رہا ہے کرتا ہے گا محمد و آل محمد علیہم السلام اہل ایمان کی مدد بحکم خدا تا قیامت اور بعد قیامت فرمائے رہیں گے خلافت کائنات مسلمانوں کو سوانح حیات محمد و آل محمد علیہم السلام جلال العیون پڑھنے کی توفیق دے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے پھر یہ بھی بقیۃ اللہ کو پکاریں اپنے مصائب میں

### ختم شدہ

خلام الشریعت

سید ظہور الحسن کوثر بن سید محمد علی شاہ رضا اللہ عنہما

خطیب شیعہ

محلہ دیگران بہاولپور روڈ ملتان

# باب اول

بیان تاریخ ولادت و شہادت و بعض احوال مناقب و معجزات خمس آل عبا

## فصل پہلی - ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام

بیان علمائے شیعہ زیادہ تر یہ ہے کہ ولادت آنحضرت مدینہ منورہ میں بتاریخ سوم ماہ شعبان سال چہارم ہجرت واقع ہوئی۔ اور بعضوں میں پانچویں ماہ مذکور کی بھی لکھی ہے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ روز پینچشنبہ تھا اور روز سہ شنبہ بھی کہا ہے اور توفیق حضرت صاحب العصر علیہ السلام میں جو بنام قاسم بن علامہ ہمدانی صادر ہوئی مذکور ہے کہ ولادت آنحضرت بروز پینچشنبہ تیسری ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت پانچویں ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت آخر ماہ ربیع الاول سال سوم ہجری میں ہوئی اور یہ خلاف مشہور ہے۔ اور جناب رسول خدا نے بامر حق تعالیٰ حسین نام رکھا۔ نام پسر کو چک بارون کہ شبیر ان کا نام تھا۔ اور شہید بنت میں بمعنی حسین ہے، جس طرح ولادت امام حسن میں ذکر ہو چکا ہے اور کنیت آنحضرت ابو عبد اللہ ہے اور ابوعلیٰ بھی کہتے ہیں اور القاب شریفین آنحضرت رشید، طیب، سیدہ ولی، ذکی مبارک سبط و شہید و سعید ہیں، جناب امام رضا سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت علیہ السلام ان اللہ بالغ امرہ تھا جناب صادق سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت الحمد للہ تھا۔ اور نقش دوسری روایت میں لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ اور دوسری انگوٹھی ان اللہ بالغ امرہ تھا۔ اور دوسری روایت جس میں منقول ہے ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ جب امام حسین شہید ہوئے۔ انگوٹھی دست مبارک سے اتاری، جناب صادق نے فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ امام حسین نے امام زین العابدین کو اپنا وصی کیا۔ اور اپنی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں پہنائی

اور امامت ان کے سپرد کیا جس طرح جناب رسول خدا امیر کو اپنا وصی اور جناب امیر نے امام حسین کو اور وہ انگوٹھی میرے پدر بزرگوار کو پہنچی اور میرے پدر بزرگوار سے مجھے ملی اور اب میرے پاس موجود ہے میں ہر جمعہ کو اپنے ہاتھ میں پہن کر نماز پڑھتا ہوں، روایہی کہنا ہے میں بروز جمعہ خدمت آنحضرت میں گیا اور حضرت کو نماز میں مشغول پایا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اپنا دست مبارک میری طرف پھیلا یا میں نے دست مبارک میں ایک انگوٹھی دکھائی اس پر نقش یہ تھا۔ لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ، حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ انگوٹھی میرے جدِ امام حسین کی ہے اور روایات معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور فاصلہ میان امام حسین اور امام حسین بقدر مدت حمل تھا۔ اور مدت ایام حمل امام حسین چھ مہینہ تھے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صفیہ دختر عبدالمطلب نے کہا میں دایۃ امام حسین تھی جب آنحضرت متولد ہوئے، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے چچی میرے فرزند کو لے آؤ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں نے ابھی ان کو غسل نہیں دیا۔ حضرت نے فرمایا تم اس کو غسل دے کر کیا پاک کرو گی، خدا نے اس پاکیزہ و مطہر کیا ہے جب خدمت آنحضرت میں لے گئی۔ امام حسین کو حضرت نے اپنی گود میں لیا۔ اور زبان مطہر ان کے منہ میں دی، امام حسین زبان، آنحضرت پوستے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا شہد اور دودھ دہن امام حسین میں زبان حضرت سے جاری ہوتا تھا۔ پس آنحضرت نے درمیان دودھ بوسہ لے کر میری گود میں دیدیا جناب رسول خدا روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ خدا اس گروہ پر لعنت کرے۔ جو مجھے اسے فرزند شہید کریں گے۔ اور تین دفعہ اس کلام کو ارشاد کیا میں نے کہا یا حضرت میرے پدر و مادر آپ پر قربان۔ اس فرزند کو کون شہید کرے گا۔ فرمایا گروہ تم کار باقیماندہ ہی امیہ بنعم اللہ اسکو قتل کریں گے۔

ابن بابویہ و ابن قولویہ و ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہم نے بسند معتبرہ بتایا ہے کہ حضرت صادق سے روایت کی ہے جب امام حسین متولد ہوئے خدا نے جبرائیل کو حکم کیا کہ مع ایک ہزار فرشتوں کے میری طرف اور اپنی طرف تشریف لے کر آئے اور رسول خدا کیلئے زمین پر بار بار جب جبرائیل نازل ہوئے ان کا نذر کسی جزیرہ میں جزائر دریا سے ہوا۔ وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا جس کا فطرس نام تھا۔ اور وہ حاملین عرش الہی سے تھا۔ اور حق تعالیٰ نے اسے کچھ حکم دیا تھا، اس نے دیر میں تجلیل کی تھی۔ اس روز سے خدا اس پر غضب ناک ہوا اور اس کے بال و پر گرا کر اس جزیرہ میں پھینک دیا اس فرشتہ کو سات سو سال اس

جزیرہ میں عبادت حق تعالیٰ کرتے گذرے تھے جس روز امام حسین متولد ہوئے اور روایت دیگر خدا نے اسے یہاں عذاب دینا اور آخرت کا اختیار دے دیا تھا اور اس نے عذاب دینا اختیار کیا تھا خدا نے اسے اس کو آنکھوں کی پلکوں میں متعلق لٹکا دیا تھا۔ کہ کوئی جو ان اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اور ہمیشہ اس فرشتہ کے نیچے سے بدبو دھواں بلند ہوتا تھا جب فطرس نے دیکھا جبرائیل معہ ملائکہ آتے ہیں پوچھا اسے جبرائیل کہاں کا ارادہ ہے جبرائیل نے کہا۔ خدا نے محمد کو ایک نعمت کو امت عطا کی ہے اسلئے میں جاتا ہوں۔ کہ ان کو خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکبادوں۔ فطرس نے کہا اسے جبرائیل مجھے بھی ہمارے چلو۔ شاید رسول خدا میرے لئے دعا کریں یہ سن کر جبرائیل فطرس کو اٹھلاتے اور جب جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچے خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دی۔ اور فطرس کا حل آنحضرت سے عرض کیا۔ آنحضرت نے ارشاد کیا۔ فطرس سے کہو اپنے کو اس فرزند مسعود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس جاتے جب امام حسین سے فطرس ملنے مس کیا۔ پرنکل آتے اور اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اور بروایت دیگر جب آسمان پر گیا۔ کہتا تھا۔ میرے مانند کون ہے۔ کہ حسین اور ان کی ماں اور ان کے جد کا میں آزاؤ کیا ہوا ہوں بعد اس کے جبرائیل نے خدا کی جناب سے کہا۔ اسے محمد آپ کی امت حسین کو تھل کرے گی اور اس کا عوض مجھ پر ہے۔ کہ جو ان کی زیارت کرے گا میں ان کی زیارت ان تک پہنچاؤں گا۔ اور جو ان کو سلام کریگا میں ان تک وہ سلام پہنچاؤں گا۔ جو صلوات ان پر بھیجے گا۔ اس کا صلوات ان کو پہنچاؤں گا۔ یہ جبرائیل نے کہا اور آسمان پر چلے گئے

**خبر ولادت امام حسین** علیہ السلام ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جبرائیل خدمت رسول میں قبل ولادت امام حسین آئے اور کہا آپ کے ہاں ایک فرزند متولد ہوگا۔ کہ آپ کی امت اسے شہید کرے گی۔ حضرت نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں، جب تین مرتبہ یہی خطاب ہوا۔ اور تیسری مرتبہ کہا۔ کہ اس فرزند اور اس کی فریت اور اولاد میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران ہونگے اور خازن علوم الدین و آخرین ہونگے یہ سن کر جناب رسول خدا نے فرمایا۔ جناب امیر کو بلاؤ اور کہا جبرائیل نے خدا کی جانب سے تجھے یہ خبر دی ہے۔ ایک فرزند تمہارے یہاں متولد ہوگا کہ میری امت بعد میرے اسے شہید کرے گی۔ جناب امیر نے کہا۔ مجھے اسے فرزند کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ کلام ہو۔ اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس فرزند اور اس کے فرزندوں میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران اور خازن علوم الدین

وآخرین ہوں گے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے کہلا بھیجا کہ خداتم کو بشارت دیتا ہے کہ میری امت اس کو بعد میرے شہید کرے گی، جناب فاطمہؑ نے عرض کی، بابا ایسے فرزند کی مجھے حاجت نہیں یہاں تک کہ پھر تین مرتبہ یہ خطاب واقع ہوا۔ اور ہر مرتبہ جناب فاطمہؑ نے یہی جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا وہ فرزند اور اس کی اولاد پیشوایان دیندار میرے ورث اور میرے علم کے خازن ہونگے جب یہ سنا جناب فاطمہؑ نے کہا میں اپنے خدا سے راضی ہوتی بعد اسکے حاملہ محمل امام حسینؑ ہوئیں۔ اور بعد چھ مہینہ کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور کوئی فرزند جو چھ ماہ کا پیدا ہوا زندہ نہیں رہا، مگر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰ بن مریم و بردایت دیگر حضرت یحییٰ ام سلمہ حفاظت و پرورش امام حسینؑ کیلئے مقرر ہوئیں، جناب رسول خدا ہر روز آتے اور اپنی زبان مبارک امام حسینؑ کے منہ میں دے دیتے تھے، اور امام حسینؑ جو سنتے تھے یہاں تک سیر ہو جاتے تھے، پس امام حسینؑ کا گوشت خدا نے رسول خدا کے گوشت سے لگایا سوائے اپنی ماں جناب فاطمہؑ کے اور کسی نبوت کا امام حسینؑ نے دودھ نہ پیا۔ لہذا یہ آیت خدا نے امام حسینؑ کی شان میں نازل فرمائی۔ ذِ  
حمله و فصالہ ثلثون شهذا حتی اذا بلغ أشده و اذا بلغ اربعین سنة قال رب اد  
ذمنی ان اشکو نعمتک الی انصبت علی ذلی والذی وان عمل صالحا فوضاه  
و اصلح لی ذذیقی، یعنی مدت حمل در ضاعت حضرت یمنس ماہ تھی، یہاں تک کہ بعد قوت بدن  
و نقل پہنچے اور چالیس سال ان کی عمر سے گذرے کہا۔ پروردگار مجھے الہام کر اور توفیق دے  
تا کہ تیری نعمت کا میں شکر کروں کہ تو نے مجھ پر اور میرے پدلا مادر پر انعام کیا ہے اور میری  
وجہ سے میری بعض ذریت کی اصلاح کر، حضرت نے فرمایا، اگر کہتے، تمام میری ذریت تحقیق کہ  
تمام کے تمام فرزندان کے امام ہوتے لیکن بعض کو مخصوص کر دیا۔ علی ابن ابراہیم نے اس  
آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ ووصینا الایمان بواندیہ اصمانا حمتہ الیکوماد و فحہ کو عین  
ہم نے انسان کو والدین کی نسبت و میت کی شکم میں مادر نے بکرا بہت رکھا۔ اور وضع حمل  
بکرا بہت کیا، حضرت نے فرمایا، مراد والدین سے حسنین ہیں۔ اور وہ جس کا حمل اور وضع حمل  
ازروئے کرا بہت تھا، امام حسینؑ ہیں۔ اس لئے کہ خدا نے رسول خدا کو ولادت امام حسینؑ  
بشارت دی اور امامت فرزند ان امام حسینؑ میں ہوگی۔ اور خبر دی، کہ امام حسینؑ شہید  
ہونگے اور خدا رجعت میں ان کو دنیا میں پھر لاتے گا، اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے  
نہ رحمت سے مراد ہے۔ دنیا میں دوبارہ تشریف لانا کسی امام۔ نبی یا پیغمبر کا یا مومنین۔ صالحین وغیرہ کا قرآن پاک نے  
(باقی صفحہ ۹۴ پر)



اور قتل کرنے میں اسانت و مدد کرے گا اور اس کو تمام زمین کا بادشاہ کرے گا۔ جیسا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ **ذُو يَدَايِنِ اَنْسَنَ عَلٰى الَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجَعْنَاهُمْ اُمَّةً وَنَجَعْنَاهُمْ لِمَا اَوْصِيْهِ**۔ یعنی ہم چاہتے ہیں کہ منت و احسان ان پر رکھیں جو ضعیف کئے گئے زمین پر اور ان کو بلکہ پہنچانے زمین و وارثان زمین کریں اور پھر فرمایا ہے۔ **وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الْذُرُوْرِ مِنْ بَعْدِ الَّذِىْ كُنَّا فِيْ الْاَرْضِ**۔ یہ شاہد عبادی الصالحون یعنی تحقیق ہم نے تورات میں بعد ذکر کر کے لکھا ہے کہ زمین کو میرا میں بندگان شائستہ ہیں گے حضرت نے فرمایا پس خدا نے اپنے پیغمبر کو بشارت دی، کہ تمہارے اہل بیت بادشاہ زمین ہونگے اور دنیا میں رجعت کریں گے اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ بعد اسکے جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو خبر ولادت امام سین اور خبر شہادت دی۔ اور جناب فاطمہ بکراہت حاملہ ہوئیں حضرت نے فرمایا۔ ہرگز کسی کو تو نے دیکھا ہے۔ کہ اسے ولادت فرزند کی بشارت دیں۔ اور وہ حاملہ بکراہت ہو یعنی اسے خبر ولادت فرزند دیں۔ اور وہ منہموم ہو کر حاملہ ہونے سے کراہت کرے کہ اس وجہ سے کہ حال قتل فرزند معلوم ہو چکا تھا۔ اور وقت واضح عمل بھی بقیہ حاشیہ۔ متعدد مقامات میں ایسے حالات واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قصہ اصحاب کعبہ وہ ایک طویل مدت کے بعد زندہ ہوئے۔ اور دنیا میں چلے پھرے لوگوں سے کلام کیا۔ اور اپنے واقعات سے اطلاع دی۔ اور تصدیق کرائی اور ایسے ہی قصہ اور مبارک پیغمبرؐ پر روایت محمد حضرت زین العابدین کا بارہ مہینوں کا بیان ہے۔ ان کا گھبراہٹ بعد میں ظہر کتب دین سے اٹھا دیا۔ تو سینہ میں لوگوں نے تعریف کر ڈالی تھی درست فرمایا، اسی طرح حکومت اہل بیت کے متعلق رجعت کرنے کے بعد قرآن نے متعدد آیات پیش فرمائی ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کر سکتے صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔ **فَلَنْ يَنْظُرُوْنَ اِلَآئِهَا يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِرَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ اِنَّهُمْ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْ اَنَّ يُرْوَدُوْا اِلَيْهَا**۔ والی اللہ ترجمہ الامودہ پارہ ۲ سورہ بقرہ اور نہیں انتظار کرتے تھے کہ اس کا کہ لائے خدا ان پر بادل کے ٹکڑے اور فرشتے اور عالم جہنم ہو جائے اور اللہ ہی کی طرف پھر جائیں گے تمام امور بادل کے ٹکڑوں سے رسول اور ائمہ اہل بیت یا صرف ائمہ اہل بیت اور ممالک سے عذاب کے فرشتے جو ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ ظہور قائم آل محمد کے متعلق قرآن پاک کی پیش گوئی ہے یوم وقت معلوم جو وعدہ اہل بیت سے اس دن شیطان اپنے تمام مریدوں کو صبح کر کے قائم آل محمد سے جنگ کرے گا۔ اور بقول جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرات کے کنارے کوفہ کے قریب مقام روماء پر سخت لڑائی ہوگی اس وقت خدا کے امراء لوں میں نمودار ہوگا مگر عذاب اتریں گے۔ اور جناب روماء پر سخت لڑائی ہوگی اس وقت خدا کے امراء لوں میں نمودار ہوگا مگر عذاب اتریں گے۔ اور جناب روماء پر سخت لڑائی ہوگی اس وقت خدا کے امراء لوں میں نمودار ہوگا۔ اہل بیت یہ چیزیں دیکھ کر بھانسنے کی کوشش کرے گا۔ پیر و کار بھاگنے کی وجہ پڑھیں گے۔

بسبب اسی سے کراہت کرے اور درمیان امام حسن اور امام حسین کے فاصلہ بقدر ایک ٹہر کے فاصلہ تھا اور امام حسین اپنی ماں کے شکم میں چھ مہینہ رہے اور مدت رضاعت چوبیس ماہ تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدت حمل ان کی اور ان کا دودھ سے چھوڑنا تیس ماہ تھا۔ شیخ طوسی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضا سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ رسول خدا شریف لائے اور اسماء بنت عیسیٰ سے کہا۔ اے اسماء میرے فرزند کو لاؤ اسماء کہتی ہیں میں جامعہ سفید میں لپیٹ کر امام حسینؑ کو خدمت آنحضرت میں لے گئی حضرت نے امام حسینؑ کو لے کر اپنے دامن میں رکھا۔ دابنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ناگاہ چہرہ تپکرائے اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد اسلام کے ارشاد فرماتا ہے جبکہ علی کو تم سے نسبت مثل ہارون کے موسیٰ سے ہے تو اس فرزند کو بنام پسر کو چک ہارون مسلمی کر دو اس کا نام شبیر ہے اور اس کو تمہاری زبان میں حسینؑ کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول خدا نے امام حسینؑ کو پیار کیا۔ اور رو کر فرمایا۔ اے فرزند تجھے مصیبت عظیم درپیش ہے۔ خداوند اس کے قاتل پر لعنت کر۔ پھر فرمایا۔ اسماء فاطمہ سے یہ خبر نہ کہنا۔ اور جب ساتواں روز ہوا۔ رسول خدا شریف لائے فرمایا میرے فرزند کو لاؤ۔ جب امام حسینؑ کو رسول خدا کے پاس لائے۔ ایک گوسفند سیاہ سفید کا لقیقہ کر کے ایک ران اس کی دایہ کو دی۔ اور سر کے بال تراش کر بوزن چاندی تصدق کی۔ اور غلوق ایک خوشبو کا نام ہے ان کے سر پر مالش فرمائی۔ بعد اس کے امام حسینؑ کو دامن میں لیا۔ اور کہا۔ اب بعد اللہ کس قدر تیرا مثل ہونا مجھ پر گراں ہے۔ یہ کہہ کر بہت روتے۔ اسماء نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر سے قربان ہوں یہ کیا خبر ہے۔ کہ پہلے ہی دن آپ دیتے ہیں اور بجائے مبارکبادی کے گریہ فرماتے ہیں حضرت رسول خدا نے فرمایا میں اس اپنے فرزند پر اس لئے رونا ہوں۔ کہ گروہ کافر ستمگاری نبی امیہ میں سے اس کو شہید کریگا میری شفاعت ان تک نہ پہنچے گی۔ اور اس فرزند کو وہ قتل کرے گا۔ جو رخنہ میرے دین میں ڈلے گا اور وہ ملعون کافر ہوگا۔ بعد اسکے فرمایا خداوند میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ ان اپنے دو فرزندوں کے حق میں جیسا تجھ سے ازیم عیسیٰ نے کہا۔ اپنی ذریت کے حق میں خداوند ان کو دوست رکھ جو ان کو دوست رکھیں اور جو ان کو دشمن رکھیں تو ان پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو آسمانوں زمینوں کو بھر دے۔

## روایت در وائیل فرشتہ

ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس نے روایت کی ہے کہ رسول کے سولہ ہزار بازو تھے۔ اور ہر بازو سے دوسرے بازو تک مانند آسمان و زمین کے فاصلہ ہے ایک روز اس کے دل میں کوئی چیز گذری کہ مناسب عظمت پروردگار نہ تھی۔ اس سبب سے خدا نے اس کے بازو مٹا کر کے اسے وحی کی۔ کہ پرواز کر۔ اس نے پرواز کی پانچ سو سال تک۔ اور سر اس کا ایک پائے تپا پتہ عرض سے نہ پہنچا۔ جب حق تعالیٰ کو معلوم ہوا۔ کہ وہ تمک گیا ہے۔ فرمایا اپنے مقام کو لوٹ جا۔ کہیں خداوند عظیم ہوں۔ اور سب بڑوں سے بڑا ہوں۔ مجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں ہیں مکان نہیں رکھتا۔ اور بلند میری مثل بلند مکان نہیں۔ بعد اس کے خدا نے اس کے پر گرا دیئے۔ اور اسے صفحہ ملائکہ سے گرا دیا یعنی خارج کیا۔ جب شب جمعہ کو امام حسینؑ متولد ہوئے۔ خدا نے ملائکہ جہنم کو وحی کی۔ کہ آتش جہنم کو جہنمیوں سے دھبیا کر دے۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا اور رضوان خازن بہشت کو وحی کی کہ بہشت کو آراستہ اور خوشبو کر دے۔ بوجہ کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور حورالعین کو وحی کی۔ کہ اپنی اپنی زینت کرو اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاؤ۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو دنیا میں محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور ملائکہ کو وحی کی کہ صف بندی کریں۔ اور تسبیح و تحمید و تمجید و تکبیر کرو۔ اس مولود کے سبب سے جو دنیا میں یہاں محمد صلعم کے متولد ہوا اور جبرائیل کو وحی کی کہ میرے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ پاس مع ایک ہزار قبیلہ ملائکہ کے کہ ہر قبیلہ ملائکہ ہزار کا ہوتا ہے جلاؤ اور سب کے سب اسپان ابلق بازمین و لگام پر سوار ہوں۔ اور ان پر قبہ ہائے یا قوت نصب کرو اور اپنے ہمراہ روحانیاں ملائکہ کو لے جاؤ۔ کہ وہ ملائکہ حربہ ہائے نور ہاتھ میں لئے ہوں اس زینت سے محمد صلعم پاس جاؤ۔ اور ان کی تہنیت و مبارکباد دو۔ ان کے فرزند کی اور اسے جبرائیل آنحضرتؐ کو خبر دو۔ کہ میں نے اس فرزند کا حسین نام رکھا ہے بعد اسکے غضبیت اس کو کہو اسے محمد صلعم اس فرزند کو تنہاری امت کے بدترین لوگ بدترین حالوں پر سوار ہو کر قتل کریں گے اور لٹے ہو اس پر جو اسے قتل کرے اور واسے اس پر ہو جو ان کے گھوڑوں کو بنکائے، واسے ان پر ہو جو ان کو قتل کے لئے بلائے اور میں قاتل حسین سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے دور ہے۔ اس لئے کہ کوئی مجرم صحرائے محشر میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ قاتل حسین کا جرم اس سے زیادہ تر ہو قاتل حسین کو بروز قیامت ہمراہ ان مشرکوں کے جہنموں نے خدا کے ساتھ

دوسرا خدا قرار دیا۔ داخل جہنم کریں گے۔ اور آتش جہنم قاتلان حسین کی مشتاق ہے، نسبت طعیان خدا کے بہشت سے جبرائیل آسمان سے زمین پر آتے تھے۔ درائیل کی طرف سے گذر ہوا۔ درائیل نے کہا اے جبرائیل یہ کیا واقعہ ہے جو میں آج کی رات آسمان پر دیکھتا ہوں۔ کیا قیامت برپا ہوئی ہے جبرائیل نے کہا نہیں لیکن دنیا میں محمد صلعم کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے اور خدا نے مجھے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے۔ درائیل نے کہا۔ اے جبرائیل میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں تمہیں اور مجھے جس نے پیدا کیا ہے جب تم خدمت آنحضرت میں پہنچنا میرا سلام حضرت کو پہنچانا اور حضرت سے کہنا حق اس مولود کے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار سے سوال کریں کہ وہ مجھ سے خوشنود ہو جائے اور میرے بازو پھر مجھے عنایت کرے اور مجھے میرے مقام پر پہنچائے ملائکہ میں جگہ دے۔ جبرائیل باہر خداوند جلیل حاضر خدمت ہوتے اور آنحضرت کو تہنیت، مبارکبادی اور تعزیت کہی، رسول خدا نے فرمایا۔ آیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی جبرائیل نے کہا ہاں رسول خدا نے فرمایا وہ میری امت سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں، اور خدا ان سے بیزار ہے۔ جبرائیل نے کہا اے محمد صلعم میں بھی ان سے بیزار ہوں، بعد اس کے جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے پاس گئے۔ اور ان کو تہنیت و تعزیت ہی۔ جناب فاطمہ رونے لگیں۔ اور کہا۔ کاش مجھ سے حسین نہ پیدا ہوتا۔ اور فرمایا۔ قاتل حسین آتش جہنم میں سداً سوزنے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے فاطمہ قاتل حسین جہنم میں ہے، لیکن حسین قتل نہ ہوگا جب تک اس سے ایک امام ایسا پیدا نہ ہوگا جس سے ہدایت کر نیولے آتمہ پیدا ہوں۔ پھر رسول خدا نے فرمایا بعد میرے آتمہ ہونگے اول ان کا علی ابن ابی طالب ہے ہاد کاہ بعد ان کے حسن مہدی۔ اور اس کے بعد عیسیٰ ناصر ہے اور بعد اسکے علی بن حسین منصور ہے۔ اور بعد اسکے محمد بن علی شافع ہے۔ بعد اس کے جعفر بن محمد قفا ہے اور بعد اسکے موسیٰ بن جعفر ظہیر ہے بعد اسکے علی بن موسیٰ الرضا ہے بعد اسکے محمد بن علی فضل ہے بعد اس کے علی بن محمد موثق ہے اور بعد اسکے حسن بن علی سلام ہے بعد اسکے وہ شخص ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ یسین کو گریہ جناب فاطمہ کم ہوا بعد اسکے جبرائیل نے آنحضرت سے پیغام درائیل دیا۔ اور جس بلا میں وہ مبتلا ہو گیا تھا وہ بھی بیان کیا۔ رسول خدا نے امام حسین کو ہاتھ پر اٹھایا۔ اور امام حسین پارہ پشیمین میں لپٹے ہوئے تھے پھر جناب آسمان بلند کیا۔ اور کہا۔ خداوند بحق اس مولود کے جو تجھ پر ہے پھر فرمایا۔ بلکہ جو حق تیرا اس پر ہے۔ اور اس کے جو بڑے محمد اور اسمائیل و اسحاق و یعقوب پر ہے۔ کہ اگر حسین کی تیرے نزدیک کچھ قدر و منزلت ہے۔ تو درائیل سے راضی ہوا اور اس کو اس کی جگہ پھر دے۔ حق تعالیٰ نے دعائے آنحضرت مستجاب فرمائی

اور اس فرشتہ کو بخش دیا۔ اور اس کے بازوؤں کو پھر بدستور کیا اور اس کو اس کی جگہ صفحہ سے ملائکہ میں مقرر کیا اور اس فرشتہ کو آسمانوں میں اس درجہ سے پہنچاتے ہیں کہتے ہیں یہ آزاد کیا ہوا حسین کا ہے قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا فرزند ان شیر خوارہ فاطمہ کے پاس آتے تھے اور اپنا آپ دہن مبارک حسین کے ذہن میں ڈالتے تھے، اور جناب فاطمہ سے کہتے تھے ان کو دودھ نہ دو ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے جب امام حسین متولد ہوئے جناب فاطمہ کو کوئی ایسی بیماری ہوئی کہ دودھ خشک ہو گیا۔ دایہ طلب کی مگر نہ ملی جناب رسول خدا تشریف لائے۔ اور اپنی انگشت ابہام دہن، امام حسین میں دے دیتے اور وہ پوستے تھے پس پچاس شبانہ روزیوں ہی گذرے۔ اور گوشت امام حسین کا گوشت حضرت رسول سے آگا۔ ایضاً برہ خزاعیہ سے روایت ہے جب جناب فاطمہ باہام حسن سے حاملہ ہوئیں۔ رسول خدا نے ارادہ کسی سفر کا کیا۔ اور جناب فاطمہ سے فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تم سیک پس متولد ہو گا جب پیدا ہوئے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آ لوں جب امام حسین متولد ہوئے جناب فاطمہ نے تین روز انہیں دودھ نہ دیا۔ اور منتظر قدم فیض لزوم آنحضرت تھیں جب تین روز گذر گئے اور حضرت تشریف نہ لائے۔ امام حسن پر جناب فاطمہ کو رحم آیا۔ اور ان کو دودھ دے دیا۔ بعد اسکے جب حضرت تشریف لائے پوچھا کیا کیا جناب فاطمہ نے کہا مشفقت ماری سے مہربان ہو کر میں نے آگے دودھ پلایا حضرت نے فرمایا وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ بعد اس کے جب حضرت امام حسین حاملہ ہوئیں رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ ایک پس متولد ہو گا جب وہ متولد ہو۔ اسے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آؤں۔ اگرچہ ایک ہینہ گذر جاتے یہ فرما کر حضرت سفر کو گئے۔ اور امام حسین متولد ہوئے آنحضرت سفر میں تھے اور جناب فاطمہ نے آنحضرت کو دودھ نہ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے امام حسین کو حضرت کی خدمت میں لائے، حضرت نے اپنی زبان مبارک ان کے ذہن میں دے دی اور وہ پوستے تھے یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر حضرت نے فرمایا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے خدا نے چاہا امام حسین کے فرزندوں میں ہو۔ کلینی نے بسند معتبر روایت کی جناب صادق سے۔ امام حسین نے جناب فاطمہ کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا، ہمیشہ حضرت رسول کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور حضرت اپنی انگشت ابہام ان کے منہ میں دیتے تھے اور وہ انگشت ابہام حضرت اس قدر چوستے تھے کہ دو تین روز انکو کافی ہوتا تھا لہذا گوشت و خون امام حسین گوشت و خون حضرت رسول سے آگا۔ اور کوئی فرزند شفا بہ متولد نہیں ہوا۔ کزنہ راہو بغیر عیسیٰ بن مریم حسین ابن علی کے بسند دیگر امام رضا سے روایت کی۔ امام حسین کو جناب رسول خدا پاس لائے تھے، اور آنحضرت

اپنی زبان مبارک دہن امام حسین میں دلچسپی تھی۔ امام حسینؑ جڑتے تھے اور اسی پر التفا کرتے تھے اور کسی ٹورٹ کا دودھ نہ پیا۔

## فصل دوسری: بیان مناقب و فضائل امام حسینؑ

ابن بابویہ نے بسند معتبر حدیث سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں نے دیکھا۔ رسول خدا امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے تھے، اے گروہ مردم یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی دست قدرت میں میری جان ہے کہ حسینؑ بہشت میں ہے۔ اور دوستان حسینؑ بہشت میں ہیں اور دوستان حسینؑ بہشت میں ہیں، شیخ طوسی نے بسند صحیحین برابر ابن عابدی سے روایت کی ہے میں نے رسول خداؐ کو دیکھا۔ امام حسینؑ کو دوٹل مبارک پر لٹے ہوئے کہہ رہے تھے۔ خداوند امیں اسے دوست رکھتا ہوں تو مجھے اُسے دوست رکھ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسینؑ کو جناب رسول خداؐ پاس لائے اور امام حسینؑ نے دامن رسولؐ میں پٹیا لیکھا۔ چاہا اتنا سے پٹیا میں امام حسینؑ کو اٹھا لیں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میرے فرزند کو پٹیا سے نہ روکو بعد اس کے پانی منگنا کہ وہ مقام جہاں پٹیا لیکھا تھا دھو ڈالا ابن قولویہ نے ابو ذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے دیکھا۔ ایک روز رسول خداؐ امام حسینؑ کو پیار کرتے اور فرماتے تھے، جو حسینؑ کو اور ان کی ذریت کو از روئے خاص دوست رکھے گا اس کے منہ تلک آتش دوزخ کی لپک نہ پہنچے گی، ہر چند گناہ اس کے بعد دوڑیگ بیابان ہوں۔ مگر نہ ایسا گناہ اسکے ذمہ ہو جو اسے ایمان سے خارج کر دے، ایضا جناب صادق سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا سے دوست رکھے جو حسینؑ کو دوست رکھے حسینؑ ایک سبط امباطین غیر ان سے ہے حدیث کو صحیحین نے بطریق متعدد اپنی کتب متعدد میں روایت کیا ہے۔ ایضا روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ کسی راہ سے تشریف لئے جاتے تھے۔ امام حسینؑ کو دیکھا۔ لڑکوں میں کھیل رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ کو دیکھا حضرت عقیبا بن ابیہ سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گود میں اٹھا لیں، امام حسینؑ دوڑتے اور پیسے جاتے تھے یہاں تک کہ رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو پکڑ لیا۔ اور منہ کھول کر بچوں سے پیار کیا۔ اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں جو حسینؑ

کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حسینؑ اسباط پیغمبران سے ہے۔

## روایت افعی و حفاظت حسینؑ

باہر آئے اور میں خدمت آنحضرتؐ میں پس حضرت روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں دو دونوں آرام کر رہے تھے اور ایک بڑا سانپ گردان کے حلقہ کتے ہوتے تھے۔ اور ایک درخت ان پر سایہ فگن تھا۔ اور میں نے قبل اسکے مکر اس مقام کو دیکھا تھا مگر وہ درخت وہاں نہ دیکھا تھا۔ اور بعد اسکے میں وہاں گیا۔ وہ درخت وہاں نہ تھا جب اس سانپ نے صدائے رسول خداؐ سنی سیدھا ہوا اور درختان خرماسے اس کا زیادہ قامت بلند اور عرض اس کا عرض شتر سے زیادہ تھا اور اس کے منہ سے ساگ کی لپک نکلتی تھی ہیں اس حال کے دیکھنے سے جہت ڈرا جب اس سانپ کی نظر حضرت پر پڑی گھٹنا شروع ہو یہاں تک مثل ایک ڈور سے کے ہو گیا اور حضرت سے کلام کیا کہ میری سمجھ میں نہ آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ سانپ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ خدا اور رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ سانپ کہتا ہے میں حمد کرتا ہوں۔ اس خدا کی جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ پاسبان فرزند ان رسولؐ کیا۔ بعد اسکے وہ سانپ ریگ میں روانہ ہو کر چلا گیا آنحضرتؐ نزدیک دونوں صاحبزادوں کے بیٹھ گئے۔ پہلے سراٹھا کر امام حسینؑ کا اپنی گود میں رکھا۔ بعد اسکے سر امام حسنؑ کا اٹھا کر اپنے دامن میں لیا۔ پھر زبان مبارک دہن امام حسینؑ میں دے دی، یہاں تک کہ وہ جاگے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ بعد اسکے اپنی زبان مبارک دہن امام حسنؑ میں دے دی۔ تاکہ وہ بیدار ہوتے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا میں نے کہا یا حضرتؐ گویا امام حسینؑ امام حسنؑ سے بڑے ہیں، حضرت نے فرمایا، حسینؑ کی دلہائے مومنین میں محبت و معرفت پوشیدہ ہے۔ اس کا سبب ان کی مادر سے دریافت کرو۔ جب وہ دو فیتر فلک اہممت خواب سے بیدار ہوتے حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو دروش مبارک پر سوار کیا۔ اور گھر میں تفریق لائے اور میں حسب ارشاد آنحضرتؐ دروازہ دو لٹرا سے فاطمہؑ پر ٹھہرا رہا۔ تاکہ اہمیت خادمہ جناب فاطمہؑ آئی اور کہا۔ اسے برادر کندہ میں نے کہا۔ تجھ سے کس نے کہا میں دروازہ پر ہوں۔ حمامہ نے کہا میری خاتون اور سیدہ نے فرمایا۔ ایک مرد کندہ کی نیکو ترین قبیلہ کندہ ہے آیا ہے کہ مجھ سے شرانت و منزلت میرے نور دیدہ حسینؑ کی دریافت کرے بخدا نے کہا۔ یہ سخن مجھے بہت غظیم معلوم ہوا۔ اور میں نے اپنی پشت جانب دروازہ پھیر سی جس طرح جب کبھی ام سلمہؑ کے دروازہ پر جاتا تھا۔ بحرمت رسولؐ خدیجہؑ ہی میرا طریقہ تھا۔ پس میں نے کہا۔ اے فاطمہؑ مجھ سے حسینؑ کی بیعت

بیان کیے فاطمہ نے فرمایا۔ جب سن متولد ہوا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے حکم فرمایا۔ جو کپڑا مجھے اچھا معلوم ہو وہ پہنوں، جب تک حق کا دودھ بڑھے بعد اس کے پدر بزرگوار مجھے دیکھنے آئے اہل دیکھا۔ کہ سن میرا دودھ پنی رہا ہے حضرت نے فرمایا اس کا دودھ ٹھوڑا دو میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ پھر فرمایا، اگر علی بن ابی طالب تمہارے پاس آئیں منع نہ کرنا۔ اس لئے کہ میں تمہارے چہرہ پر ایک نورِ عینا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ بہت جلد تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ حجت خدا اس خلق پر ہوگا جب میں حاملہ ہو گئی۔ اور ایک مہینہ حمل سے گزرا۔ مجھے حرارتِ عظیم معلوم ہوتی اور جب اپنے حال کی شکایت میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی، ایک کوزہ آب مانگا۔ اور کوئی رعا راں پر پڑھ کر آبِ رحمن مبارک اس پانی میں ڈالا۔ اور فرمایا۔ اسے فاطمہ پنی لو، جب میں نے وہ پانی پی لیا حالت مذکورہ مجھ سے دفع ہو گئی اور جب چالیس دن گزرے مجھے لہفت میں ایک حرکت محسوس ہوئی جس طرح چیونٹی کپڑے میں بدن پر حرکت کرے۔ اور یہی کیفیت رہی تا آنکہ دوسرا مہینہ ختم ہوا بعد اسکے اضطراب و حرکت مجھے شکم میں معلوم ہوتی اور کھانا پینا چھٹ گیا یہاں تک کہ تیسرا مہینہ تمام ہوا۔ اور ہر روز برکت فرزند سعادت مند زیادتی نعمت و خیر و برکت میرے گھر میں تھی، جب چوتھا مہینہ شروع ہوا حق تعالیٰ نے برکت فرزند گرامی میری وحشت ہائے مبدل کی اور میں ہمیشہ عرابِ مبارک میں رہتی تھی اور ہر وقت حرکت سواتے حاجت ضروریہ نہ کرتی تھی۔ اور جو دن گزرتا تھا مجھے زیادہ ہلکا پن معلوم ہوتا تھا۔ اور نعمت و رحمتِ خداوندی تر پاتی تھی، یہاں تک کہ پانچ مہینہ گزرے جب چھٹا مہینہ شروع ہوا۔ اندھیری راتوں میں مجھے ضرورت پیرا خ کی نہ تھی، جب غلوت میں اپنی جائے نماز پر بیٹھتی تھی۔ مہلکے تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ اپنی شکم میں سنتی تھی۔ اور جب نواں مہینہ پہنچا قوت میری زیادہ ہوئی۔ پس یہ اپنا حال میں نے سہلہ سے کہا۔ اسلئے وہ میری معین و یار رہیں جب دس مہینے تمام ہوئے میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک فرشتہ میرے قریب آیا۔ اور اپنا بازو میری پشت پر ملا۔ میں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر سو گئی، پھر خواب میں کیا دیکھتی ہوں۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سر ہانے آ بیٹھا۔ اور میرے منہ اور پشت پر چھونکا میں ترساں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر پیندا آگئی۔ پھر خواب میں دیکھا۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سر ہانے آ بیٹھا۔ اور پڑھ کر میرے منہ اور پشت پر چھونکا بعد اسکے میں ترساں خواب سے بیدار ہوئی اور چار رکعت نماز وضو کر کے پڑھی۔ اور خواب نے غلبہ کیا میں نے دیکھا۔ کوئی آیا۔ اور مجھے بیٹھا کر دعائیں اور تعویذ پڑھ کر مجھ پر رم کئے جب صبح ہوئی



اپنے پدر بزرگوار کے پاس گئی، اس وقت حضرت حجرہ ام سلمہؓ میں تھے جب نظر آنحضرتؐ مجھ پر پڑی۔ اثر شادی دس روز ہمیں پر نور آنحضرتؐ سے میں نے دیکھا۔ اور جو ترمین وہیم مجھے تھا وہ دفع ہو گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پدر بزرگوار سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لے فاطمہؓ تم کو بشارت ہو۔ اور سنو وہ مرد اول میرے خلیل عزرائیلؑ تھے کہ شکہا سے زناں پر موکل ہیں۔ اور دوسرے خلیل میرے میکائیلؑ تھے۔ شکہا سے اہل بیت پر موکل تھے۔ آیا۔ اسے فاطمہؓ کچھ انہوں نے پھونکا تھا میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ حضرتؐ یہ سن کر رونے لگے اور مجھے گود میں لیکر فرمایا۔ کہ مرد سوم جبرائیلؑ امین تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے ان کو تمہارے فرزندوں کا خدنگار کیا ہے بعد اسکے میں اپنے گھر واپس آئی۔ اور جب ایک سال تمام ہوا، حسینؑ متولد ہوا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ روایت مدت حمل جناب فاطمہؓ مخالف احادیث سابقہ ہے اور احادیث مدت حمل شش ماہہ صحیح تر و مشہور تر ہیں۔

ابن شہر آشوب نے حسن بصری دام سلمہ سے روایت  
**فضائل امام حسین علیہ السلام** کی ہے ایک روز جبرائیل بصورت وحیہ کلبی جناب رسولؐ خدا کے پاس بیٹھے تھے۔ ناگاہ حسینؑ تشریف لائے اور جبرائیل کو وحیہ کلبی سمجھ کر ان کے پاس آئے اور بید یہ طلب کیا۔ جب جبرائیل انکے مطلب سے واقف ہوئے۔ ہاتھ بجانب آسمان بلند کر کے ایک سیب اور ایک پتی اور ایک انار لے کر ان کو دیا۔ جب حسینؑ نے وہ میوہ دیکھا خوش ہو گئے۔ اور جناب رسولؐ خدا کو وہ میوہ دکھلایا۔ حضرتؐ نے ان سے لیکر وہ میوہ سونگھا۔ اور دے کر فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اگر پہلے اپنے باپ پاس لے جاؤ تو بہتر ہے پس جس طرح حضرتؐ نے فرمایا۔ اسی طرح اس کی تعمیل کی اور ماں باپ پاس لے گئے۔ یہاں تک آنحضرتؐ تشریف لائے اور سب نے وہ میوہ تناول کیا۔ ہر چند کھاتے تھے، مگر وہ بحالت اول ہو جاتا۔ اور کچھ بھی کم نہ ہوتا تھا۔ اور بدستور اپنی حالت پر تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسولؐ خدا نے انتقال کیا۔ اور میوہ اہل بیت کے پاس تھا۔ اور کچھ تغیر اس میں نہ ہوا تھا۔ تا آنکہ جناب فاطمہؓ شہید ہوئیں پس انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیر شہید ہوئے ہی بھی غائب ہو گئی اور سیب باقی رہا۔ اور وہ سیب امام حسنؑ پاس تھا۔ تا آنکہ زہر سے شہید ہوئے اور اس سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا۔ بعد اس کے وہ سیب امام حسینؑ پاس رہا۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب میرے پدر امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اہل جو رو جفا کے نر نہ میں گھر گئے وہ سیب حضرتؐ

کے ہاتھ میں تھا۔ جب تشنگی غالب ہوتی تھی اس کو سونگھتے تھے اور تشنگی میں تخفیف ہو جاتی تھی۔ جب پیاس نے ہمت غلبہ کیا اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ دندان مبارک اس سیب میں لگائے اور جب شہید ہوئے۔ ہر چند وہ سیب تلاش کیا۔ کہیں نہ ملا۔ اور میں اس سیب کی خوشبو مرقد معطر آنحضرتؐ سے ہر وقت جب زیارت کو جاتا ہوں سونگھتا ہوں اور جو ہمارے شیعیان مخلص سے وقت سحر اس مرقد منور کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس سیب کی خوشبو ضرب معطر سے سونگھتا ہے بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ ایک روز میں نے دیکھا۔ جناب رسول خداؐ ایک حملہ اپنے فرزند حسینؑ کو پہنا رہے ہیں جو کہ جاہائے دنیا سے مشابہ نہیں میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ یہ جامہ کیسا ہے کہ جاہائے دنیا میں مشابہ نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدائے یہ تحفہ حسینؑ کے لئے بھیجا ہے۔ اور تاگا اس کا پرہائے جبرئیل سے ہے۔ آج چونکہ عید ہے میں نے جامہ حسینؑ کو پہناتا ہوں، سلیم بن قیسؒ بلالی نے سلمان فارسیؒ سے روایت کی ہے سلمانؒ نے کہا میں نے دیکھا۔ ایک روز امام حسینؑ اپنے جد رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ امام حسینؑ کو پیار کر کے فرماتے تھے۔ اے پسر تو سید و بزرگوار و پدر سادات و بزرگوار ہے۔ اے پسر تو امام فرزند امام پدر امانا میں پشوریاں ہے اے پسر تو جنت خدا پدر جنت ہے اور فرشتہ خدا تیرے صلب سے ظاہر ہو گئے کہ ان کاواں قائم ہو گا کتب مخالفین میں ہے ایک روز رسول خداؐ نے عائشہ سے بائزرغین لائے جب دروازہ فاطمہؑ پر پہنچے۔ خدا سے گریہ حسینؑ سن کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ حسینؑ کو رونے نہ دو۔ اسلئے اس کا رفا میرے دل کو درد مند کرتا ہے، ابن شہر آشوب نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے اور مخالفین نے بطریق متعدد روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو ہے کہ بہترین اہل زمین و آسمان کو دیکھے۔ پس وہ حسینؑ ابن علیؑ کو دیکھے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباسؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے بہشت میں ایک قصر دیکھا ایک لائے مردارید سفید کا کہ اس میں کوئی شگاف اور پیوند نہ تھا میں نے کہا۔ اے میرے حبیب جبرئیل یہ قصر کس کے لئے ہے، جبرئیل نے کہا۔ آپ کے فرزند حسینؑ کے لئے ہے جب میں آگے بڑھا۔ ایک سیب دیکھا۔ اسے میں نے اٹھا لیا۔ اور شکافتہ کیا۔ اس کے درمیان سے ایک حوری نکلی۔ کہ اس کے موتے مٹرگان کی سیاہی مثل سیاہی سینہ کرگس تھی میں نے پوچھا۔ تو کس کے لئے ہے وہ رونے لگی اور کہا۔ میں تمہارے فرزند شہید حسینؑ کے لئے ہوں شیخ طوسی نے بسند صحیح روایت کی ہے امام حسینؑ درمیان مردم بتا خیر کلام کر رہے تھے نیز ایک روز رسول

خدا امام حسین کو مسجد میں لاتے۔ اور اپنے پہلو میں کھڑا کیا۔ اور تکبیر نماز کہی۔ امام حسین نے چاہا ہوا وقت  
 کریں، تکبیر درست نہ کہی پس آنحضرت نے دوسری تکبیر کہی یہاں تک بھر تہہ، مفتاح امام حسین نے تکبیر درست  
 کہی ہاسی وجہ سے سات تکبیریں اول نماز میں سنت ہوئیں بعض کتب مناقب میں منقول ہے  
 کہ ایک روز جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے گھر میں تشریف لاتے اور کہا میں اسے فاطمہ تمہارا  
 بہمان ہوں۔ اس روز اہل بیت گرسند تھے اور حسین تک کیلئے طعام نہ تھا جب سب اہل بیت جمع ہوئے  
 جبرائیل آئے اور کہا۔ اسے محمد صلعم خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ علی، فاطمہ و حسن و حسین سے آپ صریحاً  
 کیلئے کہ سیوہ ہاتے ہیشت سے کون سا میوہ چاہتے ہیں، جب حضرت رسول نے ان سے پوچھا سب  
 خاموش رہے مگر امام حسین نے کہ خورد سال تھے کہا مجھے اختیار دیجئے کہ میں میوہ اختیار کروں یہ  
 نے کہا جو تم اختیار کرو گے ہم سب راضی ہیں امام حسین نے کہا۔ جد بزرگوار جبرائیل سے کہتے۔ ہم طلب  
 چاہتے ہیں اور وہ موسم رطب کا نہ تھا۔ یہ سن کر جناب فاطمہ سے فرمایا، اسے بیٹی حجرہ میں جاؤ اور رطب  
 لے آؤ، جب جناب فاطمہ حجرہ میں گئیں۔ ایک طبق بلور دیکھا۔ کہ رطب تازہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک  
 رومال سندس سبز کا اس پر پڑا تھا۔ جناب فاطمہ نے وہ طبق جناب رسول خدا کے پاس لا کر رکھا رسول  
 خدا نے بسم اللہ الرحمن الرحیم فرما کر ایک رطب اٹھایا اور امام حسین کے منہ میں دے کر فرمایا۔ حنیثا  
 مویثا لك یا حسین اے حسین تم کو یہ پسند اور عافیت۔ دوسرا رطب اٹھایا امام حسن کے منہ میں  
 دے کر فرمایا حنیثا مویثا لك یا حسن۔ پس رطب دیگر جناب فاطمہ کے منہ میں دیا۔ اور فرمایا  
 حنیثا مویثا لك یا فاطمہ پس رطب جناب امیر کے منہ میں دیا اور فرمایا حنیثا مویثا لك یا  
 علی یہ کہہ کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔ جب رطب تناول کر چکے اور سیر ہو گئے جناب  
 فاطمہ نے کہا یا بابا آج آپ نے ایسا لطف کیا۔ کہ پہلے مثل اس کے نہ فرمایا تھا۔ جناب رسول خدا  
 نے فرمایا جب دانہ اول دہن حسین میں دیا۔ میں نے سنا کہ میکائیل اور اسرافیل کہتے ہیں۔ حنیثا  
 مویثا لك یا حسین۔ پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب دوسرا دانہ دہن حسن میں دیا اول  
 میکائیل نے کہا۔ حنیثا مویثا لك یا حسن پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب رطب  
 سوم اسے فاطمہ تمہارے منہ میں دیا۔ جو ران بہشتی نے سرسزفوں سے نکال کر شاد می ورا  
 خوشی کی اور کہا حنیثا مویثا لك یا فاطمہ۔ میں نے بھی، ان کی موافقت  
 کی۔ اور جب دانہ چہارم علی کے منہ میں دیا۔ خداوند علی اعلیٰ کی جانب

سے آوازیں سننے لگیں۔ فرماتا ہے: ہیشاموینالک یا علی پس میں نے حق تعالیٰ کی موافقت کی۔ اور بسبب عظمت و جلال خدا نے پروردگار میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بعد اس کے ایک صدارت العزت کی طرف سے میں نے سنی۔ اے محمد! اگر اس سعادت سے تاروز قیامت تم علی ابن ابی طالب کو رطب دیتے میں ہر رطب کے لئے ان کو جیتا دو بیٹا کہتے۔

**حکایت ابو جعفر دوانقی** ابو جعفر دوانقی نے سلیمان بن ہیران عسلی سے کہ فریقین ابن بابویہ وغیرہ روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک شب میں اپنے مکان پر خواب استراحت میں تھا۔ ناگاہ ایک چوہدار ابو جعفر دوانقی کی جانب سے مجھے بلائے آیا۔ میں بہت ذرا اور متفکر ہو کر اپنے دل میں کہا اس وقت رات کو بلانا مجھے خالی از علت نہیں۔ بلکہ ضرور ہے وہ فضائل علی ابن ابی طالب کے مجھ سے پوچھے گا اگر میں فضائل جناب امیر بیان کروں گا مجھے قتل کرے گا۔ پھر میں نے اپنا وصیت نامہ لکھا۔ اور غسل کر کے حنوط ملا اور کفن میں کر اس کی مجلس میں گیا۔ جب داخل مجلس ہوا۔ عمرو بن عبیدہ کو میں نے ابو جعفر پاس دیکھا جس سے مجھے گونہ اطمینان ہوا۔ جب میں نے سلام کیا مجھے قریب بلایا۔ اور جتنا میں قریب جاتا تھا۔ اسی قدر وہ اور اصرار کرتا تھا یہاں تک کہ اس قدر اس کے پاس پہنچ گیا۔ قریب تھا۔ اس کا زانو میرے نالوں سے مل جاتے جب مجھ میں سے اسے حنوط کی خوشبو پہنچی۔ کہہ سچ کہنا۔ ورنہ قتل کروں گا۔ میں نے کہا جو مزاج میں آئے دریافت کیجئے۔ اس نے کہا۔ حنوط کیوں ملا ہے میں نے کہا۔ اس وقت رات کو آپ کا چوہدار آیا۔ میں نے سمجھا شاید غلیفہ نے مجھے فضائل علی ابن ابی طالب بیان کر نیکیئے بلایا ہے جب میں فضائل جناب امیر بیان کروں گا۔ جلیفہ مجھے قتل کریں گے۔ اس خیال سے میں نے وصیت نامہ لکھا۔ اور حنوط ملا۔ اور کفن میں کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلیمان بن اعمش کہتے ہیں ابو جعفر دوانقی تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ جب یہ کلام مجھ سے سنا اٹھ کر بیٹھا اور کہا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اے سلیمان میں تم کو خدا کی قسم دینا ہوں تم کو لازم ہے بیان کرو۔ خدا کی قسم کے ساتھ بتاؤ تم کو کتنی حدیث یاد ہے۔ فضائل علی ابن ابی طالب میں میں نے کہا۔ تھوڑی سی مجھے معلوم ہیں ان نے کہا۔ تعدلان کی بیان کرو۔ میں نے کہا۔ دس ہزار سے زائد حدیث فضائل جناب امیر مجھے معلوم ہیں ابو جعفر نے کہا۔ اے سلیمان میں تم کو ایک حدیث فضائل علی میں سناؤں کہ جو حدیثیں تم سن چکے ہو جھول جاؤ۔ میں نے کہا۔ اے امیر مجھ سے بیان کیجئے۔ ان نے کہا کہ کھوشتی امیہ میں جب میں ان سے ہما گا پھر تاتھا۔ اور شہروں میں گشت کرتا تھا۔ لوگوں سے بڑکے فضائل علی تقریب حاصل کر کے اس

سے قوت ہم پہنچاتا تھا اور گنڈلان کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بلاد شام میں پہنچا ایک عباتے کہنے پہنچے تھا۔ اور بجز اس کے دوسرا لباس میرے پاس نہ تھا۔ اس وقت پیاس بھی شدید تھی۔ ناگاہ حدائے آذان آئی میں نے کہا مسجد میں جا کر نماز پڑھوں اور بعد فراغت لوگوں سے خذائے شام طلب کروں جب میں مسجد میں آیا۔ اور پیش نماز کے ہمراہ نماز ادا کی۔ اور اس نے سلام کیا دیکھتا ہوں۔ دو لڑکے داخل مسجد ہوئے پیش نماز ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا مرحبا۔ اور انہیں بھی مرحبا کہنے کے تم ہمنام ہو۔ میں نے ایک جوان سے جو میرے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پوچھا۔ یہ دو لڑکے اس پیش نماز سے کیا قربت رکھتے ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ یہ شخص ان کا دل ہے۔ اور اس شہر میں کوئی شخص اس کے سوا دوستدار نہ رہا ہے۔ اور اس نے ان دونوں کا نام حسن حسین رکھا ہے۔ جب میں نے یہ سنا۔ نہایت خوش ہوا اور پیش نماز پاس جا کر کہا۔ آپ کو منظور ہے میں ایک لکھ حدیث بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اس نے کہا مگر تم میری آنکھیں روشن کر دو گے میں تمہاری آنکھیں روشن کروں گا میں نے کہا مجھے میرے باپ نے اپنے دادا عبداللہ بن عباس سے خبر دی ہے، ایک روز میں جناب رسول خداؐ پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں تشریف لائیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ مگر یہ نہ کرو جس خدانے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان پر تم سے زیادہ مہربان ہے پھر حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند فرمائے اور کہا۔ کہ خداوند اگر سنیں صحرایا دریا میں گتے ہیں۔ ان کی حفاظت کر اور سلامت رکھ۔ ناگاہ جبرائیل حاضر ہوتے۔ اور کہا۔ خدانے بعد سلام فرمایا ہے کہ سنیں گے لئے محفل و تم گین نہ ہو وہ دنیا و آخرت میں فاضل ہیں، اور ان کا باپ ان سے افضل ہے سنیں۔ بافتان نبی بخار میں آرام کر رہے ہیں اور خدانے ایک فرشتہ ان کیلئے موکل کیا ہے، یسین کہ جناب رسول خداؐ شاد و مند ان اٹھے اور مع اصحاب متوجہ بامستان نبی بخار ہوتے، جب بلخستان میں پہنچے، دیکھا حسین آرام کر رہے ہیں، اور ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہیں اور وہ فرشتہ ایک پر سے نیچے بچھونا۔ اور دوسرے پر کا سایہ کتے ہے، جناب رسول خدانے سنیں گے سہرا اپنے دامن میں رکھے اور پیار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سنیں خواب سے بیدار ہوتے ہیں امام حسنؑ کو دوش مبارک پر بول خدانے اٹھایا اور حسینؑ کو جبرائیل نے اپنے دوش پر اٹھایا۔ اور بامستان سے باہر آئے حضرت نے فرماتے تھے۔ بخدا سو گند آج کی رات تمہاری شرافت لوگوں پر ظاہر کروں گا جس طرح خدانے تم کو فریاد کیا۔ لوگ چو کہ جبرائیل کو نہ دیکھتے تھے اور جانتے تھے رسول خداؐ ان دونوں صاحبوں کو دوش پر لٹے ہوئے تھے پس ایک شخص قریب آیا۔ اور کہا یا رسول اللہؐ ان دونوں میں سے ایک

مجھے دے دیجئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے آنحضرت نے فرمایا۔ اسے ابو بکر و دشمنوں ان دونوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اچھے اور نیک اٹھانے والے ہیں اور یہ بھی نیک سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے افضل ہے جب حضرت دروازہ مسجد پر پہنچے۔ بلال کو حکم دیا کہ منادی کر کے لوگوں کو جمع کرے جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے جناب رسول خدا اٹھے اور کہا۔ ایہا الناس آیا تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، جدوجہد، بہترین مردم ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجئے رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسنین ہیں۔ کہ ان کا ہر رسول خدا اور ان کی جدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ ایہا النساں تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، مادر پدر بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسینی ہیں ان کا پدر علی ابن ابی طالب خدا اور رسول کا دوست ہے۔ اور خدا اور رسول علی کے دوست ہیں۔ اور ان کی ممال فاطمہ دختر رسول خدا ہیں۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، ہم بہترین مردم ہیں لوگوں نے کہا۔ ہاں یا حضرت بیان فرمائیے، رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسینی ہیں کہ تم ان کا جعفر ہے کہ بہشت میں ہمراہ ملائکہ پر وار کرتا ہے اور عمرہ ان کی ام ہانی دختر ابوطالب ہے۔ ایہا الناس میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت ماموں بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں یا حضرت بیان کیجئے۔ رسول خدا نے فرمایا وہ حسنین ہیں۔ ان کا ماموں قاسم پسر رسول خدا ہے پس حضرت نے دست مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خدا ہم سب کو اس طرح محشور کرے گا۔ جس طرح انگلیاں ہاتھ میں ایک جاتیں۔ پھر فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے۔ کہ حسنین بہشت میں ہونگے، اور جدوجہد حسنین بھی بہشت میں ہونگے۔ اور علم و حکم حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور پروا دار حسنین بھی بہشت میں ہونگے حسنین بھی بہشت میں ہونگے خداوند تو جانتا ہے جو ان کو دوست رکھے گا۔ وہ بہشت میں ہوگا اور جو ان کو دشمن رکھے گا۔ وہ جہنم میں ہوگا، جب اس پیش نماز نے مجھ سے یہ حدیث سنی کہا اسے حوان تم کون ہو میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا۔ بلحی ہو یا عربی، میں نے کہا عرب ہوں، اس نے کہا۔ ایسی حدیث روایت کرتے ہو۔ اور ایسے کپڑے پہنے ہو یہ کہہ کر ایک خلعت فاخرہ مجھے کھنفا۔ اور ایک شتر بھی عنایت کیا۔ میں نے اسے ایک سو دینار کو فروخت کیا۔ بعد اسکے اس پیش نماز نے مجھ سے کہا۔ اے حوان تو نے میری آنکھیں روشن کیں ہیں میں بھی تیری آنکھیں روشن کرتا ہوں، اور تجھے ایک حوان کا نشان دیتا ہوں۔ کہ وہ بھی تیری آنکھیں روشن کرے گا۔ میں نے کہا مجھے نشان دیجئے پیش نماز نے کہا۔ میرے دو بھائی اور بھی ہیں ایک پیش نماز دوسرا مؤذن ہے۔ جو پیش نماز ہے، جیسے شکم ملار سے پیدا ہوا ہے تا حال در دستار

علی ابن ابی طالب ہے اور جو مؤذن ہے۔ وہ جیسے پیدا ہوا ہے، دشمن علی ہے۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کے اس کے دروازہ پر لایا جو دوست علی تھا میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ایک شخص باہر آیا۔ جب مجھے دیکھا۔ اشترا اور جامع پہنچا نا اور کہا اس فخر اور جامہ کو پہناتا ہوں، اور جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے تجھے دیا ہے۔ اور مجھے دوست علی ابن طالب سمجھا ہے

پھر اس نے کہا میں مجھ سے کوئی حدیث فضائل علی ابن ابی طالب سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ مجھے میرے باپ نے

اپنے باپ اور دادا سے خبر دی ہے، ایک روز میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہ گریاں تشریف لائیں، جناب فاطمہ سے رسول خدا نے سب گریہ پوچھا، جناب فاطمہ نے عرض کی بابا جان زنان قریش مجھے طعن زنی کرتی ہیں اور کہتی ہیں تمہارے باپ نے مرد پریشان کے ہر ۵۱ تزدوج کیا۔ جو مالدار نہیں، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ فاطمہ گریہ نہ کرو میں نے تجھے تزدوج کیا۔ اور جبرائیل و میکائیل کو گواہ کیا ہے۔ اور خدا نے جمیع خلق سے تمہارے باپ کو اختیار کیا ہے اور اسے میغیر کیا ہے اور بعد تمہارے باپ کے علی ابن ابی طالب کو اختیار کیا ہے اور تم کو ان سے تزدوج کیا ہے اور ان کو میرا وصی کیا ہے، علی شجاع ترین و ہر بار ترین بھی ترین آدمی ہے۔ ان کا اسلام سب سے قدیم اور ان کا علم سب سے زیادہ ہے، اور ان کے دو پسر بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور ان کا نام تو راہت میں بوجہ کرامت و قرب و حق تعالیٰ شہرہ خبیر ہے اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب قیامت ہوگی، تمہارے پدر کو دو حلقے پہنائیں گے۔ اور علی کو بھی دو حلقے پہنائیں گے۔ اور علم حمد میرے ہاتھ ہوگا۔ اور میں وہ علم علی کو ان کی کرامت و قرب حق تعالیٰ کی وجہ سے دوں گا۔ اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، کہ جب مجھے بروز قیامت جناب پروردگار عالمیان طلب کریں گے۔ اس وقت علی میرے ہمراہ ہوں گے، اور جب خدا مجھے شفیع امت کریگا۔ علی مجھ سے اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔ اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب روز قیامت برپا اور ہول قیامت طاری ہوگا۔ ایک منادی خدا کہے گا۔ اے محمد اچھے جد تمہارے ابراہیم خلیل الرحمن اور نیک برادر تمہارے علی ابن ابی طالب ہیں۔ اسے فاطمہ علی کلید ہاتھ ہشت پر میری اعانت کریں گے اور شیعیان علی بروز قیامت رستگار ہوں گے، جب میں نے اس سے یہ حدیث نقل کی۔ ان سے کہا اسے فرزند تم کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے کہا۔ کو فہ کار بننے والا ہوں۔ اس نے کہا عرب ہو یا عجم میں نے کہا عرب ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھے تیس جاتے اور دس ہزار درہم عطا فرمائے

اور کہا اسے جوان تو نے مجھے شاد کیا اور میری آنکھیں روشن کیں مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے میں نے کہا ارشاد کیجئے، انہوں نے کہا کل فلاں مسجد میں آنا۔ اور میرے اس بھائی کو دیکھنا۔ جو علی بن ابی طالب کا دشمن ہے یہ سن کر میں تمام رات مشتاق صبح تھا۔ کہ کہیں صبح ہوا اور میں وہ دیکھوں جب صبح ہوئی میں اس مسجد میں گیا۔ اور صبح نماز میں کھڑا ہوا۔ ناگاہ ایک جوان آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ سر پر عمامہ تھا۔ جب رکوع میں گیا۔ عمامہ اس کے سر سے گر پڑا میں نے دیکھا اس کا سر اور منہ سو رکاب ہے جب نماز سے فرات ہوئی، میں نے کہا۔ اسے جوان یہ تیرا کیا حال ہے یہ سن کر وہ رونے لگا۔ اور کہا۔ آؤ، اس گھر میں چلو۔ میں تم سے اپنا حال بیان کروں، جب میں گھر میں گیا۔ اس نے کہا۔ میں فلاں جماعت کا معزز تھا۔ اور ہر صبح درمیان اذان واقامت ہزار مرتبہ (معاذ اللہ) لعنت کرتا۔ علیؑ کے اہل پر اور جب جمعہ آتا تھا چار ہزار مرتبہ کرتا تھا پس بروز جمعہ جب میں گھر میں آیا۔ اس گوشہ دیوار سے ہوتم دیکھتے ہو میں تکیہ کئے تھے۔ ناگاہ یزید آگئی۔ اور خواب میں قیامت دیکھی اور رسول خداؐ و علیؑ و اہل بیتؑ کے دشمنان کھڑے دیکھا اور حسینؑ ہانپتا رہا میں نے جان بچ کر بھاگے تھے اور ایک کاسہ بھی موجود تھا جب رسول خداؐ نے کہا اسے حسنؑ مجھے پانی دو۔ جب نوش کچکے سفر کیا۔ اس جماعت کو بھی پانی دو۔ جب سب پانی پی چکے کہا۔ اس شخص کو جو اس بگ تکیہ کتے ہے اسے بھی پانی دو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اسے جد بزرگوار مجھے آپ حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کو پانی دوں۔ اور وہ ہر روز ہزار مرتبہ میرے پدر بزرگوار پر لعنت کرتا ہے۔ اور آج چار ہزار مرتبہ اس نے لعنت کی۔ یہ سن کر رسول خداؐ میرے قریب آئے۔ اور کہا۔ تجھ پر لعنت خداؐ جو علیؑ ابن ابی طالب پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ حالانکہ علیؑ مجھ سے ہے اور علیؑ کو تو بڑا کیوں کہتا ہے علیؑ مجھ سے ہے یہ فخر کر رسول خداؐ نے مجھ پر فحشوک دیا۔ اور مجھے ایک ٹھوکرا کر کہا۔ اٹھ خدا اپنی رحمت کو تجھ سے پھیر لے جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ میرا سر اور منہ مثل سور کا ہو گیا تھا۔ بعد اس کے ابو جعفرؑ رونق نے مجھ سے کہا۔ آیا یہ دو حدیثیں تمہارے پاس ہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اسے سلیمان محبت علیؑ کی ایمان اور دشمنی علیؑ کی لفاق ہے اور قسم خداؐ اعلیٰ کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر مومن اور علیؑ کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق میں نے کہا۔ اسے امیر مجھے امان دیجئے کہ ایک بات کہوں۔ اس نے کہا۔ کہو میں نے کہا قاتل حسینؑ ابن علیؑ کے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اس کی بازگشت ان کی جانب آتش میں ہے۔ میں نے کہا اور فرزند ان رسول خداؐ کے قاتلوں کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس نے کہا، بازگشت ان کی جانب آتش ہے اور ہمیشہ آتش میں ہیں، لیکن



ملک و بادشاہی معیم ہے اور آدمی اپنے فرزند کو بادشاہی کے لئے مار ڈالتا ہے اب باہر جاؤ اور جو تم نے سنا ہے لوگوں سے نہ کہنا۔

## فصل تیسری

### اخلاق و مکارم امام حسینؑ

عیاشی نے سند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسینؑ کا گذر ایک گروہ مساکین کی طرف ہوا کہ وہ اپنی غبار پر نان خشک رکھے کھا رہے ہیں جب امام حسینؑ قریب پہنچے۔ انہوں نے آپ کی دعوت کی امام حسینؑ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے فرمایا خدا تکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ فرما کر بیٹھ گئے اور ان کے ہمراہ کھانا کھایا۔ اور بروایت دیگر عذر کیا۔ تمہاری روٹیاں تصدق کی ہیں اور تصدق ہم پر حرام ہے، بعد اس کے فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی، تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ اور ان کو اپنے مکان پر لے گئے۔ اور اپنی خادمہ سے فرمایا، جو کچھ مہمان عزیز کے لئے جمع کیا ہے لا کر حاضر کرو پس ان کی دعوت کر کے انعام و اکرام کیا۔ اور پھر رخصت کیا۔ ابن شہر آشوب نے نوایں کی ہے کہ مرض الموت اسامہ بن زید میں امام حسینؑ عیادت کو گئے۔ اور اسامہ کو اندوہناک پا کر فرمایا، برادر اندوہ کا سبب کیا ہے۔ کہا میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں، اور یہی سبب اندوہ ہے حضرت نے کہا میں تمہارے قرض کو ادا کروں گا۔ اسامہ نے کہا مجھے خوف ہے کہ قبل ادا سے قرض کے مراؤں، حضرت نے کہا قبل موت تمہارا قرض میں ادا کروں گا اور ایسا ہی کیا۔

ایضاً روایت کی ہے ایک روز فرزدوق شاعر خدمت امام حسینؑ میں آیا اور مدح آنحضرت کی۔ آنحضرت نے چار سو اشرفیاں اسے عطا کیں لوگوں نے کہا وہ شامل ایک مرد فاسق ہے، کس لئے آپ نے اس قدر روپیہ اسے عطا کیا۔ حضرت نے کہا بہترین مال تمہارا وہ مال ہے کہ اس سے اپنی حفاظت آبرو کرو۔ ایضاً روایت کی ہے نیکو اطرابی مدینہ میں آیا اور پوچھا بہترین مردم تم میں کون ہے، لوگوں نے کہا امام حسینؑ کریم ترین مردم ہیں، یسن کر وہ اطرابی مسجد میں آیا اور دیکھا کہ امام نماز پڑھ رہے ہیں، اس نے چند شعر مدح آنحضرت میں پڑھے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اسے قبر آیا کچھ ملا جمانے باقی بچا ہے، قبر نے عرض کی، ہاں چار ہزار طلا باقی ہیں، حضرت نے فرمایا اسے آؤ کہ مجھ سے زیادہ اس مال کا ذائقہ ہے، بعد اس کے حضرت خود گھر میں تشریف لے گئے۔ اپنی

مبارک اٹھا کر وہ چار ہزار درہم اس میں باندھے اور دروازہ کے پیچھے شرم و حجابِ اعرابی سے کھڑے ہوئے اور دست مبارک شگافِ در سے باہر کر کے وہ روپیہ اعرابی کو دیدیا۔ اور چند شعر بطور نذرِ خواہی اعرابی پڑھے جب اعرابی نے یہ سنارونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے اعرابی گویا عطا سے من تو نے کم سمجھا۔ اعرابی نے کہا نہیں ولیکن میں روتا ہوں کہ ایسا سخی ہاتھ کیونکر درمیان خاک پہناں ہوگا، اور اسی طرح کی روایت امام حسین کی سخاوت میں منقول ہے ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسین صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، پشت آنحضرت پر گھٹے دیکھ کر اما زین العابدین سے اس کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا انہوں کو بکنزت مال اپنی پشت پر اٹھا کر خانہ ہائے سیوہ زنان و تیمیماں و مسکیناں میں لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے پشت مبارک پر نشان ہے ایضاً۔ روایت کی ہے عبدالرحمان بن سلمہ نے کسی فرزند آنحضرت کو سورہ حمد تعلیم کیا، جب اس لڑکے نے سورہ حمد امام حسین کے سامنے پڑھا، حضرت نے فرمایا۔ ہزار دینار طلا اور ہزار علد دیا بعد الرحمن کو دے دو اور اہل کلمنہ موتیوں سے بھر دو۔ لوگوں نے کہا۔ اس کی مزدوری اس قدر نہ تھی حضرت نے فرمایا۔ یہ خطا اس کے مقابلہ میں، جو میرے فرزند کو تعلیم کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ایضاً جناب صادق نے روایت کی ہے۔ ایک روز درمیان امام حسین اور محمد حنفیہ کسی بات پر ملال ہو کر جدائی ہو گئی محمد بن حنفیہ نے امام حسین کو لکھا۔ اے برادر میرے اور آپ کے پدار علی ابن ابی طالب ہیں، باپ کی جانب سے کچھ زیادتی آپ کو مجھ پر نہیں۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی دختر رسول خدا ہیں اور اگر میری مال بادشاہ تمام زمین کی ہوئی جب بھی میری ماں آپ کی والدہ کے برابر نہیں ہو سکتی، جس وقت آپ میرا خط ملا حفظہ فرمائیں، میرے پاس تشریف لا کر مجھے خوشنود کریں۔ کہ آپ مجھ سے زیادہ تر سزا وار بفضل و احسان ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب امام حسین نے وہ خط پڑھا اسی وقت ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور ان کو رضامند کیا۔ بعد اسکے چہر کوئی ملال نہ ہوا۔ ایضاً۔ دو بارہ شجاعت۔ آنحضرت روایت کی ہے ایک روز مدینہ میں آنحضرت اور ولید بن عقبہ میں جو حاکم مدینہ تھا۔ کسی زمین پر تکرار ہوئی، امام حسین نے ولید کے سر سے امامہ اٹھا لیا۔ اور اس کی گردن میں لیٹ کر زمین پر دے مارا، مروان نے کہا۔ میں نے ہرگز کسی کو اس طرح کا نہیں دیکھا۔ کہ حاکم پر ایسی جرات کر سکے، ولید نے کہا حق ان کی ہی طرف ہے۔ اور یہ زمین بھی ان کی طرف ہے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تو نے اقرار کیا، لہذا میں نے زمین تجھے بخش دی اور شجاعت تائے مروان کی ہائے آنحضرت جو صحرائے کربلا

میں ظاہر ہوئیں بیان نہیں ہو سکتیں۔ مگر ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ بعد اس کے ہو گا، زہد و عبادت آنحضرت میں روایت کی ہے کہ پچیس حج حضرت یا پیادہ، بجالاتے اور شتران و محل عقب آنحضرت رہا کرتے تھے ایک روز حضرت سے کہا آپ اپنے پروردگار سے بہت ڈرنے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عذاب قیامت سے کوئی محفوظ نہیں مگر وہ جو دنیا میں خدا سے ڈرے، منقول ہے امام حسینؑ صورت و سیرت میں شبیہ ترین مردم حضرت رسولؐ تھے اور شبہاتے تاریک میں نور میں مبارک نے آنحضرت کی گردن سے نیچے تک چمکتا تھا اور امام حسینؑ کو لوگ اس نور سے پہچانتے تھے، کشف النعمہ میں روایت کی ہے، انس نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ کثیر آنحضرت آئی اور ایک پھول سا منے لاکر رکھا، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ حق میں آزاد کیا۔ میں نے کہا یا حضرت ایک پھول لانے پر آپ نے اسے آزاد کر دیا، امام حسینؑ نے فرمایا، حق تعالیٰ فرماتا ہے، جب تمہیں کوئی ہدیہ دے۔ پس تم اس سے بہتر ہدیہ دو اور میرا ہدیہ بہتر یہی تھا۔ کہ اسے آزاد کر دوں۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ غلامان آنحضرت میں سے کسی غلام نے خیانت کی کہ قابل سزا ہوا، جب چاہا اُسے سزا دیں۔ غلام نے کہا ادا لکھا ظہیر الغیظ امام حسینؑ نے فرمایا۔ تجھ سے دستبردار ہو، غلام نے کہا۔ اے مولائے من والعا فین عن اللہ امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے معفو کیا۔ غلام نے کہا۔ والحدیب الحسنین، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس سے وہ چند مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا، بہترین اعمال بعد فراغت نماز قلب کو مسور کرنا۔ اس طرح کہ مضمون کسی گناہ سے نہ ہو تحقیق کہ میں نے ایک روز دیکھا۔ ایک غلام کتے کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے میں نے سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں معنوم و مخردن ہوں۔ چاہتا ہوں اسے خوش کروں۔ شاید اس کی خوشی باعث میری خوشی کا ہو جائے۔ اس لئے کہ میرا مال کسب ہو دی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے اس کما حقہ سے نجات پاؤں جب امام حسینؑ نے اس غلام سے یہ کلام سنا، یہودی کے پاس گئے۔ اور فرمایا دو تودو دینار طلا میں تجھے دیتا ہوں۔ کہ تو اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کر۔ یہودی نے کہا میں اس غلام کو آپ کے اس قدم پر فدا کرتا ہوں۔ جس سے آپ میرے گھر تشریف لاتے۔ اور یہ بلا بھی اسے دیتا ہوں۔ اور آپ کا مال آپ کو واپس دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا۔ مال میں نے تجھے بخش دیا۔ یہودی نے کہا میں نے قبول کیا۔ اور غلام کو بخش دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے

غلام کو آزاد کیا اور مال لئے بخشا زن یہودی نے کہا میں  
 مسلمان ہوئی۔ اور اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشا۔ یہودی نے کہا میں  
 بھی مسلمان ہوا۔ اور بیگھر اپنی زوجہ کو۔ بخشا۔ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے۔ کہ لوگوں نے امام  
 زین العابدین سے سوال کیا۔ کہ آپ کے باپ کی اولاد اس قدر کم کیوں ہے۔ امام زین العابدین نے  
 فرمایا مجھے خود تعجب ہے۔ کہ میں کیونکر پیدا ہوا۔ اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار ہر روز ہر شب ہزار  
 رکعت نماز بجالاتے تھے جامع الاخبار میں روایت کی ہے۔ ایک ایرانی خدمت امام حسین میں  
 حاضر ہوا۔ اور کہا یا بن رسول اللہ میں نے ایک شخص کے قرض کی ضمانت کی ہے۔ اور اس کی لوٹگی  
 سے عاجز ہو گیا ہوں۔ کہ بہترین مردم سے سوال کروں۔ اور اہل بیت رسول خدا سے کریم ترین مردم  
 میرے گمان میں کوئی نہیں۔ امام حسین نے فرمایا اے ایرانی میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں  
 اگر تو ایک کا جواب دے گا۔ تو تیسرا حصہ مال کا تجھے دوں گا۔ اور اگر دو سوال کا جواب دے گا۔ تو دو حصے  
 دوں گا۔ اور اگر تینوں مسائل کا جواب دے گا۔ تو کل مال تجھے دوں گا۔ ایرانی نے کہا۔ یا بن رسول  
 اللہ مجھ کو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ جیسا مجھ ایسے سے سوال کرے۔ حالانکہ آپ اہل علم و شرف  
 ہیں، امام حسین نے فرمایا۔ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خدا سے سنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت  
 طلب کرنا چاہئے۔ ایرانی نے کہا۔ آپ جو چاہیں پوچھیں اگر جانتا ہوں جواب دوں گا۔ اور اگر نہ جانتا  
 ہوں۔ تو آپ سے پوچھ لوں گا۔ اور یاد رکھوں گا۔ امام حسین نے فرمایا۔ اہل مال میں سے کوئی مال  
 زیادہ ترا چھلے ہے۔ ایرانی نے کہا ایمان بخدا، امام حسین نے فرمایا۔ نعمات مہالک سے کس  
 طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ ایرانی نے کہا خدا پر توکل و اعتماد سے، امام حسین نے فرمایا۔ آدمی  
 کی زینت کس چیز سے ہے۔ ایرانی نے کہا ایسا علم جس کے ساتھ تواضع ہو، حضرت نے فرمایا  
 اگر تواضع نہ رکھتا ہو۔ پھر زینت کس چیز میں ہے۔ ایرانی نے کہا ایسا مال جس سے مرد و جوانی  
 کر سکے امام حسین نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو، ایرانی نے کہا۔ وہ فقیر و پریشانی میں مہر  
 کر سکے، امام حسین نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو۔ ایرانی نے کہا۔ بھلی آسمان سے گرے اور اسے  
 جلا دے کہ بجز اس کے وہ کسی لائق نہیں یہ سن کر امام متبسم ہوتے اور کہتے ہرگز میں ہزار اشرفی  
 دینا دے اس کے آگے رکھ دیا۔ اور اپنی انگوٹھی جس کا نگین دو سو دینار کا تھا۔ اس کو دے دی  
 اور فرمایا یہ طلا قرض میں دینا۔ اور انگشتری کی قیمت سے خرچ اپنے نان و نفقہ کا کرنا، ایرانی نے  
 یہ سب مل اٹھایا اور کہا خدا بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس جگہ قرار دیا۔ محمد ابن اسماعیل

نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے امام حسینؑ سے کہا آپ میں کبر ہے امام حسینؑ نے فرمایا۔ کبر پائی و بزرگواری مخصوص خداوند عالمیان ہے اور دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے اور جو مجھے حاصل ہے وہ عزت ہے، خدا فرماتا ہے، فلتما العزاة ولو سوله وللمؤمنین یعنی خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے لئے عزت ہے، کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے، جناب صادقؑ سے مروی ہے امام حسینؑ اپنی ریش مبارک میں مناد کتم کا خضاب فرماتے تھے۔ اور بسند معتبر دیگر آنحضرتؐ سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ شہید ہوئے، ریش مبارک پر رنگ خضاب دسر تھا کتاب احتجاج میں روایت کی ہے، ایک روز لوگوں نے معاویہ سے کہا چنٹھاتے مردم جانہ امام حسینؑ مگر ان ہیں۔ اور ان کو سزا اور خلافت ہمانتے ہیں۔ تم ان سے کہو منبر پر جا کر لوگوں سے کچھ بیان کیوں تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ وہ اہلیت خلافت نہیں رکھتے۔ معاویہ نے کہا۔ جب وہ منبر پر جائیں گے۔ اپنا علم و فضل ظاہر کر کے مجھے رسوا کریں گے جب لوگوں نے اصرار کیا۔ معاویہ نے امام حسینؑ سے کہا۔ امام حسینؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک خطبہ جو مناسب اپنے علم و فضل کے تھا ادا کیا۔ اور آخر میں فرمایا۔ ہم حزب اللہ ہیں۔ کہ خلق پر غالب ہیں۔ اور ہم عزت رسولؐ ہیں کہ سب سے باحضرت قریب ہیں ہم اہل بیت رسالت ہیں۔ کہ ہر گناہ و عیب سے پاک ہیں ہم ایک دو نقل سے ہیں، جیسے رسول خدا نے ثانی کتاب اللہ کہا۔ اور اس کی تفسیر ہمارے سپرد کی، ہم اس کی تفسیر و تاویل میں شک نہیں کرتے اور اس کے محتاق پر ہم مطلع ہیں، ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر واجب ہے۔ اور خدا نے ہماری اطاعت کو اپنی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور رفتوں سے ڈرو۔ کہ شیطان نے تمہارے لئے بریا کئے ہیں۔ تحقیق کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اور اپنی دشمنی تم پر ظاہر کرتا ہے، جب تم کو دنیا و عقبیٰ میں بجزاب نواہتا کرے گا۔ اور تمہیں طعمہ تیر و شمیر و نیرہ کرے گا اس وقت تم سے بیزار ہوگا۔ اور اس وقت تم کو توبہ و ندامت فائدہ نہ کرے گی۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسینؑ کی طرف نہ ہو جائیں یہ سوچ کر کہا۔ جو آپ نے کہا۔ کافی ہے۔ اب منبر سے نیچے تشریف لائے۔

**قصہ دختر عثمان عقی** ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے عائشہ دختر عثمانؓ کی خواہش کی مروان نے منع کیا۔ اور اسے عبد اللہ بن زبیر سے تزویج کیا بعد اسکے معاویہ نے مروان کو جو حاکم ملک حجاز تھا۔ لکھا۔ کہ ام کلثوم دختر عبد اللہ بن جعفر کی اس کے پسریٰ کے لئے خواستگاری کرے، جب مروان عبد اللہ بن جعفر پاس آیا۔ اور ان کی دختر کی

یزید کے لئے خواستگاری کی بعد اللہ بن جعفر نے کہا۔ ہمارے بزرگ امام حسینؑ ہیں اور اس دختر کے خالو ماموں ہیں ان کو اختیار ہے جیسا امام حسین تشریف لاکر حکم کریں گے ویسا کیا جائے گا جب امام حسینؑ کو اس امر کی خبر ہوئی، حضرت نے خدا سے طلب خیر کی۔ اور کہا خدا خدا اس دختر کے لئے آل محمد سے مجھے تو نے پسند کیا ہے، حکم فرما جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے مردان بازینت فرما روائی پہلو تے امام حسینؑ میں آکر بیٹھ گیا۔ اور کہا معاویہ نے حکم کیا ہے کہ دختر عبداللہ بن جعفر کی اس کے سپر یزید کے لئے خواستگاری کروں، اور جس قدر مہران کے باپ چاہیں مقرر کریں اور قرض بھی ان کا میں ادا کروں گا۔ یہ باعث صلح ان دونوں قبیلوں میں اور موجب مفاہرت آنحضرتؐ ہو گا اور مجھے تعجب ہے کہ آپ کو یزید کس قدر مہر سے گا۔ اور یزید ایسا ہے کہ کسی کی بیٹی اس کو نہیں ملتی پس آپ اسے امام حسینؑ جو اب باصواب دیکھتے ہیں سہن مردان تمام ہوا، امام حسینؑ نے فرمایا پس اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اپنے لئے اختیار کیا۔ اور اپنے دین کے لئے پسندیدہ فرمایا۔ اور اپنی خلق پر خلیفہ کیا ہے۔ اور بعد حمد و صلوات فرمایا۔ اے مردان تو نے کئی باتیں کہیں اور میں نے سنیں۔ لیکن تو نے جو کچھ دربارہ مہر کہا۔ کہ جس قدر ان کا پدر چاہے مقرر کرے پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں رضامند ہوں گا۔ تو پانچ سو درہم سے جو مہر بنت رسول خدا سے۔ مہر زیادہ نہ کروں گا۔ یہ سکن یہ تو نے جو کہا۔ میں ان کے پدر کا قرض ادا کروں گا۔ یہ کب ہم میں متعارف ہے کہ ہماری عورتیں ہمارا قرض ادا کریں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ دونوں قبیلوں میں صلح ہو جائیگی ہم نے برضائے خدا تم سے دشمنی کی ہے اور ہرگز ہم دنیا کے بارہ میں تم سے صلح نہ کریں گے اور جبکہ خوشی و نسی ہم میں تم میں صلح نہ کر سکی۔ تو روابط سببی کب صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید سے تعجب ہے کہ وہ مہر دیتا ہے۔ واضح ہو کہ مہر تو انہوں نے دیا، جو یزید و پدر و جد یزید سے بہتر ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید ایسا ہے کہ اسے کسی قبیلہ کی بیٹی نہیں ملتی واضح ہو کہ اس سے پہلے جو اس کے عزیز واقارب تھے۔ وہی آج بھی ہیں۔ اور بادشاہی اس کے پدر کی بجز وہم اس کی طرفت کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جو تو نے کہا کہ ہمارا موجب فخر ہے اہل جہالت کے نزدیک اسی طرح ہے۔ اور عقلا و دایا ماں زمان جانتے ہیں کہ اس کا باعث فخر ہے یہ ہمارا بعد اس کے امام حسینؑ نے فرمایا۔ اسے حاضرین گواہ ہو دیں۔ دختر عبداللہ بن جعفر کو اس کے چچا داد جھاتی قاسم بن محمد بن جعفر سے مہر پانچ سو درہم تزویج کیا۔ اور میں نے اس دختر کو وہ زمین مرزوقہ جو مدینہ میں میرے قبضہ میں ہے بخش دی۔ اور ہر سال آمدنی اس زمین کی آٹھ

ہزار دینار طلا ہے۔ اور یہ آمدنی اس کے اخراجات کو کافی ہے، مردان نے جب یہ کلام سنا۔ اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا اے نبی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور اپنی سداوت سے تم دستبردار نہیں ہوتے امام حسین نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا۔ یہ بات ویسی ہے کہ تو نے عائشہ دختر عثمان امام حسین کو نہی بعد اس کے امام حسین نے دختر عثمان کی خواستگاری اپنے لئے فرمائی، اشیح کشی نے روایت فرمائی ہے۔ کہ مروان معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ اس نے معاویہ کو لکھا۔ کہ مجھ سے عمر بن عثمان نے بیان کیا ہے ایک گروہ راقی و مجازی امام حسین پاس آمد رفت رکھتے ہیں۔ اور ان کو طمع خلافت دلاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ اب مجھے جو حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں معاویہ نے مروان کو لکھا۔ تمہارا خط میرے پاس آیا جو کچھ اس میں مفہوم تھا معلوم ہوا۔ تم ہرگز معترض امام حسین نہ ہونا۔ اور جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کریں گے میں ان کا معترض نہ ہوں گا۔ اور ایک خط امام حسین کو بھی لکھا جس کا متن یہ ہے آپ کے کئی امور مجھے دریافت ہوئے۔ اگر وہ درحقیقت سچ ہیں۔ لازم ہے کہ انہیں ترک کیجئے۔ اس لئے کہ جس نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ میں نے سنا ہے۔ باطل ہے، ہرگز آپ ان امور کے پابند نہ ہونگے، آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنے امور کا خیال اور اپنے عہد و پیمان پر وفا کریں۔ اور جب آپ عہد شکنی کریں گے۔ میں بھی عہد شکنی کروں گا۔ اور اگر آپ مکر کریں گے میں بھی آپ سے مکر کروں گا آپ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ کیجئے اور موجب حدوث فتنہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ آپ لوگوں کو پھانپانے ہیں۔ اور امتحان کر چکے ہیں۔ پس اپنے اوپر رحم اور اپنے دین اور اپنے بھائی پر رحم کی امت پر رحم کیجئے بے فرد اور احمقوں سے دھوکا نہ کھاتے جب یہ نامہ معاویہ امام حسین کے پاس پہنچا۔ آپ نے جواب میں لکھا اے معاویہ تو نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ چند امور میرے تجھے معلوم ہوتے ہیں اور تو مجھے ان سے بری جانتا ہے۔ اور میری نسبت ان امور کو تو نیک و بہتر نہیں جانتا۔ واضح ہو کہ ہر نیک و بد کو خدا جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ تجھے لکھا وہ سخن چین اور خوشامدی ہیں میرا تجھ سے ارادہ جنگ نہیں۔ اور میں تجھ سے مقام مخالفت میں نہیں مگر قسم بخدا میں ڈرنا ہوں۔ کہ بیش خدا تیری ترک مخالفت سے مستحق عتاب ہوں۔ اور مجھے گمان نہیں کہ تجھ سے اور میرے العوان و انصار سے جنہوں نے جو کچھ تم اپنا شعار کیا ہے اور دین خدا سے خارج ہو گئے ہیں خدا راضی ہو کہ میں تم کو ان امور باطلہ پر چھوڑوں۔ اور ایسی بدعتوں کو دیکھ کر غفلت

دستی کروں۔ آیا وہ تو نہیں جس نے حجر بن کندی کو مع ایک گروہ نماز گزار و عبادت گزار کہ وہ ظلم و عدوان کا انکار کرتے ہیں اور بدعتوں کو منظم ہانتے ہیں۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہیں ڈرتے تھے۔ تو نے ظلم و ستم کو قتل کیا۔ باوجودیکہ قسم ہائے معتدل ان کی امان دہی میں تو نے کھائے تھے اور ان سے پیمانہ ہائے محکم تو نے کئے تھے اور ان پر کوئی جرم تو نے ثابت نہ کیا۔ اور کوئی تکلیف قدم نہجہ میں اور ان میں نہ تھا۔ آیا عمرو بن العلق خزاعی کا کہ صحابی رسول خدا اور بندہ شاکستہ خدا تھے اور عبادت نے بدن ان کا کہنہ اور جسم ان کا لافز اور رنگ ان کا زرد کر دیا تھا تو ان کا قاتل نہیں، تو نے ان سے چند عہد و پیمانہ کئے تھے۔ اگر وہ عہد و پیمانہ ایک مرغ کو بلا سنے ہوا دئے جاتے تھے تحقیق کہ وہ تیرے پاس آتا۔ تو نے خدا پر جرات کر کے اور عہد و پیمانہ خدا کو سبک سمجھ کے ان کو قتل کیا۔ آیا تو وہ نہیں کہ تو نے زیاد سپر سمیہ کو اپنا بھائی بنا لیا۔ حالانکہ وہ بستر پر غلام ثقیف کے بڑا متولدہ ہوا تھا۔ اور تو نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے۔ باوجودیکہ رسول خدا نے فرمایا، فرزند فراش کے لئے ہے اور زنا کار کیلئے سنگسار۔ پس لہذا تو نے سنت رسول خدا کو ترک کیا اور اپنی خواہش کی تو نے بے دلیل و برہان متابعت کی اور ایک حرامی کو عراق میں مسلط کیا۔ کہ ہاتھ پاؤں مسلمانوں کے کاٹے اور ان کو اندھا کرے۔ اور ان کو فرموں کے درختوں میں سولی دے کر لٹکا دے۔ گویا تو اس امت سے نہیں اور وہ تجھ سے ہم ملت نہیں۔ ۷۰ یا تو وہ ہے کہ تجھے فرزند سمیہ نے لکھا گروہ حضرت زین علی ابن ابی طالب پر ہیں۔ تو نے اسے لکھا ہے جو دین علی پر ہو اُسے قتل کرو۔ لہذا بذر ترین ظلم و جور سے اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان پر سیاستیں کیں۔ اور قسم بخدا دین علی ابن ابی طالب وہ دین ہے، کہ علی نے تیرے منہ پر اور تیرے باپ کے منہ پر تلوار ماری۔ اور بزرگ شمشیر تم کو دیکھو اسلام میں لائے اور انکی برکت سے سخت حکومت پر بیٹھا۔ اور یہ امارت و حکومت تو نے غضب کی ہے، اگر شمشیر علی نہ ہوتی تو تیرا اور تیرے باپ کا شرف وہی تھا۔ کہ متاع قبیل مکہ سے شام میلے جا کر پہنچتے اور اس سے منفعت قبیل پیدا کرتے تھے تو نے مجھے لکھا ہے اپنے اوپر اور اپنے دین اور اپنے جد کی امت کے اوپر رحم کرو، اور اس امت میں فتنہ برپا نہ کرو پس واضح ہو کہ میں کوئی فتنہ اس امت میں تیری خلافت سے عظیم نہیں جانتا، اور اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے اور اپنے جد کی امت کے لئے میں کوئی چیز اس سے بہتر نہیں جانتا۔ کہ تجھ سے جہاد کو وہ اگر میں جہاد کروں اس میں مجھے تقرب خدا ہو گا، اگر ترک کروں خدا سے طلب آمرزش کو نہ لگاؤ۔ خدا سے سوال کروں گا کہ تجھے توفیق دے کہ میں جہاد زیادہ تر اچھا ہوں، ان سے اختیار کروں مجھے تو نے لکھا



ہے اگر میں تم سے ہمد شکنی کروں اس وقت تو مجھ سے ہمد شکنی کرے۔ اور اگر میں تجھ سے یکدو کر کروں تو مجھ سے یکدو کر کرے لہذا تجھ سے جو یکدو مکر ہو سکے وہ تو کرتیرا کوئی یکدو مکر مجھے ضرر نہ کرے گا۔ بلکہ تیرا یکدو مکر تجھی کو اور دل سے زیادہ پہنچے گا۔ اس لئے کہ ہمیشہ اپنی جہالت پر رہا ہے اور اپنے نقص پیمان پر تو عمریں رہا ہے اور میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ ہرگز تو نے اپنی کسی شرط پر وفا نہیں کی اور تحقیق تو نے ہمد شکنی کر کے اس جماعت کو قتل کیا ہے جن سے تو صلح کر چکا تھا۔ اور ان سے تو نے قسمیں کھاتی تھیں۔ اور ہمد و پیمان کتے تھے آخر الامر تو نے ان کو قتل کیا قبل اسکے وہ تجھ سے قتال کریں یا ہمد شکنی کریں۔ اور ان سے تو نے یہ مکر و عذر نہیں کیا مگر اتنی بات پر کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو بزرگ بانتے تھے پس قتل کیا تو نے ان کو اس خوف سے اگر تو ان کو قتل نہ کرتا۔ ہر آئینہ تو ان سے پہلے مرتا قبل اس کے کہ کوئی امر ان سے ظاہر ہو۔ اور وہ تیرے قبل اس بات کے کہ اپنے مطلب کو پہنچیں۔ اب بشارت ہو تجھے اسے معاویہ کہ وہ لوگ تجھ سے قصاص خون لیں گے۔ اور یقین جان کہ بروز قیامت بمقام محاسبہ تجھے بلائیں گے اور واضح ہو خدا کی ایک کتاب ہے کوئی گناہ چھوٹا بڑا اس کتاب سے باہر نہیں۔ اور خدا فرشتوں نہیں کرتا۔ جو کچھ تو نے لوگوں سے بگمان مواخذہ کیا۔ اور دوستان خدا کو بہت قتل کیا اور یہ کمال خدا کو اوارہ وطن کر دیا۔ اور لوگوں پر جبر کیا کہ وہ تیرے پسر سے کم سنی میں ہی بیعت کریں سالانہ وہ شہراب خوار ہے، اور کتوں سے بلہو و لعب مصروف بنے تحقیق کہ تو اپنے نفس کا زیاں کار ہے اور اپنے دین کو تو نے برباد کر دیا ہے۔ اور اپنی بیعت کے ہمراہ تو نے خیانت کی۔ اور اپنی مارت تو نے ضائع کر دی۔ اور منہاٹے سفہاٹے و جہلا تو سنتا ہے۔ اور صنعا و پرویز نگاروں کو ان کی باتوں پر ڈراتا ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا۔ کہا۔ ان کے دل میں کینہ ہے جو کہ میں نہ جانتا تھا۔ یزید پلید نے اپنے باپ معاویہ سے کہا۔ ان کو اس خط کا جواب لکھتے اور منہاٹے ناسنراں کو ان کے پدر کو اس میں لکھتے۔ اس وقت بعد اللہ پر مکر و عاص معاویہ پاس آیا۔ معاویہ نے وہ خط اسے دیا۔ اور کہا، پڑھ، حسین ابن علی نے مجھے لکھا ہے۔ اس شغفی نے جی مثل یزید پلید معاویہ سے کہا۔ یہ سن کر معاویہ چہنسنے لگا اور کہا۔ تمہاری اور یزید کی رائے ایک ہے اور تم دونوں نے فطاک جہلا میں ان کے اور ان کے پدر کے کیا میوب لکھوں، املا نکدین ان میں کوئی عیب نہیں پاتا۔ اور اگر کچھ جھوٹ باتیں لکھوں تو لوگ اس کے خلاف جانتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا، میں چاہتا ہوں۔ چہرہ تہمد یزید و تنبیہ انکو لکھوں لیکن میں اپنی مصلحت میں نہیں دیکھتا اور ضرر کرتا

## فصل چہارم :- بیان نص امامت امام حسینؑ

واضح ہو کہ فریقین نے بطریق متواترہ روایت کی ہے، امام حسنؑ نے اپنے وقت وفات امام حسینؑ کو اپنا وصی و خلیفہ کیا۔ اور نص امامت آنحضرتؐ پر فرمایا اور اسرار نبوت اور احکام خلافت ان کے سپرد رکھے اور اکثر نصوص آنحضرتؐ کا ذکر ہو چکا ہے، کلینی و شیخ طوسی نے بسند بائیں معتبر روایت کی ہے، امام محمد باقر سے جب ہنگام وفات امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو طلب کیا اور فرمایا: اے برادر میں تم کو اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل و کفن دینا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھے قبر رسول خداؐ پاس سے جانا کہ عہد ان سے تازہ کروں بعد اس کے مجھے میری مادر فاطمہؑ کی قبر پاس سے جانا۔ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب وفات وفات امام حسنؑ ہوا۔ کہا: اے قبیر جا کر میرے برادر محمد بن حنفیہ سے یہ خبر کہو اسی وقت محمد حنفیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بغیر بند نعلین باندھے روانہ ہوئے، اور مہمت جلد آئے یہاں تک کہ عزت آنحضرتؐ میں پہنچے۔ جب سلام کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا: بیٹھو۔ اے محمد حنفیہ تم ایسا شخص نہ پاتے کہ اسی کلام سے غائب رہے۔ جو زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرتا ہے لازم ہے کہ تم صندوق ہاتے علم رہنا اور تار کھاتے ضلالت میں چرخ ہاتے ہدایت رہنا۔ اور واضح ہو کہ ایک پدر کے فرزندان میں لغات ہوتا ہے جس طرح ساعات روز میں سے بعض وقت دوسرے وقت سے روشن تر ہوتا ہے۔ مگر تم کو کیا نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے امامت فرزندان ابراہیمؑ میں فرمائی۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اے محمد بن حنفیہ میں تم پر حسد سے ڈرتا ہوں خدا نے کافروں کو بحد و صفت کیا۔ اور فرماتا ہے۔ کفارا حسداً من عند انفسہم من بعد ما تبین بھم الحق اور خدا طیطان کو تم تک راہ نہ دے۔ اے محمد میں تم کو وہ خبر دوں جو کچھ تمہارے پدر نے تمہاری شان میں کہا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ بروز فتح بھرہ فرماتے تھے۔ جو چاہے کہ محمدؐ سے دنیا و آخرت میں نیکی کرے۔ پس لازم ہے کہ وہ میرے فرزند محمدؐ سے نیکی کرے۔ اے محمد اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو اس وقت کی خبر دے سکتا ہوں۔ جب تم پشت پدر میں لطفہ تھے۔ اے محمد واضح ہو حسینؑ بعد میری وفات کے جب میری روح میرے بدن سے مفارقت کرے

امام ہے اور یہ وہ میری میراث ہے، جو بعد پدر و جد کی پہنچی ہے اور کتاب ہاتے خدا میں ان کی خلافت لکھی ہے اور خدا نے تم اہل بیت کو دانستہ جمیع خلائق سے اختیار کیا ہے اور محمد کو تم میں سے اختیار کیا ہے اور ان کو پیغمبر کیا ہے اور رسول خدا نے علی ابن ابی طالب کو اپنی خلافت کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اور جناب امیر نے مجھے خلافت کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور میں حسین کو امامت و خلافت کیلئے اختیار کرتا ہوں۔ پس محمد بن حنفیہ نے کہا: آپ میرے امام اور سیدہ بزرگ ہیں اور آپ ہی میرے وسیلہ جانب رسول خدا ہیں۔ قسم بخدا میں چاہتا تھا قبل اس کلام سننے کے میری روح بدن سے مفارقت کرنے تحقیق کہ ایسے چند سخن آپ کی نعت میں میرے ذہن میں ہیں۔ کہ میں ان کو وصف اور بیان نہیں کر سکتا۔ اور جو کہنا چاہتا ہوں۔ وہ قبل اس کے کہا گیا۔ اور کتاب خدا میں لکھا گیا۔ زبان فصیحہ و دانشمندان گوئی اور قلبہائے کاتبان دنو لیسندگان آپ کے فضائل و مناقب کے احصا میں کند میں اور خدا اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتا ہے اور امام حسین ہم سب سے زیادہ تر دانا ہیں۔ ان کا حکم ہم سمجھوں سے گراں تر اور ان کی قرابت بعزرت رسول ہم سب سے زیادہ تر ہیں وہ قبل مخلوق ہونے کے امام تھے۔ اور وحی خدا پڑھ چکے تھے قبل اس کے کلام کرتے اور اگر خدا جانتا کہ محمد صلعم سے کوئی بہتر ہے۔ تحقیق کہ اس کو پیغمبری کے لئے اختیار کرتا اور جب کہ رسول خدا نے جناب امیر کو اور جناب امیر نے آپ کو اور آپ نے امام حسین کو اختیار کیا میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا۔ اور ان کی امامت میں نے قبول کی مشکلات میں ہم ان سے پناہ لیں گے اور مشابہات میں ہم ان سے ہدایت پائیں گے۔

کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن ہشام سے  
**معجزات امام حسین علیہ السلام** روایت ہے۔ کہ میں اور عبا بن ربیعہ بن جابر والدیہ پاس گئے۔ انہوں نے کہا تم چاہتے ہو۔ میں تم کو خبر دوں جو میں نے امام حسین سے سنا ہے۔ ہم نے کہا۔ اے ائمہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا۔ میں زیارت امام کو جایا کرتی تھی، ناگاہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پڑا اور اس وجہ سے میں نے ترک زیارت کی، جب امام حسین میرے عارضہ پر مطلع ہوئے۔ مع اصحاب میر گھر تشریف لائے۔ اور میں اسی جگہ مشغول نماز تھی پس امام حسین نے کہا۔ اے جابر مدت ہوئی۔ تم میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ میں نے کہا۔ یا جان رسول اللہ یہ مرض جو میرے منہ پر ہوا ہے۔ یہ مانع ہے۔ امام حسین نے فرمایا۔ مقننہ اٹھاؤ جب میں نے مقننہ اٹھایا۔ اور امام حسین نے اپنا آپ رہن اس جگہ گرایا۔ اور فرمایا۔ خدا کا شکر کرو

کہ اس نے تمہارا مرض دفع کیا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ کیا۔ اور شکر خدا بجالائی، جب میں شکر سجدہ سے اٹھا یا۔ امام حسین نے فرمایا آئینہ دیکھو، میں نے آئینہ دیکھا مطلق کچھ اثر و نشان اس مرض کا نہ تھا۔ قطب راوندی نے خالد کابلی سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ ایک روز میں خدمت امام شہداء میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک جوان گریاں آیا، حضرت نے پوچھا۔ تو کیوں روتا ہے اس نے کہا۔ ابھی میری والدہ نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھے وصیت کی۔ کیونکہ مالدار تھی۔ کہ جب میں مری جاؤں۔ تو کچھ کام نہ کرنا جب تک امام حسین سے عرض نہ کرنا۔ امام حسین نے فرمایا۔ اٹھو اس زن صالح کے پاس چلیں، جب اس مکان کے دروازہ پر پہنچے۔ جہاں اسے لٹا دیا تھا۔ حضرت دروازہ پر آکر کھڑے ہوئے اور دعا کی، خداوند اسے زندہ کر یہ اپنے محل وغیرہ کی وصیت کر سبب امام حسین دعا سے فارغ ہوئے اور عورت اٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادت پڑھا جب اس کی نظر امام حسین پر پڑی۔ کہا۔ اسے میرے مولا گھر میں نشرفیت لائے، اور جو کچھ میرے حق میں جو مصلحت جائیے اس کا مجھے حکم کیجئے، یہ سن کر امام حسین اس کے گھر میں جا کر سر بانے بیٹھے۔ اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے تو وصیت کر۔ اس عورت نے کہا۔ یا بن رسول اللہ میرے پاس اس قدر مال ہے اور فلاں بگڑ رکھا ہے اس کا ثلث آپ کو دیا کہ آپ اپنے دوستوں میں سے جسے چاہیں تقسیم کریں اور دولت اس پسر کا حصہ ہے، بشرطیکہ آپ اسے اپنا شیعہ جائیں۔ اور اگر آپ اسے مخالف جائیں تو وہ سب مال بھی آپ کا ہے اور مخالفین کا اموال مومنین میں کچھ نہیں، بعد اس کے امام حسین سے التماس کی۔ آپ مجھ پر نماز پڑھیے گا۔ اور میرے مدفن میں شریک ہو جائے گا یہ کہہ کر لٹ گئی۔ اور جاں بحق تسلیم کی۔ ایضاً۔ امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ ایک اربابی مدینہ میں امام حسین کا امتحان لینے آیا۔ اور جب داخل مدینہ ہونے لگا اپنے ہاتھ سے استمنا کیا۔ اور جب داخل ہوا، جس وقت خدمت آنحضرت میں پہنچا۔ حضرت نے فرمایا اسے اعلانی تجھے شرم نہیں کہ جب اپنے امام کی خدمت میں آیا اور جنابت بھی اس طرح کی۔ اربابی نے کہا مجھے میری حاجت بمعجزہ ملی۔ اور معجزہ آپ کا میں نے جانا۔ اور بعد اسکے وہاں سے اٹھ کر غسل کیا۔ اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جو مسائل دریافت کرنے تھے کہتے۔

ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک امام حسین کا قاتلوں کی خبر دینا روز امام حسین نے اپنے بعض غلاموں کو کسی کام پر مامور کیا۔ اور فرمایا فلاں روز جانا اور فلاں روز نہ جانا۔ اور اگر میری مخالفت کرو گے پھر تم کو

مار ڈالیں گے۔ ان غلاموں بے سعادت نے مخالفت کی، جس روز آپ نے جانے سے منع کیا تھا۔ اسی روز چلے گئے۔ پس پوران کو قتل کر کے مل لوٹ لے گئے۔ جب یہ خبر امام حسینؑ کو پہنچی۔ فرمایا میں نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے میرا کہنا نہ مانا پھر حضرت حاکم مدینہ پاس تشریف لے گئے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے غلاموں کو قتل کیا ہے۔ خدا آپ کو ان کے عوض ثواب عطا کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں بتا دوں ان کو کس نے قتل کیا لازم ہے ان کو پکڑ کے قصاص کرنا، عامل مذکور نے کہا یا بن رسول اللہ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ فرمایا جس طرح مجھے جانتا ہوں اسی طرح ان کو جانتا ہوں۔ بعد اس کے ایک شخص کی جانب جو عامل مدینہ کے سزا کھڑا تھا اشارہ کیا اور فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے کہاں سے آپ نے جانا کہ میں ان میں سے ہوں، حضرت نے کہا۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں قسم بخدا آپ کی تصدیق کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا، جب تو باہر گیا۔ تیرے ہمراہ فلاں فلاں تھے۔ اور اس کے سب رفیقوں کا نام لیا۔ اور چار نفر عامل مدینہ کے اور باقی لشکر ہاتے مدینہ میں سے تھے۔ پس اس شخص سے عامل مدینہ نے کہا۔ میں بحق قبر و منبر قسم کھاتا ہوں اگر تو سچ نہ کہے گا۔ تو تیرا گوشت تازیانہ سے گرا دوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا امام حسینؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ راست کہا۔ گویا ہمراہ ہمارے تھے۔ یہ سن کر عامل نے سب کو جمع کیا۔ اور حکم گردن زدنی کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک شخص خدمت امام میں آیا اور کسی زن مالدار کے ہمراہ نکاح کا مشورہ کیا۔ اور وہ خود بھی بڑا مالدار تھا امام حسینؑ نے فرمایا۔ اس کی خواستگاری نہ کرنا۔ اس بے دولت نے مخالفت آنحضرت کی۔ اور اس کو تزویج کیا۔ قصور سے ہی دنوں میں پریشان ہوا۔ اور اس کا ذاتی مال بھی جاتا رہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔ کہ اس سے نکاح نہ کرنا۔ اب اسے طلاق دے۔ اور فلاں عورت سے نکاح کر جب اس نے تعبیل ارفاد کی۔ ایک سال نہ گذرا تھا۔ کہ بہت سماں اسے ملا اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ حال اس کا اچھا ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی۔ ایک روز امام حسینؑ کسی بیمار کی عیادت کو گئے۔ اسے تپ شدید تھی، جب امام حسینؑ اس کے گھر میں داخل ہوئے تپ اس کی زائل ہو گئی۔ اور اس کا نام عبد اللہ بن خدا پیش تھا۔ اس نے کہا۔ میں اس سے راضی ہوا جو خدا نے آپ کو عنایت کیا ہے۔ اور تپ بھی آپ سے بھاگتی ہے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ مگر یہ کہ اسے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کرے

بعد اس کے ایک آواز آئی۔ اور کوئی دیکھائی نہ دیا۔ کہا لبیک یا بن رسول اللہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کیا جناب امیر نے تجھے حکم نہیں فرمایا کہ تم کسی پاس نہ جانا مگر جو دشمن ہمارا ہو یا گنہگار ہو۔ اور تم اس کی کفارہ گناہ ہو۔ تو اس مؤمن پاس کیوں آئی۔ ایضاً شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک عورت طوفان خانہ کعبہ کر رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے ایک مرد بھی طوفان کر رہا تھا اس عورت نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ اور اس مرد نے اپنا ہاتھ بلند کر کے عورت کے بازو پر رکھا۔ حق تعالیٰ نے اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے بازو پر چسپال کر دیا۔ ہر چند کوشش کی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ طوفان سے فارغ ہوتے اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور حاکم کو خبر ہوتی جب حاکم آیا۔ اس فقہا کو بلا یا۔ اس نے کہا۔ ان کے ہاتھ کاٹنا چاہتے۔ اس لئے کہ اس نے فیانت کی ہے۔ یہ سن کر حاکم نے کہا۔ کوئی فرزند ان رسول خدا سے بھی یہاں ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں آج رات یہاں امام حسینؑ تشریف لاتے ہیں۔ یہ سن کر حاکم نے امام حسینؑ کو بلا یا۔ اور کہا۔ ملاحظہ ہو کہ کیا بلا ان پر نازل ہوئی ہے جب حضرت ان کے سال سے مطلع ہوئے۔ کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے بعد اس کے ان زن و مرد پاس تشریف لاتے۔ اور ہاتھ مرد کا عورت کے ہاتھ سے جدا کیا۔ حاکم نے پوچھا ان کو اس کام کے عوض عقاب و عذاب کروں۔ امام حسینؑ نے منع کیا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صوفی سے روایت کی ہے کہ زمانہ امام حسینؑ میں دو مرد آپس میں مخاطبہ و تکرار کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ یہ عورت اور فرزند میرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے تیرا نہیں میرا ہے جب حضرت پہنچے آپ نے سبب نزاع پوچھا۔ جب حال بیان کیا۔ حضرت نے پہلے مدعی کو فرمایا۔ تو بیٹھ جا۔ بعد اس کے اس عورت سے کہا۔ تو سچ کہہ قبل اس کے کہ خدا تیری پردہ داری کرے۔ اور تو بدنام ہو جاتے۔ اس عورت نے کہا۔ یہ مرد جو میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرا ہی شوہر ہے اور یہ فرزند بھی اسی سے ہے۔ اور اس دوسرے فرزند کو میں نہیں پہچانتی۔ امام حسینؑ نے اس طفل ظیر نولہ کی طرف کہ ہنوز وہ منہ سے نہ بولا تھا۔ دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے پسر حکم خدا بات کر اور بیان کر کہ تیری ماں سچ کہتی ہے، یا نہیں۔ وہ کو دک باہماز آنحضرتؐ گویا ہوا۔ اور کہا نہ اس کا فرزند ہوں۔ اور نہ اس کا بلکہ میرا پدر فلاں گھر یا ہے۔ پس حکم آنحضرتؐ اس عورت زانیہ کو سنگسار کیا اور اس طفل نے بعد اس کے پھر کلام نہ کیا۔ ایضاً ابن عباس سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ امام حسینؑ کو قبل اس کے متوجہ عراق ہوں میں نے دیکھا دروازہ کعبہ پر کھڑے تھے

اور جبرائیل کا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں تھا۔ اور جبرائیل ندا کرتے تھے کہ جانب بیعت خدا آؤ۔ کہ ان کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ایضاً سید ابن طاووس نے حدیث سے روایت کی ہے کہ میں نے زمانہ رسول خدا میں امام حسینؑ کے جبکہ وہ کم سن تھے۔ سنا کہ فرماتے تھے تم مجھ سے قتل کو طافین و بائیان نبی امیہ جمع ہو گئے۔ اور ان کا سردار عمر بن سعد ہو گا میں نے کہا یہ خبر آپ نے رسول خدا سے سنی ہے کہا نہیں۔ یہ سن کر میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کلام امام حسینؑ نقل کیا رسول خدا نے فرمایا۔ میرا علم حسینؑ کا علم ہے اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے۔ اس لئے کہ قبل وقوع واقعہ ہم کو اطلاع ہوتی ہے ایضاً۔ کتاب عیوان المعجزات میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ مردان کوٹھ خدمت جناب امیرؑ میں آئے۔ اور قلت بارش کی شکایت کی۔ اور استدعا کی کہ آپ خدا سے طلب باران کیجئے۔ جناب امیرؑ نے جناب حسینؑ سے فرمایا۔ اٹھو ان کے لئے دعائے باران کرو۔ امام حسینؑ اٹھے۔ اور بعد حمد و ثنا سے الہی درود حضرت رسول پناہ ہی و آل رسول ایک دعا نہایت فصاحت و بلاغت سے انشاء فرمائی۔ اور خدا سے لوگوں کے لئے طلب باران کی ہنوز امام حسینؑ دعا سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ کہ بارش آسمان سے ہونے لگی اور ایک الہی بعض فوجی کوفہ سے آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ صحن خانہ اور فیوں سے میں نسر نکھا۔ کہ پانی جاری ہونا تھا۔ اور آپس میں موجزی تھا ایضاً۔ روایت کی ہے کہ صحرائے کربلا میں ایک ملعون قبیلہ تیم سے کہ اس کا نام عبد اللہ بن جورہ تھا۔ نزدیک امام حسینؑ آیا۔ اور کہا کہ معاذ اللہ تمہیں بشارت بہنم ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں خداوند بخشنے والے اور پیغمبر شفاعت کرنیوالے کے پاس جاتا ہوں۔ اور میں حالت نیک سے بحالت نیک جاتا ہوں۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں پسر جو یہ یہ ہوں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک بلند فرمائے۔ تا انیکہ سفیدی زیر بغل آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور فرمایا۔ خدا ذمہ اس ملعون کو جانب بہنم کھینچ لے گا۔ اس ملعون نے غضب آلودہ کرنام حسینؑ پر حملہ کیا۔ تا گاہ اس کا گھوڑا دوڑ کر نہیں جا سکا۔ اور وہ ملعون گھوڑے سے نیچے گرا پاؤں اس کا رگڑا ہوا سوزین پر تھا۔ گھوڑا دوڑتا اور بھاگتا تھا اور اس ملعون کا سر جس پر وہیلوں پھروں پر پڑا تھا اور ایک پاؤں اور ران بجا ہو کر اس کی رگڑا میں آئی تھی اور وہ پاؤں زمین پر تھا یہاں تک کہ وہ ملعون وہاں سے اٹھا نہ سکا۔ میں فریقین نے روایت کی ہے اکثر ایسا ہوتا تھا، جناب فاطمہؑ آرام فرماتی تھیں اور امام حسینؑ جھولے میں روتے تھے۔ جبرائیل گھوڑا امام حسینؑ ہلا کر بائیں کرتے تھے۔ اور دل بہلاتے تھے اور جب جناب سیدہ ہانگتی تھیں دیکھتی تھیں کہ جھولہ لابل رہا ہے اور کوئی حسینؑ سے بائیں کر رہا

ہے مگر دکھائی نہیں دیتا، جب اس کا ذکر رسول خدا سے فرماتی تھیں حضرت فرماتے تھے۔ وہ جبرائیل امین ہیں ایضاً۔ روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ انا عیسیٰ رات میں کہیں بیٹھتے تھے اس نور سے جو گردن مبارک سے حسینؑ میں تک چمکتا تھا۔ امام حسینؑ کو لوگ پہچان جاتے تھے اس لئے کہ جناب رسول خداؐ پیشانی نورانی اور گلوئے مبارک کے اکثر بوسے لیا کرتے تھے۔ مؤلف فرماتے ہیں، کہ اکثر معجزات، آنحضرتؐ باب شہادت میں مذکور ہوئے۔

## فصل پنجم - ثواب گریہ امام حسینؑ پر ماتم دار رہنا،

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر ابن خاربہ سے روایت کی ہے۔ کہا میں ایک روز خدمت بابرکت امام جعفر صادقؑ میں تھا۔ میں نے امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ حضرت بہت روتے اور میں بھی رویا پھر حضرت نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ امام حسینؑ فرماتے تھے مجھے رولا رولا کر قتل کیا ہے۔ اور کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا۔ مگر یہ کہہ گریہ کرتا ہے بروایت دیگر جناب صادقؑ نے فرمایا، کہ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ میں کشتہ گریہ و زاری اور کشتہ کرب و غم و الم ہوں، خدا پر لازم ہے کہ ہر اندوہناک جو میری زیارت کو آئے۔ وہ شاد و خوشحال اپنے اہل و عیال سے جاملے شیخ مفید نے جناب صادقؑ سے زکا کی ہے۔ کہ ہر جنوع و فرج مکر وہ ہے بجز جزع و فرج مصیبت امام حسینؑ۔ ابن قولویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ تیس دن امام جعفر صادقؑ کے سامنے ذکر حسینؑ ہوتا تھا اس روز شام تک حضرت کو کوئی شخص ہنسانہ دیکھتا تھا۔ تمام دن مخروں و مغموم رہتے اور فرماتے تھے کہ امام حسینؑ سبب گریہ ہر مومن ہیں۔ ایضاً جناب صادقؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے جناب امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے حسینؑ تم سبب گریہ ہر مومن ہو۔ میں کہ امام حسینؑ نے کہا اسے پدر بزرگوار و شفیع میں ایسا ہی ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی ہاں ایسے ہی ہو ابن بابویہ و ابن قولویہ نے بسند معتبر ابو ہریرہ شامی سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں ایک روز جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چند شعر مصیبت امام حسینؑ میں پڑھو۔ جب میں نے مرتبہ شروع کیا۔ حضرت گریاں ہوتے میں مرتبہ پڑھتا۔ اور حضرت روتے تھے۔ تا آنکہ صدائے گریہ آنحضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ بروایت دیگر فرمایا۔ اس طریقہ سے پڑھو جس طرح تم پڑھتے ہو اور نوحہ و زاری کرتے ہو، جب میں نے اسی طرح پڑھا۔ حضرت بہت روتے اور صدائے زنان آنحضرت



بھی پس پردہ سے بلند ہوتی جب میں فارغ ہوا حضرت نے فرمایا جو ایک شعر مصیبت امام حسینؑ کے متعلق پڑھے اور پچاس آدمیوں کو لائے بہشت اس پر واجب ہوگا۔ اور اگر تیس آدمیوں کو لائے جبہ بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر تیس آدمیوں کو لائے جبہ بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر پانچ آدمیوں کو لائے بہشت واجب ہوگا۔ اور جو خود بھی مرثیہ پڑھے اور خود ہی تنہا روئے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور جسے رونانا آئے اور رونے والوں کی صورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا جو امام حسینؑ کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے بقدر پرنگس آنسو نکلے ثواب اس کا خدا پر ہے۔ اور خدا اس کے لئے کسی ثواب پر راضی نہیں بغیر بہشت لکھا کرنے کے

نتیجہ کئی نے بسند معتبر زید شحام سے

مرثیہ جعفر شاعر دربار صادق آل محمد میں روایت کی ہے کہا میں باجماعت

اہل کوفہ خدمت جناب صادق میں حاضر تھا کہ جعفر بن عقیل آئے۔ اور حضرت نے انکی تعظیم کر کے اپنے قریب

بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے جعفر جعفر نے کہا لیدیک میں آپ پر خدا ہوں حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے

تم مرثیہ حسینؑ میں شعر کہتے ہو۔ اور خوب کہتے ہو میں نے کہا ہاں کہتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ پڑھو

جب میں نے پڑھا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ اور قطرات اشک ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ اور حاضرین

بھی سب گریاں ہوئے پس حضرت نے فرمایا۔ کسم بخدا ملائکہ مغرب یہاں حاضر تھے اور تمہارا مرثیہ

سنا۔ اور ہم سے زیادہ روئے۔ اور خدا نے تمہارے لئے تمام بہشت واجب کئے اور تمہارے گناہ بخش

دیتے۔ بعد اس کے فرمایا۔ اے جعفر تم چاہتے ہو۔ زیادہ اس سے کہوں میں نے کہا اے میرے مولا

ارشاد کیجئے حضرت نے فرمایا۔ جو مرثیہ حسینؑ میں ایک شعر پڑھ کر خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی دلائے

البتہ خدا اس کے لئے بہشت واجب کریگا۔ اور گناہ اس کے بخش دے گا شیخ مفید نے بسند معتبر بتایا۔

صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ اپنے پروردگار پاس ہیں اور اپنے لشکر کی جگہ اور اپنے محل اور

شہداء کی قبروں کو جو نزدیک آنحضرت دفن ہیں۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور اپنی زیارت کرنے والوں

کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور آنحضرت ان کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں اور ان کے درجات و

منازل سے جو نزدیک پروردگار ہیں زیادہ تر واقف ہیں۔ بہنزلہ اس کے کہ تم اپنے کسی فرزند سے

واقف ہو۔ اور جو آنحضرت پر گریہ کرتا ہے۔ اس کی جانب دیکھتے ہیں۔ اس لئے طلب آمرزش قبولتے

ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے اس کے لئے طلب آمرزش کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اگر میرا

زیدت کرنے والا جانے جو کچھ خدا نے اس کے لئے متیا کیا ہے بتحقق کہ اس کی خوشی رنج سے زیادہ ہو جانے گی اور جب آنحضرت کا زائر واپس جاتا ہے۔ کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا

**ثواب گریہ روز عاشورا** ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ ماہ محرم

تھے مگر اس امت جفا کرنے ہمارا خون حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی۔ اور ہمارے فرزندوں کو قید کیا اور ہمارے غیموں میں آگ لگا دی۔ اور ہمارا مال لوٹ لے گئے۔ اور حرمت رسول کی ہمارے حق میں رعایت نہ کی مصیبت حسین نے ہماری آنکھوں کو زخمی اور ہمارے آنسوؤں کو جاری کیا اور ہمارے عزیز کو ذلیل کیا۔ اور زمین کو بلاتا روز قیامت ہمارے لئے موجب کرب و بلا ہوتی۔ لازم ہے کہ امام حسین پر گریہ کریں کہ آنحضرت پر رونائے گناہوں کو زائل کرتا ہے پھر فرمایا میرے پدر بزرگوار کو جب ماہ محرم ہونا تھا کوئی خداوند نہ دیکھتا تھا۔ اور اندوہ و غم ان پر غالب رہتا تھا۔ اور جب دسویں محرم کی ہوتی تھی۔ وہ دن اندوہ و مصیبت گریہ آنحضرت کا دن تھا۔ اور فرماتے تھے آج کا دن وہ دن ہے جس دن امام حسین شہید ہوئے ایضا بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ جو شخص بروز عاشورا اپنے کاموں کو ترک کرے گا حق تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے کام کا نیک انجام کریگا۔ اور جو کوئی روز عاشورا مغموم و اندوہناک رہے گا حق تعالیٰ روز قیامت کو اس کی شادی و سرور کا دن مقرر کریگا۔ اور اس کی آنکھیں بہشت میں ہمارے دیدار سے روشن ہوں گی۔ اور جو کوئی روز عاشورا کو روز برکت جانے گا۔ اور روز برکت سمجھ کر اپنے گھر میں کچھ ذخیرہ کرے گا۔ اس کو اس ذخیرہ میں برکت نہ ہوگی۔ اور خدا اس کو بروز قیامت یزید پلید و بنید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد علیہم اللعنتہ کے ہمراہ پست ترین طبقات جہنم میں ڈال دے گا۔

**روز اول محرم الحرام** بسند حسن ریان بن شیبہ سے روایت کی ہے کہ میں پہلی تاریخ ماہ محرم کی سے میں نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا یہ وہ دن ہے۔ خدا نے دعا سے ذکر یا پیغمبر مستجاب کی جبکہ انہوں نے خدا سے فرزند طلب کیا اور فرشتوں نے ان کو از جانب حق تعالیٰ محراب میں بشارت سنی دی پس جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا۔ دعا اس کی مثل دعا سے ذکر یا مستجاب ہوگی۔ بشریب محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت زمانہ گذشتہ میں اس مہینہ میں جدال و قتال بوجہ حرمت حرام جانتے تھے اور اس امت نے اس مہینہ کی حرمت نہ پہچانی اور اپنے پیغمبر کی حرمت نہ جانی۔ اس مہینہ میں اپنے پیغمبر کی حرمت سے

انہوں نے جلال و قتال کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ خدا ہرگز ان ظالموں کو نہ بخشے گا اسے پسر شیب، اگر تو کسی چیز پر گریہ کرنا ہے۔ پس امام حسینؑ پر گریہ کر۔ کہ ان کا مثل۔ گو سفند سر جدا کیا گیا اور ان کے اٹھارہ عزیزوں کو اہل بیت سے ان کے ہمراہ شہید کیا۔ کہ جوانی میں سے اپنا مثل دماند زمین پر نہ رکھتے تھے اور تحقیق کہ شہادت امام حسینؑ پر آسمان ہاتے ہفت گانہ اور زمین نے گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے آسمان سے نصرت حسینؑ کے لئے زمین پر آئے۔ اور جب زمین پر پہنچے حضرت شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ فرشتے سر پہنچہ ہمیشہ گرد آلود قبر امام حسینؑ پاس ہوں۔ تا وقتکہ حضرت قائم ظاہر ہوں۔ پس وہ فرشتے یاد ان امام حسینؑ سے ہونگے اور وقت رجعت اشعار ان کا یہ ہوگا۔ کہ یا نارا الحسینؑ یعنی اسے طلب کنندگان خون حسینؑ۔ اسے پسر شیب مجھے میرے پدر نے اپنے پدر و جد سے خبر دی کہ جب جدم امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آسمان نے خون و خاکتر سر رخ برسایا۔ اسے پسر شیب، اگر تو امام حسینؑ پر گریہ کرے یہاں تک کہ آنسو تیرے منہ پر جاری ہوں حق تعالیٰ تیرے جمیع گناہاں صغیرہ و کبیرہ بخش دے گا۔ خواہ وہ گناہ کم ہوں یا زیادہ اسے پسر شیب، اگر تو خدا سے ملاقات چاہے اور منظور ہو کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو۔ پس امام حسینؑ کی زیارت کرو اسے پسر شیب، اگر تو چاہے کہ غزفہا سے عالیہ بہشت میں ہمراہ رسول خدا و آئمہ بدنی علیہم السلام ساکن ہو۔ پس لازم ہے امام حسینؑ کے قاتلوں پر طعن کر اسے شیب، اگر تو چاہے کہ مثل ثواب شہدائے کربلا تجھے ثواب ملے۔ پس جس وقت مصیبت امام حسینؑ کو یاد کر اس وقت کہ یا لبتنی کنت معہم فانوذ فوذاً عظیماً۔ یعنی میں آرزو کرتا ہوں کہ ان کے ہمراہ ہوتا اور رشکای عظیم پانا اسے پسر شیب، اگر تو چاہے کہ درجات عالیہ بہشت میں ہمراہ ہمارے ہوں پس ہمارے اندوہ پر اندوہناک اور خوشی پر خوشی کر اور تجھے ہماری ولایت نصیب ہو۔ اس لئے اگر کوئی پتھر کو دست رکھے گا تو خدا اس کو پتھر کے ہمراہ محشور کرے گا۔ کتاب کامل الزیارات میں بسند معتبر عند اللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہا ایک روز جناب صادقؑ سے میں نے پوچھا۔ یا بن رسول اللہ! اگر قبر امام کھودیں۔ آیا قبر آنحضرتؐ میں کچھ پائیں گے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اسے پسر بکر کس قدر تیرا سوال عظیم ہے۔ تحقیق کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے پدر و مادر و برادر و رسول خداؐ کے ہمراہ منزل بہشت میں ہیں۔ اور ہمراہ آنحضرتؐ رزق پاتے اور فرحناک ہیں۔ اور جانب راست عرض آتے اور کہتے ہیں۔ پروردگار! جو مجھ سے تونے وعدہ کیا ہے اسے وفا کر اور اپنے زاتوں کی طرف نظر کر کے ان کے اور ان کے باپ کے ناموں کو اور ان کے مسکن کو اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے۔ اس

سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں جس طرح اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں اور جو ان پر روتے ہیں ان کی طرف نظر کرتے اور ان کے لئے طلب آمرزش کرتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے فرماتے ہیں کہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اور کہتے ہیں اسے مجھ پر رونے والے اگر تو جانے جو خدا نے تیرے لئے ثواب مہیا کیا تحقیق کہ خوشی تیری رنج سے زیادہ ہوگی اور خدا سے سوال کرتے ہیں ہر گناہ و خطا ان پر رونے والوں کی بخش دے۔

**روایت مسمع بن عبد الملک** بسند معتبر مسمع بن عبد الملک سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا اے مسمع تم عراقی ہو آیا قبر امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے ہو۔ میں نے کہا یا حضرت نہیں میں شہر اہل بصرہ ہوں۔ اور میرا رفیق ایک گروہ ہے جو کہ تابع نعیفہ ہے۔ اور ناصبیوں وغیرہ سے ہمارے دشمن بہت ہیں اور ہم اس سبب سے مطمئن نہیں کہ حاکم سے کوئی ہمارا حال کہہ دے۔ اور اس سے ہم کو اکثر ضرر پہنچیں حضرت نے فرمایا مسمع تم کو کبھی امام حسینؑ یاد آتے ہیں۔ اور جو ظلم و ستم امام حسینؑ پر گذرے میں نے کہا ہاں یا حضرت قسم خدا میں روتا ہوں۔ اور یہاں تک روتا ہوں کہ میرے اہل و عیال مجھ پر اثر و اندوہ پاتے ہیں اور میں کھانا کھانے سے انکلا کرتا ہوں۔ تا آنکہ مجھ میں آثار مسیبت ظاہر آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا خدا تیرے رونے پر رحم کرے تحقیق کہ تم رونے والوں میں شمار کئے جاتے ہو جو لوگ ہمارے رنج سے رنج کرتے اور ہماری خوشی سے خوش رہتے ہیں اور ہمارے اندوہ سے اندوہ ناک ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے خائف اور ہمارے اطمینان پر مطمئن ہوتے ہیں۔ اور جلد تم دیکھو گے کہ مرتے وقت تمہارے پاس ہمارے پدران بزرگان شریف لائیں۔ اور ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں اور بشارتیں تم کو دیں کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور تم خوش ہو جاؤ اور ملک الموت تم پر اس ماں سے جو اپنے فرزند پر مہربان ہو زیادہ تر مہربان ہے۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے اور میں بھی رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے نطق پر ہم کو اپنی رحمت سے فضیلت دی۔ اور ہم اہل بیت کو اپنی رحمت سے مخصوص کیا۔ اے مسمع تحقیق زمین و آسمان ہم پر رحم کھا کر گریہ کرتے ہیں جس روز سے جناب امیر شہیدؑ اور گریہ ملائکہ اور دل سے ہم پر زیادہ ہے جس روز سے کہ ہمارے پدران بزرگوں اور ان شہید ہوتے ہیں گریہ ملائکہ نہیں تھما اور جو کوئی ترحم ہم پر گریہ کرے قبل اس کے اس کی آنکھ سے آنسو نکلے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت اسکے شامل حال فرماتا ہے اور جب آنسو اس کے پہرہ پر جاری ہوتا

ہے اگر ایک قطرہ اس آنسو کا جہنم میں ڈال دیں حرارت آتش جہنم کو دھیم کر دے اور جس کا دل ہمارے لئے دردمند ہو وقت مرگ جب وہ ہم کو دیکھے گا شاد ہو جائے گا اور وہ شادی و فرحت اس کے دل سے زائل نہ ہوگی جب تک حوض کوثر پر ہمارے پاس نہ آئیگا اور جب ہمارے دوست حوض پر ہمارے پاس آتے ہیں آب کوثر پی کر شاد ہو جاتے ہیں اور لذتہائے الوان طعام سے اس قدر ان کو ذائقہ پہنچتا ہے کہ وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا اسے مسیح جو کوئی اس میں تھوڑا سا پانی پیتا ہے ہرگز پیا سا نہیں ہوتا اور تعب و ہشت نہیں دیکھتا اور وہ پانی مانند کافور سرد ہے اور خوشبو مشک کی اس سے آتی ہے اور مرزا نجیب کا شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ صاف اور گنبر سے زیادہ خوشبو ہے چشمہ تسنیم سے نقل کر نہر ہاتے بہشت میں جاری ہوتا ہے اس میں مردارید و یاقوت جیتے ہیں اور اس حوض کے کنارے پر پیالے ستارگان آسمان سے زیادہ ہیں اور ان کی خوشبو ہزار سالہ راہ سے دماغ مردم میں پہنچتی ہے اور وہ پیالے طلا و نقرہ اور زنگارنگ جو اہر کے ہیں اور جب کوئی ارادہ کرتا ہے کہ اس پیالہ سے پانی پیتے وہ پیالہ تمام فرشتوں سے اس شخص کے دماغ میں پہنچتا ہے اس وقت پانی پینے والا کہتا ہے میں راضی ہوں کہ مجھے ہمیں رہنے دیں اور کوئی نعمت مجھے مطلوب نہیں اور اس جگہ سے جانا مجھے منظور نہیں اسے مسیح تم ان میں سے ہو جو لوگ اس حوض سے سیراب ہونگے جو مصیبت ہماری پر آنکھ گریاں ہوں گی البتہ وہ آنکھ حوض کو دیکھ کر خوش ہوگی اور سب ہمارے دوست اس کا پانی پیتے گے اور ہر شخص جس کو ہم سے جس قدر محبت ہے اسی قدر اس حوض سے وہ لذت پائے گا بتحقیق کہ جناب امیر اس حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور عصائے چوب عروج ان کے ہاتھ میں ہے اور ہمارے دشمنوں کو اس کے پانی سے ہنکاتے ہیں پس ان میں سے ایک کہیگا کہ میں نے دنیا میں شہادت بوجہ انیت خدا و رسالت محمد صلعم دمی تھی آپ مجھے کیوں پانی نہیں دیتے جناب امیر اسے جواب دیں گے کہ اپنے امام پاس جاؤ اور اس سے یہ سوال کرو کہ وہ تیرے شفاعت کرے وہ کہیگا آج میرا امام مجھ سے بیزار ہے حضرت فرماتیں گے اس کے پاس جا جس کی محبت و ولایت تو نے اختیار کی تھی اور اس سے سوال کرو وہ تیری شفاعت کرے اس لئے کہ بہترین خالق کو سزا وار ہے کہ اسکی شفاعت رو نہ ہو وہ کہے گا میں لشکی سے ہلاک ہوا جناب امیر فرمائیں گے خدا تیری تشکی زیادہ کرے راوی نے کہا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی ایسا شخص حوض کوثر پاس کیونکر آنے پائے گا حضرت نے فرمایا

اس لئے آنے پائے گا کہ اس نے پیر ہیر نگاری گناہوں سے کی تھی۔ اور جب بہما ذکر اس کے سنانے ہوا۔ ہم کو اس نے ناسزا نہیں کہا۔ اور جس قدر لوگوں نے بزمینیں ہمارے حق میں کہیں اس نے نہیں کہیں اور یہ سب اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ ہم کو دوست رکھتا تھا یا انتقاد ہماری امامت پر رکھتا تھا لیکن از بسکہ اپنی عبادت باطل میں مشغول تھا۔ نہ چاہتا تھا کہ مشغول دوسرے ذکروں میں ہو۔ لیکن اس کا دل منافق اور اس کے دل میں ہماری عداوت تھی اور متابعت غاصبوں کی کرتا تھا۔ اور ولایت غیر کی رکھتا تھا اور ان سب پر مقدم جانتا تھا۔

**اشک ثواب خواب عالم** بعض اتفاقات نے سید علی حسینی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں مجاہد شہد آقا و مولا امام رضا کا تھا جب روز عاشورا ہوا۔ ایک شخص نے ہمارے ہمراہوں میں سے مصائب حسین پڑھے جب اس روایت پر پہنچا کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ جس کی آنکھ سے مہبت حسین پر لپٹے آنسو نکلے خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ گناہ اس کے مانند کف دریا ہوں اس مجلس میں ایک مرد جاہل مدعی علم موجود تھا۔ اور اپنی علمیت پر اپنی نقل ناقص میں اعتماد تمام رکھتا تھا اس نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام حسین کے مصائب پر اس قدر رونے سے اس قدر ثواب کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر میں نے اس سے بہت مباحثہ کیا۔ لیکن وہ اپنی ضلالت سے باز نہ آیا اور اٹھ گیا دوسرے دن میرے پاس آیا۔ اور عذر کر کے اظہار مذمت اپنے کلام سے کرنے لگا۔ اور کہا۔ جب میں رات کو تمہارے پاس سے گیا اور اپنی خواب گاہ میں سو رہا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی۔ اور لوگوں کو ایک صحرا میں جمع کیا ہے تر ازو ہاتے اعمال آوزاں میں اور پل جہنم پر کھینچی ہے۔ نامہ ہاتے اعمال کھولے گئے ہیں آتش جہنم کو بھر دیا ہے۔ قصر ہائے بہشت کو اگر متہ کیا ہے۔ اس وقت مجھے پیاس کا غلبہ ہوا جب میں نے نظر کی دایہ بجانب حوض کو ثر دیکھا۔ اور اس حوض کے کنارے دو مرد اور ایک عورت کو دیکھا کہ ان کے نور جمال نے محشر کو روشن کر دیا ہے اور جاہائے سیاہ پینے گریہ کر رہے ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اس نے کہا ایک محمد مصطفیٰؐ دوسرا علی مرتضیٰؑ اور وہ عورت فاطمہؑ زہرا ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ سیاہ پوش کیوں ہیں۔ اور کس لئے روتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس روز امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ یہ سن کر میں جناب فاطمہؑ پاس گیا۔ اور کہا۔ اے دختر رسول خدا میں پیاسا ہوں جناب فاطمہؑ نے غضبناک ہو کر میری جانب نظر کی۔ اور فرمایا۔ تو وہ نہیں ہے کہ فضیلت گریہ دیکھا مصائب شہید کر بلا کا منکر ہے۔ یہ خواب

دیکھ کر ترسان و عائف بیدار ہوا اور اپنے کلام سے نادم و شہیمان ہو کر آپ سے عذر خواہ ہوں کہ میری تقصیر معفو کیجئے۔

ابن قولویہ نے بسند معتبر زرارہ سے روایت کی ہے

## روایت زرارہ از حضرت صادق

کہ جناب صادق نے فرمایا۔ اسے زرارہ تحقیق کہ آسمان چالیس صبح خون کے آنسوؤں سے امام حسین پر رویا۔ اور زمین سیساہی چالیس صبح روتی اور آفتاب چالیس صبح بسرخی و کسوت رویا پہاڑ ٹکڑے ہو کر چھٹ گئے۔ دریاؤں میں جوش و خروش ہوا اور ملائکہ چالیس روز امام حسین پر روتے اور کسی عورت نے زنانہ بنی ہاشم سے خضاب نہ کیا۔ اور تیل نہ لگایا۔ سرمہ نہ لگایا بالوں میں گنگھی نہ کی۔ تا آنکہ عبید اللہ بن زیاد شغلی کا سر نخس ہمارے پاس لاتے۔ اور ہم ہمیشہ مصیبت امام حسین پر گریاں ہیں اور ہمارے جد امام زین العابدین جب اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے۔ اس قدر روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ اور جو کوئی ان کو اس وقت دیکھتا تھا۔ اُن کے رونے پر وہ بھی رونے لگتا تھا۔ اور ملائکہ جو قبر امام حسین پر روتے ہیں۔ ان کے رونے سے مرغان ہوا اور جو کچھ ہوا اور آسمانوں میں ہے مثل ملائکہ وغیرہ گریاں ہوتے ہیں۔ اور جب شمر ملعون نے امام حسین کو شہید کیا جہنم نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ قریب تھا۔ کہ زمین کو شگافتہ کر دے۔ اور جب ارواح پلید عبید اللہ بن زیاد و یزید بن معاویہ عمر بن سعد و شمران کے بدنہاتے نخس سے نکل گئیں، جہنم جوش و خروش میں آیا۔ اور اگر خدا خزینہ داران جہنم کو حکم نہ کرتا کہ اسے خوب اچھی طرح سے بند رکھیں۔ پس جو کوئی زمین پر نفا سے کے جوش و خروش سے جل جاتا اور اگر اسے اجازت دیتے جو کوئی زمین پر تھا۔ اس سے وہ نکل جاتا۔ لیکن اپنے خدا کے حکم پر مامور ہے اور خزینہ داران جہنم کو زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ اور چند مرتبہ خزینہ داروں پر جہنم نے زیادتی کی۔ اور وہ اس کی تاب مقاومت نہ لاسکے تا آنکہ جبرائیل آئے اور اپنے بازو سے اس کے شعلے کو دھیا کر کے۔ اسے ساکن کر دیا جہنم گریہ و فوج مصائب امام حسین پر کرتا ہے۔ اور ان کے قالموں پر جوش و خروش کرتا ہے اور اگر چہتاتے خدا زمین پر نہ ہوتے۔ زمین کو سزگون کر دیتا۔ اور کوئی آنکھ خدا کے نزدیک محبوب زیادہ اور گریہ پسندیدہ زیادہ نہیں۔ اس آنکھ سے جو مصیبت امام حسین پر روتے۔ اور ان آنسوؤں سے جو مصائب حسین پر نکلیں۔ اور جو کوئی امام حسین پر روتا ہے، وہ جناب فاطمہ سے نیکی کرتا ہے اور ناصر دیاوران کا ہے اور اس نے رسول خدا سے جھلائی کی۔ اور ہم اہل بیت کا

حق اس نے ادا کیا اور بروز قیامت کوئی شخص محسور نہ ہوگا جس کی آنکھ گریاں نہ ہو مگر یہ کہ وہ شخص جو امام حسینؑ کے مصائب پر رویا ہو۔ وہ بادیہ خداں ہوگا۔ اور اسے خدا کی جانب سے بشارت پہنچے گی۔ اور آثار سرور و خوشی اس کے چہرہ سے ظاہر ہونگے اور تمام خلائق ترساں و خائف ہوگی اور امام حسینؑ کے رونے والے بے خوف ہونگے سب خلق کو مقام حساب لے جائیں گے۔ اور شیعہ زیر عرش، خداوند رحمان امام حسینؑ کی خدمت میں ہونگے۔ اور حساب سے نہ ڈریں گے بلانکہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کو بہشت میں جانے کو کہیں گے۔ یہ انکار کریں گے اور کہیں گے ہم صحبت امام حسینؑ کو بہشت سے نہیں بدلتے اور نقلتے آنحضرتؐ ہم کو خوشتر بہشت سے نہیں اور حوران بہشتی و غلمان ان کے پاس پیغام بھیجیں گے۔ کہ ہم کو تمہاری ملاقات کا نہایت درجہ اشتیاق ہے۔ اور یہ مومنین بسبب شادی دسرور صحبت آنحضرتؐ سے سر نہ اٹھاتیں گے کہ ان کا پیغام نہیں اور دشمنان اہل بیت کو دیکھیں گے۔ کہ انہیں منہ کے بل جانب آتش دونخ کھینچ لئے جاتے ہیں وہ اثنی عشر منازل مومنین دیکھ کر کہیں گے، ہمارا شفاعت کرنے والا اس روز کوئی نہیں اور نہ کوئی تیرا دوست ہے۔ کہ ہم کو شدت مصیبت سے نجات دے، پھر ملائکہ شیعوں پاس ان کی عورتوں اور عزیزین داران بہشت کی طرف سے پیغام لائیں گے۔ اور ان نعمتہائے حق تعالیٰ کو بیان کریں گے جو ان کے لئے مہیا کی ہیں شیعہ جواب میں کہیں گے ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اور جب یہ جواب حوران و غلمان و عزیزین داران بہشت کو پہنچے گا۔ اور سنیں گے وہ خدمت حسینؑ میں زبیر عرش بیٹھے ہیں ان کا شوق تھان سے زیادہ ہوگا۔ ہم نشینان حسینؑ کہیں گے کہ حمد و سپاس اس خدا کو جس نے ہم کو فزع اکبر و ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ اور ہم کو اس چیز اسپان و شتران مع مملان شیعوں کے لئے لائیں گے۔ یہ ان پر سوار ہونگے۔ اور حمد و ثنائے خدا، نجات دہنے اور درد و صلوات رسول خدا و آل اہلہ پر بھیجتے داخل منازل بہشت ہوں گے۔

ایضاً سند معتبر ابو بصیر سے روایت

**روایت ابو بصیر از امام صادق علیہ السلام کی ہے۔** کہ میں ایک روز بناب صادق کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت سے باتیں کر رہا تھا کہ کوئی غمزدان آنحضرتؐ سے آیا تب حضرت کی نظر بڑھی مر جا فرما کر آغوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ خدا ان کو حقیر کرے جنہوں نے تمہیں حقیر کیا اور خدا ان سے انتقام لے جنہوں نے تمہارے پدران و بزرگواران کو شہید کیا خدا ان سے دست بردار ہو جو تم سے دست بردار ہوئے خدا ان پر لعنت کرے جنہوں نے تم کو شہید کیا خدا ناظر



تمہارا ہو۔ کس قدر مردوں و عورتوں نے تم پر گریہ کیا۔ اور کس درجہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و ملائکہ  
 آسمان کا گریہ طویل ہوا۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے۔ اور فرمایا اے ابوبصیر جب میں فرزند ان امام  
 حسین کو دیکھتا ہوں۔ اور جوان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ظلم و ستم ہوتے۔ ان کو یاد کرتا ہوں  
 اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے۔ کہ ضبط نہیں کر سکتا۔ اے ابوبصیر جناب فاطمہ  
 اپنے فرزند شہید امام حسین پر روتی ہیں۔ کبھی نعرہ زن ہوتی ہیں۔ کہ جسم پر جوش و خروش آجاتا ہے  
 اور جب غار نان جنم صدائے جناب سیدہ سنتے ہیں، جنم کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہ مبادا شعلہ کھینچ  
 کر تمام اہل زمین کو جلا دے۔ اور جب تک جناب فاطمہ روتی ہیں۔ ملائکہ دربارتے جنم کی حفاظت  
 کرتے ہیں اور ان کے شعلوں کو حفاظت اہل زمین کے لئے دھیمہ کرتے ہیں۔ اور جنم کو سکون نہیں  
 ہوتا جب تک جناب فاطمہ کا گریہ ساکن نہیں ہوتا۔ اور نزدیک ہوتا ہے۔ کہ گریہ جناب سیدہ سے دریا  
 جوش زن ہو کر ایک دوسرے میں مل جاتیں اس وجہ سے ہر قطرہ پر ایک فرشتہ موکل ہے، کہ جب  
 صدائے جناب فاطمہ آتی ہے۔ دریاؤں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہ اہل زمین کو ترق نہ کر دیں۔ اور  
 ملائکہ ہمیشہ خائف و ترساں ہیں اور گریہ جناب فاطمہ کی وجہ سے گریاں ہیں۔ اور تفسیح و استیخانہ خداوند  
 تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اہل عرش و غیرہ جو عرش کے گرد ہیں تمام ملائکہ تضرع و زاری کرتے ہیں اور صدائے  
 و تقدیس خدا بسبب تریں عذاب اہل زمین بلند کرتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک کی بھی آواز اہل زمین تک پہنچے اہل  
 زمین بے ہوش ہو جائیں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھ جائیں زمین کا پھٹنے لگے میں نے کہا اے حضرت میں آپ  
 پر فدا یہ بہت امر عظیم ہے جیسے آپ یا فرماتے ہیں، حضرت نے فرمایا جو کچھ میں نے بیان نہیں کیا زیادہ  
 اس سے ہے جو میں نے بیان کیا پھر فرمایا۔ اے ابوبصیر آیا تم نہیں چاہتے کہ ان میں سے ہو جو حضرت  
 و اعانت جناب فاطمہ کی ان کے رونے میں کرتے ہیں، یہ سن کر میں رونے لگا اور شدت گریہ و زاری  
 سے بات نہ کر سکتا تھا۔ حضرت جائے ناز پر جا کر مشغول دعا ہوتے اور اسی حالت میں خدمت حضرت سے  
 باہر آیا۔ اور کھانا تک نہ کھا سکتا تھا۔ اور رات کو مجھے نیند نہ آئی جب صبح ہوئی ترساں و خائف  
 خدمت آنحضرت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کو سکون حاصل ہوا ہے، یہ دیکھ کر مجھے بھی  
 سکون حاصل ہوا خدا کی میں نے حمد کی کہ مجھ پر کوئی عذاب نازل نہ ہوا۔

بعض کتب معتبرہ میں دلیل خزاعی سے روایت ہے میں بروز  
**مثنیہ خوانی و عمل خزاعی** حاضر ہوا حضرت مغموم و اندوہنا  
 بیٹھے تھے اور ایک جماعت شیعان آنحضرت بھی خدمت حضرت میں حاضر تھے جب حضرت نے

مجھے دیکھا۔ فرمایا اے ذعیل مر جبا۔ تم ہمارے ہاتھ اور زبان سے ناصربا در ہو۔ یہ فرما کر مجھے بلایا اور اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے ذعیل یہ دن ہم اہل بیت کے حزن و اندوہ کے اور ایام شادی و سفر ہمارے دشمنوں کے ہیں چند شعر مرثیہ امام حسینؑ کے پڑھو لے ذعیل واضح ہو کہ جو شخص ہماری مصیبت پر روتے اور ایک آدمی کو رلاتے اس کا اجر خدا پر ہے۔ اے ذعیل ہماری مصیبت پر جو ہم کو دشمنوں سے پہنچی، اگر کسی کی آنکھ سے آنسو جاری ہو خدا اسے ہمارے زمرہ میں محشور کرتا ہے اے ذعیل جو کوئی ہمارے بعد امام حسینؑ پر روتے گا۔ خدا اس کے گناہ بخش دے گا پس حکم آنحضرتؐ پر وہ ڈالا گیا۔ اور پردہ گیا ان حرم عصمت و طہارت عقب پردہ مرثیہ سنتے اور مصائب حسینؑ پر رونے کو۔ بیٹھیں حضرت نے فرمایا۔ اے ذعیل مرثیہ امام حسینؑ پڑھو۔ میں نے چند شعر مرثیہ کے پڑھے آنحضرتؐ بامردان و زنان جو حاضر دولت سہرا تھے وہ اشعار سن کر بہت روتے اور صدائے گریہ و زاری خانہ حضرت سے بلند ہوتی۔

## فصل ششم حق تعالیٰ کا خیر شہادت حسینؑ اپنی کو دینا

شیخ طوسیؒ نے بسند امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے امام حسینؑ کو بعض شہادت یہ کرامت ادا کی کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا۔ اور انکی تربت میں شفا عطا فرمائی اور دعا کو نزدیک آنحضرتؐ مستجاب کیا۔ اور ایام زیارت اور جو ایام آمد و رفت زیارت میں صرف ہوتی انکی عمر میں مصوب نہ کریگا۔ راوی نے کہا جبکہ لوگ زیارت آنحضرتؐ اس قدر ثواب پاتے ہیں آیا خود آنحضرتؐ نے اپنی شہادت سے کیسا درجہ پایا ہوگا۔ خدا نے ان کو اپنے پیغمبر سے ملحق کیا۔ کہ ہمراہ آنحضرتؐ ان کے درجہ میں ہیں اور منزل میں ابن بابویہ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ متولد ہوئے جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو خبر دی کہ میری امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا مجھے ایسا فرزند مطلوب نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ بعد اس فرزند کے خدا نے امت اسی کے فرزندوں میں تار و قیمت قرار دی ہے یہ سن کر جناب سیدہ نے کہا میں راضی ہوتی۔



کا اپنے فزند کی مصیبت میں دردناک ہو گا۔ پس خدا نے کئی حضرت زکریا کو سطا کیا، اور حضرت یحییٰ ؑ مثل امام حسینؑ بشہادت فائز ہوئے اور حضرت یحییٰؑ پھر ماہ شکم مادر میں رہے اور مدت حمل اہم حسینؑ بھی چھ ماہ ہے۔

ابن بابویہ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا ہم نے اپنی  
**روایت کعب الاحبار** کتابوں میں پڑھا ہے۔ کہ ایک شخص فرزند ان محمد مصطفیٰؐ سے  
 قتل ہو گا۔ اور ان کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ خشک نہ ہونے پائے گا۔ کہ داخل بہشت ہو کر  
 حور العین سے معانقہ کریں پس امام حسنؑ کا گذرا اس صحن ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ وہ شہید یہ ہیں کیا۔  
 کہا نہیں۔ اور جب امام حسینؑ کا گذرا اس طرف ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ ہیں کہا۔ ہاں یہ ہیں ایسا  
 روایت کی ہے کہ گروہ مسلمین قتل مقرر کریں کو گئے۔ اور جب ان کا شہر فتح کیا ان کے معبد اور گرجاؤں  
 میں سے کسی معبد میں ایک شعر لکھا دیکھا کہ اس کا مضمون یہ تھا

انرجوا امة قتلت حسينا شفاعة جد ۵ يوم الحساب

جس کا ترجمہ کوثر مہر بلوی نے یوں کیا ہے

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسینؑ کو محشر میں وہ شفاعت احمد نہ پائیں گے  
 مسلمانوں نے کافروں سے بڑھ چھاکتے عرصہ سے یہ شعر تمہارے گرجا میں لکھا ہے۔ انہوں نے  
 کہا تین سو سال قبل بعثت تمہارے پیغمبر سے یہ شعر لکھا ہے۔

بسنہ معتبر جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا خانہ ام سلمہ میں

**روایت ام سلمہ** آئے اور فرمایا میرے پاس کوئی نہ آئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ امام حسینؑ  
 آئے اور کمن تھے میں منع نہ کر سکی تا آنکہ امام حسینؑ رسول خداؐ پاس آئے اور میں عقب آنحضرتؐ میں  
 گئی۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ امام حسینؑ کو سینہ مبارک پر بٹھائے رو رہے ہیں۔ اور کوئی  
 چیرا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں پھر فرمایا اسے ام سلمہ جبرئیل آئے اور خبر لاتے ہیں کہ یہ فزند  
 شہید ہو گا۔ اور یہ وہاں کی مٹی ہے جہاں یہ شہید ہو گا اس کو اپنے پاس رکھو۔ جب یہ مٹی خون ہو جائے  
 اس وقت جہانگاہ میرا فزند شہید ہوا ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ خدا سے سوال کیجئے کہ اس شہد  
 کو ان سے برطرف کر دے رسول خداؐ نے فرمایا میں نے اپنے خدا سے سوال کیا۔ حق تعالیٰ نے  
 فرمایا میں سبب اس شہادت کے ایسا درجہ عطا کروں گا۔ کہ کوئی میری مخلوق میں سے اس درجہ  
 تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور تحقیق کہ کچھ حسینؑ کے دوستدار ہونگے کہ وہ شفاعت کریں گے اور انکی شفاعت

رد نہ ہوگی۔ اور مہدی آل محمد امام حسین کے فرزندوں میں ہوگا۔ جو شاہ حال اس کا جو شخص مہمان حسین سے اور شیعاں حسین سے بر در قیامت دستگاہ ہیں۔

ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی

**روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام** ہے کہ جب خدا نے حضرت ابراہیم کو

حکم دیا کہ اپنے فرزند اسماعیل کی قربانی کریں۔ اور ان کے لئے فدیہ بھیجا۔ اور حکم کیا کہ گو سفند۔ بعض اسماعیل قربانی کہیں۔ ابراہیم نے آرزو کی کاش میں گو سفند ذبح کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ اور اپنے فرزند کی راہ خدا میں اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا۔ کہ میرا دل لقتل عزیز ترین فرزند ان در مند ہوتا۔

اور میں بسبب ان کے مستحق رفیع ترین درجات اہل مصائب ہوتا۔ خدا نے ان کو وحی کی اسے ابراہیم میرا محبوب ترین خلق تیری جان کون ہے ابراہیم نے کہا۔ خداوند اتونے ایک خلق نہیں پیدا

کی۔ وہ خلق مجھ سے زیادہ تر محبوب ہے یعنی تیرا حبیب محمد مصطفیٰ اور اہل اولاد۔ خدا نے ابراہیم کو وحی کی۔ آیا وہ تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا اپنی جان تمہیں پیاری ہے حضرت ابراہیم نے کہا۔ بلکہ میں ان

کو اپنی جان سے زیادہ تر دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا۔ ان کے فرزند تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا تمہارے اپنے فرزند زیادہ محبوب ہیں۔ ابراہیم نے کہا۔ بلکہ ان کے فرزند کو میں اپنے فرزندوں سے

زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے وحی کی۔ اسے ابراہیم آیا ان کے فرزندوں کا دشمنوں کے ہاتھوں سے تم کو ملا جانا زیادہ در مند کرتا ہے یا تم کو اپنے فرزندوں کا میری اطاعت میں اپنے

ہاتھ سے ذبح کرنا ابراہیم نے کہا بلکہ ان کا دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا زیادہ تر مجھے در مند کرتا ہے پس خدا نے وحی کی۔ اسے ابراہیم ایک گروہ دعویٰ کریں گے کہ ہم امت محمد سے ہیں۔ اور ان

کے فرزند حسین کو اس طرح بظلم و عدوان قتل کریں گے جس طرح گو سفند کو ذبح کرتے ہیں، اس دہرے وہ اٹھیا تھے، امت میرے عذاب کے مستوجب ہونگے، یہ سن کر حضرت ابراہیم رونے لگے

پھر خدا نے وحی کی کہ تمہارا گریہ مصائب حسین پر تمہارے فرزند اسماعیل کے لئے میں نے فدیہ کیا اگر تم اس کی قربانی کرتے تو وہ قربانی اس سبب جو تم نے فرزند یغیر آخر الزماقی حسین پر کیا میں

نے یہ فدیہ بدل کیا اور اس دہرے میں نے م پر رفیع ترین درجات اہل مصائب کو واجب کیا اور یہی معنی قول خدا کے ہیں وفدینا جذیح عظیم یعنی ہم نے خدا کیا اسماعیل کو بذبح عظیم۔

**حبر شہادت زبانی جبرئیل** طوسی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ایک روز رسول خدا نے تھے کہ امام حسین آئے ناگاہ جبرئیل بھی نازل ہوئے اور کہا اسے محمد اپنے

فرزند کو آپ دوست رکھتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں جبرائیل نے کہا۔ آپ کی امت اس کو قتل کرے گی۔ رسول خدا اس خبر کے سننے سے بہت اندوہاگین ہوئے۔ جبرائیل نے کہا۔ میں آپ کو اس زمین کی زیارت کراؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہوں گے۔ رسول خدا نے کہا ہاں دکھاؤ۔ پس جبرائیل نے جو کچھ درمیان آنحضرت و کربلا تھا۔ زمین کے اندر کر دیا اور کربلا کو بقدر پلنگ بھینکنے کے قریب لائے۔ اور اپنے پر سے تھوڑی مٹی اٹھائے اور پھرواپس کر دیا۔ کہ کربلا اپنی جگہ پہنچ گئی۔ پھر جناب رسول خدا کو وہ مٹی دی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسے مٹی تیرا نحو شمال اور نحو شمال اس کا جو تجھ پر ضیہ ہو گا۔

**خبر شہادت زبانی میکائیل کی ہے ایک روز ملک عظیم القدر نے خدا سے اجازت**  
 بسند معتبر بطریق مخالفین اس بن مالک سے روایت  
 کہ زیارت رسول خدا کو جاتے۔ جب اجازت ملی زمین پر آیا اور خدمت رسالت میں بیٹھا تھا۔ کہ امام حسینؑ آئے رسول خدا نے پیار کر کے اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا۔ اس فرشتہ نے حضرت سے پوچھا۔ آیا آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اس کو بہت دوست رکھتا ہوں۔ یہ میرا فرزند گرامی ہے۔ فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس کو قتل کریگی حضرت نے فرمایا میرے ہی فرزند کو میری امت قتل کرے گی۔ فرشتہ نے کہا ہاں۔ اور اگر آپ کو وہ زمین منظور ہو تو دکھاؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا دکھاؤ۔ اس فرشتہ نے ایک خاک سرخ خوشبو جناب رسول خدا کو دکھائی اور کہا جب یہ خاک خونی تازہ ہو جائے۔ علامت اسکی ہے کہ آپ کا فرزند شہید ہو گا۔ راوی کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر زینب زہرا سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز رسول خدا میرے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ آئے میں نے اس خیال سے کہ رسول خدا کو جگانہ دریں۔ بہلا لیا۔ اور پھر میں کسی کام کو بھلی گئی جب واپس آئی دیکھا کہ امام حسینؑ محکم رسول خدا پر بیٹھے نان جمدک پر پیشاب کر رہے ہیں میں نے جہا ہا کہ اٹھا لوں۔ حضرت نے فرمایا میرے فرزند بل پیشاب قطع نہ کرو۔ رہنے دو کہ فارغ ہو۔ جب امام حسینؑ پیشاب کر چکے حضرت نے شک و ناؤ کو دھو ڈالا۔ اور وضو کر کے مشغول نماز ہوتے جب سجدہ میں گئے امام حسینؑ پشت رسول پر سوار ہو گئے۔ جناب رسول خدا نے ذرا تامل کیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ اتر آئے حضرت نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور امام حسینؑ کو گود میں لے کر نماز ادا کی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے دیکھا کہ آنحضرت نے دست مبارک بلند فرمائے اور کہا۔ اسے جبرائیل سمجھے

دکھلا میں نے کہا یا حضرت آج آپ سے ایسا امر دکھیا کہ اس کے قبل نہ دیکھا تھا بسبب اس کا کیا ہے  
 بناب رسول خدا نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے حسین کے بارہ میں تعزیت دے کر خبر  
 دی کہ میری امت حسین کو شہید کریگی اور ایک خاک سرخ میرے لئے لاتے اور کہید وہاں کی مٹی ہے اور بسند  
 دیگر مثل اسکے عائشہ سے بھی روایت کی ہے ایضا بطریق مخالفین اس بن سلک روایت کی ہے جو فرشتہ  
 موکل بناواں ہے اس نے ایک روز خدا سے اجازت طلب کی کہ جناب رسول خدا کی زیارت کو جاتے  
 جب وہ فرشتہ حاضر ہوا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا دروازہ پر جاؤ اور کسی کو نہ آنے دو۔ ناگاہ  
 اس وقت امام حسین آئے۔ ام سلمہ نے چاہا منع کریں کہ امام حسین دوڑ کر گھر میں چلے گئے۔ اور  
 دوش مبارک جناب رسول خدا پر سوار ہوتے۔ اس فرشتہ نے کہا آپ اس فرزند کو بہت دوست  
 رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں اس فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ اور اگر  
 آپ چاہیں تو اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں جہاں حسین شہید ہونگے وہ فرشتہ ہاتھ بڑھا کر ایک  
 خاک سرخ حضرت کے لئے لایا۔ اور ام سلمہ نے لیکر وہ خاک چادر میں باندھ لی۔ ابن قولویہ نے بسند  
 معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب جبرئیل خبر شہادت امام حسین رسول خدا پاس لاتے  
 آنحضرت دست مبارک جناب امیر کو کپڑ کر خلوت میں گئے۔ اور ایک ساعت تک آپس میں مشورہ  
 کیا اور دونوں صاحبوں پر رقت و گریہ غالب ہوا اور بہت روتے۔ پھر قبل اس کے کہ ایک دگر  
 سے نصرت ہوں جبرائیل نازل ہوتے اور کہا پروردگار آپ کو بعد سلام فرماتا ہے میری کو قسم  
 دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو۔ یہ سن کر جناب رسول خدا اور جناب امیر نے حکم خدا صبر کیا  
 ایضا۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جبرئیل جناب رسول خدا پاس آئے  
 اور کہا السلام علیکم یا محمد آیا منظور ہے۔ میں آپ کو اس فرزند کی بشارت دوں جسے آپ کی امت  
 آپ کے بعد قتل کرے گی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں یہ سن کر  
 جبرئیل آسمان پر گئے اور پھر وہی بشارت لاتے۔ حضرت نے بھی جواب سابق دیا۔ پھر جبرئیل آسمان  
 سابق پر گئے۔ اور مرتبہ سوم بشارت مذکورہ لاتے اور جب آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اس فرزند  
 کی حاجت نہیں جبرائیل نے کہا آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم نے اس فرزند کی ذریت میں بہت  
 قرار دی ہے۔ جب یہ سنا جناب رسول خدا نے فرمایا میں راضی ہوا۔ بعد اسکے جناب فاطمہ  
 کے گھر آئے اور فرمایا جبرئیل یہ بشارت خدا کی جانب سے لاتے ہیں، جناب فاطمہ نے کہا میں  
 ایسا فرزند نہیں چاہتی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ وصایت و امامت میرے پروردگار نے ہی

کے فرزندوں میں قرار دی ہے پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نفل فرمایا۔ دین : انسان بوالہو  
 حسنا حملتہ امہ کو دھاا و دھعتھا کو دھاا پس جناب صادق نے فرمایا تم دیکھا ہے کہ  
 کوئی عورت حاملہ بدپسر بکراہت ہو اور وضع حمل بکراہت کرے۔

**گریہ پنجتن بشہادت حسین** ۲ بسند موقوف جناب صادق سے روایت ہے ایک

چشم مبارک آنحضرت سے جاری ہیں جناب فاطمہ نے سبب گریہ پوچھا جناب رسول خدا نے فرمایا  
 جب رسول خبر لاتے میری امت حسین کو شہید کرے گی جب جناب فاطمہ نے خبر سنی بیقرار ہو کے اپنا کونین  
 چاک کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ جزع جزع نہ کرو کہ امامت تاقیامت حسین کے خرد  
 میں رہے گی یہ سن کر جناب فاطمہ کا روننا تھا۔ ایضا بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام زین العابدین  
 سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا ایک روز جناب رسول خدا میرے ذریعے کو تشریف  
 لاتے پس وہ کھانا میں نے آنحضرت کے سامنے حاضر کیا۔ جو امین میرے لئے بطور بدبلائی  
 تھیں۔ اور وہ خرما مسکہ ڈھیر تھا۔ آنحضرت نے تھوڑا اس میں سے تناول کیا اور جب فارغ ہوئے  
 میں نے پانی آنحضرت کے دست مبارک پر ڈالا جب آنحضرت نے اپنا ہاتھ دھویا اور بعد دھونے  
 کے اپنا ہاتھ اپنے روتے منور ریش مبارک پر پھیرا۔ گوٹہ خانہ میں جا کر چند رکعت نماز ادا کی اور کبہ  
 آخر نماز میں بہت روتے جب سر سجدہ سے اٹھا یا اور نماز سے فارغ ہوتے ہم میں سے کسی کو  
 جرات بوجہ جلالت و تعظیم نہ پڑی کہ سبب گریہ آنحضرت دریافت کرتے۔ اس وقت امام حسین  
 بہت کم سن تھے اور کئی دن بوئے پاؤں چلنے لگے تھے۔ پس نزدیک آنحضرت آتے اور فطرت  
 مبارک جلد بزرگوار پوچھ گئے۔ اور اپنا سر حضرت کی بغل میں پٹا کر کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ ہمارے  
 گھر میں تشریف لاتے اور آپ کے آنے سے ہم بہت مسرور و شاد ہوتے۔ بعد اس کے آپ کیوں  
 رونے لگے۔ اور ہم کو اپنے رونے سے آپ نے مغموم کیا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں روتے ہیں  
 جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فرزند! جب میں نے تم سب پر نظر کی اور تمہیں اپنے گرد دیکھا  
 خوش ہوا اور ہرگز مجھے اس قدر خوشی نہ ہوئی تھی لیکن چونکہ دوستان خدا کی خوشی رنج و غم سے ملی  
 ہوتی ہے۔ اس وقت جب رسول میرے پاس آئے اور خبر دی کہ تم سب شہید ہو گئے اور تمہاری قبریں  
 شہر ہائے مختلف میں ہوئی اس خبر کے سننے سے میں رونے لگا اور اسکا شکر کر کے اس سے  
 تمہارے لئے طالب حسیرو برکت ہوا یہ سن کر جناب امام حسین نے کہا۔ اے جد بزرگوار



پراگندگی کی وجہ سے ہماری زیارت کون کر سکے گا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ایک گروہ میری امت میں سے تمہاری زیارت کو برکت دینیگی جان کر آئیں گے اور مجھ پر احسان ان کا ہوگا۔ اور میں قیامت میں ان کی جستجو کروں گا اور ان کو خدا یاد و ہول قیامت سے نجات دوں گا ابن بابویہ و ابو قنولویہ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ برید مجلی نے آنحضرت سے پوچھا کہ اسماعیل بن کو خدا نے قرآن مجید میں بہ صادق الودع وصف کیا ہے آیا اسماعیل پسر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہ بلکہ اسماعیل فرزند خمر قیل میں خدا نے ان کو ایک گروہ پر مبعوث کیا۔ اس قوم نے ان کی تکذیب کی۔ اور کھال ان کے منادوں کی کھینچ کی۔ اس وقت خدا نے اس قوم پر غضب کیا اور سطا طائیل فرشتہ عذاب کو بھیجا کہ اسماعیل پاس آیا اور کہا مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ اگر منظور ہو تو تمہاری قوم کو با نواع عذاب معذب کروں اسماعیل نے کہا مجھ کو ان پر عذاب نازل کرانے کی حاجت نہیں۔ پھر خدا نے وحی کی کہ جو حاجت تمہاری ہو وہ عرض کرو اسماعیل نے کہا۔ پروردگار! تو نے ہمایاں جو پیغمبروں سے اپنی پروردگاری اور محمد صلعم کی پیغمبری اور انکے اوصیا کی ولایت پر لیا اور خلائق کو نبی دہی کہ جو کچھ ستمگار ان امت محمدی انکے جگر گوشہ فرزند حسین بن علی سے بعد پیغمبر کے سلوک کریں اور پروردگار! تو نے حسین بن علی سے دلدہ کیا کہ انکو دنیا میں پھر لائے گا۔ کہ وہ خود اپنے قاتلوں سے اور بہنوں سے ان پر ستم کئے۔ اور ان کو شہید کیا انتقام لیں خداوند امیر سی حاجت تیر سی درگاہ میں یہ ہے کہ مجھے دنیا میں پھر لانا کہ میں خود اپنی قوم سے انتقام لوں۔ لہذا خدا نے حاجت و دعا اسماعیل قبہ کی اور رحمت میں اسماعیل ہمراہ امام حسین پھر آئیں گے و بر روایت دیگر اسماعیل نے کہا میں پام ہوں کہ صبر کروں اور صبر و شکیبائی میں امام حسین علیہ السلام کی پیروی کروں۔ ایضا ابن قنولویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان نے کہا۔ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہ رہا۔ جو خدہ جناب رسول خدا میں نہ آیا ہو اور لعزیزت ان کے فرزند حسین کی مصیبت میں نہ دی ہو اور ان فرشتوں نے ان کو اس ثواب کی جو حق تعالیٰ نے بحوض اس شہادت کے عطا کیا ہے۔ خبر در ہے اور ہر ایک فرشتہ جناب رسول خدا کیلئے وہ منی لایا جس پر وہ امام مظلوم مجبور ستم شہید ہوئے اور جو فرشتہ آتا تھا اس سے جناب رسول خدا فرماتے تھے کہ خداوند اسکو مخذول کر جو حسین نصرت کرے اور اسے قتل کر جو حسین کو قتل کرے اور اس کو ذبح کرے جو حسین کو ذبح کرے اور ان ظالموں کو ان کے مطلب تک نہ پہنچا را دی نے کہا کہ دعائے آنحضرت ان ظالموں حق میں مستجاب ہوتی اور یزید کو بعد قتل امام حسین کچھ دنیا کا نفع نصیب نہ ہوا۔ اور خدا

یکا یک اٹھایا، کمرات کو سویا، اور صبح کو مرگیا۔ اور مثل روغن قبر سیاہ ہو گیا تھا اور کوئی ان ظالموں میں سے جنہوں نے قتل امام حسینؑ پر اس شقی کی مدد کی تھی یا اس کے لشکر میں تھے باقی نہ رہا۔ مگر یہ کہ دیوانے ہو گئے اور کوڑھی ہو گئے یا مہر جس ہو گئے اور یہ امراض ان کی اولاد میں بمیراث باقی رہے۔ ایضاً ابن عباس سے روایت ہے وہ فرشتہ جو قبر شہادت امام حسین لایا جبریل تھے اپنے پر کھولے ہوئے بھدائے بلند روتے تھے اور خاک و باں کی اپنے ہمراہ لائے تھے اور بوسے مشک اس خاک سے آتی تھی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا وہ امت جو میرے فرزند بلند اور نوز چشم فاطمہ کو شہید کرے گی تمام ہوگی جبریل نے کہا نہیں بلکہ خدا ان میں اختلاف ڈالے گا کہ ان کے دل بایک دیگر موافق نہ ہوں گے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہ کے گھر میں تھے اور امام حسینؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لے ہوئے تھے۔ ناگاہ رونے لگے اور سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ کہا اے فاطمہ اے دختر تحقیق کہ خدا نے اس وقت مجھے وحی کی اور یا الطاف و نوازش بے پایاں مجھے سرفراز کیا۔ اور فرمایا۔ اے محمد آیا آپ حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں میں نے کہا ہاں حسین میرا نور دیدہ ہے اور میوہ دل ہے۔ پھر مجھ سے کہا۔ یا محمد کیا مولود مبارک حسینؑ ہے میں اس پر اپنی رحمت و برکات و صلوات بھیجتا ہوں۔ اور اپنی خوشنودی اس کے شامل حال کرتا ہوں۔ اور لعنت و عقوبت و عذاب ان پر میرا جو اس کے قاتل ہیں۔ یا جو اس سے نزاع و دشمنی کرے۔ اور حسینؑ بہترین شہدائے گشتگان و آئندگان ہے۔ دنیا و آخرت میں۔ اور وہ سید جمیع جوانان بہشت خلق خدا سے ہے۔ اور اس کا پدر اس سے افضل و نیکوتر ہے پس میرا سلام اس کو پہنچاؤ۔ اور اے بشارت دو کہ وہ علامت راہ ہدایت و ہادی و شاہد ہمارے دوستوں کا خلق پر و خازن علم و محبت ہمارا ساکنان جمیع آسمان اور زمین جن وانس پر ہے شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ ام الفضل و خیر معارف خدمت جناب رسول خداؐ میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ کل رات کو ایک خواب ہوتا ہے میں نے دیکھا جناب رسول خداؐ نے فرمایا کیا خواب دیکھا ہے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے ایک ٹکڑا آپ کے جسم سے جدا ہو کر میرے دامن میں آگرا۔ رسول خداؐ نے فرمایا اچھا خواب تو نے دیکھا ہے واضح ہو کہ ایک سپر فاطمہ سے متولد ہوگا۔ اور تم اس کو پرورش کرو گے۔ لہذا اس کے امام حسینؑ متولد ہوتے اور جناب رسول خداؐ نے ان کو ام الفضل کو دیا کہ اس کی پرورش کریں۔ ام الفضل نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کو خدمت رسول خداؐ میں سے کئی بھرت نے

ان کو بھروسے لے کر اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا ناگاہ میں نے دیکھا کہ چٹمہاٹے آنحضرت سے  
آنسو جاری ہیں میں نے کہا میرے پدرو مادر آپ پر فدا ہوں۔ یا رسول اللہ کیا حالت ہے جو  
میں آپ کی دیکھتی ہوں، حضرت نے فرمایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری  
امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی اور ایک خاک سرخ اس کی تربت پاک سے میرے دل سے نکلے گی

## علم حسین میں فرشتے کی زاری

شیخ جعفر بن منان نے کتب مشیر الاحزان میں اور  
ایک فرشتہ ملائکہ  
المنطوت جو کبھی اس سے پہلے خدمت رسول خدا میں نہ آیا تھا، خدا سے خواستگار ہوا کہ زیارت  
کو آنحضرت کی جائے یہ راز نہ ہوا خدا نے اس کو وحی کی محمد صلعم کو خبر دینا کہ تہاری امت میں سے  
ایک شقی کا نام یزید ہے وہ فرزند مہدک طاہرہ بتول عذرا کو شہید کر لگا اس فرشتہ نے کہا اے میرے  
خدا میں خدا خوش تھا کہ زیارت کو جاتا ہوں اب اس خبر غم سے کس طرح حضرت کو مخزون و مغموم کروں  
حکم خدا ہوا جو کچھ ہم نے تم سے کہا، اکی تعمیل کرو۔ یہ سن کر وہ فرشتہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا  
اور اپنے پر کھول کر کہا السلام علیک یا حبیب اللہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ آپ  
کی زیارت کو آؤں، جب مجھے اجازت حق تعالیٰ نے عطا کی، ایک خبر دی جس کے سننے سے مجھے آرزو  
ہوئی، کاش میرے پر بھڑ جاتے اور وہ خبر آپ کے لئے نہ لاتا، لیکن میں اپنے پروردگار کے حکم کی نیت  
نہیں کر سکتا، اے پیغمبر خدا واضح ہو ایک شقی آپ کی امت میں سے جسے یزید کہتے ہیں، خدا اس کا عذاب  
زیادہ کرے اور آپ کے فرزند طاہر مبارک کو کہ تہدی دفتر طاہرہ مبارک کہ بتول خدا سے پیدا ہوگا، بخل  
کرے گا، اور آپ کے فرزند کو قتل کرنے کے بعد سے دنیا میں کچھ نصیب نہ ہوگا، اور خدا اسے یکا یک  
جہنم میں اپنے عذاب سے محذب کر لگا جب امام حسین دو سال کے ہوتے جناب رسول خدا کسی سفر کو  
گئے ایک روز اثنائے راہ میں کھڑے ہو گئے اور اللہ و انا اللہ و انا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگے، اور فرمایا، اے  
وقت جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے اس کو کربلا کہتے ہیں، اس زمین  
پر آپ کی امت کے شقی حسین کو شہید کرینگے، اصحاب نے عرض کی، یا رسول اللہ کون حسین کو شہید کر لگا  
حضرت نے فرمایا یزید پلید میرے فرزند حسین کو شہید کر لگا، خدا سے برکت ندرے گویا میں جگہ اس  
کے قتل ہونے کی اور محل وقوع و فن دیکھ رہا ہوں، اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا سر مبارک یزید کو  
ہیرہ دینے جاتے ہیں، جو شخص میرے فرزند کے سر کے جانب نظر کرے اور خوش ہو خدا اس کے زبان اور  
دل میں مغلقت ڈالے، اور اسے کفر و نفاق پر موت دے بعد اس کے آنحضرت نے اس سفر سے

مخزون و نمائین مراجعت فرمائی اور بلائے منبر جا کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور حسین کو بھی منبر پر لے گئے۔ اپنا داہنہ ہاتھ  
 حسنی کے سر پر رکھ کر جانب آسمان سر مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خداوند امین تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہوں۔ اور  
 یہ دو فرزند میری عظمت میں سے پاکیزہ اور میری ذریت سے نیک ہیں اور یہ وہ ہیں جن کو میں اپنے بعد اپنی امت  
 میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اس میرے فرزند حسین کو مجبور و ستم قتل کریں گے اور  
 میری امت اس کی نصرت و یادری نہ کرے گی۔ خداوند اقاتلان حسین کو برکت نہ دینا اور حسین کو بہترین شہدا  
 کرنا۔ تحقیق کہ تو سب چیزیں یہ قرار ہے۔ خداوند اس کے قاتل کو برکت نہ دے اور اسے بھی برکت نہ دے جو  
 اس کی نصرت و یادری نہ کرے یہ سن کر جمیع اہل ایمان مسجد نے صدائے گریہ بلند کی۔ آنحضرت نے فرمایا آج  
 تم حسین پر روتے ہو کل اس کی نصرت نہ کرو گے ابن عباس کہتے ہیں۔ جناب رسول خدا چند روز قبل اپنی  
 وفات سے ایک سفر میں گئے اور جب واپس تشریف لائے۔ رنگ مبارک آنحضرت تغیر مزاج برافروختہ  
 تھا بعد اسکے منبر پر گئے۔ اور ایک خطبہ بلیغ مختصر ادا کیا۔ اور آلسوچہ شہنائے مبارک سے جاری تھے پس  
 فرمایا ایہ الناس میں تم سے جاتا ہوں اور دو چیزیں بزرگ تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا  
 اور دوسری میری عظمت ہے کہ شجرہ نبوت سے آگے ہیں اور میرے باطن کے میوے ہیں اور یہ دونوں  
 آپس میں سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں اور میں اپنی عظمت اور اہل  
 بیت کے حق میں تم سے سوال نہیں کرتا۔ مگر اس چیز کا جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ قل لا استکبر  
 علیہ ایذا المودق فی القودی یعنی اسے محمد کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجر نہیں چاہتا  
 مگر محبت میری اہل بیت سے رکھو اور ایسے نہ ہو جانا۔ کہ جب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ۔ دشمنان  
 رسول ہو۔ اور ان پر ستم کر چکے ہو۔ تحقیق کہ بروز قیامت تین علم ولایت میری امت کے مجھ پر وارد  
 ہونگے۔ ایک روایت سیاہ تیرہ ہوگا جب میرے پاس آئیں گے کہیں کہوں گا تم کون ہو میرا نام ان  
 کے دلوں سے محو جو جلتے گا۔ اور کہیں گے ہم اہل توحید عرب کے رہنے والے ہیں ہیں کہوں گائیں  
 احمد پیغمبر عرب و علم ہوں یہ کہیں گے ہم آپ کی امت سے ہیں میں کہوں گا بعد میرے کتاب خدا  
 اور میری عظمت کی رعایت کس طرح کی یہ کہیں گے کتاب خدا کو ہم نے ضائع کر دیا۔ اور اس میں تحریر  
 و تاویل کی اور آپ کی اہل بیت ان کے حق میں ہم نے سعی و کوشش کی روئے زمین پر ان کو ان کے  
 مرتبے سے گرا دیں۔ یہ سن کر میں ان سے رد گردان ہونگا۔ اور یہ لوگ پیاسے حوض کوثر کے سامنے سے  
 پھر جائیں گے۔ اس کے بعد دوسرا روایت و علم میرے پاس روایت اول سے زیادہ سیاہ و تیرہ آئیں گے  
 وہ بھی مجھے مثل اول جواب دیں گے۔ میں ان سے کہوں گا تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ آیا تھا۔ ان

سے تم نے کیا سلوک کیا وہ کہیں گے کتاب خدا کی ہم نے مخالفت کی۔ اور آپ کی عنایت کی نصرت و  
 پادری نہ کی۔ اور ان کو قتل کیا۔ اور پرانڈہ کر دیا میں یہ سن کر کہوں گا۔ میرے سامنے سے دہ ہو پس حوض  
 کوثر سے نشہ دہن واپس جائیں گے۔ بعد اسکے تیسرا علم وراثت میرے پاس آئے گا جس سے نوتاباں  
 ہوگا۔ میں ان سے کہوں گا تم کون ہو۔ وہ کہیں گے ہم اہل کلمہ تو حیدر پرہیزگاری ہیں۔ ہم امت  
 محمدی ہیں۔ ہم بقیہ اہل حق ہیں۔ کہ حامل کتاب خدا ہوتے۔ ہم نے اس کے حلال اور حرام کو حرام  
 جانا۔ ذریت محمدی کو دوست رکھا۔ اور انکی ہر امر میں ہم نے نصرت دیاری کی جس میں اپنی ہم نے نصرت  
 کی۔ ہم نے ان کی خدمت میں قتال کیا اور جس نے ان سے دشمنی کی۔ ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ پس یہ  
 سن کر میں ان سے کہوں گا تم کو بشارت ہو کہ میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ اور تم دنیا میں ایسے ہی تھے  
 جیسے کہتے ہو۔ بعد اسکے میں ان کو حوض کوثر سے پانی پلاؤں گا۔ اور یہ سیراب حوض کوثر سے چوری  
 گئے تحقیق کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے فرزند حسین کو کر بلا میں شہید کریگی۔ خدا  
 کی لعنت اس پر تاروز قیامت ہو، جو حسین کو قتل کرے یا اس کی نصرت نہ کرے پس یہ فرما کر حضرت  
 منبر سے نیچے تشریف لائے اور جمع مہاجرین کو اور انصار کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ امام حسین شہید  
 ہونگے بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خدا امام حسن کو اپنے  
 زانو پر اور حسین کو بائیں زانو پر بیٹھائے تھے کبھی حسن کو اور کبھی حسین کو پیار کرتے تھے ناگاہ جبرئیل  
 آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ ان کو پوچھو کہ دوست رکھوں  
 یہ میرے دنیا میں رو پھول ہیں اور میرے دو نور دیدہ ہیں، جبرئیل نے کہا۔ یا نبی اللہ خداوند عالم نے  
 ان کے لئے ایک امر قرار دیا ہے۔ صبر کیجئے حضرت نے فرمایا۔ وہ امر کیا ہے جبرئیل نے کہا امام حسن  
 کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور امام حسین کو بظلم و ستم تن سے سہرا کریں گے یا حضرت بہ پیغمبر کی دعا  
 مستجاب ہوئی اگر چاہتے ہو خدا سے دعا کیجئے کہ یہ عیب تین ان سے دفع کر دے اور اگر شفاعت  
 گناہگاروں امت بروز قیامت منظور ہے تو ان مصائب کو قبول کیجئے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔  
 اسے جبرئیل اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں اور جو اس نے میرے لئے پسند کیا ہے وہ مجھے  
 منظور ہے اور میں چاہتا ہوں ان مصائب کو وسیلہ شفاعت گناہگاروں امت کروں۔

نزل حضرت آدم و صحتے کر بلا  
 ایضاً روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر  
 آئے حضرت حوا کو اطراف زمین میں تلاش  
 کر رہے تھے یہاں تک کہ صحرائے کر بلا میں گزر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں پہنچے انواع حزن و اندوہ

گھیر لیا اور جب مقتل امام حسینؑ میں پہنچے ایک پتھر کی ٹھوک کھائی اور قدم ہاتھ مبارک سے خون جاری ہوا حضرت آدم نے آسمان کی طرف منہ بند کیا اور عرض کی پروردگارہ میں تمام زمین پر پھیرا مگر جو اندوہ دم مجھے اس زمین پر پہنچا اور کسی زمین پر نہ پہنچا حتیٰ تھالی نے حضرت آدم کو وحی فرمائی کہ اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ حسین بن علی قتل ہوگا میں نے چاہا کہ حسین کے اندوہ غم میں تم کو بھی شریک کروں اور تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو جس طرح حسین کا خون اس زمین پر ہے گا حضرت آدم نے کہا حسین بن علی کا قاتل کون ہے خدا نے آدم کو وحی کی حسین بن علی کا قاتل یزید ہوگا کہ اہل آسمان دزمین اس پر لعنت کریں گے اور کرتے ہیں یہ سن کر حضرت آدم نے بھی مکرر یزید پر لعنت کر کے اس زمین سے باہر تشریف لے گئے۔

**نزول حضرت نوحؑ** جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور جب کشتی زمین کو بلا پہنچی ایک موج ایسی آئی کہ قریب تھا کہ کشتی ترق ہو جائے اور نوح پر ترس تیم و ام غلیم طاری ہوا کہا پروردگار کسی زمین پر مجھ پر یہ واقعہ نہیں گذرا جو اس زمین پر گذرانا گناہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا سے نوح یہ وہ جگہ ہے جہاں فرزند زاہد خاتم النبیین و فرزند بہترین اوصیاء شہید ہوگا نوح نے کہا پروردگار ان کا قاتل کون ہے حکم ہوا ان کا قاتل یزید ہے کہ اس پر تمام آسمان دزمین لعنت کرتے ہیں یہ سن کر حضرت نوح نے بھی مکرر یزید پر لعنت کی یہاں تک کہ کشتی ترق ہونے سے نجات پائی اور وہ جگہ ایضاً ایک روز حضرت ابراہیم گھوڑے پر سوار ہو کر چلے

**نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام** کر بلا میں پہنچے ناگاہ گھوڑے نے ٹھوک کھالی حضرت ابراہیم گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور سہ مبارک ایک پتھر پر لگا اور خون جاری ہوا حضرت ابراہیم نے استفسار شروع کیا اور کہا خداوند! مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا کہ اس عقوبت کا مستحق ہوا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا سے ابراہیم! آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں نوریدہ محمد مصطفیٰ و فرزند پسندیدہ علی مرتضیٰ مجبور و جفا شہید ہوگا اور خدا نے چاہا کہ آپ بھی ان کی مصیبت میں موافقت کریں اور آپ کا خون بھی اس سرزمین پر جاری ہوا حضرت ابراہیم نے کہا اے جبرئیل کون ان کا قاتل ہوگا جبرئیل نے کہا ان کا قاتل یزید پیدا ہوگا کہ ساکنان جمیع آسمان دزمین و نوح قلم اس پر لعنت کرتے ہیں یہ سن کر ابراہیم نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر بہت لعنت کی اور خدا نے ابراہیم کے گھوڑے کو گویا کیا کہ ہر وقت وہ گھوڑا لعنت کہتے وقت آمین کہتا تھا ابراہیم نے اس گھوڑے سے کہا تو کیوں لعنت کہتے وقت آمین کہتا ہے گھوڑے نے کہا میں اس وجہ سے آمین کہتا ہوں کہ اس ملعون کی دشمنی و بدخلقی سے میں نے آپ کو زمین پر گرا دیا اور آپ سے قبل و فرزند ہوا۔

ایضاً روایت ہے ایک روز گو سفند ان اسمائیل کو فرات

## نزول گو سفند حضرت اسمعیلؑ

کہا۔ کئی روز سے گو سفند وہاں نہیں چرتے ہر چند میں ان کو دریا کے کنارے لے جاتا ہوں مگر پانی نہیں پیتے یہ سن کر حضرت اسمعیلؑ نے خدا سے اس حال کا سوال کیا۔ جس پر نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اسے اسمعیلؑ تم اپنے گو سفندوں سے خود یہ کیفیت دریافت کرو۔ جب حضرت اسمائیل نے ان گو سفندوں سے سوال کیا۔ ان جانوروں نے بزبان فصیح کہا۔ ہم کو خبر ہو چکی ہے۔ کہ آپ کا فرزند حسینؑ بگڑ کر خون پیو اور اتریاں اس زمین پر پیسا شہید ہوگا۔ لہذا ہم نے اس عزن و اندوہ کے سبب پانی نہ پیا۔ اور چھاپھیاں میں ان کی موافقت کہی۔ حضرت اسمائیل نے ان گو سفندوں سے پوچھا۔ امام حسینؑ کا قاتل کون ہوگا۔ گو سفندوں نے کہا۔ حسینؑ کا قاتل یزید پلید ہے کہ تمام اہل آسمان و زمین و صحیح خلق خدا ان پلید پر لعنت کرتے ہیں۔ حضرت اسمائیل نے کہا۔ خداوند اقاتلان حسینؑ پر لعنت کر۔

ایضاً ایک روز حضرت موسیٰؑ اپنے وصی یوشع بن نون صحرائے کربلا

## نزول حضرت موسیٰؑ

میں پہنچے جب اس صحرا میں داخل ہوئے۔ بند نعین موسیٰؑ کوٹ گیا اور پائے مبارک خاک و عا خاک سے مجروح ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوند اس کا سبب کیا ہے۔ خدا نے وحی کی۔ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسینؑ کا خون پیوگا۔ میں نے چاہا کہ تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو۔ موسیٰؑ نے عرض کی۔ خداوند! حسینؑ کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ محمد مصطفیٰؐ کا نواسا۔ اور فرزند ولید علی مرتضیٰؑ ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! حسینؑ کا قاتل کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ کا قاتل وہ ہے جس پر ماہیان دریا و دریاؤں شیان صحرا اور ہوا لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور قاتلان آنحضرتؐ پر وہت لعنت فرمائی اور یوشع بن نون وصی موسیٰؑ نے آمین کہی۔

ایضاً ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار تھے اور تخت

## نزول حضرت سلیمانؑ

اڑا جا رہا تھا جب وہ تخت مقابل صحرائے کربلا پہنچا۔ اس وقت ہوا کے جھونکے سے زمین مرتبہ تخت کو تزلزل ہوا۔ حضرت سلیمانؑ خائف و ترساں ہوئے۔ کہ کہیں تخت ہوا سے نیچے نہ گر پڑے۔ پھر ہوا تم گئی۔ اور تخت زمین پر آگرا۔ حضرت سلیمان نے ہوا پر غصہ و عتاب کیا۔ کہ تو کیوں تم گئی۔ اور تیرا سبب اضطراب کیا تھا۔ ہوانے کہا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس جگہ نوز دیدہ محمد مختارؐ و فرزند گرامی جبر کرار شہید ہوگا۔ سلیمان نے کہا ان کا قاتل کون ہے ہوانے کہا ان کا قاتل

یہ یزید پلید ہو گا کہ ساکنان آسمان و زمین اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور قاتلان حسین پر بہت لعنت و نفرین کی اور جن دانش مرغان ہوا جو آنحضرت کے پہلو تھے سب نے آمین کہی۔ پھر اس لعنت کی برکت سے ہوا چلی اور اس تخت کو اس صحرا سے باہر لے گئی ۱۲ ایضاً۔ ایک روز حضرت عیسیٰؑ معہ حواریوں کے یہاں سیاحت کر رہے تھے۔ ناگاہ صحرا سے کربلا میں گذر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں داخل ہوئے۔ چاہا باہر نکل جائیں ناگاہ ایک شیر ان کے سامنے اکھڑا ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اسے شیر تو نے میرا متہ کیوں روکا۔ شیر حکم خدا گویا ہوا اور زبان فیصیح کہا میں آپ کو اس صحرا سے باہر نہ جانے دوں گا۔ جب تک حسین بن علیؑ کے قاتل پر لعنت نہ کیجئے گا عیسیٰؑ نے کہا حسین کون ہے شیر نے کہا حسینؑ فرزند زادہ نبی امی۔ فرزند علی دلی ہے۔ عیسیٰؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے شیر نے کہا قاتل حسینؑ کا یزید پلید ہے تمام وحشیان و درندگان صحرا اس پر لعنت کرتے ہیں خصوصاً بروز عاشورا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے یزید پر لعنت کی۔ اور حواریین اور صلحین نے آمین کہی۔ بعد اسکے وہ شیر سامنے سے ہٹ گیا اور حضرت عیسیٰؑ معہ حواریین و مصاحبین اس صحرا سے باہر تشریف لے گئے۔

## فصل ساتویں خبر دینار شول خدا و جناب امیر لشہادت حسینؑ

ابن بابویہ ابن قولیہ و شیخ مفید و صفار و غیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امیر و جناب امام محمد باقر و جناب ابن عباس و جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جسے منگور ہو کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح اسے موت آئے اور داخل جنت العدن ہو کر جسے میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔ پس اسے اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ولایت علی ابن ابی طالب رکھے اور علی کے دشمنوں کا دشمن رہے اور فضل علی ابن ابی طالب پہنچائے اور انکے اوصیاء کو امام جانے تحقیق کہ حق تعالیٰ نے ان کو میرا علم و فہم عطا کیا ہے اور یہ میری عمرت ہیں اور میرے خون گوشت سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا نے میرا علم و فضل انکو عطا کیا ہے۔ ان لوگوں پر دانتے ہو جو میری امت میں سے میرے فرزندوں کے علم و فضل سے انکار کرتے ہیں۔ اور بوجہ دشمنی ذر بہت و کثرت میرا صلہ رحم قطع کرتے ہیں۔ و بروایت دیگر آنحضرت



نے فرمایا۔ میں اپنے خدا سے اپنی امت کے اُن لوگوں کی شکایت کرتا ہوں۔ جو میری عزت کے دشمن ہیں اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔ اور قسم بخدا میرے فرزند حسینؑ کو میرے بعد شہید کریں گے۔ خدا ان ظالموں کو میری شفاعت سے محروم رکھے۔ ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ آیام طفولیت میں رسول خداؐ پاس آئے۔ آنحضرتؐ جناب امیرؑ سے فرماتے۔ یا علیؑ میرے فرزند حسینؑ کو میرے پاس لاؤ پس امام حسینؑ کو آنحضرتؐ مبارک میں لیتے اور گلوٹے مبارک کو چوم کر دتے تھے۔ ایک روز امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی کس طرح میں دروؤں۔ حالانکہ مقام شمشیر و سنان کو چومتا ہوں۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا کیا ہم قتل ہونگے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں تم اور تمہارے بھائی اور باپ سب شہید ہونگے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ قبریں ہماری ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں اے فرزند تم سب کی دوریونگی امام حسینؑ نے کہا پھر ہماری زیارت آپ کی امت میں سے کون کرے گا رسول خداؐ نے فرمایا ہماری زیارت اور تمہارے بھائی اور باپ کی زیارت صدیقان امت کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہندہ  
**خواب ہندہ مادر معاویہ** مادر معاویہ نے عائشہ سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور چاہتی ہوں جناب رسول خداؐ سے بیان کروں تم آنحضرتؐ سے اجازت لے دو۔ جب اجازت ملی۔ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آئی۔ اور کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر طلوع ہوا۔ اور اس آفتاب میں سے دوسرا آفتاب ظاہر ہوا۔ اور میری فوج سے ایک سیاہ چاند نکلا۔ اور اس چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا۔ اور اس ستارہ سیاہ نے اس آفتاب پر جو آفتاب سے ظاہر ہوا تھا۔ حملہ کیا اور سے نکل گیا۔ پس تمام آسمان سیاہ ہو گیا۔ اور ستارے آسمان پر نمایاں ہوئے اور سیاہ ستارے بھی میں نے زمین پر دیکھے۔ اور جمیع آفاق زمین کو انہوں نے گھیر لیا جب جناب رسول خداؐ نے یہ خواب سنا آنسو چشم مبارک سے جاری ہوئے اور دوسرے فرمایا اے دشمن خدا باہر جا کہ تو نے میرا نہ وہ و علم تازہ کیا اور غیر مرگ میرے دوستوں کی تو نے دی جب وہ ملعونہ باہر گئی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ خداوند اس پر لعنت کر اور اس کے فرزند پر لعنت کر۔ جب جناب رسول خداؐ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ آفتاب جو پہلے طلوع ہوا بروج امامت علی ابن طالب ہے اور وہ سیاہ چاند جو اس ملعونہ کی فوج سے

لکلا۔ معاویہ منکر خدا و رسول ہے کہ عالم کو گمراہ کرے گا۔ اور وہ ستارہ سیاہ جو سیاہ چاند سے نکلا اور آفتاب کو چمک پر حمد کر کے نکل گیا۔ وہ بزرگ پلید پسر معاویہ ہے یہ میرے فرزند حسین سے جنگ کریگا۔ اور حسین کو شہید کریگا اور روز شہادت امام حسین آفتاب تیرہ تار یک ہو جائے گا اور اطراف آسمان بھی تیرہ تار یک ہو جائیں گے اور تیرگی کفر و ضلالت آفاق جہاں کو گھیر لے گی اور ستارہ ہائے سیاہ حوزمین پر پھیل گئے۔ خلفائے نبی امید ہیں کہ زمین کو احاطہ کریں گے۔

## خبر شہادت رسول کا فاطمہ سے بیان کرنا

فرات بن ابراہیم و ابن قولوی سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب فاطمہ امام حسین کو گود میں لئے ہوئے تھیں جناب رسول خدا نے امام حسین کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور خدا اس پر لعنت کرے جو تیرے قتل پر اعانت کریں گے۔ اور خدا میرے ان کے درمیان حکم کرے جو تیرے قاتلوں کی نصرت دیاری کریں گے جب جناب فاطمہ نے یہ سخنان سنیے اپنے پدر سے سنے کہا سے پدر یہ کیا باتیں آپ میرے فرزند کے حق میں فرماتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ جو کچھ بعد میرے اور تمہارے آزار و ظلم و ستم گزریں گے۔ وہ مجھے یاد آئے اور یہ فرزند اس روز اپنے ان اصحاب میں ہو گا۔ کہ جو مانند ستارہ ہائے آسمان ہوں گے۔ اور نہایت شوق سے اپنی جہاں دیکھے اور گویا میں اس فرزند کے لشکر گاہ اور غیمہ گاہ اور انکی قبروں کو دیکھ رہا ہوں۔ جناب فاطمہ نے کہا اے پدر جو باتیں آپ نے میرے سے کہیں۔ یہ کس جگہ واقعہ ہونگی۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اس جگہ جسے کربلا کہتے ہیں کہ وہ مقام کرب و بلا و محنت و درخائے اہل بیت رسول خدا ہو گا۔ اور اس فرزند سے بدترین امت لڑے گی۔ کہ ان میں سے اگر ایک کے لئے تمام اہل آسمان و زمین شفاعت کریں ان کی شفاعت قبول نہ ہوگی اور ابداً باوجود جہنم میں رہیں گے جناب فاطمہ نے کہا اے پدر بزرگوار یہ میرا فرزند گرامی قتل ہو گا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں۔ اے فاطمہ یہ فرزند قتل ہو گا کہ کوئی شخص قبل اس کے اس طرح قتل نہ ہو گا۔ اور اس پر تمام آسمان و زمین و ملائکہ۔

جوشیان صحرا و ماہ بیان دریا اور تمام پہاڑ روئیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک خدا سے اجازت چاہے گا۔ کہ انتقام اس کے دشمنوں سے لے اور ان کو اجازت نہ ملے گی۔ اگر ان کو اجازت مل جاتے کوئی تنفس زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اور ایک جماعت ہمارے دوستوں سے اسکی زیارت کو جائیں گے کہ ان لوگوں سے زیادہ تر کوئی دانا بحق خدا اور بحق اہل بیت نہ ہو گا۔ اور بغیر انکے ان

کی زیارت کو کوئی متوجہ نہ ہوگا۔ وہ لوگ چراہنہا تے راہ ہدایت و شفیعان روز قیامت میں جب حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔ میں انہیں ان کی علامتہائے نیک سے پہچان لوں گا۔ یہ زائران حسین مظلوم ہیں۔ اور اس روز ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے پیشوایان دین کو طلب کریں گے۔ اور وہ لوگ مجھ سے طلب کریں گے۔ اور سوائے میرے دوسرے کو طلب نہ کریں گے۔ ان کی وجہ سے زمین تھمی ہوئی ہے اور ان کی برکت سے پانی آسمان سے برستا ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا اسے پدر بزرگوار انا للقد وانا الیہ راجعون یہ کہا اور یاد از بلند روئے لگیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے دشمن بہترین بہشت شہداء ہیں۔ کہ جنہوں نے راہ خدا میں اپنے جان و مال کو دے دیا۔ اور بہشت کو خدا سے خرید لیا۔ اور ثواب ہائے خدا دینا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر ہے اور راہ خدا میں مارا جانا ہے۔ اور اپنے فرشتے پر مرنے سے بہتر ہے جسے خدانے مرنے کے لئے مقصد کیا ہے وہ اپنے قتل گاہ میں جاتا ہے اور جو کوئی بشہادت سعادت فائز نہ ہو وہ بھی مرے گا۔ اے فاطمہ دختر محمد کیا تم کو منظور نہیں کہ بروز قیامت ان کے حق میں جو تم کہو قبول ہو۔ اے فاطمہ آیہ راضی نہیں ہو کہ تمہارا فرزند حاملان عرش خدا سے ہو۔ آیہ راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا باپ شیخ روز جزا ہو۔ آیہ راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر اس روز ساتی حوض کوثر ہو۔ جس دن تمام خلق تشنہ ہوگی۔ اور تمہارا شوہر اس روز حوض کوثر سے دوستوں کو سیراب کرے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہٹا دے۔ اے فاطمہ آیہ راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا شوہر قاسم جہنم ہو اور جہنم تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کا مطیع ہو جسے چاہے جہنم سے نکال لے۔ اور جسے چاہے جہنم میں ڈال دے آیہ راضی نہیں ہو۔ کہ تم بجانب ملائکہ نظر کرو کہ اطراف آسمان میں کھڑے ہوں۔ اور وہ سب تمہاری طرف دیکھ رہے ہوں اور تمہارے حکم کے منظر ہوں اور جو تم حکم کرو۔ اس کی وہ تعمیل کریں اور تمہاری جانب وہ نظر کریں۔ کہ قریب اپنے رب سے منی ضمہ کرتے ہوں۔ اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ خدا تمہارے فرزند کے قاتل سے اور تمہارے قاتلوں اور تمہارے شوہر کے قاتل سے کیا سلوک کرے گا۔ جب کہ حجت تمام ظالمین پر تمام ہوگی۔ اور آتش جہنم کو حکم ہوگا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی اطاعت کرے آیاتم راضی نہیں ہو کہ ملائکہ مقربان خدا تمہارے فرزند پر گریہ کریں۔ اور نہایت متاسف اور اندوہ گین ہوں آیاتم راضی نہیں ہو کہ جو ان کی زیارت کو جائے۔ خدا کی حفظ و امان میں رہے اور اس کے زائر کا مرتبہ ایسا ہو کہ گویا خانہ خدا کے حج کو گیا ہو۔ اور حج و عمرہ بجا

لایا ہو۔ اور جب تک ڈاکٹر راستہ میں ہو۔ یک چشم زدن رحمت خدا سے خالی نہ ہو اور اگر مر جائے۔ شہید اور شہید  
زندہ رہے ہمیشہ حافظان اعمال اس کے لئے دعا کریں اور ہمیشہ حفظ و امان خدا میں رہے۔ تا وقتیکہ  
دنیا سے مفارقت کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار میں رہنا مند ہوں اور علم  
خدا میں نے قبول کر کے خدا پر توکل کیا۔ یہ سن کر جناب رسول خدا نے اپنا دست مبارک قلب فاطمہ  
پر رکھا۔ اور آنسو ان کی آنکھ سے پونچھ کے فرمایا میں اور تمہارا شوہر اور تمہارے فرزند ایسے مکان  
میں ہونگے جس کے دیکھنے سے تمہاری آنکھیں روشن ہوں اور دل روشن ہو جائے۔

احادیث جناب رسول خدا جناب رسول خدا نے قرب دفات امام حسین کو اپنے سینے  
سے لگا یا۔ اور عرق مبارک آنحضرت چہرہ امام حسین پر ٹپکتا تھا۔ اور آنحضرت متوجہ عالم ہوا تھے  
اور فرماتے تھے بھے نزدیک سے۔ کیا کام خداوندانیزید پر تو لعنت کر۔

یہ فرما کر ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے امام حسین کو پیار کر کے  
رونے لگے۔ اور فرمایا اسے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان ایک مقام محترم نزدیک  
خداوند عالمیان ہو گا ابن قولویہ نے جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز امام حسین آنحضرت  
مبارک رسالت میں بیٹھے تھے اور آنحضرت امام حسین کو پھلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر عائشہ  
نے کہا یا رسول اللہ آپ اس طفل کو کس درجہ خوش رکھتے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا۔ کس  
طرح میں اسے دست نہ رکھوں۔ اور مجھے یہ فرزند کس طرح اچھا نہ معلوم ہو۔ حالانکہ یہ میرا میوہ دل  
ہے۔ تحقیق کہ میری امت اسے قتل کرے گی۔ پس جو کوئی بعد شہادت اس کی زیارت کرے گا  
خداوند عالم اس کیلئے ایک حج میرے حجوں سے لکھیگا۔ عائشہ نے تعجب سے کہا۔ ایک حج آپ  
کے حجوں میں سے اسے ملیگا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ حج میرے حجوں سے۔ پھر عائشہ نے تعجب  
کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ چار حج میرے حجوں میں سے اور برابر عائشہ تعجب کرتی تھی۔ اور آنحضرت  
پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا۔ نوٹے حج میرے حجوں سے اور ہر ایک حج کے  
بمراہ عمرہ بھی کیا ہو۔ اس کا ثواب اس فرزند کے زائر کو ملے گا

احادیث جناب امیر علیہ السلام ابن ہبلویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی  
ہے کہ میں ہمراہ جناب امیر تھا۔ جبکہ وہ متوجہ جنگ  
صفین ہوئے جب ہم مقام نینوا میں پہنچے۔ جو فرات کے کنارے ہے جناب نے بعد اتنے بلند

مجھے آواز دی کہ اے پسر عباس تم اس جگہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا اے امیر المؤمنین میں نہیں پہچانتا جناب امیر نے فرمایا۔ اگر تم اس مقام کو پہچانتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تحقیق کہ اس مقام سے تم نہ جاتے جب تک گریہ نہ کر لیتے جس طرح میں نے گریہ کیا۔ یہ فرما کر جناب امیر بہت روتے یہاں تک کہ ریش مبارک مسوڑوں سے تر ہو گئی اور اسنو سینہ مبارک پر جاری ہوتے اور میں بھی گریاں ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ آہ آہ مجھے آل سفیان سے کیا کام مجھے آل حرب سے کہ لشکر شیطان دوالیان کفر و عدوان میں کیا کام ہے پھر فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ صبر کرو کہ جو تمہیں پہنچا تمہارے پدر کو بھی پہنچے گا۔ بعد اسکے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ اور بہت ہی نماز پڑھی پھر اس طرح کے سخن فرما کے رونے لگے پھر ایک ساعت حضرت نے آرام کیا جب خواب سے بیدار ہوئے فرمایا۔ اے پسر عباس کہاں ہو میں نے کہا۔ یا حضرت میں حاضر ہوں فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے بیان کروں جو اس وقت میں نے خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا۔ ہمیشہ آپکی چشمہائے مبارک خشک رہیں جو کچھ آپ نے خواب دیکھا وہ آپ کیلئے باعث خیر و سعادت ہو جو نبی امیر نے فرمایا۔ میں نے دیکھا چند مرد آسمان سے نیچے آئے اور علم ہائے سفید ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور تلواریں حائل کئے تھے اور انکی تلواریں بوجہ نور و سفیدی چمکتی تھیں انہوں نے آکر اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا۔ پھر میں نے دیکھا۔ ان درختوں کی شاخیں زمین کی جانب جھک گئیں۔ اور خرمن تازہ اس صحرا میں موجزن ہوا اور اپنے فرزند بکر گوشہ حسین کو میں نے دیکھا کہ اس خون میں تپتے پاؤں مار رہا ہے اور استغاثہ کر رہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا۔ اور وہ مردان سفید پوش جو آسمان سے زمین پر آئے تھے حسین سے کہتے تھے صبر کرو تم بدترین امت کے ہاتھ سے قتل ہو گئے اور اس وقت اے ابو عبد اللہ بہشت تمہارا اشتاق ہے۔ بعد اسکے وہ سفید پوش لوگ میرے پاس آئے اور مجھے تعزیت دے کر کہا۔ اے ابوالحسن شاد و خوش رہتے کہ خدا آپ کی آنکھیں بروز قیامت بسبب ان مصائب کے روشن کرے گا۔ یہ دیکھ کر میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میں قسم ہی خدا کی کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں علی کی جان ہے۔ مجھے سچا جانو کیونکہ رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ جب میں باغیوں سے لڑنے جاؤں گا۔ اور وہ مجھ پر طغیانی کریں گے میں ان میں کو دیکھوں گا۔ اور یہ زمین کرب و بلا ہے کہ میرا فرزند حسین مع سترۃ نفر اپنے فرزندوں اور فرزندان قاطر سے اس زمین پر دفن ہو گا۔ اور یہ زمین آسمانوں میں مشہور و معروف ہے۔ اور اسے زمین کرب و بلا کہتے ہیں جس طرح حرم کعبہ و حرم مدینہ و بیت المقدس کا نام لیتے ہیں پھر فرمایا اے

پس رہا اس صحرا میں سرگین آہو ڈھونڈ۔ قسم بخدا میں ہرگز جھوٹ نہیں کہتا ہوں۔ اور جھوٹ میں نے رسول خدا سے نہیں سنا۔ حضرت نے مجھے خبر دی کہ اس صحرا میں سرگین جمع دیکھوں گا۔ اس کارنگ مثل زعفران زرد ہو گا۔ ابن عباس کہتے ہیں میں ڈھونڈنے لگا۔ اور جس طرح جناب امیر نے فرمایا تھا۔ اسی طرح کی سرگوں ایک جگہ میں نے جمع دیکھیں۔ اور آواز دی کہ اے امیر! وہیں جس طرح کی آپ نے سرگین بیان کیں۔ اس طرح کی سرگین میں نے ایک جگہ جمع دیکھیں۔ جناب امیر نے فرمایا خدا اور رسول نے سچ فرمایا۔ یہ فرما کر وہاں سے اٹھ کر جلدی آئے۔ اور اٹھا کر اسے سونگھا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی سرگین ہیں جس کی مجھے خبر دی ہے۔ اے پس رہا اس تم جانتے ہو یہ کیا ہے اے عیسیٰ بن مریم نے جب وہ اس صحرا میں داخل ہوئے اور حواریوں و صحابہ میں ان کی خدمت میں تھے سونگھا ہے انہوں نے دیکھا۔ کہ گلہ آہو یہاں جمع ہوئے اور درہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ بیٹھے اور گردان کے حواریوں میں بھی بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت بہت روئے اور ان کے رونے پر حواریوں و صحابہ میں بھی بہت روئے مگر سب گریہ حضرت عیسیٰ ان کو معلوم نہ تھا پس کہا۔ یار و خاندان! آپ کا سب گریہ کیا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کچھ تم جانتے ہو۔ یہ کون سی زمین ہے سب نے کہا نہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ یہ وہ زمین ہے جس پر فرزند پیغمبر آخر الزمان طاہرہ بقول خدا کہ میری مادر کی مثل مانند آخر زمانہ میں ہیں شہید ہو گا۔ اور اس جگہ دفن ہو گا۔ اور خاک اس زمین کی شہد سے زیادہ خوشبو دار ہے اسلئے کہ یہ زمین طینت اس فرزند مبارک شہید کی ہے۔ اور طینت انبیاء و اولاد انبیاء کی ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ آہو مجھ سے باتیں کر رہے اور مجھے خبر دے رہے ہیں۔ کہ اس زمین پر مشوقی تربیت فرزند مبارک بقول خدا ہم چہا کرتے ہیں۔ اور یہ آہو کہتے ہیں۔ جب تک ہم اس زمین پر رہتے ہیں ہر وقت اس فرزند پیغمبر آخر الزمان و برگزیدہ خداوند عالمیان شہادت جاؤں اور درندگان سے ایمن و محفوظ رہتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت عیسیٰ نے اس سرگین کو اٹھایا۔ اور سونگھ کر فرمایا۔ کہ اس سرگین کی خوشبو اس گھاس کی خوشبو کی وجہ سے ہے۔ جو اس زمین مبارک میں اگتی ہے۔ خداوند اسے اپنے حال پر باقی رکھنا۔ تا آنکہ پدر بزرگوار اس فرزند شہید کا سونگھے اور اس کا موجب تسلی ہو واضح ہو کہ یہ دعائے عیسیٰ سے اب تک باقی رہی ہے۔ اور بسبب طول مدت دراز زرد ہو گئی ہے اور یہ زمین کرب و بلا ہے بعد اسکے بعد اتنے بلند فرمایا۔ اسے پروردگار عیسیٰ ہمہ موم میرے فرزند کے قاتلوں کو اور جو لوگ ان اشقیاء کی نصرت و یاری قتل حسین پر کریں گے اور وہ لوگ جو نصرت حسین نہ کریں گے ان کو برکت زدینا۔ یہ کہہ کر جناب امیر بہت روئے اور میں بھی

آنحضرت کے ساتھ رونے لگا یہاں تک کہ کثرت گریہ سے جناب امیر مومنین کے بل گھر پڑے اور ایک سات بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تھوڑی سی سرگین اس میں سے اٹھا کر روئے مبارک میں بانٹا اور مجھے حکم دیا کہ میں نے بھی تھوڑی سی اپنی دوامیں باندھ لی۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا۔ اسے پسر جہاں شجہ تم دیکھنا یہ سرگین خون تازہ ہو گئی اور یہی جاتی ہے۔ جانتا کہ میرا حسین جگر گوشہ اسی زمین پر شہید ہو گیا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں اس سرگین کو ہمیشہ آستین میں باندھے رہتا تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اور اپنی نماز ہائے واجبی سے زیادہ اس کا اہتمام رکھتا تھا ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا جب خواب سے بیدار ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری آستین خون آلود ہو گئی۔ اور اس سرگین سے خون جاری ہے۔ یہ دیکھ کر میں رونے پینے لگا۔ اور کہا۔ قسم بخدا حسین بن علی قتل ہو گئے ہرگز میں نے جناب سے جھوٹ نہیں سنا۔ اور ہرگز مجھے کوئی خبر نہیں دی کہ وہ واقع نہ ہوئی ہو۔ اور جب میں گھر سے باہر آیا۔ دیکھا کہ ایک بنجارہ مدینہ کو گھیرے ہوئے ہے لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور آفتاب مثل طشت سرخ خون ہو گیا۔ اور دیوار ہائے مدینہ اس طرح کی سرخ ہو گئی ہیں کہ گویا خون ان پر ملا ہے بعد اس کے میں گھر گیا۔ اور گریاں ہو کر کہا۔ قسم بخدا حسین بن علی شہید ہو گئے۔ ناگاہ اطراف خانہ سے مجھے آواز آئی۔ اور کسی کو میں نے نہ دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے اسے آل رسول صبر کرو۔ فرزند رسول شہید ہو گیا۔ اور جبرئیل امین روتے ہوئے نازل ہوتے جب میں نے یہ آواز سنی۔ میری گرہ وزاری زیادہ ہوئی۔ اور میں نے جانا۔ امام حسین اس وقت شہید ہوئے ہیں۔ اور اس دن محرم کی دس تاریخ تھی۔ بعد اسکے جب خبر مدینہ پہنچی۔ معلوم ہوا۔ کہ امام حسین اسی روز شہید ہوئے تھے۔ اور وہ جماعت جو کربلا میں تھی انہوں نے بھی بیان کیا۔ کہ بعد شہادت امام حسین ایسی ہی آواز تم نے مدینہ میں سنی۔ ہم نے کربلا میں سنی اور کسی کو نہ دیکھا کہ کون کہتا ہے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ یہ حضرت خضر ہیں۔

ابن ابی عمیر نے روایت ہے۔ کہا۔ جب میں خدمت جناب امیر میں روایت ہے کہ ہمراہ آنحضرت غزوہ صفین سے مراجعت کی۔ امیر المومنین کربلا میں اترے اور نماز صبح اسی جگہ پڑھی۔ پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر سونگھی اور فرمایا۔ اسے زمین تیرا خوشحال تجھ سے ایک جماعت مشور ہوگی کہ عیسا داغل مہضت ہوگی یہ سن کر ہرئمہ اپنی زود بھ پاس گیا۔ اور وہ عورت شیعہ امیر المومنین تھی۔ جب اسنے وہ خبر میان کی۔ اسنے کہا امیر المومنین جھوٹ نہیں کہتے اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی واقعہ ہوتا ہے۔ ہرئمہ کہتا ہے جب وارد کربلا ہوتے امام حسین

میں اس لشکر میں تھا جسے ابن زیاد ملعون نے مقاتلہ امام حسین کے لئے بھیجا تھا جب میں نے وہ زمین اور درخت دیکھے وہ قصب مجھے یاد آیا۔ اس وقت میں اونٹ پر سوار ہو کر امام حسین کی خدمت میں گیا۔ اور سلام کیا۔ اور جو کچھ امیر المؤمنین سے میں نے سنا تھا عرض کیا۔ امام حسین نے فرمایا۔ تو ہمارے ہمراہ ہو گا یا ہم سے لڑے گا۔ میں نے کہا۔ نہ میں آپ کے ہمراہ ہوں اور نہ آپ سے لڑوں گا۔ اس لئے کہ چند اطفال چھوڑ آیا ہوں۔ اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں یہ سن کر امام حسین نے فرمایا یہاں سے چلا جا۔ کہ تو مجھے قتل ہوتے نہ دیکھے اور میری صدائے استغاثہ نہ سنے قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں حسین کی جان ہے جو کوئی آدمی میری صدائے استغاثہ نہ سنے گا۔ اور میری نعت نہ کرے گا۔ خدا سے منہ کے بل زمین پر گرا دیگا۔

ابن بابویہ و ابن قولویہ و شیخ مفید طبرسی رضوان اللہ علیہم اجمعین  
**روایت اصغ بن نباتہ** نے بسند ہائے معتبرہ اصغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اور

علاوہ ان کے اور راویوں سے بھی روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنین ممبر کوفہ پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہو مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے نہ پتاؤ۔ قسم بخدا اگر خبر ہائے گذشتہ و آئندہ کا مجھ سے سوال کرو گے میں تم کو اس کا حال قیامت تک کا بتا دوں گا یہ سن کر سعد بن وقاص نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور داڑھی میں کس قدر بال ہیں جناب امیر نے فرمایا مجھے میرے خلیل جناب رسول خدا نے خبر دی تھی کہ تیرے ہر بال کے نیچے ایک فیضان ہے کہ وہ تجھے گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک پسر ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کی شہید کرے گا۔ اور اگر میں تیرے بالوں کی تعداد بیان کروں تو تصدیق نہ کرے گا۔ لیکن یہ خبر شہادت حسینؑ جو میں نے تجھ سے بیان کی۔ اس کی تصدیق اور حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس زمانہ میں عمر بن سعد ملعون بچہ تھا۔ اور پاؤں چلنے لگا تھا۔

**احادیث مرتضیٰ مشعر بشہادت امام حسین** ۱۴ قرب الاسناد صبری نے

روایت کی ہے کہ جناب امیر مع و اصحاب صحرائے کربلا میں پہنچے اور جب داخل صحرائے کربلا ہوئے روز و کر فرمانے لگے کہ یہ جگہ دوستان خدا کے اونٹوں کی جگہ ہے اور یہ جگہ اسباب رکھنے کی ہے اور یہ جگہ خون بہنے کی ہے۔ غرض حال تیرا اسے زمین کہ خون ہائے دوستان خدا تجھ پر ہے گا۔ ابن قولویہ نے بسند ہائے معتبرہ ابو عبد اللہ حال سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب امیرؑ کی خدمت میں گیا



اور امام حسینؑ خدمت امیرؑ میں بیٹھے تھے۔ پس جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک کتف حسینؑ پر رکھا۔ اور کہا یہ فرزند شہید ہوگا اور کوئی اس کی نصرت دیارسی نہ کرے گا۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین اس وقت کی زندگی بہت برسی زندگی ہوگی جناب امیرؑ نے فرمایا یہ وہ امر ہے جو البتہ واقع ہوگا۔ ایضاً ہانی بن ہانی سے روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنینؑ نے فرمایا میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا۔ اور میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس پر حسینؑ شہید ہوگا۔ وہ زمین نہر فرات کے کنارے ہے ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا اے ابو عبد اللہ ایک ومانہ ایسا گذرا کہ لوگ تم پر اندوہناک ہیں۔ امام حسینؑ نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں کیوں مجھ پر روتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں وہ جانتا ہوں۔ اور تم بھی جانتا ہوں۔ اور تم بھی جانتا ہوں۔ اس کے وہ مصیبت تھیں پہنچے اے حسینؑ تم کو قسم اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ نبی امیہ تمہارا خون بہائیں گے اور ان سے یہ نہ ہو سکے گا کہ تم کو دین سے برگشتہ کر دیں۔ اور یاد پروردگار تمہارے دل سے محو و برطون نہیں کر سکتے امام حسینؑ نے کہا یہی مجھے بہت ہے میں نے اس کو تسلیم کیا۔ جو خدا نے میرے لئے مقرر کیا ہے اور کلام پیغمبر خدا میں تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدر بزرگوار کے کلام کی بھی میں تصدیق کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے برابر بن عازب سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے ان سے کہا۔ کہ میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا۔ اور تم زندہ ہو گے مگر اس کی نصرت نہ کرو گے جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ برابر بن عازب کہتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے سچ فرمایا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے اور میں نے ان کی نصرت نہ کی پس اہل ہار حسرت و ندامت کرتے تھے۔ اور اس حسرت و ندامت سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ ایضاً عبد اللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہا جب عمر بن سعد داخل مسجد ہوتا تھا اصحاب امیر المؤمنینؑ کہتے تھے یہی قاتل امام حسینؑ کا ہے۔ اجن کتب معتبرہ میں عبد اللہ بن نفیس سے روایت کی ہے کہا۔ جب میں خدمت امیر المؤمنینؑ میں غزوہ صفین پر گیا۔ ابو الاعور سلمیٰ آیا۔ اور آب فرات کا مانع ہوا۔ کہ اصحاب آنحضرت لب فرات نہ جائیں۔ جناب امیرؑ نے ایک جماعت کو بھیجا۔ کہ انہیں ہشاد سے مگر وہ نہ ہٹا سکے بلکہ پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار مجھے اجازت دیجئے کہ جاؤں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اچھا۔ اے فرزند گرامی جاؤ۔ جناب امام حسینؑ معہ جماعت سواراں متوجہ منافقین ہوئے اور بھڑبھڑا شمشیر ابدار اس گرد و اشرار کو لب فرات سے ہشاد دیا۔ اور بہت اشیاء کو داخل جہنم کیا۔ جب خبر فتح جناب امیرؑ کو پہنچی ایک ندی چٹھائے مبارک سے آنسوؤں کی جاری ہوئی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت ایسی فتح و نصرت امام حسینؑ

کو نصیب ہوئی ہے۔ چاہتے تھا۔ آپ خوش ہونے آپ روتے کیوں ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے وہ دن یاد آیا۔ جن دن صحرائے کربلا میں اب فرات سے میرے فرزند حسین کو منع کریں گے۔ اور اسے تشنہ لب شہید کریں گے۔ اور بعد اسکی شہادت کے گھوڑا اس کا بھاگ کر جانب خیمہ اہل بیت جا کر فریاد کرے۔ اور کہے گا۔ آہ آہ امت نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا۔ شیخ مفید نے روایت کی ہے ایک روز عمر بن سعد ملعون نے امام حسین سے کہا کہ ایک جماعت بے خود ہے و قوت کا گمان یہ ہے کہ میں آپ کو شہید کروں گا۔ امام حسین نے فرمایا وہ لوگ بے خود بے قوت نہیں۔ بلکہ عقلمند و واقف کار ہیں۔ لیکن میں اس وجہ سے خوش ہوں کہ میرے بعد تو گندم سراق نہ کھاسکے گا۔ مگر تھوڑی مدت

## فصل ٹھویں بیان مصائب امام حسین علیہ السلام

خدا نے قاتلان حسین کو کیوں نہ باز رکھا۔ اور اس جہانت کے قول کا رد جو کہتے ہیں اصنام حسین قتل نہیں ہوئے اور فظوم مروم میں ایسا معلوم ہوا

ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن فضل سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کس علت سے روز عاشورا روز اندوہ و جزع و مصیبت و گریہ ہے اور روز وفات رسول خدا روز قاطع الزہرہ روز شہادت علی مرتضیٰ حسن معتبی جزع و مصیبت و اندوہ ہیں۔ مثل روز عاشورا نہیں حضرت نے فرمایا۔ روز شہادت امام حسین مصیبت و اندوہ میں تمام دنوں سے عظیم تر ہے اسلئے کہ اصحاب کبار و آلِ عباس کے نزدیک گرامی ترین خلق تھے۔ لوگ ان کو با یکدیگر دیکھتے تھے اور ان کی آیات کرامت و فضل با یکدیگر نازل ہونے لگے۔ جب جناب رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی جناب امیرؑ کا روضہ حسین درمیان مروم تھے۔ اور لوگوں کو ان کو دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی جب جناب فاطمہ نے انتقال کیا۔ مروم بملاقات امیر و حسین اپنے دل کو تسلی دیتے تھے۔ جب امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی۔ مروم بزیارت حسین اپنے دل کو تسلی دیتے تھے اور در مصیبت و اندوہ میں ملاقات حسین سے خوش ہوتے تھے اور اپنی آنکھیں ملتا ہدہ حسین روشن کرتے تھے اور جب امام حسن نے انتقال کیا لوگ امام حسین کی زیارت سے خوش و خرم تھے اور جب امام حسین شہید ہوئے۔ آلِ عباس کا خاتمہ ہوا۔ اور ان بزرگوں میں سے کوئی نہ رہا جس کی زیارت سے لوگ

مستقیض ہوتے اور تسلی پاتے ہیں امام حسینؑ کا شہید ہونا ان سب حضرات کا شہید ہونا اور حسینؑ کا رہنا گویا ان سب بزرگوں کا رہنا تھا۔ اس وجہ سے روز شہادت امام حسینؑ عظیم ترین روز ہائے دنیا ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ کیا ملاقات زین العابدین علیہ السلام موجب تسلی نہ تھی جناب صادقؑ نے فرمایا ہاں علی ابن الحسینؑ سردار ان پیشوا تھے مردمان و جماعت خداوند عالمیان بعد اپنے بزرگوں کے تھے۔ لیکن جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں نہ تھے اور ان سے حدیث نہ سنی تھی۔ اور ان کو علم اپنے باپ دلو سے میراث میں پہنچا تھا۔ اور لوگوں نے جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو ہمیشہ جناب رسول خداؐ کو دیکھا تھا۔ اور مجالس متعددہ میں با یکدیگر ملاقات کی تھی اور خود جناب رسول خداؐ سے ان کے فضائل و مناقب سنے تھے جب لوگ ان میں سے ایک کو بھی دیکھتے تھے سب کو یاد کر کے ذکر احوال و اقوال گذشتہ کرتے تھے ہیں امام حسینؑ شہید ہوتے کوئی باقی نہ رہا جسے دیکھتے اور ان بزرگوں اور ان کا مجالس کا ذکر کرتے اور ان کے فضائل و مناقب یاد کرتے ہیں۔ پس گویا پروردگار ان سب کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وجہ سے مصیبت امام حسینؑ عظیم ترین مصائب ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ گروہ اہل سنت کیوں عاشورے کے روز کو خیر و برکت جانتے ہیں۔ یہ سن کر جناب صادقؑ رونے لگے۔ اور فرمایا جب میرے جد امام حسینؑ شہید ہوئے لوگوں نے شام میں یزید پلید سے تقرب حاصل کیا۔ اور احادیث اس کے لئے وضع کئے۔ جس کے عوض میں انہوں نے بہت کچھ صلہ و انعام پایا۔ اور شہدۃ الیٰ سعادت موضوعہ کے ایک حدیث فضیلت و برکت روز عاشورہ بھی وضع کی۔ اس لئے کہ بروز عاشورہ لوگ بچائے جن جن فرزا گریہ و مصیبت و اندوہ خوشی کریں۔ اور تبرکاً اس روز تہیہ امور کریں اور آرزو جمع کریں خدا ان کے اور میرے درمیان حکم کرے۔ بعد اسکے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اسے پس علم ان احادیث موضوعہ کا ضرر اسلام اور اہل اسلام پر اس سے کمتر ہے جو ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے ممل و ہلاکتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ ہے۔ یہ اعتقاد رکھنے والا فرقہ ابھی موجود ہے۔ اور یہ جماعت فرقہ ہمدانیت سے عفا کر میں ملتی ہے۔ یہ بلاد عرب اور افریقہ ہندوستان میں ہاتے ہاتے ہیں صاحب سئل والئل نے اہل سنت بھی ان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے فرقہ امامیہ کے نزدیک صاحب ایمان نہیں ہیں۔ اقوال انبیاء اور احادیث رسول جناب امام حسینؑ کی شہادت پر رقوم ہیں اور شہادت امام عظیم احادیث رسول اقوال انبیاء اور آیات قرآن کا منکر ہے جو خارج از اسلام کوئی مسلمان ان بزرگوں کو سزا ماننا ماننے کی جرات نہیں کر سکتا۔ امام حسینؑ کی شہادت کا انکساری ہونا روایت رسول اور انبیاء کتب سماویہ اور اہل بیت معلوم اسلام کا مذاق اڑانا ہے اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنا ہے لہذا جو یہ کہے کہ ہمیں امام حسینؑ شہید نہیں ہوتے ان کی جگہ ایک مذہبی شکل حسین ہو گیا وہ ذکر نے ذبح کیا اور امام حسینؑ موش پر چبے گئے کا فر ہے

کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوئے جس طرح علیؑ بن مریم نظر مردم میں قتل ہوتے دکھائی دیئے اور فی الواقع قتل نہیں ہوئے۔ گویا اس نے تکذیب رسول خدا کی ہے اور ائمہ ہدیٰ کو بدر و خان اجمار و اہل بیت میں نسبت دی ہے جو انہوں نے بقتل امام حسینؑ خیر میں دی تھی۔ اور جو کوئی جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی تکذیب کرے۔ وہ کافر ہے اور کافروں کو دوست بنانے کی قرآن نے ممانعت کی ہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ شیعوں کی ایک جماعت کے مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے حضرت نے فرمایا۔ وہ ہمارے شیعہ نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں پھر حضرت نے فرمایا۔ خدا غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں۔ اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا موقوفہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں۔ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے موقوف کیا ہے۔ واضح ہو کہ موقوفہ نے معصیت خدا کو ضعیف جانا۔ اور اپنے خدا سے کافر ہو گئے۔ اور شریک خدا کیلئے قرار دیا۔ اور گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کہ فرض خدا پر اقامت نہ کریں۔ اور حقوق خدا و خلق خدا ادا نہ کریں۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک فرمان بجز حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ صادر ہوا۔ اس میں مندرج تھا۔ کہ قول ان کا جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے۔ کفر ہے اور تکذیب جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ ہے۔ اور ضلالت و گمراہی ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابوالصالح ہرودی نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک جماعت کو میں نے سنا ہے۔ وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے اور خدا نے مشابہ ان کے حنظلہ بن اسد شامی کو دکھایا۔ اور امام حسینؑ کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ جس طرح علیؑ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور اس آیت کو حجت کرتے ہیں۔ **وَلَنَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَاذِبِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سُبُوٰحًا** یعنی خدا نے کافروں کو مومنوں پر دسترس نہیں دیا ہے حضرت نے فرمایا بھوٹ کہتے تھے اور ہیں اور ان پر غضب و لعنت خدا ہو۔ وہ لوگ پیغمبر خدا کی تکذیب کرنے سے کافر ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے خبر دی ہے کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ قسم بخدا امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ سے بہتر تھے یعنی جناب امیر و جناب امام حسنؑ اور ہم اہل بیت رسالت میں سے ہر ایک شہید ہو کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور جناب رسول خدا کو جبرئیل نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی مراد اس آیت سے یہ ہے کہ کافر کے لئے کوئی حجت مومنوں پر نہیں اور وہ معنی جو وہ لوگ قرار دیتے ہیں کیونکہ ٹھیک ہو سکتے ہیں حالانکہ قرآن خبر دیتا ہے کہ کافروں نے بہت سے پیغمبروں کو قتل کیا مگر حق تعالیٰ نے باوجود قتل کرنے کے حجت پیغمبروں کی کافروں پر غالب اور ان کی تحقیقت ان پر ظاہر تھی۔

روایت محمد بن ابراہیم طالقانی ابن بابویہ و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم طالقانی

بھی تھا۔ شیخ ابوالقاسم بن روح پاس کے دکلائے حضرت صاحب الامر سے تھے بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص اٹھا۔ اور کہا۔ ایک مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ شیخ ابوالقاسم نے کہا۔ جو چاہو پوچھ لو اس شخص نے کہا مجھ سے بیان کیجئے کہ حسین بن علی ولی تھے۔ شیخ نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا ان کا قاتل ذممن خدا تھا شیخ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا آیا جائز ہے کہ خدا اپنے ذممن کو دوست پر مسلط کر دے شیخ نے کہا۔ جو میں کہتا ہوں اسے سمجھ اور جان کہ لوگ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے اور سب لوگ کلام الہی کو بے واسطہ نہیں سن سکتے اس لئے خدا نے رسول کو اس قوم سے بھیجا ان پر کہ وہ مثل ان کے ہو اس لئے کہ ان کا رسول ان کی صورت نہ ہوتا۔

اور ان سے دوسری صورت پر ہوتا۔ ضروریہ لوگ نفرت کرتے۔ اور ان کے

اقوال کو قبول نہ کرنے اور جبکہ ان میں سے کھا نا کھلتے اور بازاروں میں پھرتے تھے اس قوم نے کہا تم نہیں ہو مگر مثل ہمارے لہذا ہم تم سے تمہاری دعوت نہیں قبول کرتے جب تک ایسی چیز نہ لاؤ گے جس سے ہم عاجز ہوں اور جانیں کہ خدا نے اس وجہ سے تم کو اپنی خلافت و رسالت سے مخصوص کیا ہے خدا نے ان کیلئے ایسے چند معجزات مقرر فرمائے کہ جمیع خلق عاجز ہوئی۔ اور مثل ان کے معجزہ نہ لا سکے بعد اسکے ان میں سے بعض نے بعد تہمدید تخیلیت طوفان کی دعا کی۔ اور اپنی قوم کے سرکشوں کو موزق کیا۔ اور بعضوں نے اپنے رسول کو آگ میں ڈال دیا۔ اور خدا نے آگ ان پر سرد و سلامت کر دی۔ کسی پیغمبر نے سنگ سے اونٹ نکالا۔ اور اس کے پستان سے دودھ جاری تھا۔ اور کسی نے دریا شکافتہ کیا اور سنگ خشک سے چٹھائے آب جاری کئے اور عساکر کو اژدہا کیا۔ اور کسی نے کورٹھی اور جزامی کو اچھا کیا اور مردہ کو زندہ کیا۔ اور ان کو خبر دی جو وہ لوگ کھاتے اور گھروں میں دھیرہ کرتے تھے اور کسی کیلئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور حیوانات نے کلام کیا۔ جب پیغمبر ان خدا پیغام لائے اور یہ معجزات لائے۔

وہ لوگ ان معجزات کی مثال لانے سے عاجز ہوئے پھر خدا نے اپنے بندوں پر بیوقوفانہ

لطف و حکمت کا پینچہ بچوں کو ان معجزات کی وجہ سے غالب کیا۔ اور کبھی مغلوب کسی وقت ان کو قاہر کیا۔ اور کسی وقت مقہور اس لئے کہ بوجہ ان معجزات و خوارق عادات کے جمیع احوال میں غالب و قاہر تھے اور بلا و مصائب میں متحمن نہ ہوتے تھے۔ اس لئے لوگ ان کو خدا جانتے تھے اور ان کے فضائل صبر کو انکی بلاؤں پر نہ جانتے تھے۔ لیکن خدا نے ان امور میں ان کا احوال مثل احوال دوسروں کے کیا ہے۔ کہ حالت بلا و محنت میں صابر اور حالت فراغت و عافیت میں شاکر رہیں۔ اور جمیع احوال میں بمقام تواضع و فروتنی

رہیں۔ اور تکبر و تجبر نہ کریں۔ اور حجت خدا ان پر تمام ہو۔ جو ان کے باپ میں حد سے گذر جائیں اور حکومتی پروردگار کی ان پر کریں یا ان سے معاندہ و مخالفت کریں اور یہ جو از جانب خدا جو معجزہ لائے ہیں اس کا وہ انکار کریں تا آنکہ جو ہلاک ہو بعد اتمام حجت ہلاک ہو۔ اور جو نجات پائے بدلیل و برہان نجات پائے۔ پھر شیخ ابو القاسم نے کہا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا۔ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ حضرت صاحب الامر سے میں نے سنا۔

ابن بابویہ و حمیرائی نے بسند صحیح و موثق روایت کی ہے۔ کہ جناب

## روایات مشتمل بر دفع تشبہات

صادق سے سوال کیا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تم خود اپنے ہاتھوں سے پہنچاتے ہو اور خدا تمہارے بہت سے گناہوں کو مغفول کرتا ہے۔ حضرت آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مصائب امیر المؤمنین اور ان کے اہل بیت کو پہنچیں آیا وہ خود ان کی ہی جو سے تھے۔ حالانکہ اہل بیت عصمت و طہارت تھے اور گناہ انہوں نے نہ کیا تھا حضرت نے فرمایا۔ یہ آیت ان کے حق میں نہیں، لیکن خدا اپنے دوستوں کو مصیبتوں سے مخصوص کرتا ہے اس لئے کہ ان کو ثواب عظیم عطا کرے اور ان کے درجات مضاعف کرے بغیر اس کے کہ گناہ کئے ہوں جس طرح جناب رسول خدا بغیر اس کے کہ گناہ کرتے ہیں۔ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ صفار نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز اصحاب امام محمد باقر خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس جماعت سے نہایت تعجب ہے جنہوں نے ہماری ولایت اختیار کی ہے اور ہم کو امام جانتے ہیں اور ہماری اطاعت اپنے اوپر واجب مثل اطاعت خدا جانتے ہیں۔ اور بویہ اپنی ضعف عقل کے ہمارا مرتبہ بہت کرتے ہیں۔ اور اس جماعت کو عیب لگاتے ہیں جو ہم کو پہچانتے ہیں، اور ہمارا مرتبہ جانتے اور ہمارا کمالات بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو یہ غلو منسوب کرتے ہیں۔ آیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خداوند عالم اپنے دوستوں کی معرفت خلق پر واجب کرے اور ان سے اہتمام آسمان وزمین مخفی رکھے۔ اور انہیں اس کی خبر نہ کرے۔ جو کچھ ان پر اور لوگوں پر گذرتا ہے۔

حمران نے کہا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ امر علی ابن ابی طالب و امام حسن و امام حسین کیوں نہ تھا کہ خروج کیا اور دین خدا پر قائم رہے اور اہل جو روطنیان ان پر غالب و ظفر باب رہے حضرت نے فرمایا۔ اسے حمران علم الہی میں اسی طرح گذرا اور یوں ہی مقرر ہوا تھا اور جس نے شروع کیا تھا حسب الحکم جناب رسول خدا خروج کیا۔ اور ہم میں سے جس نے سکوت اختیار کیا۔ دلازدوئے علم و دانائی ساکت رہا اسے حمران جب بلاناازل ہوئی اور اہل ظلم و جور ہم پر غالب ہوتے تھے اور ہم خدا سے سوال کرتے کہ ملک و بادشاہی ان ظالموں کی زائل کر دے۔ خداوند عالم ہماری دعا

قبول کرتا۔ اور وہ بلا ہم سے دفع کرتا اور بادشاہی ان طاغیوں کی اس سے بھی جلدی زائل کر دیتا جس طرح کوئی ناکا توڑ ڈالے۔ اور دانے بکھر جائیں۔ لیکن وہ حضرت بمقام رضا و تسلیم تھے۔ اور خدا جو کچھ ان کے حق میں صلاح جانتا تھا۔ اس کے بغیر وہ کچھ نہ چاہتے تھے۔ اسے حمران جو مصائب ان کو پہنچے۔ کسی گناہ کے عوض میں نہ تھے۔ کہ معاذ اللہ وہ اس کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اور عقوبت کسی معصیت کی نہ تھی۔ کہ انہوں نے مخالفت خدا کی ہو۔ لیکن اسلئے تھا۔ کہ خدا چاہتا تھا۔ ان مصائب کے عوض درجات عالیہ بہشت میں پہنچیں۔ لہذا گمان بدان حضرات کے حق میں اپنے دل میں نہ لا۔

## فصل نویں۔ فضائل و منازل درجات شہدائے کربلا

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق سے سوال کیا یا بن رسول اللہ اس کا سبب کیا تھا۔ کہ اصحاب حسینؑ باوجودیکہ جانتے تھے۔ قتل ہو جائیں گے جہاد پر سبقت کر کے بیلیا کا نہ دریا ئے جنگ میں کود پڑتے تھے حضرت نے فرمایا۔ پر وہ ان کے سامنے سے اٹھا دیا گیا تھا۔ کہ اپنے منازل بہشت میں دیکھتے تھے اس سبب سے سبقت کرتے تھے۔ کہ قتل ہو کر اپنی منزلوں میں پہنچیں اور اپنی حوروں سے ہم آغوش ہوں قطب راوندی نے بسند صحیح ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اس رات کو جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اہل ہت ہو گئی تم کو موقع بھاگنے کا مل گیا۔ لازم ہے۔ اس رات کو غنیمت جاؤ اور بھاگ جاؤ کہ اس گروہ مکار کو بچھ سے عرض ہے اور کسی سے مطلب نہیں۔ اگر مجھے قتل کریں تمہارا تعقب نہ کریں گے۔ میں اپنی حیات تمہاری گردنوں سے نکالی۔ اصحاب نے عرض کیا قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کل کے دن قتل ہو گئے اور تم میں سے ایک بھی نہ بھاگ سکے گا۔ اصحاب نے کہا۔ ہم خدا کی حمد کرتے ہیں مگر اس نے ہم کو اس کرامت سے مشرف کیا۔ کہ ہمراہ آپ کے شہید ہوں۔ یہ کہہ کر اصحاب شہادت پر مستقل ہو گئے۔ اور حضرت نے ان کے لئے دعا کی اور سہرا دینا کر کے فرمایا۔ نظر کرو جب نظر بلند کی۔ اپنے منازل درجات بہشت میں دیکھے۔ اور حضرت نے ہر ایک کی جگہ دکھادی۔ یہاں تک کہ سب نے اپنی اپنی منزلیں پہچان لیں۔ اور حوروں و قصور و نعمتہائے خدا کا معائنہ کیا۔ اسی سبب سے اس صحرا میں نیزہ و شمشیر کا خیال نہ کرتے تھے۔ اور دوڑ سے پڑتے تھے۔ کہ کہیں جلد اپنی منزل میں پہنچیں۔ اور نعمتہائے ابدی

حاصل کریں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد تقی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ فرماتے تھے جب میرے پدر بزرگوار کو ان کافروں نے ہر طرف سے معہ ان کے اصحاب کے گھیر لیا۔ حضرت خوش تھے جب شبہا جان معرکے نے احوال امام حسینؑ اپنے حالات کے برصلا ت دیکھا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ترساں تھے اور رنگ ان کا تغیر ہو گیا۔ بدن پر لڑا تھا اور امام حسینؑ ہمراہ مخصوصان اہل بیت شگفتہ و خوش و خرم تھے۔ اور رنگ ان کا فروختہ اور سکون قلب و اطمینان بخوبی تھا۔ اس وقت ایک جماعت نے اصحاب آنحضرت سے کہا۔ اس شبیر پیشہ شبہا جان کی طرف نظر کرو کہ مطلق مرنے کی پروا نہیں، بلکہ آرزو مند شہادت ہے۔ امام حسینؑ نے جب یہ کلام سنا۔ فرمایا۔ اے فرزند ان بزرگوار صبر کرو۔ کہ تمہاری مرگ فقط اسی قدر ہے کہ جس طرح پل پر سے اتر جاؤ۔ اور شدت و سختی سے سب جانب نعیم ابدی و بہشت جا دانی راجعت کرو تم میں سے کون ہے جو نہیں بمانتا۔ کہ زندان سے نکل کر قصر میں جا پہنچے اور تمہارے دشمنوں کی مرگ اس طرح ہے جس طرح کوئی قصر و منازل سے سب جانب زندان و عذاب جائے تحقیق کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ دنیا زندان مومن و بہشت کافر ہے اور مرگ پل مومنوں کا سب جانب بہشت اور پل کافروں کا بسوئے عذاب اور میں نے ہرگز بھوٹ نہیں کہا۔ اور اپنے بزرگوں سے بھی جوٹ نہیں۔ ایضاً بسند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ایک روز امام زین العابدینؑ نے عبد اللہ بن عباس بن علی کی طرف دیکھا۔ اور رو کر فرمایا۔ کوئی دن رسول خداؐ پر روز احد سے زیادہ سخت نہ تھا۔ کہ اس روز ان کے چچا حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے اور بعد اسکے روز موتہ تھا کہ ان کے پسر علم جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے اور کوئی دن قتل پدر بزرگوار امام حسینؑ کے سخت نہیں پہنچتا۔ کہ تیس ہزار نامردوں نے جو مدعی تھے۔ کہ ہم امت محمدی سے ہیں۔ اس امام مظلوم کو گھیر لیا تھا۔ اور ہر ایک بعوض قتل امام حسینؑ تقرب بخدا چاہتا تھا۔ اور امام حسینؑ ان اشقیاء کو مؤظف و نصیحت فرماتے تھے اور خدا کو یاد دلاتے تھے اور ان اشرار جفا کار نے نصیحت آنحضرت کی نہ سنی اور ان سے دست بردار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میرے پدر بزرگوار کو جو بروستم شہید کیا۔ پھر فرمایا۔ خدا چچا عباس پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے مردانگی اور جانفشانی سے اپنی جان اپنے برادر پر نثار کی۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ ظالموں نے کاٹ ڈالے خدا نے ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر اہمیں عطا کئے کہ ان یروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفر بن ابی طالب کو دو پر خدا نے عطا کئے۔ تحقیق عباس بن علی کو خدا کے نزدیک ایسی منزلت عظیم ہے کہ بروز قیامت جمع شہداء ان کی منزلت کی آرزو کریں گے۔ ابن قولویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کوئی شہید ایسا نہیں جو آرزو نہ کرتا ہو کہ کاش ہم امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوتے اور



ان کے ہمراہ داخل بہشت ہوتے۔

## فصل دسویں - بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ

ابن بابویہ نے بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا: امام حسینؑ کا قاتل صندوق آتش میں ہے اور اس پر نصف عذاب تمام دنیا کا مقرر ہے۔ اس ملعون کے ہاتھ اور پاؤں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ کے اذہا قعر جہنم میں لٹکا دیا ہے۔ اس کی گندگی اور بدبو سے ساکنان جہنم پناہ خدا سے مانگتے ہیں اور وہ ملعون معہ اپنے جمیع یاروں کے اور جس نے قتل حسینؑ پر اس کی اعانت کی ہے ابد الابد جہنم میں رہے گا اور جس قدر ان کا پوست جل جائے۔ خدا اسی قدر ان کا پوست تازہ آگاد سے گا کہ خدمت عذاب ابھی چمکیں اور ایک ساعت عذاب و عقوبت ان سے ساکن نہیں ہوتا۔ اور جمیع جہنم ان کے حلق میں ڈالتے ہیں۔ پس دائے ہو ان پر عذاب جہنم سے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال کیا کہ میرا برادر ہارون مر گیا ہے اسے بخش دے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اگر گزشتگان و آئندگان کے حق میں تم شفاعت کرو گے۔ بیشک میں تمہاری شفاعت قبول کروں گا۔ بجز شفاعت قاتل حسین بن علی کے کہ البتہ میں حسین کے قاتل سے انتقام لوں گا۔ ایضاً بسند معتبر آنحضرت روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا: میرے فرزند حسینؑ کو بدترین امت کا قتل کرے گا۔ جو اس ظالم سے بیزار ہوگا۔ بہشت میں جائیگا۔ اور جو فرزندوں سے بیزار ہوگا۔ وہ جہنم سے کافر ہوگا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے ایک شخص نے خدمت امام جعفر صادقؑ میں قاتل امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ بعضے آنحضرت نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ خدا اس سے دنیا میں انتقام لے حضرت نے فرمایا مگر عذاب خدا کو سہل و آسان جانتے ہو۔ کہ خدا نے اس ظالم کے لئے وہ عقوبت و عذاب ہائے الیم مقرر کئے ہیں۔ جو کہ مثل عقوبتہائے دنیا نہیں ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا جہنم میں ایک منزل ہے۔ کہ اس کا مستحق کوئی نہیں۔ مگر قاتل حسین بن علیؑ کو بھی بن زکریا اس کا مستحق ہے۔

ابن قویہ نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ پہلے جس نے حسین بن علی کے قاتل پر لعنت کی۔ ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو حکم لعنت کرنے کا دیا اور ان

سے ہمد و پیمان لیا۔ کہ ہمیشہ حسین کے قاتل پر لعنت کریں۔ بعد ان کے حضرت موسیٰ نے لعنت کی اور اپنی امت کو لعنت کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے بعد داؤد نے اس پر لعنت کی اور بنی اسرائیل کو اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ نے ان پر لعنت کی۔ اور بنی اسرائیل کو بہت تاکید سے کہا کرتے تھے کہ قاتل حسین بنی علی پر لعنت کرو۔ اور جب ان کا زمانہ تم کو نصیب ہو۔ ان کی خدمت میں جہاد کرنا جو ان کے ہمراہ شہید ہو گا ایسا کہ وہ گویا پیغمبر کے ہمراہ شہید ہو گا۔ اور گویا وہ زمین جس پر وہ شہید ہونگے میں دیکھ رہا ہوں اور ہر ایک پیغمبر کو بلا کی زیارت کو گیا۔ اور وہاں توقف کر کے اس زمین سے خطاب مبارک کیا۔ کہ تو ہی وہ زمین ہے کہ تجھ میں بہت خیر ہے اور ماہ تاباں امت تجھ میں دفن ہو گا۔ ایضاً بخون ہمد و پیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک دن جناب رسول خدا کو دیکھا۔ کہ حسین کو آنکوش مبارک میں لئے ہوئے کبھی امام حسن کو اور کبھی امام حسین کو پیار کرتے ہیں اور امام حسین سے فرماتے تھے۔ اس پر واٹھے ہو۔ جو تجھے قتل کرے گا ایضاً۔ بسند ہائے صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کئی بنی زکریا کا قاتل دلدالنا تھا۔ اور امام حسین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ اور آسمان کسی پر نہیں رو دیا۔ مگر حضرت یحییٰ اور امام حسین پر۔ ابن قولویہ و کلینی نے بسند معتبر داؤد سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں جناب صادق کی خدمت میں تھا۔ کہ آنحضرت نے پانی مانگا۔ جب نوش کیا۔ آنسو چہنہاٹے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور کہا۔ اسے داؤد خدا امام حسین کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ جو کوئی پانی پئے اور امام حسین کو یاد کر کے انکے قاتل پر لعنت کرے حق تعالیٰ سو ہزار حسد اس کے لئے لکھتا ہے۔ اور سو ہزار گناہ اس کے بخش دیتا ہے۔ اور سو ہزار درجے اسکے لئے بلند کرتا ہے۔ اور اس شخص کو سو ہزار بندہ آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر روز قیامت خدا فرمے مبعوث ہو گا۔ ایضاً۔ کلینی نے بسند معتبر داؤد سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب صادق کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ایک کبوتر آنحضرت کے گھر میں بول رہا تھا جناب صادق نے فرمایا۔ اسے داؤد جانتے ہو یہ کبوتر کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں واللہ میں آپ پر سے خدا ہوں حضرت نے فرمایا۔ یہ نصیب دلعن قاتلان حسین پر کر رہا ہے لازم ہے کہ اس قسم کے کبوتر کرا اپنے گھر میں پالو۔ تفسیر امام حسن عسکری میں لکھا ہے، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہو گا۔ کہ وہ مدعی اسلام ہونگے اور میری نیکو ترین ذریت و پاکیزہ ترین اعزہ کو قتل کریں گے اور میری شریعت و سنت کو تبدیل کریں گے۔ اور میرے دو فرزند حسن و حسین کو شہید کریں گے جس طرح گذشتگان یہود نے یہی ذکر کیا کہ شہید کیا۔ تحقیق کہ خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ اور ان کی بقیہ ذریت پر قبل قیامت امام ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ ذریت حسین سے بھیجا

کہ وہ اپنے دوستوں کی شمشیر سے ان کو داخل جہنم کر لیا اور واضح ہو کہ خدا نے حسین کے قاتلوں اور دوستان و یاران حسین اور ان لوگوں پر جو لعن کرنے سے بغیر تفتیح چپ رہیں، لعنت کی ہے اور واضح ہو کہ خدا نے ان لوگوں پر جو امام حسین پر اذیت سے شفقت و رحمت روتے ہیں اور ان پر جو قاتلان حسین پر لعنت کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اہل ہار خشم و کینہ کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اہل ہار خشم و کینہ کرتے ہیں۔ صلوات بھیجتا ہے۔

اور واضح ہو

کہ جو لوگ قتل امام حسین سے راضی ہیں وہ لوگ قتل امام حسین میں شریک ہیں اور تصبیح کہ قاتلان امام حسین اور یاور و دوست ان کے اور ان کی اقتدار کرنے والے دین خدا سے سزا رہیں بتقیق کہ خدا ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ امام حسین کے اوپر رونے والوں کے آنسو خازن بہشت پاس لے جاؤ کہ وہ اب حیات میں ان آنسوؤں کو ملا دے اور اس وجہ سے لذت و شیرینی اس پانی کی زیادہ ہو جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ ان رونے والوں کے آنسو جہنم میں ڈال دو کہ صمیم و صدید جہنم میں ملادیں۔ کہ شدت و حرارت اس کی زیادہ ہو۔ اور عذاب ساکنان جہنم پر ہزار درجہ زیادہ ہو جائے اور اس سبب سے عذاب دشمنان آل محمد جن کو جہنم میں نے جاتے ہیں زیادہ تر شدید ہو جاتا ہے

بعض کتب میں روایت کی ہے جب ابن زیاد ملعون نے اپنے حکایت کامل گفتگو پاراہب اصحاب کو جمع کر کے امام حسین سے لڑنے پر تحریر یوں و تزیین کی اور عمر بن سعد ملعون کو سردار و امیر لشکر مقرر کیا۔ اور حکومت دلانے کا اس سے وعدہ کیا۔ وہ ملعون اس بارہ میں متفکر ہوا اور اپنے اصحاب و دوستوں سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں میں ایک شخص تھا جسے کامل کہتے تھے اور وہ باکمال عقل و دیانت موصوف تھا۔ اس نے عمر بن سعد ملعون کو بہت پند و نصائح کئے۔ اور عذاب و عقوبات خدا سے ڈرایا لیکن اس بدبخت کو مفید نہ ہوا۔ پھر کامل نے کہا۔ میں ایک سفر میں بہراہ تیر سے باپ کے تھا اور جانب شام جاتا تھا۔ اثنائے راہ میں میرا گھوڑا تھک گیا۔ اور تھاگتے چھوٹ کر پیا سا ہوا۔ اسی حالت میں میری نظر ایک راہب کے گرجا پر پڑی جب میں اس گرجہ کے نزدیک گیا۔ اور گھوڑے سے نیچے آیا۔ راہب نے مجھے گرجا سے دیکھا اور کہا کیا چاہتا ہے میں نے کہا پیا سا ہوں تھوڑا پانی چاہتا ہوں اس راہب نے کہا تم پیغمبر کی امت ہو جس کی امت دنیا کیلئے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں میں نے کہا میں امت محمد صلعم ہوں اس نے کہا تم بدترین امت ہائے گذشتہ سے ہو تم پر بروز قیامت ولے ہو۔ اس لئے کہ اپنے پیغمبر کی سنت سے دشمن کرتے ہو اور ان کی عورتوں کو امیر کر کے ہکا مال لوٹ لیتے ہو میں نے کہا اسے راہب کیا ہم ایسے کام کر چکے ہیں

کہا ہاں اور جیسے کہ گئے تمام آسمان وزمین اور دریا و بہار و صحرا وحشی و مرغ و خروشا میں آکر ان کے قاتلوں پر لعنت کریں گے۔ اور ان کا قاتل دنیا میں نہ رہے گا۔ مگر ہمت کم بعد اسکے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اور ان کا طلب خون کرے گا۔ اور جو ان کے قتل میں شریک ہوگا۔ اسے وہ شخص قتل کرے گا۔ اور کسی کو ان میں سے نہ چھوڑے گا۔ اور خدا ان کے قاتلوں کو جلد واصل جہنم کرے گا۔ بعد اسکے راہب نے کہا مجھے گمان ہے کہ تجھے کچھ قربت اس فرزند مبارک طیب کے قاتل سے ہے۔ قسم بخدا۔ اگر میں اس وقت موجود ہوں۔ بیشک اپنی ہاتھ اس پر سے قربان کر ڈالوں میں نے کہا۔ اسے راہب میں اپنے نفس کو پناہ خدا میں دیتا ہوں۔ کہ قاتلان فرزند رسول خدا سے ہوں۔ اس نے کہا اگر تم نہیں ہو تمہارا قرابتی ایسا ہوگا۔ اور اس فرزند کے قاتل پر نصف عذاب جہنم ہوگا۔ اور عذاب فرعون و ہامان سے بھی اس کا عذاب بدتر ہوگا۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اور مشغول عبادت ہوا۔ اور مجھے پانی نہ دیا جب میں لشکر میں پہنچا۔ اس نے کہا۔ اسے کامل تم کو دیر کیوں لگی۔ میں نے اپنا ہاتھ کہا اور اس راہب کی نقل بیان کی۔ سعد نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک دن اس راہب کے پاس گیا ہاں نے مجھے بھی خبر دی کہ میں یا میرا بیٹا فرزند رسول خدا کا قاتل ہوگا۔ اور مجھے خوف ہے کہ میرا پس سر ان کا قاتل ہو اس وجہ سے سعد نیر سے باپ نے تجھے نکال دیا تھا۔ اسے کھسک کر خوف کر کہ نصف عذاب اہل جہنم کا اس دنیا سے فاتی کے لئے مستوجب نہ ہو۔ یسین کہ شقاوت اس بد بخت پر زیادہ ہوئی۔ اور یہ باتیں اسے کچھ مؤثر نہ ہوئیں جب اس کلام کامل کی خبر ان زیاد شقی کو پہنچی کامل کو اس نے بلایا۔ اور زبان اس کی کاٹ ڈالی۔ اور اس کے ایک روزہ کامل زندہ نہ کر رحمت الہی ملحق ہوئے

کتب معتبرہ و اسباب وغیرہ روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد  
**عبید اللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ** ولد الزنا تھا۔ اور باپ اس کا زیاد بھی ولد الزنا تھا اور عبید  
 مادر زیاد زنا کار مشہور تھی چنانچہ اسے ایک قبیلہ ثقیف کے غلام نے زنا کیا۔ اور زیاد اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا  
 اور چونکہ سفیان نے بھی سمسید سے زنا کیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ زیاد کو اپنا چھائی کہتا تھا۔ اور روایت  
 میں ہے عائشہ زیاد کو زیاد بن ابیہ کہتی تھی۔ اس لئے کہ اس کے باپ کا پتہ نہ تھا۔ اور یزید بن معاویہ بھلی کلیبی  
 کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور فرزند زنا تھا۔ لہذا اس کا باپ مشہور ہے کہ دونوں ولد الزنا تھے اور مشہور ہے  
 کہ ایک شخص نے قبیلہ بنی عذر سے ہمراہ ملار سعد زنا کیا۔ اور وہ ان نطفہ زنا سے پیدا ہوا۔ ایک روز سعد نے معاویہ  
 سے کہا میں تم سے زیادہ متحق خلافت ہوں۔ معاویہ نے کہا ہاں بنی عذر سے پوچھنا چاہیے۔ معاویہ نے کثیرہ  
 میں ائمہ اہلہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ پیغمبروں کو اور ان کے اوصیاء کو اور ان کی ذریت کو نہیں قتل  
 کرتا مگر ولد الزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزند زنا نطفہ لعنت اللہ علیہم جمعین الی یوم الدین۔

شیخ طوسی نے لبرند معتبر روایت کی کہ معاذ بن وہب نے کہا میں ایک روز  
**حکایت مرد پیر کرمحمد** خدمت جناب صادق میں گیا۔ ناگاہ ایک مرد پیر کرمحمد خدمت آنحضرت  
 میں آیا۔ اور سلام کیا حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اسے شیخ میرے قریب آئیں کہ وہ مرد  
 پیر قریب آیا۔ اور دست مبارک آنحضرت چوم لیا اور رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے شیخ سبب تمہارے  
 رونے کا کیا ہے اس مرد پیر نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے ایک سو سال کا عمر مل گیا۔ کہ آرزو میری یہ ہے کہ خروج  
 کیجئے اور فیصلوں کو پیغمبر جان لینے سے نجات دیکھئے اور مجھے خیال رہتا ہے کہ اس سال یا اس ہیبت میں یا اس روز  
 آپ خروج کریں گے۔ اور آپ کا میں رجحان نہیں پاتا۔ لہذا میں کیونکر نہ لڑوں۔ یہ کلام اس مرد پیر کا حضرت  
 سن کر رونے لگے اور فرمایا۔ اگر موت تمہاری اسے شیخ بتا خیر آئے اور ہم خروج کریں تم ہمراہ ہمارے ہو  
 گئے۔ اور اگر قبل خروج تمہارا انتقال ہو جائے۔ بروز قیامت ہمراہ اہل بیت جناب رسول خدا ہو گئے جب اس  
 مرد پیر نے یہ سنا جبکہ میں نے آپ سے یہ کلام ہیبت سنا جو کچھ مجھ سے فوت ہو جائے اس کی مجھے پروا نہیں  
 حضرت نے ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد کیا میں تم میں دو بزرگ چینیوں بھڑے جاتا ہوں۔ کہ جب  
 تک تم ان سے محکم ہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو پیر ہیں کتاب اللہ اور میری اہل بیت و حضرت ہیں اور  
 جب بروز قیامت آؤ گے ہمراہ ہم اہل بیت ہو گے پھر فرمایا اسے پیر مرد میرا گمان ہے کہ تم کو فدک کا باشندہ  
 نہیں ہو۔ اس مرد پیر نے کہا۔ میں آپ پر سے قربان ہوں۔ میں اطراف کو فدک کا باشندہ ہوں۔ امام نے فرمایا کیا  
 تم میرے جدا امام حسین کی قبر مبارک کے قریب ہو اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ تم ان کی قبر کی زیارت کو کیونکر  
 جایا کرتے ہو۔ اس پیر مرد نے کہا۔ میں زیارت کو ہیبت جایا کرتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ اسے شیخ یہ وہ خون ہے  
 جسے خداوند عالمیان طلب کرے گا۔ اور کوئی مصیبت فرزند ان فاطمہ پر مصیبت امام حسن سے زیادہ نہیں گذری  
 تحقیق کہ امام حسین معہ ستہ اہل بیت کے شہید ہوئے جنہوں نے خدا کے لئے جہاد کیا۔ اور خدا پر صبر کیا۔ اور  
 خدا نے ان کو جزا ہستیوں جزائے صبر کنندگان عنایت فرمائی جب قیامت ہوگی جناب رسول خدا تشریف لائیں  
 گے۔ اور امام حسین ان کے ہمراہ ہوں گے۔ رسول خدا اپنا دست مبارک امام حسین کے سر پر رکھیں گے۔  
 اور سر مبارک امام حسین سے خون بہتا ہو گا۔ پھر جناب رسول خدا فرمائیں گے۔ پروردگار! میری امت سے  
 سوال کر۔ کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا۔ یہ فرما کر حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ ہر جزع و گریہ مکروہہ و خوش ہے  
 مگر جزع و گریہ کرنا امام حسین پر باعث اجر و ثواب ہے۔

# فصل کیا ہویں بیان ظلم و ستم بر شیعہ اہل بیتؑ

وضیح کشتی نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز منیم تھار  
 حرکایت ابن منیم و حبیبؑ ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کہ بزرگان اصحاب جناب امیر اور اصحاب  
 اسرار آنحضرت تھے مجلس بنی اسد کی طرف سے گذرے ناگاہ حبیب ابن مظاہر کہ منجم شہدائے کربلا میں منیم تھار سے ملے اور  
 کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے لگے حبیب ابن مظاہر نے کہا گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک مرد سیر کو جس کے سر کے  
 آگے بال نہیں اور شکم فرہ ہے اور فریزہ فروش ہے اسے پکڑ لیا ہے اور بوجہ محبت اہل بیت رسالت سولی پر کھینچ لیا ہے  
 اور اس سولی پر اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ اس کلام سے غرض حبیب ابن مظاہر کی منیم تھار تھے منیم تھار نے کہا گویا  
 میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس کے سرخ بال اور گیسو میں وہ نصرت فرزند رسول کو آیا ہے اور اسے قتل کر کے اس  
 کا سر اطراف کوفہ میں پھرا رہے ہیں۔ اس کلام سے غرض منیم تھار کی حبیب ابن مظاہر تھے۔ یہ باتیں کر کے  
 دونوں الگ ہو گئے اہل مجلس نے جب یہ باتیں سنیں آپس میں کہا ہم نے ان سے پھوٹا کوئی زیادہ نہیں  
 دیکھا۔ ہتوز اہل مجلس تھے کہ رشید بکیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مخرمان اسرار جناب امیر تھے ان دونوں نے گوروا  
 کو بلانے آئے تھے اور اہل مجلس سے ان کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ دونوں قھوڑی دیر یہاں  
 کھڑے رہے اور آپس میں باتیں کر کے چلے گئے رشید نے کہا خدا منیم تھار پر رحمت کرے منیم نے اس کو  
 فرموش کیا کہ کہیں جو حبیب ابن مظاہر کا سر کاٹ کر لائے گا اس کا انعام اور ان کے انعام سے ایک سو  
 ہزار دھم زیادہ دیا جائے گا رشید یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اس جماعت نے کہا یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ  
 بھونٹا ہے بعد قھوڑے دونوں کے دیکھا کہ منیم تھار کو روانہ کر دوں حریت پر سولی پر کھینچا ہے اور حبیب ابن مظاہر ہراہ  
 امام حسینؑ شہید ہوئے اور ان کا سر اطراف کوفہ میں پھرایا گیا حبیب ابن مظاہر منجم ان سز شہیدوں کے تھے جنہوں  
 نے یاری و نصرت امام مظلوم کی اور مقابلہ کوہ ہائے آہن کے اور اپنے سینہ کو ہزاروں شمشیروں۔ نیزوں تلواروں  
 اور تیروں میں سپرد کر دیا۔ اور وہ اٹھیائے امت ان مجاہدین کو طمع ماہائے کثیر دلاتے تھے اور یہ انکار انکار کرتے  
 تھے اور کہتے تھے جب تک ہماری آنکھ میں حرکت ہے اور ہماری آنکھ کھلی ہے ہم سب اپنی جانیں فدا  
 فرزند رسولؐ فدا کریں گے پس سب کے سب گور امام حسینؑ کے لڑ بھڑ کر شہید ہوئے۔ اور جب اس صحرایہ میں  
 جنگ شروع ہوئی اور ہزاروں کافروں نے اس جماعت کو کھیر لیا حبیب ابن مظاہر ہراہ بر سرین شخصیت ہمدانی  
 کہ وہ قاریان قرآن کے سردار تھے۔ آپس میں مزاح کر رہے تھے۔ بر سرین نے کہا اے ہراہر یہ وقت ہنسی کا نہیں حبیب

ابن مظاہر نے کہا اس روز سے بڑھ کر زیادہ روز کون سا خوشی کا ہے کہ یہ کافر و منافق شمشیروں سے ہم پر حملہ کرے اور ہم شہید ہو کر حوروں سے ہم آغوش ہوں اور نعیم ابدی بہشت میں بہہ سکیں۔

حضرت رشید بھجری اصحاب ایک نختان میں تشریف لائے اور ایک خرما

کے درخت کے نیچے بیٹھ کر فرمایا۔ اس میں سے خرما توڑو جب خرما توڑے تو خرما سے خرما توڑو اور اسے پانی دیتے تھے رشید بھجری نے کہا۔ یا حضرت یدرطب کیسے عمدہ ہیں حضرت نے فرمایا۔ اسے رشید تم کو اس درخت کے ایک ٹہنے پر سولی پر کھینچیں گے اور جب یہ تیر تیر ہوگی اس درخت کو کاٹ کر دوٹکے کریں گے لیکن تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹے جاویں گے۔ بعد اس کلام کے رشید ہمیشہ اس درخت پاس آتے اور اسے پانی دیتے تھے ایک روز جو وہاں آئے دیکھا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالا ہے۔ رشید بھجری نے کہا۔ میری اجل قریب ہے۔ پھر بعد چند روز کے ابن زیاد لعین نے رشید بھجری رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ راتہ میں دیکھا۔ اس درخت کے دو حصے کٹے ہیں۔ کہا میرے لئے اس درخت کو کاٹا ہے۔ اس کے بعد رشید کو ابن زیاد شقی نے دوسری دفعہ طلب کیا۔ اور کہا۔ اپنے امام کی بھوٹی باتوں میں سے کوئی بات بیان کرو۔ رشید نے کہا۔ میں جھوٹا نہیں اور نہ میرے امام جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا ملعون نے حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اس لئے کہ اس کے امام کا جھوٹ ظاہر ہو جب ہاتھ پاؤں ان کے کاٹ ڈالے اور گھر میں لے گئے۔ ابن زیاد لعین کو خبر ہوئی کہ رشید امور عربیہ و عجمیہ لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر اس شقی نے حکم دیا۔ کہ زبان بھی ان کی کاٹ ڈالو۔

حضرت رشید بھجری نے بعد معتبر ابو حسان ثعلبی سے روایت کی ہے

ہے اور کہا۔ مجھ سے بیان کرو۔ جو تم نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے امتہ اللہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ میرے پدر کہتے تھے۔ میں نے اپنے حبیب امیر المؤمنین سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اے رشید تم اس وقت کیونکر صبر کرو گے۔ جب تم کو بنی امیہ میں سے ایک ولد الزنا طلب کرے گا۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا میں نے کہا یا امیر المؤمنین! آخر انجام ان کا بہشت ہوگا حضرت نے فرمایا ہاں تم دنیا و آخرت میں میرا ہمراہ ہو گے۔ یہ کہہ کر حضرت رشید نے کہا تم سزا میں نے دیکھا کہ عبد اللہ ابن زیاد لعین نے میرے پدر بزرگوار کو طلب کیا اور امیر المؤمنین سے بیزار سی کرو۔ میرے باپ نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا تمہارے امام نے تم کو کیونکر خبر تمہارے قتل کی دے ہے۔ میرے باپ نے کہا میرے غیبی حبیب امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھ سے کہیگا امیر المؤمنین سے بیزار سی کرو۔

اور میں قبول نہ کروں گا۔ پس تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا۔ اس لعین نے کہا: قسم بخدا میں تمہارے  
 امام کو چھوٹا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم دیا ہاتھ پاؤں کے کاٹو اور زبان نہ کاٹو۔ پس میرے باپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ  
 کر گھر میں میرے پاس بھیج دیا۔ میں اپنے باپ پاس گئی اور کہا۔ اے پدر آپ پروردوام کس طرح گذر رہا ہے  
 میرے باپ نے کہا۔ اے دختر مجھے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص انہوہ دثر و بام مروم  
 میں ہوا اور سے لوگوں سے نکلان ملے۔ بعد اس کے ہمسایہ کے لوگ اور دوست و احباب ان کو دیکھنے آئے  
 اور اظہار درد و مصیبت میرے باپ پر کر کے روتے تھے۔ میرے باپ نے کہا۔ رونا پینا چھوڑو اور روات و  
 کاغذ لاؤ۔ کہ میں تم کو وہ لکھوادوں جو مجھے میرے مولا امیر المؤمنین نے خبر دی ہے کہ وہ اس کے بعد واقع  
 ہوگی پس میرے پدر خبر پائے آئندہ بیان کرتے تھے۔ اور لوگ لکھتے تھے جب یہ خبر ابن زیاد لعین کو پہنچی کہ  
 وہ خبر پائے آئندہ لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ اور نزدیک ہے کہ قتلہ و فساد برپا ہو۔ اس حرامی نے کہا۔  
 اس کے مولا نے جھوٹ نہیں کہا۔ جاؤ اور اس کی زبان بھی کاٹ ڈالو۔ پھر میرے پدر کی زبان بھی کاٹی گئی۔  
 اور اسی رات برحمت الہی واصل ہوئے اور جناب امیر میرے باپ کو رشید بتلا کہتے تھے اور علم منیا اور  
 بلایا ان کو عطا کیا۔ اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ جب کسی کو دیکھتے تھے اس سے کہتے تھے تم اس طرح مرو گے۔ اور  
 اس طرح قتل ہو گے۔ اور جو کچھ وہ کہتے تھے وہی ہوتا تھا۔

**اجتہاد شہادت رشید ہجری** زیاد بیٹھا تھا۔ کہ رشید ہجری کو اس کے پاس لائے۔ ابن زیاد نے ان  
 سے پوچھا۔ تم کو تمہارے مولا علی ابن ابی طالب نے کیوں خبر دی ہے۔ میں تم کو کس طرح قتل کروں گا رشید  
 نے کہا مجھے میرے مولا نے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ اور سولی پر فلاں درخت کے ٹہنے پر لٹکا  
 دے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم خدا میں تمہارے امام کو چھوٹا کروں گا۔ اور تم کو چھوڑ دوں گا جب رشید ہجری  
 نے چاہا مجلس ابن زیاد سے باہر آئیں وہ حرامی پشیمان ہوا۔ اور کہا۔ کوئی سیاست و عقوبت بدتر اس سے نہیں  
 جن کی اس کے آقا نے اسے خبر دی ہے۔ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور اس درخت خرمائے ٹہنے پر سولی پر لٹکا  
 دو۔ رشید ہجری نے کہا افسوس صد افسوس ایک بات رہ گئی جس کی میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے ابن زیاد نے  
 کہا۔ وہ کون بات ہے۔ رشید نے کہا میری زبان بھی کاٹی جائے گی۔ یسین کر ابن زیاد شقی نے کہا۔ ان کی زبان  
 بھی کاٹ ڈالو رشید نے کہا۔ اب خبر امیر المؤمنین کی پوری ہوئی جو مجھ سے میرے مولا تابعیان کی تھی۔

**حکایت مثیم تمار** رضا شیخ مفید و شیخ کشی و شیخ نے روایت کی ہے کہ مثیم تمار ایک زن نبی امجد کے غلام  
 اور جناب امیر نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ ان سے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے



کہا سالم حضرت نے فرمایا مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے کہ تمہارے باپ نے مجھ میں تمہارا نام منیم رکھا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ خدا و رسول و امیر المؤمنین نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا میرے باپ نے میرا نام ہی رکھا حضرت نے فرمایا اپنا نام ساتھ رکھو۔ بلکہ جس کی جناب رسول خدا نے خبر دی ہے وہی رکھو پس اپنا نام منیم رکھا۔ اور کنیت اپنی ابوسالم رکھی۔ ایک روز جناب امیر نے منیم سے کہا تم کو میرے بعد پکڑے جائیں گے۔ اور رسولی پر کھینچ دینگے اور حربہ تم پر ماریں گے اور تمہارے روز خون تمہاری ناک اور منہ سے جاری ہوگا۔ اور تمہاری دوڑھی خون سے رنگیں ہوگی۔ اسے منیم تمہارا اس خضاب کے منتظر رہو اور تم کو دروازہ کھردین حریمت پر مع نوافل رسولی دیں گے اور کبھی تمہاری رسولی کی سب سے چھوٹی ہوگی۔ اور تم مرتبہ میں سب سے زیادہ ہو گے۔ میرے ساتھ آؤ میں تم کو وہ درخت دکھاؤں جس کی چوب میں تم کو لٹکا دیں گے۔ پھر حضرت نے وہ درخت منیم کو دکھایا۔ و بروایت دیگر جب منیم حضرت جناب امیر میں کوفہ سے باہر جاتے تھے اور جناب امیر اس درخت پاس ہانٹے تھے اور فرماتے تھے اسے منیم تم میں اور اس درخت میں مصابحت ہوگی۔ و بروایت دیگر جناب امیر نے کہا۔ اسے منیم تمہارا کیا ہوگا جب ایک لالہ لڑنا بنی امیہ میں سے تم کو بلا کر تکلیف دیگا کہ مجھ سے بیزاری کرو منیم نے کہا قسم بخدا میں بیزار نہ ہوں گا جناب امیر نے فرمایا قسم بخدا تم کو قتل کرینگا۔ رسولی پر لٹکا دے گا۔ منیم نے کہا میں صبر کروں گا۔ اور یہ امر راہ خدا میں کم اور سہل میں جناب امیر نے فرمایا۔ اسے منیم تم آخر میں میرے ہمراہ میرے دربار میں ہو گے۔ بعد جناب امیر کے منیم ہمیشہ اس درخت پاس جاتے اور نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ اسے درخت خدا تجھے برکت دے کہ میں تیرے لئے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لئے بڑھا ہے اور جب عمرو بن حریش سے ملاقات ہوتی تھی کہتے میں ایک وقت میں تمہارا ہمسایہ بنوں گا۔ رعایت ہمسائیگی مجھ سے کرو تا عمر و کا گمان تھا کہ منیم میرے نزدیک مکان اپنے رہنے کو لیں گے یہ مجھ کو کہتے تھے۔ تم کو مبارک ہو خانہ ابن مسعود مولیٰ لوگے یا خانہ ابن حکیم مولیٰ لوگے۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ مراد منیم کی کیا ہے بعد اسکے جس سال امام حسین مدینہ سے توجہ سکہ ہوئے اور مکہ سے کربلا کا قصد کیا منیم نے بھی ارادہ حج کیا اور آپ نے ایک دوست سے کہا میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں۔ اس کو دل میں رکھنا جب تک کہ اس کی تعبیر ظاہر ہو اور میرے کلام کی تم کو تصدیق ہو۔ واضح ہو کہ میں اس سال حج کو جاتا ہوں جب حج سے پھروں گا۔ یہ وہ اللہ عزوجل نے عبید اللہ ابن زیاد ایک تلوار دی میرے لئے بھیجے گا۔ اور وہ مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے جب وہ مجھے دیکھ گا کہیگا۔ یہ کس جلعے بھنے کو میرے سامنے لائے جس کی ہڈی چمڑا ایک ہے قسم بخدا میں اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اسے دوست میں اس سے کہوں گا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ علی ابن ابی طالب ہمام سن سے زیادہ کچھ کو چنچتے تھے جس روز کوڑا تیرے سر پر مارا تھا اور امام سن نے کہا تھا۔ اسے پڑا آپ کوڑا کیوں اس کے سر پر مارتے ہیں یہ تو میرا دوست ہے۔ جناب امیر نے فرمایا تھا منیم خدا میں اس کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ ہمارے دشمنوں کا دوست اور ہمارا

دوستوں کا دشمن ہے پھر وہ فتی مجھے سولی پر کھینچے گا۔ اور میرے منہ پر لکھم باندھ دے گا۔ اور تیسرے روز خون میری بنا کے سوراخوں سے جاری ہو کر میری داڑھی اور سینہ پر بہے گا۔ بعد اسکے منیم اس سال حج کو گئے۔ اور ام سلمہؓ زورہ زورہ رسول خداؐ پاس بھی حاضر ہوئے ام سلمہؓ نے کہا تم کون ہو۔ کہا میں منیم ہوں۔ ام سلمہؓ نے کہا قسم خدا میں نے ایک مدت کو سنا۔ رسول خداؐ تم کو یاد کر کے تمہاری سفارش علی بن ابی طالب سے کرتے تھے۔ منیم نے امام حسینؑ کا حال ام سلمہؓ سے پوچھا۔ . . . . . ام سلمہؓ نے کہا اپنے کسی باغ میں گئے ہیں منیم نے کہا جب آئیں۔ ان سے میرا سلام کہنا۔ اور کہنا انشاء اللہ بہت جلد ہم سے اور آپ سے نزدیک حق تعالیٰ ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر ام سلمہؓ نے خوشبو منگائی اور اپنی کبوتر سے کہا۔ اس سے منیم کی داڑھی خوشبو کر دے اور روغن ملنے کو کہا۔ منیم نے کہا تم نے میری داڑھی خوشبو کی۔ اور بہت جلد میری داڑھی کا محبت اہل بیت میں خون سے خضاب ہوگا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ امام حسینؑ تم کو بہت یاد کرتے تھے منیم نے کہا میں بھی ہمیشہ ان کی یاد میں رہتا ہوں۔ اس وقت بہت مستعجل ہوں۔ اور میرے ان کے لئے امر ایک مقلد ہوتا ہے کہ اس تکلم پوچھنا ضرور ہے جب باہر آئے دیکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے ہیں منیم نے کہا۔ اے پسر عباس مجھ سے جو چاہو تفسیر قرآن کا سوال کرو۔ کہ میں نے قرآن جناب امیر کے سامنے پڑھا ہے۔ اور اس کی تاویل آنحضرت سے سنی ہے۔ ابن عباسؓ نے وہاں دکھاؤ گا خدا مانگا۔ اور منیم سے پوچھ پوچھ کر لکھا یہاں تک کہ منیم نے کہا۔ اے پسر عباس تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا جب مجھے دیکھو گے۔ ہمراہ نو آدمیوں کے سولی پر کھینچا جاؤں گا جب ابن عباسؓ نے یہ سنا کاغذ چھاڑ ڈالا۔ اور کہا تم کہا نہ کہتے ہو منیم نے کہا۔ کاغذ نہ چھاڑو جو کچھ میں نے کہا ہے اگر واقع نہ ہو تو کاغذ چھاڑ ڈالنا۔ بعد اسکے منیم جب حج سے فارغ ہو کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ اور قبل اس کے کہ حج کو جائیں معرفت کو فد سے کہتے تھے جلد از جلد مجھے ایک حرام زادہ بنی امیہ سے طلب کر لیا۔ اور تو اس سے مہلت چاہے گا۔ اور آخر الامر مجھے اس کے پاس کوفہ میں سے جائیگا یہاں تک کہ دروازہ خانہ عمر بن حریرت پر مجھے سولی دے گا۔ بعد اس کے جب عبید اللہ ابن زیاد کوفہ میں آیا۔ اور معرفت کو بلا کر منیم تمہارا حال پوچھا معرفت نے کہا وہ حج کو گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ واللہ اگر تو ان کو نہ لائے گا تو میں تجھ کو قتل کر دوں گا پس معرفت نے مہلت مانگی۔ اور جلد قادیسیہ میں ان کے انتقال کو گیا۔ اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ منیم تو بلا پیچھے۔ وہ منیم کو پکڑ کر ابن زیاد پاس سے گیا جب منیم تمہارا داخل مجلس ابن زیاد فتی ہوئے۔ حاضرین مجلس نے کہا۔ علی ابن ابی طالب نزدیک تمہارے بہترین مرد تھے۔ اس فتی نے کہا تم پر دائے

---

لے کاہن خبر آئندہ بتانے والے کو کہتے ہیں جو اکثر جھوٹ بھی بولتا ہے نہ معرفت اس شخص کو کہتے ہیں جو بولتا ہے آگے آگے ناواقف لوگوں کے حسب و نسب بیان کر کے تعارف کرتا ہے۔

ہو وہ اس کی عمر کو اس قدر درست رکھتے تھے۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے منیم تمہارا خدا کہاں ہے منیم نے کہا۔ ظالموں کی گناہات میں ہے۔ اور تو ان ظالموں میں سے ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ تم اس درجہ جرات رکھتے ہو۔ کہ اس طور سے مجھ سے کلام کرتے ہو۔ لہذا ابو تراب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے کہا۔ علی بن ابی طالب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا۔ اگر علی بن ابی طالب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا۔ تو ابن زیاد خفی نے کہا۔ قسم بخدا میں تم کو قتل کروں گا۔ منیم نے کہا۔ میرے مولا امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا۔ اور سولی پر میرے نو آہیوں کے دروازہ عمرو بن حریث پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں تمہارا مولا اور آقا کے قول کی مخالفت کرتا ہوں۔ تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ منیم نے کہا۔ میرے مولا اور آقا نے جھوٹ نہیں کہا۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ جناب رسول خدا سے سنا ہے اور رسول خدا نے حیرتیل سے اور حیرتیل نے خداوند حلیل سے۔ تو ان کی مخالفت کیونکر کر سکے گا۔ اور میں جانتا ہوں جس طرح تو مجھے قتل کریگا۔ اور جانتا ہوں۔ جہاں مجھے سولی دے گا۔ اور اس سے پہلے اسلام میں جس آدمی کے منہ پر لگام باندھیں گے وہ میں ہوں گا۔ بعد اسکے ابن زیاد نے حکم دیا۔ منیم اور مختار دونوں کو قید کریں۔ قید خانہ میں منیم نے مختار سے کہا۔ تم قید سے بھوٹ جاؤ گے اور خروج کرو گے اور طلب خون امام حسین کرو گے۔ اور عبید اللہ بن زید کو قتل کرو گے۔ جب مختار کو قتل کرنے کے چلے۔ قاصد بیزید کی جانب سے پہنچا۔ اور ایک نامہ لیا۔ اس میں لکھا تھا کہ مختار کو چھوڑ دو۔ پھر منیم کو بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کو سولی دروازہ خانہ عمرو بن حریث پر لٹکا دو۔ اس وقت عمرو نے جانا۔ کہ وہ جو مجھ سے منیم نے کہا تھا کہ اپنے ہمسایہ کی رعایت کرنا اس سے مراد یہ وقت تھا۔ پھر اپنی کینز کو حکم دیا۔ کہ ان کی سولی کے نیچے جھاڑو ہے۔ اور خوشبو روشن کرے۔ منیم نے ماہی فضائل اہل بیت شروع کیں اور بنی امیہ پر لعن کیا۔ اور دیگر امور جدال و قتال و حالات بنی امیہ کی خبر دیتے رہے۔ لوگوں نے ابن زیاد سے کہا۔ کہ اس شخص نے تم کو بدنام کر رکھا ہے۔ اس والد الزنا نے حکم دیا۔ کہ ان کے منہ پر لگام باندھ کر سولی پر کھینچ دیں کہ بات نہ کر سکے۔ جب تیسرا دن ہوا۔ ایک ملعون آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے کہا۔ قسم بخدا حربہ میں تم پر ماروں گا۔ باوجودیکہ جانتا ہوں تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت الہی میں کھڑے رہتے تھے۔ یہ کہہ کر وہ حربہ اس شقی نے منیم کے چوتھے پر ملا کہ پہلو اس سے قطع ہو گیا۔ اور آخر روز خون ان کے دماغ کے سوراخوں سے جاری ہو کر ریش و سینہ مبارک پر جاری ہوا۔ اور مرغ روح نے جانب سیاح جہاں پر دلا گیا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ۔ ایسا۔ شیخ کشی نے امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز منیم تمہارا خدمت امیر المؤمنین میں حاضر ہوئے اور آنحضرت آرام فرما رہے تھے۔ منیم نے بوجہ اس علم کے جو امیر المؤمنین نے ان کو تعلیم کیا تھا کہا۔ افسوس اے میرے مولا آپ کی ریش مبارک آپ کے

خون سر سے رنگین کریں گے بعد اسکے امیر المؤمنین بیدار ہوئے فرمایا۔ اے منیم تم کو پکڑ لیں گے۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالیں گے۔ اور وہ درخت جو کوفہ میں محلہ کناسہ میں واقع ہے اسے چار ٹکڑے کریں گے۔ ایک ٹکڑے پر تم کو سولی دیں گے۔ اور دوسرے پر حجر زین علی کو اور تیسرے پر محمد بن النعم کو اور چوتھے پر خالد بن مسعود کو سولی پر لٹکا دیں گے منیم نے کہا۔ اس خبر سے مجھے کچھ شک ہوا اور میں نے عرض کیا۔ یا حضرت البتہ ایسا ہو گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ ہاں سچی پروردگار کعبہ اسی طرح مجھے جناب رسول خدا نے خبر دی ہے۔ میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین مجھے کیوں قتل کریں گے جناب امیر نے فرمایا۔ ایک والد الزنا فرزند زنا کار عبید اللہ سپر زیاد تم کو ہماری محبت کی وجہ سے قید کرے گا۔ اور اسی طرح قتل کرے گا۔ بعد اسکے جب عبید اللہ بن زیاد داخل کوفہ ہوا۔ اس کا علم اسی خرما کے درخت میں الجھل جس کی جانب جناب امیر نے خبر دی تھی۔ اور الجھل کو چھٹ گیا۔ اس ملعون نے یہ فال بد جانی اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالو۔ اس درخت کے چار ٹکڑے کئے۔ جب منیم کا گند اس طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ اسے کاٹ ڈالا ہے منیم نے کہا اسے درخت تو میرے لئے کاٹا گیا ہے بعد اسکے اپنے فرزند صالح سے کہا۔ ایک بیخ لاؤ اور اپنا نام اس بیخ پر لکھ کر۔ ان چاروں حصوں میں سے ایک حصہ جس کا نفعان امیر المؤمنین نے دیا تھا ٹھونک دی۔ اور کہا مجھے اس حصہ پر سولی دیں گے۔ بعد تھوڑے دنوں کے منیم اور کو تو ال شہر سے اور اہل بازار سے نزع ہوئی۔ منیم کو پکڑ کے ابن زیاد ملعون پاس لے گئے جب گفتگو ہوئی۔ اس شقی کو طاقت لسانی و فصاحت بیانی منیم کی اچھی طرح معلوم ہوئی اس وقت عمرو بن حریت نے کہا۔ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ کون ہے عمرو بن حریت ملعون نے کہا۔ یہ منیم تھا ہے کہ خود بھی بھوٹا ہے اور اس کا آقا علی بن ابی طالب بھی دعاؤ اللہ بھوٹا ہے جب ابن زیاد شقی نے جانا کہ یہ منیم تھا ہیں۔ آتش خشم و غضب و کینہ اس کے سینہ میں بھڑکنے لگی۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اور کہا۔ اے منیم تم جھوٹ بولا کرتے ہو منیم نے کہا۔ تو جھوٹ بولتا ہے میں سچا ہوں۔ اور میرے مولا امیر المؤمنین بھی سچے ہیں کہ سچے بادشاہ مومنوں کے وہی تھی۔ ابن زیاد ملعون نے کہا علی سے بیزاری کرو اور ان کی برائی بیان کرو اور طاہر عثمان کی اختیار کر کے اس کی نیکیاں بیان کرو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالوں گا جب منیم نے یہ سنا روئے لگے۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے منیم روئے کیوں ہو۔ کہا تیرے کردار و گفتار پر نہیں روتا۔ لیکن میں اس شک پر روتا ہوں جو میرے دل میں گذرا تھا۔ کہ ایک روز میرے مولا امیر المؤمنین نے اسی واقعہ کی مجھے خبر دی تھی۔ ابن زیاد نے کہا۔ امیر المؤمنین نے تم پر اس واقعہ کی کیونکر خبر دی منیم نے کہا میں ایک روز حضرت بناب امیر میں گیا۔ اور آنحضرت آرام فرما تھے میں نے ایسا کچھ کہا۔ اور حضرت نے اسی طرح مجھ سے کہا۔ اور جو کچھ جناب نے فرمایا تھا یہاں تک بیان کیا کہ اے منیم تم کو ایک کا فر والد الزنا فرزند زینہ پکڑے گا جب اس

فرزند والد الزمان نے سنا بہت عیش و غضب آلود ہو کر کہا قسم بخدا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اور زبان نہ کاٹوں گا۔ کہ تیرا اور تیرے آقا کا بھوٹ ظاہر ہو جائے۔ بعد اسکے اس لعین نے حکم دیا کہ منیم تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور حکم دیا کہ ان کو سوئی پر لٹکا دو جب منیم کو باہر لے گئے ہجوم مردم میں باواز بلند کہا جسے علم منون علی ابن ابی طالب سنا منظور ہوئے اور عجب سے سنے۔ یہ سن کر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور منیم تمہارے سوئی پر علوم و اسرار لوگوں سے بیان کرتے۔ اور عجائب و غرائب اخبار حیدر کر ڈالو لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ ناگاہ عمر بن حریث ملعون آیا اور دیکھا ہجوم ہے انہوہ۔ پوچھا سبب ہجوم و انہوہ و منیم کیا ہے۔ لوگوں نے کہا منیم تمہارے احادیث و اخبار حیدر کر ڈالو لوگوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملعون ابن زیاد شقی پاس گیا۔ اور کہا۔ جلد کسی کو وہاں بھیجئے کہ منیم کی زبان کاٹ ڈالے۔ اسکے کہ اگر ایک ساعت اور اس کی زبان منہ میں رہے گی۔ اہل کوفہ کی تم پر تلوار گرا ڈے گا۔ یہ سن کر ابن زیاد ملعون نے ایک خواص کی طرف جو اسکے بالائے سرخس کھڑا تھا نظر کی اور کہا جا اور اس کی زبان کاٹ ڈال جب وہ خواص آیا۔ کہا۔ اے منیم منیم نے کہا۔ مجھ سے کیا مطلب ہے خواص نے کہا زبان اپنی نکالو کہ امیر کا حکم ہے زبان تمہاری کاٹ ڈالوں۔ منیم نے کہا۔ اے والد الزمان تو کہا تھا۔ کہ میرے مولا کو بھٹکا کر لگاؤ۔ امیر کی زبان کاٹو۔ یہ کہہ کر زبان باہر نکالی۔ اور اس شقی نے کاٹ ڈالی۔ بعد اسکے لوگوں نے دیکھا۔ اسی حقہ چہارم درخت پر جس پر منیم نے مسج کاڑھی تھی اور اپنا نام لکھ دیا تھا۔ ان کو سوئی پر لٹکا دیا ہے۔ اور منیم تمہاری شہادت اس سے دس روز پہلے ہوئی جب امام حسین عراق میں پہنچے۔ ایضا۔ زورایت کی ہے جب وہ بزرگوار برحمت حق سہلحق ہوا۔ سات آدمی غرما فروش جو منیم کے ہم پیشہ تھے ایک رات کو آئے جس وقت سب نگہبان و پاسبان جاگ رہے تھے اور حق تعالیٰ نے ان ساتوں آدمیوں کو ان سے پوشیدہ رکھا کہ ان کو وہ نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ ساتوں شخص منیم کو وہاں سے ایک نہر کے کنارے اٹھا لائے اور وہاں دفن کر کے پانی قبر پر جاری کر دیا۔ اس کے بعد ہر چند نگہبانوں نے تلاش کیا۔ مگر کہیں اثر و نشان قبر کا نہ پایا۔

## فصل بارہویں۔ توجہ جناب سید الشہداء ابیکہ معظّمہ

توجہ جناب سید الشہداء ابیکہ معظّمہ چونکہ کتب فریقین میں اس واقعہ بالہ کا مختلف طور سے ذکر ہے لہذا سجدہ پنجم عالم علمائے فقیہ رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے اس پر اختلاف گئی۔ اور اس وجہ سے کہ ان میں بھی اختلاف ہے لہذا جمل طور سے سب کا ذکر کر کے مقامات اختلاف میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابن ابی عمیر نے بسند معتبر نام میں احادیث سے روایت کی ہے کہ جب ہنگام ارتحال بدترین اہل بنی و عدوان معاویہ بن ابی سفیان جانب سرک منیم غلاب

ایم نیراں پہنچا۔ اپنے فرزند شقاوت مند نیزید پلید علیہ اللعنتہ والعذاب اللشدیدہ کو طلب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگے کہ فرزند واضح ہو۔ میں نے تیرے لئے گردن کشان جہاں کو ذلیل و مطیع و منقاد کیا۔ اور تمام شہروں کو تیرے تحت و تصرف دیا۔ اور جہان ناری ملک فہر یاری تیرے واسطے مہیا کی۔ اب میں تین شخصوں سے تجھ پر ڈرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ تیری مخالفت جہانتک اسے ہو سکے گا کریں گے۔ اول عبد اللہ پسر سزہ بنی الخطاب دوم عبد اللہ پسر زہر سوم حسین بن علی لیکن عبد اللہ بن عمر وہ تجھ سے جدا نہ ہوگا اگر تو اس کی خاطر و مدارات کریگا۔ لیکن عبد اللہ پسر زہر اگر دسترس اس پر ہو جائے۔ بند بند جدا کر ڈالتا اس لئے کہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں ہے مثل اس شیر کے جو شکار کی گھات میں بیٹھا ہو اور مانند روباہ شب و روز یا نیشہ و مکر مشغول ہے کہ تیری دولت کو تباہ کرے ولیکن امام حسینؑ ہیں ان کی نسبت قرابت کا حال رسول خدا سے تجھے معلوم ہے کہ وہ پارہ تہی حضرت رسولؐ کے ہیں اور ان کے گوشت و خون سے پرورش ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ بیشک اہل اوراق انکو بلائیں گے اور یاری و نصرت نہ کریں گے۔ بلکہ انکو تنہا چھوڑ دیں گے۔ لازم ہے اگر ان پر تو ظفر پائے۔ انکے حق حرمت کو پہنچانا۔ اور انکے منزلت و قرابت جو رسول خدا سے ہے اس کو یاد کرنا اور ان کی باتوں پر انکو مواخذہ نہ

ملہ یہ روایت موضوع ہے اور کتب اہل سنت سے علامہ موصوف نے تحریر فرمائی ہے۔ روضۃ الاحباب۔ اسد الغابہ ذخیرہ ملاحظہ ہو۔ نقل حسینؑ کیا تاراجی اہل بیت رسولؐ ایک سوچی سمجھی سبکدوشی کے تحت عمل میں آئی ہے

یزید ملعون اور خالد بن زید کی اسلام دشمنی خود نیزید عین کے ان اشعار سے اچھی طرح واضح ہوتی ہے جو اس نے اس وقت پڑھے جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ اس کے دربار میں کھڑا تھا۔ ملاحظہ ہو لہ

(باقی صفحہ ۱۸۰ پر)

لعبت بنو ہاشم بالملک فلا خیر جاد ولا وحی نزل

کرتا اور جو روابط میں اس مدت میں ان سے حکم کئے ہیں۔ ان کو قطع کرنا اور ہرگز ہرگز ان کو کوئی صدمہ و ضرر نہ پہنچانا۔ مولف فرماتے ہیں کہ نرض اس کی ان نصیحتوں سے حفظ ملک و بادشاہی یزید تھی۔ اس لئے جانتا تھا کہ بعد شہادت امام حسین سلطنت میں تزلزل ہوگا۔ اور تمام خلائق منافق و مومن یزید کے منحرف ہونے اور یہ خوبی واضح ہے کہ وہ بد سخت انتقاد سجد اور روز جزا و نبوت سید الانبیاء نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا کفر و نفاق تمام عالم پر ظاہر تھا۔

**درخواست بیعت از امام حسین**  
 امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ فوت ہوا اور یزید پلید اس کے بعد مسند خلافت باطل پر بیٹھا۔ اپنے چچا عقبہ لیسر ابوسفیان کو اور بروایت شیخ مفید وغیرہ نے کہا ہے ولید لیسر عقبہ کو حاکم مدینہ کر کے مدینہ میں بھیجا اور مروان بنی حکم کو کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا معزول کیا جب عقبہ داخل مدینہ ہوا۔ اور مسند امارت پر متمکن ہوا چاہا حکم یزید درباب مروان جاری کرے مروان بھاگ گیا۔ اور عقبہ کا اس پر دسترس نہ چلا۔ بعد اسکے اس نے امام حسینؑ پاس ایک قاصد بھیجا کہ یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکے لئے آپ سے بیعت لوں

(بقیہ صفحہ ۱۷۹)

بنی ہاشم محمدؐ نے حکومت کرنے کے لئے ایک کھیل کھیلا حقیقتہً ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔

لیت اشیاخو بیدر شہدوا جزع الخزع من وقع الا سل

کاش میرے وہ بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر داد دیتے کہ میں نے خاندانِ رسول سے انکا کیا پھانسی

لا لھلوا واستھلوا فرجا ثم قانوا یا یزید لا تشل

اور وہ مجھے دعا دیتے کہ اسے یزید تیرا ہاتھ بیکار نہ ہو۔

قد تمکننا القون من ساداتھم وعد لنا قتل بدر فاعتدل

میں نے ان کے پتے ہوئے بزرگوں اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا اور جنگ بدر کا انتقام لیا۔ تو خوش پورا ہو گیا۔

لست من عتبه لھ انتقم من بنی احمد ما کان فعل

مخبر نے جو کچھ کیا تھا اگر میں ان سب کا انتقام ان کی اولاد سے نہ لیتا تو بے شک قبیلہ کی نسل میں شمار ہونے کے قابل نہ رہتا۔

(تاریخ کامل جلد چار ص ۳۵)

یہ ایک سلسلہ امر ہے کہ جو اثرات اولاد کے ہوتے ہیں وہ والدین کے اور جو خیالات والدین کے وہ اولاد کے ہوتے ہیں خاندان

دشمنی کے متعلق ان اشعار سے بخوبی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل بیت کے متعلق یہ خیالات یزید کے ہی نہیں تھے۔ بلکہ

خاندان یزید معاویہ سفیان کے بھی تھے جنگ صفین وغیرہ ان ہی خیالات کا اثر و نتیجہ تھی۔ لہذا اب یہ کہنا اور ماننا غیر ممکن

(باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

لازم ہے کہ یہاں اگر بیعت یزید کیجیے۔ جب امام حسینؑ نشر بیعت لائے۔ فرمایا: اسے عقبہ تو جانتا ہے کہ ہم خاندانِ عزت و کرامت و معدن نبوت و رسالت سے ہیں۔ اور وہ علمائے روشن دین اور نشاۃِ اولیٰ رہا یقیناً ہیں۔ خدا نے حق ہمارے دلوں کو سپرد کیا۔ اور ہماری زبانوں کو یکایک اس سے اور ہمیشہ چشمہ ہائے حکمت و دریاۓ علم جناب اہدیت ہمارے زبانِ معجز بیان پر جاری ہیں۔ میں نے اپنے جد بزرگوار جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ خلافت فرزند ان ابوسفیانؑ پر حرام ہے پھر میں اس گروہ سے کیونکر بیعت کروں جن کے حق میں جناب رسول خداؐ نے یہ اشارہ کیا ہے۔

جب عقبہ نے امام حسینؑ سے یہ جواب سنا۔ اپنے منشی کو بلایا اور اس کا نام **عقبہ بن عامر بن زید بن عدین** مضمون کا نامہ یزید کو لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ از طرف عقبہ پسر ابوسفیانؑ بجا نایب بندہ کسوف و زلزلا بادشاہ مومنین ہے۔ اما بعد حسین بن علیؑ تم کو سزاوار خلافت نہیں مانتے اور تمہاری بیعت پر راضی نہیں ہیں پس جو کچھ تم ان کے حق میں بہتر جانو اس پر عمل کرو۔ والسلام جب یہ خط یزید پر پلید پاس پہنچا۔ جواب لکھا۔ لازم ہے اسے عقبہ جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے۔ فوراً جواب لکھو کہ میں نے میری بیعت کی اور کس نے میری مخالفت کی۔ اور لازم ہے کہ امام حسینؑ کا سر ہمراہ خط کے میرے پاس بھیج دے۔ اور شیخ مفیدؒ و سیّد ابن طاووسؒ و ابن شہر آشوبؒ و غیرہم رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے انتقال فرمایا۔ شیعیان عراق نے متعہد ہو کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اس وقت موافقت ان کی میں صلاح نہ جانی اور حکم بھریا۔ جب امیر معاویہ دنیا سے گذر گئے۔ نصف ماہ رجب ۱۸ھ ہجری میں یزید نے ایک نامہ ولید پسر عقبہ بن ابوسفیانؑ کو کہ از جانب معاویہ حاکم مدینہ تھا۔ اس مضمون کا لکھا کہ امام حسینؑ و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن زبیر و عبد الرحمن بن ابی بکر سے میری بیعت ہے اور لازم ہے کہ ان پر تنگ گیری کر کے مذار قبول نہ کرنا اور جو میری بیعت سے انکار کرے اس کا سر بہت جلد میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ نامہ ولید پاس پہنچا۔ اس نے مروان بن حکم سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ مروان شفیق نے کہا مناسب معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنوز یہ لوگ انتقال معاویہ سے خبردار ہونے نہ پائیں کہ ان کو بلا کر یزید کی بیعت ان سے لے لے اور جو

(بقیہ صفحہ ۱۸۰) ہے کہ معاویہ یزید کو اہل بیت سے نیک سلوک کرنے کو وصیت کرے بلکہ یہ طرفداران نبی اہیت کی تیار

کردہ روایات ہیں ان کو برحق ثابت کرنے کے لئے۔ لیکن یہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

(کوثر مجلہ بلوچی علمی سنہ)

کہ خوشبو نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے



قبول نہ کرے اسے قتل کر۔ یہ بات ولید پر بہت گراں ہوئی۔ مگر اسی رات ان لوگوں کو طلب کیا۔ اور یہ اس وقت روضہ منورہ رسول خدا میں جمع تھے جب پیغام ولید سنا۔ امام حسین نے فرمایا۔ معاویہ مر گیا۔ اور ہم کو بیعت یزید کے واسطے طلب کیا ہے۔ عبداللہ بن عمر و عبدالرحمن بن ابوبکر نے کہا ہم اپنے گھر جا کر دروازہ بند کر لیتے ہیں عبداللہ بن زبیر نے کہا۔ میں ہرگز بیعت یزید نہ کروں گا۔ اور امام حسین نے فرمایا۔ البتہ میں ولید پاس جاؤں گا۔

**ملاقات امام حسین با ولید**

پس حضرت امام حسین نے تیس شخصوں کو اپنے اہل بیت اور غلاموں اور امام حسین اپنے ہمراہ لے چلے اور جا کر فرمایا تم سب دروازہ پر ٹھہرو۔ جب میری آواز بلند ہو تم سب اندر چلے آنا جب امام حسین داخل مجلس ولید ہوئے۔ دیکھا مروان تنہا ولید پاس بیٹھا ہے۔ جب امام حسین بیٹھے۔ ولید نے قبر مرگ معاویہ امام حسین سے بیان کی حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ولید نے یزید کا خط پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے یہ گمان نہیں ہے کہ تم مجھ سے پنہاں یزید کے بیعت کرنے پر راضی ہو۔ چاہو گے کہ علانیہ لوگوں کے سامنے میں یزید کی بیعت کروں۔ ولید نے کہا۔ ہاں یہی مقصود ہے۔ حضرت نے فرمایا کل صبح اس بارہ میں جو مناسب ہو۔ جواب دوں گا۔ اور تم بھی اس بارہ میں خیال کرنا بعد اسکے آپس میں صلح کر کے ہم میں سے جو لائق خلافت ہو اس کی بیعت کرنا۔ ولید نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے چلے۔ پھر بعد اسکے مجمع مروم میں آپ سے ملاقات کروں گا۔ مروان لعین نے کہا۔ حسین کو نہ جانے دو کہ اگر اس وقت تو نے ان سے بیعت نہ لی۔ پھر بغیر اسکے خونریزی نہ ہو وہ ہاتھ نہ آئیں گے۔ اس وقت تھک

نہ یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کا دل میں ارادہ رکھتے تھے اور بعد میں کو بھی لی بلکہ لوگوں کو بیعت یزید کیلئے مجبور کرتے تھے۔ بخاری جلد دوم ص ۱۰۵) عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر وحشما وولده فقال انى سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ینصب لکل عا و سواداً یوم القیامۃ وانا قد باعنا هذا الذم لای یزید علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلو علی ذم اللہ ورسولہ وانا قد باعنا هذا الذم لای یزید علی بیع اللہ ورسولہ۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا۔ تو عبداللہ بن عمر نے دوسرا مدینہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور کہا میں نے رسول پاک سے سنا ہے کہ امام کا ہانی جو ہو گا۔ قیامت کو بغاوت کے جھنڈے تلے ہوں گے (یعنی بخشش نہ ہوگی) اور تحقیق ہم نے اس مرد یزید کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت جان کر کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ بیعت یزید بیعت خدا اور رسول اور اس کا انکار باہنی اور بغاوت کے جھنڈے تلے ہونگے۔

(کوثر پھریوسی مثنوی سنہ)

قالبو میں ہیں جس طرح ہوسکے نسبی بیعت لے لو اور اگر بیعت نہ کریں قتل کردہ امام حسینؑ اس کلام بجا انجام مروان سے غضبناک ہوئے اور فرمایا اسے والد الزنا فرزند ان الرزق زنا کار بھلا تو یا وہ مجھے قتل کر سکے گا قسم بخدا تو بھٹو کہتا ہے تو اور وہ کوئی میرے قتل پر قادر نہیں بعد اسکے ولید کی طرف منیٰ طرب ہوئے فرمایا اسے ولید واضح ہو کہ ہم اہل بیت نبوت و معدن رسالت ہیں ہمارے گھر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں خدا نے ہم کو نبوت و خلافت عطا کی اور ہم پر خلافت و امامت کو ختم کرے گا اور نیز یہ ایک مرو فاسق اور شارب خوار ہے لوگوں کو ناحق قتل کرتا ہے اور اعلانیہ انواع و اقسام کے فسوق و فجور و معاصی کا مرتکب ہوتا ہے مجھ ایسا اس فاسق جیسے سے ہرگز بیعت نہیں کر سکتا بعد اسکے جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ٹھہریگا یہ فرما کر ہمراہ اصحاب بجانب دولت سر امر اجعت فرمائی اور یہ واقعہ شب سناٹا میں حرم کو گذرا جب امام حسینؑ باہر تشریف لے گئے مروان لعین نے کہا ولید سے تم نے میری بات نہ مانی قسم بخدا اب ان پر دسترس نہ پاؤ گے ولید نے جواب دیا اسے مروان تیری رائے پر دلے ہو تیری رائے میری موجب ہلاکت دنیا و دین تھی قسم بخدا میں راضی نہیں کہ تمام دنیا ہماری ہو جائے اور میں خون امام حسینؑ میں شریک ہوں سبحان اللہ تو راضی ہے اس بات پر کہ میں امام حسینؑ کو قتل کروں کہ وہ نیز میرے بیعت نہیں کرتے قسم بخدا جو ان کے خون میں شریک ہوگا اس کو ہرزہ قیامت کوئی حسد نہ ملیگا بظاہر مروان نے کہا اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہا نہ کیا خوب کیا دل میں فعل ولید سے لینی دقتا لکھے روز صبح کو امام حسینؑ باہر تشریف

**منارۃ امام حسینؑ یا مروان علیہ اللعن** لائے بعض کو پوجہ ہائے مدینہ میں مروان نے حضرت کو دیکھا اور کہا میری نصیحت قبول کیجئے اور نیز میرے بیعت کر لیجئے کہ آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا انا للندوانا الیہ راجعون حال اسلام پر دلے ہو کہ امت محمدیہ نیز یہ ایسے خلیفہ کی خلافت میں مبتلا ہو تحقیق کہ میں نے اپنے جلد بزرگوار رسولؐ منار سے سنا ہے کہ فرماتے تھے خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے۔ انحضرتؐ اس بات پر بہت ردد قدر ہوئی اور مروان غضب آلود ہو کر چلا گیا ولید نے شب اول عبد اللہ بن زبیر سے بیعت لینے میں بہت مبالغہ کیا اور وہ صبح ہوتے ہی مدینہ سے جانب مکہ روانہ ہوا جب ولید اس کے جانے پر مطلع ہوا ایک شخص کو نبیؐ مدینہ میں سے ان کے تعاقب میں مع ہالیس سوار روانہ کیا مگر چونکہ بعد اللہ راہ غیر متعارف سے گیا تھا ہر چند ڈھونڈا مگر نہ پایا اور واپس آئے جب روز طلبہ تمام ہوا ولید نے کسی کو امام حسینؑ میں پاس بھیجا اور روانہ بہت تاکید کی امام حسینؑ نے فرمایا کہہ دو صبر کرے میں اس رات سوچوں گا فکر کروں گا۔

بروایت شیخ مفید اسی شب کہ وہ شب یک شنبہ ستائیسویں ماہ جب کی تھی۔  
**خواب دیکھنا امام حسین کا** امام حسین متوجہ مکہ ہوئے اور بروایت سابق امام زین العابدین نے فرمایا۔  
 جب امام حسین نے ارادہ لایا کہ کیا شب اول بقصد وداع اپنے جد بزرگوار جناب پیغمبر خدا کے روضہ مقدس میں گئے کہ  
 وداع کریں جب قریب قبر مطہر پہنچے۔ ایک نور قبر مطہر سے امام حسین کے لئے ظاہر ہوا۔ قریب امام حسین نے  
 وہ حالت مشاہدہ کی۔ اپنی دولت سرا کی جانب مراجعت فرمائی۔ پھر دوسری شب کو حضرت مقدس کی زیارت کو روانہ ہوئے  
 اور نزدیک مرقد مطہر اسی سرد کھڑے ہو کر ہمت نمازیں پڑھیں۔ اور سجدہ میں نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا رسول خدا امام  
 حسین پاس تشریف لائے اور اس خوش مبارک میں نے کہ درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور رورور کر فرمانے لگے میرے  
 مادر پیدر اسے فرزند تجھ پر تھا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں درمیان اشقیائے امت کو مجھ سے امید شفاعت رکھتے  
 ہیں۔ تو اپنے خون میں غوطے مار رہا ہے۔ تحقیق کہ ان ظالموں کا خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔ اسے فرزند تم ہمت جلد  
 اپنے مادر و پیدر بزرگوار پاس آؤ گے۔ اور وہ تمہارے مشتاق ہیں۔ اور تمہارے ہمت جہادید میں چند درجے ایسے ہیں۔  
 ان میں نہ پہنچ سکو گے مگر فہید ہو گے۔ یہ خواب دیکھ کر امام حسین معنوم و معزوں بیدار ہوئے اور جانب دولت  
 سرا مراجعت فرمائی۔ اور خواب اہل بیت سے بیان کر کے عازم سفر عراق ہوئے۔

بروایت معتبر دیگر جب خبر بیعت طلبی یزید کی طرف سے ولید کو  
**وداع امام حسین از قبر بزرگوار** پہنچی بہت مخزون معنوم ہوا۔ اور کہا مجھے منظور نہیں کہ میں امام  
 حسین فرزند رسول کو قتل کروں۔ اور مجھ سے ایسا نہ ہو گا۔ ہر یزید یزید تمام روئے زمین مجھے دے دے۔ بعد اسکے  
 امام حسین کو طلب کیا۔ اس وقت حضرت اپنے جد اجد کے روضہ پر گئے ہوئے تھے جب امام حسین کو گھر میں نہ  
 پایا۔ اور ولید کو خبر کی۔ اس نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ وہ تمہارے چلے گئے اور میں ان کے خون میں  
 شریک نہ ہوا۔ اور جب امام حسین اس شب نزدیک قبر مطہر آئے۔ کہا اسلام علیک یا رسول اللہ میں پیسرف  
 ہوں۔ اور فرزند زادہ آپ کا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنی امت میں امانت رکھا۔ اور مجھے اپنا خلیفہ ان پر کیا۔ یا نبی  
 آپ گواہ ہیں آپ کی امت نے میری نصرت نہ کی اور میری حرمت کی رعایت نہ کی۔ اور مجھے تلف کیا۔ ان سب کی  
 میں آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کروں۔ یہ فرما کر مشغول نماز و عبادت ہوئے  
 اور صبح تک اپنے جد بزرگوار کے پاس بطاعت کرو گا۔ قیام کیا۔ جب صبح ہوئی جانب دولت سرا مراجعت فرمائی  
 پھر دوسری شب روضہ مقدس جد عالی مقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور چند رکعت نماز ادا کی جب نماز  
 سے فارغ ہوئے۔ کہا خداوند یہ قبر تیرے پیغمبر کی ہے۔ اور میں تیرے پیغمبر کا فرزند ہوں۔ اور مجھے جو امر در پیش ہے  
 وہ نوجانتا ہے۔ خداوند میں نیکیوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس کا حکم دیتا ہوں اور بدی کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور اس سے بیخ کرتا

ہوں۔ خداوند سبحان قبر اور صاحب قبر کے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے وہ اختیار کر جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا ہو۔ صبح تک اپنے جد بزرگوار اور خداوند دلیل و نہار سے مناجات کرتے رہے جب قریب طلوع صبح ہوا۔ اپنا سر اقدس ترویج اقدس جد بزرگوار پر رکھنا لگا۔ نیند آگئی خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صبح گروہ پیشمار ملائکہ مقربین کہ وہ حضرت کو بیچ میں لئے تھے۔ قریب امام حسین آئے اور سید الشہدا کو آسٹوش میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور درمیان دو دیدہ پوسہ دے کر کہا ہے حلیب من اسے سین ظہید من بہت جلد صمراے کو بلا میں تھا اس امر تن سے جدا کریں گے۔ اور تم اس گروہ میں جن کا دعویٰ ہوگا کہ میری امت سے ہیں خون میں تڑپو گے۔ اور پکے ہو گے وہ اٹھیا تم کو پانی نہ دیں گے۔ اور باوجود ایسے افعال و اعمال کے میری شفاعت کی امید رکھتے ہوئے خدا ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے محروم کرے اسے نور دیدہ من اسے فرزند نیند دیدہ من تمہارے پدر و ملار و برادر میرے پاس آئے۔ اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں تمہارے لئے ریاض جنان میں چند درجے اور منزلت ایسی ہیں کہ بغیر شہید ہونے نہ مل سکیں گے۔ یہ سن کر امام حسینؑ رورور کر خواب میں اپنے جد بزرگوار رسول ممتاز سے عرض کی کہ مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں مجھے اپنے ہمراہ اپنی قبر مطہر میں لے لیجئے اور شہرہ سے خلاص کیجئے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اسے نور دیدہ۔ تم کو دنیا میں جلنے اور شہادت پر فائز ہونے بغیر چارہ نہیں اور بعد شہادت کے درجات بلند و سعادت ابدی تم کو حاصل ہوگی۔ تم اور تمہارے پدر و مادر و برادر و عم اور تمہارے پدر کے ہم بروز قیامت با یکدیگر محشور ہونگے اور با یکدیگر داخل بہشت ہونگے۔ امام حسینؑ گریاں و پریشانی خواب سے بیدار ہوئے اور جانب دولت سر امر اجمت کر کے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اہل بیت رسالت سے۔ اس روز کوئی گھر اہل بیت سے خالی نہ تھا جس میں حزن و اندوہ نہ ہو۔ صلائے گریہ و نوحہ اہل بیت بلند تھی۔ بعد اسکے امام حسینؑ اسباب ہر مہیا کر کے عازم مکہ ہوئے۔ اور رات کو اپنی ماں فاطمہ الزہراؑ کی قبر مطہر و معطر اور اپنے برادر امام حسنؑ کی قبر منور پر چلے بطور رسم و اداع کیا اور صبح جانب دولت سر امر اجمت کی اس وقت محمد بن حنفیہ حاضر

**عرض محمد بن حنفیہ خدمت امام حسین علیہ السلام خدمت ہوئے۔ اور کہا ہے**

برادر آپ میرے نزدیک گرامی و عزیز ترین خلق ہیں۔ اور میں آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ جس میں آپ کی خیر ہو وہ آپ سے عرض کر دوں اور کیونکر نہ عرض کر دوں۔ حالانکہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔ اور میرے بمنزلہ جان و دل دیدہ اور بزرگ اہل بیت رسالت اور میرے امام و پیشوا ہیں اور آپ کی طاقت مجھ پر واجب ہے اور خدائے مجھ پر آپ کو فیصلت و شرافت دی ہے اور آپ کو بہترین سردار جو انجان بہشت کیا ہے۔ میں آپ کے حق میں یہ صلاح مناسب جانتا ہوں کہ بیعت یزید سے کنوہ کیجئے اور شہروں سے دوری اختیار کر کے جنگل کی طرف تشریف لے جائیں اور لوگوں کے پاس قاصد بھیجے اپنی بیعت کی حکومت کیجئے۔

جمع ہو جائیں اور آپ کی بیعت اختیار کریں۔ اس وقت جو آپ کی خاطر مبارک میں ہے اس کا قصد کیجئے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت نہ کریں آپ خود مختار ہیں مجھے خوف ہے کہ آپ کسی شہر میں داخل ہوں۔ اور ابالیان شہر مختلف ہر کے کچھ آپ کی طرف ہو جائیں اور کچھ مخالفت کریں۔ اور آخر سجدال و قتال نوبت پہنچے اور آپ کی جان شریف اور آپ کے اہل بیت کی جانیں جو شریف ترین ہیں تلف ہو جائیں۔ امام حسین نے فرمایا ہے برادر کہاں جا کے توقف کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ مکہ تشریف لے جائیے۔ اگر ہو سکے وہاں قیام کیجئے اگر اہل مکہ بشیوہ بے وفائی پیش آئیں بین تشریف لے جائیے کہ ابالیان بلادِ یمن آپ کے جد و پدر کے قبیعہ ہیں۔ ان کے دل رحیم ہیں اور شہران کا وسیع ہے اور اگر وہاں بھی موقع قیام کا نہ ملے۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں جائیے اور منتظر فرصت رہیے کہ حق تعالیٰ آپ کے اور ان فاسقوں کے درمیان بحق حکم کرے۔ امام حسین نے فرمایا اسے برادر اگر نہیں بھی مجھے پناہ نہ ملے۔ مگر یزید سے بیعت نہ کروں گا۔ یہ سن کر محمد بن حنفیہ نے کلام تمام کیا اور بہت روئے اور امام حسین بھی رونے۔ پھر فرمایا۔ اسے برادر خاتم کو جزائے خیر دے تم نے مجھے نصیحت کی اور میری خیر خواہی کی۔ کہ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ کا ہے اور میں اس سفر کا عازم ہوا ہوں۔ اپنے بھائیوں اور بھانجوں اور شیعوں کو ہمراہ لئے جاتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تم مدینہ میں رہو اور میری جانب سے ان اشقیاء پر بطور جاسوس رہو۔ جو کچھ گذرے مجھے تحریر کرو۔ پھر دو ات کا خذ منگا کر اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ حسین بن علی بن ابی طالب کا اپنے برادر محمد المعروف ہا بن حنفیہ کی طرف ہے تحقیق کہ حسین شہادت دیتا ہے کہ خدا یگانہ ہے اور کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور کوئی دیتا ہے کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اور بحق و راستی حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور شہادت دیتا ہے کہ بہشت و دوزخ ہے اور قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا سب کو جو قبروں میں ہیں زندہ کرے گا۔ واضح ہو کہ میں از روئے طغیان و عدوان و فساد و ظلم نہیں جاتا ہوں۔ ولیکن اپنے نانا کی امت کی صلاح اس میں جانتا ہوں۔ کہ ان کو نیکیوں کا حکم دوں۔ اور بدیوں سے منع کروں۔ اور ان کے حق میں مثل اپنے نانا سید الانبیاء اور اپنے پدر سید اوصیاء کے عمل کروں۔ پس جو کوئی مجھے بحق و راستی خدا قبول کرے بحق و پاؤاش اہل حق سزا دے اور مجھ پر رد کرے میں صبر کرتا ہوں تا آنکہ خدا میرے حق میں اور اس گروہ کے حق میں برامتی حکم کرے۔ اور خلاہ ہشتون حکم کندگان ہے۔ اور یہ میری وصیت اسے برادر تم کہے۔ اور نہیں میری توفیق مگر خدا اور اسی پر ہے توکل اور اسی کی جانب میری بازگشت ہے بعد اسکے امام حسین نے نامہ لکھا۔ اور اس پر ہر فرما کے محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہوئے۔ کتب معتبرہ میں باسانید قویہ ابن قولویہ سے منقول ہے کہ ایک روز حمزہ بن عمرو نے جناب صادق کی خدمت میں اس

کی کہ جب امام حسین متوجہ سفر عراق ہوئے۔ اس وقت محمد بن حنفیہ کیوں ہمراہ نہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ کہ پھر اسی طرح کا سوال نہ کرنا۔ واضح ہو کہ امام حسین جب سفر پر روانہ ہونے لگے۔ کاغذ طلب کیا۔ اور یہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے سبائب فرزند ان بام ہے۔ اما بعد جو میرے ہمراہ ہوگا شہید ہوگا۔ اور مجھے جو مخالفت کرے گا۔ دستکار نہ ہوگا

ابن سعد معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب سید الشہداء نے

## افواج ملائکہ وجتا کا حاضر ہونا

سے باہر تشریف لے گئے۔ افواج ملائکہ مع علامتہائے محاربہ

تیرے ہاتھوں میں لٹے اسپان بہشت پر سوار حاضر ہوئے اور سلام کر کے کہا۔ اے حجت خدا تعالیٰ بعد اپنے جد و پدر برادر کے تمام خلق پر ہم نے حکم خداوند عالم آپ کے جد بزرگوار کی بہت سے مقامات پر نفرت کی اور اب ہم کو آپ کی نفرت لے لٹے بھیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہمارا اہمارا و عدہ گاہ مقام وہ ہے جسے خدا نے میرا موضع شہادت و دفن مقرر کیا ہے اور اس کا نام کر بلا ہے۔ جب میں اس زمین تشریف پر پہنچوں۔ اس وقت میرے پاس آنا۔ ملائکہ نے عرض کی۔ اے حجت خدا جو حکم دیجیے گا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اگر آپ کو کسی سے نفرت ہو تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور دفع ضرر کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔ یہاں تک کہ میں اپنے مقام شہادت پر پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد بے شمار فوجیں مسلمانان قوم جن کی خدمت امام حسین میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ اے سید و بزرگ ہمارے ہم آپ کے شیعہ ہیں اور یاد میں اپنے دشمنوں کے حق میں جو آپ حکم کریں ہم اس کی تعمیل و اطاعت کو حاضر ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے سب دشمنوں کو اچھی بلا کر دیں اور آپ کو مطلق تعجب و زحمت اور حرکت نہ کرنی پڑے۔ امام تین دن کو دعادی۔ اور فرمایا۔ مگر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ کہ خداوند عالم نے میرے جد بزرگوار کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اینما نکو نواید رککو الموت ولو کنتم فی بدو ج مشیدہ یعنی جس جگہ ہو گے وہاں موت پہنچے گی۔ ہر چند قلعہائے محکم میں ہو اور پھر ارشاد کیا ہے لو کنتم میوتکم لیوذا الذین کتب علیہم القتل الی مصنا جمع ہم یعنی اے محمد منافقوں سے کہو۔ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ البتہ باہر آتے اپنے مقام قتل پر وہ لوگ جن کے مقدار میں قتل ہونا لکھا ہے۔ پس اگر میں اپنی جگہ توقف کروں اور جہاد کروں نہ جاؤں اس خلق گمراہ کو کس سے آتماہ کریں گے اور منافقین کس چیز سے امتحان کئے جائیں گے اور زمین کر بلا پر میری قبر میں کون سا کن ہوگا کہ خداوند عالم نے اس کو فراخ کیا۔ اور برگزیدہ فرمایا ہے اور اس مکان تشریف کو میرے شیعہوں کا پشت و پناہ کیا ہے اور اس مقدمہ کی جانب جانا باعث رزق دینا و آخرت ہے و لیکن تم لوگ بروز دشمنیہ حاضر ہو کر میرے پاس آؤ۔ کہ میں آخر روز کر بلا میں شہید ہوگا جبکہ کوئی میرے اہل بیت سے باقی نہ رہے گا کہ اس کے

قتل کا ارادہ کریں۔ اور میرا سر نیز پلید پاس سے جائیں گے۔ یہ سن کر گروہ نبی جان نے کہا۔ اسے حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب نہ ہوتی اور آپ کی مخالفت جائز ہوتی تو بیشک ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قتل اسکے۔ کدوہ آپ تکسہ ہو چتے قتل کر ڈالتے۔ حضرت نے فرمایا تم سب خدا میری قدرت ان کے دفع کرنے پر تہمداری قدرت سے زیادہ ہے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ حجت خدا کو خلق پر تمام کروں اور حکم خدا بجالاؤں

**نزول امام حسینؑ بمکہ معظمہ** شیخ مفید نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ تیسری تاریخ ماہ شعبان کو داخل مکہ معظمہ ہوئے۔ اور یہ اکر تہ تلاوت فرمایا۔ دلسنا قوجہ تلقاء مدین قال حبیبی دبیھدینی سواد السبیل یعنی جب حضرت موسیٰ منورہ شہر مدین ہوئے کہا امیدوار ہوں۔ کہ میرا پروردار مجھے براہ راست ہدایت کرے۔ اور مقام مقصد تک پہنچا دیں۔ جب اہل مکہ اور ایک گروہ نے جو اطراف سے عمرہ کو آئے تھے۔ خبر قدوم ہیبت لزوم امام مظلوم سنی خدمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوئے۔ اور ہر صبح و شام ملازمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور عبداللہ بن زبیر اس وقت مکہ میں قریب کعبہ مقیم تھا اور لوگوں کو قریب رہنے کو ہمیشہ مشغول نماز رہا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ملاقات حضرت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور بظاہر ظہر مسرت تشریف آوری حضرت سے کرتا تھا۔ اور باطن میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا۔ اس لئے کہ جانتا تھا۔ جب تک حضرت مکہ میں رہیں گے۔ کوئی اہل حجاز سے میری بیعت نہ کرے گا۔ جب یہ خبریں اہل کوفہ کو پہنچیں شیعیان کوفہ سلیمان بن عمرو خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے حمد و ثنائے الہی بجالائے اور دوبارہ فوت معاویہ و بیعت یزید گرفتگی کی سلیمان نے کہا جبکہ معاویہ مر گیا۔ اور امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم ان کے شیعہ اور ان کے پروردار کے پیرو ہو کر ملتے ہو گا انکی نصرت کر سکو گے اور بجان و مال ان کی نصرت میں کوشش کر سکو گے ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلا لو۔ اور اگر ان کی نصرت میں سستی و کاہلی کرو گے یہ جان لو کہ شرط نیک خواہی اور متابعت کی بجا آوری نہ کرو گے۔ ان کو قریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو پہنچے تو قدیم سے منور کریں گے۔ ہم سب بقدم خلاص ان کی خدمت میں حاضر ہو گے ان سے بیعت کریں گے اور ان کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک عریضہ اس مضمون کا خدمت امام عالی مقام میں لکھا۔

**مضمون خط سلیمان بن عمرو خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ** بسم اللہ الرحمن الرحیم

خزاعی و مسیب بن نجبه و رقاعہ بن خدا و بجلی و حبیب بن ابی ظہار از جمیع شیعیان و مؤمنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسین بن علی بن ابی طالب ہے آچے سلام خدا ہو۔ اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہے

حمد کرتے ہیں۔ اور ہم شکر خدا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے دشمن جبار کو کہ بغیر رضا مندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا۔ اور وہ بچور و سدوان امت پر حاکم۔ اور ان کے اموال میں بناحق تصرف کیا۔ اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بد اطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموال خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا سے نظروں کرے جس طرح قوم ثمود پر نغیر بن کی۔ اور واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام دیشوا نہیں ہیں آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم نہجہ فرمائیے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں۔ شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ہم پر ظاہر کرے۔ اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دار الامارۃ میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ کو اور عیدین میں وہاں تازہ پڑھنے نہیں جاتے۔ اور جب آپ کی خبر تشریف آوری ہم کو ملے گی ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے کہ اہل خمام پاس چلا جائے۔ والسلام۔ اہل کوفہ

**کثرت خطوط اہل کوفہ حسین روانہ کیا۔ اور اسرار کیا۔ کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام میں پہنچا**  
 دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو داخل مکہ ہوئے۔ اور نامہ اہل کوفہ خدمت امام حسین میں پہنچا دیا۔ ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ و عبداللہ بن شداد و عمارہ بن عبد اللہ کو کہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیکر خدمت امام حسین روانہ کیا۔ اور پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا۔ اور ہمدست ہانی بن بانی سبجی و سعید بن عبد اللہ حنفی خدمت آنحضرت روانہ کیا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سولیفہ شیعوں اور زردیوں و مخلصوں کی طرف سے خدمت امام حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ اما بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں پاس تشریف لائیے کہ جمیع مروان ولایت منتظر قدم مہمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بتجلیل تمام ہم مشتاقوں پاس تشریف لائیے والسلام۔ اہل کوفہ پس شیدت بن ربیع و عمار بن الحر و

نہ مذہب امامیہ کا عقیدہ ہے امام اس وقت تک عالم خاک سے نہیں جاتا جب تک اپنے بعد کیلئے امام کا نام اور بازو پکڑ کر نہ دیا جائے۔ ایک لمحہ بھی دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ دنیا جنت خدا سے خالی رہی لہذا جنہوں نے کوفہ سے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھے اور لکھا ہمارا کوئی امام دیشوا نہیں۔ وہ شیعہ مذہب نہیں رکھتے نئے شیعہ مذہب میں امام منصور من اللہ ہوتا ہے لوگوں کے بدلنے سے نہیں بنتا کوفہ میں بدلنے والے وہ تھے جو امامت کیلئے جماع کے قابل تھے۔ کیونکہ شیعہ تو جماع کے قابل نہیں ہیں یہی وجہ رہی جب نائب امام حسین کوفہ میں آئے تو امامت حسین پر اجتماع کر کے بعد میں امامت یزید پر اتفاق کر کے اگر وہ شیعہ ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ اس وقت کوئی ہمارا امام اور دیشوا نہیں ہے شیعہ مسلمات میں ہے الحجۃ قبل القویٰ من تبعہا الخلق۔ حجت امام مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کے بعد ہے لہذا ایک لمحہ بھی بلا امام نہیں گذر سکتا

(مکثر پھر بلوی)



یزید بن حارث و زودہ بن قیس و زور بن ججاج و محمد بن عمرو نے دوسرا اس مضمون کا سرفیضہ لکھا۔ بعد حمد و نعمت گذارش ہے کہ تمام صحرا سبز اور میوے تیار ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لئے یہاں لشکر مہیا و حاضر ہے اور ہم شب دروز آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہنچتے تھے۔ مگر حضرت نائل دیتے تھے اور جواب ان کا نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ چھ تو خطوط ان مکاروں غداروں کے امام حسینؑ پاس پہنچے۔ اور جیب مبالغہ و اصرار از حد ان کا ہوا۔ اور متعدد قاصد حضرت پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کو ذی سے آگئے۔ حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسین بن علیؑ کا شیخوں مومنوں کے لئے اہل کوفہ کی طرف ہے۔ امام بعد ہمت سے فاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی و معید کے ہاتھ مجھے بھیجا مجھے پہنچا۔ سب تہارے خطوط میرے پاس پہنچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا۔ تم نے سب خطوط میں میرے پاس لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ خلا آپ کی برکت سے ہم کو کحقی بدایت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے۔ مشورہ عقلا و دانا یاں و اشرف و بزرگان قوم لکھا ہے۔ اس وقت میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ امام وہی ہے جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جادہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔ والسلام حسین بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام۔

## فصل تہم صویریں روانگی حضرت مسلمؑ کو کوفہ

روانہ فرمانا سید خلیل و نوبارہ بوستان مکرمت و تمجیل کا حضرت مسلم بن عقیل کو جانب کوفہ شہادت مسلمؑ جب خط و کتابت کو فیضان یوفائی از حد ہوئی جناب امام حسینؑ نے مسلم بن عقیل اپنے چچا زاد بھائی کو کہ بوفور عقل و علم و تدبیر و صلاح و سداد و فجاوت و سخاوت و متابعت ممتاز تھے۔ طلب کیا اور کوفیوں سے بیعت لینے کو ہمراہ قیس بن مسہر صید اسی و عمارہ بن عبد اللہ سلونی و عبد الرحمن بن عبد اللہ ازوی بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور حکم بتعمولی و بیہیز نگاری کیا۔ اور اپنا راز مخالفین سے پوشیدہ رکھنا اور حسن تدبیر و لطف و مداوا کرنے کو فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں۔ بہت جلد مجھے حقیقت سال سے مطلع کرنا پس حضرت مسلمؑ رخصت ہو کر مدینہ میں آگئے اور مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ اور جناب رسول خدا کی زیارت کر کے اپنے مکان میں گئے۔

رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ عورات و مخدرات، بنی ہاشم جمع ہوئیں، اور صلے گریہ و نوحہ و زاری بلند ہوئی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ و بیقراری ملاحظہ فرمائی۔ کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ صبر کرو اور رونے پینے سے ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا اسے سید و سرور ہم کس طرح نالہ و نوحہ و بیقراری سے باز نہیں۔ حالانکہ آپ جیسا بزرگوار و محترم و ناکامی ہم سے جانا اور ہم بیسوں کو عزیز و تنہا چھوڑ دیتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا۔ اب نالہ و بیقراری کس دن کیلئے رہنے دیں۔ قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسول خداؐ نے دنیا سے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس روز امیر المؤمنین شہید ہوئے اور مثل اس دن کے ہے جس دن امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس دن رقیہ زینب و کلثوم نے شہادت اختیار کی۔ اسے محبوب قلوب سونماں اسے یادگار بزرگوار ان خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کی ایک چھوٹی شہادت لائیں اور نوحہ و زاری کر کے کہا۔ اسے نور دیدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے سنا جنات تم پر نوحہ کر کے کہہ رہے ہیں شہید کر بلائے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذلیل کیا۔ وہ بزرگوار جو حبیب رسول خداؐ تھا۔ اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر گڑ دیا پس ان مخدرات و عورت ہمدت و عبادت نے ایک آواز ہو کر مرنیہ ہاتے جانسوز مصیبت امام حسینؑ میں پڑھے اور شکمائے خونین آنکھوں سے جدی کر کے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے قصد **وداع امام حسینؑ از امام سلمہ** کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زود جاہرہ جناب رسول خداؐ شہید ہو پاس آئیں۔ اور کہا۔ اسے فرزند گرامی مجھے اپنے سوز و آہ سے اذوہ کین و ملول نہ کرو۔ اسلئے میں نے تہلے جد بزرگوار سے سنا۔ مگر فرماتے تھے میرا فرزند دیندار حسینؑ زمین افاق پر پہنچے جو ر اہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا۔ اور اس زمین کا نام کر بلا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اسے مادر مترم میں خوب جاننا ہوں۔ مگر کوئی چارہ بجز جانے کے نہیں۔ حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں۔ اور قسم بخدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہوگا۔ اور کون مجھے شہید کریگا۔ اور کس زمین پر دفن ہوگا۔ اور ان کو بھی جانتا ہوں جو میرے ہمراہ اہل بیت سے ہونگے اور عزیز شہید ہونگے۔ اسے مادر گرامی اگر آپ چاہیں۔ تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہوگا۔ آپ کو دکھا دوں۔ یہ فرما کر امام حسینؑ نے دست مبارک سے جانب کر بلا اشارہ کیا اور با مجاز آنحضرتؐ زمین ہائے دنیا پست اور زمین کر بلا بلند ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور میرا ایک اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ حضرت ام سلمہؑ کو دکھا دی۔ یہ دیکھ کر ام سلمہؑ نے فغان و نالہ بلند کر کے رو رو کر اوروں کو رلا دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اسے مادر گرامی اس طرح مفرد ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم

شہید ہوں۔ اور میرے فرزند ان و عزیزان و اقارب بھی قتل ہوں۔ اور میرے اہل بیت اور عورت و اطفال قید ہو کر شہر بشہر و دیار بدیار پھراٹے جائیں اور ہر چند فریاد و استغاثہ کریں مگر کوئی معین و مددگار نہ پائیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ اے فرزند دلہند تمہارے جدِ عالی قدر نے تربت تمہارے مدفن کی مجھے دی ہے۔ اور میں نے شیشہ میں رکھ چھوڑی ہے۔ امام حسینؑ نے ہاتھ بلند کر کے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہؓ کو دے دی۔ اور فرمایا۔ اے ملکہ گرامی اس خاک کو بھی اس شیشہ میں رکھئے جب یہ دونوں خون ہو جائیں۔ جانیے گا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ امام زین العابدینؑ سے بسند سابق منقول ہے جب حضرت نے قصد سفر کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں اس صحرا میں یزیدوں و دشمنوں کو دواں کیا۔ اور اپنی خواہروں و دختروں کو محلوں میں سوار کر کے قاصم فرزند بن کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابو بکر و محمد عثمان و عباس فرزند ان امیر المؤمنین و عبداللہ پسر مسلم بن عقیل و علی اکبر و علی اصغر تھے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ طبع مفید اور دیگر علماء رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے یہ آیتہ تلاوت فرمایا۔ کہ قصہ حضرت موسیٰؑ میں جبکہ وہ فرعون کے خوف سے بمقام مدین چلے گئے نازل ہوا ہے۔ فخرج منها خائفا يتروق قال رب نجني من القوم الظالمين یعنی شہر سے باہر گئے ترساں اور امید وار دشمنوں کے پہنچنے کے کہا۔ پروردگار مجھے نجات دے گروہ ستگاریوں سے۔ پس۔ امام حسینؑ راہ متعارف سے روانہ ہوئے اہل بیت آنحضرتؐ نے کہا بہتر ہے۔ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلے جس طرح ابن زبیر گیا۔ اس لئے کہ کوئی اگر ہم کو ڈھونڈتا آئے ہم کو نہ پائے امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں راہ رامت سے جہانہ ہوں گا۔ یہاں تک خداوند عالم کو جو منظور ہے میرے اور ان کے درمیان حکم کرے۔

**انتقال ہمراہ بیان حضرت مسلمؑ**  
 حضرت مسلمؑ اپنے اہل و عیال سے اور عزیزوں سے بچھٹ ہو کر دو شخص جو منزلوں اور راہوں سے واقف تھے قیام قیس سے ہمراہ لے کر متوجہ کوثر ہوئے۔ یہ دونوں راہ بھول گئے اور جو پانی ہمراہ تھا۔ وہ بھی تمام ہو چکا یہ دو شخص جو ہمراہ تھے پیاس کی شدت سے مر گئے۔ اور حضرت مسلمؑ بمشقت تمام پانی تک پہنچے۔ اور وہاں سے ایک لایفہ خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ اور اپنی حقیقت حال اور اپنے ساتھیوں کے مرجھانے کی کیفیت اس خط میں درج کی۔ اور لکھا میں نے ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو اپنے لئے فال نیک تصور نہیں کیا اگر آپ مناسب جمانیں تو مجھے اس سفر سے معاف رکھیں۔ اور یہ لایفہ ہمدست قیس بن مسہر روانہ کیا جتا امام حسینؑ نے جواب میں لکھا۔ میرے گمان میں یہ ہے کہ تم بوہر خوف و ترس اس سفر سے عذر کرتے ہو

جب یہ نامہ امام حسینؑ حضرت مسلمؑ پاس پہنچا روانہ کو فہ ہوئے۔ اثنائے رہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک تیر آہو پر مارا۔ اور وہ آہو زمین پر گر کے ہلاک ہو گیا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ الٹا اشارہ میں اپنے دشمن کو قتل کروں گا۔ ظاہر میں تو یہ کہا۔ اور باطن میں اس حال کے مشاہدہ سے خاطر شریف زیادہ تریشیمان ہوئی اور جب کو فہ میں پہنچے۔ مختار بن ابو عبیدہ نقی کے مکان میں اترے اور مردم کو فہ نے خبر تشریف آوری مسلم سے بہت خوشیاں کیں۔

**کثرت مردماں بیعت کنندہ** لوگ فوج و فوج خدمت حضرت مسلم میں آتے تھے اور مسلم نامہ امام حسینؑ پڑھتے تھے اور وہ لوگ نامہ سن کر روتے

تھے اور بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار کو فی بٹرن بیعت امام حسینؑ سے مشرف ہوئے۔ اس وقت ایک لڑیضہ حضرت مسلم نے خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو مناسب ہے جب ضیاع بہت حضرت مسلمؑ پاس جمع ہو گئے۔ اور عثمان بن بشیر جو کہ معاویہ دیزید کی طرف سے حاکم کو فہ تھا حقیقت حال سے مطلع ہوا۔ مسجد میں آ کر منبر پر گیا اور بعد شد و شنائے الہی درود حضرت رسالت پناہی نعمان نے کہا۔ اما بعد اسے بندگان خدا لازم ہے کہ حق تعالیٰ سے ڈرو اور امت میں فتنہ و فساد نہ کرو کہ موجب قتل و خونریزی مسلمانان و عذارت اموال بندگان نہ ہو۔ جو مجھ سے جنگ نہ کرے گا میں اس سے جنگ نہ کروں گا۔ اور جب تک تم آرام سے ہو میں تم کو بے چین نہ کروں گا۔ اور بہ تہمت و گمان کسی کو عقوبت و عذاب نہ کروں گا۔ ویکن اگر خروج کرو گے اور میرے مقابل ہو گے اور بیعت شکنی اپنے خلیفہ کی کرو گے۔ قسم بخدا میں تیغیں انہام و انتقام سے کھینچ کے جب تک دستہ شمشیر میرے ہاتھ میں رہیگا۔ تم سے حرب و ضرب میں دریغ نہ کروں گا۔ ہر چند تم میں سے ایک بھی میری نصرت نہ کرے اور اور مجھے امید ہے۔ تم میں حق شناس مفسدوں کے نسبت زیادہ ہیں بعد اسکے عبد اللہ مسلم بیعت کہ ہم سو گند بنی امیہ تھا کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اس طرح کے کلام سے دفع شر و فتنہ نہ ہو گا۔ اس طرح کی گفتگو ضعیف دست و پیادہ نامر لوگوں کی ہوتی ہے۔ نعمان نے کہا۔ الرضعیف ہوں۔ اور اطاعت خدا میں ہوں۔ میرے نزدیک اہل سے بہتر ہے کہ غالب ہوں اور مصیبت خدا کروں۔ یہ کہہ کے منبر سے نیچے آیا۔ اور عبد اللہ بن مسلم بیعت نے یزید کو نامہ لکھا اور اس خط میں درج کیا۔ کہ مسلم بن عقیل کو فہ میں آئے اور ضیاعان کو فہ مسلم بن عقیل سے امام حسینؑ کی بیعت کرتے ہیں۔ اگر کو فہ کی ریاست منظور ہے۔ کسی کو حاکم کو فہ مقرر کر کے بھیج دو کہ دشمنوں کے حق میں مثل تمہارے اہتمام کرنے اس لئے کہ نعمان بن بشیر کو یا تاب مقابلہ نہیں یا دانستہ تساہل کرتا ہے۔ اور عمر بن سعد شقی نے بھی اس مضمون کے خطوط لکھے جب پلید یزید مغان میں خط سے مطلع ہوا سر جوون

آزاد کردہ معاویہ کو بلایا۔ اور اس سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ سرحدوں نے کہا۔ میں یہ مصلحت جانتا ہوں کہ عبید اللہ ابن زیاد کو حاکم کو ذمہ مقرر کرو۔ کہ اس فتنہ کی آتش کو بغیر اس بدترین اثر کے اور کوئی نہیں بجھا سکتا چونکہ یزید ابن زیاد سے تکلف رکھتا تھا۔ پہلے اس نے یہ رائے قبول نہ کی۔ سرحدوں نے کہا۔ تمہارا انتقال بہ نسبت رائے معاویہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ میں معاویہ کی رائے ہر امر میں تہایت کندہ جانتا ہوں اور مجھے نے کتبہ معاویہ نکالا جس میں امارت و حکومت کو ذمہ باعناذہ بصرہ اس شخص کے لئے لکھی تھی جب کتبہ اپنے باپ کا دیکھا۔ سرحدوں کو حکم دیا۔ کہ وہ کتبہ عبید اللہ پاس بھیجے اور ایک خط عبید اللہ کو لکھا۔ کہ میرے دوستوں نے مجھے کو ذمہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ مسلم بن عقیل داخل کو ذمہ ہوئے ہیں۔ اور امام حسین کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ جس وقت میرا نامہ تمہارے پاس پہنچے فوراً کوفے چلے جاؤ۔ اور ہر مکرو و حیلہ سے جس طرح ہو سکے۔ مسلم بن عقیل کو قید کر کے میرے پاس بھیج دو۔ یا قتل کر ڈالو یا کو ذمہ سے نکال دو۔ یہ نامہ ہمدست مسلم بن عمر عبید اللہ پاس بھیجا جب بصرہ میں نامہ یزید اس پلید پاس پہنچا۔ دوسرے روز سوجہ کو ذمہ ہوا۔ اور عثمان اپنے برادر کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔

**اتفاق دوستان امام حسین علیہ السلام** کہ جب امام حسین نے جو اب از ارض اہل کوفہ لکھے اس وقت خطوط اشرف بصرہ کے نام بھی مثل یزید بن مسعود ہنشلی و منذر ابن جبار و عبیدی وغیرہ روئے بصرہ لکھے۔ اور ہمدست سلیمان کہ شیعہ انحضرت سے تمہارا دانہ کئے۔ اور ان خطوں میں ان لوگوں کو اپنی اطاعت و نافرود بیعت کی دعوت دی۔ جب یزید بن مسعود مطالعہ نامہ نامی امام حسین سے سرفراز ہوئے۔ قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کر کے کہا۔ میرا حسب نسب تم میں کیسا ہے اور عقل و تدبیر میری کس طرح ہے۔ سب نے ان کو بشرف حسب و نسب و استقامت رائے و تدبیر تعریف کر کے کہا۔ کہ تم ہمارے پشت و پناہ و سرمایہ شرف و اعتبار ہو۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ میں نے تم کو ایک کام لیکے جمع کیا ہے اور چاہتا ہوں کہ تم سے مشورہ کروں۔ اور تم سے اس کام میں اعانت چاہوں سب نے کہا۔ آپ بیان کیجئے جو کچھ ہم صلاح جانیں گے عرض کریں گے۔ اور جو آپ حکم دیجئے گا۔ اس کی ہم اطاعت اور آپ کی نصرت و یاری کریں گے۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ معاویہ مر گیا اسکے مرنے سے سنتوںہمائے جو رو و طغیان شکستہ اور ارکان علم و عدوان منہدم ہو گئے۔ یزید پلید بد کردار شراب خوار اس کے بعد نلیفہ ہوا ہے۔ اسے علم و بردباری سے بہرہ نہیں ہے اور کسی طرح قابل خلافت و ریاست نہیں ہے اور امام حسین جو کہ صاحب حسب و جلیل و شرف جمیل ہیں۔ رائے و تدبیر ان کی درست و صحیح ہے دریا ئے علم ان کا بے پایاں اور

فضائل و کمالات ان کے فردانِ حد و احصا سے ہیں۔ وہ ان حکومت کے سزاوار ہیں۔ اسلئے کہ وہ معدنِ رسالت و نبوت و منبعِ علم و حکمت ہیں رافت و رحمت و فتوت و مروت ہیں تمام عالم سے ممتاز ہیں۔ جو ان کی بیعت سے انکار کرے گا۔ وہ بذلت دنیا و بہ عذاب الیم عقبی مبتلا ہو گا۔ یہ سن کے اول بنی حنظلہ نے اظہارِ اطاعت و اقیانہ کیا۔ ان کے بعد بنی تمیم نے اپنی رضامندی و خوشنودی ظاہر کی اور بنی سعد نے کہا۔ ہم اس مقدمہ میں فکر کر کے جو کچھ ہماری رائے میں آئے گا۔ آپ سے بیان کریں گے بعد اس کے یزید بن سعد نے ایک سزیفہ خدمتِ امام حسین میں لکھا۔ اور اظہارِ فرمانبرداری و جاسوسی کیا اور یہ بھی لکھا۔ کہ قبائل بنی تمیم و بنی سعد بنی حنظلہ کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل کیا ہے سب کے سب آپ کے منتظرِ قدمِ ایمنتِ لزوم ہیں۔ اور کمرِ اطاعت باندھے ہیں۔ جس وقت آپ اس طرف تشریف لائیں گے ہم آپ کی تشریف آوری پر جاں نثار کریں گے۔ اور آپ کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے جب یہ سزیفہ نظر اشرفِ امام حسین سے گذرا۔ یزید بن سعد کو دعا دی۔ اور فرمایا۔ خدا تمہیں بروزِ بیم و اندوہ میں کرے۔ اور تشنگیِ قیامت سے رہائی بخشنے۔ اتفاق سے جس روز انہوں نے چاہا کہ اپنا لشکر لے کر بصرہ سے متوجہ نہرتِ آنحضرت ہوں۔ ناگاہ خبرِ وحشتِ انتر شہادتِ شہدائے کربلا پہنچی اور منذر بن جبار و ذی نائمہ امام حسین اس خوف سے کہ مبادا یہ نامہ حید و بہانہ سے عبید اللہ ابن زیاد نے امتحاناً اشرفِ بصرہ پاس بھیجا ہو۔ عبید اللہ ابن زیاد شقی کو دے دیا۔ اور اس شقی نے امام حسین کے نامہ بر کو پکڑ کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور خود منبر پر آ کے اہل بصرہ کو بہت تہدید و تہنیسی

**عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن کا کوفہ میں آنا** بصرہ سے قاصدِ امام حسین کو سولی دینے کو ذہ ہوا۔ چونکہ بیوفایانِ کوفہ منتظرِ قدمِ امام مظلوم تھے۔ جس رات کو ابن زیاد شقی داخل کوفہ ہوا۔ گمان کیا۔ کہ امام حسین آئے ہیں۔ پس اہل کوفہ فوج فوج اس کے استقبال کو جاتے اور سلام کر کے کہتے تھے خوش آمدی سے فرزندِ رسولِ خدا اور اظہارِ فرح و سرور اس سے کرتے تھے۔ چونکہ اس بد بخت نے اپنا پہرہ نجس چھپایا تھا۔ لوگ اُسے نہ پہچانتے تھے اور وہ روسیاء ان کلماتِ اہل کوفہ سے غفقتہ ہوتا تھا۔ تا آنکہ مسلم بن عمر نے اہل کوفہ کو لٹکارا۔ اور کہا۔ دور ہو یہ عبید اللہ پسرِ زیاد ہے جب لوگوں نے بانا وہ شقی ہے پراگندہ ہو گئے اور وہ نابکار۔ قصر الامارۃ کے نیچے پہنچا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسین سفاک تشریف لائے ہیں۔ بالائے قصر جا کر کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں یہاں سے تشریف لے جائیے اور میرے معترض نہ ہو جیئے۔ اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دوں گا۔ اور آپ سے مقابلہ

بھی نہ کروں گا۔ جب ابن زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی۔ اور کہا دروازہ کھول دے۔ نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہل کوفہ اس کے آنے سے ڈر کر پیر الگہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی اس کے مناوی نے کوفہ میں ندلی کہ اہل کوفہ صبح ہوں جب جمع ہوئے وہ شقی باہر آیا۔ اور خطبہ پڑھ کر کہا۔ یزید بن معاویہ نے مجھ کو تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہاری سرحد میرے سپرد کی ہے۔ مجھے حکم دیا ہے۔ بطبعوں کو نوازش اور مخالفوں کو تازیانہ و شمشیر سے تادیب کروں۔ لازم ہے کہ مخالفت غلیظہ اور اس کے عقوبات سے خوف کرو یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا۔ اور محسار قبائل کو طلب کر کے ان سے مبالغہ و تاکید کی کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے۔ ان کی فہرست اسمی میرے پاس لاؤ۔ اور اگر مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا۔ اس وقت خون و مال تمہارا مجھ پر سلاں ہوگا اور جب شہر داخلہ عبید اللہ ابن زیاد مسلم بن عقیل کو پہنچی۔ مخالف ہو کر مختار کے گھر سے باہر آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں چھپ رہے۔ بعد اسکے شیعان آنحضرت پر شیدہ ان کی خدمت میں جا کے ان سے بیعت کرتے تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل سے بیعت لیتے تھے کہ قسم دیتے تھے کہ افشارے رازتہ کرے۔ اور بیعت کو مخالفوں

**حال شریف حضرت مسلم بن عقیل** ۱۲ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے جب مسلم بن عقیل

بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور جب عبید اللہ ابن زیاد لعین آیا حضرت مسلم رات ہانی کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور پنہاں لوگوں سے بیعت لیتے تھے یہاں تک کہ پچیس ہزار اہل کوفہ نے حضرت مسلم سے بیعت کی۔ جب ہما با خروج کریں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا جلدی نہ کیجئے اور شریک بن انور ہمدانی ہمراہ ابن زیاد بھوسے آئے تھے اور وہ بھی ہانی کے گھر میں مقیم ہو کر بیٹھا ہو گئے۔ جب حضرت مسلم کے حال سے مطلع ہوئے انہی کہا۔ عبید اللہ میری عیادت کو آئے گا۔ جب میں اسے ہاتوں میں لگاؤں۔ آپ تلوار کھینچ کر باہر آکر اس کا کام تمام کر دینا۔ اور پہچان یہ ہے کہ میں پانی مانگوں گا۔ جب ابن زیاد شریک بن انور ہمدانی کی عیادت کو آیا شریک نے پانی مانگا حضرت مسلم نے چاہا کہ باہر آئیں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ مجھے منظور نہیں کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو بروایت دیگر ایک عورت نے ہانی کے گھر میں سے منع کیا۔ بروایت دیگر خود حضرت مسلم نے زچہا کہ بیکر و عذر سے قتل کریں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے بیکر و عذر قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ جب حضرت مسلم کے قتل کرنے لانے میں تاخیر ہوئی۔ شریک نے ایک ٹھہر پڑھا۔ کہ وہ ان کے خروج کرنے پر دلالت کرتا تھا۔ یہ خبر سن کر ابن زیاد کو وہم ہوا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ہر چند اس نے تلاش و تفتیش کی۔ مگر احوال حضرت مسلم سے مطلع نہ ہوا۔ ابن زیاد کا ایک غلام معتقل نامی تھا۔ اس کو بلایا۔ اور تین ہزار درہم دیکر طلب مسلم بن عقیل بھیجا۔ اور کہا ان کے

کو تلاش کرنا اور جس کو پانا۔ ان سے اظہارِ محبت و ولایت اہل بیت کر کے یہ روپیہ دے دینا۔ اور کہنا۔ میں نے نذر کی ہے کہ یہ روپیہ مقاتلہ دشمنان اہل بیت میں خرچ کروں۔ اس طرح سے ان کو دھوکا دینا۔ اور دوستی و آشنائی پیدا کر کے مکران سے ملاقات کرنا۔ شاید اس جیلہ وہبانہ سے مسلم کا حال تجھے معلوم ہو جائے۔

ابن زیاد سے نہت ہو کر معقل ملعون مسجد میں آیا اور جاشو

## بیان مکر و فہوب معقل ملعون

عوسجہ پر پڑی۔ اور سنا لوگ کہتے ہیں یہی لوگوں سے بیعت امام حسین کی لیتا ہے جب اس ملعون نے یہ سنا۔ قریب بن عوسجہ کے اگر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک مسلم بن عوسجہ نماز سے فارغ ہوئے۔ معقل ملعون نے کہا۔ میں شہر شام کا رہنے والا ہوں اور خدا نے ہم پر نبوت اہل بیت رسالت احسان کیا ہے۔ میں دوستانہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ ملعون یہ کہتا تھا اور روناتا تھا۔ اور اظہارِ اخلاص و محبت میں مبتلا ہوا گیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے کہ اہل بیت رسول خدا میں سے کوئی بزرگوار اس شہر میں آئے ہیں۔ اور فرزند رسول خدا کے لئے لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور ترس و خوف مخالفین سے پنہاں ہیں میں ان کے لئے تین ہزار درہم لایا ہوں نذر مگر مجھے کوئی نہیں بتاتا کہ اپنے اسلام پاس جاؤں اس وقت مسجد میں آیا۔ جماعت ہو رہی تھی۔ ناگاہ لوگوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ شخص اہل بیت کے احوال سے مطلع ہے اور آپ کی جانب اشارہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں آپ پاس آیا ہوں۔ کہ آپ یہ مال مجھ سے لے لیجئے اور مجھے بشرت ملازمت ایچی امام حسین مشرف کیجئے میں امیدوار ہوں۔ کہ اس شرف سے آپ مجھے محروم نہ رکھیے گا۔ کہ میں محبان اہل بیت رسالت سے ہوں۔ اور اگر منظور ہو۔ پہلے مجھ سے بیعت لے لیجئے اور بعد اسکے خدمت بابرکت میں لے چلئے ابن عوسجہ نے اس مکار کے کلام سے دھوکا کھایا۔ اور کہا۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ میں نے ایک دوست کی داستان اہل بیت سے ملاقات کی۔ میں تمہاری ملاقات سے خوش ہوا۔ ویسکون اس امر سے رنج ہوا کہ لوگ میرے حال سے مطلع ہو گئے۔ اس مکار غدار نے کہا۔ رنج نہ کیجئے جو کچھ آپ کیلئے ہو گا بہتر ہو گا۔ اب بہت جلد مجھ سے بیعت لیجئے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ داخل بیعت امام ہوں۔ مسلم بن عوسجہ نے اس مکار ملعون کے کلمات کو سچ جان کر۔ اس سے بیعت کے لئے بہم و پیمانہ لیا۔ کہ خیر خواہی کرے۔ اور اس راز کو افشا نہ کرے بعد اسکے وہ ملعون چند روز مسلم بن عوسجہ کے گھر میں جایا گیا۔ یہاں تک کہ ابن عوسجہ نے اس پر اکتفا کیا۔ اور کہے حضرت مسلم کی خدمت میں لے جا کر بیعت جدید کی اور مال سپرد کیا۔ وہ مکار ہر روز خدمت حضرت مسلم میں جاتا اور لڑھائے شیعان اہل بیت پر مطلع ہو کے ابن زیاد شقی سے خبریں بیان کرتا تھا چونکہ ہانی ابن زیاد سے متوہم تھے اس وجہ سے بیماری کا بہانہ کر کے مجلس ابن زیاد میں نہ جاتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے معلوم کیا کہ ہانی



ملاقات کو کیوں نہیں آتے لوگوں نے کہا: بیمار ہیں۔ ابن زیاد نے کہا میں نے سنا ہے اچھے ہو گئے ہیں۔ اور اپنے دروازہ پر نکل کے بیٹھا کرتے ہیں۔ پھر ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن عمار بن عمار بن الجراح و ابن الجراح و ابن اسماء کو بلایا۔ اور عمرو بن الجراح کی دختر حبالہ نکاح بانی رضی اللہ عنہم تھی۔ اور ان لوگوں کو ہانی شاپاس بھیجا۔ اور کہا: ان کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان سے ملاقات کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اشرف عرب سے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان میں اور مجھ میں کوئی عداوت رکھ درت رہے۔ یہ سن کر وہ لوگ ہانی شاپاس آئے

مذکورہ بالا اشخاص مگر وحید حضرت ہانیؓ کو ابن  
**حضرت ہانی کی گفتگو ابن زیاد سے**  
 زیاد پاس لے آئے۔ ہانی شرافت میں ان لوگوں سے

کہتے تھے۔ میں اس ملعون سے خائف ہوں۔ اور وہ لوگ تسلی و دلاسا دیتے تھے۔ کہ اس کے دل میں آپ کی طرف سے کوئی برائی نہیں۔ جب ابن زیاد کی نظر ہانی پر پڑی۔ کہا: تم اپنے پاؤں سے آپ محل قصاص میں آئے جب ہانی مجلس ابن زیاد میں داخل ہوئے۔ اس شفیق نے ہانی پر غصہ و غضب شروع کیا۔ اور کہا یہ کیا فتنہ تم نے اپنے گھر میں برپا رکھا ہے۔ یزید بن معاویہ سے تم نے خیانت کر کے اپنے گھر میں مسلم بن عقیل کو چھپا رکھا ہے۔ لشکر اور ہتھیار ان کے واسطے جمع کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو طلب کیا۔ جب ہانیؓ کی نظر اس رویا پر پڑی۔ جاتا کہ یہ ملعون ابن زیاد کا جاسوس تھا۔ اور اس ملعون کو راز ہائے و اسرار ہائے شیعان اہل بیت پر مطلع کیا ہے جب اس بد بخت کو ہانیؓ نے دیکھا۔ انکار نہ کر سکے اور کہا قسم سبدا میں ان کو اپنے گھر میں نہیں لایا۔ بلکہ وہ خود بیخبر ایک رات کو میرے گھر میں آئے۔ اور مجھ سے اسان مانگی۔ مجھ سے نہ ہو سکا۔ کہ ان کو نہ آنے دوں۔ اب میں قسم کھاتا ہوں۔ اگر مجھے اجازت دو تو میں جا کر اپنے مکان سے باہر کر دوں۔ اور چہرہ بہاں چلا آؤں۔ اگر چاہو میں اس امر کی ضمانت دے دوں کہ پھر آؤنگا ابن زیاد نے کہا قسم سبدا میں تم سے دست بردار نہ ہوں گا۔ جب تک ان کو میرے پاس نہ لے آؤ گے۔ ہانی نے کہا: قسم سبدا یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ میں ہمان کو تجھے دے دوں۔ کہ تو اسے قتل کرے۔ پھر ابن زیاد نے مطالبہ ان کے لئے میں کیا یہاں تک کہ آپس میں بہت جھگڑا ہوئی۔ ناگاہ مسلم بن محمود باہلی کھڑا ہوا۔ اور کہا اسے امیر ان کو چھوڑ دو تاکہ میں غلوت میں ان سے باہر کر دوں پس ہانی کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا: اسے ہانیؓ کی اپنی جان دیتے ہو۔ اور اپنے قبائل کو بلائیں ڈالتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ ابن زیاد اور مسلم بن عقیل میں رابطہ قرابت ہے وہ انہیں قتل نہ کریں گے تم مسلم کو ان کے سپرد کر دو اور بلا سے رہائی پاؤ۔ ہانی نے کہا: یہ سنگ و عار مجھے گوارا نہیں کہ اپنے ہمان کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ باوجودیکہ میں صبح و سہم ہوں۔ اور یار و مددگار بھی میرے ہیں۔ قسم سبدا اگر ایک بھی باور نہ ہو گا جب بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اور مسلم کو ان کے سپرد نہ کر دوں گا جب ابن زیاد نے یہ کلام سنا

ہانی کو قریب بلایا۔ اور کہا قسم بخدا اگر اب بھی مسلم کو حواٹ نہ کر دے تم کو قتل کر دنگا۔ ہانی نے کہا، اگر وہی ارادہ ہے تو تلواریں نیام سے کھینچ جائیں گی۔ اور آتشِ حرب و ضرب مشتعل ہوگی۔ ابن زیاد نے کہا، تم ان دھمکیوں سے مجھے ڈراتے ہو۔ یہ کہہ کر چوب دست ناک چہرہ ہانی پر اس قدر مارا کہ وہ چوب ٹوٹ گئی۔ اور خون ان کے چہرہ اور داڑھی اور سینہ پر جاری ہوا پس ہانی منہ لے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ غلات سے کھینچیں۔ کہ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو آواز دی۔ اور ہانی کو پکڑ کے مکان میں بند کر دیا۔ جب حسان بن اسماء نے یہ حال دیکھا کہا، اے ابن زیاد تو نے مجھے بھیجا اور میں ہانی کو بلکہ وسیلہ تیرے پاس لایا۔ اور تیری طرف سے امان دی اب تو ان کے ہمراہ مکر و عذر کرتا ہے۔ ابن زیاد شقی نے حسان بن اسماء کو لٹکارا اور سخت دھمکتا کہہ کر حکم دیا کہ اسے دھکیل دو۔ حسان ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ محمد بن اشعث نابکار نے کہا، کہ حکم امیر ہے کہ جو کچھ وہ کہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ بعد اسکے عمرو بن حجاج کو خبر ہوئی کہ ہانی قتل ہو گئے عمرو بن حجاج نے قبیلہ غنہ کو جمع کیا۔ اور اکڑ لایا ابن زیاد کو گھیر لیا۔ اور آواز دی کہ میں عمرو بن حجاج ہوں۔ واضح ہو کہ ظجیمان قبیلہ مدینہ جمع ہوئے ہیں اور طلب خون ہانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہانی سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا کس خطا پر انہیں قتل کیا۔ ابن زیاد شقی جمع میں گھیرا گیا اور قاضی شریح سے کہا، جاؤ ہانی کو دیکھو۔ اور لوگوں سے بیان کرو۔ کہ وہ زندہ ہیں جب شریح ہانی پاس گیا۔ دیکھا خون چہرہ ہانی منہ سے جاری ہے۔ اور کہتے ہیں میرے عزیز دوست کہاں ہیں۔ اگر دس آدمی بھی چلے آئیں۔ مجھے اس ملعون کے شر اور عذر سے نجات دے سکتے ہیں پھر شریح قاضی آیا۔ اور بالائے قصر حاکم آواز دی کہ ہانی نہیں اور انہیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہے جب ان کے اہل قبیلہ نے سنا کہ ہانی زندہ ہیں پراگندہ ہو گئے اور ابن زیاد مع ملازمان و یاداران و ناصران مسجد میں آیا اور اشتران کو ذبح کر کے بالائے منبر گیا۔ اور لوگوں کو مخالفت یزید سے زیادہ دھمکایا اور طبعیان یزید کو بناؤش و بخشش امیدوار کیا۔ ناگاہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے۔ اور کہا، مسلم نے خروج کیا اور جانب در لاسارۃ آتے ہیں۔ ابن زیاد بیتا بانہ منبر سے نیچے آیا۔ اور در لاسارۃ میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔

عبداللہ بن حازم نے روایت کی ہے کہ میں مجلس ابن زیاد میں تھا

## بیان خروج حضرت مسلم

جس وقت ہانی کو ابن زیاد نے خروج کیا۔ اور حکم جس دیا جب میں نے وہ حال دیکھا حضرت مسلم پاس آئے قہرہ نقل کیا۔ اس وقت اصحاب مسلم خانہ ہانی خانے گئے جمع تھے۔ حضرت مسلم نے مجھے حکم دیا کہ انہیں مذاکروں جہاد کو نکلیں اور منادیوں کو حکم دیا مذاکریں یا منورہمت۔ جب چیوفا یان اہل کو ذبح نے صدارتے مسلم منی دروازہ خانہ ہانی پر جمع ہوئے اور حضرت مسلم ہاتھ لٹکائے اور قبیلہ کیلئے ایک علم ترتیب دیا تمھوڑی دیر میں مسجد ہازار آئے کو ذبح اصحاب مسلم سے بھر گئے۔ یہ دیکھ ابن زیاد پریشان

ہوا۔ کیونکہ دارالامارت میں اس کے ہمراہ پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور بعض اس کے یاروں و ناصروں سے جو باہر گئے تھے اس تک پہنچنے کی راہ نہ پاتے تھے۔ پس اصحابِ مسلم نے ابن زیاد شقی کو گھیر لیا۔ اور پھر مار مار کے اسے اور اس کی ماں کو گالیاں دیتے تھے۔ ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور کہا۔ تم باہر جاؤ۔ اور قیدہ منج سے جو تمہاری اطاعت کرے اسے بانعام و اکرام امیدوار کرو۔ اور لوگوں کو عقوبت یزید اور حرب و فرب کے انجام سے ڈراؤ اور نصرتِ مسلم میں لوگوں کو مخالف کرو۔ بعد اسکے محمد پسر اشعث کو بھیجا۔ کہ قیدہ کنندہ کو جمع کرے۔ رایتِ امان کھول دے اور نڈا کرے۔ جو اس رایت کے نیچے آئے گا۔ جان و مال سے امان پائے گا۔ اور آئی طرح اعتقادِ دینی و نصیحتِ بنِ ربیعہ و حمار بن الجمر و شمرون و الجوشن کو ان بیوفایاں غدار پاس آکر فوب دہی کے لئے بھیجا۔ پسر اشعث نے علم بلند کیا۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس دوسرے گروہ نے بوسادس شیطان لوگوں کو نصرتِ حضرتِ مسلم سے مخالف کر کے منتشر کر دیا۔ یہاں تک کہ مردم بے شمار اس گروہ غدار کے جمع ہو گئے۔ اور نصرتِ دارالامارت کے لقب سے داخل ہوئے

**اہل کوفہ کی حضرتِ مسلم سے بیوفائی** دیکھی ایک علمِ شریف بن ربیعہ کو دیکر مع گروہ منافقین قصر سے باہر بھیجا اور اشرف کوفہ کو حکم دیا بامِ قصر یہ جا کر یاروں اور ناصرانِ مسلم کو آواز دو۔ کہ اسے لوگوں نے حال پر رحم کر دیا اور پرالندہ ہو جاؤ۔ کہ ابھی لشکر ہائے پہنچتے ہیں۔ تم کو تابِ مقاومت ان سے نہیں۔ اگر وہانہ کر دے امیر تم سے ہمد کرتا ہے کہ تمہاری جانب سے یزید بن معاویہ سے معذرت کر کے تمہارے وظائف مقرر کر دے گا۔ اور قسم کھائی ہے کہ اگر تم متفرق نہ ہو جاؤ گے۔ تو اسی وقت جب شام کے لشکر پہنچیں گے تم کو پلوں کے قتل کر ڈالے گا۔ اور بے گناہ کو بھائے گناہگار مار ڈالے گا۔ اور تمہاری عورتوں اور فرتوں کو شامیوں پر تقسیم کر دینا لوگ اس حکم کے سننے سے متفرق ہو گئے۔ جب شام ہوئی۔ نہیں آدمیوں سے زیادہ حضرتِ مسلم کے ہمراہ نہ تھے جب حضرتِ مسلم نے یہ کیفیت دیکھی۔ غدر و مکر ابالیان کوفہ سے مطلع ہوئے۔ اور مسجد میں جا کر نماز مغرب ادا فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ فقط دس آدمی آپ کے ہمراہ رہ گئے۔ چاہا مسجد سے لڑیں جب دروازہ کندہ سے باہر آئے۔ کوئی آپ کے ہمراہ نہ رہا۔ اس وقت حضرتِ مسلم اپنی تنہائی سے متحیر ہوئے جب تھوڑی دور گئے دروازہ خانہ طوعہ پر پہنچے۔ اور وہ کینز۔ آزاد کردہ اشعث بن قیس کی تھی اور سیدھنری نے اس سے نزویج کیا تھا۔ اس سے ایک پسر متولد ہوا تھا۔ اسے بلال کہتے تھے۔ طوعہ اپنے دروازہ پر بیٹھی اپنے بیٹے کے آنے کی منتظر تھی۔ حضرتِ مسلم نے کہا۔ اگر تھوڑا پانی ہو تو مجھ پرینے کو دے۔ طوعہ جا کر تھوڑا سا پانی حضرتِ مسلم کیلئے لے آئی جب حضرتِ مسلم نے پانی پیا۔ ایک سات تامل کیا۔ طوعہ نے کہا۔ اے بندہ خدا اپنے گھر جا کر اہل کوفہ

یہاں رات کو تہہ راتھہر نامناسب نہیں۔ حضرت مسلم نے فرمایا: میرا اس شہر میں گھر نہیں ہے اور کوئی عزیز و اقارب بھی نہیں میں مسافر ہوں اور راہ نہیں جانتا۔ اگر اس رات تم پناہ دو۔ ممکن ہے کہ بروز قیامت جب سب عاجز و پریشان ہوں۔ اس وقت جناب رسول خدا تم کو پناہ دیں گے۔ طوعہ نے کہا: تم کون ہو؟ کہا: میں مسلم بن عقیل ہوں۔ اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا۔ عزیز و اقارب سے چھوڑ دیا۔ اور میری نصرت نہ کی۔ بلکہ تنہا چھوڑ دیا۔ جب طوعہ نے حضرت مسلم کو پہچانا۔ انہیں اپنے گھر میں لائی۔ اور ایک عمدہ حجرہ میں لائی اس میں ان کے لئے فرش بچھایا۔ اور کھانا حاضر کیا۔ اس وقت اس کا پسر بلال گھر میں آیا۔ اور دیکھا کہ ہسکی ماں اس حجرے میں بہت آتی جاتی ہے۔ اس کا سبب پوچھا۔ ماں نے چاہا۔ کہ اس سے پوچھو۔ رکھے جب بیٹے نے بہت اصرار کیا۔ طوعہ نے اسے قسم دی اور حال حضرت کا بیان کیا۔ جب ابن زیاد شقی نے سنا کہ اصحاب مسلم پر بلند ہو گئے ہیں۔ اسی شب مسجد میں آیا۔ اور منبر پر گیا۔ منادیوں نے کوفہ میں ندا کی کہ جو شخص اس وقت مسجد میں نہ آئے گا۔ اشتران و بزرگان کوفہ سے اس کا خون بہایا جائے گا۔ اس خبر کے سننے سے تھوڑی دیر مسجد لوگوں سے بھر گئی جب لوگ جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے باواز بلند کہا۔ کہ مسلم بن عقیل خلیفہ کی مخالفت کر کے جہاک لئے ہیں جس شخص کے گھر میں مسلم ہونگے اور مجھے خبر نہ کرے گا۔ اس کا ملل و جان نلفت میں ہے اور جو شخص مسلم کو میرے پاس لے آئے گا۔ اس شخص کو دس سو درپے انعام و ننگا پس تہدید و تنبیہ کر کے اور ڈرا دھمکا کر منبر سے نیچے اتر کے قصر میں میں گیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ جا کر دروازہ ہائے شہر کی حفاظت کریں۔ کہ مسلم شہر سے باہر نکلنے نہ پائیں اور حصین بن نمیر کو بھیجا۔ کہ مملوں اور گھروں میں جا کر تلاش کریں۔

اگلے روز صبح کو ابن زیاد شقی مجلس میں بیٹھا اور مردمان کوفہ کو آنے کی اجازت دی۔ اور محمد بن اشعث کو بہت نوازش کی۔ اس وقت بلال پسر

## مخبری بلال پسر طوعہ

طوعہ دروازہ ابن زیاد پر آیا۔ اور حضرت مسلم بن عقیل کی خبر عبد الرحمن پسر محمد بن اشعث سے بیان کی وہ رو سیاہ اپنے باپ پاس آیا۔ اور یہ خبر اس سے کہی جس وقت کہ اس کا باپ پہلوئے ابن زیاد میں بیٹھا تھا ابن زیاد شقی نے جب یہ خبر سنی۔ ستر آدمی قبیلہ تیس کے اس کے ہمراہ کر کے حضرت مسلم کے پکڑنے کو بھیجے جب حضرت مسلم نے گھوڑوں کے پاؤں کی آواز سنی۔ جانا مجھے پکڑنے آتے ہیں کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور تلوار اپنی اٹھا کر حجرہ سے باہر آئے جب نظر مبارک ان اشقیاء پر پڑی۔ اپنی تلوار کھینچ کے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک عیالت کو ہلاک کیا جس طرف حضرت مسلم پھر پڑتے تھے۔ وہ اشقیاء بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ کئی حملوں میں فتالیس آدمیوں کو واصل جہنم کیا۔ اور شجاعت و قوت اس شیر بیشہ شجاعت کی اس درجہ تھی کہ پہلوان کو اٹھا کر اپنے ہاتھ سے کوفے کے اوپر پھینک دیتے یہاں تک کہ بحر و بن عمرو بن عمران ملعون نے ایک ضربت پہر مبارک پر لگائی اور اس ضربت کے صدمہ سے اوپر کا ہونٹ اور زندان مبارک زخمی ہوئے۔

**جنگ حضرت مسلم** رضی ہوئے کے باوجود حضرت مسلمؓ اسی طرف حملہ کرتے تھے کوئی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا جب وہ اثنیعا لڑائی سے عاجز ہوئے۔ کونھوں پر جا کے پتھر اور لکڑیاں حضرت مسلم پر مارتے۔ اور آگ حضرت مسلم کے سر پر برساتے تھے جب حضرت مسلم نے یہ حال دیکھا۔ اپنی حیات سے ناامید ہو گئے اور تلوار کھینچ ان کافروں پر حملہ کرتے تھے۔ پھر ایک جماعت منافقین کو بھگا دیا۔ جب اشعث نابکار نے دیکھا کہ باسانی ظفر باب ہونا مشکل ہے۔ کہا۔ اے مسلم تم کیوں اپنی جان دیتے ہو میں نے تم کو امان دی۔ تم ابن زیاد یا اس چلو۔ تمہارے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حضرت مسلم نے فرمایا تم کو فیوں کے قول و فعل پر مجھے ائمتار نہیں منافقین بیدین سے امید و فائدہ رکھنی چاہئے جب وہ شیر بیشہ ایسے کثرت مقاتلہ اعداء اور جراتہائے نالواں پر وفائے سست و ناتواں ہو گیا۔ ضعف نے غلبہ کیا پس ایک ساعت دیوانے سے تکیہ کیا۔ اس وقت پھر ابن اشعث نے کہا میں نے تم کو امان دی۔ تمہارا امان منظور کی باوجود کہ جانتے تھے ان بید بنوں کے کلام کو فرونا اور صدق نہیں ہے ابن اشعث سے کہا آیا تو نے مجھے امان دی۔ اس نے کہا ہاں پس اے رفیقوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے بھی مجھے امان دی۔ سب نے کہا ہاں پس حضرت مسلمؓ حرب و شہرہ ہوئے

**تنہائی و بی کسی حضرت مسلم** بروایت سید ابن طاووسؒ ہر چند حضرت مسلمؓ سے ان اثنیعا نے کہا ہم نے تھے یہاں تک کہ جراحت بیشمار جسم اظہر ہو گئے۔ اور ایک نامرد نے عقب سے نیزہ پشت مبارک پر مارا۔ اور حضرت مسلمؓ اس کے صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ کافروں نے ہجوم کیا۔ اور حضرت مسلم کو پکڑ لیا۔ ابن اشعث ملعون کے حکم سے حضرت مسلم کو شتر پر سوار کیا۔ اور ہتھیار ان سے لے لئے اس وقت حضرت مسلمؓ نے آہ پرورد دل سے کھینچی۔ اور سیلاب اشک دیدہ حتیٰ میں سے جاری ہوا۔ اور زبان مبارک سے کہا۔ انا لشد وانا الیہ اجون عہد اللہ پسر عباس بن مرہ اس نے کہا۔ اے مسلم کیوں روتے ہو۔ جس مقصد بزرگ کا تہلرا ارادہ تھا۔ اس کی تحصیل میں یہ آزاد جہت تمہیں ہیں۔ حضرت مسلم نے کہا میں اپنے حال پر نہیں روتا ہوں۔ ولیکن امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے حال پر روتا ہوں۔ کہ ان منافقین عذار کے فریب سے اپنے عزیزوں اور شہر سے جدا ہو کے اس طرف آتے ہیں نہیں معلوم ان پر بھی کیا مصیبت گزرسے کی پس ابن اشعث سے متوجہ ہوئے اور کہا۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارا امان پر ائمتار نہیں ہے اور مجھے قتل کر دے۔ اب ایک امید تم سے یہ ہے۔ میری جان سے کسی کو جناب امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ کر دو کہ آنحضرتؐ مکرو عنذر کو فیاں بے وفا سے اس طرف آتے ہیں لہذا کہلا بھیجو کہ آپ کا پسر علم طعن کرتا ہے کہ میرے پدر و مادر آپ پر سے خدا ہوں۔ آپ مرا جعت فرمائیے کہ میں جہاں ہوں ہو گیا ہوں۔ متروک ہوں۔ اہل کوفہ ہی لوگ ہیں جن کے نفاق سے آپ کے پدر بزرگ کو پریشان ہو گئے۔ رزوئے رک کرتے تھے۔ ابن اشعث نے کہا

میں نے عہد کیا کہ میں کہلا بھیسوں گا۔ اور بعد اسکے حضرت مسلم کو دروازہ قسرا بن زیاد بد نہاد پر لایا اور اس شخص سے حال بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا تجھے امان دینے سے کیا کام تھا۔ میں نے تجھ کو ان کے امان دینے کو نہیں بھیجا تھا جب حضرت مسلم دروازہ ابن زیاد پر آئے تشریحی نے غلبہ کیا۔ اس وقت اکثر مردمان کو دروازہ قسریہ منظر حکم ابن زیاد بیٹھے تھے حضرت مسلم نے کہا۔ اے منافقو مجھے ایک گنہگار پانی پلا دو۔ مسلم بن عمرو بخت نے کہا ایک قطرہ پانی کا تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ (معاذ اللہ) حمیم بن مہزیب حضرت نے کہا تیری ماں تیری عزائیں بیٹھے سے سنگین دل جفا کار مددگار کفار و اشرار تو ہی سزاوار تمہیں ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ہے۔ یہ کہہ کے حضرت مسلم نے بوجہ ضعف و غلبہ تشنگی دیوار کا ٹکیہ کیا جب عمرو بن حرث نے حضرت مسلم کا یہ حال مشاہدہ کیا۔ اپنے غلام کو حکم دیا۔ اور وہ ایک پیالہ پانی کا حضرت کے واسطے لے آیا جب حضرت مسلم نے چاہا۔ کہ پانی نوش کریں۔ وہ پیالہ خون سے بھر گیا پس وہ پانی پھینک دیا۔ اور دوسرا پیالہ پانی طلب کیا اور وہ پیالہ بھی اسی طرح خون سے بھر گیا تیسری مرتبہ جب پانی کا پیالہ آیا۔ ذندان مبارک اس پیالہ میں گر پڑے۔ پس حضرت مسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ اب گناہ دنیا کا پانی تقدیر میں نہیں ہے۔ ناکاں ابن زیاد و ولد الزنا کا آدمی آیا۔ اور حضرت مسلم کو لے گیا جب حضرت مسلم داخل مجلس ابن زیاد ہوئے سلام نہ کیا۔ ملازم ابن زیاد نے کہا تم نے سلام کیوں نہ کیا۔ حضرت مسلم نے جواب نہ دیا وہ تو مجھے قتل کرے گا۔ پھر میں کیوں سلام کروں۔ اور اگر قتل نہ کریگا۔ تو اسے بہت سلام کروں گا۔ ابن زیاد و ولد الزنا نے کہا۔ البتہ میں تم کو قتل کروں گا۔ سلام کرو یا نہ کرو۔ حضرت مسلم نے کہا اگر تو مجھے قتل کریگا تو مجھ سے بدتر نہ ہو سکتا ہے۔ ابن زیاد بلیڈ اس کا اس سے خشک گین ہوگا اور زبان نجس سے ناسزا کہنا شروع کیا۔ اور کہا۔ اے عاق اسے پرانندہ کنندہ ابن نفاق تم نے اپنے امام پر خرد کیا اور جمعیت مسلمین کو پرانندہ کر دیا۔ انہی نے مجھے

**حضرت مسلم اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو** بعد حضرت مسلم نے فرمایا۔ تو بھت کہتا

ہے۔ واضح ہو کہ معاویہ اور اس کے پس پزیر نے جمعیت مسلمین کو پرانندہ کیا۔ اور رخنہ دین خدا میں ڈالا تیرے باپ اور تو نے کہ ولد الزنا و فرزند غلام ثقیف ہے۔ شعلہ فتنہ و فساد اہل اسلام میں بھڑکایا۔ اور میں امیر ہوں کہ بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے شہادت سعادت پاؤں اور اپنے آباؤ اکرام علیہم السلام سے ملاقات کروں۔ اس شہر میں میرا آنا اس وجہ سے ہوا۔ کہ یہاں کے لوگوں نے مجھے اطلاع دی کہ تو نے اور تیرے باپ نے دین خدا میں بدترین شرور کی ہیں نیکوں کو بے گناہ قتل کیا ہے۔ اور احکام کسری و فیسر کو لوگوں میں جاری کر دیا ہے۔ میں اسی وجہ سے آیا ہوں کہ لوگوں کو بہ کتاب خود و سنت رسول حکم کروں اور بعد ازلت ان سے سلوک کروں پس حق تعالیٰ مجھ میں اور تجھ میں سبق و راستی حکم کرے۔ بدرستیکہ وہ بہتر بن حکم کنندان ہے

ابن زیاد شقی نے کہا نعلن تم کو اس امر کے لائق نہ جانا حضرت مسلم نے جواب دیا۔ ہم سے زیادہ کون خلافت و امامت کا سزاوار ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ یزید حضرت مسلم نے کہا۔ اپنے اور تیرے درمیان بحکم خدا میں راضی ہوا پس درمیان میں بہت طول سخن ہوا۔ اس بد بخت رومیہ ابن زیاد شقی نے بہت کچھ ناسزا جناب امیر اور امام حسین علیہ السلام و عقیل کو کہا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تجھے میرا قتل منظور ہے اجازت دے کہ میں کسی کو اپنا وصی کروں کہ وہ میری وصیتوں کی تعمیل کرے۔ ابن زیاد نے کہا۔ جو چاہو سو کرو جو حضرت مسلم عمر بن سعد ملعون کا طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ موافق اس قرابت کے جو مجھ میں اور تمھ میں ہے۔ میری وصیت قبول کر۔ اس صاحبون نے عبید اللہ ابن زیاد رومیہ کی خوشامد کی وجہ سے کلام حضرت کا نہ سنا۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے عمر بن سعد مسلم تم سے رابطہ قرابت رکھتے ہیں اور تم ان کی وصیت سے انکار کرتے ہو۔ جب عمر بن سعد نے ابن زیاد سے اجازت پائی حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ قصر میں لے گیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ میری وصیایا میں سے وصیت اول یہ ہے کہ اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں لازم ہے کہ میری شمشیر وزرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دے۔ وصیت دوسری۔ جب مجھے قتل کر ڈالیں ابن زیاد سے اجازت لے کر میری لاش دفن کر دینا۔

وصیت تیسری۔ یہ ہے کہ امام حسین کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوئیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پیسر عم کی نصرت دیاری نہ کی۔ ان کے وعدوں پر اکتفا نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔

**بیان شہادت حضرت مسلم و حضرت باقی**

ابن زیاد بد نہاد نے حضرت مسلم کی وصیایا سے جو کچھ کہا ہے دیا کرو۔ اور جب میں ان کو قتل کروں۔ اس کے بعد دفن کر دینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ویسے امام حسین اگر وہ میرا ارادہ نہیں رکھتے۔ مجھے بھی ان کا ارادہ نہیں ہے۔ پس ابن زیاد شقی نے بکر بن جبران کو طلب کیا۔ جس نے اس روز حضرت مسلم کے سر مبارک پر ضربت لگائی تھی اور حکم دیا۔ کہ مسلم کو مسقف قصر پر لے جا کر قتل کرے۔ اور سر و تن کو قصر سے نیچے پھینک دے حضرت مسلم نے فرمایا اے ابن زیاد اگر تو دلدار نہ ہوتا۔ اور مجھ میں تجھ میں قرابت ہوتی۔ میرے قتل کا حکم تو نہ دیتا۔ پس بکر بن جبران ملعون نے حضرت مسلم مظلوم کا ہاتھ پکڑا۔ اور مسقف قصر پر لے گیا۔ اثنائے راہ میں زبان مبارک حضرت مسلم محمد شہید و تکبیر و تہلیل خدا و الصلوٰۃ سید انبیاء و اہل بیت آنحضرت گویا تھی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے۔ کہ خداوند اتو مجھ میں اور اس گروہ میں حکم کر جنہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور مجھ سے جھوٹ بولے اور اپنے وعدوں پر وفانہ کی جب وہ یعنی بکر در اس زبہ ابرار و نقادہ اخباریینی مسلم نامدار کو مسقف قصر پر لایا۔ اور قتل کر کے سر و بدن شریف کو بام قصر سے نیچے پھینک دیا۔ اور لرزاں و ضائف ابن زیاد شقی

پاس آیا اس لعین نے پوچھا۔ سبب تغیر کیا ہے۔ اس بد بخت نے کہا جب میں نے مسلم کو قتل کیا۔ ایک مرد سیاہ مہیب کو دیکھا کہ میرے برابر کھڑا ہے۔ اور اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اور بروایت دیگر اس نے یہ حالت قبل قتل مشاہدہ کی اور ہاتھ اس کا خشک ہو گیا جب یہ خیر علیہ اللہ ابن زیاد کو پہنچی۔ بکر بد کردار کو بلایا اور بعد حال دریافت کے بمس کر کے کہا جب تو نے خلافت عادت چاہا کام کرے وہ سنت تجھ پر طاری ہوئی اور تجھے وہم و خیال نے گھیر لیا۔ پس اس ولد الزنا نے دوسرے مرد سیاہ کو سفوف قصر پر بھیجا جب اس نے ارادہ قتل کیا۔ جناب رسول خدا کو دیکھا۔ اور خوف آنحضرت سے پتہ اس کا چھٹ گیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ پس ابن زیاد روپیہ نے تیسری مرتبہ ایک مرد سیاہ مرد شامی کو بھیجا۔ اور اس نے جا کے حضرت مسلم کو نشید کیا جب حضرت مسلم نشید ہو چکے اوقت ابن زیاد نے ہائی کو طلب کیا۔ اور ہر چند محمد ابن اشعث وغیرہ نے سفالت کی مگر اس بد بخت نے ایک نہ مانا۔ اور قتل ہائی کا حکم دیا۔ غلام ابن زیاد حضرت ہائی کو تھرے پاہرے کیا۔ اور ایک ضربت ان پر لگائی۔ اس ضربت نے اثر نہ کیا ہائی نے کہا۔ اے اللہ المعبود الہمھ الی و حکمتک و قوتک یعنی بازگشت سب کی جانب خدا ہے۔ خداوند مجھے اپنی رحمت و خورشود کی طرف لے جا۔ پس اس غلام بد انجام خود سری ضربت لگائی اور حضرت ہائی نے برصحت الہی ملحق ہوئے۔ پس عبید اللہ ابن زیاد رو سیاہ نے حضرت مسلم کو ہائی کے سر کٹوا کر ہائی پسرابی اجمیر و دیر پسرورج کو بھیجے اور یزید پلید پاس روانہ کیا۔ اور ایک نامہ لکھا۔ اور اس میں حال حضرت مسلم و حضرت ہائی کا لکھا اور جب نامہ عبید اللہ ابن زیاد و سر ہائے مسلم و ہائی یزید پلید علیہ اللعنتہ و اللعنتہ اللعنتہ اللعنتہ اللعنتہ اللعنتہ اللعنتہ لکھا اور حکم دیا۔ دونوں سر دروازہ دمشق پر ٹکا دیئے جائیں اور ابن زیاد کے خط کا جواب لکھا اور اس میں نوازش و انعام کا امید وار کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے امام حسین متنویم عراق ہوتے ہیں۔ لازم ہے کہ ان پر راہیں بند کر کے فتح و ظفر میں سعی و کوشش بلیغ کر اور بہت مت و گمان لوگوں کو قتل کر۔ اور ہر رود جو گزرے اس کی مجھے اطلاع دے۔ و السلام۔ یزید بن معاویہ اور خروج حضرت مسلم روز شنبہ بتاریخ جمعہ ذی الحجہ تھا۔ اور شہادت بروز روزہ واقع ہوئی۔

## فصل چودہویں بیان توجہ حضرت امام حسینؑ بعراق اور جو کچھ اہل کفر و نفاق سے ظلم گزرے

شیخ مفید و سید ابن طاووس و شیخ ابن نما و سید محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے اس قصہ جانسوز



وواقفہ ہا ملکہ نم اندوز کو جس نے جہان قدسیان ملکوت کو بخروج و دلہائے سقر بان بارگاہ جبروت کو مجروح کر دیا ہے اس طرح تحریر کیا ہے کہ جب بیت الشہداء اور میری شہان شہداء کو مخالفوں کے خوف سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بقیہ ماہ شعبان ورمضان و شوال و ذیقعدہ اسی مقام منبرک میں بجابت الہی نیا م کیا۔ اس مدت میں شیخان اہل مجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسینؑ پاس جمع ہوئے جب ماہ ذی الحجہ آیا۔ امام حسینؑ احرام حج باندھا۔ چونکہ یزید پلید نے ایک گردہ کوچ کے ہمانے سے بھیجا تھا۔ کہ حضرت کو پکڑ کے اس شقی پاس لے جائیں یا قتل کریں۔ اس وجہ سے احرام حج کو حضرت نے عمرہ سے بدل دیا۔ اور اعمال عمرہ بجالاتے جب فارغ ہوئے اس وقت متوجہ عراق ہوئے اور چند حدیث معتبرہ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ چونکہ حضرت جلدتے تھے کہ اعمال و مناسک حج بجالاتے کی وہ انھیجاں اجازت نہ دیں گے۔ اس وجہ سے احرام عمرہ منفرہ باندھا۔ اور اعمال عمرہ کے تمام کر کے ساتویں ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ بروز روز تشریف لے گئے بیتد ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ حضرت تیسری ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے اور اسی روز حضرت مسلم شہید ہوئے۔ اور روایت کی ہے کہ جب حضرت نے قصد نوجہ عراق کیا۔ ایک خطبہ ادا فرمایا اور بعد از عدو شنائے الہی درود جناب رسول خدا و اہل بیتؑ اظہار ارشاد فرمایا کہ جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ضرور ہو کر ہے گا اور پناہ و قوت نہیں ہے۔ مگر خدا سے بدستیکہ موت کو مثل طوق جمیع فرزندان آدم کے گردنوں پر لازم کر دیا ہے اور کس قدر خواہان و مشتاق بقائے اسلاف ہوئے ہیں۔ مانند اختیاق یعقوب بیوسف۔ اور خداوند عالم نے میرے دفن کے لئے ایک بقعہ شریف اختیار کیا ہے کہ میں جلد اس جگہ پہنچوں گا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمت جلد میرے اعضا سمرائے کرلا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور چور ذرا اس امر کے لئے مقدر ہوا ہوا ہے۔ اس روز سے چارہ نہیں ہے۔ اور اہل بیت بقائے الہی راضی ہیں اور اس کی بلا پر صابر رہتے ہیں کہ ہم کو اس کے عوض بہترین جزائے صابران عطا فرمائے اور ہمت جلد وہ اخصائے پارہ پارہ خیرہ قدس میں جناب رسول خداؑ پاس جمع ہونگے اور خداوند عالم ان کی آنکھیں روشن کرے گا۔ اور اپنے وعدوں کی تعمیل کرے گا۔ جس کسی کو آرزوئے شہادت ہو اور میری نصرت میں جہان وسے کے سعادت ابدی فائز ہونا منظور ہو۔ وہ میرے ہمراہ رہے کہ کل کے روز میں انشاء اللہ روانہ ہوں گا۔ ایضاً۔ ذراہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ کہا میں امام حسینؑ کی خدمت میں روانگی سفر عراق آنحضرت سے تین روز پہلے پہنچا۔ اور عرض کیا۔ مردم کو فد کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بنی امیہ کی جانب ہیں۔ پس امام حسینؑ نے بجانب آسمان اشارہ کیا۔ ناکاہ میں نے دیکھا۔ دروازے آسمان کے کھل گئے اور اس قدر افواج ملائکہ آسمان سے نیچے آئیں کہ ان کی تعداد بغیر خدا کے دوسرا نہیں جانتا امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر آرزوئے شہادت و شوق

ملاقات حضرت رسالت در رضا بقضائے جناب احدیت کا ارادہ نہ ہوتا تو بیشک ہمراہ ان لشکروں کے اعدا و کفار سے جہاد کرتا۔ ویکن مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے اہل بیت و اصحاب وہاں شہید ہونگے اور میرے فرزندوں میں سے سوائے زین العابدین کے اور کوئی نہ بچے گا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جس رات کو امام حسین نے عزم کیا کہ صبح کو متوجہ کو فہ ہوں۔ محمد بن تنفیہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے برادر جو کچھ اہل کو فہ نے مکر و عذر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی ویسا ہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ مکہ میں اقامت فرمائیں۔ عزیز و مکرم رہنے گا اور کوئی مکہ میں آپ کا معترض نہ ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں۔ یزید مکہ میں مجھے شہید کرے مجھے منظور نہیں کہ حرمت کعبہ کی میری وجہ سے ضائع ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کی۔ اچھا آپ یمن کی طرف یا جنگل میں تشریف لے جائیے۔ کہ آپ پر کوئی ظفر یا ب نہ ہو سکے۔ حضرت نے جواب دیا۔ اس مقدمہ میں فکر کروں گا جب صبح ہوئی حضرت نے حکم دیا۔ اوشوں پر اسباب بار کریں جب یہ خبر محمد بن حنفیہ کو پہونچی بتایا نہ گئے اور ہمارا ناقہ برادر بزرگوار سے لپٹ گئے۔ اور کہا۔ اے برادر آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس مقدمہ میں فکر کروں گا۔ اس قدر کیوں جلدی آپ متوجہ سفر ہو گئے۔ امام حسین نے فرمایا جب تم کل چلے گئے جناب رسول خدا خواب میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے حسین سفر کرو کہ خدا چاہتا ہے کہ تم کو اپنی راہ میں کشتہ دیکھے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ انا للند وانا الیہ راجعون۔ جبکہ آپ اس قصد سے جاتے ہیں۔ بخورتوں کو اپنے ہمراہ کیوں لے جاتے ہیں۔ امام حسین نے فرمایا۔ خدا کو منظور ہے کہ انہیں اسیر دیکھے پس محمد بن حنفیہ بادل ہریاں و دیدہ گریاں سید الشہداء امام عالمیان کو وداع کر کے رخصت ہوئے بعد اُنکے عبد اللہ بن عباس خدمت امام حسین میں حاضر ہوئے۔ اور اس سفر محنت اثر کے ترک میں بہت مبالغہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ رسول خدا نے مجھے خواب میں فرمایا ہے۔ اور میں مخالفت جناب رسول خدا نہ کروں گا۔ پس ابن عباس روتے ہوئے اور زیادہ دغاں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب امام حسین بارادہ سفر عراق مکہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر استقبال امام حسین کو آیا اور ظاہر اس سفر سے منع کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نہیں چاہتا۔ کہ میری وجہ سے حرمت حرم و کعبہ بڑھ ہو جائے جس قدر میں حرم سے دور جا کر قتل ہوں۔ اسی قدر زیادہ خوشی ہے اور اگر نہ فرات کے کنارے دفن ہوں اس سے بہتر ہے کہ نزدیک کعبہ دفن ہوں۔ حضرت نے باہمزا عبد اللہ بن زبیر کو یہ خبر دی کہ وہ مکہ میں مارا جائے گا۔ اور ہتک حرمت کعبہ اسکی وجہ سے ہوگا۔ مگر وہ نہ سمجھتا تھا یا نہ جہاں لگتا تھا۔ آخر جو حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ حجاج نے کعبہ کو اکل کے سامنے خراب کیا۔ امام محمد باقر سے منقول ہے کہ تب سید الشہداء اکبر سے متوجہ

سراق ہوئے۔ ایک نامہ محمد بن حنفیہ و جمیع بنی ہاشم کو لکھا کہ جسے آرزوئے شہادت ہو۔ میرے ہمراہ آئے اور جو شخص میرے ہمراہ نہ آئے گا۔ قلع و فروری نہ پائے گا۔ والسلام۔

امام زین العابدین سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ متوہ سفر سراق ہوئے۔ عبد اللہ بن کرم سوار ہو کر بسرعت تمام سید الشہداء رپاس آیا۔ اور پوچھا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بجانب عراق جاتا ہوں۔ ابن عمر نے کہا نہ جائیے۔ بلکہ اپنے جد بزرگوار کے حرم میں تشریف واپس لے چلئے ہر چند وہ مبالغہ کرتا تھا۔ حضرت قبول نہ فرماتے تھے پس ابن عمر نے کہا۔ یا حضرت آپ موضع جدا اظہر اپنا بے رسول خدا جوتے تھے مجھے دکھا دیجئے۔ پس حضرت نے موضع ناف مبارک دکھایا۔ اور اس نے تین مرتبہ اس موضع مبارک کا بوسہ لیا۔ اور باگریہ و زاری کہا۔ میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ آپ اس سفر میں قتل ہونگے۔ اور بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ مگر تو نہیں جانتا۔ کہ جو بقدری دنیا کی جو خدا کے نزدیک ہے۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک واسطے ایک زن دنا کار کے زنانہ بنی اسرائیل سے ہدیہ بھیجا مگر تو نہیں جانتا کہ طلوع آفتاب سے تا زروب آفتاب ستر و بیخبر شہید کئے اور اپنے بازاروں میں اسی طرح مشغول خرید و فروخت تھے کہ گویا کچھ نہیں کیا ہے۔ اور خدا نے ان پر عذاب نازل کرنے میں تعیل نہ کی بعد اس کے ان کو دنیا و عقبیٰ میں بشدائد عقوبات مبتلا کیا۔ پس اسے سپرد خدا سے ڈر اور میری ترک نصرت نہ کر۔ شیخ مفید وغیرہ نے فرزدق شاعر سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں سترہ میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا تھا کیا دیکھتا ہوں۔ کہ امام حسینؑ معہ اسلحہ جنگ مکہ سے باہر تشریف لے جاتے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امام حسینؑ ہیں ان کی خدمت ہا برکت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حق تعالیٰ آپ کے مقاصد بر لائے۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ نے جلدی کیوں کی کہ قبل ازلے مناسک حج مکہ سے باہر تشریف لائے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر جلدی نہ کرتا۔ منافقین مجھے پکڑ لیتے پس حضرت نے احوال اہل سراق مجھ سے دریافت کئے میں نے عرض کیا۔ ان کے دل آپ کی طرف اور لواریں بجانب بنی امیہ ہیں اور جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے۔ قضائے خدا سے چارہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ سچ کہتا ہے تمام امور مخلوق قبضہ قدرت خداوند عالم میں ہیں اور ہر روز ہر ساعت اور خلافت میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے۔ اگر قضائے خدا نازل ہو اسی طرح مجھے منظور ہے۔ پس میں خدا کی اس کی نعمتوں پر حمد کروں گا۔ اور اس سے نصرت و یاری طلب کروں گا۔ اور اس کے شکر پر توفیق چاہوں گا۔ اور اگر قضائے الہی خلاف امید جاری ہو جس کی نیت حق ہے اور سرت اس کی پرہیزگاری پر ثابت ہے وہ بلا ہائے دنیا سے کچھ پروا نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا آپ حق فرماتے ہیں۔ خدا آپ کو آپ کے مطلب تک پہنچائے اور جس امر سے آپ پرہیز کرتے ہیں اس سے باز رکھے۔ پس

چند مسائل صحیح حضرت سے میں نے دریافت کئے اور حضرت کو دوا کر کے روانہ ہوا۔ پس عمر بن سعید بن العاص نے اپنے برادر سہمی کو بھیجا کہ امام حسین کو سفر کرنے سے منع کرے۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور ان سب کو حضرت نے نزع سے مخالفت فرمائی اور قبل اس کے کہ جدال و قتال کی نوبت پہنچے وہ سب سے باز رہے۔

**مقام تنعیم** پس حضرت امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے۔ جب بمقام تنعیم پہنچے ایک قافلہ ایمن آتا تھا اور پندرہ ہایا حاکم زین نے یزید کو بھیجے تھے۔ امام حسینؑ نے ان کے بار برداروں کو کہ امام زمان ان کا بقی ہے تصرف کر کے شتر بانوں سے کہا۔ جو میرے ہمراہ لڑاق چلے گا۔ میں اس کا پورا کر ایہ دونگا۔ اور احسان اس کے ساتھ کرونگا۔ اور جسے منظور نہ ہو اس پر جبر بھی نہ کروں گا۔ بعضوں نے اونٹ اصحاب آنحضرت کو بکرایہ دیئے اور بعض نے مفارقت اختیار کی۔ بروایت شیخ مفید جب خبر روانگی آنحضرت بنجامین لڑاق عبداللہ بن جعفر تیارہ چلازاد بھائی کو پہنچی اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ایک لڑیہ لکھا۔ اور بہت التماس کی کہ اس سفر میں تعجیل نہ کریں اور لکھا کہ اب پشت و پناہ مومنان شیخانہ پیشوا و مقتدائے ہدایت یافتگان آپ ہی ہیں۔ اور جب بھی آپم سے چلے جائیں گے۔ اس وقت اہل بیت آپ کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اپنے بیٹوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور خود بھی عقب سے آتا ہوں۔ جب حضرت عبداللہ اپنے بیٹوں کو روانہ کر چکے۔ عمر بن سعید حاکم مدینہ پاس گئے۔ اور اس سے کہا۔ ایک خط امام حسینؑ کے نام اپنی طرف سے تم لکھ دو۔ اور اپنی امان دے کے التماس معاونت کرو۔ عمر نے ایک خط امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور اپنے برادر سہمی کے ہمراہ روانہ کیا اور عبداللہ بھی ہمراہ بھیجی ہوئے۔ جب امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے ہر چند مبالغہ مراعت آنحضرت میں کیا کچھ مفید نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے میں ان کے فرمان سے درگزر نہیں کر سکتا۔ پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بیان نہ کروں گا۔ اس کا اثر بہت جلد خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ جب حضرت عبداللہ معاونت امام حسینؑ سے ناامید ہوئے۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ کر دیا خود باریدہ اشکبار و دل فکار واپس گئے۔

**مقام تعلیہ** حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امام مقام ثعلبیہ میں پہنچے۔ بشرین غالب نے آکر کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھ سے تفسیر اس آیتہ کی بیان کیئے یوم ندموا انما ہما ما مہم۔ یعنی جس روز ہم ہر جماعت مروم کو ان کے امام کے نشان ساتھ بلائیں گے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا۔ ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت

کی اور انہوں نے اس کی ہدایت قبول کی۔ اور ایک امام وہ جس نے لوگوں کو بجانب ضلالت و دعوت دسی اور انہوں نے اس کی متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام و پیشوا کے ہمراہ طلب کریں گے بطبعان ہدایت یا فترہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب جہنم لے جائیں گے جس طرح خدا نے فرمایا ہے۔ فذیق فی الجنة و ذریق فی السعیر۔ یعنی ایک گرزہ آتش افروز جہنم میں ہے۔ اور بروایت دیگر امام حسین نے بیشتر سے احوال اہل کوفہ دریافت کیا۔ بیشتر نے بھی مثل ان لوگوں کے بیان کیا۔ کہ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یفعل اللہ ما یشاء یحکم ما یرید۔ کلیقین گئے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسین منزل ثعلبیہ پہنچے ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو۔ اس نے کہا کوفہ میں رہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں اترو نشان جبریل کے دکھاتا۔ کہس طرف سے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ اور کیونکر ہمارے جد کو وحی پہنچاتے تھے۔ آیا چشمہ آب حیوان علم و کفران ہمارے گھر میں ہے یا اور کسی کے کیونکر ہلوکتا ہے کہ وہ لوگ علوم ہی کو جانیں اور ہم دنیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سید الشہداء انکار سے چشمہ غدیب

### مقام غدیب

پہنچے وہاں قیام کیا۔ اور قیلو کہ فرما کے خواب سے گریاں بیدار ہوئے پس حضرت علی اکبر نے پوچھا۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی یہ سالت وہ ہے کہ اس سالت کا موجب دروغ نہیں ہوتا۔ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہانف نے مجھے آواز دی کہ تم جلدی کرتے ہو۔ اور موت تمہیں بجانب بہشت لئے جاتی ہے۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ اسے پدر بزرگوار کیا ہم حتی پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حتی پر اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ پھر ہمیں قتل ہو جانے سے کیا ڈر اور خوف ہے پس حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔

### مقام بیہیمہ

پس حضرت نے مقام غدیب سے کوچ کر کے مقام بیہیمہ میں نزول فرمایا۔ اور اس منزل میں اپنے جد رسول خدا کے حرم سے کیوں چلے گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابو ہرہ بنی امیہ نے میرا مل لے لیا میں نے صبر کیا۔ میری ہتک حرمت و آبرو کی۔ اس پر بھی میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا مجھے قتل کریں اس وقت میں نے ترک وطن کیا۔ اور نجد اسوگندیہ گروہ طاعنی بائنی مجھے قتل کر لگا۔ اور خداوند قہار باس ذلت و خواری ان ظالموں کو پہنٹائے گا۔ اور بیشتر انتقام ان پر کھینے گا۔ اور ان پر اس شخص کو مسلط کر دیکھا وہ نہیں قوم سب سے زیادہ ذلیل کرے گا۔ کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے

بلا یا ہے۔ اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔ اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کرے گا۔ کہ وہ شمشیر جو روستم لباسِ ذلت و خواری انہیں پہنائے گا۔ محمد بن ابی طالب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ولید حاکم مدینہ نے سنا کہ امام حسین متوجہ عراق ہوئے۔ ایک خط ابن زیاد کو لکھا۔ کہ میں نے سنا ہے امام حسین متوجہ عراق ہوئے ہیں اور وہ فرزندِ فاطمہ بنت رسول خدا ہیں۔ ان کا متعرض نہ ہونا۔ اور کچھ صدمہ انہیں نہ پہنچا۔ کہ جب تک دنیا باقی ہے دوست دشمن تجھ پر لعنت کریں گے۔ جب یہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ مطلق تاثیر اس بے پیر کو نہ ہوئی۔

اکثر مشائخِ عظام نے روایت کی ہے۔ جب خیر توجہ امام حسین ابن زیاد شقی کو پہنچی

**مقام قادسیہ** حسین بن نیر کو مع لشکر انبوه سر راہ آنحضرت پر بمقام قادسیہ بھیجا۔ اور قادسیہ سے قطعاً تینہ تک لشکرِ خلافت اثر بھر گیا۔ جب امام حسین مقام بطنِ رمہ میں پہنچے عبد اللہ بن یقظر اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور ہنوز خیر شہادت مسلم نہ پہنچی تھی ایک نامہ اس مضمون کا اہل کوفہ کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسین بن علی کی طرف سے ہزاران مومن مسلم کو ہے تم پر سلام الہی ہو۔ اور میں حمد اس خدا کی کرتا ہوں کہ بغیر اسکے کوئی اور خدا نہیں۔ اما بعد بڑے تیکہ خط مسلم بن عقیل کا میرے پاس پہنچا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا احسان مجھ پر تمام کرے اور تم کو تمہارے سخت و کردار پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ بدرستیکہ میں اٹھویں ذی الحجہ روز شنبہ کو مکہ سے باہر آیا۔ اور تمہاری جانب آتا ہوں جب میرا قصد تم تک پہنچے۔ لازم ہے کہ متابعت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار آماده رکھو اور میری نصرت کے ہمیا رہو۔ کہ اب میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حسین ابن علی اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت مسلم نے ستائیس روز قبل شہادت کے ایک خط امام حسین کو

لکھا تھا۔ اور اس میں اظہارِ اطاعت و انقیاد اہل کوفہ درج کیا تھا۔ اور ایک گروہ اہل کوفہ نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں سو ہزار تلواریں آپ کی نصرت کے لئے جمبیا ہیں۔ بہت جلد آپ خیموں تک پہنچ جائیے الغرض جب وہ قاصد روانہ ہوا اور قادسیہ میں پہنچا۔ حسین بن نیر لعین نے اس قاصد کو پکڑ لیا۔ اور چاہا وہ خط امام حسین کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا۔ اور حسین کو نہ دیا حسین بن نیر شقی نے قاصد امام حسین کو ان زیاد پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا۔ تو نے خط کیوں چاک کیا۔ قاصد نے کہا میں وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ چوتے پائے ابن زیاد نے کہا۔ وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا قاصد نے کہا خط امام حسین نے ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں۔ میں زیاد شقی نے نصبت تک ہوا۔ کہا میں تجھ سے دست بردار ہوں۔ جب تک

ان لوگوں کے نام تو مجھ سے بیان نہ کرے گا۔ اور منبر پر جا کر امام حسین اور ان کے پدر و مادر برادر کو ناسزا کہے گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ قاصد نے کہا۔ نام تو نہیں تجھے ان لوگوں کے بتاؤ لگا و لیکن دوسرا مطلب جو تو نے کہا اسے کر سکتا ہوں۔ پس وہ قاصد منبر پر گیا۔ اور حمد و شنائے الہی ادا کر کے درود جناب رسول خدا اور ان کے اہل بیت پر بھیجا۔ اور صلوٰۃ و درود بشارتیں ابراہیم و اسماعیل اور ان کے پسران پر بھیج کر امین زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی امیہ پر لعن بلیغ کیا اور کہا۔ اے اہل کوفہ میں امام حسین کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اور ان کو فلاں موضع پر چھوڑ آیا ہوں جسے منظور ہو ان کی نصرت کرے اور ان کی خدمت میں سفر ہو پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ اس قاصد کو تھر سے نیچے گرا دیا جائے اور اس کو تھر سے نیچے گرا دیا اور اسکو بدرجہ شہادت فائز ثواب دیکر ایک رقی جان باقی تھی کہ عبد الرحمن بن ملیر رو سیانہ نے اس قاصد بے گناہ کا سر کاٹ ڈالا

جب امام حسین نے منزل حاجز سے جانب کوفہ توجہ کی ایک چشمہ آب پر پہنچے کہ عبداللہ **مقام حاجز بن مطیع** نزدیک اس چشمہ کے مقیم تھے۔ جب ان کی نظر امام حسین پر پڑی استقبال کر کے کہا۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ اس شہر میں کیوں تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اہل لاق نے بلایا ہے عبداللہ بن مطیع نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنے کو معرض تلف میں نہ لائے۔ اور حرمت اسلام و قریش و عرب کو ضائع نہ کیجئے کہ سب کی حرمت آپ کی حرمت والا سنت ہے۔ سجدہ موکند اگر یہ ارادہ کیجئے گا کہ سلطنت بنی امیہ سے بیٹھے وہ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور بعد آپ کے مار ڈالنے کے کسی مسلمان کے مارنے سے پر وہ نہ کر نیچے اور کسی سے نہ ڈریں گے۔ پس ہرگز آپ کو فہ نہ بجائیے اور بنی امیہ کے معترض نہ ہو جسے حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کام پر ارا حاجز خداوند عالم مامور تھے اس کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن زیاد شقی نے بھرہ و شام کے راستے بند کر دیئے تھے کہ غیر باہر نہ جانے پاتی تھی اور کوئی آجانہ سکتا پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گذر ہوا ان سے خبر دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس میں کچھ غیر نہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی آنے جالے نہ پائے۔ ایک جماعت نے قبیلہ قزارہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیس

**زہیر بن قیس بجلی کی ملاقات** بجلی کے جب مکہ سے مراجعت کی رفیق تھے اور منزلوں پر حضرت امام حسین سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم لوگ حضرت سے بہت دور اترتے تھے کہ رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو۔ ناگاہ ہم کسی منزل میں اترے۔ چائنت کھا رہے تھے کہ ایک قاصد امام حسین کی طرف سے آیا اور زہیر سے خطاب کیا کہ امام حسین تم کو بلاتے ہیں۔ ہم سب کے بوجہ غلبہ و مشت لقمے ہاتھ سے لگئے اور شہد حیران ہوئے زہیر زہیر مسماۃ و یلم دختر مروانہ کہا سبحان اللہ فرزند رسول تم کو بلاتے ہیں اور تم جانے میں تاہل کرتے ہو پس حضرت زہیر حضرت امام حسین کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا۔ کہ

ان کا غنیمہ وہاں سے اکھاڑ کر قریب سرابروہ ہائے امام حسینؑ نصیب کیا۔ اور اپنی زویہ کو طلاق دے کر کہا اپنے قبیلہ میں چلی جا مجھے منظور نہیں کہ میری ویر سے کوئی ضرر تجھے پہنچے۔ میں چاہتا ہوں اپنی جان امام حسینؑ کے اوپر سے قربان کر ڈالوں۔ عورت روتی ہوئی وداغ ہوئی۔ اور کہا۔ امور خیر خدا تمہارے لئے ہمیا کرے تم سے میری اتناس ہے کہ مجھے بروز قیامت حسین بن علی کے جد بزرگوار پاس یاد کرنا۔ پس زبیرؓ ابن قیس نے اپنے اصحاب سے کہا جسے میرا ساتھ منظور ہو اٹھے اور جسے منظور نہ ہو چلا جائے۔ اس وقت میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ میں نے ہمد جناب رسولؐ خدا میں بعض مقامات دریا پر ہمراہ شکر اسلام کفار سے بعد کارزار ان پر ظفریاب ہو کے مال غنیمت بیٹھا پایا پس سلیمانؑ نے مجھ سے کہا آیا تم اس مال غنیمت سے خوش ہوئے میں نے کہا ہاں۔ سلیمانؑ نے مجھ سے کہا جب تم دیکھنا کہ سید جو انان آل محمدؑ قتال منافقین ہے لازم ہے کہ ان کی رفاقت اور راستہ میں اپنے شہید ہو جانے سے بمقابلہ غنیمت ہلکے دنیا کی معرض زوال میں ہے بہت غوطے ہو پس نہایت نے اپنے دوستوں کو وداغ کیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ میں معلق ہوئے اور آنحضرتؐ سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

جب امام حسینؑ منزل خرمہ پہنچے۔ رات کو اسی مقام پر اسسرت کی جب رات ہوئی جناب **مقام خرمہ** زینبؓ خاتون خواہر امام حسینؑ نے کہا کہ شب گذشتہ میں میں تھکے حاجت کو باہر لگی۔ ناگاہ ایک ہاتھ کی صدائی کہ اس مضمون کے وہ چند شعر پڑھتا تھا۔ اسے آنکھ ان شہیدوں پر جن کو موت لئے جاتی ہے اور بہت جلد و عہد گاہ شہادت پر پہنچتی ہے اشک حسرت برسا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے بہن جو کچھ مقلد ہو ہے وہ ہو کر رہے گا۔

**خبر شہادت مسلم بن عقیل** عبداللہ بن سلیمان و منذر بن شمعل نے روایت کی ہے کہ جب ہم ثعلبہ حاضر ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جب لشکر امام حسینؑ اس نے دیکھا مداح پیر دی۔ ہم اس کے راستہ پر گئے اور کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں کوفہ سے باہر نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا۔ مسلم بن عقیل اور ہانیؑ کو شہید کیا۔ اور انکے پاؤں پکڑ کے بازاروں میں کھینچتے تھے جب امام حسینؑ منزل ثعلبہ پر پہنچے ہم رات کو خدمت امام میں گئے۔ اور یہ خبر و ہشت انہر بیان کی۔ حضرت اس کلام کے استماع سے بہت اندوہ ناک ہوئے اور مکر فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان شہید پر رحم کرے پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اگر آپ سے نہ کریں تو وہ آپ کے ناصر و یاد رہی نہ ہونگے ہماری اتناس ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ امام حسینؑ منوجہ اولاد عقیل ہوئے۔ انہوں نے کہا بخدا سو گند ہم واپس نہ جائیں گے جب تک



ان انقیاسے کو حق حضرت مسلمؓ کا نہ لیں۔ یا جو ٹہرت انہوں نے نوش کیا ہم بھی نوش کریں پس جب حضرت کو عازم سفر پایا۔ ہم لوگ وداع کر کے روانہ ہوئے۔ بردایت دیگر جب خبر شہادت مسلمؓ امام حسینؑ نے سنی۔ فرمایا جو الی پر لازم تھا۔ ان کی انہوں نے تعمیل کی۔ اب جو مجھ پر لازم ہے وہ باقی ہے۔ پس چند شعر ادا فرمائے جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ نین بہنہادت دیا ہے اور شہرت ناگوار مرگ کو صنائے الہی کے لئے اپنے اوپر گوار کیا جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم دیا بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

**مقام زبالہ اور شہادت عبداللہ بن یقظیر**  
 کو پہنچی۔ جب یہ خبر وحشت اثر حضرت نے استماع فرمائی۔ آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوند امیرے شیعوں کیلئے یقظیر کے لقب میں منزل پاکیزہ کر مجھے ان کو ایک جگہ نر نہا ہے بہشت میں مقیم فرما بدرستیکہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ خبر ہو سچی کہ مسلم بن یقظیل ہانی ہیں اور عبداللہ بن یقظیر کو شہید کیا گیا اور ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے جسے منظور ہو مجھ سے جدا ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ پس ایک گروہ جو بطبع مال غنیمت راحت و سزوت و نیا حضرت کے رفیق ہوئے تھے۔ ان اہلکار کے استنار سے متفرق ہو گئے اور اہل بیت و خویشاں آنحضرتؐ اور ایک جماعت کہ از روئے ایمان و یقین رفیق حضرت تھے باقی رہ گئے۔

**مقام بطن عقبہ**  
 پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بطن عقبہ میں نزول فرمایا۔ اس منزل پر ایک مرد پیر قبیلہ بنی عکرمہ سے حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا ابن رسول اللہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ وہاں جائیے اور خدا سو گند آپ نہیں جاتے ہیں۔ مگر نوک کشمیر جان ستاں کی طرف جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے شیخ جو تم مجھے خبر دیتے ہو۔ یہ خبر مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن اطاعت علم الہی واجب ہے اور مفدرات ربانی شدتی ہیں۔ بخدا سو گند مجھ سے دست بردار نہ ہو گئے جب تک میرا دل پر خون باہر نہ نکال لیں گے۔ اور جب مجھے فہیدہ کر لیگے۔ خدا ان پر اس کو مسلط کر لیگا۔ جو انکو ذلیل ترین امت ہائے گذشتہ کر دیگا۔

**مقام اشرف**  
 پس وہاں سے بھی حضرت نے کوچ کر کے منزل اشرف میں نزول فرمایا۔ اور غیبہ پر پا کر کے رات اسی جگہ بسر کی۔ جب صبح ہوئی۔ حکم دیا کہ غلامان و ملازمان و اصحاب آنحضرتؐ سے بہت ہانی بھر کے ہمراہ لیا۔ اور کھول و قوت الہی امید دار ہونے کے روانہ ہوئے اور دو پہر تک راہ چلے ناگاہ ایک شخص نے اصحاب آنحضرتؐ میں اندا لبر کہا۔ حضرت نے پوچھا تم نے تیسرے کیوں کہی اس نے کہ درخان خرا نو دار

ہوئے ہیں۔ زلفانے کہا، ہم نے ہرگز اس موقع پر درخت خرما نہیں دیکھتے ہیں۔ شاہد نیزوں کی نوکیں اور گھوڑوں کے کان دکھائی دیتے ہیں حضرت کو جب معلوم ہوا، کہ سلامات لشکر ہے اور اس طرف آنا ہے آپ ایک پہاڑ کی جانب جو وہاں تھا، متوجہ ہوئے۔ کہ اگر قتال کی ضرورت پڑے پہاڑ کی طرف پشت کر کے ان سے مقابلہ کریں جب نزدیک کوہ پہنچے۔ حضرت بنی نضیر ریاحی مع ہزار سوار عین شدت گرما میں قریب لشکر سید الشہداء پہنچا۔ اور صف ارار ہوا۔ حضرت نے فرمایا خیمہ نصب کیا جائے۔ اور اصحاب امام مظلوم نے سامنے اس لشکر کے صفیں باندھیں جب امام حسینؑ نے اس لشکر ضلالت اثر میں آثار تشنگی مشاہدہ فرمائے۔ حکم دیا، کہ اس فوج کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اور حضرت نے خود بنفس نفیس متوجہ ہوئے ان کو اور ان کے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا۔ ابن زیاد رو سیاہ نے حصین بن نمیر کو مع لشکر انہوہ استقبال آنحضرت کے لئے قادسیہ میں بھیجا تھا اور حصین نے حر کو ایک ہزار لشکر دے کر آئے روانہ کیا تھا جب وقت نماز پھر آیا۔ حضرت حجاج بن مسروق کو ذمایا۔ اذان نماز کہے جب وقت اقامت ہوا۔ سید الشہداء باجماعہ و نعلین درخیمہ سے باہر آئے اور دونوں لشکر کے درمیان کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الہی سجالاتے۔ اور فرمایا

ایہا الناس۔ میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر جبکہ منواتر تمہارے خطوط اور تمہارے قاصد پر اپنے میرے پاس پہنچے۔ تم نے لکھا، کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے کہ ہمارا امام وہ پیشوا کوئی نہیں ہے۔ بشانکہ خدا ہم کو اور آپ کو حق و ہدایت پر متفق کرے۔ اگر تم اپنے ہمد و گفتار پر برقرار ہو مجھ سے پیمانہ و ہمد تازہ کر کے دل میرا مطمئن کرو۔ اور اگر اپنے گفتار سے پھر گئے ہو اور ہمد و پیمانہ کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے آنے سے بیزار ہو۔ میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں۔ ان کا مکاران و عذران بیوفانے کچھ جواب نہ دیا میں حضرت نے مؤذن سے فرمایا۔ اقامت نماز کہو۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اگر چاہو اپنے لشکر کے ہمراہ نماز ادا کرو۔ مجھ نے عرض کیا میں آپ کے ہمراہ نماز ادا کروں گا۔ پس جناب امام حسینؑ آگے کھڑے ہوئے۔ اور دونوں لشکروں نے عقبہ نحر نماز ادا کی اور بعد ارمے نماز دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور جب وقت نماز عصر ہوا پھر حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغت اپنا روئے مبارک سبحانہ لشکر کیا۔ اور خطبہ فرمایا خطبہ ایہا الناس۔ اگر خدا سے ڈرو گے اور حق ذبحن کا پھینکو گے۔ تم سے خدا خوش ہوگا۔ اور ہم چوں کہ اہل بیت رسالت اور بعلم و کمال و عصمت و جلال و موصوفہ ہیں۔ خلافت کے زیادہ تر اس گروہ سے سزاوار ہیں۔ جو بنا حق و دعویٰ ریاست کر کے تم میں بیجور و قلم سلوک کرتے ہیں۔ اگر جہالت و ضلالت میں تم ایسے ہو اور رائے تمہاری اس سے جو کچھ مجھے لکھا ہے پھر گئی ہے۔ میں بھی واپس جاتا ہوں۔ ترنے جواب دیا، خدا مجھے ان خطوط اور قاصدوں کی جیسا آپ فرماتے ہیں مطلق خبر نہیں ہے۔ حضرت نے عقبہ بن معان سے فرمایا، کہ وہ خبر میں نہیں خطوط

ہیں لے آؤ جب تخرجیں لائے جو خطوط کو قیام بیرون سے بھری ہوئی تھیں۔ حزن نے کہا مجھے ان خطوط کی اطلاع نہیں ہے مجھے ابن زیاد نے مقرر کیا ہے۔ کہ جب آپ سے ملاقات کروں جہاں ہوں۔ تا وقتیکہ آپ کو ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں حضرت نے فرمایا جب تک زندہ ہوں یہ ذلت مجھ سے گوارا نہ ہوگی۔ بعد اسکے اصحاب کو حکم دیا سوار ہوں جب ہودج ہائے حرم محترم اونٹوں پر بند گئیں۔ حضرت پائے مبارک رکاب میں رکھ کر سوار ہوئے جب چاہا واپس جائیں لشکر مخالفت نے راستہ روک لیا۔ اور مانع ہوئے۔ حضرت نے حرسے خطاب کیا کہ تیری ماں نیری سزا میں بیٹھے مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ حزن نے کہا۔ اگر اور کوئی میری ماں کا نام لیتا البتہ میں بھی اس کا جواب دیتا۔ ولیکن آپ کی مادر گرامی کے حق میں سوائے تعظیم و تکریم کوئی سخن لب پر نہیں لاسکتا حضرت نے فرمایا۔ مطلب تیرا کیا ہے۔ حزن نے کہا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ابن زیاد پاس لے چلوں۔ حضرت نے فرمایا میں تیری اطاعت نہ کروں گا۔ حزن نے کہا۔ میں بھی دست بردار نہ ہوں گا۔ جب درمیان میں طول سخن ہوا حزن نے کہا مجھے حکم نہیں ہے کہ آپ سے جنگ کروں۔ اگر آپ کو کوئی جانا منظور نہیں ہے تو دوسرے راستہ سے مدینہ جائیے کہ میں کل کیفیت ابن زیاد کو لکھوں۔ شاہد کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں آپ جیسے پیشوا سے ہمارے معتاد نہ ہوں۔ حضرت نے بضرورت راہ قادسیہ سے جانب چپ تو بھری۔ اور وہ لشکر ضلالت اثر بھی ہمراہ ہوا حزن نے قریب امام حسین آگے کہا۔ یا حضرت میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اس گروہ سے مقابلہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ قتل ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا تو مجھے موت سے ڈرانے سے راہ خدا میں مارا جانا اور خوشنودی حق تعالیٰ میں شہید ہونا اس کی مجھے بڑی آرزو ہے اور میں بحکم خدا ان منافقین سے مقابلہ کروں گا۔ اور مر جانے سے مجھے پروا نہیں ہے جب حزن نے جانا کہ سمجھانا کچھ مفید نہیں ارادہ مخالفت و مخالفت اس لشکر سے مصمم رکھتے ہیں اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور ہمراہ حضرت چلے۔

**قصر بنی مقاتل** حضرت امام حسین نے یہاں سے کوچ فرما کے قصر بنی مقاتل نزدول جلال فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب خبر قرب امام مظلوم ابن زیاد کو پہنچی۔ اس نے حرمین زید ریاحی کو مع ایک ہزار سوار سرراہ امام ہاریر پر بھیجا۔ حزن نے کہا جب میں گھر سے باہر آیا: صدائے منادی سنئی۔ تین مرتبہ اس نے مجھ سے ندا کی۔ اسے حزن نے بھت کی بشارت ہو۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میری مادر میری سزا میں بیٹھے۔ میں فرزند رسول سے لڑنے جاتا ہوں اور مجھے بخت کی بشارت ہوتی ہے بس ہر وقت نماز ظہر قریب حضرت پہنچ گیا۔ حضرت نے اپنے بڑے بیٹے سے فرمایا کہ اذان و اقامت کہو حضرت آگے گھر سے ہوئے اور دونوں لشکروں نے نماز ادا کی جب سلام نماز پھیرا حزن قریب آیا۔ اور کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو۔ حزن نے کہا۔ میں حزن

بن یزید ریاحی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے لڑنے آئے ہو یا میری نصرت کو آئے ہو۔ حمرنے کہا بخدا سوگند اے فرزند رسول خدا مجھے آپ سے جنگ کرنے کو بھیجا ہے اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ اپنی قبر سے محذور ہوں اور میری پیشانی کے بال پاؤں میں بندھے ہوں۔ اور ہاتھ گردن میں جکڑے ہوں اور مجھے منہ کے بل جہنم میں ڈال دیں۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ اپنے جد رسول خدا کے حرم میں جائیے ورنہ خبیث ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا مجھے قتل ہو جانے سے کچھ پروا نہیں۔ اور شہادت جو کہ سرمایا ابدی ہے دوستان خدا کی آرزو ہے۔

**منزل قطقانہ** پس حضرت نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور منزل قطقانہ پر نزول اجلال کیا جب کس کا ہے کہا یہ غیمہ عبد اللہ بن عمر بنی کا ہے۔ حضرت نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔ تو نے درگاہ خداوند قہار و جبار میں غطا و نافرمانی بہت کی۔ اگر توبہ نہ کرے گا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ خدا تجھ سے مولودہ کریگا۔ اب لازم ہے کہ توبہ کر اور میری نصرت کر۔ کہ جد بزرگوار بروز قیامت تیری شفاعت کریں۔ اس روایہ سے بخبردار نے کہا اگر میں آپ کی نصرت کو آؤں۔ اول جو آپ کے لشکر سے قتل ہو وہ میں ہوں گا۔ ویکن میرے پاس ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ ہرگز کسی کے بخشش میں نہیں گیا مگر یہ کہ اس تک اس گھوڑے پر سوار ہو کر گیا۔ اور جو کوئی میرے تعاقب میں آیا مجھے پانہ سکا۔ وہ گھوڑا آپ کو دیتا ہوں حضرت نے اس کی طرف سے روٹے مبارک پھیر لیا۔ اور فرمایا مجھے تیری اور تیرے گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے اور گمراہ کرنے والوں کو میں اپنا ناصر و مددگار نہیں کرتا۔ ویکن تو جھاگ جانا میرا ناصر ہو۔ اور نہ میرا مقابل۔ بدرستیکہ جو میرے واقعہ میں حاضر ہوگا۔ وہ میری پوری نصرت نہ کریگا۔ خدا سے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ اور بروایت اول جب قہر بنی مقاتل سے کوچ کیا۔ اور قہر بنی راہ طے کی امام حسینؑ کو گھوڑے پر کچھ نیند آگئی۔ جب بیدار ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون الحمد للہ رب العالمین۔ علی اکبر نے جب یہ حال دیکھا اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کیا حضرت نے فرمایا اس وقت مجھے گھوڑے پر بیٹھ آگئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سوار کہتا ہے یہ گروہ جاتا ہے اور مرگ انکی جانب آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میری جانب اس کا خطاب تھا۔ علی اکبر نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار جب کہ ہم حق پر ہیں۔ پھر مرگ سے کیا پروا۔ حضرت نے علی اکبر کو دعا دی۔ ابن قنولویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ بطن عقبہ سے آگے بڑھے۔ فرمایا۔ البتہ میں اس سفر میں قتل ہوں گا اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کہو نکر آپ نے جانا۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ چند لڑکے مجھ پر حملہ کریں۔ میں اور ان میں ایک اہلقتی کتا تھا۔ کہ وہ مجھ پر بہت حملہ کرتا تھا۔ بسند معتبر دیگر آنحضرت سے روایت کی کہ امام حسینؑ

تھے کہ بادشاہی بنی اُمیہ کو سزا دار نہ ہوگی۔ جب تک مجھے قتل نہ کریں گے۔ اور بیشک مجھے قتل کریں گے جب مجھے شہید کریں گے۔ پھر یہ امت توفیق اجتناب نماز بحق نہ پائے گی۔ بوطا و عنیت بجز و ظلم تقیم ہوگی اور اول اس امت میں جسے علانیہ بہ جبر و قہر قتل کرینگے میں اور میرے اہل بیت ہونگے۔ اور بعد میرے بنی ہاشم ہینتر محنت و مصیبت میں رہیں گے۔ تاکہ قائم آل محمد ظہور کریں۔ شیخ مفید نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے۔ سفر کربلا میں سکور میرے پدر بزرگوار حضرت یحییٰ اور ان کی شہادت کو یاد کر کے کہتے تھے بے قدری و نیادے جو خدا کے نزدیک ہے سہ مبارک یحییٰ ایک زن زنا کار کیلئے بھیجا۔ اور بروایت دیگر یہ کہتے تھے میرا سر ایک دلد الزنا کو ہر یہ دیں گے۔

جب صبح ہوئی امام حسینؑ نماز صبح ادا  
**میدان کربلا میں نزول امام حسین علیہ السلام** کر کے سوار ہوئے ہر چند چاہتے تھے کہ  
 دوسری طرف جائیں مگر لشکر حرماتھ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ زمین کربلا پر پہنچے۔ حضرت نے دریافت کیا۔ اس  
 زمین کا کیا نام ہے۔ کہا اس زمین کو کربلا کہتے ہیں جب امام حسین نے یہ نام محنت انجم سنا۔ بیشک چشمتھا  
 مبارک سے جاری ہوئے۔ اور فرمایا یہ مقام کرب و بلا و محل محنت و عنا ہے۔ یہ جگہ وہ ہے جہاں خون شہدائے  
 کربلا ہینگا۔ ناگاہ دور سے ایک سوار نمایاں ہوا۔ کہ بسرعت تمام آتا تھا۔ جب نزدیک آیا امام حسین کو سلام نہ کیا  
 اور حرم کو جا کے سلام کیا۔ اور ایک خط ابن زیاد شقی کا حرم کو دیا۔ جب خط کھولا۔ اس شقی نے لکھا تھا جہاں یہ  
 میرا خط تم کو پہنچے۔ اسی جگہ امام حسین کو اتار دو اور ایسے بیابان میں اتارنا جہاں پانی اور آبادی نہ ہو اور  
 ان پر سختی کرنا۔ لازم ہے۔ میرا قاصد مجھے یہ خبر پہنچائے۔ کہ تم نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی جب حرم نے وہ  
 خط پڑھا مضمون خط باوا بلند لشکر حضرت کو پڑھ کر سنایا۔ یزید بن مہاجر نے قاصد ابن زیاد کو پہچانا۔ اور اس  
 سے کہا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے یہ کیا پیغام تو لایا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے اپنے امام کی اطاعت  
 اور وفا اپنی سبعت پر کی ہے۔ ابن مہاجر نے کہا۔ بلکہ تو نے اپنے خدا کی معصیت کی ہے۔ غدار دنیا اور وفا لقی  
 کو تو نے اپنے لئے مہیا کیا ہے۔ تیرا امام ان اماں میں سے ہے۔ جن کے حق میں خداوند عالم فرماتا ہے۔  
 کہ ہم نے ان کو امام کیا وہ لوگوں کو بجانب آتش بلاتے ہیں۔ بروز قیامت یاری ان کی نہ کی جائے گی پس حرم  
 وہاں اترا حضرت نے فرمایا مجھے جانے دو۔ کہہ بیٹو آیا غاضر یہ یا کسی اور جگہ جہاں پانی اور آبادی ہو۔ وہاں اترو  
 حرم نے کہا۔ امیر نے اس قاصد کو بھیجا ہے اور یہ حکم لکھا ہے۔ میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ نہ میر  
 بن قیس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ! تم کو اجازت دیجئے کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ اس لئے کہ اس وقت ان  
 سے ہماری جنگ بہت آسان ہے۔ بمنزلہ اس کے جبکہ لشکر ہائے بے حدود احصاء کے بعد آئیں گے۔

حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں ان پر رحمت خدا تمام کروں اور ان سے لڑنے میں ابتدائے کروں پس حضرت اسی حکم اترے۔ قناتیں اور شیخے اہل بیت کے نصب کئے گئے۔ بقول ایک جماعت کے دوسری محرم سلسلہ حرکی تھی یا روز چہار شنبہ یا پنج شنبہ تھا۔ اور بقول بعض اٹھویں محرم کی تھی۔ پس حرنے ایک خط ابن زیاد کو لکھا اور حقیقت حال اس میں دیکھی۔ جب وہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ اس شقی نے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا اور اس میں تحریر کیا۔ میں نے سنا ہے آپ کو بلا میں اترے ہیں۔ یزید معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں یا آپ سے بیعت لوں اور اگر انکار کیجئے تو یزید پاس بھیج دوں۔ جب خط اس شقی کا حضرت پاس پہنچا اور حضرت نے مطالعہ کیا۔ اس خط کو پھینک دیا۔ اور کہا وہ گروہ متکبرانہ ہو گا جو رضامندی مخلوق کیلئے حکومت خالق خرید کرے۔ جب قاصد نے جواب مانگا حضرت نے فرمایا۔ اس کے خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ عذاب الہی اس پر نازل ہوا ہے۔ جب یہ خبر اس بد بخت کو پہنچی۔ آتش کفر و نفاق اور زیادہ بھڑکی اور لڑائی کا اس نے عزم بالجزم کیا۔ سرداری لشکر کی تکلیف عمر بن سعد کو دی اس نے اول انکار کیا۔ مگر چونکہ قبل ازین حکومت شہر سے وے چکا تھا۔ کہا۔ اگر امام حسینؑ سے تو نہ لڑے گا۔ تو حکومت سے دست بردار ہو میں اور کسی کو وہاں کا حکم بنا دوں گا۔ پس اس رو سیاہ نے بطیح حکومت سے شقاوت ابدی و عذاب سردی اختیار کر کے امام حسینؑ سے جنگ قبول کی۔ اور مع چار ہزار نامرد روانہ کر بلا ہوا۔ امام محمد باقر سے منقول ہے جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ یہ خط حسینؑ ابن علی کا۔ اور جوان کے قریب فرزندان بنی ہاشم سے ہیں۔ انہیں پہنچے۔ اما بعد واضح ہو کہ میں نے ترک زندگانی کی اور منتظر شہادت ہوں۔ اور دنیا کو میں ایسا جانتا ہوں۔ کہ گویا ہرگز نہ تھی اور آخرت کو باقی اور ہمیشہ جانتا ہوں آخرت کو دنیا پر میں نے اختیار کیا ہے والسلام۔

حسینؑ ابن علی علیہم السلام

کلام زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بروایت اول جب امام حسینؑ کربلا میں اترے فصیح و بلیغ فرمایا اور فرمایا میرا کام یہاں تک پہنچا جو تم دیکھتے ہو۔ دنیا نے روگردانی کی ہے ایام زندگانی تمام ہوچے ہیں لوگ حق سے دستبردار ہو کے باطل پر جمع ہوئے ہیں۔ جو کوئی ایمان خدا اور قیامت پر رکھتا ہے لازم ہے۔ کہ دنیا سے روگردانی کرے۔ اور مشتاق لقاے پر دروگاہ ہو جائے اس لئے کہ شہادت راہ حق میں موجب سعادت ابدی ہے اور زندگی ہمراہ ستمکاروں کے اور ان کا مومنین پر غلبہ بجز محنت و مصیبت کے دوسرا اثرہ نہیں رکھتا۔ پس زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہتی۔ تحقیق کہ راہ خدا میں قتل ہونا ہم بقائے دنیا پر اختیار کرتے اور جب ہم جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے پھر کیونکر اپنی جان آپ سے عزیز کر دیں

پس ہلال بن تافع بجلی اٹھے اور کہا: یا ابن رسول اللہ آپ کے جد بزرگوار سے نہ کلام ہلال بن تافع ہو سکا کہ اپنی محبت قلوب مردم میں مستحکم کرتے اور انکو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھتے۔ بہت منافقین ایسے تھے کہ ان سے وعدہ نصرت کرتے تھے اور دراصل مکر و عذر پر مستعد تھے۔ اور ہمیشہ اپنے منافقین اصحاب سے عنایت و شفقت میں بسر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ آپ کے پدر عالی مقدار نے بھی تاکسین و قاسطین و مارقین سے جو جو مصائب اٹھائے معلوم ہیں۔ یہاں تک کہ برحمت الہی ہوئے اور آپ بھی آج اس گروہ اشرار کے عذر و کسر میں گرفتار ہیں۔ جو کوئی آپ سے ہمد ظلمتی اور فریخ بیعت کریگا اس نے اپنی ضرر رسائی خود کی ہے۔ میں نے باینت دست و سزم صحیح آپ کی متابعت اختیار کی ہے۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور جو آپ فرمائیں گے اسے بجاں و دل قبول کروں گا۔

پس بریز بن خضیر لٹھے۔ اور کہا اسے فرزند رسول خدا حق تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کلام بریز بن خضیر ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں۔ اور الافغانہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور آپ کے جد بزرگوار بروز قیامت ہمارے شفیع ہوں۔ وہ گروہ ستکار نہ ہو گا۔ جو فرزند پیغمبر خدا کو چھوڑ دے گا۔ اور ان کی نصرت کرے گا۔ ان پر توفیق ہے وہ بروز قیامت عذاب الیم و حسرت و عداوت جمیم میں مبتلا ہوں گے۔ یہ سن کر جناب سید الشہداء نے ان کو دعادی اور اپنے اہل بیت بھائی بھینوں پر بحسرت نظر کی۔ اور ہاتھ دھلکے لئے اٹھائے۔ کہا خداوند! ہم تیرے پیغمبر کی عنقریب ہیں۔ مجھے وطن سے نکال کر حرم بد بزرگوار سے دور کیا۔ مجھ پر بنی امیہ تعدی کرتے ہیں۔ خداوند! تو میرا حق ان سے لے اور گروہ ستکار پر مجھے نصرت دے۔ پھر فرمایا سب لوگ بندگان دنیا ہیں اور دین ان کی زبان پر جاری ہے مگر وقت امتحان دیندار طالب حق بہت کم ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا۔ عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخل کربلا ہوا۔ اور مقابل لشکر امام حسین اترا۔ اور زورہ بن قیس اصسی کو بلا کے چاہا بطور قاصدی امام حسین پاس بھیجے۔ مگر چونکہ وہ نامردان میں سے تھا۔ جنہوں نے خطوط امام حسین کو لکھے تھے اس نے قاصدی قبول نہ کی۔ اور جس رئیس و امیر لشکر سے کہتا تھا۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اسلئے ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا۔ پس کثیر بن عبد اللہ کو کہ وہ ملعون شجاع و بیباور بیباک تھا اٹھا اور کہا جو پیغام امام حسین سے کہنا منظور ہو بیان کر دو میں جا کے پہنچا دوں گا۔ اور اگر کہوں کو قتل کر کے ان کا سر نہ ہمارے پاس لے آؤں۔ عمر بن سعد شقی نے کہا۔ یہ ابھی منظور نہیں۔ ولیکن تو ان کے پاس جا۔ اور پوچھ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ جب وہ ملعون متوجہ لشکر امام حسین ہوا اور اصحاب

حضرت نے اسکی شہرت دیکھی۔ آگے بڑھ کے اس سے کہا۔ اپنے ہتھیار کھول کے حضرت امام حسینؑ پاس جا اس  
 شہتی نے اس بات کو نہ مانا۔ اور واپس گیا۔ عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور اس نے حضرت  
 کو پیغام پہنچایا سید الشہداء نے فرمایا۔ تمہارے شہر کے لوگوں نے ناہمکے ہتھیار مجھے لکھے اور بہت مالغ  
 و امرا کر کے بلایا۔ اگر میرا آنا منظور نہیں تو مجھے واپس جانے دو۔ جب قرہ بن قیس نے چاہا۔ واپس جا کر  
 حبیب بن مظاہر نے کہا۔ اسے قرہ تجھ پر وائے ہو امام بحق سے روگردانی کر کے ظالموں کی طرف جاتا  
 ہے۔ ان کے گھرانے سے تو نے ہدایت پائی۔ اب ان کی نصرت نہیں کرتا۔ اس بے سعادت نے کہا۔ میں  
 عمر بن سعد کا پیغام لے جاؤں اس کے بعد فکر کروں گا۔ جب جو اب امام حسینؑ عمر بن سعد کو پہنچا۔ اس نے  
 کہا۔ امیدوار ہوں خدا مجھے معاملہ و مقاتلہ امام حسینؑ سے نجات دے۔ بعد اس کے ایک خط ابن زیاد  
 کو لکھا۔ اور اس میں سب حقیقت حال درج کی۔ جب اس رو سیاہ پاس خط پہنچا۔ اس بے۔ جیانے کہا جب  
 امام حسینؑ میرے جنگل میں آگئے۔ اب ان کو چھوڑ دوں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بروایت دیگر وہ شقی راضی ہوا کہ امام حسینؑ  
 چلے جائیں مگر شمر ذی الجوشن حرامی نے ابن زیاد کو پشیمان کر کے مستعد کیا۔ اس نے عمر بن سعد کو لکھا  
 کہ حضرت سے کہو۔ معاصحاب بیعت کریں۔ بعد اس کے جیسا مناسب ہوگا ویسا کروں گا جب یہ  
 خط عمر بن سعد پاس پہنچا۔ اس نے وہ مضمون امام حسینؑ سے نہ کہا بھیجا۔ اس لئے کہ جانتا تھا۔ حضرت  
 بیعت یزید پر راضی نہ ہوں گے جب ابن زیاد عمر بن سعد کو خط لکھ چکا مسجد میں آیا۔ اور لوگوں کو طلب  
 کر کے منبر پر گیا۔ اور کہا۔ ایہا الناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دو ستوں کو کس قدر نواز شہائے بی شمار  
 کرتے ہیں۔ اور ان کی رعایا پر وہی تمہیں معلوم ہے۔ مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے وظائف کو مضائقہ  
 کر دوں۔ اور تم کو انعامات و کرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو۔  
 ہے کہ حکم امیر قبول کرو۔ اور انعامات۔ نوازشات فراوان کے امیدوار ہو۔ یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اترا  
 اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور لوگوں کو ترغیب دی۔ کہ اعانت عمر بن سعد کو روانہ ہوں انہیں زیادہ  
 خدار نے دین کو دنیا سے بیچ والا۔ اور امداد قتل امام حسینؑ ہوئے۔ پس پہلے جو شخص روانہ ہوا وہ  
 شمر ذی الجوشن تھا کہ مع چار ہزار کافراں ستم شعار روانہ ہوا۔ اور یزید بن رکاب کو مع دو ہزار ظالموں کے  
 بھیجا اور حصین بن نمیر کو چار ہزار افراد کے ہمراہ روانہ کیا۔ و بروایت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام علیہ  
 بن حصین کو ایک ہزار سوار اور شیبث بن ربیع کو چار ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ  
 روانہ کیا۔ اور ایک خط عمر بن سعد کو لکھا۔ کہ سب لشکر اس کی اطاعت کرے۔ اور لکھا۔ کہ امام حسینؑ پر سختی کرو اور پانی  
 کا راستہ روک لو جس طرح عثمان کے درمیان حاصل ہوئے تھے۔ اور موافق بعض روایت کے تیس ہزار سوار تک



عمر بن سعد تابکار پاس جمع ہو گئے۔ ابن زیاد نے ایک خط عمر بن سعد لعین کو لکھا۔ کہ تمہارا کوئی عذر و رباہ قلت لشکر نہیں لازم ہے کہ مردانہ جوا اور جو کچھ گزرتے اس کی صبح و شام مجھے اطلاع دو اور موافق اس روایت کے یہ لشکر بدر اختر چھٹی تاریخ محرم کو کربلا میں جمع ہوا

جب حبیب بن مظاہر نے کثرت لشکر مخالف دیکھی خدمت رفاقت حبیب بن مظاہر شاہ کم سپاہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی قبیلہ بنی اسد قریب ہیں اگر اجازت دیکھے تو میں جا کر آپ کی نفرت کی طرف ان کو دعوت دوں۔ جب رخصت ملی رات قبیلہ بنی اسد پاس گئے۔ اور ان کو مواعظہ شافیہ سبحانہ امام حسین مائل و راتب کیا۔ اور نوٹے آدمیوں کو راضی کر کے چاہا۔ امام حسین کی خدمت میں لے جائیں۔ تاکہ کسی منافق قبیلہ نے یہ خبر عمر بن سعد کو پہنچائی اور اس شقی نے چار سو نفر پر رزق شامی کو افسر مقرر کر کے راستہ میں جماعت بنی اسد کے روانہ کیا۔ اور لڑائی ہوئی چونکہ مردوم قبیلہ بنی اسد کم تھے۔ ان چار سو سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ اور مغلوب ہو گئے۔ مگر حبیب بن مظاہر خدمت امام حسین میں پہنچ گئے۔ اور سب حال بیان کیا حضرت نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ

عمر بن سعد رو سیاہ نے عمر بن حجاج کو معہ پانچ سو سپاہیوں دشمنان امام کافرات پیکر پہرہ کے آب فرات پر مقرر کیا۔ کہ اصحاب امام حسین کو پانی لے جانے سے منع کریں۔ جب تھکی نے اصحاب و قادار امام ابرار پر غلبہ کیا۔ حضرت پاس آگے شکایت پیاس بیان کی حضرت نے ایک سیلہ دست مبارک میں لیا۔ اور عقب ٹیمہ حرم محترم تشریف لائے اور پشت ٹیمہ سے قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں ایک سیلیمہ زمیں پر مارا۔ کہ باوجود حضرت چشمہ شیری میں آب وہاں ظاہر ہوا۔ اور امام حسین نے مع اصحاب وہ پانی شیریں نوش کیا۔ اور مشکیں وغیرہ بھر لیں۔ پھر وہ چشمہ نایب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا۔ جب یہ خبر امام حسین ابن زیاد کو پہنچی کہ امام حسین کو اٹھو کر پانی نکالتے ہیں۔ اس شقی نے عمر بن سعد کو اس بارہ میں ایک نامہ لکھا کہ جس وقت یہ نامہ میرا پہنچے اسی وقت سے امام حسین پر سختی کر۔ اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پیئے۔ دسے یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں۔ جس طرح عثمان تشنہ لب قتل ہوا۔ جب اس خط کے آنے پر عمر بن سعد نے امام حسین اور اہل بیت پر تنگ گیری کی۔ اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا۔ امام حسین نے اپنے برادر عباس کو بلایا۔ اور تین سو سوار تیس پیاسے ان کے ہمراہ کر کے تین مشکیں ان کو دیں کہ فرات سے مہر لائیں۔ جب کنارہ فرات پہنچے۔ مہر دین حجاج نے پوچھا۔ کون ہو ہلال بن تافع نے اصحاب آنحضرت میں سے کہا۔ میں تمہارا پیسر عم ہوں۔ پانی پینے آیا ہوں۔ اس نے کہا تم پیو تم کو پانی گوارا ہوا۔ ہلال نے کہا۔ تمہارے ہونے کی طرح پانی پیوں۔ حالانکہ اہل بیت نبوت و جگر گوشاں

رسالت پناہ پیاسے ہیں۔ اس شقی نے کہا۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جو مجھے حکم دیا ہے اس کی میں تعمیل کروں گا۔ یہ سن کر پٹیل نے اپنے اصحاب کو آواز دی۔ کہ جلد پانی بھر لو۔ حجاج نے اپنے لشکر سے کہا۔ پانی نہ بھرنے دو قریب تھا۔ آتش حرب و ضرب مشعل ہو۔ مگر اصحاب امام حسینؑ نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور کوئی سبب و گزند نہ پہنچا۔ اس وجہ سے حضرت عباسؑ کو سقائے اہل بیعت کہتے ہیں۔ بعد اس کے امام حسینؑ نے عریضتا بعد کو شب کے وقت طلب کیا۔ کہ درمیان دونوں لشکروں کے ہیں۔ تجھ سے چند باتیں کروں گا امام حسینؑ۔ میں آدمی اپنے لشکر سے لے کر علیحدہ ہوئے اور وہ شقی بھی بیٹن آدمی اپنے لشکر سے لے کر جدا ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا۔ ٹھہرے رہو۔ اور عباسؑ و علیؑ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس رو سیاہ نے بھی اپنے اصحاب سے کہا۔ رک جاؤ۔ جنص اپنے پسر اور ایک غلام کو ہمراہ لے کے آیا۔ امام حسینؑ نے حجت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا۔ اے بلذخمت تو مجھ سے مقاتلہ کرتے ہو حالانکہ تو جانتا ہے۔ میں کون ہوں۔ اور کس کا پسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور انتقاد قیامت پر نہیں رکھتا۔ میری طرف چلا آ کر سعادت ابدی حاصل ہو۔ اور عذاب آخرت سے نجات ملے۔ اس لعین نے کہا مجھے خوف ہے میرا گھر لوٹ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے اپنے روپیہ سے مکان بنا دوں گا۔ اس نے کہا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مرزوعات کو پھین لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس سے عمدہ ندامت اپنے سال سے تجھے حجاز میں دوں گا۔ اس نے کہا مجھے اپنے بیال کا فکر ہے۔ جب حضرت نے دیکھا کہ دغظ و پند اس خود پسند شقاوت مند کو اثر نہیں کرنے۔ اس کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا اٹھا تجھے تیری خواب گاہ میں قتل کرے اور آخرت میں نہ بخشنے میں امید دار ہوں کہ تجھے کوئی تمتع دینا حاصل نہ ہو۔ اور بعد میرے گندم اراق دکھائے۔ یہاں تک کہ مارا جائے۔ اس ملعون نے از روئے استہزا کہا اگر گندم نہ ہوں گے نان جو خوب ہے۔

پس دوسرا خط ابن زیاد نے بتا کید و تہدید عمر بن سعد کو لکھا کہ میں احکام ابن زیاد ملعون نے سنا ہے تو امام حسینؑ کی خاطر مدارت کرتا ہے اور راتوں کو

ان سے ملاقات کرتا جب یہ میرا غلط پہنچے۔ فوراً امام حسینؑ سے مقاتلہ کرنا۔ اور ان کو ہتات نہ دینا۔ اور بعد قتل کرنے کے ان کے جمائے مبارک پر گھوڑے دوڑانا۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو بڑا مرتبہ اور انعام پائے گا۔ اور میں تجھ کو اس کے صلہ میں بہت کچھ دوں گا۔ اور اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا سرداری سے دست بردار ہو جا۔ اور امارت سپاہ ثمرزی الجوشن کے سپرد کر دے۔ و بروایت شیخ مفید مشرعیین یہ خط لے کر عمر بن سعدؑ کو نول محرم روز پنج شنبہ یا بروز جمعہ لایا۔ جب عمر بن سعد نے وہ خط پڑھا۔ شمر سے

کہا۔ خدا تجھے بزرگی بخدا سے تو نے صلح نہ ہونے دی۔ امام حسینؑ فرزند علی ابن طالب ہیں۔ وہ ہرگز نہ راضی ہوں گے کہ ابن زیاد کے مطیع ہوں۔۔۔ ناچار مجھے ان سے لڑنا پڑا۔ جو ان سے لڑے گا۔ دنیا و عقبیٰ میں اسے نجات نہ ملے گی۔ شمر نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ اگر ابن زیاد کی اطاعت منظور ہے اطاعت کرو۔ ورنہ سردار کا لشکر کی مجھے دیدو اس ملعون شقی نے محبت دنیا و دنیا کے لئے دیدو۔ دانستہ عذاب ابدی کو گوارا کیا۔ اور شمر کو پیادگان لشکر ضلالت کا سردار کر کے اپنے لشکر نامعلوم و جنود معدود کو حکم دیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کی جانب رخ کریں۔ شمر یحییٰ بن زید کے لشکر گاہ فرزند سید المرسلین آیا۔ اور کہا۔ میرے فرزند ان خواہر کہاں میں اس لئے کہ بعض برادران آنحضرتؐ قبیلہ شمر سے تھے یہ سن کر جعفر و عباس و عثمان فرزند ان جناب امیر باہر آئے اور کہا کیا چاہتا ہے اس شقی نے کہا۔ چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے تم کو امان دی۔ انہوں نے کہا۔ خدا تجھ پر اور زبیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسول خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب فروش و غلغلہ لشکر بد اختر بلند ہوا۔ زینبؓ خاتون خواہر امام حسینؑ باہر آئیں اور دیکھا۔ کہ سید الشہداء سرزانوئے مبارک پر رکھے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہا۔ اے برادر صدائے اہل جور و شر کو آپ نہیں سنتے۔ حضرت نے سر مبارک بلند فرمایا۔ اور کہا۔ اے خواہر اس وقت میں نے اپنے جد بزرگوار پر عالی و مادر گرامی و برادر نامدار کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور کہا۔ اے حسینؑ تم بہت جلد میرے پاس آؤ گے جب حضرت زینبؓ نے یہ خبر روشت اثر سنی اپنا منہ پیٹ لیا۔ اور فریاد و احوط بلند کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر گرامی عذاب و نکل تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔ تم صبر کرو۔ اور دشمنوں کی شہادت و ہنسائی سے مجھے بچاؤ۔ پھر حضرت عباسؑ آئے۔ اور کہا لشکر مخالف ہم پر یورش کر رہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے برادر جاؤ اور ان سے دریافت کرو تمہارا مطلب کیا ہے۔

**بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا پس حضرت عباسؑ میں سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر سے کیا عرض ان اشقیانے کہا۔ ہم کو حکم امیر ہے۔ کہ تم سے بیعت لیں۔ اگر بیعت قبول نہ کرو۔ تم کو پاس امیر نے چلیں اور اگر انکار کرو۔ اس وقت تم سے جنگ کریں حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ صبر کرو میں تمہارا پیغام پہنچانے جا کر بیان کروں۔ جب حضرت عباسؑ ان ملائین شقاوت اسائن کا پیغام امام حسینؑ پاس لائے حضرت نے فرمایا۔ اگر ہو سکے ان سے مہلت چاہو۔ کہ لڑائی کل پر رکھیں۔ کہ میں آج کی رات و دواغ عبادت قاضی الحاحات کروں۔ اس لئے کہ میں ہمیشہ خواہان و مشتاقان نماز و استغفار و تلاوت و دعا رہا ہوں۔ غنیمت جانتا ہوں اور ایک رات کی مہلت کے طالب ہوں۔ ان اشقیانے معانقہ کیا۔ تاکہ**

شکر کفار سے فروغ بلند ہوا۔ کہ اگر تم سے کوئی سہلت مانگتا تو تم بہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول خدا تم سے ایک رات کی بہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اس وقت عمر بن سعد نے لشکر شقاوت اثر میں آواز دی کہ حسین اور ان کے اصحاب کو ایک رات کی بہلت ہم نے دی۔

**خطبہ جناب سید الشہداء و التماس اصحاب باوفا** بعد اسکے امام حسین نے اس خطبہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں اس وقت بیمار تھا۔ مگر انتہا وغیراں اپنے پروردگاری مقدار تک پہنچا۔ میں نے سنا۔ کہ حضرت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں بہترین حمد و ثنائے الہی بجالاتا ہوں۔ اور اس کی حمد ہر فری و سنی و نعمت و بلا پر کرتا ہوں۔ خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھے گرامی بی بیغیر رکھا۔ قرآن ہم کو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہم کو عطا فرمایا۔ پشہائے مینا و گو شہائے شنوا و دلہائے با نور و ضیاء عنایت فرمائے ہیں۔ بے حمد کرنے والوں میں شمار کرنا۔ ابا بعد تحقیق کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار نیکو کار زیادہ اور کسی کے اصحاب نہیں جانتا۔ اور اپنے اہل بیت سے پاکیزہ تر و شائستہ تر و حق شناس تر اور کسی کے اہل بیت کو نہیں پاتا ہوں۔ خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں اور تم سے نصرت و معاونت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اس وقت اندھیری رات ہے۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشقیاء کو بھی سے کام ہے۔ جب مجھے پائیں گے۔ اور کسی کو طلب نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عباس اور جمیع برادران حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ خدا وہ دن ہم کو نہ دیکھے دے کہ بعد آپ کے زندہ رہیں۔ ہم آپ کے دامن کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی سعادت جانتے ہیں۔ یہ سن کر امام مظلوم اولاد عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا شہادت مسلم تم کو کافی ہے۔ میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادت مندوں نے کہا۔ اسے فرزند رسول خدا لوگ ہمیں کیا کہیں گے جبکہ آپ ایسے بزرگ و سید و فرزند بہترین امام و فرزند پیغمبر کی باری و نصرت ہم نہ کر کے آپ کے دشمنوں سے شمشیر بازی نہ کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ جائیں ہم بھی وہاں جائیں۔ اور اپنی جان و خون کو آپ کے جان مکرم اور خون حرم پر خدا کر کے آپ کا حق ادا کریں۔ اس زندگی پر لعنت ہے جو بعد آپ ایسے امام کے ہو۔ پھر مسلم بن عوسما اٹھے اور کہا اگر ہم آپ کی نصرت سے دستبردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک نہ اپنے پیڑھے دشمنوں کے سینوں میں لگائیں۔ اور جب تک دستہ شمشیر ہمارے ہاتھ میں رہے گا۔ آپ کے مخالفوں کی جانیں نکال لیں گے۔

اور اگر کوئی حربہ نہ ہو گا۔ جس کے ساتھ دشمنوں سے لڑیں پتھر ہم ان پر ماریں گے۔ مگر آپ کی نفرت سے دستبردار نہ ہوں گے۔ ہمارا خدا جانے کہ حرمت پیغمبر خدا کی آپ کے حق میں ہم نے رعایت کی ہے قسم بخدا اگر ہم کو معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہوئے۔ اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اڑادی جائیگی۔ تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اب ہم کیونکر آپ سے مفارقت کریں۔ حالانکہ ایک ہی مرتبہ تو قتل ہونا ہے۔ اور پھر وہ سعادت جادید حاصل ہے جس کا حساب نہیں۔ بعد اسکے زمین پر بنائے گئے۔ اور کہا۔ قسم بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں۔ اور زہو ہوں اور پھر قتل ہوں اور ہزار جان سے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر قربان ہو جاؤں۔ پھر جمیع سعادت مندوں باوقاف نے اسی طرح کلام کیا۔ اور حضرت نے ان کو دعا دی۔ بروایت دیگر حضرت نے ہر ایک شخص کو اسکی جگہ بہشت میں اسکو دکھادی۔ جب انہوں نے حورو و تصورات نعیم موفور کو معائنہ کیا۔ ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہوا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر تیران کو معلوم بھی نہ ہوتے تھے اور شہرت شہادت انہیں گوارا تھا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سینہ الشہداء کو گھیر لیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنی بیعت تم پر حلال کی۔ اگر منظور ہو اپنے اہل بیت سے جاملق ہوا اور اپنے اہل و قبائل سے کہا۔ میں نے تم کو رخصت دی۔ اسلئے کہ تم اس گروہ میں شمار سے تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر ایک گروہ منافقین و مردمان ضعیف الایمان مفارقت آنحضرت سعادت ابدی پر اختیار کر کے پرالندہ ہوئے اور اہل بیت عزیز و اقربا و خواص اصحاب آنحضرت نے کہ بقوت ایمان و یقین ممتاز عالمیان تھے کہا۔ ہم آپ سے مفارقت نہ کریں گے۔ اندوہ و بلا و محنت میں آپ کے شریک ہیں۔ اور قرب خدا کو مخصوص آپ کی خدمت گذاری پر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ درآنحالیکہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ و درجات رفیعہ نہیں سمجھتا۔ مگر اس شخص کو جو اس کی راہ میں تحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو اور واضح ہو کہ تلخ و شیریں دینائے فانی بمقابلہ جہاں باقی مثل اس خواب لے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جائے فائز در سنگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز در سنگار ہے اور فقی و بدبخت وہ ہے۔ جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

**وفاداری اصحاب سینہ الشہداء** کہا۔ تمہارے فرزند کو سسرحد پر اسیر کر لیا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اس کی اور اپنی جان کا عوض آفرینندہ جان سے بیچنا چاہتا ہوں جب حضرت نے بیسنا فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ میں تم کو رخصت دیتا ہوں پلے جاؤ اور اپنے فرزند کو قید سے بھڑاؤ۔ محمد بن بشیر نے کہا۔ مجھے درندہ سے چھڑ ڈالیں۔۔۔ اگر آپ سے جدا ہوں بن حضرت نے پانچ جامہ سے مطافرنے کو ایک ہزار ہم

ان کی قیمت تھی۔ اور فرمایا۔ ان کو اپنے فرزند کی ربائی کے لئے بھیج دو۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت نے اس شب حکم دیا کہ خیمہ ہائے حرم محترم متصل ایک دوسرے کے برپا کئے گئے اور ان کے گرد خندق کھودی گئی اور لکڑیوں سے بھر دیا۔ کہ جنگ ایک طرف سے ہو اور علی اکبر کو مع میں سوار اور بیس پیادہ کے بھیجا کہ وہ چند خشک آب باہمایت خون و اضطراب بھر لائے۔ حضرت نے اپنے اہل بیت اور اصحاب سے فرمایا پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے۔ اور وضو غسل کرو۔ اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ۔ کہ وہ تمہارے کفن ہونگے اور وہ تمام رات عبادت و دعا و تلاوت و تفریح و مناجات بسر کی صدائے تلاوت و عبادت شکر سعادت اثر اور دیدہ غیر البشر سے بلند تھی۔ اور موافق ایک روایت کے تیس لاکھ شکر عبد آخرت سے شکر امام حسین میں داخل ہوئے اور سعادت ملازمت آنحضرت اختیار کی۔ اس رات کی سحر کو امام مظلوم نے تہیہ سفر آخرت کیا۔ اور نورہ حضرت کیلئے اس طرف میں حملہ ہمت مشک تھا۔ تیار کیا۔ اور حضرت خیمہ مخصوص میں نورہ لگا رہے تھے۔ اس وقت بریر بن خنیس ہمدانی و عبد الرحمن بن عبد ربہ انصاری درخیمہ پر کھڑے منتظر تھے کہ جب آنحضرت فارغ ہوں یہ بھی نورہ لگائیں۔ بریر ہمدانی اس وقت عبد الرحمن سے مذاق کرتے تھے۔ عبد الرحمن نے کہا۔ اسے بریر خیمہ بنگام مذاق نہیں ہے۔ بریر نے کہا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ میں ہرگز خیمہ سیری و جوانی میں مائل ہو و لعب و مذاق نہیں ہوا ہوں مگر اس وقت اس وجہ سے خوش ہوں کہ جانتا ہوں شہید ہوں گا۔ اور بعد شہادت کے جو راقی شہت سے ہم آغوش ہو کے نعیم ابدی آخرت سے منتعم ہو لگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس شب مرحل مجھ پر شدید تھا۔ اور میری چھو بھی زینب خاتون مشغول تیمار داری تھیں۔ اور میرے پدر عالی مقدار دوسرے خیمہ میں تھے۔ اور غلام ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ہتھیار... حرب و ضرب رتب کر رہے تھے اور حالت مایوسی اور وراغ دینا اور حجب لگانے خدا میں چند شعر اس مضمون کے پڑھتے تھے۔ اے روزگار ناپائیدار تعف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست و یار سے وفانہ کی۔ کس قدر مصاحب و یار پر فخر و یار میں تو نے قتل کئے اور کسی کے بدلہ پر بھی راضی نہیں ہوتی سب کی ہلاکت جانب خدا ہے اور ہر زندہ کو جس راہ میں جاتا ہوں۔ وہ راہ وہ پیش ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ جب میں نے یہ اشعار محنت آثار پڑھ کر سے سنے جانا کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آنحضرت منتظر شہادت ہیں۔ اس سبب سے میرا حال متغیر ہو گیا اور لذت مجھ پر جاری ہوئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ لیکن بنیال اضطراب اہل بیت میں نے صبر کیا۔ جب میری چھو بھی حضرت زینب نے وہ سنمان و حشت انگیز سنے بیتا بانہ پا برہنہ خیمہ محترم سے اپنے برادر معظم پاس گئیں اور رو رو کے کہتی تھیں۔ کاش اس دن مجھے موت آجاتی کہ یہ حال آپ کا نہ دیکھتی۔ میرے پدر بزرگوار امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ میری مادر گرامی زہرانے بھی انتقال کیا

برادر حسن جتیمی زہرا اہل جہا سے شہید ہوئے اب ایک آپ فقط یادگار رنگان و پشت و پناہ باز ماندگان ہیں اور مجھے اپنی زندگی سے آپ نا امید کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ اضطراب اہل حرم سے رونے لگے۔ اور فرمایا اے خواہر زہرا!۔ برابر علم و بردباری کو اختیار کرو۔ اور شہیدان کو تسلط نہ دو۔ وفضلے خدا پر صبر کرو اگر مجھے آرام سے رہنے دیتے تو میں کیوں آپ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا حضرت زینب نے فرمایا۔ اس سے اور بھی میرا دل زیادہ مجروح ہے کہ راہ چارہ جوئی مسدود ہو گئی اور چھوٹی شہرت ناگوار مرگ آپ نوش کرتے ہیں۔ اور مجھے غریب و بیگس و تنہا اہل نفاق و شقاق میں پھوڑے دیتے ہیں۔ یہ فرما کر ہاتھوں سے منویث لیا۔ اور متعز سے چھینک دیا۔ اور گریبان طاقت چاک کر کے بے ہوش گریز میں امام مظلوم اٹھے اور اپنی ہمشیرہ کو چونکایا۔ جب جناب زینب خاتون ہوش میں آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر نیک اختر خدا سے خوف لازم ہے۔ قصائے حق تعالیٰ پر راضی رہنا چاہئے۔ واضح ہو کہ سب اہل زمین سمرت ناگوار مرگ نوش کریں گے اور ساکنان آسمان پر بھی باقی نہ رہیں گے۔ مگر ذات حق تعالیٰ باقی ہے اور سب چیزیں معرض زوال و فنا ہیں۔ خدا سب کو مار ڈالے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ فقط اسی کو بقاء ہے۔ دیکھو ہمارے پدر و مادر جو لڑے شہید ہوئے۔ اور سب سے بہتر تھے۔ جناب رسول خدا کہ اشرف المخلوقات تھے دنیا میں نہ رہے اور سبحان سرائے باقی رحلت فرمائی۔ اسی طرح بہت مواظظ اپنی خواہر سے بیان کر کے وصیت کی۔ اور کہا۔ اے خواہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں۔ کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ وادیلانہ کہنا۔ پس اہل حرم کوئی الجملہ تسلی و دلانہ دے کے تہیہ سفر آخرت درست کیا۔ اور فرمایا تنہا جہائے خیمہ ہائے محرم ایک دوسرے میں باندھ دیں اور راہ آمد و رفت خیموں کی بند کر دی گئی اور خندق جو گرد خیمہ تھی۔ اُسے لکڑیوں سے بھر دیا۔ اور مشغول نماز و عبادت و دعا و تلاوت میں ہوئے جب صبح ہوئی۔ حضرت کو یئد آگئی۔ اور گریبان خواب سے بیدار ہوئے اور فرمایا اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور ان کتوں میں ایک اہل حق تھا۔ کہ اور کتوں سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ گمان میرا یہ ہے کہ میرا قاتل بھروسہ ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ بدم رسول خدا مع افواج و روح مقدسہ میرے پاس آئے۔ میرے نانا نے مجھ سے کہا۔ اے فرزند گرامی تم ہی شہید آل محمد ہو ساکنان جمیع آسمان و قدسیان ملا رطلے تمہارے استقبال کو آتے ہیں۔ اور تمہاری روح مقدس کے منتظر ہیں تحلیل کرو۔ کہ آج کی رات ہمارے ساتھ اظفار کرنا۔ اور اس وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور ایک شیشہ بند لایا ہے جب تم شہید ہو گے تمہارا خون اس شیشہ میں رکھ کے آسمان پر لے جائے گا۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جب صبح طالع ہوئی۔ امام حسینؑ نے ہمراہ اصحاب نادوا کی اور بعد فراغ

نماز اصحاب سعادت امتساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علی بن حسین شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے کہ خدا سے ڈرو۔ اور صبر کرو۔ تا آنکہ سعادت شہادت فائز ہو اور مشقت و مذلت دنیا سے رہائی پاؤ۔

## امام حسین کا صفوں لشکر کو ترتیب دینا جنگ کو مرتب کیا۔ اور مجموع لشکر تغیل و مسکر تغیل

آنحضرت میں تیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ اور بروایت دیگر بیاسی پیادے تھے۔ امام محمد باقر سے منقول ہے کہ پنتالیس سوار اور تلو پیادے تھے۔ اور لشکر مخالف میں بقول مشہور بائیس ہزار نامرد تھے۔ اور جناب صادق سے منقول ہے کہ تیس ہزار شقی تھے۔ پس حضرت نے زائیر بن قہین کو مہمہ لشکر اور حبیب بن ابی مظاہر کو میسرہ لشکر سعادت اثر پر مقرر فرمایا۔ اور علم ہدایت شمیم اپنے برادر عباس نامور کو عطا کیا۔ اور حکم دیا کہ آگ خندق میں لگا دیں کہ کافران پھینچا قریب خیام کرام حرم محترم نہ آسکیں۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہو۔ ادھر عمر بن سعد بد اختر نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو اسی طرح مرتب کیا۔ کہ زوین حجاج کو مہمہ اور شمر ذی الجوشن کو میسرہ پر مقرر کر کے رایت قساوت علامت واہد اپنے غلام کو دیا۔ اور زودہ بن قیس کو سردار سواران لشکر اور شہید بن ربیع کو سردار پیادان لشکر کیا۔ بعد ترتیب لشکر عمر بن سعد مع فوج یا نہایت بشری سپاہ ملائک پناہ مقرب درگاہ الہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب امام حسین نے میاکی و بیامی اس کی دیکھی اذ روئے رخا و تسلیم دست نیاز درگاہ خداوند سلیم میں اٹھ کے یہ دعا پڑھی۔ اللھم انت تقی فی کل کیب و رجائی فی کل شدۃ و اخوت لی فی کل امر نزل لی ثقۃ و عذۃ کہ من کرب یصعب عنہ العواد ثقل فیہ الحیلۃ و یخذل فیہ الصدیق و یثمت فیہ العدا و انزلک بک و شکرک الیک رغبۃ منی الیک من سواک فخرجتہ و کشفته فانک ولی کل نعمۃ و صاحب کل حسنۃ و منقذ کل رغبۃ۔ جب وہ اشقیائے بے حیا قریب خندق پہنچے۔ اور راہ اس طرف مسدود پائی عثمان روک لی۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ اس وقت ابن ابی جویریہ مزی شقی نے تالی بجا کے کہا۔ اے حسین تم کو بشارت ہو کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے آگ بھائی ہے۔ امام حسین نے دعا کی۔ خداوند اے جلد دنیا میں عذاب آتش چھکما دے۔ ناگاہ باہجاز آنحضرت اس بد نعت کا ٹھوڑا بھاگا۔ اور لاکے خندق میں گرا دیا۔ کہ وہ ملعون جل گیا۔ اور براد آتش دینا جامب شعلہ ہائے عذاب بہم روانہ ہوا۔



بعض اشقیاء پر دعائے امام سے نزول عذاب سے تیس بن حصین بیدین نے آواز دی کہ  
 کو دیکھو کہ مثل شکم ماہی کیسا چمکتا ہے اور موجزن ہے۔ قسم بخدا اس دریا سے تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے گا یہاں  
 تک کہ میرے ناگوار مرگ پیو۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ اور اس کا باب دونوں ہنسی ہیں۔ خداوند آج اُسے پیسا ہلاک  
 کرے گا۔ ہاں ہذا صدر نشین مسند امامت و خلافت اس رو سیاہ پر تشنگی غالب ہوئی اور گھوڑے سے نیچے گر کے  
 زیر سم اسپاں نشنہ لب باحل سقیم روانہ صمیم جمیم ہوا۔ اور بروایت دیگر عبداللہ بن حصین نے یہ آواز دی اور حضرت  
 نے دعا کی خداوند اُسے پیسا ہلاک کر اور اُسے ہرگز نہ بخش۔ راوی کہتا ہے کہ بعد واقعہ کہ ملاوہ لعین بیدار ہوا  
 اور میں اسکی عیادت کو گیا میں نے دیکھا کہ شدت عطش و تشنگی سے وہ طقی چلاتا تھا۔ جب پانی اسکے پاس لاتے  
 تھے۔ اس قدر پیتا تھا کہ دم رک جاتا تھا۔ اور قے کر دیتا تھا۔ اور پھر عطش و تشنگی سے فریاد کرتا تھا اور ہمیشہ  
 اس کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کہ وہ واصل ہنم ہوا۔ دروایت امام زین العابدین محمد بن اشعث کندی قریب  
 لشکر آیا۔ اور کہا۔ اے حصین! یہ سر فاطمہ تمہیں حضرت رسولؐ سے کونسی فضیلت حاصل ہے جو دوسرا نہیں رکھتا  
 امام حصین نے یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ صَفَّٰی اَدَمَ ذَا نُوْحًا ذَا اٰلِ اِبْرٰهٖمَ ذَا اٰلِ عِمْرٰنَ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ  
 ذٰرِیَّةً بَعْضُهُمْ اَمِّنٌ بِبَعْضٍ۔ اور فرمایا تم بخدا جناب رسول خدا آل ابراہیم تھے اور عزت آل محمدؐ آوی  
 ہے۔ پس سر مبارک جناب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوند آج محمد بن اشعث کو ایسا ذلیل کر کہ اس  
 کے بعد اسے پھر کبھی عزت نہ ہو۔ وہ شفقی اسی وقت لشکر سے باہر قھائے حاجت کو گیا۔ ناگاہ خداوند عالم  
 نے ایک بچھو اس پر مسلط کیا۔ اس بچھو نے ڈنگ مارا۔ وہ میما اپنے غیلظ میں ننگا لٹھنے لگا یہاں تک  
 کہ اس کی روح بلید بجان عذاب شدید پہنچی۔

کلام برہم برین ہمدانی: باسعادت آنحضرت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت طلب کی۔ کہ اگر اجازت  
 ہو میں ان کا فراں سنگین دل سے جا کے گفتگو کروں۔ جب رخصت ملی۔ بریرہ قریب لشکر عمر بن سعد آئے اور  
 کہا۔ ایہا الناس یقینی کہ خداوند عالم نے محمد صلعم کو براستی بھیجا۔ کہ مردم کو نبوت خدا! اشارت دیں اور عذاب  
 سے ڈرائیں اور خلائی کو بجان خالق دعوت کریں۔ وہ جبرائیل روشن راہ ہدایت تھے۔ اس وقت آب فرات  
 سے سنگ و خوک پانی پیتے ہیں۔ اور تم لوگ فرزند بیغیر اور پانی کے بیج میں حائل ہوتے ہو۔ ان کہتے  
 کہا سخن فضول نہ کہ ہم ان کو پانی نہ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ تشنگی سے ہلاک ہو جائیں جس طرح عثمان تشنہ قتل ہوا اور  
 دیگر ٹھہرے کفار خندق آیا اور کہلائے حصین آتش دنیا کو قبل آتش آفت کے تم نے اختیار کیا حضرت نے اسے لٹھریئے کے بیٹے

بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو ہی سزاوار آتش جہنم ہے اس وقت مسلم بن یوسف نے کہا: یا ابن رسول اللہ مجھے  
 عبادت دیکھنے کے اس شقی کو ایک تیر ماروں۔ اسلئے کہ یہ سب سے زیادہ تر شقی ہے۔ اور تیر کی زد پر آ گیا ہے  
 حضرت نے فرمایا: میں لڑائی کی ابتدا نہ کروں گا۔ چاہتا ہوں ان پر جنت خدا تمام کروں۔ پس بریرؓ نے جعفر قویہ  
 سپاہ فہریر گئے اور کہا: اے گروہ بے حیا خدا سے ڈرو کہ حرمت و ذریت و اہل بیت و فرزند ان حضرت رسالت  
 تہدی زمین پر آئے ہیں اور تمہارے ہمماں ہیں۔ ان کی نسبت تمہارا کیا ارادہ ہے ان اشیاء نے جواب دیا  
 ہم چلتے ہیں ان کو پکڑنے میں زیادہ کے حوالہ کر دیں۔ کہ وہ ان کی نسبت جو چاہے کرے۔ بریر نے کہا: اس پر  
 بھی راضی نہیں ہو کہ وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ اہل کو فہم پر وائے ہو۔ کہ تم اپنے وہ لہد و ہیمان اور دستک  
 اور خطوط مولا کے بقم جو تم نے لکھے تھے سب بھول گئے۔ اے بے شرمو تم نے اہل بیت پیغمبر کو لکھا تھا  
 کہ ہمارے خہر میں تشریف لائے ہم اپنی جائیں آپ پر قربان کریں۔ اب جبکہ وہ تشریف لائے تو پانی بھی ان  
 کو نہیں دیتے۔ اور چاہتے ہو۔ پس راہن زیاد بے بنیاد کو ان پر مسلط کر دو۔ اپنے پیغمبر کی رعایت ان کے  
 فرزندوں کے حق میں اسی طرح کرتے ہو تم بہت بڑے لوگ ہو۔ خدا تمہیں بروذقیامت میرا نہ کرے۔ جب ان  
 رُسے سے جواب شافی نہ پایا۔ ان کی طرف سے رد گردانی کر کے کہا۔ الحمد للہ تمہارے ضلالت و کفر سے میری بینائی زیادہ  
 زیادہ ہوئی خداوند تیری جانب ان کے افعال ناپسندیدہ سے میں بیزاری دھونڈھتا ہوں۔ غلامند ان کی تلواریں  
 انہیں کے چہروں پر برہنہ کر کہ بہت جلد یہ ہلاک ہو جائیں۔ اور تو ان سے غمناک رہے۔ جب ان اشیاء نے  
 بے پیرنے تیر ان کی طرف پھینکے۔ بریرؓ حضرت باسعادت امام حسینؑ میں وہاں آئے جب حضرت نے دیکھا۔ کفار لڑائی پر مجبور  
 تو امام جنت کے لئے اٹھے۔ عمامہ حضرت رسولؐ سر پر رکھا۔ اور شمشیر آنحضرت  
**اتمام حجت سید الشہداء** حائل کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور برابر لشکر ضلالت اثر جاکے خطبہ  
 نہایت نصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور آخر خطبہ میں لہجہ نوحے بلند ان ظالموں کو آواز دی کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں  
 آیا مجھے پہچانتے ہو۔ ان اشیاء نے جواب دیا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں آپ خزندار و فرزند رسول خدا ہیں حضرت نے  
 چھوٹے قسم تم جانتے ہو میرے نانا رسول خدا ہیں سب نے کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو میرا  
 ماں فاطمہ الزہراء ہے اور دختر رسول خدا ہے انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو میرے پردہ علی  
 منقاد حیدر کو ار علیؑ ابن ابی طالب ہیں انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو میری جدہ خدیجہ دختر خرمیلہ  
 ہیں کہ قبل صبیحہ دانا امت انہوں نے اسلام قبول کیا سب نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو حمزہ سید اشہاء  
 میرے پردے چچا ہیں۔ کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو جعفر طیار میرے چچا ہیں سب نے کہا ہاں حضرت نے  
 فرمایا تم جانتے ہو یہ شمشیر جناب رسول خدا کی میں باندھے ہوں۔ اور علامہ آنحضرتؐ سر پر رکھے ہوں اور اب آنحضرتؐ

پرسوار ہوں سب نے کہا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو میرے پدر بزرگوار اس امت میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے دانا اور بردبار زیادہ تھے اور ولی و مولائے ہر مومن و مومنہ تھے۔ سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا پھر کس محبت سے تم نے میرا خون اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ حالانکہ میرے پدر قیامت میں حوض کوثر سے ایک گروہ کو ہنکا دیں گے جس طرح شتر بیکانہ کو پانی پر سے ہنکا دیتے ہیں اور لوائے حمد بروز قیامت میرے نانا کے ہاتھ میں لٹکے۔ آیا تم نے نہیں سنا کہ میرے جد عالی مقدار نے میرے اور میرے برادر کے حق میں کہا کہ ہترین بوانان اہل بہشت میں۔ اگر تم نے نہیں سنا ہے اور میرے سخی کو باور نہیں کرتے ہو۔ جابر انصاریؓ و ابوسعیدؓ خدریؓ پہلی ساعدی و زید بن ارقم و انش بن مالک اور صبیح صحابہ آنحضرتؐ جو سوت زندہ ہیں دریافت کرو کہ تم سے وہ حدیث بیان کریں ان اشقیائے جفا کار نے بجا اب جہتائے شافی امام ابراہم سے کہا ہم سب جانتے ہیں اور دانستہ ہم آپ سے دست بردار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ نشہ لب شریعت مرگ نوش کریں۔ یہ سن کر حضرت نے دست مبارک منہ پر پھیرا۔ اور اس وقت عمر شریف حضرت نے ستاؤن سال کی تھی۔ پس فرمایا غضب خدا یہود پر شدید ہوگا۔ جس وقت انہوں نے کہا۔ عزیز پر خدا میں اور غضب نصاریٰ پر شدید ہوگا جبکہ انہوں نے کہا مسیحؑ پر خدا میں اور غضب خدا مجوس پر شدید ہوگا جبکہ حوض خدا انہوں نے ہتھیاری اختیار کی۔ اور غضب خدا اس گروہ پر شدید ہوگا جس نے اپنے پیغمبر کو شہید کیا۔ اور غضب خدا دند جبار اس گروہ اشرا پر شدید ہوگا۔ جو امام اخیار فرزند پیغمبر منار کو قتل کرتے ہیں۔

۲ بروایت دیگر امام حسینؑ نے خطبہ فرمایا۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے دنیا کو پیدا کیا۔ اور خانہ فنا و نیستی بنایا۔ اور اہالیان دنیا کا متغیر ہوں استمان کیا۔ واضح ہو۔ فریب خوردہ وہی شخص ہے۔ جس نے دنیا سے فریب کھایا۔ اور بدعت و وہی ہے جو دنیا کا مفتون و گردیدہ ہو۔ اسے گروہ اشرا تم کو دنیا نے خدا فریب نہ دے۔ تحقیق کہ دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قطع اور اپنے طمع کرنے والوں کو ناامید کر دیتی ہے میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم لوگ اس کام کے لئے جمع ہوئے ہو کہ خدا کو تم نے اپنے اوپر شکیں کیا ہے اور اس کے غضب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور اسکی رحمت سے محروم ہوتے ہو۔ واضح ہو کہ ہمارا پروردگار نیکو کا ہے اور تم اس کے شراب و بدکار بندے ہو۔ پہلے تم نے اس کی فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ اور پھر اس کے پیغمبرؐ کو ایمان لائے۔ اور آپ ہی اسی پیغمبرؐ کی ذریت و عترت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو شیطان تم پر غالب ہوا ہے۔ اور اس نے یاو خدا تمہارے دلوں سے تم کو روٹی سے تم پر ادا تمہارے اداہ پر لعنت ہوا ہے جو قایمان جفا کاران خدا تم پر دئے جو تم نے ہنگام اضطراب و اضطراب اپنی مدد کو مجھ بلایا۔ اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا۔ اور تمہاری نصرت و ہدایت کرنے کو آیا۔ اس وقت تم نے شمشیر کو نہ چھوڑا۔ اپنے دشمنوں کی تم نے

یاری دند و کاری کی۔ اور اپنے دوستوں سے دستبرداری کر کے دشمنوں سے مل گئے بغیر اس کے کہلا  
 نے تم میں اپنی کوئی عدالت ظاہر کی ہو اور بغیر اس کے کہ تم کچھ بھی امید رحمت ان سے رکھتے ہو۔ مگر قوسے مال  
 حرام جو مصلحتاً تم کو دیا ہے یا حکومت باطل کا تم سے وعدہ دروغ کر کے تمہیں امیدوار کیا ہے اور میری جانب  
 سے کوئی برائی تمہاری نسبت صادر نہیں ہوئی اور کوئی برائی مجھ سے تم کو نہیں پہنچی تم پر داسے ہو بے عداوت  
 و کینہ و نزاع تم کو جو جو شمشیر کینہ و انتقام سے کھینچ سکے اور بے سبب قتل اہل بیت رسول پر کرماندہ سکے مثل هجوم  
 مگس خوال لبیمان تم صحیح ہوئے ہو۔ اور مانند پروانگان بیابان آگ پر گر پڑے ہو۔ اسے گراہاں امت نزرگ گندگان  
 کتاب و متفرقان خراب و پروان شیطان و نزرگ گندگان منتہائے پیغمبر آخر الزمان و کشتگان و ہلاک گندگان  
 اولاد و محترت و ادھیائے پیغمبران و الحاق گندگان اولاد زنا بغیر بدبران و ایندرا ساندو منال و یادری گندہ ظالم  
 تم پر دے ہو۔ اور تم پر نفرین ہو کہ فرزند حرب کی نصرت دباری کرنے اور فرزند ان پیغمبر کو ان کی خاطر سے قتل کرنے  
 ہو۔ تم میں بے وفائی و نزرگ نصرت اور ویشوایان دین خدا شائع ہو گئی۔ اور خور و دلال کے ذہن میں راسخ  
 ہو گیا تمہارے دلوں میں ریشہ روانی کر دی ہے ان ظالموں پر لعنت خدا ہو جو اپنے عہد و پیمان کو بعد از ان  
 کو موکد تقسیم کر چکے اور اب فسخ کرتے ہیں۔ باوجودیکہ خدا کو اپنے قول پر گواہ کر چکے ہیں تحقیق کہ دلدار زنا و فرزند  
 و لدا زنا پسر زیاد میرے قتل ہونے یا بیعت کرنے اور ذلیل و خوار ہو جانے کو کہتا ہے یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ  
 میں ایسے کافر کے سامنے اپنے کو ذلیل و اسیر کروں صاحبان ہتھائے بلند و خصلتہائے اجید و درباب نبہائے  
 خاصہ و پروردگان و امانتے ظاہر ہرگز نذات لبیمانہ کو شہادت کریمانہ پر گوارا نہیں کرتے واضح ہو کہ میں  
 نے اپنا منہ ظاہر کر دیا۔ اور محبت خاتم پر تمام کر دی۔ اس وقت باوجودیکہ عدم سامان و قلت۔ احوان  
 اس گروہ بزرگوار سے تمہارا مقابلہ کر دوں گا اور جہاد سے پشت گردانی نہ کر دوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں شہید  
 ہو جاؤں گا لیکن میرے بعد عالی مقام ارے مجھے خبر دی ہے کہ میری شہادت کے بعد تھوڑے ہی دنوں  
 میں تم اشقیاتینج انتقام سے قتل ہو گے۔ اور تمہاری آرزو میں حاصل نہ ہوں گی۔ اب سوچا ہو کرو۔  
 میں نے اپنے خدا پر توکل کیا ہے اور خدا نے جو کچھ میرے لئے مقرر کیا ہے۔ اس پر میں راضی ہوں۔  
 یہ فرما کر روئے مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوند ان سے باران رحمت کو حبس کرے  
 اور ان کو قحط میں مبتلا کرے۔ اور فرزند نقیص یعنی مختار کو ان پر مسلط کر دے۔ کہ کاسمائے زہر آلود مرگان  
 کو پلائے۔ ان میں سے کسی کو بغیر میرے اور میرے عزیزوں دوستوں کے انتقام لینے سے باقی نہ  
 چھوڑے اس لئے انہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور جھوٹ بولے اور میرے دشمنوں کا ساتھ دیا۔ ان کی  
 نصرت کی۔ خداوند اتوی میرا پروردگار ہے میں نے تجھ پر توکل کیا اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے بعد اس  
 کے فرمایا۔ عمر بن سعد کہاں ہے۔ اُسے ذرا میرے سامنے بلاؤ۔ اس ملعون کو منظر زنا تھا۔ کہ سامنے

حضرت کے آئے مگر جب قریب آیا حضرت نے فرمایا اے عمر تو مجھے بامید حکومت و جبر حق قتل کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ پھر زیاد و حرامزادہ تجھے دے دے گا۔ قہم بخدا ہرگز تجھے میسر نہ ہو گا اور بعد میں سے زندگی تجھ پر گزارا نہ ہوگی۔ اس لئے کہ جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے اس کی خبر نیرنگوں نے مجھے دی ہے جو تیرا دل چاہے وہ کہو بعد میں سے دنیا و عقبیٰ میں خوشی تجھے نہ ہوگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد تیرا سر نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لشک کے اس پر پتھر مار کر نشانہ بنا ہے یہی یہ کہ عمر یہ گہر خوشنک ہو کے اپنے اصحاب و عقائد آب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا کیا انتظار ہے اور کیوں انکو ہمت دے رکھی ہے اور ان کے اصحاب ایک قدم سے زیادہ نہیں برطیت دیکھا امام حسینؑ نے درمیان لشکر مخالف آواز دی کہ اے شہید بن ربیع اے حماز بن الجوز اے قیس بن اشعث اے یزید بن عمارت کیا تم نے مجھ کو غلط نہیں لکھے کہ یہ وہ جات تیار ہو گئے اور عمر اس سر نہ ہو گیا اور لشکر باٹے دوستان دیکھتا ہو گئے بہت جلد آپ تشریف لائے کہ ہم سب آپ کی نصرت و یاری کریں قیس بن اشعث نے جواب دیا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں ہیں لڑائی سے دست بردار ہو کے اپنے پسران تم کے حکم پر رضامند ہو جاؤ کہ وہ آپ سے ارادہ بدی نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا قسم بخدا میں اپنے کو تمہارے اختیار میں دے کے ذلیل و خوار نہ ہوؤ گا اور مثل ذر ذروں کے بنوں گا۔ اور برسم غلامان طوق اطاعت گردن میں نہ پہنوں گا۔ یہ فرما کر باؤز بلند حضرت نے ندا کی یا عباد اللہ اتی عذت بونی و ربکھان تو جمعونی آمنو ذی بونی و ربکھان کل متکبر و ذی بونی بیوم الحساب۔ اور اپنے اصحاب سعادت مآب کی جانب مراجعت فرما کے تہیہ تہرب و ضرب کیا اور مخالفین بیدین سے اور مخالف کاران بزدلوں کی طرف بڑھے۔

**حضرت حر کا لشکر سید الشہداء میں شامل ہونا لڑائی ہوگی نزدیک عین سعد آیا اور کبکد**

اسے عمر ایسے بزرگ سے توڑے گا۔ اس نے کہا ہاں ایسی جنگ کرونگا کہ سر جلا ہو جائیں۔ اور ہاتھ کٹ جائیں عمر نے کہا ان کا سوال ہے کہ تم ان سے دست بردار ہو جاؤ اس پر بھی کیا تو راضی نہیں۔ عمر نے کہا اگر میرا اختیار متواتر میں راضی ہو جاتا لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہوتا یہ دشمن کے شر اپنی جگہ لگے اور قرہ بن قیس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں قرہ کہتا ہے شر یہ پوچھ کے چلے گئے۔ مسیحا سمجھا اپنے گھوڑے کو پانی دینے لگے ہیں۔ اور اگر جانتا کہ امام حسینؑ کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف چلے جا رہے ہیں یہ دیکھ کر مجھ پر حیرت ادا ہو گیا اور دیکھا اس کا جسم کانپ رہا ہے ہمارے کہہ میں تم کو شجاع ترین کو فہما جانتا تھا۔ یہ کیا حال ہو گیا ہے عمر نے جواب دیا وہ بات نہیں جو تو سمجھا ہے لیکن درمیان بہشت و دوزخ مترو دو ہوں اگر میرے کڑے ٹکڑے کر کے جلا دیں ہرگز دوزخ قبول نہ کروں گا یہ کہہ کے گھوڑا دوڑایا اور بخدمت امام حسینؑ حاضر ہو کے ہاتھ اپنے سر پر رکھے اور کہا خداوندائیں تو بہ کرتا ہوں میری توبہ قبول کر تحقیق کہ تیسے دوستوں کے دلوں کو میں نے ڈرایا اور تیرے پیغمبر کے فرزندوں کو میں نے خائف کیا پھر حضرت سے کہا یا ابن رسول

میں دی ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا اور اس مقام پر آپ کو لے آیا لیکن میں نہ جا ہاں تھا کہ تم گارہ پر  
 سے ایسا سلوک کر دیں گے۔ آیا تو یہ میری قبول ہوگی بھنرت نے فرمایا۔ ہاں تو یہ تمہاری قبول ہوگی بھنرت نے کہا یا ان  
 رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے میں ہی ان کا فزوں سے لڑنے جاؤں، جب اجازت پائی بعد جز خزانہ معرکہ  
 میں آ کے لشکر مخالف کو آؤ زدی کہ اسے اہل کو ذمہ داری نہیں تہلہ سے ماتم میں گرفتار ہوں۔ فرزند رسول کو بوجہ ہائے  
 دروغ تم نے طلب کیا اور اب تلواریں ان پر کھینچتے ہو اور انہیں اجازت دہیں جانے کی بھی نہیں دیتے ہو اور آپ  
 فرات کو یہود و نصاریٰ جو مس و ملک و خوک پیستے ہیں اور امام حسین اور ان کے اہل بیت کو نہیں دیتے ہو۔ اب پیغمبر  
 کو یہی عوض دیتے ہو خدا تم لوگوں کو ہر ذریعہ قیامت تشنگی سے نجات دے جب ان کا فزوں نے ہرگز کو نشانہ تیر  
 ہائے ظلم و ستم کیا۔ مرزا امام حسین کی خدمت میں واپس آئے کہ حضرت کو دروغ کہیں پھر عمر بن سعد نے تیر کمان میں  
 رکھ کر لشکر سعادت شام بھرو بر کی طرف پھینکا اور کہا گواہ رہنا۔ پہلے جس نے تیر لشکر امام حسین کی طرف پھینکا وہ  
 تھا بعد اسکے میکدح صحیح کا فران بے جانے تیر ہائے شتاق کمان نفاق سے امام آفاق پر برسائے اصحاب امام  
 حسین میں سے کم کوئی کچا ہو جو اس حملہ میں زخمی نہ ہوا ہو۔ اور موافق ایک روایت کے اس حملہ میں سپاس مجاہد شہرت  
 شہادت نوش کر کے جمیع سعد و شہداد سے ملحق ہوئے۔ امام حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا مروانہ مرو کہ یہ  
 تیر تمہاری طرف قاصدان کا فران خدراویں بھرت نے کہا یا ابن رسول اللہ جو تکہ میں ہی آپ کی راہ میں تھیں ہوا تھا چاہتا ہوا  
 پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے میں ہی آپ کی راہ میں تھیں ہوں جب شہادت ملی معرکہ قتال میں آئے جز پڑھ  
 کے شہامان معرکہ نہرو کو خاک ہلاک پر گرا دیا۔ یہاں تک کہ چالیس اشقیائے سیدہ کو جہنم داخل کیا۔ اور بروایت امام  
 زین العابدین اشاہ کا فزروانہ سقر کئے جب اسپ بھرت پے کیا گیا پیادہ جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان اشقیائے گرا دیا۔  
 اور اصحاب امام حسین معرکہ قتال سے اٹھا لائے اس وقت ایک مرقی جان باقی تھی اور خون رگوں سے ہماری تھا۔ امام حسین نے  
 اپنا ہتھوڑے منہ پر پھیرا اور فرمایا۔ تمہاری ماں نے تمہارا نام حرکت رکھا۔ اب تم دنیا و عقبی میں آزاد ہو لکھا ہے کہ ایوب بن  
 مروح عمون نے بھرت کو شہید کیا۔ بعد ازاں ایک ایک اصحاب اشہدات میں سے آتا اور رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام  
 مظلوم کو دروغ کر کے کہتا تھا۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ حضرت فرماتے وہ علیک السلام اجاؤ بیت جلد ہم بھی عقبے سے  
 آتے ہیں اور یہ ایتہ تلاوت فرماتے تھے فمنہم ومن تعقی فنجبہ ومنہم ومن یظفرہ ماجد لوتبیلہ لکے یعنی یعنی  
 مرگے اور بچے فطر ہیں۔ اور اپنا دین تبدیل نہ کیا۔ اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے موافق روایات معتبرہ اس وقت  
 جو فرشتے نصرت حضرت کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھر گیا اور حضرت نے ان کی نصرت قبول نہ کی اور فرشتے  
 اختیار کی و بروایت دیگر جنات آئے اور جہا نصرت کریں حضرت نے انکار کیا۔

**پیر شریفین نصیر ہمدانی** ہیں بر شیرین نصیر ہمدانی کہ مبارک و زیاد و بندگان شائستہ رب العباد اور قاری  
 تمہیں اہل زمان سے تھے بغیر جہاد روانہ ہوئے اور جز خوان ہو کر برابر مخالفین کے گھر سے ہوئے اور کہا ہے

کشتگان مومنوں کے قاتلان اولاد پیغمبروں میرے قریب آؤ آپس میں جو انان لشکر شقاوت اثر کو رواہ مسقر کر کے  
 مرتضیٰ نور و فضلہ رضوان میں داخل ہوئے گھاگہ زیندین معقل متصل بر شیر کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں تمہارا گناہ جو بریر نے  
 لے کہا۔ آگے بچے سے مباہرہ دونوں میں سے جو دروغ کہے وہ دوسرے کی تیغ سے مارا جائے پس زیندین معقل نے  
 بریر پر تلوار لگائی۔ ان پر اثر نہ ہوا۔ بریر نے ایک ایسی ضربت اس ملعون کے سر پر لگائی کہ اس کا خود کاٹ کے مغز  
 تک پہنچ گئی۔ اور وہ شقی زمین پر گر آیا۔ دیکھ کر عمر بن اوس نے اصحاب بن زیاد سے بریر پر حملہ کر کے شہید کیا اور شہان مغیر نے  
**دہشت بن عبد اللہ کلبی** بریر کے بعد وہب بن عبد اللہ کلبی نے خدمت مبارزت طلب کی ان کے ہمراہ ان  
 کی زوجہ اور ملازم بھی تھی۔ اور شقاوت مند اپنے لہو کو عمار بن زیاد سے لے کر تفریب کرتی تھی جب وہب معرکہ کارزار میں  
 آئے ایک گروہ انصار کو لقمہ شہداء ہلا کر کے اپنی زہد ہاد والدہ پائی لپٹ گئے اور کہا اے ملاز آپ مجھ سے راضی ہو گیا  
 اس مومن نے کہا۔ اے فرزند تم سے میں اس وقت راضی ہوں گی جب نصرت امام حسین میں قتل ہو جائے گا ورنہ  
 کیا مجھے بیکس و خوب نہ چھوڑے جاؤ۔ ماں نے کہا اے فرزند سعادتمند اس کی بات سنو اور اپنی جان امام حسین پر نہ  
 کرو کہ بروز قیامت اپنے بد بزرگوار سے وہ تیری شفاعت کریں۔ یہ سن کر وہب بن عبد اللہ جو نگاہ میں پھر گئے  
 اور دریائے جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ حملہ کیا یہاں تک کہ انیس سو اور بارہ پیادے لشکر شقاوت اثر کے وہاں  
 بہن کے ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادہ دہشت نے جب یہ حال اپنے ہسر کا دیکھا جو بچہ ہاتھ میں لے  
 کے متوجہ معرکہ ہوئی۔ اور کہتی تھی میرے مادر پیدل سے فرزند تم پر نشانہ ہوں جرم محترم جناب رسول خدا کی حالت  
 کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو۔ دہشت ہر چون چاہتے تھے ماں کو پھیر دیں۔ مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام  
 حسین نے یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ فرمایا اندر تجھے بڑا سزیر مٹا کر سے کہ نصرت اہل بیت میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔  
 اے زن حالتہ واپس چل آسورتوں پر جہاد نہیں جب وہب نے شہادت نوش کیا۔ اس کی نصرت باہر اس کے  
 پاس گئی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کے خاکِ شوہر کے منہ سے بھاڑنے لگی۔ شمر لعین نے اپنے غلام سے کہا۔ اس نے  
 گرز اس سوگوار کے سر پر ایسا لگایا کہ اپنے شوہر سے ملتی ہوئی۔ اور حدیث میں امام زین العابدین سے منقول ہے  
 کہ وہب پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسین کی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور جب معرکہ میں پہنچا سات آٹھ  
 شقی قتل کئے اور ہریت مگر جوڑے پیادے اور ۱۲ سو اور ناقان نابکار کے لقمہ تیغ کئے جب کثرت جراحات سے مجبور  
 ہو گیا اس کو قید کر کے عمرین سعد پاس لے گئے اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسین کی طرف پھینک  
 دو اس کی ماں نے تلوار اپنے پسر کی لی اور توجہ لشکر خائف ہوئی امام حسین نے فرمایا۔ اے مادر دہشت لڑنے نہ جاؤ  
 نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا۔ مجھ کو بشارت ہو تو اور تیرا پسر بہشت میں میرے جد بزرگوار کے ہمراہ ہوگا۔ ہریت  
 دیکھ کر اپنے فرزند کا بہاؤ لشکر خائف پھینک دیا۔ اور ایک غلام کو ہلاک کیا۔ پھر جو بچہ نیم اٹھا کے دو کافروں کو

ملا۔ وہب کا نام از لقمہ تھا امام حسین کی تبلیغ سے مسلمان ہوئی اور بجز ان امام حسین و وہب پیدل کے

قتل کیا حضرت نے فرمایا۔ اسے مادر و پش پھر آؤ وہ مومنہ پھر آئی اور کہا خداوند میری امید قطع نہ کرنا حضرت نے فرمایا اسے مادر و پش خدا تجھے نا امید نہ کرے گا اور تو مومنہ پھر نہ رہے گی بشر میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔

**رفقائے حسین کا باری باری درجہ شہادت پر فائز ہونا پس عثمان خالد ازدی**  
 متوہن لشکر مخالف ہوئے اور کارزار کر کے شہید ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند نیک اختر خالد بن عمرو ازدی گئے اور بہادری کے شہید ہوئے ان کے بعد سعید بن عطلہ تمیمی شوقِ ریاختی جنت متوجہ قتال کا فران ہوئے اور بہت سے منافقین کو داخل جہنم کر کے بدر جو فیض شہادت فائز ہوئے ان کے بعد عمرو بن عبد اللہ بن جحیم تمار کھنچ کے معرکہ کارزار میں آئے اور بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ اختر کار بھارت مسلم منابن و عبد اللہ الجعفی شہید ہو گئے پھر مسلم بن عمار کے اکابر زیاد و جبار بزرگان اصحاب بیتہ الفہد اس لئے تھے۔ عجز شہادت متوہن اشقیائے امت ہوئے اور بہت بدل و قتل کر کے ایک گروہ تیرہ جنت کو داخل جہنم کیا اور جب گھوڑے سے زمین پر گرے امام حسینؑ صلیب بن مظاہر تشریف لے گئے۔ ہمزایک رفق حیات باقی تھی حضرت نے فرمایا اسے مسلم خدام پر رحمت کرے تم سعادت شہادت فائز ہوئے اور جہنم پر حق تھا۔ اس کو تم نے ادا کیا۔ اب میں بھی تمہارے عقب آتا ہوں جیسا ابن مظاہر نے کہا مجھے یہ تمہارا اصل دیکھنا بہت دشوار ہوتا ہے تم کو بہشت کی بشارت ہو مسلم بن عمار نے فرمایا کہ تمہارے صلیب کہاں تھا تم کو بخیر و سعادت بشارت دے جیسا ابن مظاہر نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں بھی بہت جلد تم سے ملتی ہوتا تحقیق تم سے کہتا۔ جو چاہو وہینت کرو مسلم بن عمار نے کہا میری وصیت یہ ہے کہ ہاں حسینؑ کی نفرت سے دست بردار نہ ہونا یہاں تک کہ اپنی جان ان پر سے نکل کر وہ کہہ کے درج شریف نے بجا نبیؐ زقدس پر اڑا کیا میں کینز کی مسلم نے مدائے یاسیدہ یا ابن ابی باند کی جب حدائے شعبون کینزک لشکر عربین سعد ید بندہ میں پہنچی دو اشیا خوش ہوئے شعیب بن ربیع نے ان سے کہا تمہاری آئین تمہارے نام میں شعیب بن عمار نے اپنے ہاتھ سے اپنے نزلوں کو مارتے ہو اور اپنی عزت کو مذلت سے بدلتے ہو۔ جس بزرگوار کے قتل کرنے سے ہنستے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ ان سے کس درجہ مرواگی جہاد میں کر کے اسلام اور مسلمانوں پر اپنا حق ثابت کیا ہے و بروایت امام زین العابدین بعد شہادت مسلم بن عمار جو جہاد اشقیاء کو زمین میں قیس بن علی گئے اور جہنمیں عمار بہ و مقاتلہ کر کے انیس کافر لشکر مخالف کے راہی جہنم ہوئے۔ یہاں تک کہ شہادت شہادت نوش کر کے ہلاکے مدجات شہادت مشرف ہوئے و بروایت دیگر ایک بوہین کا فر جہنم واصل کے اختر بھارت کثیرین عبد اللہ شعبی و جہاد عربین اوس تمہیں شہید ہوئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدام کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے اور کہا کہ قاتلوں کو بدترین عذاباں دینا اور یقیناً میں معذب کرنے روایت نصیر بن قیس کی اس کے بعد بروایت دیگر درج ہوگی بعد ان کے صلیب بن مظاہر اموی جہاد اشقیائے بدر نہاد کو روانہ ہوئے اور قیس بن اشقر شکر ضلالت



اثر کے روانہ سفر کے دبر وایت دیگر ہاتھ کافروں کو قتل کیا، آخر بصرہ میں بن نیر بدر بصرہ شہادت فائز ہوئے دبر وایت دیگر بدیل بن حریم نے ان کو شہید کیا، اور ان کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جب اصل مکہ ہوا، پسر عبید نے وہ نافذ کو دکراچھا اس شقی کو قتل کیا، بعد شہادت عبید بن مظاہر خردوش اصحاب امام حسین سے بلند ہوا، اور امام مظلوم نے فرمایا میں ہی نزدیک خدا اپنی جان اور مایمان اصحاب کی جان کو جانتا ہوں اور ان کے مزد کو خدا سے طلب کرتا ہوں، پس مالک بن انس کاٹی نے قدم سعادت میدان شہادت میں رکھا، اور اٹھارہ کافروں کو جہنم داخل کر کے خود ریاض بہشت میں پہنچے، ان کے بعد زیاد بن مہاجر کندی ان ظالمان طائی پر حملہ آور ہوئے، اور نوبائی قتل کر کے باغ جنت کو روانہ ہوئے ان کے بعد بلال بن مہاجر امواج انوار میں نوطہ زن ہوئے اور تیس روز سیاہ کو داخل جہنم کر کے خود جہنم سے طعن ہوئے، دبر وایت دیگر جب تک تیران کے ترکش میں رہے مخالفوں پر برسایا گئے، جب تیر ختم ہو گئے تیر سیاہ قلب کو جہنم داخل کیا، بلال کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو دستگیر کر کے سعد لعون پاس لے گئے اور کلمہ پڑھا، اور ان کو قتل کیا، پھر نافع بن بلال کو جلال آیا، اور ایک جماعت اشقیاء کو میدان میں جا کے قتل کیا اور مزاتم بن حرث لعین نے ان کو شہید کیا، جب ہر حملہ میں جماعت کثیر کافراں بے پیر سے روانہ ہوئے اس وقت مروان بن الحجاج نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا، کہ مصلحت مبارزہ طلبی میں نہیں ہے لازم ہے ان پر ایک دفعہ حملہ آور ہوں، عمر نے یہ صلاح پسند کر کے حکم دیا، یہ مبارزہ طلبی نہ کریں، اور سب ایک دفعہ حملہ کریں، یہ سن کر عمر لعین مع اصحاب شقاوت قرین یسوع شکر سعادت اثر پر حملہ آور ہوا، اور اس وقت لشکر امام میں تیس سو سے زیادہ نہ تھے اصحاب امام حسین ثنابت قدم ہو کے جس طرف سے لشکر مخالف حملہ کرتا تھا، ہاؤ فاعملہ کر کے سد راہ ہو جاتے تھے، عمر بصرہ سے بھییں بن نیر کو پانچ سو تیر انداز دے کر اعانت شمر کو بھیجا، اور آپس جنگ مشتعل ہو کے ناظر لڑائی ہوئی چونکہ نصیر رائے حرم محترم با یکدیگر متصل تھے، بغیر ایک طرف کے حملہ نہ کر سکے تھے عمری سعد ملعون نے حکم دیا کہ خیمہ بٹے اہل حرم گرا دو، جب وہ ستکار اس بے شرمی اور جرأت پر مستعد ہوئے، اصحاب آنحضرت خیموں سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئے اور بہت ظالموں کو جہنم داخل کیا، جب عمر بن سعد ملعون نے یہ کیفیت دیکھی حکم دیا کہ خیموں میں آگ لگا دیں، حضرت نے فرمایا رہنے دو، اور آگ خیموں میں لگانے دو، جب آگ خیموں میں لگی، اس وقت ان کا راستہ اطراف سے سدود ہو جائے گا، پس یہی ہوا، کہ ان کو اثر لگا کفار سختی نارنے آگ سے خیمہ ہائے اہل بیت اہل بیت دئے، اصحاب کبار انرا امام اہل بیت سے مشغول کاراڑ تھے، اگر اس طرف کا ایک آدمی شہید ہوتا تھا، کسی معلوم ہوتی تھی اور اگر اس لشکر سے دشمن یا تو بھی مارے جاتے تھے، کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا، جب اصحاب آنحضرت بہت شہید ہو گئے، اور مخالفین کی کثرت ہوئی، ابو طلحہ صامدی امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ صبری جان آپ پر سے قربان ہوا، لشکر مخالف فریب آگیا، ہم چاہتے ہیں اپنی جان آپ پر سے فدا کریں، لیکن ناظر دیکھے عوام

ادا کر لیں کہ نماز دو دن ہے جب امام حسینؑ نے نماز کا ٹٹا۔ یہ سرد مین پر دروسے کھینچی اور مسیحا کی جانب آسمان بند  
 کر کے فرمایا تم نے مجھے نماز یاد دلائی۔ خدا تم کو ناز گذاروں سے کرے بیشک ازل وقت نماز ہے اب کافروں سے  
 مہلت طلب کرو کہ نماز ادا کر لیں۔ جب ان کفار سے مہلت نماز پڑھنے کی مانگی جھین بن فیر طعون نے کہا۔ نماز تک  
 قبول نہیں صحیب ابن مظاہر نے کہا اسے نذر مکار نماز فرزند سید ابرار قبول نہ ہو اور تمہارے ایسے نابکار کی نماز قبولی  
 ہو جھین بن فیر نے خشتناک ہو کر صحیب ابن مظاہر پر حملہ کیا صحیب نے ایک تلوار اس طعون کے نکالی وہ شعی گھوڑے  
 سے کود پڑا حدیث نے چاہا اسے تکل کریں۔ اس کے اصحاب اُسے جو دم کر کے لے گئے جس نہ شیر بن قین اور سعید  
 بن عبد اللہ رضی عنہما جناب امام حسینؑ کے آگے کھڑے ہوئے اور اپنی جان حضرت پر قربان کر ڈالی۔ اور حضرت نے  
 نماز پھر جامعہ اصحاب باقی ماندہ بعنوان نذر خوف ادا فرمائی جو نیزہ اور تیر لشکر مخالف سے حضرت کی  
 طرف آتا تھا۔ دونوں بزرگوار اپنے جسم پر لیتے تھے تا انکو سعید سعادت مند کثرت جراحات نیزہ و تیر سے زین  
 پر گر پڑے۔ اور کہتے تھے خداوندان افریقا پر لعنت کر مثل لعنت عاد و ثمود۔ خداوند امیر اسلام اپنے پیغمبر کو پناہ اور ان  
 کے فرزند و بند کی نفرت میں جو میں نے عدالت عالم اٹھائے۔ اس کی نہیں اطلاع دے۔ خداوند ایسے تیرے پیغمبر کے  
 فرزند کی نفرت کی مجھے اپنی رحمت کا امیدوار کر جب شہد شہادت نوش کیا۔ تیو تیران کے بدن میں علاوہ جراحات نیزہ و  
 شمشیر تھے اور بھنوں نے کہا حضرت کو فرصت نماز کی نہ دی۔ اور ہر ایک نے ہمدان نماز ادا کی۔ پھر عبد الرحمن بن عبد  
 زبیر نے معرکہ کارزار میں آگے قتل کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ انکے بعد عمرو بن قریظہ انصاری نے اپنی جان فدا  
 سید شہداء کی حضرت کے سامنے کھڑے بہاد کرتے تھے اور جو شمشیر و نیزہ و تیر امام کی طرف آتا تھا شوق سے اپنے  
 جسم پر لیتے تھے۔ اور حضرت تک نہ جانے دیتے تھے جب لڑتے لڑتے گرے۔ کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اپنے  
 ہمد پر وفا کی حضرت نے فرمایا۔ ہاں جب میں داخل بہشت ہوں گا تم میرے آگے ہو گے میرے بعد رسول خدا کو  
 میرا سلام پہنچاؤ گا اور کہتا میں بہت جلد آتا ہوں پس جوق آزاد کردہ غلام حضرت ابو ذرؓ انصاری کو غلام بخشا تھا۔ خدمت  
 حضرت میں آیا اور رخصت جہاد طلب کی حضرت نے فرمایا۔ میں تجھے فرصت دیتا ہوں کہ واپس چلا جا۔ اُسے  
 کہا یا ابن رسول اللہ میں نے نعمت و عیش و عزت میں آپ کے بدولت بسر کی جبکہ ہنگام بلا و محنت ہے اس  
 وقت آپ سے جدا ہو جاؤں۔ یا ابن رسول اللہ آپ نہیں چاہتے کہ میں باہر روئے سیاہ و حسب تباہ دہوئے  
 بد شہید ہو کے بسفید و خوشبو داخل بہشت ہوں قہم بگلا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ یہاں تک کہ اپنے خون سیاہ کو آپ کے  
 خون طیب و پاکیزہ میں مخلوط کر دوں۔ یرش کر حضرت نے رخصت جہاد دی۔ وہ مروانہ مقابلہ امدار کو گیا۔ اور دار  
 مروانگی دے کر شہید ہو گیا۔ بعد اسکی شہادت کے حضرت اسکے سر ہاتے شریف لائے اور کہا خدا و نذر اسکا منہ سفید  
 کر دے۔ اور بد بو کو اس کی خوشبو سے تبدیل کر اور اُسے ہمراہ نیکو کاران مشور کر۔ اسکے اور محمد و آل محمد کے درمیان  
 مہلاتی نہ کرنا امام زین العابدین سے منقول ہے جب مروان قیید نے شہد کو لہر دس روز کے دفن کیا۔ اور اسکے قہم آپ نے  
 دعائے حضرت سے بونے مشک اس سے آتی تھی پھر عمرو بن میداد نے خدمت آنحضرت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن

رسول اللہ آپ جلالت دیکھے کہ اپنے ہمراہوں سے ملحق ہوں اور آپ کی شہادت نہ دیکھوں حضرت نے فرمایا: ہماؤ میں  
 بھی ملحق سے ملحق ہوتا ہوں جب رحمت بہاد پائی لشکر مخالف سے دوچار ہوئے بعد مقاتلہ بسیار جمیع شہدائے  
 ابرار سے ملحق ہوئے پس منغلہ ابن اسعد شامی حاضر ہوئے اور سپردار رو برائے امام کھڑے ہوئے تیر و نیزہ و  
 دشمنی و دشمنان مخالفان سدا برابر اپنے سینے پر لیتے تھے اور باؤاد بلند کہتے تھے۔ یا قورانی اخاف علیکم مغل یدیم  
 اللہ عذاب مثل واعب قوم نوح و عاد و ثمود و الذین من بعدہم و اللہ یعد لظلمنا اللعاباد یا قوم  
 انی اخاف علیکم یرم قلوبہم صد جوین صالکم۔ من اللہ من عاصم یا قوم لا تقنوا احسینا فیلسکم  
 اللہ بعد اب و قد تاب من افتوی اور یہ چند نصابیح جو مومن آل فرعون نے قوم فرعون سے کہے تھے۔  
 یعنی اس قوم میں تم پر ڈرتا ہوں مثل خدا بوں کے جو امتہائے گذشتہ پر نازل ہوئے۔ مانند عذاب قوم نوح و عاد  
 ثمود اور وہ لوگ جو بعد انکے تھے اور نہ کوئی تم اپنے بندوں پر نہیں بہا ہتا اسے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں عذاب روز  
 قیامت سے جس روڈ کے منہ عشر سے پھیر کے جہنم ہی ہماؤ۔ اور تمہیں عذاب خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہو۔ اسے  
 قوم حسین کو شہید نہ کرو کہ خدا تمہیں بعد عذاب الیم بلاک کرے گا: تحقیق کہ وہ شخص ناامید ہے جو خدا پر اقرار کرے۔ امام  
 نے کہا اسے پسر اسعد خاتم پر رم کرے یہ گروہ اشقیقا مستوجب عذاب ہوئے جبکہ تمہاری وصیت انہوں نے  
 قبول نہ کی اور تمہیں اور تمہارے اصحاب کو انہوں نے دشنام دیئے اب کہو مگر مستحق عذاب الیم یہ کافر نہ ہونگے  
 حالانکہ بزرگان دین کو شہید کر چکے منغلہ نے عرض کیا میں۔ آپ پر سے خدا ہوں آیا نہ وی ثواب خدا کو نہ پائے  
 گا۔ اور اپنے بھائیوں سے ملحق نہ ہو گا۔ حضرت نے فرمایا: جا اگر تہم تیر سے لئے بڑے درجے میں جو کہ  
 دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر میں ہیں۔ تو اس ملک کی طرف جاتا ہے جو زوال نہیں رکھتا منغلہ  
 نے کہا السلام علیک یا فرزند رسول خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پرورد و صلوات ہو خدا مجھے بہشت بہا  
 میں آپ کا مصاحب کرے حضرت نے فرمایا: آمین۔ پس منغلہ دریا کے حرب و فرب میں نرطہ لگائے سعادت شہادت  
 فائز ہوئے۔ اور ممالک دنیا سے جانب مسائل نہات پہنچے۔ ان کے بعد سوید بن ثمر کہ بشارت حسب و کثرت  
 نماز و عبادت مشہور و معروف تھے میدان کارزار میں پہنچے۔ اور لڑے۔ یہاں تک کہ کثرت جرات سے دلیان  
 کشنگان صحرارے جب ٹکا کہ امام حسین شہید ہوئے چھری اپنے موزے سے لکال کے اسی حالت میں بہان  
 میں بہادر کے شہید ہو گئے پھر ہی بن سلیم رازانی معرکہ متیقال میں ہما کے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد قرو  
 بن ابی قرق غفاری بعزم و اطلاق میدان قتال میں آئے اور بعد ہمارے بسیار شہید ہوئے۔ ان کے بعد عمرو بن غلحہ صحنی نے  
 باب تیغ آبلہ آتش خون حیات کفار بلا دیا اور آپ بھی شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد جاجیح بن مسروق پہلے شہادت  
 میدان سعادت میں پہنچے اور بعد ہمارے بہت سے بہت سے کافران اشرار کو روانہ کر کے آپ بھی خلعت شہادت پہنا  
 ان کے بعد جناد بن حارث میدان میں گئے۔ اور بعد قتال جمیع شہدائے ملحق ہوئے ان کے

بعد عمرو بن جناح بشفرت شہادت فائز ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمن بن عروہ نے شہرت شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد عالس بن شیبب شہادت کر ہی نے شہادت اپنے غلام سے کہا۔ شہادت کے بعد عالس بن شیبب نے شہادت کر ہی نے شہادت اپنے غلام سے کہا۔ شہادت کے بعد عالس بن شیبب نے شہادت کر ہی نے شہادت اپنے غلام سے کہا۔ شہادت کے بعد عالس بن شیبب نے شہادت کر ہی نے شہادت اپنے غلام سے کہا۔

تاہم ننگہ قتل ہو جاؤں۔ عالس نے کہا مجھے بھی تیری جانب یہی گمان تھا اب چونکہ سعادت شہادت کا خواہاں ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں جا کر رخصت طلب کر۔ اور اپنی بیعت جدید کر کے مستعد سفر حرکت رہ آج وہ دن ہے کہ حتی الوسع تحصیل اجر آخرت میں کوشش کریں۔ کہ بعد اسکے کوئی ایسا عمل نیک نہ ہو گا۔ اور حساب روز جزا اور پیش ہے پس عالس بن شیبب بقدم اخلاص ولیقین بخدمت امام المتعین حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ آج کے دن کوئی سز بیزد قریب میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز نہیں اور ہو سکتا تو میں آپ سے ظلم و ستم اہل جفا کو دفع کرتا اس چیز سے جو میرے نزدیک جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو سلام اور وداع کرتا ہوں اور گواہ کرتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار اور پد ر عالی مقدار کے طریقہ پر ثابت قدم ہوں۔ یہ کہنے کے بعد تلوار حلفان سے کھینچ لی۔ اور مثل شیر متوجہ لشکر مخالفت ہوئے۔ بیعت بن تمیم کہتا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ عالس ہاتھ بربہنہ خشناک میرے لشکر کی طرف آتے ہیں۔ اور میں ان کی شجاعت معرکہ ہائے کارزار میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے کہا ایہا الناس یہ پیر شیبب شیروریشہ شجاعت ہے۔ جو نہاری طرف آتا ہے کہ میدان کوئی تم میں سے اس کے مقابلہ کو جائے یہ سن کر وہ تازان رو باہ غنیف ڈر گئے۔ ہر چند عالس نے مبارز طلبی کی۔ مگر کسی کی جرأت سامنے آنے کی نہ پڑی۔ جب عمر نے دیکھا کہ کسی کو جرأت مبارزت ان سے نہیں حکم دیا۔ کہ انہیں سنگ باران کریں جب عالس نے ان کی نامردی مشاہدہ کی۔ اپنی جان پر کھیل کے خود زہرہ اپنی چھینک دی اور مثل شیر زیاں بربہنہ ہو کے ان اشقیاء پر حملہ کیا۔ جس طرف جا پڑتے تھے دو سو کافروں سے زیادہ ان کے آگے سے بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ ان نامردان بے جہانے بسنگ جو رو جفل سے چور چور کر دیا جب حرب حرب سے عاجز ہو گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا۔ اور ان کے سر کاٹنے پر کئی روسیاحوں نے تنازعہ کیا۔ ہر ایک کہتا تھا۔ میں نے کاٹا ہے۔ مگر بن سعد نے کہا۔ ان کو ایک آدمی نہیں مل سکتا تھا۔ تمام لشکر کے حملہ سے وہ مارے گئے ہیں۔ پس عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سفاری بخدمت امام مظلوم حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا عبد اللہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ مرہما قریب آؤ اور ہیبائے شہادت ہو۔ جب وہ دونوں سعادت مند قریب آئے۔ قطرات حسرت اشک آنکھوں سے ٹپکائے۔ حضرت نے فرمایا اسے فرزند ان برادر کیوں روتے ہو۔ قسم بخدا میں امید دلہا ہوں کہ بعد ایک ساعت کے تمہاری آنکھیں روشن اور دل خوش ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہم آپ

پر سے فدا ہوں۔ اپنے حال پر ہم نہیں روتے لیکن آپ کے حال زار پر ہمیں رونا آتا ہے کہ ان مخالفوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم دفع ٹھرا سکتے نہیں کر سکتے۔ حضرت نے فرمایا خدا تمہیں اس اندوہ پر جو تم میرے حال پر رکھتے ہو جزائے خیر بہترین جزا ہائے پرہیزگاراں عطا فرمائے پس حضرت کو وداع کر کے بجانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ اور اپنے سر راہ سردر میں نثار کر کے سر عزت اوج رفعت تک پہنچائے۔ جب اکثر اصحاب امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ اس وقت غلام ترکی امام مظلوم کو نہایت صلح اور قاری قرآن تھا خدمت آقا سے نامدار سے رخصت ہو کر مقابلہ کفار گیا اور بہت سے نابکار اشرار کو واصل جہنم کر کے آخر بتیغ ظلم زمین پر گرا۔ جب امام حسینؑ اس کے سر ہانے تشریف لائے روتے گئے۔ اور اپنا روتے مبارک اس کے منہ کے اوپر رکھ دیا اس غلام باوقار نے آنکھیں کھول کر اپنے آقا کو دیکھا۔ اور بسم کر کے مرغ روح نے جانب ریاض جنائ پر داڑ کیا۔ پس ریاض بن شعثا لشکر مخالفت کی طرف گئے اور آٹھ تیر جوان کے پاس تھے لشکر خلافت اثر پر مارے اور پانچ منافق روانہ جہنم کئے۔ جو تیر یہ لشکر مخالفت کی طرف پھینکتے تھے۔ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ خداوند ان کا تیر نشانہ پر لگے۔ اور اس کے عوض نیکو کو بہشت عطا فرما۔ ان کے بعد ابو عمر ہشامی کہ عباد و زیاد و قاریان قرآن سے تھے جنگ گاہ میں پہنچے اور بہت سے کافروں کو ہلاک کیا۔ آخر ماہر بن ہشامی نے ان کو شہید کیا، پھر سیف بن ابی عارث و مالک بن عبد اللہ رخصت کارزار سے کے جہاد میں گئے اور شہید ہو کر داخل جہنم ہوئے۔

## شہادت عزیزان امام دجہاں

جب بجز اہل بیت رسالت و خویشاں و اقارب آنحضرتؐ کوئی نہ رہا۔ اس وقت اہل بیت و اولاد اجداد امام مظلوم و اولاد جناب امیر و اولاد امام حسن و اولاد امام جعفر بن ابی طالب و اولاد عقیل نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو وداع کیا اور عازم حرب و ضرب ہوئے۔ ان میں سے جو پہلے لڑنے کو نکلے۔ عبد اللہ پسر مسلم بن عقیل تھے اپنے چچا پاس آئے اور رخصت سے کر میدان و غامیں گئے اور جز خواں ہوئے۔ بروایت امام زین العابدینؑ ہمیں کافر قتل کئے بروایت دیگر تین حملوں میں انھان سے دشمن سپاہ مخالفت کے واصل جہنم کئے یہاں تک کہ اسد بن صبیح و عمرو بن مالک علیہما اللعنة نے ان کو شہید کیا۔ بروایت دیگر اپنا دست مبارک سر پر رکھا تھا ناگاہ ایک نرود نے ایسا تیر مارا کہ دست مبارک پیشانی نورانی میں پیوست ہو گیا۔ ابو العزج لکھتا ہے کہ اور داد عبد اللہ شرفیہ صبیہ بناب امیر تقیوں بعد ان کے بروایت امام محمد باقرؑ اور عبد اللہ جنگ گاہ میں آئے۔ اور بطلب حویٰ برادر ایک جماعت پر فتنہ و شر کو روا نہ سفر کیا۔ آخر حضرت ابو جہر ہم اسدی و تقسط بن تاشر جہلمی علیہما اللعنة شہادت نوش کیا۔ پھر جعفر پسر عقیل رجز خواں میدان میں آئے اور پندرہ

کافروں کو اصل جہنم کیا۔ و بروایت دیگر دو کافر مارے اور آپ بھی بھرت بھرت بشیر بن غوطہ جہدانی بدرجہ شہادت فائز ہوئے بروایت امام محمد باقرؑ و ابن عبد اللہ شقی صفی نے انہیں شہید کیا۔ پھر عبد الرحمن بن عقیل میدان قتال میں گئے۔ اور سترہ اشقیہ کو اصل جہنم کیا۔ آخر بھرت عثمان بن خالد جہنمی غلعت شہادت پہننا۔ بروایت دیگر ان کے بعد عبد اللہ پسر عقیل معرکہ قتال میں آئے اور ایک جماعت کو قتل کر کے بھرت عثمان بن خالد و بشیر بن غوطہ علیہما اللعنة بدرجہ عالیہ شہادت فائز ہوئے پس محمد پسر ابو سعید بن عقیل میدان میں آئے۔ اور بہت کافروں کو جہنم واصل کر کے ضرب تیر لقیط بن یاسر جہنمی سے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ علی پسر عقیل بھی روز عاشورا شہید ہوئے۔

**شہادت اولاد جعفر طیار** میدان کار زار میں گئے اور دس کافران ستر گار کو روانہ کر کے آخر تیغ بیدریغ عامر بن ہاشمی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عون بیٹے بھائی معرکہ کار زار میں پہنچے۔ اور زمین و آسمان اٹھارہ پیادوں کو قتل کر کے سعید بن عبد اللہ بن قطبہ سے شہید ہو گئے۔ و بروایت دیگر عبد اللہ ان کے بھائی بھی اسی صحر میں بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

**شہادت اولاد امام حسن علیہ السلام** بعد میں قائم پسر امام حسن نے کہ چہرہ ان کا مثل انتخاب بزرگوار سے رخصت جہاد طلب کی۔ امام مظلوم نے حضرت قاسم کو اسفوش مبارک میں لیا۔ اور اسقدر روئے کہ قریب تھا بے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند قاسم طلب جہاد میں مبالغہ کرتے تھے مگر حضرت اہل بیت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ قاسم اپنے چچا کے پاؤں پر گر پڑے اور اسقدر روئے اور اجازت انہی کہ امام حسین نے آنحضرتؐ کی اجازت دیدی۔ جب اجازت پائی میدان کو نور جمال سے روشن کیا۔ اور باوجودیکہ خرد سال تھے ایک حملہ میں پستیں سنگین و لاجبے جیوا کو بے رحمہ نثار روانہ کیا۔ لڑی کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد شقی کے لشکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکا لشکر امام حسین سے جدا ہو کر متوہر میدان ہوا۔ اور حسین بین سے تاباں تھا۔ ایک قمیض اور ایک ازہر پہنے اور دو موزے پہنے تھا۔ بند نعل راست ٹوٹا ہوا تھا۔ اس وقت عمر بن سعد ازہر نے کہا۔ قسم بخدا میں جہا کے سے قتل کرتا ہوں راوی کہتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ آیا تیرے دل سے اس امر کی تاب جو سیکگی کہ اس پر ضرب لگائے قسم بخدا اگر وہ مجھ پر نثار مارے میں اس کے دھن کرنے میں ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ یہ فوج جو اسے گھیرے ہے اس کے لیے کافی ہے لیکن اس خالہ نے گھوڑا دوڑا کے ایک ایسی ضرب حضرت قاسم کو لگائی کہ منہ کے بن گئے اور فریاد کی دماغہ خبر لہجے ناگاہ میں نے دیکھا امام حسین مثل عقاب آئے اور صفوں کو شکافتہ کر کے مثل

شیر خشک ان کافران میں ایک پر حملہ کر دیا۔ اور ایک تلوار عمر بن سعد زوی قائل قاسم پر لگائی۔ اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ حضرت نے ہاتھ اس کا جدا کر دیا۔ وہ شقی چیل دیا۔ لشکر اہل نفاق جمع ہو گیا کہ اسے دست بڑھو۔ امام حسینؑ سے پھوڑ لے جائیں اور وہ ملعون قتل ہو گیا۔ اور وہ طفل زیر سم اسپان مخالفان چور چور ہو گیا جب امام حسینؑ نے ان کافروں کو دور بھگا دیا۔ اپنے بھتیجے پاس پہنچے دیکھا کہ ایڑیاں زمین پر گر رہی ہیں اور عازم سفر و گلشت ہشت ہے جب حضرت قاسمؑ کا یہ حال امام حسینؑ نے دیکھا۔ دریائے اشک حسرت دیدہ ہائے مہارک حضرت سے جاری ہووا۔ اور کہا قسم بخدا تیرے بچا پر بہت گراں ہے کہ تو اسے اپنی نصرت و مدد کو بلے اور نہ تیرے بھلائی رحمت ان شقیہ کو دور کرے تیرے بھولنے سے قتل کیا۔ اس گروہ پر دے ہو جسک دشمن تیرے بعد عدل ہوں۔ یہ تھا کہ امام مظلوم نے اس شہید معصوم کو اٹھایا اور اس کا سینہ اپنے سینہ پر رکھا۔ پائل اس طفل کے زین پر رکھے جلتے تھے اور شہداء اہل بیت علیہم السلام کا ہاظفہ تاکہ قاتلوں کو تو قتل کر اور ان کی جمجبت کو پر الندا کر دے اور ان میں سے ایک کو نہ پھوڑا اور ہرگز انکو نہ بخشنا۔ بعد اسکے فرمایا۔ اے میرے بھتیجیو اور اے میرے اہل بیت اور اے میرے بھائیو صبر کرو پھر اسکے بعد کوئی ذلت و خواری نہ دیکھو گے۔ اور بعزت و سعادت ابدی پہنچو گے بروایت امام زین العابدینؑ حضرت قاسمؑ نے میں کافر روانہ بہنم کئے اور اس سے زیادہ کی بھی روایت ہے اور روایت و امدادی حضرت قاسمؑ کتب معتبرہ میں نظر فقیر سے نہیں گذری نہ مجلسیؒ نہیں عبداللہؑ پسر امام حسنؑ معرکہ کارزار میں پہنچے اور تیغ آبدار سے چودہ کافران عذاب ہلاک اسفل نار روانہ کئے اور بعد مقاتلہؑ بسیار ہانی بن قنبت خضرمی نے ان پر ضربت لگائی اور اسی ضربت سے شہادت نوش کر کے اپنے جہد و پد سے ملحق ہوئے و بروایت امام محمد باقرؑ عروہ بن کاہل نے انکو شہید کیا اور انکی شہادت بروایت دیگر ان کے بعد ذکر ہوگی۔ پس ابو بکر بن امام حسنؑ معرکہ قتال میں گئے اور ایک گروہ مخالفین کو بہنم واصل کر کے آخر بعزبت عبداللہؑ بن عقبہ غنوی شہید ہوئے سروئے فانی سے بجانب ہشت ہمار وانی انتقال فرمایا۔

**شہادت فرزند ان جناب امیر** پس برادران بزرگوان امام انخیز نے رخصت جہاد طلب کی اول عبداللہؑ فرزند جناب امیرؑ انکو ابو بکر کہتے تھے میدان کارزار میں پہنچے اور ایک گروہ کافران کو بہنم واصل کر کے تیغ عبداللہؑ بن عقبہ غنوی یار جز بن بدر کی تلوار سے شہید ہو گئے اور بروایت امام محمد باقرؑ قبیلہ ہمدانی کے کسی نامرد نے ضرب لگائی اور اسی ضرب سے بریانی جنت انتقال کیا۔ ان کے بعد عمر بن علیؑ انکے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ اور معرکہ کارزار میں پہنچنے کے بعد پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو بہنم واصل کیا پھر بنو انصاف من الغنم پر با پڑے اور اکثر مخالفین کو بہنم واصل کر کے آپ بھی اپنے برادر بزرگوار پاس پہنچے۔ انکے بعد عثمان بن علیؑ میدان میں گئے اور بہت ظالموں

کو قتل کیا۔ تاکہ خولی اصبحی لعین نے ایک تیر پستانی پر مارا۔ کہ اسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔ اور ان کا سر مبارک ایک نامرد نے فرزند ان ابان بن حازم سے کاٹ لیا۔ اسوقت انکی عمر شریف اکیس سال کی تھی۔ ان کے بعد حفص بن علیؓ جن کی عمر اسی سال کی تھی۔ بعزم شہادت میدان میں گئے۔ بروایت امام محمد باقرؑ خولی اصبحی نے ایک نیکو چشم مبارک یا پیغمبانی نورانی پر لگایا۔ کہ اسکے صدمہ سے بہشت نخل میں اپنے پر پاس پہنچے بروایت دیگر حضرت بانی پسر شریف حسنی شہید ہوئے۔ بعد انکے عبداللہ بن علیؓ معرکہ کا زار میں آئے اور ایک گروہ انقیاد کو تیغ آبدار سے شہرت مرگ ناگوار چلھلھ کے آخر کار تیغ بانی پسر شریف ملعون سے خلعت بابرکت شہادت پہن کر جمیع شہدائے اہل بیت رسالت سے ملحق ہوئے۔ اسوقت عمر شریف پچیس سال کی تھی انکے بعد محمد پسر جناب امیر میدان میں گئے اور ایک نامرد قبیلہ تمیم کی ضرب سے روانہ نعیم ابدی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ابراہیم فرزند جناب امیرؓ بھی اسی روز معرکہ جہاد میں شہادت سے سرفراز ہوئے مگر ثابت نہیں (مجلسی) اور بعضوں نے اولاد امجد جناب امیرؓ کی شہادت میں اختلاف کیا ہے مگر بروایت حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ سے ایسا مسلم ہوتا ہے کہ پانچ برادران امام حسینؑ اہل صحرا میں شہید ہوئے عباسؓ حضرت عثمانؓ و محمدؓ و عبد اللہؓ۔ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباسؓ و جعفرؓ و عثمانؓ و اہل فرزند ان جناب امیرؓ جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی مادر گرامی ام المہین و خیر خرام کلایہ تھیں اور جب مدینہ میں خبر شہادت اہل بیت رسالت انہیں پہنچی ہر روز بقیع قبرستان میں جا کے اپنے فرزند کو روتی تھیں۔ اور اہل مدینہ ان کی صدائے گریہ و نوحہ سے روتے تھے۔ یہاں تک کہ مروان علیہ اللعن باوجود اس شقاوت و عداوت کے جو اہل بیت رسالت سے رکھتا تھا۔ انکی نوحہ و زاری سے بیتاب ہو کے روتا تھا۔ اور حضرت عباسؓ بن علیؓ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے اور حسن و جمال و سیاحت و شہادت و قوت و شوکت و تنومندی و بلندی قامت اپنے ہم عمروں میں ممتاز تھے۔ جب بڑے ٹھوڑے پر سوار ہوتے تھے یا ہائے مبارک زمین تک پہنچتے تھے لوگ انکو ماہ بنی ہاشم کہتے تھے۔ اس روز حضرت عباسؓ علیہ السلام دیکھا فوج امام ابرار تھے جب حضرت عباسؓ نے دیکھا کہ اب کوئی بغیر امام حسینؑ فرزند آئے حضرت باقی نہیں رہا اپنے برادر گرامی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اسے برادر مجھے رخصت دیکھئے کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کروں اور بدرجہ رفیعہ شہادت فائز ہوں۔ امام مظلوم اس کلام حسرت انجام کے استماع سے زار زار روئے اور کہا اسے برادر نامدار تم میرے لشکر کے علمدار ہو۔ تمہارے جانے سے میرا لشکر منتشر ہو گا۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ اسے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے قتل ہونے سے نگا رہے اور اپنی زندگی سے ملول ہوں اور آرزو مند تقائے حق تعالیٰ ہوں۔ اب تاب مصیبت دوستان ما و فاقہ نہیں اب پہا ہتا ہوں اپنے بھائیوں اور دوستوں کا ان مخالفوں سے خون طلب کر کے انہیں پسپا کروں۔ امام حسینؑ





دفضل وکمال میں نظیر بغیر تھے اور صورت میں جناب رسول خدا سے بہت مشابہ تھے۔ جب اہل مدینہ مشتاق لقمائے زیارت رسول خدا ہوتے تھے۔ حضرت علی اکبر پاس حاضر ہونے کے لئے جمال وکمال پر نظر کرتے تھے۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ جب وہ امام نزاہہ متوجہ میدان کارزار ہوا۔ امام امجد زار زار روئے اور آسمان کی جانب دیکھ کے فرمایا خداوند! تو گواہ رہنا کہ فرزند رسول اور شبیہ ترین مردم ہاں حضرت ان اشقیاء کی جانب جانتا ہے۔ جب میں مشتاق لقمائے پیغمبر خدا ہوتا تھا۔ اس اپنے فرزند کو دیکھتا تھا۔ خداوند! برکتھائے زمین کو ان سے منع کر اور ان کو پرانگندہ کر دے اور ساکوں کو ان سے راضی نہ رکھ اسلئے کہ انہوں نے مجھے اپنی نصرت کے لئے بلایا ہے۔ اور شمشیر مجھ پر کھینچی یہ فرما کر حضرت نے عمر بن سعد لعین کو آواز دی کہ اسے بدترین اشقیاء مجھ سے کیا چاہتا ہے خدا تیری نسل قطع کرے اور کوئی کام تجھ پر مبارک نہ کرے۔ اور بعد میرے تجھ پر اس کو مسلط کرے جو تجھے درمیان رحمت خواب ذبح کر دے جس طرح تو نے مجھ سے قطع کیا اور قرابت حضرت رسالت کی میرے حق میں رعایت نہ کی۔ پھر باؤلا بلند اس آیت کو جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے۔ تلاوت فرمایا۔ ان الله اسطق آدم و نوحا وال ابوہم وال عسوان علی العالمین ذریۃ بعضہما من بعض واللہ سمیع العدیم پس وہ شہزادہ ذیشان مانند خورشید تاباں افق میدان سے طالع ہوا۔ اور صحرائے نبرد کو اپنے نور جمال سے منور کر دیا۔ جمیع لشکر مخالف حیران جمال بالکمال آفتاب اوج عزت و جلال تھے۔ جب حضرت علی اکبر درمیان میدان پہنچے۔ ہر چند مبارز طلب کیا۔ مگر کسی کو جہاد حرب و حرب نہ پڑھی۔ جناب علی اکبر نے تیغ نیام سے کھینچ کے ان اشقیاء کو طعہ شمشیر آتش بار کیا۔ جس طرف حملہ کرتے تھے۔ ایک گروہ کو ہلاک کر دیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے۔ کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بروایت امام زین العابدین پتلا لیل اشقیائے پر تبلیس کو بہنم روانہ کیا۔ و بروایت ہشتم ایک سو ستائیس میدان بد اختر کو جانب عذاب سقر پہنچایا۔ پھر اپنے پدر عالی مقدار پاس آئے۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار! پیاس مجھے مار ڈالتی ہے اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔ تو میں دشمنوں کو خوب ہلاک کرتا۔ امام حسین نے جب یہ سنا۔ سیلاب انک دیدہ حق بین سے جاری فرما کے کہا۔ اے فرزند سعادت مند محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ اور تیرے پدر پر بہت دشوار معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اس حال سے بیاسا دیکھیں اور پانی نہ دے سکیں یہ فرما کر امام انس و جان نے زبان اپنے فرزند نوجوان کی۔ اپنے دہن معجز بیان میں لے کے چھوٹی اور پنی انگوٹھی فرزند دلبند کو دیدی کہ اپنے منہ میں رکھیں اور فرمایا۔ اے نور چشم جاوید اور دشمنان میدان سے جنگ کرو۔ کہ بہت جلد اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ سے باب کو ترسیرا ہو گے۔ یہ سن کر بیکر گوشہ سید الشہداء فرزند شہیر خدا قلب لشکر میں جا پڑا۔ اور پھر ساٹھ ظالمان جفا کار کو تیغ ابدار کر کے روانہ کر دیا۔ آخر کار منقذ بن مردہ عبیدی لعین نے ایک فرست حضرت علی اکبر کے سر پر لگائی۔ کہ زمین پر گرسے اور گھوڑے کی گردن میں پھٹ گئے۔ گھوڑا لشکر حق لعین کی طرف

بھاگا۔ اور ان بیدیناں پر جھٹلنے اس جگر گوشہ رسول کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت علی اکبرؑ نے آہردی اسے پدر بزرگوار مجھے میرے جد بزرگوار رسول خدا نے ایک کانسر سے سیراب کر دیا کہ ہرگز پیا ساتہ ہونگا۔ اور دو مرا کا کرٹے ہوئے آپ کے منظر میں بروایت دیگر ایک تیر حلق پر لگا۔ اور سیلاب خون گلوٹے علی اکبر سے جاری ہوا۔ اس وقت اپنے خون میں لوشن لگے اور آواز دی کہ اسے پدر مہربان میرا سلام پہنچے اس وقت میرے جد بزرگوار رسول خدا نے آپ کو سلام کہتے یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا۔ اور روح کثیر القوتوں نے ہر ماضی جنات پر واز کیا۔ جب میت الشہداء اپنے فرزند شہید تیغ ظلم و جفا کے پاس آئے اور وہ حال اپنے نوز چشم کا دیکھا۔ رہنے لگے اور آہ جانسوز سینہ تم اندوز سے کھینچ کے فرمایا۔ خداوند اس کردہ کو مارتے جس نے اسے فرزند تجھے ناصح شہید کیا۔ اور تیرے شہید کرنے میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت پر انہوں نے بڑی جرأت کی اسے فرزند بعد تیرے اسی دنیا اور زندگی پر خاک ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت علی اکبر شہید ہوئے۔ میں نے دیکھا۔ ایک بی بی مثل خورشید تاباں خیمہ حرم محترم سے میا کاتہ باہر نکل آئی۔ اور فریاد داد و پلا و شور بلند کی۔ اور فرماتی تھیں اسے نور دیدہ انبیاء سے میوہ ولی و کار اے حبیب قلب برادر بزرگوار کہاں گیا۔ پس بانالہ و ذاری و اندوہ بیقراری آکے جسد مطہر علی اکبر کو اپنے آنکوش مبارک میں لے لیا۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت زینب خواہر امام حسینؑ ہیں ناگاہ حضرت امام حسینؑ آئے۔ اور ان کو نیمہ میں بھیج دیا۔ بعد اسکے اپنے فرزند دلہند کو اٹھایا۔ اور درمیان صبیح شہداء لے لٹا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اول پوچھا کہ ایو طالب سے اس صمرا نے پر آشوب و بلا میں تیغ اہل جفا سے شہید ہوا۔ علی اکبر تھے۔

راوی کہتا ہے اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک کودک

## شہادت طفل خور و سال

مانند خورشید تاباں خیمہ سے باہر آیا دو گو شوار سے اس کے کان میں تھے اور دہشت و حیرت سے دابنے بائیں دیکھتا تھا اور دونوں گوشوار سے کان میں بٹتے تھے۔ ناگہ ہانی بن بعیت ملعون سنگین دل لشکر عربین سعد سے جدا ہوا۔ اور ایک ضربت اس ملعون نے معصوم پر لگا کر شہید کیا۔ حضرت شہر بانو سکتے کی حالت میں کھڑی تھی۔ کلام حرکت نہ کر سکتی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ مادر علی اکبرؑ لیلیٰ و دختر ابی مرہ کفنی تھیں اور روایت معتبرہ سے ظاہر ہے کہ شہر بانو تو اس صمرا میں نہ تھیں اور نکل زمانہ میں زندہ بھی نہ تھیں چنانچہ اسکی بیان اور مقام پر ہوگا۔

جب اہل بیت حضرت رسالت میں بغیر امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ کوئی باقی نہ رہا اس وقت باوجودیکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ اور طاقت تلوار اٹھانے کی نہ تھی مگر

اسی حالت میں جب اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ تنہا تلوار اٹھا کے چاہا معرکہ کارزار میں جائیں ام کلثوم نے فریاد کی اسے

نور چشم کہاں جاتے ہو۔ امام زین العابدین نے کہا۔ چھو بھی مجھے پھوڑ دیکھے۔ کہ اپنی جان فدا کرے پدر بزرگوار کو لڑا  
جب امام حسین ارادہ فرزند گرامی سے مطلع ہوئے کہا۔ اسے ام کلثوم اس فرزند کو میدان میں نہ جانے دینا  
کہ میری نسل اسی سے ہوگی۔ اور ذریت حضرت رسالت پناہ اسی فرزند سے باقی ہوگی اور یہی میرا خلیفہ و جانشین  
ہوگا۔ بعد اسکے امام حسین نے بطور اہتمام حجت فرمایا۔ بلند آواز سے کوئی ہے کہ اہل حرم سے دفع فرما دے  
شقاوت کرے۔ کوئی خدا پرست ہے کہ میرے حق میں خدا سے خوف کرے۔ کوئی فریاد رس ہے جو میری فریاد رس  
کیوجہ سے امیدوار ثواب ہو۔ جب حرم محترم نے صدائے استغاثہ امام مظلوم اسی صدائے گریہ و زاری سنا لیا  
ہائے عصمت و طہارت سے بلند ہوئی امام حسین دروازہ نیمہ حرم پر آئے۔ اور کہا۔ میرے پھوٹے فرزند عبادت  
کو لاؤ۔ کہ اسے وداع کروں اور بعضوں نے ان کو علی الصغر کہا ہے جب اس طفل معصوم کو امام نے اپنے  
ہاتھوں پر لیا۔ پیار کیا اور کہا۔ ان کافروں پر واٹے ہو۔ جبکہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ ان اشقیاء کے دشمن پہلا  
ناگاہ حرمہ بن کاہل یحییٰ نے ایک تیر لگایا حلق معصوم پر اور وہ بچہ اپنے پدر نامدار کی گود میں شہید ہو گیا۔ اور رخ  
روح نے جانب شاخ سدرۃ المنتہیٰ پرواز کیا۔ امام حسین اپنے جلو میں خون اس شہید معصوم کا بھر کے آسمان  
کی طرف پھینکتے اور فرماتے تھے راہ خدا میں یہ مصیبتیں آسان اور سہل ہیں۔ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا۔ کہ  
ایک قطرہ بھی اس خون کا زمین پر نہ گرا۔ بعد اسکے امام حسین نے فرمایا۔ خداوند ایہ میرا فرزند و بلند ہے تیرے  
نزدیک بچہ نافرمان صراط سے کم نہ ہوگا۔ خداوند اگر اسوقت مصلحت میری نصرت میں نہیں ہے۔ تو یہ حق قدر آزاد  
مجھ پر گذرے ہیں۔ ان کو موجب تضاعف ثواب آخرت کرنا۔ پھر اس طفل معصوم کو امام حسین نے درمیان  
شہداء لٹا دیا۔ اور روایت دیگر اسی جگہ دفن کر کے پروگیاں عمر ادنیٰ عصمت و طہارت کو طلب کیا۔

**رخصت امام حسین از اہل بیت**  
اپنی دختروں اور خواہروں کو وداع کر کے ثنوا پہلے  
خدا تسلی و دلاہ دیا۔ اس رخصت سے صدائے نالہ و شہوان  
و زاری نیمہ ہائے حرم محترم سے بلند ہوئی۔ اور آواز الوداع و نالہ الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔ سکینہ دختر  
بیک اختر نے متعجب سر سے پھینک دیا۔ اور کہا۔ اسے پدر عالی مقدار آپ مرنے جاتے ہیں مجھے کس پر چھوڑے  
جاتے ہیں۔ امام حسین رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اسے دختر جس کا کوئی یار دوست باقی رہے تیری سوہ جینے سے میر  
ہوگا۔ اسے دختر سب کا خدایا دور و معین ہے اور رحمت خدا دنیا و آخرت میں تم سے جدا نہ ہوگی۔ صبر کرو اور بھائی  
خدا راضی رہو بہت جلد دنیا سے فانی گزر جائیگی۔ اور نعیم ابدی آخرت کو زوال نہیں۔ یہ فرما کر امام زین العابدین  
کو طلب کیا۔ اور اسرار امامت و خلافت ان کے سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ  
امام حسین کو اپنی شہادت کی خبر تھی۔ اسوجہ سے قبل سفر اطلاق کتب اور جمیع و دائع اہیاء و اوصیاء ام سلمہ

زویہ رسول خدا کے لیے سپرد کر دیئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کو بلا سے آئے۔ سب تبرکات حضرت ام سلمہؓ  
 اگلے سپرد کریں چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ وصیت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ کے سپرد کیا۔ کہ امام  
 زین العابدینؑ کو صے دینا۔ پیناچہ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ کے منقول ہے کہ جب وقت شہادت امام حسینؑ  
 پہنچا۔ حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلا یا۔ اور نامہ لپیٹ کے وصیت نامہ ظاہرہ ان سے بیان کی۔ اگلے کہ امام زین العابدینؑ  
 کو مرض تب لاحق تھا۔ اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہوگی۔ جب امام زین العابدینؑ کو  
 صحت حاصل ہوئی فاطمہ نے وصیت نامہ ان کے سپرد کیا۔ اور اب وہ وصیت نامہ ہمارے پاس ہے۔ بعد  
 اگلے جناب سید الشہداء نے کفر شہادت پر باندھی اور بقدم یقین و ایمان و آرزو سے شوق لقا کے خداوند عالمیان  
 متوجہ کافران و منافقان ہوئے۔ اور اپنے فضائل و مناقب و رجز میں بیان کر کے مبارز طلبی کی۔ جو کوئی مقابلہ  
 کو آتا تھا۔ حضرت اسے داخل جہنم کرتے تھے۔ جب کسی کی جرأت مقاتلہ آنحضرتؐ میں نہ پڑی۔ اسوقت امام حسینؑ  
 نے میسرہ و مہینہ لشکر ضلالت اثر پر حملہ کیا۔ اور ہر حملہ میں جماعت کثیر کو روانہ سفر کیا۔ جس طرف حملہ کرتے تھے  
 وہ گروہ انبوہ مثل مگس و بلخ آگے سے بھاگ جاتا تھا۔ جب حملہ کر کے حضرت پھرتے تھے ایک لُحظہ توقف کر  
 کے فرماتے تھے لا حول و لا قوۃ الا باللہ اسوقت امام حسینؑ پر تشنگی کا قبضہ تھا۔ ہر چند ان کافران بیدین سے  
 پانی مانگا۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ عمر بن سعد ملعون نے کہا۔ یہ فرزند سید المرسلین و نور دیدہ کشندہ عرب ہے  
 تم لوگ خدا ہذا ان سے مقاتلہ نہ کر سکو گے۔ مناسب ہے امام حسینؑ کو ہر طرف سے۔ بیچ میں گھیر کے تیر باران  
 کرو۔ یہ سنکر چار ہزار نامد کماندار اشرار نے اس امام ابرار کو گھیر لیا۔ اور راہ نیمہ ہائے حرم مسدود کر دی۔ امام حسینؑ  
 نے اذیتا سے کہا۔ اے کافر داروین کو تم نے کھو دیا۔ جمعیت عرب کیا ہوگی۔ تم کو مجھ سے کام ہے نیمہ ہائے حرم  
 کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنکر شمر لعین نے اس گروہ بیدین کو منع کیا۔ کہ نزدیک نیمہ ہائے حرم نہ جائیں اور حکم دیا  
 کہ امام حسینؑ کا جملہ کا نام کرو۔ کہ انکا سب و نسب تم سے بہتر ہے۔ ان کے سارے ہانے میں سنگ و حارثیں  
 حضرت پر یاس کا بہت غلبہ ہوا۔ امام تشنہ فب جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے۔ سوار دلی پلاؤ  
 تے راستہ روک لیا۔ اور یہ اذیتا چار ہزار سے زیادہ تھے۔ امام مظلوم نے باوجودیکہ شدت تشنگی بہت کفار کو  
 جانب نار روانہ کیا۔ اور صفوں لشکر کو قتل کافر کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اسب بادقاسے فرمایا۔  
 پہلے تو پانی پی لے اور اسکے بعد میں پیونگا۔ گھوڑا اپنی تھو تھنی پانی سے اٹھائے اور منتظر تھا۔ کہ پہلے امام  
 تشنہ پانی پی لیں۔ جب امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا۔ اور یا ہانوظل کریں۔ ایک ملعون ناہنبار نے آواز دی  
 کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں۔ اور لشکر مخالف نیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ  
 سے پھینک دیا۔



سے زیادہ زخم ہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مہلہ پر پائے گئے۔ درودایت دیگر امام محمد باقر سے منقول ہے تین سو تیس زخم سے زیادہ جسد معترم امام حسینؑ میں پائے گئے۔ درودایت دیگر مجموعاً زخم ہائے تیرو نیزہ و شمشیر کو جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نو سو زخم تھے۔ اور اسقدر تیر حضرت پر لگے تھے معلوم ہوتا تھا تو یا پرواز اوج سکاوت کے لئے پر نکل آئے ہیں۔ اور یہ زخم سب سامنے کی طرف تھے۔ اسی وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگردان نہ ہوتے تھے اور حرب و حرب سے منہ نہ پھیرتے تھے۔ یہاں تک بدر بر رفیع شہادت فائز ہوئے۔ جب کثرت جراحت سے صدر نشین سند امامت چور چور ہو گیا۔ ایک لحظہ توقف کیا۔ ناگاہ ابوالمخوق لعین نے ایک تیر مارا کہ مشافی مبارک امام مظلوم پر لگا جب تیر کھینچا۔ خون چہرہ مبارک پر بہ کر پڑا۔ ہرانا تیر نے مزایا خداوند تو کھنا اسطاعت کرتی راہ خلیفہ شریف نے کیا ایک مصائب اٹھائے خداوند اس کا لطف ان دشمنوں کو دینا اور بقیہ میں دے۔ یہ فرما کر جاحد مبارک اٹھایا۔ اور پاپا کہ جس مبارک سے خون پر پڑیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود سپہیلو سینہ مبارک پر کھنڈوق علوم ربانی تھا لگا۔ اس وقت حضرت نے کہا۔ بسم اللہ وباللہ وعلیٰ سلمۃ رسول اللہ یہ کہہ کر آسمان کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا خداوند تو جانتا ہے کہ یہ اشقیاء اسے شہید کرتے کہ آج زمین پر فرزند رسول بجز اس کے کوئی معبود نہیں۔ جب سید الشہداء نے وہ تیر کھینچا۔ خون مثل پرتالہ جاری ہوا۔ حضرت وہ خون چلو میں نے کراہا کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اسی روز سے سرخی شفق کی آسمان پر زیادہ ہوئی۔ پھر حضرت نے ایک چلو خون اپنے سر مبارک اور چہرہ آلود پر ملا۔ اور فرمایا۔ اسی طرح خون سے غضاب کر کے جہد بزدلوں سے ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد سید الشہداء نور دیدہ شہسوار عروج لافنی زیادہ ہو گئے۔ مگر کسی کی جرات نہ پڑتی تھی کہ نزدیک آنحضرت کے آسکے۔ بعضے خون اور بعضے شرم سے ہٹ جاتے تھے۔ اس حالت میں مالک بن بشر شقی نے ایک ایسی ضربت سر مبارک آنحضرت پر لگائی کہ تمام مہلہ خون سے بھر گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ہرگز اس ہاتھ سے تجھے کھانا پائیا نصیب نہ ہو اور کافروں کے ہرہ تو مختار ہو۔ بعد اسکے اس لعین کے بغض میں فرزند ختم المرسلین بدترین احوال دونوں ہاتھ خشک ہو گئے گرمی کے دنوں میں مثل چوب ہو جاتے۔ اور سردیوں میں خون بہتا تھا۔ اسی احوال خسراں مال سے وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔

برودایت شیخ مفید و سید ابی طاووسؑ ایک پسر جو حکم شہادت پسیر عبد اللہ بن امام حسنؑ تھا۔ جب اس نے اپنے چچا کا یہ حال دیکھا۔ غیر محرم سے نکل آیا۔ اور دھکے اپنے علم نامہ سے لپٹ گیا۔ حضرت زینبؑ نے ہر چند چاہا کہ غیمہ میں لے جائیں۔ مگر اسے منہ نہیں لگتا تھا۔ چار ہزار زخم امام مظلوم کو آئے اور دل پر جو صہدا اور تازی خیام کے زخم تھے وہ عمدہ تھے۔

اس نے نہ مانا۔ اسی وقت حرملہ بن کاہل نے بروایت دیگر الخیر بن کعب نے ایک ملہدا امام حسینؑ پر لگائی۔ اس طفل معصوم نے کہا۔ اسے ولد الزنا تجھ پر دئے ہو۔ تو چاہتا ہے میرے چچا کو شہید کرے۔ وہ معصوم ہاتھ پھیلائے یہی کہہ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار امام حسینؑ پر نہ لگے۔ اس خارجی نے تلوار سے عبد اللہ کے ہاتھ جدا کر ڈالے۔ طفل معصوم نے فریاد و اہواں بلند کی۔ امام حسینؑ نے اس معصوم کو اسخوفض مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ اسے پسر بزرگ صبر کر کہ ابھی اسی ساعت روغضات جنان میں اپنے پدر ان عالی شان باس پہنچے گا۔ پھر حرملہ نے ایک تیر اس طفل معصوم کو مارا۔ اور وہ بچہ دامن سید اشہد میں شہید ہو گیا۔ اور مرغ روح نے بائشیاہ قدس پر واز کیا۔

پس صلح بن دہب غزنی لعین نے ایک فیروز پہلوئے امام حسینؑ

## شہادت امام حسین علیہ السلام

پر اس زور سے لگایا کہ حضرت زمین پر منہ کے بل گر پڑے۔ اس وقت حضرت زینبؑ میرے نفل آئیں اور فریاد و اسیراہ و اہواں کر کے کہتی تھیں کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اور ہماز ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اس وقت جناب زینبؑ نے کہا۔ عمر بن سعد لعین سے اسے پسر سعد امام حسینؑ کو قتل کر رہے ہیں۔ اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ سنگین دل یہی بھی رونے لگا اور منہ پھیر لیا۔ امام حسینؑ اپنا خون اپنے سر مبارک اور چہرہ منور پر پڑنے لگے اور کہتے تھے اسی سعادت سے ستم کشیدہ بخون غلطیہ خدا سے ملاقات کروں گا۔ بعد اس سے شہر ولد الزنا نے کہا۔ کیا انتظار کرتے ہو سکتے ان کا کام تمام نہیں کرتے یہ سنا کر ان کا فران بیدین نے رجم کیا۔ حصین بن لمیر لعین نے ایک تیر دین مبارک پر لگایا۔ ابو ایوب غنوی غنوی نے دو ستر تیر حلقی شریعت پر مارا۔ ضرعہ بن شریک ملعون نے ایک ضربت دست چپ پر اور دوسری ضربت دوش مبارک پر لگائی۔ سنان بن انس لعین نے نیزہ مارا۔ اور امام ابرار کو منہ کے بل گرا دیا۔ خوئی ملعون نے کہا۔ ان کا سر کاٹ لو۔ جب نزدیک آیا۔ ہاتھ اس شقی کا کاہنے لگا۔ اور جرات نہ کر سکا۔ بعد اس کے سنان بن انس شقی خود آگے آیا۔ اور سر مبارک تن مطہر سے جدا کیا۔ کہتا جاتا تھا میں جانتا ہوں کہم زندہ رہوں گا

میں سے خیال ہے کہ بطن جناب فاطمہ زہرا سے مولا حسین علیہ السلام کی ایک ہی ہمشیرہ تھی اس کا نام ہے زینب اور ام کلثوم جس اسی کا نام ہے اگر یہ دو علیحدہ علیحدہ ہوتیں تو شہادت امام حسینؑ کے وقت دونوں باہر آئیں مگر ایک آئی ہے جس کے شہادت ہے ایک ہی تھی یہ غلط ہے یہ دونوں نام دو ذوات قدیرہ کے ہیں۔ حضرت ام کلثوم یوں باہر نہیں آئیں اور ہر مقام پر یوں خاموشی ہے جناب زینب بڑی بہن تھیں جس طرح امام حسینؑ علیہ السلام امام حسنؑ کی زندگی میں خاموش رہے بوجہ ادب بڑے جہان کے ایسے ہی جناب ام کلثوم بوجہ ادب و احترام بڑی بہن کے خاموش رہیں

(کوثر جہولدی)



ہوا اور تمہارے ملامت پر بہترین معلق خدا ہیں۔ امام زین العابدین سے بھی منقول ہے کہ قاتل امام حسین سنان بن اسلم بن اسلم تھا۔ اور مشہور زیادہ تر یہ ہے کہ قمر ولد الزنا اپنے گھوڑے سے نیچے اتر۔ اور چاہا۔ امام حسین کا سر تن سے جدا کر کے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں تو میرا قاتل ہو گا۔ اس لئے کہ تو مبروص ہے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کتوں نے مجھ پر حملہ کر کے مجھے زخمی کیا ہے اور ان کتوں میں ایک سگ اہل مبروص تھا۔ کہ وہ مجھ پر زیادہ تر حملہ کرتا تھا اور میرے بدر رسول خدا نے بھی یہی مجھے خبر دی ہے یہ سن کر وہ حرامی خشکیں ہوا اور کہا۔ مجھے کس سے تشبیہ دیتے ہو۔ اس وقت امام حسین پر پریاس کا نہایت غلبہ تھا اور شدت تشنگی سے حضرت اپنی زبان مبارک جھاتے تھے۔ اس ولد الزنا ملعون نے کہا۔ اے لکن ابو تراب تم دلو علی کہتے ہو کہ باپ تمہارے ساتھی کو قتل کریں۔ صبر کرو کہ وہ تمہیں پانی دیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں اس ملعون نے کہا میں تم کو پہچانتا ہوں تمہاری والدہ فاطمہ زہرا ہے۔ اور تمہارے پدر علی المرتضیٰ اور تمہارے جد محمد مصطفیٰ ہیں۔ دیکھیں میں تم کو قتل کرتا ہوں۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ پس بارہ ضربتوں سے سر مقدس امام حسین بدن مہر سے جدا کیا۔ بروایت دیگر خولی شقی نے سر مقدس امام حسین پر ہدایا کیا۔ اور منظر یہ ہے کہ تینوں ملعون قاتل امام حسین میں شریک تھے۔ اگرچہ سنان بن اسلم ملعون و قمر ولد الزنا کا دخل قتل امام حسین میں زیادہ تھا جب امام حسین کے گھوڑے نے اپنے آقا کو شہید دیکھا۔ کافروں پر حملہ کیا اور چالیس آتشباروں کو روانہ بہیم کر دیا۔ اور اپنا خون سرد میں رنگین کر کے لغزہ زن دفن کیا۔ بسا جب خیمہ روانہ ہوا۔ فریاد کرتا اور کہتا تھا۔ اس گروہ پر دئے جو جس نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو شہید کیا۔ امام زین العابدین سے منقول ہے جب امام حسین کو شہید کیا۔ اس پر آنحضرت نے خون امام مظلوم سے اپنی پیشانی رنگین کی۔ اور فریاد کرتا تھا اے نبی ہائے حرم محترم کی طرف دوڑا۔ مخدرات خیارم عصمت و طہارت گھوڑے کی آواز سن کر سردیاب ہنہنیموں سے باہر نکل آئیں۔ جب گھوڑے کو دیکھا۔ اور سوار کو نہ دیکھا فریاد اسیناہ و املاہ بلند کی۔ ام کلثوم خواہر آنحضرت سر پیٹ کے نوحہ دزاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں وا محمدہ اس وقت تمہارے امام حسین بے حجامہ درد امتیخ اہل جفا سے قتل ہوئے صحرائے کربلا میں پڑے ہیں۔ حضرت زینب خواہر آنحضرت رورو کے کہتی تھیں۔ وا محمدہ یہ وہی حسین تمہارا پیارا ہے جو خاک و خون میں غلطان پڑا ہے اور ان کے اعصاب جدا جدا ہو گئے ہیں۔ آپ کی دختروں کو اسیر کرتے۔ میں خدا و محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ و حمزہ سید الشہداء سے اپنے حال کی شکایت کرتی ہوں۔ وا محمدہ یہ وہی تمہارا حسین ہے کہ تیغ اولاد زنا سے شہید ہو گیا۔ اور لڑیاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے۔ وا تباہ آج میرے جد محمد مصطفیٰ زینب سے اسے اصحاب محمد یہ ذریت تمہارے پیغمبر کی ہے۔ کہ جو اہل جور و جفا نے انہیں قید کیا۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے۔ جب امام حسین کو شہید کیا۔ اسی وقت سیاہ آندھی چلی اور زمین کا پانی اور سیاہ خاک اڑ کے اندھیرا ہو گیا

سورج کو گھن لگا۔ لوگوں نے جانا۔ قیامت آگئی۔ اور عذاب حق تعالیٰ نازل ہوا۔ پس برکت و جود فاضل الجود جہاں  
امام زین العابدینؑ وغیرہ تمم گئی

فریاد و نالہ حضرت جبرئیلؑ ابنِ قولویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔

اور خوشی نصیب نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ قائم آلِ محمدؑ ظہور کریں اور تہمد سے غم و اندوہ کو دور کر دیں۔ اور تمہارے  
دشمنوں کو قتل کر کے تمہارے شہداء کا خون طلب کریں۔ اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے جبراع فرزح کرنے  
لگے۔ کہ کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے اور ہم کو اطلاع نہیں۔ جب خبر شہادت آنحضرتؐ مدینہ میں پہنچی۔ اور  
حساب کیا۔ وہ آواز مطابقتی اس رات کے پڑی۔ جس روز آنحضرتؐ شہید ہوئے تھے جب امام مظلوم کو  
شہید کیا۔ ایک شخص درمیان لشکر نعرہ زنانہ نمایاں ہوا۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ اس نے جواب دیا کہ سحر  
میں فریاد تامل کروں۔ سالانہ جناب رسول خداؐ کھڑے ہیں۔ اور تم لوگوں کا حال مشاہدہ کر رہے مجھے ڈر ہے کہ  
اہیں زمین و آسمان اہل زمین پر نفرین نہ کریں۔ کہ جمیع اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔ اور میں بھی تم میں ہلاک ہو جاؤں  
یہ سنکر ان اشقیانے کہا۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اس آواز سے متنبہ ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا جو کچھ ہم  
نے خود اپنے لیے کیا۔ کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ کرتا۔ سرکار ان جوانان اہل بہشت کو ابن زیاد۔ دلدلوانا کی  
خاطر سے شہید کیا۔ بعد اسکے اسی جگہ سے ایک دوسرے سے بیعت کی۔ کہ ابن زیاد پر خروج کریں اور فریاد  
کیا۔ مگر مفید نہ ہوا۔ راوی نے کہا۔ میں آپ پر خدا ہوں وہ فریاد کی کون تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ جبرئیل  
امین تھے۔ اگر ان کو اجازت ملتی۔ تحقیق کہ ایسا نعرہ مارتے کہ ارواح کا فران بیدار بن جائے۔ ہنم پر وادگتیں دلگین  
حق تعالیٰ نے ان کو مہلت دی کہ گناہ ان کے زیادہ ہوں اور عذاب الیم ان پر آخرت میں ہو۔

پیرندوں کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایک  
جہاد خون آنحضرتؐ میں لوٹ کے آگیا۔ اور مدینہ میں جہا کے دیوانگان فاطمہؑ دختر امام حسینؑ پر جاہلیت کا نظر فاطمہؑ کی  
اس جہاد پر پڑی دیکھا خون اسکے پردوں سے بھر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر فاطمہؑ فریاد و نالہ و زاری کرنے لگی۔ اور کہا۔  
یہ خبر شہادت شہدائے کربلا میرے پاس لایا ہے۔ جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے۔ کہا یہ دختر  
ہا ہتی ہے۔ جہاد کے بعد الصلب کو تازہ کرے۔ بعد چند روز کے غیر مدینہ میں پہنچی۔ کہ امام حسینؑ اسی روز  
شہید ہوئے تھے۔ اور یہ حدیث بچہت مخالف اخبار دیگر روایت سے خالی نہیں۔

غارت خیمہ ہائے حرم محترم شیخ مفیدؒ و سید ابن طاووسؒ نے روایت کی ہے۔ جب ان اشقیانے  
سر مبارک جدا کیا۔ اکثر جاہلانے آنحضرتؐ جو عجمی تھے۔ جملہ خیمہ خود گمانہ فرز

لوٹ لیا۔ اور وہ عمارت گر بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ پھر وہ کا فزان بیجا خیمہ حرم محترم سید الشہد میں آئے اور اسباب لوٹ لیا۔ ایک عورت لشکر عمر بن سعد غرض میں جو قبیلہ بکر بنی دامل سے تھی۔ اس نے جب یہ بیانی دیکھی تلوار اٹھائی اور ان نامردوں سے مخاطب ہو کے کہا۔ اے یہ شرمان پر جفا فرزانہ ابن رسول خدا کو لوٹتے ہو۔ پس اس عورت کا شوہر آیا۔ اور اسے واپس لے گیا۔ ان بیجا بیدنیوں نے جو کچھ خیمہ میں پایا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ گوشوارے پچوں کے کان سے اور نخلال عمودوں کے پاؤں سے اتارنے اور ام کلثوم کے گوش مبدک چاک کر کے گوشوارہ چھین لے گئے۔ فاطمہ دختر امام حسین سے روایت کی ہے کہا میں کم سن تھی اور دو نخلال طلا میرے پاؤں میں تھے۔ ایک بیچھانے وہ دونوں نخلال میرے پاؤں سے اتار لے۔ اور رو تا تھا۔ میں نے کہا۔ اے دشمن خدا تو رڈنا کیوں ہے۔ اس نے کہا کیونکہ زروں سالانہ دختر رسول خدا کو لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ جب تو ہانتا ہے کہ یہ میرے بیغمبر کی دختر ہے پھر تو کہیں مجھے لوٹتا ہے۔ اس نے کہا۔ اگر میں نہ لوٹ لے جاؤنگا۔ اور کوئی لے جاوے گا۔ شیخ زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب شمر خیمہ ہائے امام زین العابدین میں آیا۔ حضرت بستر بیماری پر بے ہوش تھے۔ اس شقی نے چاہا کہ انہیں بھی قتل کرے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے۔ سبحان اللہ تم نے سب کو قتل کیا۔ اب اس بیمار کو بھی نہیں چھوڑتے۔ جب عمر بن سعد نزدیک خیمہ ہائے حرم محترم میں آیا۔ آواز دی کہ کوئی متعرض احوال زنان خیمہ نشین نہ ہو۔ اور علی بن حسین کو ضرر نہ پہنچائیں۔ اور جو کچھ ان سے چھین لیا۔ واپس دیں۔ اس حکم سے وہ اذیت متعرض عمارت نہ ہوئے۔ لیکن جو کچھ لوٹ لیا تھا۔ وہ واپس نہ دیا اور آگ خیمہ ہائے اہل بیت میں لگا دی۔ اسوقت پر وہ نشیمن سر پر وہ عصمت و عفت یعنی اہل بیت رسالت مع اطفال و کودکان صغیر و سر و پا پر ہنہ خیموں سے باہر نکل پڑے۔ فاطمہ و صغیرا دختر سید الشہد سے روایت ہے کہ میں بعد شہادت پدر بزرگوار بہوش و حیران دروازہ خیمہ پر کھڑی تھی۔ اور اپنے پدر و برادران و عزیز و اقارب کو خاک و خون میں غلطان دیکھ رہی تھی اور شکر تھی کہ دیکھے اذیتا نے

نہ حمید بن مسلم ایک غیر مسلم بودی ذہب کا آدمی ہے اور یزید ملعون کی طرف سے میدان کربلا میں واقعہ نہیں تھا ہذا اس نے وہ روایات نقل کیں جو موافق یزید تھیں۔ فوج یزید کے انتہائی ظلم کو چھپانے کیلئے منقولہ بیت اہل بیت کو پورے طرد پر نکل نہیں لیا۔ یہ روایت بھی بے بنیاد ہے۔ جو حمید بن مسلم نقل کرتا ہے۔ جب لاش حسین پر ٹھوڑے دوڑائے خیام کو نذر آتش لیا۔ میدانوں کو لوٹا اور قیدی بنا کر بے کچادہ اذیتوں پر سوار کر کے عابدینار کو طوق و سلاسل میں باندھ کر لے گئے اور صبار یزید تک ایذا رسانی اہل بیت میں پیش پیش شمر ملعون تھا۔ لہذا یہ الفاظ ناممکن ہیں اس کی زبان سے نکلے۔ (کوٹوبہ ہندی)

نبی امیہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے قبل کر ڈالیں گے یا قید کر ڈالیں گے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ نیزہ ہاتھ میں لئے عورتوں کی پیٹھ پر مارنا تھا۔ یہ عورتیں بھاگتی تھیں۔ اور جوان کے پاس تھا۔ ان کو لوٹ لیتا تھا۔ یہ عورتیں فریاد کرتی تھیں۔ واجدہ و اتباع و علیاہ داقلت ناصرہ و احینہ آیا۔ کوئی مسلمان اس گروہ میں نہیں۔ جو ہماری نصرت کرے۔ کوئی مومن اس جماعت میں نہیں کہ ہم کو پناہ دے۔ میں اس حالت کے دیکھنے سے کانپنی اور اپنی پھوپھیوں کو ڈھونڈنے لگی۔ کہ ان کے پاس جا کے چھپ جاؤں۔ ناگاہ ایک لعین کی نظر مجھ پر پڑی میں بھاگی۔ اس نے نیزہ کی نوک میرے دونوں شانوں کے بیچ میں چھو دی۔ اور میں اس صدر سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ اس شقی نے میرا کان ہاک کر کے گوشوارے اتار لئے اور متعجب میرے سر سے پھین لیا۔ اور مجھے چھوڑ کے گھول کی جانب چلا۔ میں اس اذیت سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا۔ میں نے دیکھا میری پھوپھی سر پٹے بیٹھی روٹی ہیں۔ مجھ سے کہا۔ اے دختر اٹھو محل کے دیکھیں کہ تمہاری بہنوں اور برادر بیمار پر کیا گذری ہیں تم نے کہا اے پھوپھی میرے پاس چادر نہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بھی تمہاری طرح سر پر تہ نہوں جب ہم وہاں پہنچے۔ دیکھا سب اسباب لوٹ کے لے گئے ہیں۔ اور ہمارے برادر امام زین العابدین بیامی و تشکی سے منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے حال پر در رہے ہیں۔ کلینی نے بسند مجتہدین میں صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین شہید ہو چکے۔ امام حسین کی ایک زور قیدی بنی کلب سے تھیں انہوں نے براسم ماتم و تہریت آنحضرت قیام کیا۔ خویشاں و خدمتگاران زورجہ آنحضرت کے استفادے کے روئے روئے آنسو ان کی آنکھوں سے خشک ہو گئے۔ مگر ایک کیزر کو دیکھا کہ اس کے آنسو جاری ہیں اور خشک نہیں ہوتے۔ اس نے کہا۔ جب آنسو میرے خشک ہو گئے ہیں نے ستوپانی میں گھول کے کھالیا۔ اس پر سے آنسو میرے جاری ہیں۔ یہ سن کر ان زورجہ آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ کھانا اور پانی سب کے لئے لائیں۔ اس لئے کہ کھانا کھانے کے وقت رونے پر زیادہ ہو پس چندا سفر دوران کیلئے لائے۔ کہ ماتم آنحضرت میں ان سے اعانت ملے۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ فلاں شخص نے ہدیہ آپ کو بھیجا ہے۔ اس سے گریہ و زاری ماتم آنحضرت میں مدد آپ کو ملے۔ انہوں نے کہا۔ یہ گھر شادی کا نہیں ہے۔ میں انہیں کیا کروں اور حکم دیا کہ ان کو گھر سے نکال دو۔ جب گھر سے نکال دیا۔ غائب ہو گئے اور پھر نشان بھی نہ پایا۔

تعداد شہدائے کربلا یہ واقعہ جانسور شہادت روز جمعہ یا شنبہ دسویں محرم ۶۱ھ کو واقع ہوا اور عشرت ریف آنحضرت اس وقت ستائیس سال کی تھی۔ بروایت دیگر آٹالیس سال کی تھی یعنی گذرے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ سال ماتم کو پورا سال حساب کیا ہو۔ اور بروایت

دیگر نیا بیس و پھیلا بیس سال کی عمر شریف لکھی ہے اور ریش مبارک آنحضرتؐ میں اثر خضاب و رسم کا تھا۔ اور تعداد شہدائے اہل بیت میں اختلاف ہے۔ اکثروں نے تائبین شہدا کو لکھا ہے۔ سات اولاد عقیل و مسلم سے کہ پہلے شہید ہوئے۔ جعفر و عبد الرحمن پسران عقیل بن محمد و عبد اللہ پسران مسلم و جعفر بن محمد بن عقیل بن محمد پسران عقیل بن عقیل اور بعضوں نے عون و محمد پسران عقیل کو زیادہ کیا ہے۔ اور بن شخص اولاد جعفر باقر سے محمد بن عون۔ عبد اللہ پسر عبد اللہ بن جعفر اور شخص فرزندان جناب امیر سے جناب سید الشہداء حضرت عباسؑ بن محمد عثمان و جعفر بن ابراہیم و عبد اللہ و اصغر و محمد اصغر اور ابو بکر و ولد جناب امیر اور محمد فرزند عباس اور فرزند جناب امیر ابو بکر کے شہید ہونے پر اختلاف ہے۔ اور چار شخص فرزندان امام حسین سے ابو بکر و عبد اللہ و قاسم و بشیر اور بعضوں نے بجائے بشیر عمر کہا ہے۔ اور فرزندان امام حسین علیہ السلام سے جو شہور ہیں علی اکبر ہیں اور عبد اللہ کہ امام حسین کی گود میں شہید ہوئے اور بعضوں نے ابراہیم و محمد و حمزہ اور علی و جعفر و عمر و زید کو لکھا ہے۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتا ہے کہ جو کچھ معلوم ہے شہادت شہداء معرکہ کربلا سے وہ یہ ہے کہ فرزندان ابو طالب سے بائیس شخص تھے۔ اور ابن نمائش نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ستواٹھ شخص فرزندان فاطمہ بن اسد سے اس صبح میں شہید ہوئے۔ اور زیارت ناحیہ مقدسیہ میں فرزندان امام حسین سے علی و عبد اللہ کا ذکر ہے۔ اور فرزندان جناب امیر سے عبد اللہ و عباس و جعفر و عثمان و محمد اور فرزندان امام حسین سے ابو بکر و عبد اللہ و قاسم اور فرزندان عبد اللہ بن جعفر سے عون و محمد اور فرزندان عقیل سے جعفر و عبد الرحمن و فرزندان مسلم سے عبد اللہ و ابی عبد اللہ و محمد بن ابو سعید بن عقیل کا ذکر ہے۔ یہ اٹھارہ شخص ہوتے ہیں۔ اور چار شخص اس زیارت میں باسم مذکور ہیں۔

روز عاشورہ کے متعلق نے کہا میں بروز عاشورہ خدمت جناب صادقؑ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رنگ مبارک آنحضرتؐ متغیر ہو گیا ہے اور آثار حزن و اندوہ چہرہ شریف سے ظاہر ہیں۔ اور مانند مردار بدیشک دیدہ ہائے مبارک سے جاری ہیں۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ گر آپ کی آنکھیں گریباں نہ ہوں۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو غافل ہے کہ آج کا دن کون سا دن ہے مگر تو نہیں جانتا کہ آج کے روز میرے جد بزرگوار امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ اس دن کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ روزہ بغیر نیت رکھو نہ از روئے شہادت اور دن کو افطار کرو اور تمام روز روزہ رکھو۔ بعد ایک ساعت عصر کے ایک گھونٹ پانی سے افطار

کہ کہ اس وقت لڑائی آل رسول سے ختم ہو چکی تھی اور تین شخص اولاد رسول اور ان کے آنا ذکر وہ میں سے زمین پر پڑے تھے کہ ہر ایک اگر ان میں سے جہاں رسول میں فوت ہوتا۔ حضرت رسول ان کی ماتم دہی کرتے یہ فرما کے حضرت ابن رسول اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ خولنے نور کو بروز جمعہ پہلی تاریخ مبارک رمضان کو پیدا فرمایا۔ اور ظلمت کو بروز چہار شنبہ دسویں محرم کو پیدا کیا اور اس روز امام حسین شہید ہوئے۔

**دفن جناب سید الشہداء** شیخ مفید نے بلکہ اور راویوں نے بھی روایت کی ہے۔ جب امام حسین شہید ہو گئے۔ عمر بن سعد ملعون نے سرہائے شہدا کو بلا قبائل عرب کو تقسیم کئے اور ہر راہ حرم محترم اسی روز کو خروا نہ ہوئے اور آپ دوسرے روز تک دہاں رہے اور اپنی فوج کے کشتگان نجس کو دفن کیا۔ اور اسی طرح اجسام ظاہر شہدا کو چھوڑ دیا خاک و خون میں غلطان جب وہ اشقیائے امت میدان کربلا سے چلے گئے۔ اہل حاضر یہ قبیلہ بنی امیہ سے آئے اور ان جسدائے مطہرہ و بدنائے محرم پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ اور جسد مطہر و غیر جناب امام حسین کو اس مقام شریفیت میں جہاں بالفعل حضرت مقدس ہے دفن کیا۔ اور علی بن حسین یعنی علی اکبر بائیں طرف سرور کے دفن کیا۔ اور جمیع شہدا کو پائیں پائے علی اکبر ایک دفعہ دفن کر دیا۔ اور حضرت عباس کو نزدیک فرات اسی جگہ جہاں شہید ہوئے تھے دفن کر دیا۔ بحسب ظاہر اسی طرح واقع ہوا ہے ولیکن امام کو امام کے سوا دوسرا دفن نہیں کر سکتا۔ پس امام زین العابدین باعجاز امامت آئے اور جسد مطہر پدید بزرگوار بلکہ جمیع شہدا کو دفن کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ اہل حاضر یہ کہتے تھے۔ جب ہم نے چاہا۔ جا کر شہدا کو دفن کریں۔ ان کی قبریں کھدی کھدائی اور بنی بنائی دیکھیں۔ اور مرغان سفیدان خردوں پائیں اڑتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ امام رضا سے منقول ہے کہ امام زین العابدین عنقی تشریف لائے اور اپنے پدربزرگوار پر نماز پڑھ کے جسد مطہر آنحضرت کو دفن کر دیا۔ اور واپس تشریف لے گئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ اے شیعیان جسد کرار و مومنین دیندار واضح ہو کہ کوئی واقعہ اس واقعہ سے عظیم۔ اور کوئی مصیبت اس مصیبت سے زیادہ عظیم تر نہ تھی۔ ابتدائے عالم سے تا انفضائے نبی آدم نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ لازم ہے کہ وقوع امور مذکور باعث فرید اعتقاد شیعیان و مجاہدان اہل بیت ہوں۔ اس لئے کہ دنیا میں جس کا حق تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ عظیم تر ہے۔ بلا مصیبت اس کی عظیم تر ہے۔ دوننان خدا اس شہداء و مصائب کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمیشہ خداوند عالم سے بدعا و نذر فرزند شہادت و مصائب طلب کرتے ہیں جو دست خدا ہیں۔ اور جنہوں نے اس کو پھانپا ہے۔ وہ اپنا سر راہ خدا میں دنیا سعادت عظمیٰ جانتے ہیں جہلے دنیا ان کے نزدیک راحت ہے

اور رضائے محبوب جس میں ہو۔ وہ ان کا منتہائے لذت ہے۔ بہت پیغمبروں کا پوست سر کھینچا۔ اور بہترین ان کے کو دنیا میں شہید کیا۔ احادیث مغبرہ میں وارد ہے۔ کہ اکثر پیغمبروں نے اپنی قوم سے مذلت ہائے عظیم اور آنا رہائے۔ اور خداوند عالم نے پیغمبر آخر الزمان کی کرامت کے لئے وہ آزار و مصائب ان کی اہل بیت کے لئے مقرر فرمائے کہ آنحضرتؐ اور ان کے اہل بیت کے یہ مصائب موجب ارتفاع درجات ہوں اگر یہ حضرات وقت نزول بلا اس کے دفع ہونے کی خدا سے دعا کرنے۔ حق تعالیٰ دعا ان کی قبول کرتا۔ اگر دعا کرتے کہ آسمان زمین پر آجائے اور سرنگوں ہو بیشک ایسا ہی ہوتا۔ لیکن بقضائے حق تعالیٰ راضی تھے اور عواماں سعادت شہادت تھے۔ ہر چند افواج ملائکہ و اقوام جن نصرت امام حسینؑ کو آئے مگر حضرت نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی۔ جمیع پیغمبران و اوصیائے آرزوئے منزلت آنحضرتؐ کرتے تھے۔ اور حضرت اپنی شہادت اور راہ خدا میں شہید ہونے سے خوش تھے۔ اور وہ کلمات جو بظاہر فرماتے تھے واسطے تمام جنت کے کفار سے تھے۔ جیسا کہ احادیث سابقہ سے ظاہر ہو چکا۔ اور وہ جماعت جو بخدمت آنحضرتؐ تھی۔ اور ایک رشخہ دریائے معرفت علم ربانی سے ان کو پہنچا تھا۔ بشوق شہید ہوتے اور الم تیر دیزہ و شمشیر سے مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم مومن کو ہر طرح کی بلا میں مبتلا کرتا ہے اور بلا نہیں ہے۔ مگر مومن کے لئے اور مہم مومن کا یہ ہے کہ کوری و شقاوت آخرت سے اُسے خدا نجات دیتا ہے۔ پس فرمایا۔ امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اپنے شہدا کو برابر لٹاتے اور فرماتے تھے۔ ہمارے شہید شہدائے پیغمبران خدا اور اولاد پیغمبران خدا ہیں۔ دوسری حدیث مغبرہ میں فرمایا۔ کہ امام حسینؑ نے بروز شہادت اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے فرزند گرامی بہت جلد تجھے بجاتب عراق اس زمین پر لے جائیں۔ جہاں ہمیں ان و اوصیاء آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس زمین کا عمور نام ہے۔ اندنم اس زمین پر صبح اصحاب کرام جن کو الم جہنم آہن نہ معلوم ہوگا۔ شہید ہوگا۔ پس آریہ مندرجہ ذیل تلاوت فرمایا۔ یا نازکونی بڑا و سلافا علیٰ ابراہیم۔ اے حسینؑ تم پر اور تمہارے اصحاب پر آتش حرب برد سلامت ہوگی امام حسینؑ نے فرمایا۔ تمہیں بشارت ہو کہ ہم اور تم کہ اپنے پیغمبر پاس جلتے اور آنحضرتؐ پاس رہیں گے جب تک خدا چاہے۔

پس جو شخص رجعت میں پہلے لوٹے گا۔ اور قبر سے باہر آئے گا۔ وہ مجملًا احوال زمان رجعت میں ہوں گا۔ اور برابر رجعت میں آنا مثل تشریف آوری جناب امیر ہوگا۔ جبکہ قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں گے۔ پھر سے پاس ایک گروہ آسمان سے حاضر ہوگا۔ کہ اس سے پہلے وہ

اس سے پہلے زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبریل و میکائیل۔ امرا قبل و لشکر گئے ملائکہ و محمد رسول اللہ علیٰ ابن ابی طالب امام حسن مع جمیع ائمہ کہ وہ سب اسپاں ابلق نور پر سوار ہونگے اور کوئی مخلوق ان سے پہلے ان اسپاں نور پر سوار نہ ہوگی۔ تشریف لائیں گے۔ بعد اس کے رسول خدا اپنے علم کو حرکت دے کے قائم آل محمد کے دست مبارک میں دیں گے۔ اور اپنی تلوار بھی ان کو دیں گے۔ اس حال میں ہم زمین پر ایک مدت تک رہیں گے اور خداوند عالم مسجد کوفہ سے ایک چشمہ آب چشمہ روغن و چشمہ شیر جاری کرے گا۔ ہمیں جناب امیر رسول خدا کی تلوار مجھ سے دے کے بجانب زمین مشرق و مغرب روانہ کریں گے کہ میں ہر دشمن خدا کو قتل کروں۔ اور سب توبوں کو جلا دوں۔ یہاں تک کہ جمیع بلاد ہندوستان کو فتح کروں۔ حضرت دانیالؑ و یوشعؑ زمنہ ہو کے جناب امیر المؤمنینؑ ان کو مع شتر آدمیوں کے بصرہ کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ جا کر مخالفین بصرہ کو قتل کریں۔ اور ایک لشکر بلاد روم کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ اس تمام ملک کو فتح کریں میں ہر حیوان حرام گوشت کو مار ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ زمین پر بغیر طبیعت و طاہرہ پاکیزہ اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہود و نصاریٰ و جمیع مذاہب کو بجانب اسلام دعوت کروں گا۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے یا قتل ہونے پر اختیار دے دوں گا۔ جو کوئی اسلام قبول کرے گا۔ اس کے ہمراہ احسان کر دوں گا۔ اور جو کوئی اسلام قبول نہ کرے گا۔ اسے قتل کروں گا۔ اور جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر رہے گا۔ خدا اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ فرشتہ خاک اس کے چہرے سے پاک کرے اور اسے اس کی ازواج و نماز اہل بیت میں دکھا دے اور زمین پر کوئی اندھا بہرا اور کسی طرح کا مبتلائے عوارض باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت کی برکت سے شفا پائے گا۔ اور برکت ہائے خداوند عالم اس درجہ زمین پر نازل ہوں کہ درختان دنیا میں اس قدر پھل لگیں کہ شاخیں ان درختوں کی پھلوں کی وجہ سے ٹوٹ جائیں اور ایسی کثرت ہو کہ میوہ ہائے زمستان تابسان اور میوہ ہائے تابستان زمستان میں لوگ کھا لیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَبَدَا آتَىٰ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَتَقَبَّلُوا فَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابَ دَارِ الْجَنَّةِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَلَّوهُمْ عَلَيْهَا لِيَمْلِكُوا كُفْرًا سَاءَ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

یعنی اگر اہل شہر ایمان لائیں اور پرہیزگاری کریں۔ تحقیق کہ فرما دیاں کریں گے ان پر برکتیں زمین و آسمان سے نازل ہونگی۔ لیکن انہوں نے جیسا کہ ہم نے ان کا موافقہ کیا۔ بمقابلہ ان کے کفر رہائے بد کے بعد اس کے حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو چند ایسی کرامتیں بخشے گا۔ کہ ان پر کوئی چیز زمین کی مخفی نہ رہے گی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایسا کفر کی خبر چاہے زمین اس کے گھر کی



نجراس کو پہنچانے کی واضح ہو کہ کہ ندامتہائے دنیا ان کے لئے موجب مزید عزت، آخرت ہے۔ اور دوست خدا ان بلاؤں سے ذلیل نہیں ہوتے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو ذلیل کیا۔ ان کے نام زمین پر بغیر لعن و نفرس نہ لکھ نہیں ہوتے ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ اور نشان تک ان کی قبروں کا باقی نہیں اور خداوند عالم نے شہداء کے نام بلند کئے ہیں۔ اور ان کے علوم و کمالات نے عالم کو گھیر لیا ہے۔ دوست و دشمن نماز اور غیر نماز میں دود و صلوات بھیجتے ہیں۔ اور ان کی شفاعت سے بدرگاہ خداوند حاجت طلب کرنے میں عیروں پر ان کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہیں۔ وہم و دینار کو سلاطین ان بزرگوں کے نام نامی سے

مزیں کرتے ہیں۔ بادشاہان زمین پر غنیمت از روئے اخلاص اپنی پیشانیوں ان شہداء عالی شان کے آستان پر ملتے ہیں۔ ہزار ہا بندگان، خدا برکت صلوات و درود بخشنے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں زوار کی برکت زیارت مغفرت ہوتی ہے۔ اور ہزاروں برکت لعن دشمنان اہل بیت مستحق بہشت ہوتے ہیں اور ہزاروں برکت گیر ہزاروں دشمنان داندوہ مصائب اہل بیت اپنے صحبہ گناہ کو لوٹ گناہ سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور ہزاروں برکت احادیث اہل بیت بدرجہ معرفت و یقین پہنچتے ہیں اور ہزاروں برکت روایت اخبار و نشر آثار آئمہ اطہار سعادت ابدی خائز ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بنا بابت احادیث و اقتدائے بمقام اخلاق و محاسن آداب آراستہ ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کور باطن و ظاہر ان کے روضات مقدسہ میں شفا پاتے ہیں۔ اور ہزاروں مبتلائے بلا ہائے جسمانی و روحانی دار الشفائے روضات رفیعہ و علوم شیعہ اہل بیت رسالت سے صحت پاتے ہیں۔ جو لوگ کچھ بھی بصیرت رکھتے ہیں۔ مشاہدہ جلال بزرگوں ہار گاہ ذوالجلال سے بیہوش ہو جاتے اور قریب معنوی مقربان خداوند جحان سے ہر ساعت فیضات نامتناہی پاتے ہیں۔ خداوند عالم ان کی بزرگی و جلالت و عظمت و شوکت بروز قیامت رحمت میں صیغ عالم پر ظاہر کر دے گا۔ پس کون سی جلالت و عظمت اس سے عظیم تر اور کون سی بزرگی اس سے بیشتر ہو سکتی ہے۔ اور کون سی ازینت و ذلت اسی جلال و عظمت کو دفع کر سکتی ہے۔

**جوابات مشتمل بر دفع اعتراضات** لیکن جو شبہ عوام کے دل میں غلط کر تا ہے کہ آنحضرت باوجودیکہ جانتے تھے کہ شہید ہو جائیں گے پھر کہوں کہ بلا گئے اور کس لئے اپنے اہل بیت کو ہمراہ لے گئے۔ اس شبہ کے بہت جواب ہیں جمل جواب یہ ہے کہ احوال پیشوایان دین کو مطابق اپنے حالات کے قیاس نہ کرنا چاہئے ان کی تکلیف اور تکلیف ہے اور وہ جو لوگ اسرار قضا و قدر حق بجا نہ تھے برطرح ہیں۔ ان کی تکلیف مثل ہماری تکلیف نہیں ہوتی۔ اور

امور قضا و قدر کا ذبیحہ بن کر مطلع ہیں۔ اپنے سے کہہ جیتے ہیں۔ اس وقت قضا و قدر کا نفاذ ان پر لازم نہ آتا اور کسی بلا میں مبتلا نہ ہوتے اور جمیع امور واقعی ان کی خواہش کے واقع ہوتے۔ یہ بات خلاف مصلحت و حکمت حتی تعالیٰ ہے۔ پس ضرور ہوا۔ کہ یہ لوگ بعلم و اذوقہ مکلف نہ ہوں اور تکالیف ظاہرہ جمیع حلق کے شریک رہیں جس طرح طہارت و نجاست و ایمان و کفر میں بظاہر مکلف تھے۔ اگر بعلم و اذوقہ مکلف ہوتے چاہتے تھا کسی سے معاشرت و مصاحبت نہ کرتے اور سب چیزوں کو جانتے اور حکم کفر اکثروں پر کرتے۔ پس اگر ایسا ہوتا تو پھر جناب رسول خدا... کسی سے نکاح نہ کرتے۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ پھر امام حسینؑ بھی بظاہر مکلف تھے کہ باوجود قلت اعداؤں و انصار منافقان کفار سے بہادری کریں۔ اور باوجود بتیں ہزار لوگوں سے بیعت کرنے اور بارہ ہزار سے زائد خطوط کو فیاں ہونا کی طرف سے گئے پر اگر حضرت انکار کرتے۔ اور ان کی التماس نہ قبول کرتے۔ بظاہر ان اشقیاء کی حجت حضرت پر تمام ہوتی اور حجت الہی ان پر تمام نہ ہو سکتی۔ جو اب دیگر۔ آنکہ جس وقت حضرت کا نہ جانا مفید ہوتا۔ کہ آنحضرتؐ اگر نہ جاتے شہید نہ ہوتے اور فی الواقع ایسا نہ تھا۔ اس لئے کہ زید بن علیؑ نے بہت لوگوں کو بھیجا تھا۔ کہ آنحضرتؐ کو مکہ میں گشتار کریں اور زید پاس پہنچا دیں یا قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ حضرت خود فرماتے تھے کہ جب چاہا مجھے قتل کریں۔ میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہر چند محمد بن حنفیہ نے اس سفر سے منع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے مراد راگریں کسی جانور کے سوزن میں چھپ جاؤں بیشک بنی ہاشم مجھے وصال سے بھی نکال کر شہید کر ڈالیں گے بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے۔ کہ زید بن علی نے لشکر کشیدہ عمر بن سعد بن عاص بھیجا۔ اور اسے حکومت حاجیوں کہ مقرر کر کے روانہ کیا جس جیل سے ممکن ہو امام حسینؑ کو قید کرے یا قتل کر ڈالے۔ اور تیس بنی امیہ کو جو اکابر تھے اس شہ تی نے اس کام کے اہتمام کے لئے اس سال حج کے لئے بھیجا۔ اس وجہ سے حضرت نے احرام حج کو عمر سے بدل لیا اور قبل انام حج روانہ عراق ہوئے اور زمانہ معاویہ میں کہ مصلحتاً دیبا داری کی وجہ سے وہ رعایت کرنا تھا اور جانڈن بقتل و ذلت نہ کرتا تھا۔ حضرت نے کو فیوں کی التماس قبول نہ کی تھی۔ اور صبر کیا تھا۔ پس جبکہ حضرت کو مخوفی معلوم ہو گیا۔ کہ حال میں قتل ہو جائے۔ اگر اس حالت میں بعض جہاد راہ خدا میں شہید ہونا اور بذلت ایسری اہل حرم گوارا کرنا اختیار کیا۔ عمل معترض نہیں ہو سکتا۔

دیگر جو اب: آنکہ جب حتی تعالیٰ مصلحت اپنے دین کی ظاہر کرنے میں جانتا اور سغریوں اور ان کے اذھیاء کو خطرات عظیمہ میں مدخلت کرنے کی تکلیف دیتا تھا۔ جس طرح حضرت کو حج کو تین تہا ہر اس لوگوں پر بیعت کیا۔ اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعونؑ پاس دعوت اسلام کو بھیجا۔ اور رسول خداؐ کو تکلیف تبلیغ رسالت کہ دی۔ اگر ان کی مصلحت شراعت اعدا سے حفاظت کی تھی۔ تو اور سغریوں کو تمام حجت کے لئے چھوڑ دیا۔ کہ با نواع سیاست انہیں اشقیاء نے شہید کر ڈالا۔ اگر درحقیقت بنظر تاریخی خیالی جائے تو جناب امام حسینؑ

نے اپنی جان عزیز فرمائی دین جبرگوار کر ڈالی۔ اس لئے کہ حضرت زید سے صلح کر لینے اور اس کے افعال قلیح کا تدارک نہ کرتے۔ ٹھوڑے ہی دنوں میں شریعہ دین و اصول و فروغ ملت سید المرسلین تباہ برباد ہو جاتے۔ اس لئے کہ معاہدہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر اخلائے احادیث نبوی میں اہتمام کیا تھا کہ بہت کم احادیث باقی رہ گئیں تھیں۔ اور یہ قلیل احادیث بھی ٹھوڑے ہی دنوں میں برطرف ہو جاتیں۔ اور قلیل اعمال و اعمال اشقیائے سیدین لوگوں کی نظروں میں مستحسن اور حق معلوم ہوتے اور کفر عالمگیر ہو جاتا۔ پس بسبب شہادت آنحضرتؐ کچھ کچھ خوب عفت سے لوگ بیدار ہوئے اور قلیل عقائد و اعمال خسراں مال کو سمجھے اور صاحبان ترویج مثل مختار وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ارکان دولت بنی امیہ کو انہوں نے منتشر فرل کر دیا۔ اور وہی باعث انقراض و استیصال ارباب بدع و ضلال ہوئے پس آخردولت بنی امیہ اور اوائل سلطنت بنی عباس اسی وجہ سے کہ مخالفین چنداں قوت نہ رکھنے تھے کہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے علوم الہی در بیان خلق منتشر کر کے بدعت و ضلالت ارباب ظلم و عدوان کو ظاہر کر دیا۔ لہذا بشاہدہ علوم و معجزات حضرت اللہ علیہم السلام فرقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ کو اطراف عالم میں ترقی ہوئی اور دین حق امامیہ ظاہر ہو گیا۔ اور جنت جمیع عالم پر تمام ہوئی اور تاحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مضبوط و مستحکم اور ان کے علماء و فضلاء تمام مذہبوں کے عاملوں فاضلوں سے بفضلہ تعالیٰ بیشتر اور دانا تر ہیں۔ اگرچہ تمام انصاف دیکھا جائے تو یہ سب بیکرت تبارک الشہداء ہے فراہوان پر سے جان میری اور سب شیعوں کی۔

جواب دیگر یہ ہے کہ بعد ثبوت عصمت و امامت حضرات ائمہ معصومین ان پر اعتراض کرنا جو کچھ ان سے صادر ہوا جہل و خطا ہے اور درحقیقت ائمہ پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے جو کچھ ان حضرات نے کیا سب حکم خدا کہا۔ کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ضرر نہ کرنے خدمت بابرکت صادق میں عرض کی میں آپ سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ حضرت کی عمر کم ہوتی ہے اور مرگ کس قدر آپ حضرت اہل بیت کی نگینہ نزدیک ہوتی ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بڑی احتیاج ہوتی ہے جناب صادق نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک پاس ایک عیونہ ہونگے کہ کچھ کچھ عیونہ جیانت میں کرنا چاہئے۔ اس صحیفہ میں مندرج ہوتا ہے۔ جبکہ احکام اللہ درجہ عیونہ ہم پر ہے۔ اور عیونہ جیانت ہے کہ اب ان کی جانب سوائے باقی رہنے کے اور قریب رسول خدا شریف اللہ تعالیٰ اور ان کی خبر وفات دیتے اور قدر و منزلت ان اپنے فرزند کی جو خدا کے نزدیک ہے مشاہدہ کر دیتے ہیں۔ جب امام حسین نے اپنے

صحیفہ پھیل گیا۔ ہنوز احکام صحیفہ تمام نہ ہوئے تھے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے خبر شہادت دی اور حکم جہاد کا فرمایا جب آنحضرتؐ مشغول جہاد ہوئے۔ ملائکہ نے بارگاہ کبریا میں استدعا کی نصرت کی۔ جب رخصت ملی اور وہ فرشتے پہنچے۔ امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ قبر شریف امام حسینؑ پاس رہو اور ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ رجعت میں پھر دنیا میں آئیں واپس اور تم ان کی اس وقت نصرت کرو۔ اور وہ اپنا خون طلب کریں۔ یہ اس صحیفہ میں درج تھا اور ہنوز تعبیل اس کی نہیں پہنچی ہے اور بروایت دیگر جبرائیل وقت وفات رسولؐ ایک وصیت نامہ لائے اور بارہ ہر طلحے بہشت کی اس پر ثبت کیے۔ کہ ہر امام اپنی مراثی لٹائے اور جو کچھ اس ہر کے نیچے لٹتے یا تیں۔ اپنے ایام حیات میں اس پر عمل کریں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اس مقام پر سخن ہائے طولانی ہیں۔ مگر ارباب فطانت و ذکا کے لئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ واللہ الموفق۔

## فصل پندرہویں۔ بیان وقائع جانگداز و مصائب محنت پر واز جو بعد شہادت شہدا ہوئے

گذرا اہل بیت اطہار در مقتل شہدا۔ شیخ مفید و بید ابن طاووس وغیرہ نے اس واقعہ جانسوز کی اس طرح روایت کی ہے۔ کہ جب سرکار مقدس سرور ان جہان برگزیدگان اہل زمین و آسمان نیزوں پر نصب کئے گئے اس وقت خودش و غلغلہ زمین و آسمان و زمان اور شور و فغاں ملائکہ آسمان بلند ہوا۔ امام زین العابدینؑ کو طوقی و زنجیر پہنائی۔ اور موافق مشہورین صابرا سے حضرت امام حسنؑ کے کم سن تھے۔ اور شہید نہ ہوئے تھے ہمراہ حرم تھے۔ حسنؑ و زینبہؑ و پروگیاں سرادق عصمت و محذرات اہل بیت رسالت کو شتران بر منہ پر سوار کیا۔ عمر بن سعدؑ نے ان مقربان بارگاہ رب العالمین کو ہمراہ شمر ذی الجوشن و قیس بن اشعث و عمر بن الحجاج علیہم اللعنة روانہ کو فرمایا۔ و بروایت دیگر امام حسینؑ کا سر مبارک نحوی یحییٰ و حمید بن مسلم کو دیا اور سر ہائے جمیع شہدا ہمراہ شمر ذی الجوشن روانہ کئے۔ جب مقتل میں پہنچے۔ اور اہل بیت رسالت کی نظر ہر نہائے طیبہ اعضا ہائے بریدہ پر پڑی جو درمیان خاک و خون پڑے تھے۔ شور و فغاں بلند کیا۔ اور سیلاب اشک دیدہ ہائے حرم سے جاری ہوا۔ اور جب ان کی نظر درمیان شہدا جسد مطہر سید الشہداء پر پڑی۔ صدائے ناله و شیون بلند کی اور اونٹوں

سے بنیاب ہو کے اپنے آپ کو زمین پر گر دیا۔ اور گریہ و نوحہ سے ساکنال بلا اعلیٰ کو رلا دیا۔ اور  
 دلہائے حاضرین کو آتش حسرت سے جلا دیا۔ حضرت زینب نے فریاد کی واہ محمد ایہ حسین آپ کا بگڑ گڑ و  
 فرزند شہید ہوا معصائے گزیدہ بجاک و خون غلطیدہ بالبد تشدہ سراز قضا بریدہ بے علمہ و ردا خاک کر بلا پر پڑا  
 اور ان کا چہرہ نورانی خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ ان کی ریش مطہر کا خون سے خضاب ہوا ہے۔ ہم  
 آپ کی اولاد ہیں اور ہمیں قیدی بنا کر لئے جاتے ہیں۔ آپ کی دختروں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر لیا  
 ہے آپ کی حرمت کے متعلق ہمارے حق میں رعایت نہ کی۔ کہ ہمارے شیخے آگ سے جلا کے  
 ہمارا اسباب لوٹ لیا پھر اپنی ماں فاطمہ زہرا سے خطاب کیا۔ اور شکایت حالی شہدائے کربلا  
 و اسیران کشتہ و ابتلا سے و خیان صحرا و ابھیان دریا کو آتش حسرت سے کباب کر ڈالا۔ پھر حید مطہر امام حسین  
 کی طرف دیکھ کر باجگر بریاں و لب و خون افشال کہا۔ اسے فرزند محمد مصطفیٰ اسے جگر گوشہ علی المرتضیٰ اسے لوزیج  
 فاطمہ زہرا اسے پارہ تن خدیجہ الکبریٰ اسے شہید آل عبا۔ اسے شیوائے اہل محنت و بلا میں آپ پر سے نفاذ و حال  
 سیکندہ و خنجر شہداء و دوزخ کے اپنے پد زنگار کے جسد منور سے لپٹ گئی۔ اپنا منہ گولے ہمارک پد پر لپٹی اور  
 نالہ و ناری کرتی تھی یہاں تک کہ جمیع حاضرین و دست و دشمن سب کو رلا دیا۔ اور کثرت رقت سے خود ہوش  
 ہو گئیں۔ آخر کار اس معصومہ سو گوار کو بچر حید مطہر امام ابرار سے جدا کیا۔ بسند معتبر امام زین العابدین سے منقول  
 ہے کہ فرمایا۔ جب صحرائے کربلا میں میرے پدہ عالی مقدار اور عمو ہائے نامدار و برداران و خویشاں سعادت  
 کو رلا کر ان بلا میں کفایت شہید کیا۔ اور حرم محترم و ذنباں کرم کو اونٹوں پر سوار کر کے روانہ کو نہ ہوئے۔ جب  
 ہم معرکہ قتالی میں پہنچے اور میری نظر شہداء پر پڑی۔ جو درمیان خاک و خون غلطان پڑے تھے۔ اور  
 کسی نے دفن نہ کیا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ نزدیک تھا۔ میری روح  
 جسم سے نکل جائے۔ جب میری پھوپھی جناب زینب نے میری کیفیت دیکھی۔ فرمایا۔ اسے فوراً دیدہ  
 مستندان اسے یادگار بزرگان یہ کیا حالت ہے جو میں تمہاری معائنہ کر رہی ہوں۔ میں نے کہا۔ کیونکر فرمایا  
 و ناری نہ کروں۔ حالانکہ پد بزرگوار شہد عالی مقدار کو مع عمو ہائے نامدار و برداران و خویشاں نیکو کردار  
 درمیان خاک و خون برہنہ دیکھ رہا ہوں۔ اور کسی کو ان کے کفن و دفن کی طرف متوجہ نہیں پاتا ہوں  
 گویا وہ اشقیائے بے ایمان ان کو مسلمان نہیں جانتے۔ میری پھوپھی زینب نے فرمایا۔ اسے لہر چشم  
 اس حال کی خبر تمہارے جدم عم و پدہ کو خود رسول خدا نے دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ حتیٰ ثعلب نے ایک گزہ  
 کو اس امت سے پیچھے گا۔ کہ ان کے ہاتھ خون شہدار آلودہ نہ ہوتے۔ وہ لوگ اس بدندانے پارہ پارہ کو جمع  
 کر کے دفن کریں گے اور ایک نشان ضربت مقدس شہداء کا اس صحرائے نصب کریں گے اور اس کا اثر مرکز بر طرف نہ ہوگا

اور ان کا نشان ہر زمان محو نہ ہوگا۔ ہر چند کہ پیشوایان کفر و عدوان اس کے شانے میں بہت کوشش و سامان کریں اسی طرح ظہورِ زہرِ منور در وقت مرقہِ معطر بیشتر ہوگی۔

یہ واقع اس طرح ہے کہ ام ایمن نے کہا۔ ایک روز رسول خدا فاطمہ روایت حضرت ام ایمن اپنی دختر کو دیکھنے کو نشریف لائے اور جناب فاطمہ نے حریرہ حضرت کے لئے تیار کیا۔ اور جناب امیر ایک طبق خرمایا کالائے اور میں شیر و مسک لائی۔ جناب رسول خدا و امیر المؤمنین و حسین نے تناول فرمایا۔ امیر المؤمنین پانی لائے۔ رسول خدا نے اپنے ہاتھ دھوئے۔ اور دست مبارک و معطر روئے منور پر پھیر کے از روئے شادی و سر در اہل بیت کی طرف نظر کی۔ اس کے بعد متوجہ آسمان ہوئے۔ اور رو بقبلہ ہو کے ہاتھ دعا کو اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ اور صلے کرے۔ آنحضرت بلند ہوئی پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ مثل بادان آنسو پھیلے مبارک سے لہان ہوئے۔ جب حضرت کی بی بی حالت مشاہدہ کی یہ جمع اہل بیت کو بھی اندہ و غم ہوا۔ امیر المؤمنین و جناب فاطمہ نے سبب دیباقت کیا۔ پھر نے فرمایا۔ جس وقت میں تمہارے متح ہونے سے خوش ہوا۔ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند عالم آپ کی شادی و سر در پر مطلع ہوا۔ اور نعمت آپ پر ختم کی۔ اور اس عطیہ عظمیٰ کو آپ پر گواہ کیا۔ اور مقرر کیا۔ آپ کے اہل بیت مع فرزندان و شیعیان ہمراہ آپ کے بہشت میں ہوں گے۔ آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوگی۔ اور جو بخشش آپ کو کر امت کرے گا ان کو بھی عطا کرے گا۔ تا آنکہ آپ راضی و خوشنود ہو جائیں ولیکن آپ کے اہل بیت پر عظیم بلا ہائے نازل ہوگی۔ اور ان پر مصائب بہت پڑیں گے اور وہ معیبتیں ان لوگوں سے ہی پہنچیں گی۔ جو اپنے آپ کو آپ کا ہم مذہب کہیں گے اور دعویٰ کریں گے۔ کہ آپ کی امت سے ہیں۔ خدا اور رسول ان لوگوں سے بیزار ہیں۔ وہ لوگ آپ کے اہل بیت کو قتل کریں گے۔ اور ہر ایک کی قبر ایک دوسرے سے دور ہوگی۔ اور خداوند عالم نے اس واسطے ان کیلئے یہ مصائب اختیار کئے ہیں۔ کہ اس کے سبب سے ان کے درجات بلند و رفیع ہوں اسے محمد خدا کی حمد کیجئے اور اس کے فضل پر راضی رہئے۔ پھر جبرئیل نے کہا۔ اسے محمد آپ کے برادر علی مرتضیٰ مغلوب امت ستمگار ہونگے۔ یہاں تک کہ بد بخت شہادت خانہ ہوں۔ اور یہ آپ کا فرزند حسین ابن علی مع فرزندان و اہل بیت و یہاں امت نہر فرات کے کنارے اس زمین پر چسے کر بلا کہتے ہیں۔ شہید ہوگا۔ اور اس سبب سے کرب دہلا آپ کے دشمنوں اور آپ کی ذریت کے دشمنوں پر اس روز بہت ہوگی جس روز کہ کرب دہلا سے انتہا ہے اور جس لذت کی حسرت تمام نہیں ہوئی۔ وہ زمین پاک ترین نقطہ ہائے زمین ہے۔ اس زمین کی حرمت جمیع نقطہ ہائے زمین سے زیادہ ہے اور وہ زمین زمین ہائے بہشت سے ہے۔ جب وہ دن آئے گا۔ جس روز آپ کا فرزند اہل بیت اولاد

واصحاب شہید ہونگے۔ لشکر ہائے اہل کفر و لعنت و ضلالت سب طرف سے ان شہیدوں کو گھیر لیں گے تمام  
 زمین کو لرزہ ہوگا۔ سب پہاڑ متحرک و مضطرب ہوں گے۔ اور تمام دریا ہائے عالم متلاطم ہو کے موجزن ہوں گے  
 سب آسمان اور ساکنان آسمان آپ کی ذہبت کی ہتک حرمت ہونے اور آپ کے حق کی رعایت نہ کرنے  
 اور ان پر ظلم و ستم کرنے کی وجہ سے حرمت کو صادم ہوگا غضب اور غصہ میں آکر کانپ جائیں گے اور اضطراب  
 کریں گے۔ اور کوئی مخلوق باقی نہ رہے گی۔ جو خدا سے اجازت نصرت حسین اور ان کے اہل بیت کے لئے نہ مانگے  
 کہ وہ بزرگوار بعد آپ کے حجت خدا خلق پر ہیں پس خداوند عالم آسمانوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان  
 میں ہے حکم کرے گا۔ کہ میں وہ بادشاہ خداوند قادر ہوں۔ کہ کوئی بھاگنے والا میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا  
 اور کوئی منع کرنے والا مجھے عاجز نہیں کر سکتا۔ جس سے جس وقت چاہوں انتقام لے سکتا ہوں میں اپنی  
 عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہارے پیغمبر اور اپنے برگزیدہ کے فرزند کو جس نے قتل کیا ہے۔ اور  
 اس کے اہل بیت کی جس نے ہتک حرمت کی ہے اور اس کی ذہبت و عترت کو جس نے قتل کیا ہے اور  
 عہد و پیمانہ شکستہ کر کے تم اس کے اہل بیت پر کیا ہے ان کا فردوں ظالموں پر ایسا عذاب نازل کروں گا۔  
 کہ تمام عالم میں کسی پر ایسا عذاب نازل نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جو کوئی آسمانوں اور زمین پر ہوگا۔ سب کے سب  
 یا آواز بلند ان اشقیاء پر لعنت کریں گے جنہوں نے آپ کی عزت پر ستم کیا۔ اور ان کی ہتک حرمت کو  
 سلال جانا۔ جب وہ سعادت مند بدرجہ شہادت فائز ہوں گے۔ خداوند عالم اپنے دست رحمت سے ان کی  
 قبض ارواح کرے گا۔ اور آسمان ہفتم سے ملائکہ نظر فرمائے یا قوت و زور و آب حیات سے بھرے ہوئے اپنے ہاتھوں  
 میں لائیں گے اور اپنے ہمراہ حلد ہائے بہشت و خوشبو ہائے بہشت بھی لائیں گے اور ان بدنمائے معطر شہداء  
 کو اس پانی سے دھوئیں گے اور حلوں میں کفن کر کے اس خوشبو سے حنود کریں گے۔ اور صفمائے ملائکہ ان پر  
 نماز پڑھیں گے۔ پھر خداوند عالم ایک گروہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ کافران بے جہان کو نہ پہچانیں گے اور بدہتھے  
 شہداء میں بگفتار و کردار و نیت و خاطر شریک ہوئے ہوں گے۔ وہ لوگ آپ کے بدنمائے معطر شہداء کو دفن  
 کریں گے۔ اور ایک نشان قبر سید الشہداء کے لئے اس صحرا میں نصب کریں گے کہ وہ نشان اہل حق کے لئے  
 موجب نجات اور باعث رسنگاری مومنین ہوگا۔ اور ہر شہداء روز ایک لاکھ فرشتے آسمان سے نازل ہیں  
 اور گروہ خیر سراج مقدس احاطہ کر کے درود ان پر بھیجیں گے۔ اور خدا کی تسبیح و تہنیر قبر طہر پاس کر کے زائرین  
 کے لئے طلب آمرزش کریں گے ان زائرین کے نام جو آپ کی امت سے نبیالی تقرب بخدا و رسول خدا شہداء کی  
 زیارت کو آئے ہیں۔ وہ ملائکہ لکھیں گے اور نامہائے پدران و قبیلہ دشہر ہائے زائران شہداء بھی لکھیں گے اور ان  
 اشقیاء کے نام بھی لکھیں گے جن پر عذاب و لعنت خدا واجب ہے۔ اور وہ سنگار نشان قبر طہر کو برابر کرنا چاہیں اور

علامت ضربیح مفسر کی نحو کرنے پر مستعد ہوں گے۔ مگر خدا حافظ ہے وہ ایسا نہ کرنے دے گا بلکہ ہر روز اس نشان قبر منور و علامات ضربیح معطر کو زیادہ تر بلند در فیح نر کرے گا۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں۔ جب میرے پدر بزرگوار امیر المؤمنینؑ نے فرمایا۔ ام ایمن نے سچ اور صحیح کہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اے زینبؓ تم اور میری عزت و اہل بیت کو اس شہر میں بذلت و خواری اسپر کر کے لائے ہیں۔ اور تم خائف رہو کہ لوگ تم کو اسپر کریں۔ پس اس وقت تم صبر کرنا۔ اور میں اس خدا کی قسم کھانا ہوں۔ جس نے دانہ شگافہ اور خلائق کو پیدا کیا ہے۔ اس وقت کوئی دوست خدا بغیر تمہارے اور تمہارے شیعوں کے نہ ہو گا۔ جب رسول خدا نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی مجھے خبر دی کہ شیطان اس روز بسبب شادی دوسرے ہمراہ شیطاں پر داذ کرے گا۔ اور اپنے احوال و انصار کے تمام زمین پر گشت کر کے اپنے ہمراہیوں سے کہیگا اسے گردہ شیطاں جو کچھ فرزندان آدم سے میں چاہتا تھا۔ اس پر انہوں نے عمل کیا۔ اور ان کی بلاکت انتہا کو پہنچائی۔ اور ان کو جہنم میں پھینچا دیا۔ ان میں سے نجات نہیں پائے گا۔ مگر وہ شخص جو ایمان و ولایت و متابعت اہل بیت رسالت تھلے ہوئے ہے۔ تم کو لازم ہے کہ لوگوں کو سچی اہل بیت رسالت میں ہر شک مبتلا کرو۔ اور ان سے ان کے دشمنوں سے عداوت کرنے پر تخریص و ترغیب کرو۔ کہ کفر و ضلالت خلق میں مستحکم ہو جائے۔ اور کوئی نجات نہ پائے بولف فرمانے ہیں اگر یہ حدیث مبالغہ آلود نہ ہو چکی ہے۔ مگر اس مقام پر بسبب بعض متابعت کچھ اس میں سے نقل لے لی گئی۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت

### روایت حفاظت شیر صحرائی

امام حسینؑ کا فرد نے ارادہ کیا۔ کہ حضرت کے بدن مبارک کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب یہ خبر اہل بیت رسالت و مدد عصمت و عفت نے سنی۔ سب اندوہناک ہوئے۔ پس فقہہ خادمہ فاطمہ زہرا حضرت زینب کے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے خاتون معظم جب سفینہ آزاد کردہ رسول خدا کی کشتی دریا میں ٹوٹ گئی۔ اور وہ ایک جزیرہ میں گئی۔ اس جزیرہ میں اس نے ایک شیر دیکھا۔ اس شیر سے کہا۔ میں سفینہ آزاد کردہ حضرت رسول ہوں۔ شیر نے جب نام آنحضرت سنا۔ تہہم کیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر راستہ پر پہنچا دیا۔ اس نواح میں بھی ایک شیر ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اس شیر سے خبر کروں۔ کہ ان کا فرد نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ حضرت زینب نے ان کو اجازت دے دی۔ جب فقہہ اس شیر کے قریب پہنچی۔ کہا۔ اے ابو بھارت شیر نے سرٹھا یا فقہہ نے کہا۔ کچھ جانتا ہے کا فرد یا فقہہ ہیں۔ بعد مطہر امام حسین سے بے ادبی کریں یعنی ان کا قصد ہے کہ حضرت کے بدن مبارک شیر پامال سم اسپاں کریں۔ جب شیر نے یہ کلام سنا۔ نقل گاہ میں گیا اور حضرت کے جسد مطہر پر اپنے ہاتھ رکھے رہا۔ جب سر روز صبح کو وہ بد بختیاں رد سیاہ اس قصد سے نقل گاہ کی طرف گئے۔ اور وہ حال دیکھا۔ عمر سعد بن نے کہا۔ یہ فقہہ ہے



اس کا اٹھانہ کرو اور اس قصد سے باز رہو۔

**نزل اہل بیت** بکوفہ و کلام فصاحت انصمام حضرت زینب سیدہ ابن طاؤس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسالت قریب کوفہ پہنچے بیچیلے کوفہ تماشا دیکھنے آئے۔ ایک عورت نے غم بڑھایا تم کن امیروں سے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم امیران آل محمد ہیں۔ جب اس عورت نے ان کو پہچانا۔ بہت جلد کوٹھے سے نیچے اتری۔ اور چونکہ اس کے گھر میں چادر و مقننہ تھے وہ ان کے لئے لے گئی اور اپنے ہاتھ سے انہیں اڑھا لیا جب اہل حرم کوفہ میں داخل ہوئے۔ اہل کوفہ نے حضرت امام زین العابدین کو دیکھا کہ بہت رنجور و نحیف ہیں، در دست مبارک پس گردن بندھے ہیں۔ اور مخدرات عصمت کو شتران پر بٹہ پر سار کیا ہے۔ یہ حال دیکھ کے صدائے گریہ و نوح بلند کی۔ حضرت نے با آواز ضعیف فرمایا۔ تم ہم پر گریہ و نوح کرتے ہو لیکن یہ بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا ہے۔ بشیر بن جہلم اسدی کہتا ہے کہ اس وقت حضرت زینب دختر امیر المؤمنین نے اشارتاً کہا خاموش رہو اس حالت اضطراب و شدت میں اس طرح کلام کرتی تھی۔ گویا امیر المؤمنین کلام فرماتے ہیں پس بعد ادا سے حمد الہی ضرور دیتے تھے اور اہل بیت اختیار و عزت اظہار فرمایا۔ اما بعد اسے اہل کوفہ اسے اہل مکہ و عذر و حیلہ ہم پر گریہ کرتے ہو۔ اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا روزنا موقوف نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ اور تمہاری مثل اس عورت کی ہے۔ جو اپنی رسی کو مضبوط بنتی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی رسی، ایمان کو توڑا۔ اور اپنے کفر کی طرف پھر گئے۔ تمہیں تمہارا دعویٰ مگر سراسر بے اصل اور ایک فن باطل اور مانند خوشامد کینزوں و عیب جوئی دشمنوں اور مثل تمہاری ایسی ہے جیسے گھاس گھور سے پر ادگی ہو قریب تیرہ دن پیرا رائس مغزہ کار کی گئی ہو۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں تو شہ و ذخیرہ بہت خراب بیچا۔ اور اپنے کو اہل آباد سزاوار محکم کیا تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم ہی نے ہم کو قتل کیا ہے۔ سچ ہے واللہ لا زہبہ۔ کہ تم بہت گریہ کرو۔ اور کم خندہ کرو۔ تم نے عیب و عار ابدی خود خرید کیا۔ اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمہارے جلے سے زائل نہ ہوگا۔ جگر گوشہ ختم پیغمبران و سید جوانان بہشت کے قتل کرنے کا کس چیز سے تدارک کر سکتے ہو۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو تمہارے پیشواؤں کا جائے پناہ اور تمہاری ہمتوں کا روشن کرنے والا تھا اور ہر مصیبت و بلا میں اس سے پناہ چاہتے تھے۔ دین و شریعت کو اس سے اخذ کیا۔ تم پر لعنت خدا ہو۔ تم نے وہ گناہ کیا۔ جس سے رحمت خدا سے ناامید ہو گئے۔ اور گناہگار دنیا و آخرت ہو کے مستحق غضب الہی ہوئے۔ اور اپنے لئے ذلت و خسران مول لیا۔ تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں اسے اہل کوفہ تم پر دوائے ہو تم نے کون جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا۔ اور کون پر دگیان اہل بیت رسول کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزانہ اصل

کی تم نے خونریزی کی۔ ان کی حرمت کو ضائع کیا۔ تم نے ایسے بڑے کام کئے ہیں جن کی تاریکیوں سے زمین و آسمان گھر گیا۔ تم کو نوحیج کہ آسمان سے خون برسا۔ جو کچھ آخرت میں تم پر ظاہر ہوگا۔ ان آثار سے بدتر زیادہ ہوگا یاری و نصرت نہ کئے جاؤ گے۔ اس ہدایت سے مفروز نہ ہو۔ کہ حق تعالیٰ گناہگاروں پر عقوبت کرنے میں تعجل نہیں کرتا۔ اذروہ اس سے نہیں ڈرتا کہ وقت انتقام گزر جاتا ہے۔ تمہارا پروردگار گناہگاروں کی گناہات میں ہے راضی کہتا ہے۔ قسم بخدا لوگ اس کلام فصاحت الفصحاء پر حیرت میں تھے اور اپنے حال پر بدوست تھے اور اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے چباتے تھے۔ ایک آدمی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ وہ اس قدر رویا کہ اسکی دڑھی بھیگ گئی۔ وہ کہتا تھا میرے پردہ مادونم پر سے فدا ہوں تمہارے ضعیف بہترین من رسیدگان اور تمہارے جوانان بہترین جوانان تمہاری عورتیں بہترین زنان اور تمہاری اولاد بہترین اولاد ہے۔ ہرگز تم خود مغلوب نہ ہو گے اور تمہاری بزرگی کوئی صلب و عوی نہیں کر سکتا۔ پس حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ اے چھوٹی اس قدر کافی ہے محمد اللہ آپ عاقل و دانائیں۔ آپ جانتی ہیں کہ بعد مصیبت جزع کرنا مفید نہیں۔

**خطبہ مرفوعہ حضرت فاطمہ بنت سید الشہداء** المنی طرہ دستر سید الشہداء نے خطبہ پڑھا۔ اور ان  
 اشقیاء پر رحمت خدا تمام کی۔ اور فرمایا۔ میں حمد خدا کرتی ہوں۔ بعد دستگیر یزید دریاگ بیابان اور بوزن عرش تا تخت الشری ایمان بخدا رکھتی اور اس کی واحد انیت پر گواہی دیتی ہوں اور اسی پر مجھے توکل ہے اور اس امر پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے۔ اور گواہی دیتی ہوں۔ کہ ننگے فرزند ان گرامی کو لب فرات بے جرم و قصور شہید کیا۔ خداوند میں تجھ سے اس امر پر پناہ مانگتی ہوں۔ کہ تجھ پر تہمت کروں اور اس کے برخلاف کہوں۔ جو کچھ تو نے پسند نہیں فرمایا۔ کہ اپنے وصی کے واسطے لوگوں سے بیعت لے اور اس کی امت نے اس کا حق غضب کیا۔ اور اس کو بے گناہ شہید کیا۔ چنانچہ محل کے روز اس کے فرزند کو کہ بلا میں شہید کیا اور اس کے پردہ بزرگوار کو بیشتر تیرے گھر میں شہید کر چکے تھے۔ خاک ہیر ایسے مسلمانوں کی جنہوں نے ان کی حیات اور وقت وفات ان سے دفع ظلم کیا۔ یہاں تک کہ پاکے پاکیزہ و پسندیدہ انہوں نے تجھ سے ملاقات کی۔ اس حال میں کہ مناتب ان کے معروف اور ان کا دین مشہور تھا۔ اور خوف ملامت کفندگان سے نیری راہ رضا میں انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پروردگار اتنے انہیں عالم طفل میں اسلام کی طرف ہدایت کی۔ اور بزرگی میں ان کی عاقبت بخیر کی۔ اور ان کے اطوار کو پسندیدہ کیا۔ اور وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول کی خیر خواہ رہے۔ یہاں تک کہ جب تجھ سے ملاقات کی۔ تارک الدین تھے اور آخرت کی طرف راجع تھے۔ راہ نیری میں کفار سے کیسے کیسے جہاد کئے۔ تو نے انہیں برگزیدہ اور پادی کیا۔ اب بعد سے اہل کفر و اہل عذر کو

و تکبر و جبر و سخی نعمانی نے ہم اہل بیت رسالت کو تمہارے ہاتھ میں مبتلا کیا ہے اور تم کو ہم سے امتحان کیا ہے اور ہماری بلاؤں کو ہم پر نعمت کیا ہے اور اپنا علم ہم کو دیا ہے۔ اور تم کو ہمارا اک ہم کو عطا کیا ہے اور ہم ہی زمین خدا پر صندوق علم خدا و مخزن حکمت خدا جمیع بلاد و بلاد پر ہیں۔ اور ہم کو اپنی کورانت سے بزرگ کیا ہے اور ہم کو اپنے پیغمبر کی برکت سے تمام مخلوقات پر نصیحت دی ہے۔ تم نے ہماری تکذیب کی۔ اور کافر سمجھا۔ اور ہم پر قتال کرنا حلال سمجھے اور تمہارے مال کو خوار کیا۔ اور ہم کو مانند ایسرا بن ترک دویم ایسرا کیا۔ کل کے روز تم نے تمہارے پورے بزرگوں کو قتل کیا۔ اور سبب کینہ ہائے دیرینہ ہر وقت ہم اہل بیت کا خون تمہاری نلوادوں سے نپکتا رہا۔ اور تمہارے قتل کرنے سے تمہارے دل شاد ہوئے۔ اور بہت جلد تم اپنے جڑے اعمال کو بچو گے۔ خدا تمہارے اور تمہارے دیوان حکم کو روکے گا۔ تم ہماری خونریزی اور تمہارے مال لوٹ لینے سے خوش نہ ہو۔ یہ ہمارا موجب سعادت ہے اور خدا نے ہماری بہتری و بزرگی کیلئے یہ مصائب مقرر رکھے ہیں۔ اسے ہونم پر نعمت اور خدا کے منتظر ہو۔ کہ بہت جلد تم پر نازل ہوتا ہے اور خدا ہائے پے در پے آسمان سے تم پر نازل ہو سکے تم کو متا صل کریں گے۔ اور تم دنیا میں اپنی تلواریں ایک سر سے بڑھانے کے اور جمعی میں بھذاب ایوم گرفتار ہو گے۔ بعض اس کے ہونم نے ہم پر تم کیا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ الامنة الله على الظالمين۔ وائے ہونم پر تم نہیں جانتے کہ تم نے کس ماعتوں سے نیز سے مارے۔ اور تمہارے کن لوگوں نے ہمیں قتل کیا۔ کن پاؤں سے تم ہمارے قتل کو روانہ ہوئے۔ تمہارے دل سنگین اور جگر غلیظ ہیں۔ تمہارے دلوں پر بہر شقاوت کی گئی ہے۔ سخی کی طرف سے تمہاری آنکھیں اندھی اور کان بہرے ہو گئے۔ شیطان نے تمہاری فطروں میں اعمال قبیح کو زہنت دی اور تمہارے دیدہ بصیرت کے ساتھ پردہ ضلالت ڈال دیا۔ تم پر راہ راست مسدود کر دی۔ ہلاک ہونم سے اہل کو نہ کن کن خوتوں کا تم سے حضرت رسالت قصاص لیں گے۔ اور کس کس ظلم و ستم کا بدلہ تم سے رسول خدا لیں گے۔ اس مکوہ و عذر کا جو کہ میرے جد علی بن ابی طالب اور فرزندان رسول سے تم نے کیا۔ اور انہیں قتل کیا۔ اور تم میں سے فخر کرنے والے نے فخر کیا۔ کہ میں نے علی اور فرزندان علی کو تمہارے ہندی سے قتل کیا۔ اور ان کی عورتوں کو ایسرا کیا۔ اسے فخر کرنے والے نے میرے رتہ میں خاک ہوئے ہو لوگ اس نرودہ کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو۔ جن کی پروردگار نے شاکا کی ہے۔ اور ہر شک و گناہ سے پاک و مطہر کیا ہے مثل اپنے آباؤ اجداد کے تم بھی کافر ہو۔ اپنے انمال و کردار پر نظر کر دو اور اپنی عاقبت پر روتو تم نے ہماری جلال و عظمت پر حسد کیا۔ اور ہماری رفعت و مکرمت دیکھ کر تم کو تاب نہ رہی اور آگاہ ہو۔ کہ یہ سب فضل خدا ہے۔ وہ جسے جانتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے خدا نے اپنا نور عطا نہیں کیا وہ دنیا و آخرت میں بے نور ہے۔ ان معظموں اور ان جگر و خنجر مبتلا کے ان نمان جانوروں سے خوش خوش برپا ہو اور درو دیوار سے صدائے فخر و گریہ و زاری بلند ہوئی۔ او کہہا۔ اسے دختر پاکال اور معصومان غلاموں کو کہ ہمارے دلوں کو تم نے جلا دیا۔ اور ہمارے سینہ میں آتش حسرت روشن کر دی۔ اور تمہارے دلوں کو کباب کیا۔

خطبہ ام کلثومؓ خواہر شہداءؓ گریہ دزداری بلند کی اور درود رکرا آزدی کہ اسے اہل کوفہ تمہارا حال اور مال بُرا ہوا اور تمہارے منہ بیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔ اور ان کے پر و گیان عصمت و طہارت کو امیر کیا۔ دسے ہو تم پر اور لغت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے۔ اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے۔ اور یکے غونہائے محترم کو مہایا۔ دختران محمدؐ کو نالال کیا۔ اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا بعد حضرت رسولؐ تم نے بہترین خلق خدا کو قتل کیا۔ تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ اور تحقیق کہ گروہ و دشمنان خدا ہمیشہ غالب ہے۔ اور شیطان کے مددگار و یاد دہاں کار ہیں۔ بعد اس کے مرثیہ بتیڈ الشہداء میں چند شعراء انشاء فرمائے۔ جس کے سننے سے اہل کوفہ نے خردش داہلا و احسن بلند کیا۔ غلغلہ و نالہ دزداری و گریہ سو گواہی و نوحہ و خردش فلک سیاہ روشن بکسہ پہنچا تھا۔ ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے۔ خاک حسرت اپنے نزل پر ڈال کے اپنے منہ پر طمانچے مارتیں تھیں اور داہلا و اٹھوڑتہ تھیں۔ اور ماتم برپا تھا کہ دیدہ روزگار نے کئی دیکھا۔

خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ کر کے فرمایا۔ خاموش رہو اور کھڑے ہو کہ حمد و ثنا پروردگار کی ادائیگی۔ اور حضرت رسولؐ داہل بیتؑ پر درود بھیج کے فرمایا۔ ایسا الناس۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا ہے جانے میں علیؑ ابن الحسینؑ ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جسے بے جرم و قصور کناز فرات ذبح کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کی ہتک حرمت کی اور اس کا مال لوٹ لیا اور اس کے عیال کو امیر کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کا راہ خدا میں سرکا گیا۔ اور یہی فخر میرے واسطے کافی ہے۔ ایسا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو نخطوط کئے اور ان کو فریب رہا۔ اور ان سے عہد و پیمان کیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ آخر کار ان سے جنگ کی۔ اور دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی۔ اور میری راہ اپنے واسطے پسند کی۔ تم لوگ کن آنکھوں سے حضرت رسولؐ کی طرف دیکھو گے جس روز وہ تم سے فرمائیں گے۔ تم نے میری عزت کو قتل کیا۔ اور میری ہتک حرمت کی۔ کیا تم میری امت سے نہ تھے۔ یہ سن کر صدائے گریہ ہر طرف سے بلند ہوئی۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے۔ ہم ہلاک ہوئے۔ جب صدائے فضاں کم ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے۔ جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت کو بحق خدا و رسولؐ داہل بیتؑ یاد رکھے کیونکہ مجھے تبلیغ و رسالت میں حضرت رسولؐ کی پیروی لازم ہے۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا ہوئے فریاد کی یا بن

رسول اللہ ﷺ نے آپ کا کلام سنا۔ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم آپ کی حرمت کو پہچانتے ہیں اور آپ کے خواہاں خدمت میں ہیں۔ جو کچھ آپ فرمائیے ہم اس کو بجالائیں۔ جو آپ سے جنگ کرے ہم اس سے جنگ کریں اور آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں۔ اگر آپ کہیں آپ کے ننگاروں سے آپ کا خون طلب کریں حضرت نے فرمایا یہی ماتم ہی ماتم اے خدا و اے مکارو۔ مجھ سے بھی وہ سلوک کر دو۔ جو میرے بزرگوں سے کیا۔ بحق خداوند آسمان ہائے دو میں تمہارے قول و قرار پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور کیونکر تمہارے دروغ بے فریغ کو یقین کروں۔ حالانکہ میرے زخم ہائے دل ہنوز تازہ ہیں میرے پدلا اور ان کے اہل بیت کل کے لہذا تمہارے مکر سے قتل ہوئے اور ہنوز مصیبت حضرت رسولؐ و پند و بردار و دعوت و زودا قاریب میں نہیں بھولا۔ اور اب تک ان مصیبتوں کی تلخی میری زبان پر ہے۔ اور میرے سینہ میں ان غمتوں کی آگ بھڑک رہی ہے بعد ازاں چند شعر مرثیہ امام مظلوم و بیان شقاوت و شدت عذاب خاندان آنحضرتؐ پر پڑھ کر نلے اور خاتون کو

بعض کتب مغربیوں میں مسلم گجکارسے روایت کی ہے  
**روایت زبانی مسلم معمار دارالامارہ** اس نے کہا مجھے ایک دن ابن زیاد نے دہرا لامارہ کی مرمت کے لئے کوفہ میں طلب کیا۔ اور میں شغول گجکاری تھا۔ ناگاہ اطراف کوفہ سے میں نے صدائے شیون و فغان سنی ایک شخص میرے پاس کھڑا تھا۔ اس سے میں نے پوچھا۔ یہ کیسی آواز ہے۔ اس نے کہا کسی نے زید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کرنے گیا تھا۔ آج اس کا سر شہر میں لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کون تھا۔ جس نے خروج کیا تھا اس نے کہا۔ حسین ابن علی تھے۔ یہ سن کے میں سبب خوف کے اس شخص سے کچھ کہہ نہ سکا۔ جب وہ باہر گیا میں نے اپنا منہ اس قدر میٹھا۔ کہ اندھا ہو جاؤں اور اس کے اپنے ہاتھ دھوکے قصر سے باہر گیا۔ اور بیرون کوفہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ لوگ جمع ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ ناگاہ مجھے چالیس کجاوے اور محل دکھائی دیتے مجھ سے لوگوں نے کہا۔ حرم محترم حضرت بیتا شہدار اور فرزندان فاطمہ الزہرا ان محفل میں ہیں ناگاہ کہا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام زین العابدینؑ شتر مرہنہ پر علیل در بخورد و مجروح سوار ہیں اور ہم اقدس سے خون نپک رہا ہے۔ اور اپنے حزن و اندرہ کے اظہار میں اس مضمون کے چند شعر ہیں کہ اسے بدترین امت خدا تم کو خیر نر دے۔ تم نے ہمارے جد نامدار رسول فخر کی رعایت ہمارے سخی میں نہ کی۔ روز قیامت جب ہم تم ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ اس وقت انہیں کیا جواب دو گے۔ کہ ہم کو شتران بے کجاوہ پر سوار کیا ہے اور مانند امیروں کے لئے جاتے ہو۔ گویا ہسم کبھی تمہارے امور دینی میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہم کو نافرمانکتے ہو۔ اور ہمارے قتل کرنے پر خوش ہوتے ہو۔ اسے ہونم پر کیا تم نہ بہتاتے کہ رسول خدا و سید بنیاد ہمارے جد ہیں۔ اسے واقعہ کر بلا تو نے وہ رنج میرے

دل کو دیا ہے کہ ہرگز تسکین نہیں ہوتی۔ اہل کوفہ بچوں پر رحم کھا کے خر سے اور روٹیاں دیتے تھے ام کلثوم انہیں منع کر کے فرماتی تھیں اسے اہل کوفہ ہم اہل بیت پر تصدق حرام ہے اور خر نے بچوں کے ہاتھ سے زمین پر پھینک دیتی تھیں زناں کو ذرا ان مقرر بان حضرت ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں ام کلثوم نے جب ان کی صدائے گریہ سنی عمل سے آواز دی اور فرمایا ۱۰ سے زناں کو ذہتمار سے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیت کو اسیر کیا ہے پھر تم کیوں روتی ہو خداوند عالم بردار قیامت ہمارا اور تمہارا حاکم ہے اس ہی کلام سے صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرہانے شہدائے نیروز پر نمایاں ہوئے اور ان مردوں کے درمیان ایک سر تھا حسن و صفا و نور ضیا ہویدا تھا اور وہ سر جناب رسول خدا سے بہت مشابہ اور مانند ماہ تاباں و نشانی تھا اور نضاب ریش مبارک سے ظاہر تھا حضرت زینب نے جب اس سر مٹہر کو دیکھا اپنا سر چوب محل پر ٹپکا اور فریاد کی کہ اسے ماہتاب فدک امامت ظلم و ستم سے بیاہ دیوں گے تجھے کفن لگاے خود شہید پر خلافت اس گردش روزگار نے تیرا رخ افق غروب میں ہم سے پوشیدہ کر دیا۔ اسے برادر مہربان فاطمہ زہرا نے تیر کو بلاؤ اور اس کی دلجوئی و دلداری کرو۔ اسے برادر نیرنگو اور اپنے فرزند نام زد سیدہ زینب زہرا نے علی بن حسین کی خبر دی کہ ان کا جسم نجف ظلم و جور دشمنان سے مجروح اور ان کا دل ظلم و ستم دشمنان سے مفرح ہے۔ اس کلام سے ان معظّمہ نور دیدہ جناب فاطمہ کے آتش حسرت زمین سے آسمان تک شعلہ در ہوئی اور چشم حاضرین سے اشک خویش جاری ہوئے آندھی سیاہ اٹھی۔

اہل بیت کا دربار ابن زیاد میں نشر و نثر لانا۔ شیخ بن نما وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن سعد لعین نے پیدا شہدار کا سر منور خولی اجمعی ملعون کو دیا۔ اور ابن زیاد ملعون پاس بیٹھا۔ خولی ملعون شب کو پہنچا۔ اس وقت اس ولد الزنا کے قصر کا دروازہ بند تھا۔ وہ ملعون حضرت کا سر مبارک اپنے مکان میں لے گیا اس شقی ملعون کی دو بیسیاں تھیں ایک قبیلہ بنی اسد سے اور دوسری بنی خضر سے اس ملعون نے سر مٹہر کو مکان میں پوشیدہ کر دیا اور خود زن خضر میر پاس سوبا۔ زن خضر نے اس سے پوچھا۔ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا لایا ہے اس نے کہا سر حسین لایا ہوں اس عورت نے کہا۔ وائے بوجھ پر فرزند حضرت رسول کا سر اس مکان میں لایا ہے تم خدا اب میرا سرتن سے بالین پر نہ اُسے گا۔ یہ کہہ کر اٹھی اور صحن میں آئی۔ ناگاہ اس کی نظر ایک نور عظیم پر پڑی کہ وہ نور حجرہ سے آسمان تک ساٹھ تھا جب وہ اس حجرے میں گئی اس نے دیکھا۔ وہ نور حضرت کے سر منور سے ساٹھ تھا۔ اور ملائکہ بصورت مرغان سفید اس سر مقدس کے گرد جمع ہیں۔ دوسرے روز ابن زیاد ملعون نے قصر دار الامارۃ میں جلسہ کیا اور مردمان کوفہ کو حاضری کا حکم۔ اور سر نام حسین کا طشت میں رکھ کے اس ملعون کے پاس لے گئے۔ اور پروگیاں سراق عصمت و طہارت فرندان حضرت

رسالت کو مثل امیردوں کے اس لعین کے سامنے لائے بردایت حضرت امام زین العابدینؑ شان بن انس ملعون حضرت کا سر مبارک اس لعین کے پاس لایا۔ اور چند شعر اس ملعون کے پڑھے کہ میری سپرد کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ کہ میں نے ایک بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ جو حسب و نسب میں سب سے افضل تھا اور اس کے مادر و پدر سب سے بہتر تھے۔ ابن زیاد نے کہا۔ برہم و غضب آلود ہو کے۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ پھر کیوں تو نے ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے حکم دیا اس ملعون کو قتل کریں۔ اس کے بعد حضرت کا سر مبارک اس ملعون پر سخت کے سامنے رکھا۔ اس بدگھر ملعون نے تبسم کر کے اظہار شادی دسور کیا۔ اور پھڑکی آنحضرتؐ کے لب و دندان مبارک پر رکھنا اور کہتا تھا۔ کیا خوب یہ لب و دندان ہیں۔ یہ حال دیکھ کر زید بن ارقم نے کہا۔ اسے پسند زیاد یہ پھڑکی ان لب و دندان و دندان سے اٹھائے میں نے سحر دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ اس مقام کے لئے لیتے تھے اور ان بوٹوں کو چوستے تھے یہ کہہ کر زید نے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اس دلدل زمانے کہا۔ اسے دشمن خدا تو گریہ و زاری کرتا ہے خدا نے مجھے فتح دی اگر بڑھاپے سے نیراہ حال صدف کا نہ ہوتا تو میں بیشک تجھے قتل کرتا زید نے کہا۔ میں نے دیکھا ایک روز حضرت رسولؐ نے ان کے برادر حسنؑ کو اپنے داہنے زانو پر ان کو بائیں زانو پر بٹھایا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا۔ خداوند! میں ان کو نیرے سپرد کرتا ہوں۔ اور نیرے شاکستہ مومنوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اسے پسند زیاد نے امانت حضرت رسولؐ کی خوب حفاظت کی۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے اس ملعون کی مجلس سے باہر آئے اور کہا۔ اسے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو کہہ کر زین فاطمہ کو قتل کیا اور فرزند برجانہ کو اپنا سردار کیا جس نے ہمارے حکموں کو قتل کیا۔ اور بدوں کو اپنا صاحب کیا۔ جب اس ملعون نے حضرت زینب کو دیکھا کہ ایک کنارے کھڑی ہیں اور کینیزیں ان کے گرد احاطہ کئے ہیں۔ اس دلدل زمانے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ ایک کینیز نے کہا یہ حضرت زینب خاتون دختر حضرت فاطمہ بنت رسولؐ خدا ہیں اس ملعون نے کہا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کر دیا۔ حضرت زینب نے فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتی ہوں جس نے ہم کو لعین اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰ کے عزت دی۔ اور ہم کو جس و شرک و گناہ سے پاک کیا جو حق پاک کرنے کا تھا۔ اور رسوا نہیں ہوتا۔ مگر فاسق اور دروغ نہیں کہتا مگر فاجر کہ وہ اور لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھا۔ خدا نے تمہارے برادر اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینب نے فرمایا میں نے ان کو ہنسلی دیکھا۔ اور خدا نے ان کو بدرجہ شہادت ناسر کیا۔ اور بہت جلد تیرے اور ان کے درمیان حکم کرے گا وہ تجھ سے مخاصمہ کہیں گے۔ اس وقت تجھے معلوم ہو گا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اس ملعون نے اس کلام سے ششماک اور غضب آلود ہوس کے قتل کا حکم دیا۔ عمر بن حریش نے کہا۔ زناں مانم زدہ کے کلام پر موافقہ

کرنا عقل سے بعید ہے بن زیاد نے کہا۔ خدائے مجھے تمہارے برادر طاعی اور منکر دان اہل بیت پر فتح دی۔ حضرت  
 زینب نے فرمایا کہ تم نے ہمارے بزرگ کو قتل کیا۔ اور اہل بیت رسول کی اصل و فرع کو قطع کیا۔ و برادرت  
 و بچہ ام کلثوم نے فرمایا۔ اسے پس زیاد امام حسین کے قتل سے تیری آنکھیں روشن ہوئیں۔ ان کے جد بزرگوار  
 رسول مختار کی آنکھیں ان کے دیکھنے سے بہت روشن ہوئیں یقیناً ہمیشہ ان کے منہ کے بوسے لیتے تھے۔  
 اور ان کے ہنڈول کو چوستے تھے اور ان کو اپنے دوش پر سوار کرنے تھے آخرت میں ان کے جواب دہی پر عیا  
 اور مستعد رہ۔ اس میں نے امام زین العابدین کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ علی ابن  
 الحسین ہیں۔ اس ملعون نے کہا میں نے سنا ہے علی بن الحسین کو خدانے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ میرا ایک برادر  
 تھا۔ اس کا نام علی تھا ظالموں نے اسے ستم قتل کیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ بلکہ خدانے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔  
 وقت ہنگام یعنی وقت وفات خدا ہی سب کی جانیں قبض کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تم میرے جواب دینے میں  
 بہت حراوت رکھتے ہو۔ پھر اپنے ملازموں سے کہا۔ ان کو بھی لے جا کر قتل کر دو۔ جب حضرت زینب نے یہ سنا مضطرب  
 اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ اور فرمایا۔ اگر تو انہیں قتل کرتا ہے۔ پہلے مجھے قتل کر۔ امام زین العابدین نے فرمایا  
 پھو پھی انا مجھے چھوڑ دیجئے۔ پھر فرمایا اسے پس زیاد تو مجھے قتل کرنے پر دھمکا تا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ راہ  
 خدا میں قتل ہونا ہماری عادت ہے۔ اور اظہار دین میں شہید ہونا ہماری کرامت ہے بعد اس کے اس  
 ملعون کے حکم سے اہل بیت کو قریب مسجد ایک مکان میں قید کیا۔ حضرت زینب فرماتی ہیں۔ کہ حالت ابیری میں  
 ایک عودت بھی اہل کوفہ سے ہمارے پاس نہ آئی۔ مگر ٹونڈیاں اور کینز دیکھنے کو آئیں تھیں۔ رتی نے عمارت میں  
 عمر و پسر امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ کہا۔ جب میرے جد امام حسین مظلوم کو شہید کیا۔ زناں بنی ہاشم  
 نے حضرت کے ماتم میں موٹے کپڑے سیاہ پینے گرمی سردی سے مطلق پر راہ نہ کی۔ حضرت امام زین العابدین ان  
 ماتم داروں کیلئے کھانا بھیجتے تھے۔ سید احمد بن ابی طالب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد  
 معین کو طلب کر کے کہا جو نامہ قتل حسین کے بارے میں تجھے لکھا تھا وہ مجھے دے عمر نے کہا۔ وہ نامہ گم ہو گیا۔  
 ابن زیاد نے کہا تجھے ضرور ہے۔ کہ وہ نامہ حاضر کرے۔ تو کیا چاہتا ہے دفع طعن و تشنیع مردم کے لئے تیرے  
 پاس ایک عذر مقبول رہے عمر سعد نے کہا۔ میں نے کیا تجھے نصیحت نہیں کی تھی۔ کہ ان کے قتل کا دلچسپی نہ ہو۔  
 تو نے نہ سنا۔ اور وہ محض خیر خواہی تھی۔ عثمان برادر ابن زیاد نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ میں بھی چاہتا تھا۔ کہ  
 حسین قتل نہ ہوں۔ اور ہم لوگ ہمیشہ ذلیل نہ رہیں۔ عمر بن سعد نے کہا۔ قسم خدا کسی نے مجھ سے بدتر کام نہیں  
 کیا۔ میں نے ابن زیاد کی اطاعت کر کے خدا کو غضبناک کیا اور اپنا قطع رحم کیا میں نہیں جانتا۔ میرا انجام کیا  
 ہو گا پس ابن زیاد برم ہو گیا۔ اور کہا۔ الحمد للہ خدائے حق اور اہل حق کو غالب کیا۔ زید اور اس کے لشکر کی مدد کی گویا  
 ابن کذاب کو قتل کیا۔



کلام عبداللہ بن عقیف الرومی نے کہ شیخان حضرت امیر المؤمنینؑ سے تھے اور ایک آنکھ ان کی جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جاتی رہی تھی۔ اور ہمیشہ مسجد میں مشغول عبادت تھے کھڑے ہو کے کہا۔ اسے پسر مر جائے کذاب پسر کذاب تو اور تیرا باپ ہے۔ اور جس شخص نے تجھے حاکم کہا ہے۔ وہ اذان کا باپ کذاب ہے۔ اسے دشمن خدا فرزند رسولؐ کو تو نے قتل کیا۔ اور مسلمانوں کے ممبر پر قدم محس رکھ کر ایسی باتیں بکتا ہے ابن زیاد نے خشتناک ہو کے کہا۔ یہ کون ہے جس نے یہ کلام کہا۔ ابن عقیف نے کہا میں ہوں۔ اسے دشمن خدا تو نے ذریت طاہرہ حضرت رسولؐ کو قتل کیا کہ خدا نے جن کی شان میں یہ تطہیر نازل کیا۔ اور دعویٰ مسلمانی کو نہ ہے دو ٹوٹا کہ مال ہی اولاد و ما جریں و انصار کہ طاعنی لعین پسر لعین یعنی یزید پلیدی سے انتقام نہیں لینے کہ حضرت رسولؐ نے مر کر اس پر اور اس کے باپ پر لعنت کی ہے۔ یمن کر اس لعین کی آتش غضب سینے میں بھڑکنے لگی۔ اور رگمٹے گردن غصہ کے مارے پھول گئیں۔ اور کہا۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ چوہدار دوڑے اور ان کو گرفتار کر لیا عثمان کہ اشرف قبیلہ بنی ازد سے تھا۔ اس نے ان کو چوہداروں کے ہاتھ سے چھوڑا کہ ان کے مکان میں پہنچا دیا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا۔ اس اندھے کو پکڑ لاؤ۔ جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی سات سو آدمی جمع ہو گئے اور تمام قبائل من بھی جمع ہو گئے۔ جب یہ خبر ابن زیاد ملعون کو پہنچی۔ قبائل مہرج جمع کیا۔ اور محمد بن اشعث کو ان سے جنگ کے لئے بھیجا۔ ان دونوں گروہ میں محارب عظیم واقع ہو آ۔ اور دونوں طرف سے بہت عذاب نقل ہوئے۔ ابن زیاد کے لوگ غالب ہو کے ابن عقیف کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازے کو توڑ کے مکان میں گئے۔ ابن عقیف کی دختر نے اس پر عقیف کو خبر کی کہ دشمن آ رہے۔ انہوں نے کہا۔ میری شمشیر مجھے دو جب شمشیر انہیں دی۔ رجز پڑھتے۔ اور تلوار ہلا ہلا کے دشمنوں کو دافع کرتے تھے۔ ان کی دختر نیک اختر کہتی تھی۔ کاش میں مرد ہوتی اور آج ان فاجروں اور قاتلوں مترتہ بن میر سے تمہارے سلسلے مبارکہ و متفائلہ کرتی وہ ملاعبین ہر طرف سے ان پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کی دختر ان کو خبردار کرتی تھی۔ اور جس جانب سے دشمن آتے تھے۔ وہ دختر نیک اختر اپنے باپ کو مطلع کرتی تھی۔ اور وہ اسی طرف جنگ میں مشغول ہو کے دشمنوں پر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیانے انہیں گھیر لیا۔ ان کی دختر فریاد کرتی تھی۔ کہ واہ بلاہ کوئی اس وقت مدد گاری کو نہیں آتا۔ کہ میرے باپ کو پچائے۔ ابن عقیف تلوار چلائے۔ اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیاء کو خوب عاجز کیا۔ آخر الامر گرفتار کر کے ابن زیاد پاس سے گئے ابن زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا الحمد للہ خدا نے تم کو ذلیل کیا۔ ابن عقیف نے کہا۔ اسے دشمن خدا کی چیز سے خدا نے مجھے ذلیل کیا۔ قسم محمد اگر میری آنکھیں سوئیں اس وقت عرصہ کار تجھ پر تنگ کر دیتا۔ ابن

نے کہا۔ اسے دشمن خدا تو عثمان کے سنی میں کیا کہتا ہے۔ ابن عقیف نے کہا۔ اسے ولد الزنا غلام کافراں سے پسمرجانہ از این تھے عثمان سے کیا کام خواہ سنی پر نٹھایا باطل پر خدا اس کے اور اس کے قتل کرنے والوں کے درمیان حکم کرے گا۔ لیکن مجھ سے اپنے اور اپنے پدر اور بزرگ اور اس کے پدر کا حال پوچھو کہ میں تجھے اور اس کے نسب سے آگاہ کروں۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں اب تجھ سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ جب تک کہ شربت مرگ تو نہ چکھے۔ ابن عقیف نے کہا الحمد للہ رب العالمین قبل تیری ولادت کے میں اپنے پروردگار سے سوال کرتا تھا کہ سنی تعالیٰ مجھے شہادت عطا کرے اور دعا کرتا تھا۔ کہ میری شہادت بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے ہو جب میں نابجا ہوں۔ اپنی شہادت سے ناامید ہو گیا بھو اللہ کہ اب خدا نے مجھے بعد از امیدی کے امید شہادت کی نصیب کی۔ اور میری دعا سے قدیم کو مستجاب کیا۔ بعد اس کے حکم ابن زیاد ملعون ان بزرگوار کا خون قتل کر کے بہا یا گیا۔ اور ان کو سولی پر کھینچا۔ اور دوسرے روز حکم دیا۔ کہ نوریدہ خیر البشر کا سر مٹھ لو کہ نیزہ پر نصب کر کے کوچہ و بازار کو فرین پھرایا جائے۔

زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں اپنے مکان میں قریب کھڑکی روایت زید بن ارقم کے بیٹھا تھا۔ ناگاہ میں نے صدائے ہجوم عام و خروش عوام سنا جب کھڑکی سے سر باہر نکالا۔ دیکھا تیزوں پر سر بلند ہیں۔ اور ان سروں میں ایک سر مانند آفتاب کے درخشاں ہے۔ اور نور اس سے صادر ہے۔ جب وہ سر قریب میری کھڑکی کے پہنچا۔ میرا مکان اس سر نور کی شعاع سے روشن ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس سر مٹھ کے بول کو حرکت تھی جب بنو رشا معلوم ہوا وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلادت کرتا تھا۔ جب اس آئیہ تک پہنچا۔ اَمْ حَسِبْتَ اِنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اس وقت میرے تمام بدن کے روئیں کھڑے ہو گئے۔ جب میں نے منظر غور دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ سر مبارک حضرت امام حسین کا ہے میں نے کہا۔ اسے فرزند رسول آپ کا حال اصحاب کہف کے حال سے زیادہ عجیب ہے۔ وروایت دیگر جب آنحضرت کا سر مبارک بازار کو فرین پہنچا۔ نیزہ کے اوپر اس وقت سر مٹھ نے بلند آواز سے سورہ کہف پڑھنا شروع کی۔ اور پھر اس آئیہ کی تلادت کی اَنْتُمْ قَبِیۡۃٌ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمْ وَرِزْوَانًا نَّهَمُّ ہَدٰی۔ ان معجزات کے مشاہدہ سے بھی ان کانوں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ ان کی ضلالت بڑھتی گئی۔ وروایت دیگر جب سر مٹھ کو فرین درخت پر لٹکایا۔ تو یہ آئیہ کی تلادت فرمایا۔ وَیَسْبِغُوۡنَ الْکَلْبَ الَّذِیۡ تَطْلَمُوۡا اَیُّ مُتَعَلِّبٍ یُّتَقَلَّبُوۡنَ یعنی بہت قریب حال معلوم ہو گا۔ ظالموں کو کہ کیوں مکران کی بازگشت ہے۔

و روایت سابقہ ابن زیاد عیین نے اطلاع دیا  
میں فتح نامے روانہ کئے اور یزید پلید کو

خیر شہادت پیدا شہدا کا مدینہ میں پہنچنا



کو طلب کر کے سرہائے شہدائے اس کو دیئے۔ اور ابو بکر زید بن عوف اور طارق بن ابی طیبيان کو مع گروہ ملائین اہل کو قرہ اس کے ہمراہ کیا۔ اور ان بزرگواروں کے سرشام کی جانب روانہ کئے۔ بعد چند روز کے سامان سفر محنت اثر اہل بیت حضرت خیر البشر تمہیا کیا۔ اور حضرت امام زین العابدین کے گلوئے مبارک میں طوق پہنایا۔ اور عنقربات سرودق عصمت و طہارت کو مثل امیروں کے ادنیٰ پر سوار کیا۔ اور شریعین و مخالفان و منافقان بیدین کو اس جماعت کے عقب روانہ کیا۔ تاکہ ان کے ملحق ہوں۔ بیتا بن طاؤس وغیرہ نے ابن امیہ وغیرہ سے روایت کی کہ وہ کہتا ہے۔ میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ کہتا تھا۔ خداوند اعجاز بخش دے اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشے گا۔ میں نے کہا۔ اسے شخص خدا سے خوف کر۔ اور یہ کلمات نہ کہو۔ کیونکہ اگر تیرے گناہ مثل قطرات باران و برگ درختاں ہوں گے۔ اور تو خدا سے آمرزش طلب کرے گا۔ تو امید بخش ہے۔ اور خدا امر زندہ اور مہربان ہے۔ اس شخص نے کہا۔ میرے قریب آؤ۔ کہ اپنا نفع تم سے بیان کر دوں۔ پس مجھ ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان پچاس آدمیوں سے ہوں۔ جو امام حسین کے سر مبارک پر راہ شام میں میسرتھے ہم ہر شب صندوق امام حسینؑ پاس رکھتے تھے۔ اور شراب خوری کرتے تھے۔ ایک شب ان سب نے شراب پی اور میں نے شراب نہ پی۔ جب وہ سب خواب مرگ میں گئے۔ میں نے مثل صدائے رعد بوقت آسمان سے ایک آواز سنی اور کبھی ایسی آواز نہ سنی تھی اور ایک آواز آئی۔ کہ کوئی کہتا ہے محمد مصطفیٰ تشریف لاتے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے۔ آواز گھوڑوں کی اور کھڑکھڑاہٹ منجھاروں کی میں نے سنی۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت آدم و نوح و ابراہیم و اسماعیل و اسحاق اور حضرت یمینہ و خولتہ و زینہ صلوات اللہ علیہم اجمعین مع جبرئیل امین و میکائیل و کوریل و روحانیوں و ملائکہ مقربین آسمان سے زمین پر آئے جبرئیل قریب صندوق گئے۔ اور حضرت سید الشہداء کا سر مبارک باہر نکالا۔ اور بوسہ دے کے اپنے سینے سے لگایا اور گریہ کیا۔ بعد ازاں تمام پیغمبر اس سر کو پیٹتے۔ اور بوسہ دیتے تھے اور گریہ کرتے تھے کہ رسول کو تعزیت دیتے تھے۔ اور وہ حضرت زرارہ زرارہ تھے۔ فقہ دروایت دیگر حضرت رسولؐ نے فرمایا ان سے تم نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند اور میرے نور دیدہ سے کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبرئیل حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اس امت بجا کار کے حق میں آپ کی اطاعت پر مامور کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو زمین کو سرنگوں کر دوں۔ جیسا کہ قوم لوط کے حق میں کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا لے جبرئیل میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت ان سے مخاصمہ کر دوں۔ پس آنحضرت نے مع ارجح انبیا و ملائکہ سمائید الشہداء پر نماز پڑھی اور درود بھیجا۔ ناگاہ ایک گروہ ملائکہ نازل ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے تم کو حکم کیا ہے کہ ان پچاس آدمیوں کو قتل کریں۔ حضرت نے فرمایا جس کام پر مامور ہوئے ہو اس

کی تعمیل کر دے۔ ان ملائکہ کے ہاتھوں میں جرمہائے آتش تھے۔ وہ حربہ سے مارتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اسے جلا دیتی تھی۔ پس ان میں سے ایک نے پیری جانب قصد کیا۔ میں نے فریاد کی۔ الامان الامان یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ درہ ہو خدا تجھے نہ نشتے۔ جب صبح ہوئی۔ میں نے دیکھا چہرہ سب سا سخی۔ خاک تر ہو گئے تھے۔ دروایت دیویر جب ہم شہر بلبک کے قریب پہنچے۔ اہل شہر صبح علم و فائدہ دو فرسخ سے استقبال کو آئے اور اظہار شادی و سرور کرنے لگے۔ ام کلثوم نے کہا۔ خدا تمہاری حمیت کو پرانگندہ کرے۔ اور تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے۔ جو تم کو قتل کرے۔ اس وقت حضرت امام زین العابدین نے ہفائے زمانہ فدا و شکایت روزگار میں چند شعر لڑھکے گریہ فرمایا۔

قطب رواندی نے آتش سے روایت  
قصہ راہب سراقدرس امام حسین علیہ السلام کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو سر مبارک امام حسین کے ہمراہ شام تک گئے تھے۔ حرم تک میں دیکھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا۔ راہ شام میں ہم ایک نصرانی راہب کے گرجا میں پہنچے۔ اور آنحضرت کا سر مبارک نیزہ پر نصب تھا۔ اور ہم اس کے گرد حفاظت کر رہے تھے۔ ہم شراب پی کر عیش و سرور میں مشغول ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ دیوار گر جا پر سے ایک پاتھ ظاہر ہوا۔ اس نے بقلم فولاد و خون سے اس مضمون کے چند شعر دیوار گر جا پر لکھے۔

اتوجوا امت قتلت حسینا

شفاعتہ جدا بودہ الحساب

جن کا ترجمہ حضرت کوثر بھریوی نے یوں کیا ہے۔

ر ابو نعیم

من کر شہید جن نے کہا ہے حسین کو

عشر میں وہ شفاعت احمد نہ پائیں گے

دیکھ کے خوف زدہ ہوا۔ اور قصد کیا۔ اس پاتھ کو پکڑ لوں۔ مگر وہ پاتھ غائب ہو گیا۔ جب ہم پھر

شراب خواری میں مشغول ہوئے۔ پھر وہ پاتھ ظاہر ہوا اور اس مضمون کا دوسرا شعر لکھا۔

کوئی شفیع نہ ہوئے گا میدان حشر میں

عذاب رہیں گے سفر میں وہ اشقیاسدا

جب ہم سے ایک شخص نے پھر اس پاتھ کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ وہ پھر غائب ہو گیا جب ہم پھر بیٹھے۔ وہ

پھر غائب سے ظاہر ہوا۔ اور اس مضمون کا تیسرا شعر لکھا۔

کتاب خدا سے موز کے منہ کو لعینوں نے

فاسق کے حکم سے کیا ذبح حسین کو

اس رتت گریما کی کھڑکی سے راہب نے باہر سر نکالا۔ دیکھا۔ ایک نور اس سر مطہر سے طرف آسمان سا طلوع

یہ دیکھ کر اس لشکر شقاوت اثر سے بوجھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا۔ عراق میں حسین سے لڑنے گئے تھے۔ اور

یہ سسران کا بڑا بیوہ پاس لئے جاتے ہیں۔ راہب نے کہا۔ وہ حسین جس کا پدر تمہارا ہے پیغمبر کا ابن عم ہے اس کی ماور تمہارا ہے پیغمبر کی دختر ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ راہب نے کہا۔ تم پر لعنت ہو۔ اگر عیسیٰ کا پسر ہوتا تو اس کو ہم اپنی آنکھوں پر رکھتے۔ تم اپنے سردار سے کہو۔ مجھ سے دس ہزار درہم لے۔ اور یہ سر مجھ دے دے۔ کہ آج کی شب میرے پاس رہے اور صبح کو تمہارا وقت کوچ ہو گا جس پر ہم دے دوں گا۔ جب عمر سعد عین سے کہا۔ وہ راضی ہو گیا۔ اور کہا۔ رہو میرے کہہ سسر اس کو دے دو۔ کہ صبح تک اس کے پاس رہے پس راہب نے دس ہزار درہم کے دو تونڈے گر جا کی کھڑکی سے ان کی طرف پھینک دیئے۔ عمر بن سعد عین نے ایک ایک درہم پر رکھ لیا اور عمر کہہ کر کے تو بیلدار کے پیر کو دیا۔ اور سر آنحضرت سے دے دیا۔ جب راہب اس سر بزرگوار کو اپنے گرجا میں لے گیا۔ اس کا گرجا۔ اس سر مٹھ کے نور سے روشن ہو گیا۔ اور صدائے ہائے حق کی خوشحال تیرا اور حق حال اس شخص کا جو اس بزرگوار کی حرمت جانے پھر راہب نے سر مٹھ کو گلاب سے دھویا۔ اور مشک و کافور سے معطر کر کے اپنی جگہ نماز پر رکھا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ پروردگار بحق عیسیٰ حکم کر کہ یہ سر بزرگوار مجھ سے کلام کرے۔ ناگاہ آنحضرت کا سہارا رک گیا ہوا۔ اور فرمایا۔ اسے راہب تو کیا چاہتا ہے۔ مہربان بنے عرض کی آپ کون ہیں۔ حضرت کے سہارا رک نے فرمایا۔ میں فرزند بلند محمد مصطفیٰ وجگر گوشہ علی مرتضیٰ و نور دیدہ فاطمہ زہرا و شہید کریمہ و تہ لب معلوم اہل جوارحنا ہوں۔ جب راہب نے یہ کلام غم انجام سنا۔ خروش بلند کیا۔ اور منہ آنحضرت کے منہ پر رکھ کے کہا جب تک آپ میری شفاعت کا اقرار نہ کریں گے۔ تب تک میں اپنا سر مٹھ لگاؤں گا۔ ناگاہ سہارا رک پیدا شہدا سے آواز آئی۔ کہ تو میرے جلد کا دین قبول کر۔ کہ ہر روز جزا تیری شفاعت کر دل طلب نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

پس حضرت نے اس کی شفاعت قبول فرمائی۔ ان ملائین نے تصدیق کیا۔ کہ راہب سے سہارا رک نے اس راہب کو مٹھ پر دیا اور کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہارے سردار سے کچھ کہوں۔ جب عمر سعد گرجا کے پاس آیا۔ راہب نے کہا میں تجھے خدا اور اس سر کے جگر محمد مصطفیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کو صندوق میں رکھو۔ اور اس سہارا رک کو تکلیف نہ دے عمر سعد عین نے قبول کیا۔ مگر اپنے کہنے پر وفانہ کی۔ بعد اس کے راہب اپنے گرجا سے سر مٹھ لگا کر نکلا۔ ہر مٹھوں اور خیلوں میں حق تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ برکت الہی ملتی ہوا۔ جب وہ طہین قریب دمشق پہنچے۔ عمر بن سعد عین نے تونڈے دار سے دس ہزار درہم طلب کیے اور اپنی جہر دیکھ کے وہ تونڈے کھوئے دیکھا۔ کہ بجائے درہم اس میں بیسکہ بیاں بھری ہیں۔ اور ان پر ایک طرف لکھا تھا۔ لا نحبین اللہ فافلا عما یعمل انظالمون۔ یعنی گمان نہ کر کہ جو کچھ ظالم کرتے ہیں۔ اس سے خدا غافل ہے اور دوسری طرف لکھا تھا۔ یبعلم الذین ظلمو۔ تب قبلہ بون بیوی بہت جلد تمکاروں کو معلوم ہو گا۔ کہ ان کی بازگشت کہاں یہ دیکھ کر

اس ملعون نے کہا۔ اِنَّا لَنُؤَدُّ اِنَّا اَبِيہ راجعون۔ میں نے دنیا و آخرت کو برباد کیا۔ پس ان ٹھیکریوں کو دریا میں پھینکو ادبا۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ اس لڑاہب کا قصہ اور سر امام حسین سے راجع ہے پر کشف یعنی ظاہر ہونا قصص مشہورہ سے ہے۔ اور اکثر کتب فریقین میں مذکور ہے اور شعر نے بھی اس قصہ کو نظم کیا ہے۔ اور اکثر روایات میں ذکر ہے کہ بہ حال منزل قاضی میں گذرا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ لڑاہب یہودی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جس صندوق میں آنحضرت کا سر مبارک تھا۔ اس سے نور سا طرح ہے۔ اس نے وہ سر اطران سے لیا۔ اور اس سر اطران کو معطر کیا۔ اور اس سے التماس شفاعت کی۔ حضرت کے سر منور نے فرمایا۔ اگر میرے جد کا دین قبول کرے تو میں نیزی شفاعت کروں۔ پس اس یہودی نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ اور وہ سب مسلمان ہوئے۔

**دمشق میں اہل بیت اطہار کا درود کی ہے** کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین نے فرمایا

بیت ابن طاووس نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین نے فرمایا

جب ہمیں یزید پیدا پاس لئے جاتے تھے۔ تو ہم کو شتر برہنہ پر سوار کیا تھا۔ اور مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت بھی شتران برہنہ پر سوار تھے۔ اور ہمارے جد عالی مقدار کا سر مبارک نیزے پر ہمارے بگے آگے لئے جاتے تھے اور وہ اشقیاء ہمارے گرد حلقہ کئے تھے جو ان اشقیاء سے ہمیں روتے دیکھتا تھا۔ وہ ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس حال سے ہم کو دمشق میں داخل کیا۔ جب ہم اس شہر شوم میں پہنچے۔ ایک ملعون نے آواز دی۔ کہ یہ اہل بیت ملعون ہیں رمعاذ اللہ، بروایت اول جب وہ شہر دمشق کے قریب پہنچے ام کلثوم نے شمر لعین سے کہا۔ جب ہم کو شہر میں داخل کرنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنا۔ کہ عورتوں کو اس راہ سے لے جائیں جس طرف تماشاخی کم ہوں یا یہ کہنا۔ کہ سردوں کو آگے لے جائیں۔ تاکہ لوگ سردوں کے دیکھنے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں۔ اس دلداز نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ بلکہ کثرت کفر و عناد سے حکم دیا۔ کہ سردوں کو شتران حرم کے بیچ میں لے چلو۔ بعض کتب معتبرہ میں سہیل بن سعد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا۔ میں نے شہر کو نہایت آباد اور کثرت اشجار و انہار و مکانات بلند و قصور رفیعہ سے سمورا پایا۔ اور دیکھا۔ کہ وہاں کے بازاروں کو خوب فربہ کیا ہے دکالوں پر پردے لٹکائے ہیں۔ لوگوں نے اپنی زینت کی ہے۔ دن و نقارے وغیرہ بجاتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ شاہ آج ان کا جمد کا دن ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا یہاں آج کوئی عید ہے جس کو ہم نہیں سمجھتے لوگوں نے کہا۔ اسے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون کیوں نہیں برستا۔ اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی۔ اسے سہیل یہ خوشی اس واسطے کہ سر امام حسین ابن علی یزید کے لئے بد بہ لائے ہیں میں نے کہا۔ سخاں ایسے امر اعظم پر لوگ شادمی و خوشی و سرور کرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کس روز سے لائیں گے۔ کہا۔

دروازے سے اس وقت سے یہ سن کے میں اس دروازے کی طرف دوڑا جب قریب دروازہ پہنچا، کیا دیکھتا ہوں رایت کفو فلائت پلے ہم چلے آئے ہیں۔ ناگاہ دیکھا، ایک سورا آتا ہے۔ اندیزہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر اس پر نصب ہے جو حضرت رسولؐ سے بہت مشابہ ہے۔ بعد ازاں دیکھا کہ شتران برہنہ پر گزرتی ہیں اور پتے ساریں۔ پس میں ان میں سے ایک معظّمہ کے قریب گیا۔ اور پوچھا، تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میں دختر امام حسینؑ ہوں۔ میں نے کہا، میں تمہارے جد بزرگوار کے اصحاب سے ہوں۔ اگر کوئی خدمت ہو تو مجھ سے فرمائیے سیکھتے نہ کہا۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس بدبخت سے کہو۔ جس کے پاس میرے پلہ بزرگوار کا سر ہے کہ ہمارے درمیان سے نکل جائے۔ اور سردوں کو آگے لے جائے، تاکہ لوگ ان کے تماشے میں مشغول ہوں، اور ہماری طرف نظر نہ کریں سہل کہتا ہے، میں اس بلحون پاس گیا۔ اور اس سے کہا، میری ایک حاجت ہے مجھ سے چار سو طلا دینا دے۔ اس نے کہا، تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا، میری یہ حاجت ہے، کہ عورتوں کے درمیان سے اس سر کو لے جا، اس بلحون نے مجھ سے روپیے لیا، اور سر کو علیحدہ لے گیا، دروینہ ابن شہر آشوبؓ جب اس نے اس روپیہ کے خرچ کرنے کا قصد کیا، تو وہ روپیہ سنگ سیاہ ہو گیا تھا، اور ایک جانب لکھا تھا، لا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون، اور دوسری جانب لکھا تھا، سیعلم الذین نکلوا اسی منقلب ینقلبون۔

روایت منہال بن عمرو میں نے دمشق میں سر امام حسینؑ دیکھا، کہ نیزہ پر نصب تھا، اور کوئی حضرت کے آگے آگے سدرۃ کف پڑھتا تھا، جب اس آیت تک پہنچا، ام حبت ان اصحاب کہیف والرقیم کا نومن آیتنا عجبا، بقدرت خدا سر بتدا شہد ابن زبان فیصح گویا ہوا، اور فرمایا، میرا قصہ اصحاب کہیف سے عجیب ہے، اور یہ آیت حضرت کی رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حضرت زمانہ رحمت ہیں کفار سے طلب خون کریں گے، پس ان کفار ان خدا نے اہل بیت اطہار کو دروازہ جامع مسجد دمشق میں ٹھہرایا ایک مرد پیراں شام نے ان سے کہا، الحمد للہ خدا نے تم کو قتل کیا، اور بڑید کو تم پر مسلط کیا، جب اس کا کلام تمام ہوا، حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے شیخ تو نے قرآن پڑھا ہے، اس نے کہا ہاں، حضرت نے فرمایا، یہ آیت بھی پڑھا ہے قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القربی اس نے کہا، ہاں پڑھا ہے، حضرت نے فرمایا، قرنی سے مراد ہم ہی ہیں، ہماری مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے، بعد اس کے فرمایا، یہ آیت بھی تو نے پڑھا ہے، آیت ذی القربی اس نے کہا، ہاں، حضرت نے فرمایا، اس آیت سے بھی ہم مراد ہیں، کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا ہے، کہ حق ہمارا ہم کو عطا کرے، پھر فرمایا ہے، یہ آیت بھی پڑھا ہے، کہ وَاَعْلَمُوا انّما فَتَنَّاکُم مِن شئی قیاق اللہ نسمہ وللرسول ذی القربی، اس نے کہا ہاں پڑھا ہے، حضرت نے فرمایا، ذی القربی ہم ہی ہیں



کہ قریب ہیں قربت رسول میں۔ پھر فرمایا: یہ آہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ اَلْمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَجْمَعًا وَيُطَهِّرَ كَلِمًا لِّتُذَكَّرُوا۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم ہی ہیں اہل بیت رسالت کو خدا نے ہماری پاکیزگی کی۔ شہادت دی ہے۔ وہ مرد پیر بہ سن کے گریاں ہوا۔ اور اپنے کلام سے شیطان جو کے عمامہ اپنے سر سے پھینک دیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ خداوند میں پناہی اور نفرت کرنا ہونا دشمنان آل محمد سے جن ہوں یا انس۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں توبہ کروں۔ تو میری توبہ قبول ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ پس اس مرد پیر نے توبہ کی۔ اور جب یہ خبر یزید پلید کو پہنچی۔ اس نے مرد پیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جب فرزند ان و خواہران و خویشاں سید الشہداء کو مجلس یزید پلید میں لے گئے۔ شتران پر بندے عماری و محل پر سوار کر کے۔ اس وقت ایک شامی ملعون نے کہا۔ میں نے ان سے بہتر امیر نہیں دیکھے۔ حضرت سیکینہ نے کہا۔ اسے شقی ہم امیر آل محمد سے ہیں۔ اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ ملک شام میں سر مبارک سید الشہداء سے مکر و سنا گیا۔ واصل دلاقۃ و لا با اللہ۔ دوسری روایت میں حضرت صادق سے منقول ہے۔ کہ جس وقت اہل بیت عصمت و طہارت دمشق میں داخل ہوئے پھر طلحہ حضرت امام زین العابدین پاس آیا۔ اور جن زخمائے کاری جنگ جمل سے اس کا سینہ نگر تھا کمال انص و عداوت کھنے لگا۔ کہ انخر لا مر آپ مغلوب ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ دریافت کرے۔ کون مغلوب ہوا۔ تو وقت نماز اذان و اقامت سن کہ کس کا نام دونوں میں پکارتے ہیں اور کس کا شہر بلند ہے اور تاریخ قیامت بلند رہے گا۔

پس یزید پلید ایک دن دربار آراستہ کر کے بائزیت احتشام تخت پر بیان دربار یزید ملعون بیٹا اور ملازمین اہل شام کو جمع کر کے اہل بیت حضرت رسول کو طلب کیا جب اہل بیت اس ملعون کے دروازہ تک پہنچے۔ محض بن ثعلبہ ملعون نے آواز دی۔ کہ ہم برے امیروں کو جلس امیر المؤمنین میں لائے ہیں۔ حضرت امام زین العابدین نے اثنائے راہ میں کسی سے کلام نہ کیا۔ مگر اس وقت فرمایا۔ کہ خدا خلق خدا پر ظاہر ہے۔ کہ ناجر و لیم کون ہے۔ پھر عبد الرحمن بن حکم نے کہا۔ تو نے خوب کیا۔ کہ نسل فاطمہ ظاہرہ کو منقطع اور نسل سیدنا زینہ کو بڑھا یا۔ یزید نے اس سے کہا۔ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ کہو جب حضرت امام حسین کے سر منور کو اس بد گہر کے سامنے رکھا۔ اس شقی نے خوش ہو کے کہا۔ اس سر کا مالک کتنا تھا۔ میرے والدین اس کے والدین سے افضل ہیں۔ اور میرا جد اس کے جد سے بہتر ہے اور میں اس سے بہتر ہوں۔ اور اس بات پر وہ قتل ہوئے۔ اور بسند لائے معتبر امام رضا سے منقول ہے۔ جب مرعہ امام حسین کو یزید کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت ہمراہ رفقا و ملعون شراب زہر مار کر تانقا۔ اور شترنج

کھیلتا تھا۔ اور اپنے ہم صحبتوں کو شراب دے کے کہتا تھا۔ پیو کہ یہ شراب مبارک ہے اس لیے کہ یہ سرسبز  
 دشمن کا ہے۔ جو میرے پاس رکھا ہے۔ اور میں خوش و خرم ہوں۔ اور حضرت امام حسین اور ان کے پسر و جد  
 صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کلمات ناسزا کہتا تھا۔ اور جب شطرنج میں اپنے حریف پر غالب ہوتا تو تین پیلے  
 شراب کے زہر مار کر لیتا۔ اور بقیہ شراب بھونچتی وہ اس شست میں سراقس امام مظلوم رکھا تھا۔ ڈال دیتا تھا  
 حضرت فرماتے ہیں۔ کہ جو ہمارے شیعوں سے اسے لازم ہے۔ کہ شراب اور شطرنج سے اجتناب کرے  
 کہ یہ ہمارے دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو شخص دیکھنے شراب اور شطرنج کے حضرت امام حسین پر صلوات  
 بھیجے۔ اور زہریدوال زہرید پر لعنت کرے۔ حق تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اگرچہ بعد دیگ  
 صحر دستارہ ہائے آسمان ہوں۔

حال دربار زہرید ملعون امام زین العابدین کو مع تمامی اولاد حضرت رسول با طوق و زنجیر اور عزت  
 اہل بیت اطہار کو مجلس زہرید میں لے گئے۔ اس ملعون نے کہا۔ الحمد للہ ہمارے باپ  
 کو خدا نے قتل کیا۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا  
 لعنت خدا اس شخص پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔

یہ سن کر وہ شقی برہم ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ امام زین العابدین کو قتل کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو مجھے قتل  
 کرے گا۔ و خیر ان رسول کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔ کہ سوائے میرے ان کا کوئی محرم نہیں۔  
 اس ملعون نے شرمندہ ہو کے کہا۔ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔ بعد اس کے حضرت امام زین العابدین کو اپنے  
 پاس بلا دیا۔ اور سوہن لے کر اپنے دستِ نحس سے طوق آہنی کو گلوئے مبارک سے قطع کیا۔ اور کہنے  
 لگا۔ تم نے دیکھا۔ کس لئے میں نے یہ کام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یاں اس واسطے کہ سوائے تیرے کسی  
 کا ٹھہر پر احسان نہ ہو کھٹکا۔ سچ کہا پھر اس ملعون نے یہ آئیہ پڑھا دھا اما بکھ من مصیبتہ فی الارض  
 ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان تبوا لھا لیلا ن سوا علی ما فاکم ولا تفوخوا  
 بعنا انتیکم۔ یعنی نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں کو سوا کتاب میں لکھ دیا گیا قتل  
 آفریش تمہارے نفوس کے اس لئے کہ تم طول نہ ہو۔ اس بات سے جو تم سے فوت ہوئی اور شاد نہ ہو اس سے  
 جو کچھ تم کو دیا گیا۔ اور فرمایا کہ مراد ہم ہیں۔ کہ اس آئیہ پر ہم نے عمل کیا ہے اور تمہارے حق اعلیٰ پر ہم راضی ہیں۔ اور  
 جو کچھ تم سے فوت ہو ادنیٰ میں ہم اس پر خردن نہیں ہوئے اور جو کچھ ہم کو نعمتہائے دنیا سے پہنچتا ہے۔ اس  
 پر ہم خوش نہیں ہوئے۔ در روایت ابن مہاذبہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ ہم بارہ شخص اہل بیت  
 حضرت رسول تھے کہ ہم کو مجلس زہرید میں لے گئے۔ ہمارے گلوں میں طوق آہنی اور بازووں میں رسی باندھی تھی

میں نے کہا۔ اسے یزید میں نبی تھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر حضرت رسولؐ ہم کو اس حال سے دیکھیں تو کیا کہیں پھر فاطمہ دختر امام حسینؑ نے کہا۔ اسے یزید دختران حضرت رسولؐ کو تو اسیر کرتا ہے۔ یہ سن کے حاضرین مجلس سب کے سب رونے لگے۔ اور آواز عورتوں کے رونے کی یزید کے گھر سے بلند ہوئی اس وقت اس ملعون نے حکم دیا کہ طوق و زنجیر بنا لیں۔ اور امام حسینؑ کا سہارا رکھتے تھے اس کے آگے لگے۔ جب حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے پسر یزیدؑ کو اس کے سر منور کو دیکھا۔ آہ سرد دل پر دلا دے کھینچی اور اشک خویش بہائے۔ بعد اس کے مدۃ العمر تک کبھی کلاہ گو سفند نسا دن فرمایا۔ اور جب حضرت زینبؑ نے اس سر منور کو دیکھا۔ بیناب ہو کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور بعد اس کے حرمین فریاد کی۔ یا حسینا اے حبیب قلب رسولؐ خدا سے فرزند اسے فرزند حضرت دلبند سیدۃ النساءؑ اسے جگہ گوشہ محمد مصطفیٰؐ اسے نور دیدہ علی المرتضیٰؑ۔ اس کلام سے اہل مجلس میں خروش و ماتم پاپا ہوا۔ اور یزید ملعون خاموش تھا۔ پس ایک زن ہاشمیہ نے جو یزید کے گھر میں تھی۔ بنو حمرہ و فریاد و صدا بلند کی اور کہتی تھی۔ یا حسینا اے بزرگ اہل بیت رسولؐ خدا سے فرزند محمد مصطفیٰؐ اسے فریاد رس ہوہ زناں و بیبیاں اسے کشتہ تیغ اولاد زنا کالال پھر دو۔

و ماتم برپا ہوا۔ اور وہ دلدار زنا بے جیا کچھ متاثر نہ ہوا۔ اور خیر زناں کی پھڑکی دندان مبارک پر لگاتا تھا اور کچھ تھا

لبنت اشیاخی بیدس شہس و ا جدع الخوارج من وقع الاسل

قد قتلنا القوم من ساداتہم وعدنا بیدس فاعتدل

کاش بزرگان بنی امیہ جو جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں۔ اس وقت ہونے دیکھتے ہیں ان کے قاتلوں کی اولاد سے انتقام لیا۔ تو یہ جو اب ضرور بر ضرور دیتے۔ اسے یزید تیرا ہاتھ شلی نہ ہو۔ کیا خوب انتقام لیا تو نے پس ابو بزرہ اسلمی کہ اصحاب رسولؐ سے اس مجلس میں موجود تھے۔ کہنے لگے۔ تجھ پر دوائے ہو۔ اسے یزید تو پھڑکی کو دندان حسینؑ فرزند فاطمہؑ پر نازنا ہے حالانکہ میں نے مکرر دیکھا ہے کہ حضرت رسولؐ ان کے اور ان لب و دندان مبارک کے بوسے لیتے اور فرماتے تھے۔ تم بہترین جوانان اہل بہشت ہو خدا قتل کرے تمہارے قاتلوں کو اور خدا لعنت کرے۔ اور ان کو عذاب اہم میں گرفتار کرے اور ان کو اسفل درجہ میں جگہ دے۔ یہ سن کے یزید نے غضبناک ہو کے حکم دیا کہ ان کو دربار سے نکال دو۔

دربار یزید میں جناب زینبؑ کا خطبہ فصیح اس وقت حضرت زینبؑ دختر جناب امیر نے کہا ہم خدا کی حمد کرتے۔ اور اپنے جلد سردیہ میں پرورد و بیچتے ہیں۔ اور خدا نے سچ فرمایا کہ ان لوگوں کا انجام کار کیا ہوگا۔ جنہوں نے بڑے کام کئے ہیں اللہ جنہوں نے آیات خدا کی تکذیب کی۔ اور اس پر ہنستے ہیں۔ آیا تو گمان کرتا ہے۔ اسے یزید



کی گئی۔ کہ تجھے موثر ہے۔ حالانکہ تو اہل اسلام کی آنکھوں کو گمراہیاں اور آنکے سینوں کو بریباں کر چکا۔ اور سزا  
کو جو طاقی اور سرکش ہیں۔ اور بدن ان کے غضب و لعنت خدا اور رسول سے مملو ہیں اور سینے ان کے جو کہ  
ترل و آشیانہ شیطان ہیں ایسے مواظظ انہیں کیا بنیاد ہوتے ہیں۔ باعانت مردمان شیطان سیرت و سیر کالان  
نبیث سریرت جو کچھ تو نے چاہا تو گزرا۔ اس حالت میں پریمیز کاران و فرزند ان اوصیائے پیغمبران کا دستہ لے  
آزاد شدگان نبیث و سہلہائے زنا کالان فاجیسے قتل ہو جانا کہ ہمارا خون ایسے اشقیاء کے ہاتھوں سے بہنا  
اور ہمارا گوشت ان کے ذہن ہائے شمس سے باہر گزرا ہے۔ کوئی نجب کی بات ہے۔ اسے بڑبدا اگر تو ہم کو اپنا  
ایسے وقت جاننا ہے بہت قریب ہے۔ کہ تیرے اتنیصال کا باعث ہو۔ اور جو تو نے اپنے ہاتھوں اپنے  
اعمال کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ وہاں ہی پائے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ میں خدا سے شکایت کرتی  
ہوں۔ اور وہی میرا پشت و پناہ ہے۔ اور اسی پر مجھے اتنا دوس ہے۔ جو سکر تو چاہ کر۔ اور جو کوشش ہم سے عداوت  
کرنے میں تجھے منظور ہو۔ اس میں کوتاہی نہ کر۔ قسم بخدا تو ہمارا نام نہیں مٹا سکتا اور ہماری وحی کو برطرف نہیں  
کر سکتا۔ اور ہماری فضیلت کو نہیں پاسکتا۔ اور اپنی عار و بدنامی کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا۔ اور تیری  
رہنے کے کچھ بھی نہیں مگر تھوڑا سکر اور ایام دولت تیرے بہت نہیں۔ مگر مدت قلیل معتریب تیری جمعیت مبدل  
پر انگدگی ہو جائے گی۔ جس روز کہ منادی خدا کی جانب سے ندا کرے گا۔ کہ لعنت خدا ظالموں اور ستمگاردوں  
پر ہے۔ پس میں اس خدا کی حمد کرتی ہوں جس نے ہمارے اقل پر سعادت ختم کی۔ اور ہمارے آخر رحمت و شہادت  
کا اختتام کیا۔ اور میں خدا سے سوال کرتی ہوں۔ کہ ان کا ثواب کامل اور ان کے اجر کو مضاعف کرے اور ہمارے  
درمیان غلبہ ہو تحقیق وہی رحیم و ودود ہے اور دیکھ کہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا وکیل ہے ہمارے لئے یہ بڑبدا ملعون نے  
یہ کلام نصاحت تمام سنا بلکہ ایمانی کہنے لگا کہ جگر تو خرا بیسے ہی کہتے ہیں۔ } بڑبدا یسین پھر امام زین العابدین  
**کلام بڑبدا یا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام** کی طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا۔  
اسے فرزند حسین تمہارے باپ نے جو حکم مجھ سے نطق رقم کیا۔ اور میری سلطنت میں منازعت کر کے میرے  
حق میں رعایت نہ کی۔ اس سبب سے خدا نے ان سے ایسا سلوک کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے بڑبدا پسر علی  
و ہند واضح ہو کہ قبل تیری پیدائش کے ہمیشہ بادشاہی و پیغمبری ہمارے باپ دادا میں رہی اور بروز جنگ  
بلد و احد ازب رایت رسول ہمارے جد علی ابن ابی طالب کے دست مبارک میں رہا۔ اور رایت کفایت تیرے  
باپ دادا کے ہاتھ میں رہا۔ اسے بڑبدا تجھ پر داسے ہو۔ اگر تو جانے کہ ہمارے برادران و پدرا اور چچاؤں  
اور ہمارے اہل بیت کے حق میں کیسی خطاؤں کا نوڑ لکب ہو ہے۔ البتہ پیاراؤں پر تو بھاگ جائے اور  
خاک نشین ہو۔ اور فریاد و پلا و اثوراہ تو بلند کرے۔ اسے بڑبدا تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میرے پدرا حسین

فرزندِ فاطمہ و علیؑ و جگر گوشہ رسول خدا کا سر مبارک تو نے دروازہ شہر پر لٹکایا جسے - باد جو دیکھ میرے پدھر تم سب میں امانت رسولؐ تھی۔ اسے یزید تجھے برد ز قیامت بخواری دندانمت بشارت ہو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یزید ملعون اس کلامِ امام زین العابدین سے غضبناک ہوا۔ اور حکم دیا کہ انہیں باغ میں لے جا کر قتل کر دو۔ اور اسی جگہ دفن کر دو۔ جب جلا حضرت کو باغ میں لے گیا پہلے وہ شقی قبر کھودنے میں مصروف ہوا۔ اور حضرت مشغول نماز ہوئے جب قبر کھود چکا۔ اور ارادہ قتل حضرت کیا۔ اس وقت ایک ہاتھ ہوا سے نمودار ہو کے اس شقی پر لٹکا۔ اور وہ نابکار لغو مار کے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ جب خالد لیسر یزید نے یہ حالت دیکھی اپنے باپ پاس گیا۔ اور جو کچھ واقعہ گذرا تھا۔ اس سے نقل کیا۔ اس ملعون نے حکم دیا کہ اس قبر میں کہ امام زین العابدین کے لئے کھودی گئی تھی۔ اس میں اُسے دفن کر دیں۔ اور حضرت امام زین العابدین کو دربار میں طلب کیا۔

ایک شامی کا دختر حسینؑ کو طلب کرنا عیدہم نے روایت مختلفہ فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ وہ ملعون ہمارے حال پر روایا۔ اس وقت شقی شامی جس کے بال سرخ تھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اے یزید اس دختر کو مجھے بخش دے اور میری طرف اشارہ کیا میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی چھوٹی زینب سے پیٹ گئی۔ چھوٹی نے مجھے دلاہتہ تسکین دے کے اس شامی سے کہا۔ اے ملعون تجھے اور یزید اور کسی کو اذیتنا اس امر کا نہیں۔ یزید نے کہا۔ اگر میں چاہوں حکم کر سکتا ہوں۔ میری چھوٹی نے کہا۔ قسم بخدا تو حکم نہیں دے سکتا مگر یہ کہ ہمارے دین سے نکل جائے اور اپنا کفر باطنی تو ظاہر کرے۔ وہ ملعون اس کلام سے غضبناک ہوا۔ اور کہا مجھے ایسی درشتی اور سختی سے کلام کرنی ہو بلکہ معاذ اللہ تمہارے بھائی دین سے خارج ہو گئے۔ حضرت زینب نے فرمایا۔ دین خدا اور ہمارے ہمدرد پدھر ہمارے دین پر تیرے باپ دادا اور تو نے ہدایت پائی۔ بشرطیکہ مسلمان ہونے پر۔ اس ملعون نے کہا تم جھوٹ کہتی حضرت زینب نے کہا تو اپنی بادشاہی و سلطنت پر مغرور ہو گیا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو بکتا ہے۔ اب تیرا اواب میں نہ دوں گی۔ دوسری مرتبہ پھر اسی شامی نے وہی کہا۔ یزید نے کہا۔ چپ رہ خدا تجھے موت دے و بروایت دیگر ام کلثوم نے اس شامی سے کہا۔ اے بدبخت خدا تیری زبان کو قطع ہو سکھوں گونہما اور ہاتھوں کو خشک کر کے تجھے جہنم واصل کرے چپ رہ۔ واضح ہو کہ اولاد انبیاء و خدتمکار اولاد زمانہ میں ہوتی ہے۔ ابھی کلام ام کلثوم تمام نہ ہوا تھا۔ کہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور وہ ملعون گونگا ہو گیا اور آنکھیں اس شقی کی اندھی اور ہاتھ خشک ہو گئے۔ ام کلثوم نے فرمایا۔ الحمد للہ خدا نے اس دنیا میں ہی تجھے تھوڑی عنایت کا نرا چکھا دیا۔ یہ اس کی جزا ہے جو ہنگ حرمات حضرت رسولؐ کرے بروایت یزید

ابن طاووس دوسری دفعہ اس شامی نے زید سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یہ دختر امام حسین  
فاطمہ ہے۔ یہ زینب دختر علی ابن ابی طالب ہے۔ شامی نے کہا۔ حسین پسر علی وفاطمہ زید نے کہا۔ ہاں شامی  
نے کہا۔ اسے زید تجھ پر لعنت خدا ہو۔ عترت پیغمبر کو قتل کر کے ان کی فریت کو ایسر کرنا ہے۔ قسم خدا مجھے خیال تھا  
کہ یہ ایسران فرنگ ہیں۔ زید نے کہا۔ قسم خدا تجھے بھی ان سے ملتی کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ شامی کو قتل  
کہا جائے۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اہل بیت رسول کو زنداں میں سے جائیں۔

**خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام**۔ زید حضرت امام زین العابدین کو اپنے  
کو طلب کر کے منبر پر بیٹھا۔ اس خطیب ملعون نے بہت کچھ ناسزا جناب امیر اور امام حسین کے حق میں کہا۔  
اور عداوت پر زید کی تعریف و توصیف کی۔ امام زین العابدین نے آواز دی۔ اسے خطیب تو نے خدا کو ایک  
مخلوق کی خوشنودی کے لئے ناراض کیا۔ اور اپنی جگہ جہنم میں جیسا کی۔ پھر فرمایا۔ اسے زید مجھے اجازت  
دے کہ منبر پر جا کے چند کلمات ایسے بیان کروں۔ جو موجب خوشنودی خداوند عالمیان و باعث اجر و  
ثواب حاضران ہوں زید نے قبول نہ کیا۔ حاضرین نے التماس کیا۔ کہ انہیں اجازت دیجئے۔ ہم ان کے کلام  
کے شتاق ہیں۔ زید نے کہا۔ اگر یہ منبر پر جائیں گے۔ مجھے اور آل ابوسفیان کو سو اکریں گے۔ حاضرین نے کہا۔ اس کو دک  
سے کیا ہو سیکے گا۔ زید نے کہا۔ یہ ان اہل بیت سے ہے جو حالت شیرخواستی میں تسلیم و کمال کرانے میں جب اہل شام نے  
ہمت ممانہ کیا زید نے اس وقت اجازت دی۔ پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الہی و درود  
حضرت رسالت شاہی ایک خطبہ ایسا فصیح و بلیغ ادا کیا۔ جس نے دیدہ ہائے حاضران گریاں اور دہائے  
سنگدلاں زریاں کر دیئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس۔ خدا نے اہل بیت رسالت کو کچھ فضیلتیں عطا کیں اور  
سات فضیلتوں سے تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ علم بردباری۔ جوانمردی۔ فصاحت و شجاعت و محبت دہائے  
منین میں عطا کی۔ اور ہم کو اس سبب سے فضیلت دی ہے کہ حضرت محمد صلعم ہم سے ہیں۔ اور صدیق اعظم عالم تھا  
ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ ہم سے ہیں۔ اور حمزہ  
شیر خدا رسول ہم سے ہیں۔ اور سبط امت یعنی امام حسن اور امام حسین سردار جوانان اہل بہشت ہم سے ہیں۔ جو  
مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور مجھے مہین پہچانتا۔ میں اسے اپنے نسب و حسب کی خبر دیتا ہوں۔ ایہا الناس میں  
فرزند کنوئی ہوں۔ میں ہی فرزند زفرم و صفا ہوں میں اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی چادر سے مقام ابراہیم  
کو اٹھایا۔ میں ہی فرزند پیغمبران بہترین ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف گنڈگاں ہوں میں ہی فرزند  
بہترین حاجیان و تلبیہ گیا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جو کہ قرب خدا میں بنام قاب تو میں ادا کی پہنچا جو برف پر

ہو کے ہوا پر بلند ہوا میں اس کا فرزند ہوں جو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جائے گئے  
 میں اس کا فرزند ہوں جسے جبریل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے ملائکہ ہائے  
 آسمان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں ہی فرزند محمد مصطفیٰ ہوں میں ہی فرزند علی المرتضیٰ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند  
 ہوں جس نے اپنی نواہر یعنی ہائے مردم پر لگائی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بواحد انیت خدا قائل ہوئے ہیں ہی اس  
 کا فرزند ہوں۔ جس نے حضرت رسول کے روم و تلو اور دل سے جہاد کیا۔ اور دونوں سے اہل عناد کو دفع  
 کیا۔ اور دونوں ہجرت میں ہجرت کی اور دونوں بیعتوں میں موجود تھے۔ کافروں کو جنگ بدر میں ہزیمت دی اور  
 بقدر حشم زدن بھی خدا کا فرزند کیا۔ میں ہی فرزند صالح مومنوں و وارث پیغمبروں و برادرانہ زہرہ سعدان و بادشاہ مسلمان  
 نور ہما و کندہ گان و زینب عابدان و نواج گہر کندہ گان و صبر کندہ ترین صبر کندہ گان و مترین نماز گزارندگان ہوں میں  
 ہی فرزند اس کا ہوں جس کی نایب جبریل اور نصرت پر کاسیل کرتے تھے میں ہی فرزند حمایت کنندہ مسلمان و کشندہ  
 مارتان و ناکشان و ناسطان ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس نے اہل دین خدا و رسول مومنوں میں قبل  
 کیا۔ میں ہی فرزند اہل سابقان و برادرانہ زہرہ مشرکان و تیر زہرہ کو خدا بر منافقان و زبان حکمت عارفان  
 و باری کنندہ دین خدا و گلستان حکمت خدا و صندوق علم خدا ہوں۔ میں ہی فرزند جو امر دینی و شجاع زنی و  
 پسندیدہ اطمینی قطع کنندہ اصحاب و متفرق کنندہ احزاب ہوں جس کا ولی سب سے ثابت تراویس کی  
 عزیمت سب سے حکم ترقی وہ شیر پیشہ شجاع تھے۔ کہ شمشیر آبدار سرد بلند کا فران نا ہمار کاٹتے تھے اور  
 برق شمشیر آبدار سے آگ خرمن عمر کفار و نجار میں لگا دیتے تھے۔ شیر پیشہ حجاز و مرد مردانہ عراق شہسوار بدر  
 و احد شیر پیشہ۔ با وارث مشعرین والا سبطین یعنی ہمارے دار اعلیٰ ابن طالب تھے۔ پس فرمایا: میں ہی  
 ہوں۔ فرزند فاطمہ زہرا سیدۃ النساء اور فرزند خدیجہ الکبریٰ ہوں۔ میں ہی فرزند مقتول تیغ اہل جفا فرزند  
 لب تشنہ صحرا سے کہ بلا فرزند غارت شدہ اہل جور و جفا ہوں میں ہی اس کا فرزند ہوں جس پر سائنان،  
 زمین اور مرفلان ہوانے نوحہ کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔

جس کے سر مبارک کو نیزہ پر نصب کر کے شہروں  
 میں پھیرا یا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کی  
 ہجرت اور عزت کو اولاد زانے امیر کیا۔ ہم ہی اہل بیت محنت و بلا ہیں۔ ہم ہی عمل نزل ملائکہ سجاد و محیط  
 علم خدا ہیں۔ یہ فرما کر اس قدر مداح اپنے اجداد و کرام اور مغاخر اپنے ابا نے نظام کے بیان کئے۔ کہ خوش  
 اہلیان دیار سے بلند ہوا۔ اور بڑے یلعون ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو لوگ مجھ سے منحرف ہو جائیں۔ یہ نبیوں کر کے موزن  
 کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اذان کہ جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے فرمایا: کوئی چیز بزرگ زیادہ نہیں اور



جب مؤذن نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا، حضرت نے فرمایا، اس کلمے پر میرے بال اور پوست اور گوشت اور خون شہادت دیتے ہیں، جب مؤذن نے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا، حضرت نے فرمایا، اسے یزید بن ابی محمد بن کا نام اس رفعت و عزت سے لئے جاتا ہے میرے دادا ہیں یا تیرے۔ اگر تو اپنا حمد ان کو کہے دوسرے کو اور کافر کہلائے گا۔ اور اگر کہے کہ وہ میرے ہدفے پھر ان کی عزت کو تو نے کیوں قتل کیا۔ اور ان کی اولاد کو کیوں قتل کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور نماز کو کھڑا ہو گیا۔

ایک عالم یہودی کا قتل دربار یزید میں ایضا روایت کی ہے، کہ مجلس یزید ملعون میں ایک مرد علمائے یہود سے حاضر تھا۔ اس نے پوچھا، یہ کون جوان ہے۔ کہا یہ علی ابن الحسین ہیں۔ اس نے کہا حسین کس کے سپر ہیں۔ کہا حسین ابن علی ابن ابی طالب پھر اس نے پوچھا، ان کی والدہ کون ہیں۔ کہا ان کی والدہ زینب بنت جحش ہیں۔ کہا سبحان اللہ حسین فرزند تمہارا ہے پیغمبر کے ہدفے اور اس قدر جلدان کو تم نے قتل کیا تم نے اپنے پیغمبر کی ذریت سے برا سلوک کیا۔ اور ان کی کچھ حرمت نہ کی تم بخدا اگر فرزند نبوی زندہ ہوتا۔ میرا یقین اس پر ہے کہ ہم لوگ اس کی پریشانی کرتے تمہارے پیغمبر کل کے روز تم سے جدا ہوئے۔ اور آج تم نے ان کے فرزند کو قتل کر ڈالا تم میری امت ہو یہ سن کے یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہودی اٹھا۔ اور کہا، تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو، لہذا سن لوہ میں نے تو روایت میں پڑھا ہے۔ کہ جو اپنے پیغمبر کی ذریت کو قتل کرے۔ جب تک وہ زندہ ہے ملعون ہے اور جب مرے گا خدا اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ ابن ربیع نے روایت کی ہے، کہ ابوالاسود نے کہا، ایک دن اس الجالوت کہ بزرگ ترین علمائے یہود سے تھا۔ میرے پاس آیا۔ اور کہا، تم بخدا میرے اور داد کے درمیان شریعت کا فاصلہ ہے۔ مگر جب یہود لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ میری بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اور تم نے اس شخص کو جس کی پشت ہنوز تمہارے پیغمبر سے گزری تھی قتل کر ڈالا۔

**بیان مجلس یزید و کیفیت کنیسیہ حاضر و قتل فرنگی** امام زین العابدین سے روایت ہے جب سر مبارک سید الشہداء یزید ملعون پاس لائے وہ شقی سر منور مجلس شراب میں رکھ کر شراب زہر بار کرنا تھا۔ ایک روز بادشاہ فرنگ کا قاصد اس کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور وہ قاصد اپنی قوم کا بزرگ و شریف تھا۔ اس نے کہا اسے بادشاہ عیب یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے کہا مجھے اس سر سے کیا سرکار۔ اس نے کہا، جب میں اپنے بادشاہ پاس جاؤں گا وہ اس شہ کارم و طریقہ مجھ سے دریافت کرے گا۔ اس وجہ سے میں چاہتا ہوں، کہ اس سر کے حال سے مطلع ہوں اور اس سے جہانگے بیان کروں کہ وہ بھی تمہارے فرحت و سرور خوشی میں شریک ہو گا۔ یزید نے کہا، یہ سر حسین ابن علی کا ہے۔ فرنگی نے کہا اکی ال کا کیا نام ہے یزید نے کہا ان کی ماں کا نام ناظرہ بنت رسول ہے فرنگی نے کہا، تم پر بادشاہ زین

پر بٹھری ہو۔ ہمارا دین تیرے دین سے بہت اچھا ہے۔ واضح ہو کہ میرا باپ فرزند ان حضرت دادو کی نسل سے ہے۔ اور بہت زیادہ گزر چکا ہے۔ مگر فرنگی ہماری تعظیم کرتے ہیں۔ ہمارے پائل کے نیچے کی خاک تترک کے طور اٹھالے جاتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے فرزند پیغمبر کو قتل کر ڈلتے ہو۔ درحالیکہ اس میں اور تمہارے پیغمبر میں ایک پشت بھی نہیں گذری۔ تمہارا دین بہت برا دین ہے۔ کیا تو نے حکایت کلیسائے کافر کی نہیں سنی۔ زید نے کہا۔ بیان کرو۔ بیان کرو۔ فرنگی نے کہا۔ ملک چین و عمال کے درمیان ایک دریا ایسا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے۔ اور اس میں آبادی نہیں۔ بغیر ایک شہر کے جو کہ درمیان پانی کے واقع ہے۔ اور طول اس شہر کا اتنی فرسخ مگر ہے اور تمام روئے زمین پر کوئی شہر اس سے زیادہ بڑا نہیں۔ کا فوراً دریا قوت اور غمزدگی سے لاتے ہیں۔ اس شہر کے درخت خود کے ہیں۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے۔ اور اس شہر میں بہت گرجا ہیں۔ اور سب سے بڑا گرجا کینتہ حاضر ہے۔ اس کی محراب میں تختہ طلائی آویزاں ہے اور اس تختہ میں ایک تم ہے جسے لوگ کہتے ہیں وہ تم خرم عیسیٰ کا ہے جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے۔ اس تختہ کے دور کو طلا اور دیر سے مزین کیا ہے اور ہر سال گروہ درگروہ فرنگی اطراف عالم سے اس گرجا کی زیارت کو آتے ہیں اور اس تختہ کا طواف کر کے اس کو چومنے اور آنکھوں سے لگا کر اپنی اپنی حاجات قاضی الحاجات سے طلب کرتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے گدھے کے تم کی جس پر گمان ہے کہ یہ تم حضرت عیسیٰ کے گدھے کا ہے۔ اس قدر عزت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے پیغمبر کی دسترخوار کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ جب زید ملعون نے یہ سنا۔ حکم کیا۔ کہ اس کو قتل کرو اپنے شہر میں جا کے یہ مجھے بتاؤ نہ کرے جب اس فرنگی نے یہ سنا۔ کہا میرا قتل تجھے منظور ہے۔ زید نے کہا ہاں۔ اس فرنگی نے کہا۔ کل کی رات تمہارے پیغمبر کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اسے فرنگی تو بہشتی ہے۔ میں اس کلام آنحضرت سے متعجب تھا۔ اب میں شہادت ابو حدایت البی و رسالت حضرت پناہی دینا ہوں۔ یہ کہا۔ اور زور کے سر مبارک سید الشہداء اپنے سینے سے لگا لیا۔ پیار کر کے رزنا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قتل ہوا۔

ابو عصف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکم زید ملعون سے سر مبارک زوجہ زید کا باہر نکلتا سید الشہداء اس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل چھوڑ دیا۔ جب محذرات اہل بیت عصمت و طہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابی سفیان نے اپنے زپور اتار دیے اور لباس نامم پن کے آواز نوہ و گریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز قائم رہا ہندو نتر عبد القہر بن عامر کہ اس زمانہ میں زید کی زوجہ تھی۔ اور پیغمبر امام حسین کی خدمت میں تھی

اس نے پردہ کا خیال نہ کیا۔ اور گھر سے نکل کے مجلس یزید ملعون میں جس وقت کہ مجمع عام تھا۔ آ کے کہا اسے یزید تو نے سر مبارک امام حسینؑ پسر فاطمہ زہرا کا میرے دروازہ پر لٹکا پایا ہے۔ یزید نے دوزخ کے کپڑا اس کے سر پر ڈال دیا۔ اور کہا۔ گھر میں چلی جا اور گھر میں جا کر فرزند رسولؐ خدا بزرگ قریش پر نوحہ و زاری کر۔ این زیاد نے ان کے بارہ میں جلدی کی ہیں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ مولف فرماتے ہیں یہ بات اس ملعون نے اپنی زوجہ ہند کو سمجھانے کے لئے کہی تھی۔ درتہ قائل امام حسینؑ کا وہی ملعون تھا۔

## خواب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ

شیخ ابن نمائے روایت کی ہے کہ ایک رات سکینہ دختر امام حسینؑ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناقے نور کے ظاہر ہوئے۔ اور ہر ناقہ پر ایک مرد پیر نور سوار تھا۔ اور بہت فرشتے ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک کینز خوبصورت تھی۔ جب وہ ناقے میری طرف سے نکل گئے۔ وہ کینز میرے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے سکینہ تمہارے جد رسولؐ خدا تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ رسولؐ خدا پر سلام ہو۔ تم کون ہو۔ کہا۔ میں حوران ہستی سے ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ مردان پیر جو کہ ان ناقوں پر سوار تھے کون لوگ تھے۔ اس حور نے کہا۔ ایک حضرت آدم صغی اللہ دوسرے ابراہیم خلیل اللہ تیسرے موسیٰ کلیم اللہ اور چوتھے عیسیٰ روح اللہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ ایک مرد پیر جو کہ اپنی ریش مبارک اپنے ہاتھ سے پکڑے تھے اور ضعف و نقاہت ان کے چہرہ سے ظاہر تھے وہ کون تھے۔ اس نے کہا۔ وہ تمہارے جد رسولؐ خدا تھے جب میں نے اپنے جد کا نام سنا دوسری۔ کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤں اور اس امت جفا کار کی شکایت کروں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ پانچ ہودج نور کی پیدا ہوئیں۔ اور ہر ایک ہودج میں ایک ایک بی بی نورانی بیٹھی تھی۔ میں نے اس حور سے پوچھا۔ یہ حور تیں کون ہیں۔ اس نے کہا۔ پہلی حضرت حوا دوسری آسیہ زین فرعون تیسری مریم دختر عمران چوتھی خدیجہ دختر خویلد ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ پانچویں کون ہیں۔ کہ کبالی اندہ اپنا سر مبارک ہاتھوں سے تھامے حیران اور پریشان ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ تمہاری جدہ فاطمہ زہرا ہیں۔ جب میں نے اپنی دادی کا نام سنا۔ دہلشی اور ہودج تک پہنچ کے نالہ و فریاد کرنے لگی۔ اسے مادر گرامی ظالمان امت نے ہلکے حق سے انکار کیا۔ ہماری جمعیت کو پرانندہ کر دیا۔ ہماری بہنک ہرنت کو مہارج جانا اسے داری میرے پدھر بزرگوار امام حسینؑ کو شہید کر کے بچھے یتیم کیا۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اے سکینہ اب اگے کچھ نہ کہہ میرے دل کو تو نے پارہ پارہ اور میرے جگر کو تو نے مجروح کر دیا۔ اسی وقت پیران امام حسینؑ حق تعالیٰ کے پاس سے جاتی ہوں۔ اور اس کا خون جہا طلب کرتی ہوں۔ ایضا۔ دیگر علما نے حضرت سکینہؑ روایت

کی ہے۔ کہ ایک روز سکینہ نے زید پلیدی سے کہا۔ شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اگر تو اجازت دے میں بیان کروں۔ اس نے کہا۔ بیان کرو۔ حضرت سکینہ نے کہا۔ شب کو جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اپنے اور اہل بیت کے حالی پریشان پر بہت گریہ و زاری کی۔ جب میں سو گئی۔ میں نے دیکھا درہائے آسمان کھل گئے اور درمیان آسمان و زمین ایک نور سا طبع ہوا۔ اور سوران بہشت اتریں۔ ناگاہ مجھے ایک باغ نہایت بہتر و شاداب گل اور یاسمین سے آراستہ اور ایک قصر نہایت باریعت و زینت نظر آیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ پانچ مرد پیر نورانی اس قصر میں داخل ہوئے میں نے ایک سواری سے پوچھا۔ یہ قصر کس کا ہے۔ اس نے کہا تمہارے پدرا امام حسین کا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ مرد پیر نورانی کون ہیں اس نے کہا اے سکینہ تم نے نہیں پہچانا۔ وہ تمہارے جد حضرت رسول ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کہاں گئے۔ اس نے کہا۔ تمہارے پدرا امام حسین پاس گئے ہیں۔ میں نے کہا واللہ میں پسے جد پاس جا کے اپنے حال کی ان سے شکایت کرتی ہوں۔ پھر میں نے ایک مرد خوش رو نورانی کو دیکھا۔ کہ نہایت سخن دان و اندوہ سے کھڑا ہے اور شمشیر ہاتھ میں ہے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ اس نے کہا۔ تمہارے جد علی ابن ابی طالب ہیں۔ یہ سن کر میں ان کے پاس گئی۔ اور بروایت دیگر حضرت رسول پاس گئی۔ اور کہا۔ یا جواد ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ اور ہماری خونریزی کر کے ہماری حرمت کو ضائع کیا۔ ہم کو شہزادہ نہ پر سوار کر کے زید کے دربار میں لے گئے۔ پس حضرت رسول نے مجھے گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پیغمبران خدا بچو میری امت نے میری ذریت فرزندوں سے کیا سلوک کیا۔ اس سواری نے کہا اے سکینہ اپنی شکایت موقوف کرو۔ کہ حضرت رسول کو تم نے رلا دیا۔ بعد ازاں مجھے دوسرے قصر میں لے گئے اس قصر میں پانچ بیبیاں نہایت با عظمت و شان تھیں اور ان میں ایک بی بی سب سے عظیم مرتبہ سیاہ لباس پہنے اور بال سر کے بکھرے تھی۔ اور پرانہن خون آلود ہاتھ میں تھا۔ جس وقت وہ اٹھتی تھیں ان کی تعظیم کو سب بیبیاں اٹھتی تھیں۔ اور جب وہ بیٹھتی تھیں۔ اس وقت سب بیبیاں بیٹھتی تھیں۔ اور ہر امر میں ان کی عزت کرتی تھیں۔ میں نے اس سواری سے پوچھا۔ یہ خوابین معظّمہ کون ہیں۔ اس نے کہا اے سکینہ ایک حضرت حوا ہیں۔ اور دوسری مریم مادر عیسیٰ ہیں اور تیسری خدیجہ اور چوتھی سارہ زہرا حضرت ابراہیم نلیل اللہ ہیں۔ دروایتے باجرہ مادر اسماعیل ہیں اور جن کے ہاتھ میں پیرا من ہے اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہرا ہیں۔ یہ سن کر میں اپنی دادی پاس گئی۔ اور کہا اے جدہ نامداری سے پدرا کو قتل کیا۔ اور مجھے پیغم کیا۔ انہوں نے مجھے سینہ سے لگا لیا۔ اور بہت گریہ و زاری کی اور وہ خوابین بھی بہت زید اور کہا۔ اے فاطمہ خدا تمہارے اور زید کے درمیان بروز قیامت حکم کرے گا۔

ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور ملائکہ فوج فوج میرے پدھر کے سرفردس کی زیارت  
 کو آتے اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ جب یزید نے یہ خواب سنا۔ اپنے منہ پر طمانچہ مار کے  
 رونے لگا۔ اور کہا۔ مجھے قتل حسین سے کیا مطلب تھا۔ بروایت دیگر اس خواب کو سوچ نہ جانا اور ٹھوکر  
 محافطہ سر امام حسین کا خواب دیکھنا میں کعبہ میں طواف کرتا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک  
 شخص دعا کر کے کہتا ہے۔ خداوند! مجھے بخش دے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ تو نبخشے گا۔ جب میں نے اس سے  
 سبب ناامیدی پوچھا۔ وہ مجھ کو حرم سے باہر لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان میں سے ہوں۔ جو عمر بن سعد  
 کے لشکر میں تھے اور ان چالیس نفر سے ہوں۔ جو امام حسین کا سر شام لے گئے۔ اور راہ میں بہت  
 بزرگوں سے مشاہدہ کئے۔ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے۔ جس روز اس سر مٹھہ کو یزید کی مجلس میں  
 لے جاتے تھے۔ تا قی نے سر مبارک اٹھا کر یزید پر تڑپا۔ کہ میری سپر کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ اس نے کہ  
 نے ہا شاہ بزرگ کو قتل کیا اور میں نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو سب سے افضل ہے یزید نے کہا۔ جبکہ تو  
 جانتا تھا۔ کہ وہ ایسے بزرگ ہیں۔ پھر کعبہ ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے اس ملعون کے قتل کا حکم دیدیا  
 اور اس سر منور کو اپنے گمے رکھ کے بہت خوش ہوا۔ اور اہل مجلس نے اس پر اہتمام حجت کی۔ مگر کچھ  
 نہ ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا بعد اس منور کو ایک حجرے میں کہ اس کی مجلس عیش و شرب کے متصل  
 تھا۔ ایک نیزہ پر نصب کیا۔ اور مجھ اس مبارک کا پاس بان بٹھرایا۔ اس سرفردس کے بجزات سے مجھے  
 دہشت پیدا ہوئی۔ اور نیند نہ آئی۔ جب ایک ثلاث شب گزری اور میرے ہمراہی خواب مرگ میں گئے  
 ناگاہ میرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔ اور میں نے سنا۔ ایک منادی نے کہا۔ اے آدم آترو پو  
 حضرت آدم ص علیہ السلام آسمان سے اترے۔ ناگاہ دوسری آواز آئی کہ ابراہیم آترو پو وہ حضرت بھی  
 ص علیہ السلام آترو پو۔ اور ان کے ساتھ ایک عظیم بنا اور ایک آواز آئی کہ اے محمد ص علیہ السلام آترو پو  
 ص علیہ السلام آترو پو۔ اور ملائکہ نے اس حجرہ کو جس میں امام حسین کا سر تھا۔ گھیر لیا۔ اور  
 حضرت رسول اس حجرے میں داخل ہوئے۔ جب امام حسین کے سر کو دیکھا۔ تو حضرت رسول پر صدمہ و رنج  
 کی وجہ سے ضعف طاری ہوا۔ اور بیٹھ گئے۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ جس نیزے پر سر امام حسین نصب  
 تھا۔ وہ خم ہوا اور وہ سر منور آنحضرت کی گود میں آگیا۔ حضرت نے اس سر مٹھہ کو اپنے سے لگایا۔ اور  
 حضرت آدم پاس لائے اور کہا۔ اے پدھر دیکھئے میری امت نے میرے فرزند دلبند کے ساتھ کیا سلوک  
 کیا۔ ناگاہ جبریل حضرت رسول پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں۔ مجھے اجازت

دیجئے کہ زمین کو متزلزل کر دوں۔ اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ دی۔ جس پر سب نے کہا اجازت دیجئے۔ کہ ان چالیس نفر کو ہلاک کر دوں۔ حضرت نے فرمایا: تم کو اختیار ہے۔ پس جس پر سب نے کہا اجازت دیجئے۔ اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اس کے بدن کو جلا دیتی تھی۔ یہاں تک کہ میری نوبت پہنچی۔ میں نے فریاد اور استغاثہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: اس ملعون کو چھوڑ دو۔ خدا اس کو نہ بخشے۔ یہ سن کر مجھے چھوڑ دیا۔ اور سر اٹھا کر سے گئے۔ اور پھر دوسری شب کسی نے اس سر کو نہ دیکھا۔ جب عمر سعد لعین ملک رسے کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جہنم داخل ہوا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچا۔ مولف فرماتے ہیں۔ در باب سر مبارک سید الشہداء اہل سنت میں بہت اختلاف ہے۔ مگر علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے۔ کہ امام زین العابدین مع سر ہائے شہدار روز اربعین کو بلا میں آئے اور ان سروں کو جسوں سے ملتی کیا۔ یہ قول بحسب روایات بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور حدیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ایک شخص شیعانِ آنحضرت سے اس سر مبارک کو لے گیا۔ اور بلائے سر حضرت امیر المؤمنین و دفن کیا۔ اس سبب سے وہاں بھی زیارت امام حسین پڑھنا سنت ہے اور یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اس سر منور کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ واضح ہو کہ اگرچہ حقیقت واقعی سراقدس کی دریافت نہ ہو۔ لیکن اس میں تو شک نہیں کہ وہ سرا طہر اور جسم النور مقام شریف اور محل لطیف کو منتقل ہو کے عالم قدس میں باہمہر گمراہ ملحق ہوئے۔

**بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت ابن بابریہ نے روایت کی ہے کہ یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدین کو مع محذرات مطہرات ایسے مکان میں قید کیا جہاں کچھ سایہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ چہرہ ہائے نورانی کسے لوست جدا ہو گئے اور ان دنوں میں بیت المقدس میں جو تھوڑا ٹھلکتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور وقت طلوع شمع آفتاب دیواریں سرخ ہو جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دیوار پر سرخ چادر ڈال دی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام زین العابدین خواب میں مغلطہ اور سرور کو کر بلا میں لائے۔ بصائر اللہ جانت میں حضرت صادق سے روایت کی ہے جب حضرت علی بن حسین کو یزید بلید پاس سے گئے اور ان کو ایک کھنڈر میں اس نے قید کیا۔ بعض اہل بیت نے کہا۔ ہم کو اس واسطے اس کھنڈر میں قید کیا ہے کہ یہ مکان ہم پر گرے۔ جو لوگ پاسبانی ننگ کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں زبان لڑی کہا۔ یہ لوگ خائف ہیں کہ یہ مکان ہم پر گرے۔ مگر نہیں جانتے کل صبح ان کو قتل کریں گے ان غلاموں کو یہ گمان تھا کہ یزبان رومی نہیں جانتے چونکہ حضرت امام زین العابدین تمام زبانوں سے واقف تھے فرمایا۔ خدا تمہارے چاہے گا۔ جب دوسرا روز ہوا۔ ان کو قید سے رہا کیا۔**

سید ابن طاووس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ میں تشریف لے جاتے تھے منہال بن عمر نے حضرت سے پوچھا آپ کو یہ شام کس حال میں ہوئی اور کہا مصیبت گزری حضرت نے فرمایا جس طرح بنی اسرائیل پر اکل فرعون میں گزری کہ ان کے فرزندوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو ابھر کرنے لگے۔ اسے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں۔ کہ محمد عرب سے ہیں۔ اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں کہ وہ حضرت قریش سے ہیں اور ہم کو کہ اہل بیت رسول ہیں قتل کرتے ہیں اور اپنے ساکن و مکانات سے دور کرتے ہیں۔ اور ہمارا حق غضب کر کے نہر نہر ہم کو پھرتے ہیں۔ پس قصائے حق تعلقے پر راضی ہیں اور کہتے ہیں۔ یا اللہ درانا الیہ راجعون۔ روایت کی ہے۔ ایک روز زید ملعون نے حضرت امام زین العابدین اور عمر و فرزند امام حسن کو طلب کیا۔ اور عمر و کا سن گیارہ برس کا تھا۔ عمر و سے کہا۔ اسے فرزند خالد سے کشتی لڑو۔ عمر و نے کہا۔ کشتی سے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ہماری شجاعت کا امتحان تجھے منظور ہے تو ایک پھری مجھے دے ایک پھری اسے دے تاکہ میں اس سے مقابلہ کروں۔ زید نے کہا۔ یہ شجاعت تمہارے باپ دادا کی میراث ہے۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا میری تین حاجتیں ہیں۔ اول یہ کہ میرے پدر بزرگوار کا سر مجھے دے۔ دوسرے حکم کرو جو کچھ ہمارا مال و اسباب و اثاثہ ہے۔ وہ ہم کو واپس کر دیں۔ تیسرے اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو کسی کو مخدرات عصمت و طہارت کے ہمراہ کر کر انہیں ان کے جد کے روضہ مبارک تک پہنچا دے اس ملعون نے کہا۔ تم کبھی اپنے پدر کا سر نہ دیکھو گے اور عورتوں کو تم خود مدینہ میں لے جاؤ۔ اور جو کچھ تمہارا مال و اثاثہ ہے اس کے عوض تم کو اپنے مال سے دو گلا حضرت نے فرمایا۔ میں تیرا مال نہیں چاہتا، لیکن جو ہمارا اسباب ہے۔ اس لئے اسے طلب کرتا ہوں۔ اس میں کئی کپڑے ایسے ہیں جن کا نانا کا ہماری جدہ معظمہ جناب فاطمہ کے دست مبارک کا کانا ہوا ہے اور ایک مقحفہ اور ایک گردن بند اور ایک پیراہن ان معظمہ کا اس اسباب میں ہے۔ یہ سن کر اس نے حکم کیا کہ وہ تمام اسباب دو۔ اور دوسو درہم نثار طلائی بھی دیئے۔ حضرت نے وہ روپیہ بھی فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا پھر زید نے امام زین العابدین کو اس امر کی اجازت دی کہ خواہ مدینہ میں تشریف لے جائیں۔ یا دمشق میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ مدینہ میں جہاں میرے جد بزرگوار کا مقام ہے یعنی تمام ہجرت جلا جلا ہند زو جہر بزرگوار حسین کا خواب دیکھتا ہے بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ ہند زو زید نے کہا۔ کہ جب ہمدانے کو بلا کے سر شام میں لائے ہیں نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ کہ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ اور فوج فوج ملائکہ نازل ہوئے حضرت امام حسین کے سر مبارک کے برابر کھڑے ہوئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک

ابراہیم سے اترا۔ اور اس ابراہیم بہت لوگ تھے ان میں ایک مرد نہایت صلاحیت و صباحت و نور و صفا رکھتا تھا جب وہ زین پر پہنچے دوز کے اس سرنور کے پاس جا کے بے دو دمان کے بو سے ملے اور کمالی نور و لازمی کہتے تھے۔ اسے میرے فرزند بلند تھے قتل کیا۔ اور تجھے پانی نہ دیا۔ کہا تجھے نہیں پہچانتے تھے۔ اسے فرزند گرامی میں تیرا اہل رسول خدا ہوں۔ اور یہ تیرا پیدر علیٰ مرتضیٰ اور یہ تیرا برادر حسن مجتبیٰ ہے۔ اور یہ نیز سے چچا جعفر طیار و عقیل و حمزہ و عباس ہیں۔ اسی طرح تمام اہل بیت کو نام بنا کر بتایا۔ ہند کہتی ہیں میں اس خواب سے خائف و زسالا چونکی۔ اور جب اس سرنور کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ نور اس سرنور سے سا طبع ہے۔ جانب آسمان میں نے جا کے قصد کیا۔ کہ زید کو جھکا کے اس کو اپنے خواب سے مطلع کروں۔ مگر اس کو اس کی جگہ پر نہ پایا۔ جب تلاش کیا تو دیکھا۔ ایک اندھیرے مکان میں دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھا ہے اور نہایت خوف و ہشت سے کہتا ہے۔ کہ تجھے حسین سے کیا مطلب تھا۔ جب اس نے میرا خواب سنا اس کا غم داندہ زیادہ ہوا۔ اور سر جھکا کے کچھ جواب نہ دیا۔ صبح کو اہل بیت رسالت کو طلب کر کے ان کو شام میں رہنے یا مدینہ کی طرف جانے کا اختیار دیا۔ انہوں نے کہا۔ اول ہم کو امام مظلوم کا ماتم برہا کرنے کی اجازت دے اس نے کہا۔ جو تمہیں منظور ہو۔ وہ کرو۔ اور ایک مکان اہل بیت کو دیا۔ اہل بیت نے جاہمائے سیاہ پہنے اور ملک شام میں جس قدر قریش و بنی ہاشم تھے۔ وہ ماتم دگر بہ زاری و لغزبت و سوگواری میں ان کے شریک تھے اور سات روز تک ان حضرت پر نور و زاری کی۔ روز ہشتم زید نے ان کو طلب کیا۔ اور غدر خواہی کر کے ان کو شام میں رہنے کی تکلیف دی۔ جب انہوں نے قبول نہ کیا۔ محلیں اور ہو دیں ان کو دلوا دیں۔ اور خرچ کے لئے مال حاضر کیا۔ اور ان سے کہا۔ بر اس ظلم کا عوض ہے جو تم پر ہوا حضرت ام کلثوم نے فرمایا۔ اسے زید تو کس قدر بے جیسا ہے۔ ہمارے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے کہتا ہے۔ کہ یہ عوض ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کا معاوضہ ان کے ایک روٹے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

روایت شیخ مفید و غیرہ زید بلعون نے نعمان  
روایتی شام سے ابن بیت کا کر بلا پہنچنا بن بشر کو کہ اصحابہ حضرت رسول سے تھے طلب  
کیا۔ اور کہا کسی ثانی کو کہ جو صلاح و نیکی و امانت در دینت سے موصوف ہوا۔ اس کو ان کے ہمراہ کر دو اور  
عمدہ طرح سے ان کے سفر کی تیاری کر دو اور کچھ لوگ نگہبانی کے لئے ان کے ہمراہ روانہ کرو۔ و پر روایت  
دیگر خود نعمان بن بشر کو روانہ کیا۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین کو طلب کر کے نجیال رفق تبلیغ کہا  
ابن مرجانہ پر خدا لعنت کرے۔ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ تو امام حسینؑ کو کچھ مجھ سے طلب کرتے پیمان



کو دینا۔ اور ان کے قتل پر راضی نہ ہونا۔ آپ ہمیشہ مجھ کو خط لکھا کریں۔ اور جو مجھ سے حاجت ہو وہ طلب فرمائیں کہ میں بجالاؤں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا۔ اس کو طلب کر کے حضرت کی رعایت کے بارے میں اس سے بہت کچھ کہنا لیا۔ اور جب اہل بیت روانہ ہوئے تو قریب عراق پہنچے اس شخص سے جو ان کے ہمراہ تھا۔ اس کو بلا کر کہا۔ ہم کو کہہ بلائے چلو۔ اور وہاں سے مدینہ کی جانب روانہ ہو۔ اس شخص نے منظور کیا۔ جب کہ بلا پونچھے۔ اسی روز ہائیر بن عبد اللہ انصاری اور گروہ بنی ہاشم اور ان مظلوم امام کے اقارب حضرت کی زیارت کو آئے تھے۔ اس مقام منبرک میں آپس میں ملاقات کر کے بہت گریہ و زاری کی۔ ایک جماعت کثیر عورات قریہ و دیہات سے حاضر ہوئیں۔ اور مراکم تعزیت بجالائیں بعد اس کے روانہ ہوئے۔

**مرثیہ بشیر بن جذلم مشتمل بر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں۔ بشیر بن جذلم** کہ ہماریاں اہل بیت سے تھا۔ وہ کہتا ہے۔ جب ہم قریب مدینہ پہنچے۔ حضرت سیدنا جبریل نے ایک مقام پر قریب شہر نزد اہلال فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ تہنہ نصب کریں۔ اور ننانیس گھڑی ہوں۔ پھر فرمایا دے بشیر خدا تیرے باپ پر رحم کرے۔ تیرا پدر در شاعر تھا۔ اپنے باپ کا حصہ تو نے ہی پایا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ چند شعر مرثیہ سید الشہداء میں مدینہ میں جا کے پڑھ اور اہل مدینہ کو ہمارے آنے سے مطلع کر۔ بشیر کہتا ہے کہ میں سوار ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ جب سجد حضرت رسول کے قریب پہنچا۔ میں نے صدائے گریہ و زاری چند شعر جالسوز اس مضمون کے پڑھے۔ اسے اہل شہر یہ جگہ قہام کی نہیں رہی۔ کیونکہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور اسی سبب سے میری آنکھوں سے سیلاب شک رواں ہے۔ ان کا بدن شریف کربلا میں خاک و خون میں غلطان ہے۔ اور ان کا سر شہر شہر نیر سے پر پھرتے ہیں۔ بعد ازاں کہا۔ علی بن حسینؑ معہ بقیۃ اہل بیت تمہارے قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں، جب یہ آواز مدینہ میں بلند ہوئی۔ تمام عذرات بنی ہاشم درناں حجاب حریں و انصار سر و پا برہنہ اپنے مکانات سے نکل آئیں۔ اپنے منہ پر طمانچے لائے اور اپنے بال بکھر کر صدائے نالہ و نوحہ و زاری و ویلا و مصیبتنا بلند کی میں نے کبھی مدینہ کو اس حال سے نہ دیکھا تھا۔ اور کبھی اس روز سے پہلے اس زور شور کا ماتم نہ دیکھا تھا۔ پھر سب میرے پاس آئے اور کہا۔ اے بدخبر سنانے والے تو نے ماتم سید الشہداء میں ہمارے اندر کو کاڑھ، اور ہمارے جراثیم کو اپنے نالہ جالسوز سے خراشیدہ کیا۔ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا۔ میں بشیر بن جذلم ہوں۔ میرے قاتل علی بن حسینؑ نے تم سب کے پاس بھیجا ہے۔ اور خود مع حبال امام شہید و اہل بیت صل

مقام پر مقیم ہیں۔ جب مجھ سے یہ خبر سنی تھی زین و مرد سر دیا برہنہ گمراہ دنالال اس طرف روانہ ہوئے۔ میں ہر چند گھوڑا دوڑاتا تھا۔ اور جلدی کرتا تھا۔ مگر کثرت ہجوم مردم سے راہ نہ ملتی تھی جب میں حضرت کے قریب نیمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ امام زین العابدین کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اور چشم مبارک سے مثل باران آنسو جاری ہیں روال سے آنسو پاک کرتے ہیں اور ہر جانب سے صدائے قہقہہ و گریہ مردان و زناں کینراں و خواتین معظمہ بلند ہے۔ بکثرت لوگ چلے آتے ہیں۔ اور حضرت کو پر سنا دیتے ہیں۔ صدائے واحسیناہ عرش بریں تک بلند ہے سیلاب اشک اہل زمین آسمان تک پہنچا ہے قدسیوں کے اشک خویش نے روئے زمین کو گلگلوں کر دیا ہے۔ جب شور و فحشاں میں کچھ کمی ہوئی۔ اس وقت حضرت نے لوگوں سے اشارہ کیا۔ کہ خاموش رہو۔ جب سب چپ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جو پروردگار عالمیان اور تمام خلایق پر رحیم اور مہربان ہے۔ وہی صاحب روز جزا و آفرینہ ارض و سما ہے اور معرفت اس کی ادراک عقول سے بعید اور زار ہائے پہنال سے قریب ہے۔ پھر کہا۔ حمد کو تانا ہوں میں اس کے لئے عزائم امور و مصائب و ہود اور محنتاںے درو آدرندہ اور ماتم ہائے صبر و اندازہ پر۔ ایسا ان اس خاص خدا کے لئے حمد ہے۔ کہ ہم کو سخت زین مصیبت میں مبتلا کیا اور اسلام میں رخصت عظیم پیدا ہوا۔ بید جوانان بہشت کو قتل اور ان کے فرزندان اور اہل بیت کو اسیر کیا۔ اور ان کا سر نیزے پر شہر بشہر پھرایا۔ یہ مصیبت ہے جس کا مثل و نظیر نہیں کون سا دل بعد دیکھنے ایسی مصیبت جانسوز کے شاد ہو گا۔ تحقیق کہ ساتوں آسمان نے حضرت کی شہادت پر گریہ کیا۔ اور دریا خروش میں آئے۔ اور آسمان وزمین کو تزلزل ہوا۔ اور درختوں میں آگ لگ گئی۔ ماہیان دریا آتش حرمان پر پھیرا ہوئے۔ قدسیان عالم بالا معطلان عرش اعلیٰ نے مصیبت سید الشہداء میں اشک خویش بہائے۔ ایسا الناس کون دل اس مصیبت سے شگافتہ اور کون سینہ اس مصیبت میں مجروح نہ ہوا۔ ایسا الناس آگاہ ہو۔ ہم کو مانند اسیروں کے طوق وزنجیر میں گرفتار کیا۔ اور شتران برہنہ پر سوار کر کے شہر بشہر دیار بدینار پھرایا۔ قسم خدا۔ اگر پیغمبر خدا ان لوگوں سے ہماری ذلت و قطع نسل کے لئے ارشاد کرتے۔ تب بھی اس سے زیادہ ظلم نہ کرتے۔ حالانکہ حضرت رسول نے ہمارے اعزاز و اکرام و احترام اور رعایت حقوق کی ان سے سفارش کی ہے۔ **وَاِنَّا لَللَّذٰلِقٰتِ** ایہ راجعون۔ کیا ماتم جانگداز اور کیا واقفہ راحت بر انداز ہے میں خدا سے اپنا صواب طلب کرتا ہوں اور اسی سے امید ثواب رکھتا ہوں۔ اور وہی ظالموں سے انتقام لینے والا۔ اور صابر دل کا ثواب لینے والا۔ یہ سن کر صوحان نے اٹھ کے عذر کیا۔ کہ میں زمین پر گر گیا ہوں۔ اس سبب سے آپ کی نصرت سے ناامید رہا۔ حضرت نے اس کا عذر قبول کر کے اس کے باپ کو بکلمہ رحمت یاد کیا۔ بعد ازاں مدینہ میں

تشریف لائے جب حضرت رسولؐ کے مرقد منور پر نظر پڑی۔ فریاد کی۔ کہ اجدادہ محمد اہلکے حسین کو  
تشنہ لب شہید کیا۔ اور آپ کے اہل بیت کو ایسے کہا۔ پس دوبارہ مدینہ میں غلغلہ خروش بلند ہوا۔ اور صدقہ  
نالہ و گریہ درود پوار سے بلند ہوئی۔

بیان گریہ و بکا حضرت امام زین العابدینؑ: حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت

امام زین العابدینؑ چالیس سال اپنے پدر بزرگوار پر دس دن کو روزہ رکھنے اور شب کو عبادت  
حق تعالیٰ میں قیام فرماتے۔ جب حضرت کا غلام آب و طعام حاضر کرتا۔ اور عرض کرتا۔ اتنا  
تنا دل کیجئے۔ حضرت گریہ کر کے فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ کھانا کھاؤں حالانکہ فرزند رسولؐ گوشتہ شہید ہوا  
اور کیونکہ یہ پانی پیوں۔ کہ فرزند رسولؐ تشنہ لب قتل ہوا۔ یہ کلام مقرر فرما کر یہاں تک روتے تھے کہ اس  
آب و طعام میں وہ آنسو مخلوط ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملتی نہ ہوئے۔ اسی  
حالی میں بسر کی۔ یہاں تک کہ محنت دنیا سے فراغت ملی۔ حضرت کے ایک غلام نے روایت کی ہے۔ ایک

روز میرے آقا صحر میں تشریف لے گئے۔ میں بھی عقب آنحضرتؐ میں تھا۔ میں نے دیکھا۔ حضرت زین  
ناہوار میں سجدے میں گر گئے۔ گریہ و زاری کرتے تھے۔ اور ذکر خدا میں صدا بلند تھی، پس ہزار مرتبہ اس تہلیل  
کو پڑھا۔ لا الہ الا اللہ حقاً حقاً لا الہ الا اللہ تعبد اور من لا الہ الا الہما فا و

صدقاً۔ جب حضرت نے سجدے سے سر اٹھایا۔ ریش مبارک آنسوؤں سے زبوں گئی تھی۔ میں نے عرض  
کیا۔ اے میرے مولا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ و اندوہ کم ہو حضرت نے فرمایا۔ اسے ہونچھ پر

حضرت یعقوب خود پیغمبر اور فرزند پیغمبر تھے۔ ان کے بارہ فرزند تھے جن کے نام ان کے ایک فرزند کو ان سے  
جدا کر دیا۔ اس اندوہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے۔ اور پشت خم ہو گئی۔ ان نکھوں سے نور جانا ہوا چرخان

کا پسر زندہ تھا۔ میں نے پدر و برادر منوہ شخص اہل بیت سے قتل ہونے دیکھے۔ پھر کیونکہ میرا اندوہ خم کم ہو  
مواظف فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت کا گریخت و خوف حق تعالیٰ سے ہو۔ چنانچہ حضرت کی مناجات سے

معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مصائب بھی شریک ہوئے شاید اسی طرح اظہار۔ مصلحت فرمایا ہو۔ تاکہ لوگوں پر  
اس واقعہ عظمیٰ و داہلیہ کبریٰ کی رسوائی ظاہر ہو۔ تاکہ دوستان خدا و مغربان حق تعالیٰ کا گریہ ایک دوسرے پر مثل اوس  
کے نہیں ہے کہ بخت بشری سے ہو۔ چنانچہ فوت اولاد میں اس قدر گریہ نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت امام زین العابدینؑ اپنے پدر بزرگوار کو

اور دل سے بہزاد فرمائے جو ان بزرگوار اور قاصد علم و جود اس امام خیار کے اوروں سے یاد جانتے تھے اور علم تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں جو بخت  
خلق خدا تھے۔ ان کے قتل سے ایک عالم کی گریہ منگوتی۔ دین و دنیا کی ہر طرف حضرت رسولؐ کی سنت بر طوت ہوئی۔ نبی امیہ کی بدعتیں ظاہر  
ہوئیں۔ اس سبب گریہ کرتے تھے۔ اور تھوڑے غور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گریہ خدا کی طرف راجع ہے اور کسی قدر  
اس کا حال کتاب حیات القلوب و عین الحیات میں مذکور ہے۔



عرش الہی سب مصیبت امام حسین کے روئیں گے۔ اور آسمان خون و خاک ترسائے گا۔ اور نعمت قائلانِ امام حسین پر واجب ہوتی ہے۔ جس دن ان کافروں پر لعنت خدا واجب ہوتی ہے۔ جبکہ نے کہا۔ میں نے پیغمبر تمہارے پوچھا۔ کہ اے پیغمبر کس طرح یہ لوگ اس دن کو جس دن ایسے بزرگوار شہید ہونگے روزِ برکت جان سکتے ہیں۔ یہ سن کر پیغمبر تمہارے لئے۔ اور کہا اس بارہ میں ایک حدیث واضح کہی ہے کہ خدا نے اس روزِ توبہ آدم قبول کی ہے۔ اور یہ دروغ ہے۔ بلکہ توبہ آدم ماہ ذی الحجہ میں قبول ہوئی۔ اور کہتے ہیں۔ اس روز یونس شکم ماہی سے باہر آئے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یونس بھی ماہ ذی الحجہ میں شکم ماہی سے باہر آئے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اسی روز ذی اسرائیل کے لئے دریا کو خشکانہ کیا۔ حالانکہ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں گذرا۔ اور کہتے ہیں۔ نوح کی کشتی اسی روز کوہِ جودی پر ٹھہری۔ حالانکہ وہ انھارویں ماہ ذی الحجہ کی تھی۔ پس پیغمبر نے کہا۔ اے جبکہ واضح ہو کہ حسین بن علی ابداً شہید ہو کر روزِ قیامت اور ان کے اصحاب کو بروز قیامت جیح شہداء پر فضیلت ہے۔ اے جبکہ جب دیکھنا۔ کہ آسمان مثل خون نازہ سرخ ہو گیا ہے۔ اس وقت جانا کہ امام حسین شہید ہوئے۔ جبکہ نے کہا۔ میں ایک روز باہر آیا۔ اور شجاع آفتاب کو دیکھا کہ دوڑوں پر سرخ مثل لباسِ خون رنگ چمک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر میں فریاد کر کے رونے لگا اور کہا قسم بخدا ہمارے سردار امام حسین شہید ہو گئے۔

**علاماتِ مجربہ و مشعر شہادتِ امام حسین** : ابن قولیہ نے روایت کی ہے کہ باشندگان بیت المقدس سے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ قسم بخدا ہم ساکنانِ بیت المقدس و اطرافِ ذوالجی نے آخر روز جس دن امام حسین شہید ہوئے جانا کہ امام حسین شہید ہو گئے۔ راوی نے کہا۔ تم نے کیونکر جانا۔ اس شخص نے کہا۔ جو سنگ دکھنے ہم نے اس زمین سے اٹھایا۔ اس کے نیچے سے خون نازہ جو شہ زین تھا اور یوں مثل خون تھا جو زمین سے اڑتا ہے تین دن تک خون نازہ آسمان سے برسا۔ اور درمیانِ شب ایک ننادی کی ندا ہم نے سنی کہ وہ چند شعر پڑھا اور پھر تھک کر گھٹتی

### التوجوا امة قتلت حسینا شفاعۃ جده لہوہ الحساب

آیا وہ امت جس نے حسین کو شہید کیا۔ معاذ اللہ ان کے جد محمد مصطفیٰ کی شفاعت کی برو حساب میرزا ہے شفاعتِ جیدہ ختار و جید کردار اس کی نصیب نہ ہوگی۔ اس لئے کہ بہترین سوارانِ معرکہ و شجاعانِ دہترین جوانانِ دیران ہر جماعت کو اس امت نے شہید کیا۔ اور تین دن تک آفتاب ایسا سیاہ و تاریک نکلا۔ کہ ستارے آسمان پر دکھائی دیتے تھے۔ بعد اس کے حضور سے دنوں کے خبر نہی کہ پہلے روز جس دن سے یہ عجائب و غرائب و علاماتِ مشاہدہ کئے وہ روز شہادتِ امام حسین ابداً شہید تھا زہری نے ہا سا بید معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسین شہید ہوئے۔ جو سنگ ریزہ بیت المقدس سے

اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون رنگین ہوش اترتا تھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسین کی مصیبت پر ادیان درخشان و درغان و جنبہ سحر اسب کے سب روئے۔ ایضاً بسند معتبر عارف و عوار سے روایت کی ہے کہ جناب ایمر نے فرمایا میرے پورا پورا حسین پر سے خدا ہوں۔ وہ عقب کو فریاد شہید ہوگا۔ قسم بخدا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ دشمنانہ سحر اپنی گزروں اٹھائے حسین کی قبر مطہر کو دیکھ کے شام سے صبح تک زور و زاری کرتے ہیں۔ جب ایسا سا سحر واقع ہو کر گزروں کو جو رو جھانڈ کر دے اور اس امام مظلوم کی زیارت نہ چھوڑے۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب ایمر مجھ کو فرمایا تشریف رکھتے تھے۔ ناگاہ امام حسین آئے۔ جناب ایمر نے اپنا دست مبارک امام حسین کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ اسے فرزند بیکہ جماعت کو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ان کی شہادت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ اور قسم بخدا اسے نور چشم تھے اشتیاقاً قتل کریں گے۔ اور تیری مصیبت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ بسند ہائے معتبر دیگر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ قتل امام حسین پر زمین و آسمان روئے اور سرخ ہو گئے۔ در روایت دیگر فرمایا۔ کہ آسمان بجلی بن کر آیا اور حسین بن علی پر رویا راوی نے پوچھا۔ کہ گریہ آسمان کیونکر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چالیس روز دقت طلوع اور غروب سُرُخ ہوتا تھا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ایک دن صالحہ کو فقیہ نے کہا۔ جب امام حسین شہید ہوئے ایک سال نو مہینہ تک آسمان مثل خون سُرُخ تھا۔ کہ آفتاب نہ دیکھ پڑتا تھا۔ ایضاً بسند معتبر امام زین العابدین سے روایت ہے۔ کہ جب سے خدا نے آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ کسی پر نہیں رویا ہے۔ مگر بجلی بن کر آیا۔ اور میرے پورا امام حسین پر۔ راوی نے پوچھا۔ کہ آسمان کیونکر رویا حضرت نے فرمایا۔ جب کپڑے ہو میں پھیلاتے تھے۔ خون کی پھینٹیں ان پر پڑتی تھی۔ جس طرح خون پتہ پتہ ٹوں پر دیکھ کر پڑتا تھا۔ یعنی لگ جاتا تھا۔ ایضاً بسند موثق جناب صادق سے روایت کی ہے۔ امام حسین کا قاتل ملذذ اترتا تھا۔ اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل بھی دلہ اترتا تھا۔ اور جب امام مظلوم کو شہید کیا۔ ایک سال تک آسمان سُرُخ رہا۔ اور آسمان و زمین امام حسین اور یحییٰ بن زکریا پر روئے اور گریہ آسمان اس کی سرفی تھی۔

**حکایت اَلو جانور کی** بسند ہائے معتبر امام جعفر صادق اور امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ اَلو زمانہ جناب رسول خدا میں رات کو گھروں میں رہا کرتے تھے۔ اور آدمیوں سے بہت انس و محبت رکھتا تھا۔ اور جب دسترخوان پھنتا تھا۔ وہ جلی آگے بیٹھتے تھے اور کھانا لوگ اس کے آگے ڈالتے تھے۔ لیکن امام حسین کے شہید ہونے کے بعد آدمیوں سے اَلو بھاگنے لگا اور باری سے دیرانی میں نکل گیا۔ اور صحرا و جنگل میں مقیم ہوا۔ اور کہا تم لوگ بڑی امت ہو۔ کہ اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ اور میں تم سے مطمئن اور بے خوف نہیں ہوں۔ پس دن کو مصیبت امام حسین کے عم

سے روزہ رکھتا اور دانا پانی نہیں کھاتا ہے۔ جب رات ہوتی ہے صبح تک امام حسینؑ پر نوتر و زاری کرتا ہے۔ ابن شہر آشوب نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کتب معتبرہ سے ایک لڑن بنی اڑوئے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آسمان نے خون برسایا۔ اور ہمارے قبیلہ میں کنوئیں اور گھڑے اور برتن خون سے بھر گئے ایضاً۔ عرفین عبد اللہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز دن کو پانی برسایا۔ جب ہم اپنے سفید کپڑوں پر نظر کی۔ سب خون سے رنگین ہو گئے تھے۔ جب اذنوں کو پانی پلانے لے گئے تھے۔ سب پانی خون ہو گیا تھا۔ پھر نہر پہنچی کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ جناب صادق سے روایت کہے۔ کہ آسمان امام حسینؑ کے مصائب پر چالیس روز خون سے لہریا۔ ام سلیم سے روایت ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا آسمان سے خون برسایا۔ کہ مکانات اور دیواریں سرخ ہو گئیں تفسیر ثعلبی میں ہے۔ کہ یہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہوا کرتی ہے۔ قتل امام حسینؑ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے۔ تاریخ نسائی میں اسود بن قیس سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ سرخی مشرق و مغرب سے بلند ہوئی۔ اور درمیان آسمان قریب تھا کہ اگر دونوں سرخیاں مل جائیں۔ مگر چھ ہفتہ تک وہ سرخی اس طرح جدا رہی۔ ابو قبیل سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آفتاب کو گہن لگا۔ اور اس قدر تاریک ہو گیا۔ کہ ستارے دن کو ظاہر ہوئے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ قیامت برپا ہوئی ہے بعض کتب معتبرہ میں امام حیان سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ سے تین دن تک بیاہ آندھی چلی اور جو پتھر اٹھانے تھے اس کے بیچے سے خون تازہ ہوش ملن تھا۔ شیخ طوسی نے عمار بن ابی عمار سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ خون تازہ آسمان نے زمین پر برسایا۔ ابن بابوئی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے امام حسینؑ کو بضر بہتہائے شمشیر سے مجروح کر کے گرا دیا۔ اور آسکے چاہا سر جدا کریں۔ ایک نادہی نے خدا کی جانب سے درمیان آسمان ندا کی۔ اے امت مہرقت و متحیر شدہ و تنگوار اپنے پیغمبر بزرگوار کے بعد خدا تم کو عید فی الفطر و عید الفطر کی مہلت نہ دے۔ پس جناب صادق نے فرمایا تم بخدا ان اشقیانے نہ توفیق پائی۔ اور پائیں گے کہ نماز فطر و الفطر۔ امام الحق کے ہمراہ بجالائیں۔ یہاں تک کہ طالب خون امام حسینؑ یعنی قائم آل محمدؑ ظاہر ہوں۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسینؑ اپنے برادر امام حسنؑ کے پاس تشریف لائے۔ جب اپنے بھائی کو دیکھا رونے لگے۔ امام حسنؑ نے فرمایا اسے برادر کیوں روتے ہو امام حسینؑ نے عرض کیا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ آپ سے منافقین کیا سلوک کریں گے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ مجھ سے جو سلوک کریں گے یہ ہے کہ زہر سے چکے تمہید کریں گے۔ ولیکن وہ دن مثل تمہارے دن کے نہیں اسے برادر زخم کو تیس ہزار تنگوارین کا کہ سب دعویٰ تمہارے ہر بزرگوار کی امت سے ہونے کا کریں گے۔ اور

اپنے کو مسلمان کہیں گے۔ وہ تمہارے قتل اور خونریزی دہشتک حرمت کرنے اور تمہارے فرزندان و زناں محترم کو امیر کرنے اور مال لوٹ لینے پر آمادہ اور جمع ہونگے اس وقت بنی امیہ پر لعنت خدا نازل ہوگی۔ اور آسمان خاک و خون برسائے گا۔ اور تمہارے مصائب پر ہر چیز روئے گی۔ یہاں تک کہ وحشی جنگلوں میں اور دیباؤں میں چھپا ہوا رہیں گی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکیسے کہ جب عثمان نے ابوذر غفاریؓ کو مدینہ سے بے مقام ریزہ بھیج دیا۔ لوگوں نے ابوذر سے کہا۔ اے ابوذر! تو خدا و تو شمال رہو۔ کہ ایسے آزار راہ خدا میں سہل ہیں ابوذر نے کہا۔ ہاں بہت سہل ہے۔ لیکن اس ذلت تمہارا حال کیا ہوگا۔ جب امام حسینؑ کو شہید کریں گے قسم بخدا امیر المؤمنین ان کے فرزند امام حسینؑ کے قتل سے بڑھ کر کسی اور کوئی نکل نہ ہوگا۔ خداوند عالم شمشیر انتقام اس آفت پر کھینچے گا۔ اور خلافت میں نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک مرد کو قبریت امام حسینؑ سے ظلم کرے۔ اور وہ لوگوں سے انتقام لے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے قتل ہونے پر ریاضوں اور پہاڑوں اور جنگلوں اور بیابانوں کے ہاشندوں کو کس قدر حزن داندہ ہوگا۔ پھر تم بھی اس قدر رو دو کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو۔ بعد اس کے روح نقول امام حسینؑ اول آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سے جائیں گے۔ ستر ہزار فرشتے مخالف دوزخوں کھڑے ہو جائیں گے اور اعضا ان کے تار و زقیا مت کا پتے رہیں گے۔ اور جو ابرائینا ہے اور ہم آواز عدد و برق اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ یہ سب امام حسینؑ کے قتل کرنے والوں پر لعنت کرنے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس دن روح مقدس امام حسینؑ کو جناب رسول خدا کی ملاقات کے لئے نہ لائے ہوں۔ اور ایک یگر ملاقات کرتے ہیں اور بعض کتب معتبرہ میں نسخ عابد سے روایت کی ہے کہ ہر روز میں چڑھیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے توڑنا تھا۔ اور وہ کھاتی تھیں۔ لیکن روز عاشورا بدستور جب میں نے روٹی کے ٹکڑے توڑے انہوں نے نہ کھائے۔ اس سبب سے میں نے جانا۔ کہ نجبال تعزیت امام حسینؑ نہیں کھاتیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ رسول پاکؐ کے علیل القدر صحابہ میں سے تھے آخر وقت دامن اہل بیت مضبوطی سے تھامے رکھا حضرت عثمان جب غلیظ ہوئے تو انہوں نے حکومت کی ہر طرح کی عنایات بنی امیہ پر نشانہ کر دیں۔ صوبوں کی گورنریاں ان کے ہاتھوں میں بیت المال کے ہاتھوں میں فتح افریقہ کا تمام کام تمام مال جو کہ ایک بیت بڑی رقم تھی اور فدک جس میں سات گاؤں دلال عفاف جسٹن صاحبہ ملام بیت اور بقیہ نہایت زرخیز علاقے تھے جن کی سالانہ آمدن چالیس ہزار سکے رائج الوقت تھو و ذمۃ العظام یہ سب ان کو دے دیا۔ بنی امیہ کے ہاتھوں میں حکومت کا اتنا تھا۔ کہ انہوں نے اسلام کی صورت بدسنے کی کوشش شروع کر دی حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس دور میں ہمت جو انہوں نے سے کام لیا اور حکومت کو بنی امیہ کے سلیمہ کر دینے اور اسلامی املا کی حفاظت کر لیا جس کے نتیجے میں حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کر دیا۔ مقام ریزہ کی طرف اپنے ساتھ عزت و شہریت لے کر اپنے پیٹے کے فرت ہونے کے بعد یہاں جنگل میں ہی انتقال کیا۔ بعد وفات ایک بیٹی کے سوا میت پر اور کوئی (باقی صفحہ پر)



## فصل سترھویں ہریان گریہ و زاری انبیاء و اوصیاء و ملائکہ مقربین

ابن بابویہ و ابن قولویہ وغیرہ نے بتدایئے منبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے حق تعالیٰ سے رخصت طلب کی۔ کہ زمین پر جا کے امام حسین کی نصرت کریں۔ جب وہ ملائکہ زمین پر آئے۔ امام حسین نے اجازت نہ دی۔ وہ سب آسمان پر واپس گئے۔ اور بار دیگر اجازت لے کے زمین پر آئے۔ جب کہ بلا میں آئے۔ امام حسین شہید ہو چکے تھے۔ وہ فرشتے زبردیدہ مور گرد آلود قبر انحضرت کے جھاڑ ہوئے۔ اور مصائب آنحضرت پر تازہ زقیامت روئیں گے۔ اور ان کا افسر ایک فرشتہ ہے جس کا نام جبرائیل ہے۔ جو کوئی شیعہ امام حسین کی زیارت کو جاتا ہے۔ وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب رخصت ہو کے اپنے گھر جانے لگتا ہے۔ اس شیعہ کے وہ گروہ مشابعت کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہونا ہے۔ اس کی عیادت کو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ شیعہ مرجان ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور خدا سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ کہ حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں۔ اور خون آنحضرت کا طلب کریں۔ شیخ طوسی نے بتدایئے معتبرہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے۔ ملائکہ رونے لگے اور شور و فغاں کر کے کہا۔ اے خداوند ہمارے اے بیٹے ہمارے تڑکیوں غفلت کو نہ ہے۔ اور ان سے انتقام نہیں لینا ہے۔ جنہوں نے تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند اور سزین خلق کو شہید کیا ہے۔ خداوند عالم نے ان کو وحی کی۔ کہ میں ان انتقام سے انتقام لوں گا اگر یہ بدعت کے لیا جائے۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ وارواح منورہ ائمہ معصومین امام حسین کی ملائکہ نے زیارت کی اور ان حضرات میں سے ایک بزرگوار کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حق تعالیٰ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ معصوم جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ میں اس کی معرفت انتقام لوں گا۔ ان کفار سے۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب العصر کو قائم کہتے ہیں۔ ابن قولویہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرشتہ جو جناب رسول خدا پاس شہر شہادت امام حسین لایا۔ وہ ملک یادوں پر ٹوٹا ہے۔ تحقیق کہ ایک فرشتہ ملائکہ فردوس اعلیٰ سے نازل ہوا۔ یادوں پر اپنے پر کھول کے کہا۔ وہ دنیا کیل کے باشندہ ہمارے ماتم و اندوہ پہنوں۔ کہ جگر گوشت رسول خدا کو ذبح کیا۔ پھر تربت امام حسین کو اپنے بازوؤں پر اٹھ کے آسمانوں کی طرف پرواز کی۔ جو فرشتہ دیکھتا تھا۔ اس تربت کو چومنا اور بزرگی اس تربت کی حاصل کر کے امام حسین کے نقول اور ان اشقیاء کے ناصوں اور باروں پر لعنت کو پڑھتا تھا۔ محاسن برقی بن سید مغیرہ صاحب سلمی نے

(تعبیر پیر صفحہ ۳۰) تھا ایک تافلہ نے جس کی پیش گوئی رسول اللہ نے ابو ذر سے کی تھی جس میں مشہور صحابی رسول تھا ایما بیت کو دفن کیا۔ اور آپ کی پیش گوئی میں لائے۔ (کو شہد ہوں بدوسی)

کی ہے۔ کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتے زودیدہ ہو کر آلود قبر امام حسین پر جس روز سے آنحضرت شہید ہوئے تو کل کئے ہیں۔ کہ وہ ملائکہ امام حسین اور ان لوگوں پر جو مصائب امام حسین پر رونے میں تا قیام قائم آلی حجر صلوٰۃ بھیجیں گے۔ ابن قولیہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہر روز چار ہزار فرشتے قبر امام حسین پر نازل ہوتے زودیدہ ہو کر آلود قبر کو طلوع صبح سے نوافت زوال شمس نوچہ دگرہ کرتے ہیں۔ اور جب زوال ہوتا ہے یہ آسمان پر جاتے اور چار ہزار فرشتے اور حاضر ہوتے اور طلوع صبح تک مصائب امام حسین پر رونے ہیں۔ شیخ کلینی کا بن قولیہ نے بسند معتبر ترمذی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کیا میں آپ پر سے خدا ہوں۔ اس قدر آپ اہل بیت کی زندگی کم اور اجل نزدیک ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بہت احتیاج رہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک پاس ایک صحیفہ اور نام ہے۔ اس نام میں جو ہم کو اپنی مدت امامت میں کرنا چاہئے۔ درج ہے۔ پس جب وہ امور خیر جو ہم پر امور ہیں تمام ہو جاتے ہیں۔ اس وقت رسول خدا آتش شرف لانے اور نبوت ذات دیتے ہیں۔ اور منازل و درجات قرب حق تعالیٰ کے جو اس امام کے لئے مسمیٰ ہیں۔ دکھا دیتے ہیں۔ امام حسین نے اپنا صحیفہ پڑھا جو اس میں درج تھا۔ اس کی تمویل کی۔ اور جو باقی رہا کہ بعد وفات اس کی تمویل کرتے۔ اور جو کچھ باقی رہا کہ ایام حیات میں اس کی تمویل نہ کی تھی۔ تا آنکہ مشورہ قتال ہوئے۔ اور جو امور باقی رہ گئے تھے۔ اور ان کی تمویل نہ ہوتی تھی۔ وہ تھے کہ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ ان کی نصرت کو ہم جائیں اور جب تک کہ بیست سال ہوں۔ حضرت شہید ہو چکے تھے۔ جب امام حسین کو شہید پایا زمین پر پہنچ سکے۔ عرض کی پروردگار! ہم کو تو نے رخصت دی کہ زمین پر جا کے امام حسین کی نصرت کریں۔ جب ہم یہاں آئے تو ان کو تو نے اپنی رحمت سے ملحق کیا۔ پس خداوند عالم نے ان ملائکہ کو وحی کی۔ کہا۔ ان کے فقہ مقدسہ پر مشتمل رہو۔ اس وقت تک کہ دیکھو امام حسین اپنی قبر سے باہر آئے ہیں۔ اور جانب دینار بروج کی ہے نہ ان کی نصرت کرو۔ اور اب ان کی نصرت نصیب نہ ہونے سے ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ تحقیق کہ ہم نے تم کو ان کی نصرت کے لئے اور ان پر رونے کے لئے مخصوص کیا ہے۔ جب یہ حکم بانگاہ خداوند عالم سے ہوا۔ ملائکہ صدق تقریب حق تعالیٰ کے لئے اس حسرت پر جو انہیں عدم نصرت آنحضرت سے طرہ ہوئی۔ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جب امام حسین رجب میں ظہور کریں گے۔ یہ فرشتے حاضران و یاداران امام حسین ہونگے۔ ابن قولیہ نے بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے۔ کہ میں راہ مکہ میں خدمت بابرکت جناب صادق میں حاضر تھا۔ کہ ماہین۔ کہ مدینہ ایک روز حضرت کو ملگین پاکے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! آپ کا سب ترزن داندہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے صفوان جو کچھ میں سننا ہوں۔ اگر تم بھی وہ سنو تو

تم پر بھی ایسی حالت طاری ہو کہ سوال نہ کر سکو۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرت جو آپ سنے ہیں وہ کیا ہے جناب صادق نے فرمایا۔ میں آواز نضر و زینال ملک کا جواب بارگاہِ نورا بجلالِ احسان کا لخت کرنا تلاوتِ حقین پر دامیر المؤمنین پر فوجِ ذراری جنات کی اور گریہ ملائکہ حسین پر اور ان کی شہادتِ بزرگ سنتا ہوں۔ پس ان آوازوں کے سنے اور ان حالات کے مشاہدہ کرنے سے کھانا کیونکر گوارا ہو۔ البتہ۔ پس بغیر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسین کی زیارت کو جاؤ۔ خاموش رہو اور کوئی کلام سوائے سخنِ خیر زبان سے نہ کہو۔ اس لئے کہ ملائکہ شبِ دروز حانطان و کاتبانِ اعمال ان فرشتوں پاس جو زمین کو بلا پرگردِ روضہ اقدس مقیم ہیں آتے اور ان سے مصافحہ کرنے ہیں اور جب کوئی سوال کرتے ہیں۔ کثرتِ گریہ و اندوہ سے جو ان پر غالب ہے جواب نہیں پاتے۔ پس زوالِ شمس تک اور زوالِ تا طلوعِ صبح انتظار کرتے اور ان دو وقت میں کچھ گریہ ان فرشتوں کا کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ کلام کرتے اور ان سے بعض امورِ سماوی کا سوال کرتے ہیں۔ اور ان دو وقت کے علاوہ بات نہیں کرتے ہیں۔ اور سوائے گریہ و دعا دوسرے امر کی طرف مشغول نہیں ہوتے پس وہ فرشتے تمہاری طرف متوجہ ہیں جو کچھ تم وقتِ نہایت کہتے ہو تمہاری دعا سنتے ہیں۔ راوی نے کہا ہے میں آپ سے فدا ہوں۔ ملائکہ حاضر ہو کر قبرِ امام حسین رہتے ہیں۔ اور ملائکہ حانطانِ اعمال کون ان میں سے سوال کرتا ہے۔ اور کس چیز کا سوال کرنے میں حضرت نے فرمایا ملائکہ حاضر ملائکہ حفظ سے سوال کرتے ہیں اس لئے کہ ملائکہ حاضر اس مکان شریف سے حرکت نہیں کرتے اور ملائکہ حفظ آسمان سے نیچے آتے اور جاتے ہیں۔ اور اسمعیل موکل ہوا سے ملاقات کر کے خدمتِ جناب رسولِ خدا اور امیر المؤمنین و جنابِ فاطمہ اور امام حسن و امام حسین و جمیع از معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے بعالم بقا رحلت کی ہے حاضر ہوتے ہیں۔ جناب رسولِ خدا اور حضراتِ ائمہ ان فرشتوں سے سوال کرتے ہیں کہ گریہ میں کون آیا ہے اور کون اس مکان شریف میں زیارتِ امام حسین کے لئے حاضر ہوا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ بشارتِ ہوان کو اور میری دعا ان کو پہنچاؤ۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں ہم ان کو کیونکر بشارت دیں۔ حالانکہ وہ ہماری بات نہیں سنتے۔ یہ سن کر ائمہ طاہرین فرماتے ہیں کہ ان پر برکت بھیجو۔ اور ان کے لئے دعا کرو۔ کہ بشارتِ ہماری جائیجے انکی طرف ہے اور حسبِ حاجت پاس جاؤ اپنے بازوں سے ان کا احاطہ کر کے اسی شایستگی کرو۔ اور ہم ان زواروں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں کہ کوئی احانت جس کے پاس سے ضائع نہیں ہوتی اور اگر لوگ جانیں کہ انکی زیارت میں کیا ثواب ہے۔ تحقیق کہ متانہ کہیں اور پناہیج مالِ توحید کو کے انکی زیارت کے مصائبِ توحید کو ڈالیں اور خائبانہ ہنر میر و برہدین و ہنر شہید اور ہنر بزرگ ملک پیمان اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو دیکھ لوگ گریہ جنابِ فاطمہ کے شریک ہوتے ہیں۔ اور جنابِ فاطمہ ایسے چند نعرے مارتی ہیں کہ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہیں رہتا۔ جو نالہ و زاری جنابِ فاطمہ سے نہ رونا ہو۔ اور گریہ و زاری سے خاموش نہیں ہوتیں یہاں تک کہ جناب رسول خدا شریف لاکے فرماتے ہیں۔ اسے دفترِ فاطمہ اپنے روئے سے تم نے سب مالوں کو کھال ڈالا اور شیخ و تقدیر الہی

سے وہ بسبب گریہ و زاری سے وہ باز رہے اب صبر کر کہ خدا تمہارا انتقام تمہارے فرزندوں کے قاتلوں سے لے گا جب جناب فاطمہ ان شیعوں پر جو زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں نظر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ سے ان کے لئے سزا سزا خیر کیلئے سوال کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ زیارت امام حسینؑ ترک نہ کر دو۔ کہ فضیلت زیارت آنحضرتؐ اس سے زیادہ ہے کہ احصا اور بیان اس کا کیا جائے۔

**روایت اسحق بن عمار از جناب صادق** ۲ ابن قولیہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اسحق بن عمار نے بخدمت

صادق عرض کیا۔ کہ میں شب عرفہ حاضر کر بلا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہاں فریب پچاس ہزار خوبصورت لوگوں کے میں نے دیکھا کہ ان سے خوشبو آتی تھی۔ نام شب دہاں زیارت دناز کرتے رہے۔ جب صبح طالع ہوئی۔ اور میں سجدہ میں گیا۔ اور سجدہ سے سر اٹھایا۔ کسی کو نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب صبح کر بلا میں امام حسینؑ کو خالی میں گھیر لیا۔ اس وقت پچاس ہزار فرشتوں کا گزرا آنحضرتؐ کی طرف سے ہوا اور آسمان پر چلے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میرے حبیب کے فرزند کی طرف سے تمہارا گزرا ہوا۔ کہ اشقیائے شہید کر رہے تھے۔ اور تم نے اس کی نصرت نہ کی۔ اب زمین پر جاؤ۔ اداسی جگہ نزدیک تیر پیدا شہید اگر آؤ تو زود بیدار و تار و ز قیامت مقیم رہو۔ اسے اسحق جن کو تم نے دیکھا۔ وہ یہ فرشتے تھے۔ ابن شہر آشوب نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ زہرہ نام نوحہ و زاری کنندہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہ تریک قبر امام حسینؑ کھڑی اور یہی تھیں۔ مجھ سے فرمایا۔ یہ شعر پڑھ کہ میرے فرزند امام حسینؑ پر گریزی نہ کرو۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ اے آنکھوں اشک حسرت اس شہید کر بلا پر برسنا۔ جس کا سینہ نیرہ و تیر سے بھرا گیا۔ اور میں مصیبت حسینؑ میں حاضر ہو سکی۔ اور اس کے نام میں اشک حسرت نہ بہا سکی۔ کلینی نے بسند معتبر سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جین آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں تھا۔ مثل ملائکہ وغیرہ سب نے فریاد کی۔ کہ پروردگار اہم کو اجازت دے کہ مخلوق کو زمین پر سے اٹھا کر پھینک دیں اور سب کو ہلاک کر ڈالیں کہ تیری ہنک حرمت انہوں نے ملامت جانی۔ اور تیرے برگزیدہ گاہ بارگاہ کو قتل کیا۔ خدا نے ان کو وحی کی۔ کہ اے میرے ملائکہ سے آسمانوں سے زمینوں، ساکن رہو۔ ناگاہ ایک حجاب اپنے حجاب سے اٹھایا۔ اس حجاب کے پیچھے رسول خدا اور ان کے بارہ وصی دیکھنے پھر اشارہ بجا تھا قائم آل محمد کیا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ اے ملائکہ سے آسمانوں سے زمینوں میں اس شخص کو حکم دوں گا۔ کہ یہ حسین بن علی و شہید اے کر بلا کے قاتلوں سے انتقام لے گا

حضرت ام سلمہؓ کا خواب دیکھنا شیخ مفید کو شیخ موسیٰ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے

روایت کی ہے ایک روز ام سلمہؓ گریاں و نالائ خواب سے بیدار ہوئیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتی ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسینؑ اس دن شہید ہوگا۔ اس سنے کہ جس دن سے رسول خداؐ نے تعالٰیٰ فرمایا میں نے حضرت کو خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج کی رات میں نے حضرت رسول خداؐ کو بہت غمگین و بیقرار خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ یہ آپ کی کیا حالت ہے۔ جو میں دیکھتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ اس تمام شب میں نے قبریں کھودی ہیں۔ اور حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو دفن کیا ہے۔ ایسا بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک روز اپنے گھوڑے آرام کر رہا تھا۔ ناگاہ خانہ ام سلمہؓ سے رونے چلانے کی آواز آئی میں نے ملازم سے کہا۔ مجھے ام سلمہؓ کے مکان میں لے چل۔ جب ان کے مکان میں پہنچا۔ مرداں و زناں مدینہ کو وراں جمع پایا۔ میں نے کہا۔ اسے ام المؤمنینؓ سبب گریہ و زاری کیا ہے۔ انہوں نے میرا جواب نہ دیا۔ اور زناں بنی لاشم کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ اسے دختران و عبادا لمطلب میرے رونے میں شریک ہو۔ قسم بخدا تمہارا بزرگ و سید جوانان بہشت و بطل رسول خداؐ کی پوتلی عمر مصطفیٰؐ یعنی حسینؑ مظلوم شہید ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اسے امیر المؤمنینؑ آپ نے کیوں مکر جانا۔ ام سلمہؓ نے کہا میں وقت میں نے رسول خداؐ کو زبردہ مود گرد آلودہ غمگین خواب میں دیکھا ہے۔ اور سبب اندرہ دریافت کیا حضرت نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ اور اس کے اہل بیتؑ کو آج شہید کیا ہے۔ اس وقت ان کے دفن سے میں فارغ ہوا ہوں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی۔ پہنوش دھوا اس اس گھر کے اندر دوڑی۔ کہ وہ تڑپت جو جناب رسول خداؐ کو جبریلؑ نے لاکر دی تھی اور حضرت نے مجھے دے کے فرمایا تھا۔ جب یہ قربت خون ہو جائے اس وقت جانتا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ میں نے وہ خاک کو بلا ایک ٹیکٹہ میں رکھ چھوڑی تھی۔ جب اس ٹیکٹہ پاس پہنچی۔ دیکھا وہ خاک سب خون ہو گئی۔ اور ٹیکٹہ کے اندر سے اہل لہی ہے۔ پھر میں نے اس خون کو لے کر اپنے منہ پر ملا۔ اور قائم امام حسینؑ برپا کیا۔ اور نوحہ و زاری کرنے لگی یہاں تک کہ خیر پہنچی۔ امام حسینؑ اس دن شہید ہوئے تھے۔ عمرو بن ثابت نے کہا۔ جب میں نے یہ حدیث سنی۔ خدمت بابرکت جناب امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوا۔ اور یہ حدیث عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ حدیث سخی ہے اور وہ تربت اب ہمارے پاس ہے۔

حضرت محمد اللہ بن عباسؑ کا خواب دیکھنا کہ کہا میں نے دن کو سونے میں جناب رسول خداؐ کو خواب میں زبردہ مود گرد آلود ایک ٹیکٹہ خون سے بھرا ہاتھ میں لے بوائے دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ خون کہا ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ خون میرے فرزند حسینؑ کا ہے میں نے جمع کر کے اس ٹیکٹہ میں رکھا ہے جب

خبر شہادت پہنچی۔ معلوم ہوا۔ اسی دن امام حسین شہید ہوئے تھے۔

روایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شیخ مفید نے بسند مغنیر ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دن رسول خدا گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور رڑے عرصہ کے بعد موگرد و خبار آلود ہاتھ میں کچھ لے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس وقت عراقی کے اس موضع میں لے گئے۔ جسے کر بلا کہتے ہیں۔ وہاں جا کے مجھے میرے فرزند حسین و اصحاب و فرزندان و اہل بیت حسین کا مقتل دکھایا۔ میں نے اس کے قتل گاہ سے ایک مشت خاک اٹھائی ہے۔ اور یہ میرے ہاتھ میں ہے اسے لے کے رکھ چھوڑو۔ جب میں نے لی وہ خاک سرخ تھی۔ میں نے ایک ٹیشہ میں لکھ کے سر اس ٹیشہ کا مضبوط ہانڈہ دیا۔ اور اس کی حفاظت کرتی تھی۔ جب میرا فرزند حسین مکہ سے متوجہ عراق ہوا ہر شب دروازے ٹیشہ کو باہر لاکے میں دیکھتی اور سوگھتی۔ اور ان کے مصائب پر روتی تھی۔ جب دسویں عرم کی ہوئی وقت صبح میں نے اس ٹیشہ کو دیکھا۔ بحالت اصل پایا۔ جب آخر روز نظر کی۔ اس ٹیشہ کو خون سے بھرا ہوا دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں اپنے گھر میں فریاد کر کے رونے لگی۔ ولیکن بوجہ ثنات اعدا ان سے اظہار کیا۔ یہاں تک کہ تیر پہنچی۔ کہ اسی روز امام حسین شہید ہوئے تھے۔

بعض کتب معتبرہ میں ایک شخص قبیلہ بنی اسد سے روایت زبانی کسان نہر علقمہ کے روایت کی ہے۔ کہ ان سے کہا۔ میں نہر علقمہ کے

کنارے کھیتی کرتا تھا۔ جب لشکر شقادت اثر عمر سعد۔ وہاں سے کوچ کر گیا۔ میں نے شہدائے کربلا سے بہت عجاب مشاہدہ کئے کہ ان کا ذکر نہیں کر سکتا۔ بخدا ان کے یہ ہے کہ جب ہوا ان اجسام شریفہ سے آتی تھی۔ خوشبو مشک و عنبر کی میرے دماغ میں پہنچتی تھی۔ اور ہمیشہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ سنارے مسلمان سے نیچے اس ہم مبارک کے قریب آتے اور پھر آسمان پر پہلے جلتے تھے۔ میں مع عیال اس صحرا میں تھا تھا۔ اور کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ جس سے یہ حال دریافت کرتا۔ جب قریب نروب ہوتا تھا۔ ایک شخص کی سیاہی دکھائی دیتی تھی۔ کہ قبلہ کی طرف سے وہ آئے درمیان کشدگان صحرا داخل ہوتا۔ اور صبح کو چلا جاتا تھا۔ میرا گمان یہ تھا۔ کہ وہ شیر ہے گوشت کھانے آیا کرتا ہے۔ جب میں نے جا کے دیکھا۔ ان شہدائے کربلا کے ہم لیلے مشور تھے۔ اس حالت کے مشاہدہ سے میں متعجب ہو کے دل میں کہتا تھا۔ یہ لوگ خارجی ہیں۔ انہوں نے خلیفہ ناس پر خروج کہا ہے۔ پھر ان سے ایسے عجائب و غرائب کیوں مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یہ سورج کے میں نے اپنے دل میں مصمم اسدہ کر لیا۔ کہ ایک رات میں نہ سوؤں گا۔ شاید اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ جب شام ہوئی اور وہ سیاہی بھی نمودار میں مجھے وہم ہوئی۔ کہ سادہ اثیر ہو اور پھر جملہ کرے۔ اسی نکرانہ شہر میں تھا۔ کہ وہ درمیان شہلا

داخل ہوا۔ اور ان اجسام تھرکے میں سے ایک جسم شریف کے قریب آیا۔ کہ مثل اکتساب نور اس جسم شریف منور ساطع تھا جس میں اس جسم شریف کو انورس میں سے کے اپنا منہ اس جسم سے ملا۔ اس مشاہدہ سے مجھے حیرت تھی جب اندھیرا ہو گیا۔ اس صحرا میں اس قدر تسبیح تلاوت ہوئی کہ دن سے زیادہ روشنی ہو گئی۔ ناگاہ صدائے شیون و نوحہ وزاری اور پیٹنے کی آواز اس صحرا سے بلند ہوئی۔ اور یہ معلوم ہونا مقنا۔ کہ یہ آوازیں زمین کے نیچے سے آتی تھیں۔ ان میں سے ایک کہتا تھا حسیناہ و اما ناہ یہ سن کے میں کانپنے لگا۔ اور نہایت خائف و ترساں اس آواز کے قریب گیا۔ اور اسے میں نے خدا و رسول کی قسم دی۔ کہ مجھ سے بیان کرو تم کون لوگ ہو۔ اور کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم قوم جن ہیں اور ہر شب تا صبح امام حسینؑ کی شہادت پر نوحہ و گریہ وزاری کرتے ہیں۔ اور جسے تو شیر جانتا ہے۔ وہ شیر اکیبرؑ کی علی ابن ابی طالب ہیں۔ جو اس شہید کے پدر عالی مقدار ہیں۔ کہ ہر شب تشریف لاتے اور اپنے فرزند پاس لگے وزاری کرتے ہیں۔

## فصل اٹھارویں بیان گریہ وزاری جنات بر سید الشہداء

بعض کتب مغنرہ میں ہندو جہیزید و خضر عبداللہ بن عامر سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول خداؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرتؐ مع اصحاب ام مبعود میری خالہ کے پیچھے میں آتے اور ان سے دودھ طلب کیا۔ ام مبعود نے کہا۔ گو سفندوں کو جھگڑ میں چرانے سے گئے ہیں۔ مگر ایک گو سفند کو اس کی کزدی ولاغری کی وجہ سے دروازہ نیمہ پر چھوڑتے گئے ہیں۔ دودھ اس کے نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دو ہوں۔ ام مبعود نے اجازت دی۔ حضرت نے اپنا دست مبارک اس گو سفند کے قطنوں پر رکھا۔ اور با ہمازا آنحضرتؐ دودھ جاری ہو گیا۔ حضرت صلعم نے دواہا یہاں تک کہ ظروت ام مبعود کے سب کے سب بھر گئے اور آپ نے مع اصحاب نوش کیا۔ چونکہ اس دن گرمی بہت تھی۔ حضرت نے دروازہ نیمہ پر قبیلہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے پانی مانگا۔ اور درخت خار دار کے نیچے جو قریب نیمہ تھا۔ ہاتھ دھوئے گی کی۔ اور اپنا آب دہن مبارک اس درخت کے نیچے ڈالا۔ جب دھو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس درخت سے چند مور عجیب و غریب ظاہر ہوئے۔ پھر اٹھے اور درخت نماز ادا کی۔ ام مبعود نے کہا۔ میں ان بجا آدمی اعمال سے بہت تعجب تھی۔ اور میرے اہل قبیلہ بھی تعجب تھے۔ اس لئے کہ جب تک ہم وضو کرنا اور نماز پڑھنا نہ جانتے تھے۔ جب درسا دن ہوا۔ ہم نے دیکھا۔ اس درخت کے کانٹے بڑے بڑے ہو گئے۔ اور درخت بھی بہت بڑا ہو گیا تھا۔ کانٹے اس کے جھڑ گئے۔ شاخیں مچھوٹیں۔ اس کے بعد اس میں بہت بڑے بڑے پھل بھرتے لگے

اور جب پکپنے لگے۔ وہ سب پھل خوش رنگ بھی ہو گئے۔ اور خوشبو وغیر کی اور شیرینی شہد کی تھی۔ جو بھوکا اس کا میوہ کھاتا تھا۔ سیر ہو جانا۔ اور جو اس کا پیسا میوہ کھاتا تھا۔ وہ بھی سیراب ہو جاتا تھا۔ جو بیمار وہ میوہ کھاتا تھا۔ اسیا ہو جاتا تھا۔ اور جو ماہمند وہ میوہ کھاتا تھا۔ اس کی حاجت برآتی تھی۔ جو پریشان و محتاج اس کا میوہ کھاتا تھا۔ مستغنی ہو جاتا تھا جو اونٹ گلے کو سفد اس درخت کے پتے کھاتے تھے۔ فرہر ہو جانے تھے۔ اور وہ بہت ہو جاتا تھا۔ جس دن سے حضرت میرے خیمہ میں آئے خیر و برکت اس دن سے ہم کو بہت ہوئی۔ اور ہمارا شہر بہر بہر ہو گیا۔ اور آبائی و فروائی ہمارے قبیلہ میں ظاہر ہوئی اس سبب سے ہم نے اس درخت کا مبارک نام رکھا اور جس قدر لوگ ہمارے گرد و فواج جنگل میں رہتے تھے۔ اس درخت کے سایہ میں آگے بیٹھنے اور اس کے پتے تبرکاً اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ جب کبھی جنگل میں روٹی پانی انہیں تیسرہ ہوتا تھا۔ ان پتوں کے کھانے سے ہر وہ سیراب ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ وہ درخت اسی طرح تھا۔ ناگاہ ایک روز صبح کو آٹھ کے جو میں دیکھتی ہوں۔ تو کیا دیکھا۔ کہ سب میوہ اس کا بھڑ گیا۔ اور پتے اس کے زرد ہو گئے۔ یہی اس امر کے شاہد سے بہت اندوہناک ہوئی۔ اور اس حادثہ سے تنفک و متروک یعنی ٹھوڑے دنوں میں خبردات رسول خدا پہنچی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جس روز تغیر اس درخت میں پھیل گئے۔ مگر پہلے سے کم چھوٹے اور لذت بھی کم تھی۔ اور تیس سال یہی حالت رہی۔ ناگاہ ایک دن صبح کو میں اٹھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تمام درخت سیاہ ہو گیا ہے اور طراوت و فراغت ڈالوں اور پتوں کی جاتی رہی۔ اور میوہ بھی بھڑ گیا ہے۔ اس کیفیت کے ٹھوڑے دنوں بعد معلوم ہوا۔ کہ اس روز امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد ہر اس درخت میں بڑا چھوٹا بارہ کم کچھ بھی میوہ دکھا۔ لیکن قبائل عرب اور بیماروں کے لئے پتے اس درخت کے لے جاتے اور ہر امر میں اس کی شاخ دمگ سے برکت طلب کرتے تھے۔ ایک دن تنگ وہ اسی حالت پر رہا۔ ایک روز میں نے آٹھ کے دیکھا۔ کہ اس درخت کے نیچے سے خون تازہ جوش زن ہو کے زمین پر بہنا ہے اور پتے اس کے خشک ہو گئے ہیں۔ اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے قطرہ ہائے خون زمین پر پڑتے ہیں۔ اس حادثہ سے میں بھی کوئی عظیم حادثہ ہوا ہے۔ میں ہر وقت ہر سال و عیال میں منتظر خبر تھی۔ جب رات ہوئی۔ اس درخت کے نیچے سے آواز گریہ و نالہ و زاری شدید بلند ہوئی۔ اور ایک آواز نوحہ کرنے والے کی ان میں سے بلند تھی اور وہ یہ آواز دیتا تھا۔ اے فرزند محمد مصطفیٰ اے جگہ گوشہ علی رضی اللہ عنہ سے بقیہ پیشوایان رہنما۔ پس کہرت مائے آواز گریہ و زاری سے اور کچھ میری سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہتے ہیں۔ لیکن صدائے گریہ و زاری صبح تک بلند تھی یہاں تک کہ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ اس روز سید الشہداء امام حسین صحرائے کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ پھر وہ درخت پھسکی سے جڑ تک خشک ہو گیا۔ اور پانی دہرا سے ٹوٹ ٹوٹ کے جاتا گیا



اور نشان تک باقی نہ رہا۔ کتاب مشیر الاحزان میں روایت کی ہے۔ کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے اس کی رات کو صدائے نوحہ قوم جن اہل مرینہ سنتے تھے۔ اور صدائے ہائف آئی۔ مگر کسی کو نہ دیکھا۔ اور اس صدا سے چند شعر بایں مضمون سنتے تھے۔ اسے قائلان حسین ازلہ کے جہل و ضلالت تم کو بروزی قیامت عذاب کی بشارت ہو۔ ان شہیدوں پر جمیع اہل آسمان و پیغمبران و ملائکہ مقرر بان ایزد منان گریہ و نالہ و نوحا کرتے ہیں۔ تم کو داد و دوستی و عیبی نے لعنت کی ہے۔ اور جمیع بصرہ اور سب شہروں میں۔ اسی طرح کا نوحہ اور آواز لگتے سنتے تھے۔ اور کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ ابن قریب نے روایت کی ہے کہ قوم جی نے امام حسین کے غم میں چند شعر نوحہ کے پڑھے۔ جن کا مضمون یہ ہے تم خدا اور اس کے رسول رہنا کے جواب میں کیا کہو گے۔ جس وقت تم سے سوال کرے گا۔ کہ اے انہوں کی پچھلی اُمت تم نے میری اہل بیت اور بھائیوں اور محسوسوں سے کیا سلوک کیا۔ اور کس تفسیر پر انہیں خاک و خون میں غلطان کیا۔ خدا اور رسول سے تم نے شرم نہ کھائی۔ ایضا بند مغیر امام رضا سے روایت کی ہے۔ جب امام متوجہ عراق ہوئے۔ ایک شب اصحاب آنحضرت نے سنا کہ قوم جن چند شعر و روح آنحضرت میں پڑھتے ہیں۔ اور حضرت نے بھی چند شعر ان کے جواب میں پڑھے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ میں جانا ہوں اور شہید ہونے سے مجھے پروا نہیں ہے اور قتل ہونا اس شخص کو جس کی نیت حق ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کر کے شاکستگان خدا سے موافقت اور جبران و کافران باشقادت سے مخالفت کرنے سے عار نہیں ہے۔ اگر میں زندہ ہوں نام نہ ہوں گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ دل ملاحت نہ ہو گا۔ ابن بابوی نے بند مغیر روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہ اٹھیں اور کہا۔ بیشک میرا فرزند حسین شہید ہو گیا۔ اس لئے کہ جس دن سے رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی تھی۔ صدائے نوحہ قوم جن میں سے نہ سنی تھی۔ رات کو صدائے جہیہ میں نے سنی کہ وہ روتی اور مرتبہ امام حسین کا پڑھتی۔ شیخ مفید و شیخ طوسی نے ایک پیر مرد قبیلہ بنی تمیم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے امام حسین کی لڑائی اپنے دشمنوں سے کرنا شہید ہو جانے کی خبر نہ تھی۔ بعد عاشر ارات کو میں ایک گوشہ میں ایک پتے تبدیلہ کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ ناگاہ صدائے ہائف آئی۔ وہ کہتا تھا تم خدا میں تماری طرف نہیں آیا۔ مگر بعد اس کے کہ امام حسین کو کر بلا میں شہید اپنے خون میں ان کو غلطان دیکھا اور گردان کے جوالوں کو دیکھا کہ خون ان کی گردنوں سے جاری تھا۔ ان میں سے ہر ایک چرخ ہدایت تھا۔ ہم نے اپنے اونٹ ڈھلے کہ شاید ان سے ملاقات ہو جائے۔ قبل اس کے کہ وہ حور العین کو اپنی آغوش میں سے لیں۔ نفاذ و تقد حق تعالیٰ کی مانع ہوئی۔ اور جو کچھ خدا سے وہ البتہ شدنی ہے۔ اس کے بعد سینہ اشعار امام اہل بیت کی مدح و ثناء میں پڑھے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں



## فصل انیسویں: سبب تاخیر عذاب قاتلان امام حسین علیہ السلام بلکہ انتقام بزمانہ صاحب العصر قرار دیا

ہن ہاں یہ نے بند مغیر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہر وہی نے امام رضا سے پوچھا۔ ایک حدیث جناب صادق سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صاحب العصر ظاہر ہونگے۔ فرزدان قاتلان امام مجتبیٰ کو ان کے بزرگان گذشتہ کے انعام زشت کے عوض قتل کریں گے۔ حضرت امام رضا نے فرمایا۔ اسی طرح ہے۔ راوی نے کہا۔ ان کا کیا گناہ۔ امام نے فرمایا۔ وہ لوگ جو کہ انعام اجداد سے راضی ہیں۔ اور ان ظالموں پر غر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ قتل کئے جائیں گے۔ جو کوئی کسی کے فعل زشت پر راضی ہو اس کی طرف سے کہ گویا وہ کام اس نے خود کیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو مشرق میں مارے اور دوسرا مغرب میں اس کے اس فعل سے راضی ہو۔ تحقیق کہ وہ اس کا شریک ہوگا۔ اس وجہ سے صاحب العصر ان کا قتل کریں گے کہ وہ اپنے ظالمان گذشتہ کے مظالم پر راضی ہیں، تفسیر امام حسن عسکری میں لکھا ہے۔ ایک روز امام زین العابدین نے اس جماعت بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے شکار چھیلوں کا دو ٹنڈیا کہا۔ اور خداوند عالم نے ان کو شوک رسور، ذبیحون رہنبر، بنا دیا۔ پھر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک جماعت کو چھیل کو شکار دو ٹنڈیا کے روز کرنے پر ایسا عذاب کیا۔ تو اس جماعت کا حال حضرت ذوالجلال کے نزدیک کیسا ہوگا۔ جنہوں نے اولاد حضرت رسول خدا کو قتل کیا اور ان کی ہتک اور حرمت

بقیہ حاشیہ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے شب محل امام حسین کو قتل دیکھا کہتا ہے اسے جہالت سے امام حسین کے قتل کرنے والوں کو عذاب و دست کی بشارت ہو تم پر لعنت کی جا چکی ہے۔ سلیمان بن داؤد کی موسیٰ اور حامل اخیل عیسیٰ کی ہذا جناب آج تک تم حسین میں نذر خواں ہیں۔ اور آج تک بلکہ قیامت تک آسمان اوتا رہیگا۔ تم حسین میں چنانچہ وقت نذر اور ظلم جو سرخی آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔ یہ سبب تم حسین ہے سواد الظم یعنی اہل سنت کے مشہور علامہ ابن سعد طبقاً میں لکھتے ہیں۔ ان ہذا الحمرة لہ توفی السماء قبل قتله یعنی یہ مشرق کی سرخی قبل قتل حسین کے کبھی نہیں گئی۔ امام سرین لکھتے ہیں۔ اظہو فان حمرة اللوات السماء لہ تکن قبل قتل حسین۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ جو سرخی طراؤ آسمان پر پائی جاتی ہے۔ قبل قتل حسین نہ تھی۔ بس یہی کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں جہاں میں آج نہ تا تم پناہ سیر کا۔ (احقر سید ظہور السن کوثر بھر پوی)

اگرچہ خدا نے ان کو دنیا میں مسخ نہ کیا۔ ولیکن جو کچھ عذاب ان کے لئے آخرت سے مہیا کیا ہے۔ وہ چند عذاب مسخ سے ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے حاضرین مجلس سے عرض کیا۔ کہ دشمنان اہل بیت کہتے ہیں۔ اگر قتل کرنا امام حسین کا شکار مہی سے بدتر تھا۔ چاہئے کہ خداوند عالم ان کو بھی مسخ کرنا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ شیطان کی مصیبت اس گروہ سے زیادہ ہے۔ جو اس کے انخواسے گناہ کرتے ہیں اور خدا نے دنیا میں ان گناہوں کے عوض بہت لوگوں پر عذاب نازل کیا۔ اور شیطان پر عذاب نہ کیا۔ اور اسے مہلت دی۔ لہذا بمقابلہ حکمنہائے حق تعالیٰ کلام کرنا جائز نہیں ہے اور بہت ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض گناہاں قلیل دنیا ہی میں عوض لیتا ہے۔ اور عقوبت عذاباں کے کثیر کا عوض برون قیامت قرار دیتا ہے اس لئے کہ عذاب ان پر شدیدتر اور رجعت ان پر تیارتر ہو۔ لہذا قائم آل محمد ان کافروں کی اولاد سے انتقام لیں گے۔ ابن قولویہ نے بند مستغیر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ قسم بخدا قاتلان حسین مارے گئے۔ ولیکن ہنوز طلب خون امام حسین نہیں ہوا ہے۔ رجعت اور قیامت میں خوں طلب کیا جائے گا۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے جناب رسول خدا کو وحی کی کہ بعض خون حضرت یحییٰ شہزاد اشقیاء میں نے قتل کئے۔ اور تمہارے فرزند حسین کا خون کا عوض بھی شہزاد سے لوٹا اور ان کو قتل کر دینگا۔ ایضا۔ جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ بعض خون امام حسین ایک لاکھ کافر مارے گئے۔ اور ہنوز ان کا طلب خون نہیں ہوا ہے۔ اور اس کے بعد طلب خون امام حسین کیا جائے گا۔ ایضا امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ جب میں ہمراہ پیدل زرگوار کر بلا جانا تھا۔ جس منزل پر میرے پدر عالی مقدار اترتے تھے۔ حضرت یحییٰ کو یاد کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ سب اس ہے اعتباری دنیا کا جو خدا کے نزدیک ہے یہ تھا۔ کہ سر مبارک یحییٰ ایک زن زنا کار کے لئے جو قوم بنی اسرائیل سے تھی بطور ہلو پہنچا گیا۔ اور خداوند عالم نے نجات نصر کو ان پر مسلط کیا۔ کہ شہزادہ تمہارا قتل کر ڈاے یہاں تک کہ خون حضرت یحییٰ ساکن ہوا۔ اسے فرزند قسم بخدا میرا خون ساکن نہ ہو گا۔ نا لاکھ ہمدی میرے فرزندوں میں سے بعض میرے خون کے شہزادہ منافقوں کو قتل کرے۔

## فصل بیسویں بیان معجزات امام حسین عذاب قاتلان حضرت

ابن شہر آشوب نے بند مستغیر روایت کی ہے کہ امام حسین نے عمر بن سعد لعین سے کہا۔ میں اسوجہ سے خوش ہوں۔ کہ جب تو مجھے شہید کر چکے گا۔ اس وقت گندم عراق میں نکھا سکے گا۔ اس لحاظ نے بطور مسخرہ پن کہا۔ اگر گندم نہ ہو۔ جو ہی غنیمت ہیں۔ پس ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضرت فرمایا تھا

کہ امارت شہر کے لئے میسر نہ ہوئی۔ اور مختار نے اسے روانہ نہ کیا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ جس قدر خوشبو امام حسین کی لوٹ میں گئی سب خون ہو گئی۔ اور خوشبو گھانسی جس قدر سے گئے تھے۔ وہ سب آگ سے جل گئی۔ روایت دیگر۔ اس خوشبو کا جس نے استعمال کیا۔ مرد خواہ عورت سب بھروسہ ہو گئے۔ ایضاً ابن زہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسین صحرائے کربلا میں پیاسے ہوئے۔ کنار فرات تشریف لے گئے۔ اور پانی اٹھایا۔ چاہا لوش کریں ناگاہ ایک ملعون نے تیر حضرت کو مارا۔ کہ وہ تیر وہیں مبارک امام حسین پر لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا ہرگز تجھے معاف نہ کرے۔ بعد اس کے اس ملعون کو پیاس لگی جس قدر پانی پینا تھا۔ پیاس نہ بھتی تھی۔ یہاں تک کہ شقی فرات کے کنارے کود پڑا۔ اور اس قدر پانی پیا کہ جہنم داخل ہوا۔ ایضاً روایت ہے کہ جب امام حسین نے ان کافروں سے پانی مانگا۔ ایک ملعون نے ان انقیایاں سے آواز دی۔ کہ اے حسین ایک قطرہ آب فرات تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تشنہ لب شہید ہو جاؤ۔ یا حکم ابن زیاد قبول کرو۔ امام حسین نے فرمایا۔ خداوند اس شقی کو پیاس سے ہلاک کرے۔ اور ہرگز اسے نہ بخش پس تشنگی اس ملعون پر غالب ہوئی اور ہر وقت العطش کی فریاد کرتا تھا۔ اور جس قدر پانی پینا تھا۔ سیراب نہ ہوتا تھا۔ آخر کار اس قدر پانی پیا۔ کہ اس بد بخت کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داخل ہوا۔ بعضوں نے کہا۔ وہ ملعون عبد اللہ بن حصیبین یزدی تھا۔ اور بعضوں نے کہا۔ حمید بن مسلم تھا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ایک ولد ترزانے قیدیہ دارم سے ایک تیر امام حسین کی طرف پھینکا۔ اور وہ تیر گلے سے مبارک حضرت پر لگا۔ حضرت خون اپنا آسمان کی جانب پھینکتے تھے۔ بعد اس کے وہ شقی ایسی بلا میں مبتلا ہوا۔ کہ سردی اور گرمی سے فریاد کرتا تھا۔ آگ اس کے پیٹ سے شعلہ درہوتی تھی اور میٹھی سردی سے کانپتی تھی۔ اس شقی کے پشت سر آگ روشن کرتے اور پیش سر نکپھا بھلتے اور برف اس کے شکم پر رکھتے تھے۔ معودہ ملعون پیاس سے فریاد کرتا تھا۔ پانی پہنچا۔ مگر سیراب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داخل ہوا۔ ابن بابویر شیخ طوسی نے بسند اسے بقبرہ یعقوب بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ کہ ایام حج میں جب بچہ پر شدت تشنگی ہوئی۔ مع چند اشخاص کو ڈسے باہر گیا۔ یہاں تک کہ کربلا میں پہنچا۔ مگر کوئی موضع ایسا نہ ملا۔ جہاں اترنا ناگاہ ایک مکان کنار فرات مجھے نظر آیا کہ وہ مکان مکڑی اور گھانسی سے بنایا تھا۔ رات کو میں نے اسی جگہ قیام کیا۔ اتفاقاً ایک مرد غریب آیا۔ اور کہا۔ مجھے آج کی رات یہاں رہنے کی اجازت دو کہ میں غریب آدمی ہوں۔ اور در سے آیا ہوں۔ ہم نے اسے اجازت دی۔ اور وہ بھی داخل ہوا۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ اور چراغ؟

نے روغن نطفہ سے جلا یا۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھے ادھر ادھر کا ذکر کرتے تھے۔ باتوں باتوں میں کر بلا اور شہادت امام حسینؑ کا ذکر آگیا ہم نے کہا کوئی اس صحرا میں ایسا نہ پچا جس کے بدن میں کوئی بلا نازل نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر اس مرد غریب نے کہا۔ میں بھی ان میں سے ہوں جو اس جنگ میں تھے۔ اب تک تو کوئی بلا مجھ پر... نازل نہیں ہوئی۔ تم شیعوں کا دار و مدار جھوٹ پر ہے۔ جب ہم نے اس سے یہ کلام سنا۔ ڈر کر اپنے سخن سے پشیمان ہوئے۔ اس وقت چراغ کی لدنی دناڑھی ہو گئی تھی اس ملعون نے چاہا اُسے بچھائے ہاتھ بڑھاکے چاہا۔ بتی اس کی کاٹے۔ فداً ہاتھ چراغ تک پہنچتے ہی آگ کے دستِ نخص میں لگ گئی۔ جب اس نے چاہا اُسے بچھائے اس کی داڑھی جلنے لگی۔ اور تمام بدن میں شعلہ آتش شعل ہونے لگی۔ دوستی نہر فرات میں کود پڑا۔ جب اس نے غوطہ مارا پانی کے اوپر آگ اس کے سر پر رہی۔ اور اس کی منتظر تھی کہ سر باہر نکلسے۔ جب سریانی سے نکلتا تھا پھر آگ لگ جاتی تھی اور ہر وقت یہی کیفیت اس بدبخت کی تھی یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا۔ ابن بابویہ نے بسند مغیر قائم بن اجین سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک ملعون قبیلہ دارم سے ہوا لشکر ابن زیاد ملعون صحرا سے لڑنے گیا تھا۔ وہ میرے پاس آیا میں نے دیکھا منہ اس کا سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اس واقعہ سے پہلے وہ نہایت خوبصورت اور گورا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اس قدر تمہارا رنگ کیوں متغیر ہو گیا ہے۔ کہ ممکن تھا۔ کہ میں تم کو نہ پہچانتا۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے ایک خوبصورت گورے آدمی کو۔ اصحاب امام حسینؑ سے شہید کیا ہے کہ اگر کوئی عبادت اس کی پیشانی فدائی سے ظاہر تھا۔ اور میں اس کا سر لایا ہوں۔ رادی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ سر مقدس زمین میں لٹکا تھا۔ کہ گھوڑے کی ٹانگوں سے ٹکر کھاتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا۔ کاش اس سر کو یہ اونچا باندھتا۔ کہ اس درجہ گھوڑے کی رانوں سے اس سر مقدس کو صدمہ نہ پہنچتا۔ میرے باپ نے مجھے جواب دیا۔ اسے فرزند جو بلا اس سر کا مالک اس پر نازل کرتا ہے وہ اس صدمہ سے جو اس سر پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے خود سے بیان کیا۔ کہ جس روز سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے اب تک ہر شب میرے خواب میں آتا اور کہتا ہے۔ چل پس بچے جانب جہنم لے جانا ہے۔ اور جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ صبح تک اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے خود اس کے مہیاہ کے لوگوں سے سنا کہ وہ کہنے لگے تھے راتوں کو اس کی صدائے فریاد سے ہم کو نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس کی عورت پاس گیا۔ اور حال حقیقت دریافت کی اس کی زوجہ نے کہا۔ اس کم بخت نے خود اپنے کو رسوا کیا ہے اور در حقیقت ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس نے تم سے بیان کیا ہے۔ ایضاً۔ عمار بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ جب سر عبید اللہ بن زیاد ملعون کا سر کاٹا

اصحاب شقادت آب کو نہیں لائے۔ میں ان سردوں کا تماشا دیکھنے کو گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ لوگ کہہ رہے تھے آیا آیا۔ ناگاہ کیا۔ دیکھتا ہوں ایک سانپ آیا۔ اور ان سب سردوں میں پھیر کے ابن زیاد کا سر تلاش کیا۔ جب وہ سر اس سانپ کو ملا۔ اس کی ناک کے سوراخ میں گھس گیا۔ اور کان کے راہ سے باہر نکل آیا۔ پھر کان کی طرف سے گھسا اور ناک کی طرف سے نکل آیا۔ اور ہر وقت وہ سانپ اسی طرح کرتا رہا۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے کتب معتبرہ سے روایت کی ہے کہ بحرین کعب ملعون کے ہاتھ جن ہاتھوں سے اس لعین نے بعض ہمارے امام حسین انار سے تھے گریہوں میں مثل دو ٹکڑیوں کے خشک ہو جاتے اور جاڑوں میں ان دونوں ہاتھوں سے خون بہا کرتا تھا۔ اور جاہلین زید بن علی نے امام حسینؑ اٹھایا تھا۔ جب اس شقی نے اپنے سرخس پر بازو چا اس وقت دیکھا نہ ہو گیا۔ اور دوسرا جاہل امام حسینؑ جو بربن ہوئے اٹھایا تھا۔ اسی وقت وہ شقی بھی لبین پر گر گیا اور اپنا بیچ ہو گیا۔ ایضاً۔ ابن حاشر نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ ایک شخص ان ملائین میں سے جو امام حسینؑ سے لڑنے گئے تھے جب وہاں سے میرے پاس آیا۔ امام حسینؑ کے مال میں سے ایک اونٹ اور تھوڑی زرعفران لایا تھا جب اس زرعفران کو مینے تھے آگ اس میں سے شعلہ زن ہوتی تھی۔ اس کی زور جرنے اپنے بدن پر ملی۔ اور اسی وقت بردص ہو گئی۔ جب اس شتر کو بخر گیا۔ اس اونٹ کے جس عضو کو پھری لگکنے تھے۔ آگ اس عضو سے مشتعل ہوتی تھی۔ جب اس کے کڑے کٹے ان ٹکڑوں سے آگ مشتعل تھی۔ جب دیگ میں ڈالتے آگ ان سے بھڑکتی تھی۔ اور جب دیگ سے نکالا۔ گوشت ہمدار سے زیادہ تلخ تھا۔ ایک شقی نے اشقیائے نوح عمر بن سعد ملعون سے امام حسینؑ کو ناسرا کہا۔ ناگاہ دعتیر شہاب آسمان سے نوا آئے۔ اور دونوں آنکھیں اس ملعون کی اندھی کر دیں۔ یہاں طوائف و امین شہر آشوب وغیرہ نے عبداللہ بن رباح سے جو فاضی دنت تھا۔ روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا ہے اس سے میں نے اس کے آنسو ہو جانے کو پوچھا۔ اس آنسو نے جواب دیا۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو امام حسینؑ سے جنگ کرنے گئے تھے۔ میں ہمراہ تو آدمیوں کے تھا۔ میں نے کوئی نیزہ نہیں لگایا۔ اور کوئی نیزہ نہیں پھینکا تھا۔ لیکن جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور میں اپنے مکان میں اپنی آیا۔ نماز مشا پڑھ کے سو رہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ چل تجھے رسول خداؐ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ان سے کیا کام اس شخص نے میرا جواب نہ دیا۔ اور میرا گویاں پکڑ کے مجھے خدمت رسول خداؐ میں لے گیا۔ میں نے دیکھا۔ رسول خداؐ صحرا میں محزون و غمگین بیٹھے ہیں۔ اور آستینوں کو کہنیوں تک چڑھائے ایک زبردست مبارک میں لے ہیں اور فرس چرئی حضرت کے سامنے بچھا ہے۔ اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور ایک نشتر آتش اس کے ہاتھ میں ہے اور ان نہ شخصوں کو جو میرے رفیق تھے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص کے گناہ ہے آگ اس کے بدن میں مشتعل ہوتی ہے اور جل جاتا ہے۔ پھر زندہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ فرشتہ اسے قتل کرتا ہے۔ میں نے

جب وہ حالت شاہدہ کی۔ دوزخو بیٹھ کے کہا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ حضرت نے جواب سلام نہ دیا۔ اور ایک ساعت سر مبارک جھکائے رہے اور کہا۔ اے دشمن خدا تو نے میری تنگ و حرمت کی۔ اور میری حرمت کو قتل کیا۔ میرے حق کی رعایت نہ کی۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کوئی تیزہ و تیز تواریخ میں نے نہیں لگایا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ لیکن تو اس لشکر میں تھا۔ اور ان اشقیاء کے لشکر کی سپاہی کو تو نے زیادہ کیا تھا۔ میرے نزدیک آجب میں فریب گیا۔ دیکھا۔ ایک طشت خون سے بھرا ہوا ہے اور حضرت کے آگے رکھا۔ پس حضرت نے فریاد یہ میرے فرزند حسین کا ہے۔ اس خون سے دو سلاہاں میری آنکھوں میں پھریں جب جاگا اندھا ہو گیا۔ بعض کتب معتبرہ میں دیمان ابن زیاد علیہ اللعن سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں عقب ابن زیاد داخل قصر ہوا۔ جب تھیں گیا۔ آگ اس کے چہرے پر شعل ہوئی۔ اس نے مضطرب ہو کے مجھ سے کہا کیا تو نے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس شقی نے کہا۔ اور لوگوں سے یہ قصہ بیان نہیں کرتا۔ کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔

**روایت کعب الاحبار** میں سے وہ واقعات آئندہ کو نقل کرتا تھا۔ جو اس عمر میں واقع ہوئے اور جو فتنہ و فساد ظاہر ہو گا۔ پھر کعب الاحبار نے کہا یتبع دقتہ و فساد سے عظیم تر اور سب مصائب سے شدید تر قتل سید شہداء امام حسین ہو گا۔ اور یہ وہ فساد ہے جس کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ کہ ظہور الساد فی البو و البحر۔ یعنی کسبت ایدی العاص۔ سب سے پہلے فساد عالم میں باہن کا قتل تھا اور آخر فساد قتل امام حسین علیہ السلام ہے۔ روز شہادت امام حسین دروازہ ہائے نبوت کھول دیں گے اور بیچ آسمان آنحضرت کے مصائب پر خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ جب دیکھنا کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے۔ جاننا امام حسین شہید ہوئے ہیں لوگوں نے کہا اے کعب الاحبار آسمان پیغمبروں کی شہادت پر کیوں نہ رویا اور امام حسین کی شہادت پر روئے گا۔ کعب الاحبار نے کہا تم پر وائے ہو قتل امام حسین امر عظیم ہے۔ وہ فرزند برگزیدہ سید المرسلین اور ان کا پارہ تن ہے۔ اور آپ کے آب و کن ہمارک سے تربیت پائی ہے۔ اس فرزند رسول خدا کو بخوردنا و ظلم شہید کر دیں گے۔ اور وصیت رسول خدا کی ان کے حق میں ذرہ بھر بھی رعایت نہ کریں گے۔ اس خدا کی قسم میں کھاتا ہوں۔ جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے۔ کلام حسین پر گروہ ملا کہ آسمان نے ہنسا نہ گریہ کریں گے۔ کہ قیامت ان کا گریہ منقطع نہ ہو گا۔ اور وہ بفرج جہاں سید الشہداء دفن ہوں گے۔ بہترین بفرج ہے زمین ہے۔ اور ہر ایک پیغمبر اس بفرج مبارک کی زیارت کو گیا ہے۔ اور مصائب امام حسین پر ہر ایک پیغمبر رویا ہے۔ ہر روز جو جہائے ملائکہ و قوم جنی اس مکان شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور روز جمعہ تو نے ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اس امام مظلوم پر گریہ کر کے فضائل بیان کرتے ہیں آسمان پر اس فرزند رسول خدا کو حسین مذکور اور زمین پر ابو عبد اللہ مقتول کہتے ہیں۔ درباؤں میں ان کو فرزند منور مظلوم کہتے ہیں ہر روز شہادت امام حسین چاند گین اور سورج گین کے گاہتین



دن تک تمام عالم نظر مردم میں تاریک رہے گا۔ پساڑ پٹا جائیں گے۔ اور دریا خردش میں آئیں گے۔ اگر بغیر ذہن و شیعان آنحضرت زمین پر نہ ہوتے، تحقیق کہ خدا آگ آسمان سے زمین پر برساتا۔ پھر کہنے کہا۔ اسے گردہ تم تعجب کہتے ہو۔ ہم کچھ میں نے نام حسین کے ہاتھیں تم سے کہا۔ اور کہہ دیا ہوں قسم بخدا خدا نے کوئی چیز جو واقع ہوئی اور آئندہ ہوگی باقی نہیں چھوڑی۔ مگر یہ کہ سب کی اطلاع حضرت موسیٰ کو دے دی۔ اور جبرندہ مخلوق ہوا اور ہوگا۔ سب کا حال عالم ارواح میں حضرت آدم کو بنا دیا۔ اور جس قدر اختلاف و تنازعات دنیا میں ظاہر ہو گئے۔ سب کا ذکر کیا۔ حضرت آدم نے کہا۔ امتیغ سیر آخر الزمان کہ بہترین امت پیغمبران ہے۔ اس میں اس قدر اختلاف کیوں ہوا خداوند عالم نے فرمایا۔ اسے آدم جب کہ انہوں نے اختلاف کیا۔ ان کے دل مختلف ہو گئے۔ وہ لوگ فساد زمین پر مثل فساد زمین پر مثل فساد قتل بائبل کریں گے۔ اور میرے حبیب محمد مصطفیٰ کے فرزند شہید کیلئے پھر حق تعالیٰ نے واقعہ کہ بلا حضرت آدم کو دیکھا دیا۔ حضرت آدم نے جب امام حسین کے قانون کی ارواح کو دیکھا۔ رد کے عرض کیا۔ خداوند تو قتل حسین کا انتقام ان سے لینا۔ جس طرح وہ اثنیعا تیرے پیغمبر بزرگوار کے فرزند کو شہید کریں۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسین شہید ہو چکے ہیں اسکے دوسرے سال حج کو گیا کہ بخدمت امام زین العابدین بعد حج مشرف ہوں۔ ایک روز کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ اس کے کٹے ہوئے اور منہ مثل شب نار سیاہ تھا۔ کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا۔ خداوند سبحان اس خاد محترم کے میرا گناہ بخش دے۔ اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشنے گا۔ میں نے اس سے کہا۔ دسے ہو تجھ پر تو نے کونسا گناہ کیا ہے۔ کہ رحمت خداوند عظیم سے اس قدر ناامیدی ہے اس نے کہا میں جمال امام حسین کا تھا۔ جب وہ کر بلا گئے تھے جب امام حسین کو شہید کیا۔ میں چھپ گیا۔ کہ بعض جاہلے حضرت انار کے لے جاؤں۔ اور آنحضرت کے کپڑے انار کے وقت شب ان کو پہن کر ہی رہا تھا۔ ناگاہ میں نے سنا کہ ایک مردوش اور غلام عظیم اس صحر سے بلند ہوا۔ اور بیت ہمدانے گریہ و زاری نہیں۔ کہ کوئی کہتا تھا۔ اسے فرزند شہید من اسے حسین غریب من تجھے شہید کیا۔ اور تیرا حق نہ پہچانا۔ پانی تجھے نہ دیا۔ ان صدا ہائے دہشت انگیز سے میں سحرش ہو گیا۔ اور درمیان شہدا اپنے کو گرا دیا۔ میں نے اس حالت میں دیکھا۔ کہ ایک عورت اور زمین مرد کھڑے ہیں۔ اور ان کے گرد گرد بہتند ملاکہ اساطیر کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اسے فرزند نامدار سے حسین مقبول سیف اشرار تجھ پر سے تیرے جد پدید روم اور دربار زنا ہوں ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسین اٹھ بیٹھے۔ اور کہا۔ لبیک یا جتد یا رسول اللہ و یا اتبا و یا اصبوا المؤمنین و یا اصاہ یا فاطمہ النبی و یا اباہا۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ پھر فرمایا اسے ناما میرے انصار کو کفار سے قتل کیا۔ اسے ناما میرے اہل بیت کو امیر کیا۔ اسے ناما میرا مال لوٹ لیا۔ اسے ناما میرے اطفال کو قتل کر ڈالا۔ اس کلام کے سننے سے سبکے سبک گریہ زاری کرنے لگے۔ اور جناب فاطمہ

زیادہ فوجہ درازی کرتی تھیں۔ پھر جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اسے پدر بزرگوار آپ ملاحظہ کیجئے میرے نور چشم کا اس امت جفا کرنے کی کیا حال کیا ہے۔ اسے پدر عالمی قدر کیجئے اجازت دیجئے۔ کہ خون اپنے فرزند کا اپنے سر اور چہرے پر مل لوں۔ اور جب خدا سے ملاقات کر دوں۔ اس کے خون سے آلودہ ہوں۔ یہ فرما کر ان سب بزرگوں نے خون امام حسین کا اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ اس کے بعد میں نے سنا۔ کہ رسول خدا فرماتے تھے۔ اے امام حسین میں تجھ پر سے قدا ہوں۔ تجھے میں سر۔ بریدہ خون غلیظہ دیکھ رہا ہوں۔ اسے فرزند گرامی تیرے کپڑے کس نے اتارے۔ امام حسین نے عرض کیا۔ اسے جو بزرگوار ایک ساریاں میرے ہمراہ آیا تھا۔ اور اس سے میں نے بہت نیکیاں کیں تھیں۔ اس نے بعض ان نیکیوں کے بخٹھے عریان کر دیا۔ یہ سن کر جناب رسول خدا میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ تو نے خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مجھ سے شرم نہ کی۔ کہ میرے نور دیدہ اور جگر گوشہ کو برہنہ کیا۔ خدا تجھے دینا اور آخرت میں ردیہ کرے اور تیرے ہاتھ قطع کرے۔ اسی وقت میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھ گر پڑے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ اور جاننا ہوں۔ کہ نقر بن و سنت رسول خدا مجھ سے بر طرف نہ ہوگی۔ اور میں نختنا نہ جاؤں گا اور اپنا روایت کی ہے کہ ایک لوہا رکنہ میں رہتا تھا۔ جب لشکر عمر بن سعد ملاحون کر ملا میں امام حسین سے لڑنے کے لئے کو فرار نہ ہوا۔ اس لوہا رکنہ بہت سا لوہا اٹھایا۔ اور لشکر کے ہمراہ کر بلا گیا۔ لشکر کے نیزے ٹھیک کرتا۔ اور نیموں کی چوہیں بناتا۔ اور شمشیر و منجر کو صاف کرتا تھا۔ اس لوہا رکنہ کہا۔ میں انیس روز اس لشکر میں رہا۔ اظن کے کام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امام حسین کو شہید کیا۔ جب اپنے مکان پر واپس آیا۔ ایک شب اپنے مکان میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی تشنگی سے زبانی نکل پڑیں۔ اور آفتاب قریب سر ہائے مردم ہے میں شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ بیک ایک ایک سوار نمایاں ہوا۔ نہایت حسین و جمیل ہوا۔ و جلالت ہمراہ اس کے پیہر ان واہیاد صدیقان و شہداء بھی تھے۔ تمام محشر اس جوان کے نور جمال سے منور ہو گیا اور وہ سوار سرعت وہاں سے عبور کر گیا۔ بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار مثل آہ تاباں نمایاں ہوا۔ اور عرضہ محشر کو اپنے نور جمال سے روشن کر دیا۔ ہزاروں آدمی اس کی رکاب سعادت انساب میں تھے۔ جو حکم وہ جوان کرتا تھا یہ لوگ اس کی تعمیل کرتے تھے۔ جب وہ سوار میرے قریب پہنچا۔ گھوڑے کی باگ رک لی۔ اور حکم دیا سے پکڑ لو۔ فوراً اس سوار کے ہمراہوں نے میرا بازو پکڑ کے اس زور سے کھینچا۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ شانہ الگ ہو گیا۔ میں نے کہا تمہیں اس شخص کی قسم جس نے تم کو میرے لئے جانے کا حکم دیا ہے تم مجھ سے بیان کرو۔ وہ جوان کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ میں نے پوچھا۔ جو ان سے پہلے گئے۔ وہ کون تھے انہوں نے کہا۔ وہ رسول خدا تھے میں نے پوچھا۔ ان کے گرد جو لوگ تھے وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا۔ وہ پیہر ان و صدیقان و شہیدان و صالحان ایزد مومنان تھے میں نے کہا تم کون لوگ ہو جو ایہ کوششیں کے رکاب میں حاضر ہو۔ اور جو حکم وہ دیتے ہیں تم لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہو انہوں نے کہا۔ ہم فرشتگان پروردگار عالمیان ہیں۔ ہم کو اس نے حکم فرمایا ہے کہ علی ابن ابی طالب کے تابع فرمان رہیں میں نے کہا

میری گرفتاری کا کیوں حکم دیا۔ اس فرشتے نے کہا۔ تیرا حال وہ ہو گیا جو اس گروہ کا حال ہے۔ جب اس طرف  
 میرے نظر کی عمر بن سعد شقی کو رخ اس کے شکر کے دیکھا۔ بعض کو میں پچاٹنا تھا۔ اور بعض کو نہ پچاٹنا تھا۔ ایک  
 زنجیر آتیش عمر بن سعد میں کی گردن میں تھی۔ کہ شعلہ ہائے آتش اس کی آنکھوں اور کانوں سے باہر نکلتے  
 تھے۔ اور وہ گروہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ زنجیر ہائے آتش میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور کچھ لوگوں کی گردن  
 میں لہوق ہائے آتش تھے اور بعضوں کے بازو مثل میرے فرشتے پکڑے ہوئے تھے۔ جب غزوہ بدر دیکھی گئی تو میں  
 نے دیکھا۔ رسول خدا ایک کرسی بلند پر بیٹھے ہیں۔ اور دو مرد پر نورانی ان کی داہنی جانب کھڑے ہیں۔ اس فرشتے سے میں  
 نے پوچھا۔ کہ وہ صاحب کون ہیں۔ اس نے کہا۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم ہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے  
 علی تم نے کیا کیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ جین کے کسی قاتل کو نہیں چھوڑا۔ اور سب کو جمع کر کے خدمت میں لایا ہوں  
 رسول خدا نے فرمایا۔ ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب ان کو رسول خدا کے پاس لے گئے۔ آنحضرت ہر ایک سے سوال  
 کرتے تھے۔ کہ میرے فرزند حبیب سے کیا سلوک کیا۔ یہ پوچھتے تھے۔ اور روتے جلتے تھے۔ اہل عشرت سب  
 گروہ آنحضرت سے گریباں تھے ان انتہیا میں سے کوئی کہتا تھا۔ میں نے تیرا ان کو مارا۔ کوئی کہتا تھا۔ میں نے ان کا سر  
 اقدس جدا کیا۔ کوئی کہتا تھا میں نے ان کا فرزند ذبح کیا۔ جناب رسول خدا نے ان کے سنے سے فریاد کی۔ کہ مے  
 میرے فرزند فریب جے یا رو انصار اے میرے اہل بیت الہبار میرے بعد تم سے اس امت جفا کرنے ایسا سلوک کیا  
 بعد اس کے پیغمبروں سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے پدرم آدم اے برادرم نوح اے پدرم ابراہیم آپ دیکھئے اس میری  
 امت نے میری ذریت سے کیا سلوک کیا ہے اس کلام کے سننے سے ایسا درد اوصیا اور صحیح اہل عشرت نے سنیے لگے پھر  
 جناب رسول خدا نے نوکلان جہنم کو حکم دیا۔ کہ ان ظالموں کو جہنم میں سے جاؤ۔ اس حکم سے ایک ایک کو کھینچ کے جہنم میں ڈالتے  
 تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو لائے۔ اس سے پوچھا۔ تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا۔ میں نے کوئی تیر دینارہ دشمنیر امام حسین  
 پر نہیں لکایا۔ بلکہ میں بڑھی تھا۔ اور ان تمکاروں کے لشکر کے ہمراہ تھا۔ ایک دن خیر حسین بن میرعبین کا متوں ٹکرتے  
 ہو گیا میں نے اُسے درست کر دیا تھا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ آخر تو اس لشکر میں داخل تھا۔ اور ان کے لشکر کی سپاہی  
 زیادہ کی تھی۔ اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کا تو معین اور مددگار تھا۔ یہ فرما کر حکم دیا۔ کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔ اس  
 وقت اہل عشرت خردش و فریاد کرنے لگے۔ کہ آج کے دن بجز حکم خدا و رسول خدا علی رضی اللہ عنہما سے حکم نہیں ہے  
 جب مجھے جناب رسول خدا کے سامنے لے گئے اور میں نے اپنا حال عرض کیا۔ وہی جواب جو اس بڑھی کو دیا تھا  
 مجھے بھی دیا۔ اور حکم فرمایا۔ مجھے جہنم میں ڈال دیں۔ اس حال کے ہشت سے میں جاگ اٹھا۔ میری زبان اور نصف  
 بدن خشک ہو گیا تھا۔ اب سب لوگ دنیا میں بھی مجھ سے بیزار ہیں۔ اور مجھ پر لعنت کرتے ہیں مرنے وقت  
 تک اس کا حال خسراں مالی ہی رہا۔ یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا۔

# فصل اکیسویں - بیان مجمل حوال مختار اور قتل بعض قاتلان

## امام حسین علیہ السلام

شیخ طوسی نے بسند معتبر منہال بن عمرو سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک سال بعد مراجعت سفر حج مدینہ میں داخل ہوا اور بخدمت امام زین العابدین گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے منہال حر ملہ بن کابل اسمعی لعیین کیا ہوا۔ کہا میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے دستہ لئے مبارک دعا کے لیے بلند فرمائے اور مکر فرمایا خداوند اے گرمی آہن و آتش چلے گا۔ منہال نے کہا جب میں کوفہ میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مختار بن ابی عبیدہ ثعلبی نے خروج کیا ہے۔ مجھ سے مختار بہت محبت و الفت رکھتے تھے۔ بعد کئی دن کے جب لوگوں کی طاقات سے فارغ ہوا مختار کی ملاقات کو گیا۔ اور اس وقت پہنچا جب وہ مکان کے اندر سے باہر آئے تھے۔ مختار نے مجھے دیکھ کر کہا اسے منہال مت کہ بعد آئے۔ تم نے ہم کو مبارک باد نہ دی۔ اور میرے شریک بھی نہ ہوئے میں نے کہا ایسا الایمیر میں شہر میں نہ تھا۔ ابھی تو سفر حج سے واپس آتا ہوں یہی باتیں کرتا ہوا میں ان کے ہمراہ چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مقام کنسہ میں جو ایک محلہ کوفہ کا ہے۔ وہاں پہنچے۔ اسی جگہ مختار نے گھوڑے کی بانگ روک لی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ یہ کسی کے منتظر ہیں۔ ناگاہ کیا دیکھتا۔ کچھ لوگ چلے آتے ہیں جب قریب پہنچے۔ کہا ایسا الایمیر آپ کو بشارت ہو۔ ہم نے حر ملہ بن کابل اسمعی لعیین کو گرفتار کیا ہے۔ تمھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کو لائے مختار نے کہا۔ الحمد للہ تو میرے ہاتھ آگیا۔ پھر جلادوں کو طلب کیا۔ وہ حاضر ہوئے۔ ان کو حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور ایک گٹھا نرکل کا منگا کر حکم دیا۔ اس میں یہ ملعون جلا دیا جائے۔ جب وہ ملعون چلنے لگے میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ مختار نے کہا۔ تسبیح خدا ہر وقت بہتر ہے۔ لیکن اے منہال اس وقت سبحان اللہ تم نے کیوں کہا میں نے کہا۔ اس وقت سبحان اللہ میں نے اس وجہ سے کہا۔ کہ اس سفر کی واپسی میں۔ میں جیب خدمت امام زین العابدین میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس ملعون کا حال مجھ سے پوچھا میں نے کہا کوفہ میں اسے زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے دستہ لئے مبارک بلند فرمائے دعا کے لیے اور اسے نغمہ کی۔ کہ خداوند عزت آہن و آتش حر ملہ بن کابل اسمعی لعیین کو چلے گا۔ اس وقت اجابت دعائے آنحضرت میں نے مشاہدہ کی۔ یہ سن کر مختار نے مجھے قسم دی۔ کہ تم نے اسی طرح امام سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ ہاں اسی طرح یہ کلام حضرت سے میں نے سنا ہے۔ پھر مختار گھوڑے سے نیچے آئے۔ اور بعد دو رکعت نماز کے مسجد سے میں گئے اور سجدہ طولانی ادا کر کے سوار ہوئے جب دیکھا۔ وہ ملعون جل گیا ہے۔ آگے روانہ ہوئے

اور میں اچھے بندہ رہا نہ تھا۔ یہاں تک کہ میرے دروازہ تک پہنچے۔ میں نے کہا۔ اے ہا! امیر مجھے سرفرازی کیسے سیر کھر  
 میں چل کے کچھ تناول فرمائیے۔ طعام میرا بلاغت فخر ہوگا۔ مختار نے کہا۔ اے جہاں تم نے مجھے خوشخبری دی۔  
 کہ امام زین العابدین نے دعا فرمائی اور خدا نے اس کی دعا کی اجابت میرے ہاتھ سے فرمائی۔ اب مجھ سے کہتے  
 ہو کہ تمہارے گھر جا کر کھانا بھی کھاؤں کیا آج اس نعت کے لشکر یہ میں روز نذر کھوں۔ کہ حرمہ لعین کو میں نے  
 قتل کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ فتنی وحی ملعون ہے۔ جو امام حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد لعین پاس لایا۔ اور عبد اللہ بن  
 کو مع دیگر شہداء شہید کیا اور جنہوں نے لکھ ہے کہ اسی ملعون حرمہ والد الزنن نے سر مبارک امام حسینؑ کا سر کاٹا تھا۔  
 ایضاً روایت کی ہے کہ مختار نے سو لوگوں کو تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۰ھ شہد شہد شہدہ کو خرد چ کیا۔ اور لوگوں نے  
 اس شرط پر ان سے بیعت کی کہ بکتاب خدا اور رسول اللہ کی سنت پر عمل کریں اور امام حسینؑ و اہل بیت و اہل بدو و اہل  
 آنحضرتؐ کا خون طلب کریں۔ اور دفع ضرر شیطان و محتاجان کر کے مومنوں کی مدد کریں۔ اس وقت عبد اللہ بن مطیع  
 عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم کو فہم تھا پس مختار نے اس پر نذر چ کیا۔ اور اس کا لشکر کو فہ سے باہر کر دیا۔ اور  
 کو ذمہ محرم شہدہ تک قیام کیا۔ عبید اللہ ابن زیاد ملعون اس وقت حاکم جزیرہ تھا۔ جو کہ قریب موصل ہے مختار  
 لشکر کشی کر کے متوجہ گرفتاری عبید اللہ ابن زیاد ملعون ہوئے اور ابراہیمؑ فرزند مالک اشتر کو اپنے لشکر کا سربراہ  
 کیا۔ اور ابو عبید اللہ جدلی اور ابو عمارہ کیسانی کو بھی ہمراہ لشکر کیا۔ ابراہیمؑ بن مالک اشتر ساتویں محرم کو مع دو  
 ہزار مردان قبیلہ مذحج و اسد و دو ہزار نفر قبیلہ تیم و جہلان اور ڈیڑھ دو ہزار شخص قبائلی۔ مدینہ اور ڈیڑھ ہزار  
 لوگ قبائل کندہ درسیہ اور دو ہزار قبیلہ ہمل کو فہ سے باہر گئے۔ و برطرت گراٹھ ہزار نفر قبیلہ جرا اور چار ہزار اور قبیلہ کے  
 لوگ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ابراہیمؑ کو فہ سے باہر گئے۔ مختار ان کی مخالفت کو پیادہ آئے۔ ابراہیمؑ نے  
 کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ سوار ہو مختار نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہاری مخالفت میں میرا ٹوا بنیلا  
 ہو۔ اور چاہتا ہوں۔ نصرت اہل محمد میں میرے پاؤں گرد آلود ہوں۔ پھر رخصت ہو کے واپس گئے اور ابراہیمؑ  
 روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدائن میں پہنچے جب یہ خبر مختار کو پہنچی کہ ابراہیمؑ نے مدائن سے کوچ کیا۔ کو فہ سے  
 پہلے مدائن میں پہنچ گئے۔ جب ابراہیمؑ موصل میں پہنچے عبید اللہ ابن زیاد لعین مع لشکر انبوه متوجہ ہوا اور  
 بقا صلہ چار فرسخ اس کا لشکر آرا جب دونوں لشکر صفت آرا ہوئے ابراہیمؑ نے اپنے لشکر میں آواز دی کہ  
 اہل حق اسے یاد ران دین۔ خدا او منح ہو کہ یہ پسر زیاد قاتل حسینؑ بن علیؑ و اہل بیت آنحضرتؐ ہے اس وقت وہ  
 مع لشکر کہد حقیقت لشکر شیطان ہے۔ تمہارے مقابلہ کو آیا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ اس سے مقابلہ بہ نیت  
 درست کرو اور ضابطہ و ثابست قدم جہاد میں رہو خدا حق تعالیٰ اس ملعون کو تمہد سے ہاتھ سے قتل کرے  
 بعد حزن و اندوہ سینہ ہائے مومنین سے براحت و سرور مبدل ہو۔ پس لڑائی شروع ہوئی۔ اہل لڑائی

فریاد کرتے تھے۔ اسے طالبان خون حسینؑ یہاں تک ایک گروہ لشکر ابراہیمؑ فتح مزعم کر کے ان سے پھر گیا اور  
 نزدیک تھا۔ مغلوب ہو جائیں ہراہیمؑ نے ان کو آؤلا دی۔ کہ اسے یادوان خدا دشمنان خدا کے ساتھ جہا و  
 کرنے میں مہر کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ جہنوں نے فتح مزعم کیا تھا۔ واپس آئے عبد اللہ بن یسار نے کہا میں نے  
 امیر المؤمنین سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے تم لوگ لشکر شام سے ہر جاوے کے کنارے ملاقات کرو گے وہ تم  
 کو بھگا دیں گے۔ اور فتح و نصرت سے تم کو مایوسی ہو جائیگی۔ بعد اسکے تم ان پر پھر لڑو گے۔ اور لشکر مخالفت پر  
 غالب ہو گے۔ اور ان کے سردار کو قتل کر ڈالو گے۔ تم پر لازم ہے مہر کرو۔ اسلئے تم ضرور ان کے لشکر پر  
 غالب ہو گے بعد اسکے ابراہیمؑ نے مہنتہ لشکر مخالفت پر حملہ کیا۔ اور سب لشکر نے ان کی جرأت دیکھ کر خود بھی حملہ  
 کیا۔ اور ان کو پسپا کر کے ان ملائین کا تعاقب کیا۔ اور خوب مارا جب جنگ بر طرف ہوئی معلوم ہوا۔ عبید اللہ  
 بن زیاد ملعون و حصین بن نمیر یعین و سر جیل بن ذی الکلاء شقی و ابن جوشب و دسیاہ و غالب بن باہلی و ابو جہر  
 بن ایاس سلمی بد بخت و ابوالاشرس نابکار حاکم خراسان و صیح سردان لشکر ضلالت اثر جہنم و اصل ہونے جب  
 جنگ سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ بعد ہزیمت لشکر مخالفت میں نے ایک گروہ کو بھگا  
 کہ وہ مقاتلہ کر رہے ہیں میں ان کی طرف پکا میرے برابر ایک شخص استر پر سوار آیا۔ وہ لوگوں کو لڑائی پر تحریریں د  
 تزیب کرتا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے لپک کے ایک مزیت ایسی اسکے ہاتھ پر لگائی کہ اسکا ہاتھ کٹ گیا اور  
 وہ کنارہ گر پڑا اس سے بوئے مشک آتی تھی کہ اپنے کپڑوں میں لگائے تھا میرا گمان یہ ہے کہ وہ ہی عبید اللہ  
 ابن زیاد ملعین تھا۔ یہ سن کر ایک شخص اس طرف گیا۔ جب درمیان کشتگان تلاش کیا۔ اسی جگہ جہاں کا پتہ ابراہیمؑ نے  
 دیا تھا۔ اس لعین کو پڑا پایا اس کا سر کاٹ کے ابراہیمؑ پاس لائے۔ ابراہیمؑ نے حکم دیا کہ اس ملعون کا بدن تمام زائے  
 اور اس شقی کے دھوئیں سے اپنی آنکھیں روشن اور خاکستر برفتر سے اپنے سینوں کا زنگ صاف کر کے روشن بدن  
 پلید سے پران امید صبح تک روشن رکھیں۔ جب مہران غلام ابن زیاد ملعون نے اپنے آقا کا وہ حال سنا کہ اس کی  
 چربی سے تمام دن چراغ روشن رکھا۔ اس نے قسم کھائی۔ کہ اس کے بعد میں پھر کبھی گوشت کی چربی نہ کھاؤنگا  
 کیونکہ وہ شقی اپنے آقا ملعون کو دوست رکھتا تھا اور مقرب تھا۔ جب صبح ہوئی لشکر ابراہیمؑ نے اسباب  
 غنیمت ہائے لشکر مخالفت جمع کیا۔ اور روانہ ہوئے طرف کو ذیاب شقی معرکہ جنگ گاہ سے بھاگ کے  
 عبد الملک بن مروان پاس شام میں گیا۔ جب عبد الملک نے اسے دیکھا کہا ابن زیاد کی خبر ہے۔ اس معرکہ نے  
 کہا جیسے لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ مجھ سے ابن زیاد نے کہا۔ ایک کوزہ پانی کا میرے پاس لا۔ جب میں پانی  
 لایا۔ کچھ پیا اور تھوڑا درمیان زرہ جہم پھر کا۔ اور باقی پانی اپنے گھوڑے پر پھر رک کے سوار ہوا۔ اور دریائے جنگ  
 میں غوطہ مارا۔ پھر ان کو میں نے نہ دیکھا۔ اور بھاگ کے آپ پاس چلا آیا۔ بعد اسکے ابراہیمؑ نے سرخس عبید اللہ

ابن زیاد سے سر ہاتے سواران لشکر نہایت اثر و تختہ پائے روانہ کیا۔ اور وہ سر ہاتے، اشقیہ اس وقت تختہ پائے پہنچے  
 مہرہ چاشت تنہا کر رہے تھے۔ کچھ عرصہ بعد زوندا کی صاحبزادی لائے اور کہا، الحمد للہ اس والد الزنا کا سر اس وقت یہ پاس لائے  
 یہ چاشت کھا رہا ہوں۔ اس لئے کہ سر اقدس جناب امام حسینؑ جب اس ملعون پاس لائے اس وقت یہ بھی زہر مار  
 کر ہاتھ تھا جب وہ سر ہاتے گندیہ محمد پائے لائے رکھے ایک سفید سانپ آئے ان سر ہاتے اشقیہ میں پھرا  
 یہاں تک ابن زیاد لعین کے سر تک پہنچا اور ملعون کی ناک میں گھس گیا اور کان کے سوراخ سے نکل آیا۔ پھر  
 سوراخ گوش سے داخل ہوا اور سوراخ بینی سے نکل آیا جب مختار چاشت سے فارغ ہوئے اور اپنا جوتاپہن کے  
 جوتے کی تلی گئی دفعہ اس ملعون بیجا یعنی ابن زیاد ولد الزنا کے منہ اور جبین پر گر دیں اور وہ کفش اپنے غلام کی گرد  
 پھینک دی اور کہا، اس کفش کو غولہ دے دے۔ کافر نفس کے سر سے میں نے ملی ہے بس مختار نے سر ابن  
 زیاد لعین و حسین بن علیؑ و عمر جیل بن ذی الطرارح وغیرہ ہمراہ عبد الرحمن بن ابی سلمہ ثقفی و عبد اللہ بن شداد قیس  
 و صاحب بن مالک اشعری بخدمت محمد بن حنفیہ بھیجے۔ اور ایک گریہ ان کی خدمت میں لکھا، اما بعد تحقیق یہ  
 کے شیطان دیادان خیر خواہ کو آپ کے دشمنوں کی طرف میں نے روانہ کیا کہ آپ کے برادر مظلوم سید الشہداء  
 کا خون طلب کریں پس وہ مہمان اہل بیت بانیت درست ان کفلا کے مقابلہ کو گئے اور یہ نہایت خشمگین و درویشان  
 دین میں سے منزل نصیبین پر دوچار ہوئے باعانت و نصرت رب العلمین ان کفار و شیاطین کو منہزم کر کے ویاؤں  
 جنگلوں میں متفرق کر دیا۔ اور ان کا تعاقب کر کے جہاں پایا قتل کر کے کینہ ہائے دل ہائے مومنین کو پاک کر  
 سینہ ہائے مومنین کو شاد و فرحناک کیا اب منصوبوں کے سرداروں اور سرگردوں اور افسروں کے سر ہائے  
 نفس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ جب یہ خط اور سر ہائے ملائین محمد بن حنفیہ پاس لائے۔ اس وقت  
 اما زین العابدینؑ بھی تشریف رکھتے تھے محمد بن حنفیہ نے ابن زیاد ملعون کا سر نفس بخدمت باسعادت  
 اما زین العابدینؑ روانہ کیا۔ اور وہ سر حضرت پاس اس وقت پہنچا جب آپ چاشت تنا دل فرما رہے تھے حضرت  
 نے فرمایا جب مجھے اس ملعون پاس لے گئے تھے اس وقت یہ بھی چاشت زہر مار کر رہا اور میرے پدربزرگ  
 کا سر اس کے سامنے رکھا تھا میں نے اس وقت دعا کیا۔ خداوند اس وقت تک مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب  
 تک ابن زیاد ملعون کا سر جب میں چاشت کھاتا ہوں۔ دکھانے۔ پھر فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس  
 نے میری دعا قبول و مستجاب فرمائی۔ بعد اسکے حضرت نے حکم دیا کہ اس سر نفس کو باہر پھینک دو جب اس  
 سر نفس کو عبد اللہ بن زبیر پاس لے گئے حکم دیا کہ نیزہ پر چڑھا کے پھرائیں جب وہ سر نیزہ پر رکھا نہ دھی  
 نے سر نفس کو زمین پر پھینک دیا ناک کا ایک سانپ نکلا۔ اور اس ملعون کی ناک میں پھٹ گیا۔ دوسری دفعہ جب نیزہ  
 پر رکھا۔ پھر ہوا سے زمین پر گر پڑا۔ اور اس کی ناک میں بدستور سانپ پھٹ گیا۔ پہاں تک کہ تین مرتبہ یہی  
 حالت ہوئی۔ جب یہ غیر عبد اللہ بن زبیر کو پہنچا حکم دیا کہ اس ملعون کا سر نفس گلیوں میں ڈال دو۔ ہر کوئی

## انتقام مختار بن ابوعبیدہ ثقفی علیہ الرحمۃ عمر بن سعد ملعون سے قاتلانِ امام

حضرت امیر مختارؓ

ابراڑ کو تلاش کر کے جہاں جسے پاتے قتل کرتے تھے یہاں تک بہت لوگ جمع ہو کر عمر بن سعد ملعون کی شفاست کرنے منتظر پاس آئے اور امان طلب کی جب مختار کو بہت اضطراب و اضطراب ہوا۔ کہا میں نے اسے اس شرط پر امان دی کہ باہر نہ جائے۔ اگر باہر جائے گا تو اس کا خون مہاجر ہو گا۔ ایک شخص عمر بن سعد ملعون پاس آیا اور کہا میں نے آج مختار سے سنا ہے کہ وہ قسم کھانے کہتا تھا۔ میں آج ایک شقی کو قتل کرونگا۔ میرا گمان یہ ہے کہ اس کا مطلب تیرے قتل سے ہے۔ پس عمر بن سعد ملعون کو ذمہ سے باہر اس موضع میں جس کا نام حمام ہے چلا گیا۔ اور وہاں جا کر کچھ رہا۔ اور اس ملعون سے لوگوں نے کہا۔ تو نے خطا کی مختار کے ہاتھوں سے کچھ نہیں سکتا۔ جب اس کو خبر ملے گی۔ تو کو ذمہ سے باہر چلا آیا ہے وہ یہی کہے گا۔ اس نے میری امان پر قیام نہ کیا۔ اب اس کا قتل ملنا ہوا۔ یہ سن کر وہ ملعون اسی رات اپنے مکان میں واپس آ گیا۔ راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی میں مختار کی خدمت میں گیا۔ جب میں وہاں پہنچے کئی بیٹھا۔ بشیر بن اسود بھی آ کے بیٹھے ان کے بعد حفص بن عمر بن سعد آیا۔ اور کہا میرا باپ کہتا ہے۔ وہ امان کیا ہوئی جو آپ نے مجھے دی تھی۔ اب سننے میں آیا ہے آپ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مختار نے کہا۔ بیٹھ جا۔ اور ابو بکر کو بلا لیا۔ پس میں نے دیکھا ایک شخص کو تاناہ قیامت اور سر پہلے فرق آہن آیا مختار نے کچھ اس کے کان میں کہا اور دو شخصوں کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ چھوڑی دیر بعد ابو بکر عمر بن سعد ملعون کا سر کاٹ کے لے آیا۔ مختار نے حفص سے کہا۔ اس سر کو میرا ہے حفص نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مختار نے کہا۔ اے ابو بکر اس کو بھی اس کے پدر سے ملحق کر کہ جہنم میں وہ ملعون تہا نہ ہے پس ابو بکر نے اس کو بھی قتل کیا۔ مختار نے کہا۔ عمر بن سعد ملعون بعوض خون امام حسینؑ اور حفص بعوض خون علیؑ بگرا گیا۔ اور ہرگز ہرگز ان دونوں کا خون ان بزرگواروں کے خون پاک کی برابری نہیں کر سکتا۔ بعد قتل ہوئے۔ جبید اللہ ابن زیاد و عمر بن سعد علیہما اللعنة سلطنت مختار کو قوت حاصل ہوئی روسائے قبا محل عرب و رعایا سب مطیع و منقاد مختار کے ہو گئے۔

## انتقام مختار قاتلانِ حسین علیہ السلام سے

جب حکومت مختار مضبوط ہو گئی اس وقت مختار نے اعلان کیا۔ اور کہا۔ مجھے کوئی کھانا پنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک ایک ایک کو امام حسینؑ و اصحاب و اہل بیت کے قاتلوں سے جو زمین پر نہیں تیس نہ کر ڈالوں۔ میں ان ملائین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ مجھ سے اب کوئی ان کا سنی و سنار ش نہ کرے اور جو شریک خون آنحضرتؐ و اصحاب و اہل بیتؑ تھے سب کو تلاش کرو۔ اور مجھے اعلان کرو۔



اور جو لوگ ان اشقیائے گھار کے مددگار تھے ان کی بھی خبر لاؤ۔ بعد اسکے جس کسی کو لاتے اور بیان کرتے۔ کہ یہ قاتلانِ امام سے ہے۔ یا مثل پران کے دشمنوں کی اعانت کی تھی اس کو مختار قتل کرتے تھے پھر خبر پہنچی کہ شمر ذی الجوشن حرامی نے شترانِ آنحضرتؐ سے ایک شتر لوٹ میں لیا تھا۔ اور کوفہ میں پہنچنے کے اس وقت کو ذبح کیا اور اس کا گوشت تقسیم کیا تھا۔ جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی۔ حکم دیا۔ اس شقی کو تلاش کرو اور وہ گوشت جس جس گھر میں تقسیم ہوا ہے۔ ان کی بھی اطلاع کرو۔ جب مطلع ہوا۔ حکم دیا۔ ان گھروں کو لوٹ لو۔ اور جس نے وہ گوشت کھالیا اور کھایا تھا اس کو قتل کیا۔ بعد اسکے عبداللہ بن اسید جہنی و مالک بن شمیم کندی و صل بن مالک مہاربی کو مختار کے پاس لائے۔ مختار نے کہا۔ اے دشمنِ خدا مجھے بتاؤ۔ کہ امام حسینؑ سے تم کس طرح پیش آئے۔ ان اشقیانے جواب دیا ہم کو جبراً ان سے مقاتلہ کرنے گئے تھے۔ مختار نے کہا۔ آیا تم لوگ ان سے احسان نہ کر سکتے تھے۔ یا ان کو پانی نہ دے سکتے تھے۔ پس مالک بن شمیم سے کہا۔ تو ہی نے کلاہ فرزند رست پناہ اٹھائی تھی اس نے انکار کیا۔ مختار نے کہا بے شک تو ہی نے اٹھائی تھی۔ اور حکم دیا۔ کہ اس شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اور وہ بدعت و اصل جہنم ہوا۔ اور ان دو ملعونوں یعنی عبداللہ بن اسید جہنی و صل بن مالک مہاربی کے گردن زدنی کا حکم دیا۔ اور ان کی گردن زدنی کی گئی۔ اس کے بعد فرزد بن مالک و عمر بن خالد عبدالرحمن بکلی و عبداللہ بن قیس غولانی کو اسیر کر کے لائے۔ مختار نے کہا۔ اے قاتلانِ صلی اللہ علیہ وسلم سے سزاوار ہو۔ تم نے عطر امام حسینؑ کو لوٹ کے اس روڈ جو خمس ترین ایام تھا۔ آپس میں تقسیم کیا ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ بائد میں لے جا کے ان کی گردن زدنی کرو۔ اور تعمیل حکم کی گئی۔ پھر معاذ بن بانی اور ابو لکرہ کو خونلی بن یزید انجی لعین پاس روانہ کیا۔ کہ وہ شقی ابن زیاد پاس امام حسینؑ کا سر لایا تھا جب اس کے گھر میں گئے تھے وہ ملعون پانچمانہ میں ایک طرف کلاں کے نیچے چھپ گیا تھا۔ وہاں سے اس مردود کو نکال لائے۔ اٹھائے راہ میں مختار کو دیکھا مع لشکر چلے آتے ہیں۔ حکم دیا۔ اس شقی کو واپس اس کے گھر سے چلو۔ کہ اپنے مکان میں اپنی بد کردار زشت کی سزا ہے۔ پس دروازہ مکان پر اس ملعون کو تھیل لے کر اس کا جسد پلید اُگ سے جلا دیا اور وہاں سے واپس آئے جب شمر ذی الجوشن کو پکڑنے کو بھیجا وہ شقی میں بھاگ گیا۔ ابو لکرہ کو مع چند اشخاص اس ملعون کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جہاں سے اس لعین مصاحبین سے بہت جنگ کی اور وہ شقی بھی بہت لڑا۔ یہاں تک کہ کثرتِ جراحت سے مجبور ہو گیا۔ پھر اس شقی کو پکڑنے کے مختار پاس لائے مختار نے حکم دیا۔ کہ روئین زینت جوش کر کے اس میں اس رو سیاہ کو ڈال دو کہ تمام جسم پلید اس بیجا کا کھل جاوے و برادیت دیگر ابو لکرہ نے اس ملعون کو واصل جہنم کیا۔ اور اس کا سر مختار نے پاس بھیجا۔ اسی طرح ہمیشہ مختار قاتلانِ حسینؑ کو تلاش کرتے قتل کرتے تھے۔ اور جو بھاگ جاتا تھا اس کا گھر تہس تہس کر دیا جاتا تھا۔ اور سادی کر دی جو غلام پنچ

آقا کو قتل کرے گا۔ کہ وہ اس کا آقا.... قاتلان امام حسین سے ہوگا۔ اور اس اپنے آقا کا سر وہ غلام میرے پاس لائے گا۔ میں اس غلام کو آزاد کر دوں گا۔ اور بہت کچھ اسے انعام و اکرام عطا کروں گا۔ اس حکم سے بہت غلاموں نے اپنے آقاؤں کو قتل کیا۔ اور ان کے سر ہائے نخس ممتاز کے دربار میں حاضر کئے۔ شیخ ابو جعفر نے کتاب کل الشائریں روایت کی ہے۔ کہ جب ممتاز اپنے کاروبار میں مشغول ہوا۔ اس وقت امام حسین کے قاتلوں کو تلاش و تعقب کیا۔ پہلے اس گروہ شقاوت پرزہ کو طلب کیا۔ جسم شریف کو جنہوں نے اور ان کے احوال و انصار کے اجسام شریف کو گھوڑوں سے روندنا تھا۔ پس حکم دیا۔ ان ملائین کو اوندھا لٹا کے ہاتھ پاؤں میں میخیں آہن کی ٹھونک دیں اور ساروں کو حکم دیا۔ کہ ان کے بدنہائے نخس پر گھوڑے دوڑائے اور وہ اتنی پادہ پادہ ہونگے اور ان کے ٹکڑے آگ میں جلا دیئے گئے۔ بعد اسکے دو شخصوں کو حکم دیا۔ حاضر کرنے کا کہ وہ دونوں قتل عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب میں شریک تھے حکم ہوا کہ ان کی گردن زدنی کی گئی اور ابوہریرہ کو مع ایک جماعت خولی بن یزید اصبغی ملعون کے مکان پر بھیجا وہاں جا کے اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اس کی زور شیعان اہل بیت سے تھی۔ گھر سے نکل آئی۔ بظاہر اس نے کہا۔ میں نہیں جانتی مگر اشارہ سے بتا دیا۔ کہ پائٹھانہ میں چھپا ہے۔ وہاں سے اس ملعون کو نکال کے آگ میں جلا دیا۔ بعد اللہ بن کامل کو حکم بن طفیل کے پکڑنے کو جس نے تیر حضرت عباس پر لگائے تھے۔ اور ان کا لباس اتار لیا تھا۔ روندنا کیا۔ پس اس کو پکڑ کے تیر باراں کیا بعد اللہ بن ناجیہ کو طلب منقذ بن مرہ عبیدی کہ وہ فقی قائل علی اکبر تھا روانہ کیا۔ وہ ملعون نیزہ تلے گھر سے باہر آیا۔ اور عبداللہ کے نیزہ مار کے زمین پر گرا دیا۔ بعد اللہ نے بھی چھٹ کے ایک تھوڑا اس کے دست چپ پر لگائی۔ کہ وہ ہاتھ اس نابکار کا بیکار ہو گیا۔ اور بھاگ گیا..... اور ہاتھ نہ لگا پس زید بن رقاد کو طلب کیا۔ اور حکم دیا سنگبداں کا سنگباری کر کے اس کے بعد جلا دیا گیا۔ بسنان بن انس ملعون کو ذرے بھرہ بھاگ گیا۔ ممتاز نے اس کا گھر کو ذرے سے لوٹ لیا۔ پھر وہ فقی بھرہ سے قادسیہ چل دیا جب قریب قادسیہ پہنچا۔ ممتاز نے کہا سو سوں نے اسے قید کر لیا۔ اور ممتاز پاس لائے ممتاز نے حکم دیا۔ کہ پہلے اس رھیاہ کی انگلیاں کاٹی نہیں پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کے روغن زیت گھول کے کھوتے ہوئے میں اسے ڈال دیا۔ کہ جہنم داخل کیا پھر مرد بن صبح کی تلاش میں لوگوں کو درازیاں رات کو اسکو اسکے گھر میں پکڑا حکم دیا کہ اسکو سر سے پاؤں تک نیزے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور کر دیا۔ اسکے بعد محمد بن انصت کو طلب کیا۔ وہ اپنے تھوڑے قادسیہ جہاں تھا۔ جب لوگ وہاں پہنچے۔ وہ تھر کے دوسرے دروازے سے نکل کے مصعب بن زبیر پاس چلا گیا۔ ممتاز نے حکم دیا کہ گھر اس بد گھر کا کھود ڈالو۔ اور مال لوٹ لو۔ پھر سجد بن سلیم فقی کو حاضر کیا۔ اور کہا اس نے انگشت مبارک سید الشہداء قطع کر کے حضرت کی انگٹھو ٹھی اتاری تھی ممتاز نے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور وہ بد بخت جہنم میں

**حال مختار بن ابوعبیدہ ثقفی** حضرت امام حسن مسکری کی تفسیر میں مندرج ہے کہ جناب امیر نے فرمایا  
 گوان رکھا۔ اور بعض بنی اسرائیل نے معصیت خدا کی اور خدا نے انہیں معذب کیا اور انہیں خدا نے  
 اصحاب جناب امیر نے عرض کیا۔ اسے امیر المؤمنین ہم لوگوں میں عامی کس حماقت سے ہوں گے حضرت نے فرمایا وہ  
 لوگ جن کو ہم اہل بیت کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمارے حقوق کی رعایت ان پر لازم ہے۔ وہ لوگ ہماری  
 مخالفت اور ہمارے حقوق سے انکار کیا کریں گے اور فرزند ان دو اولاد رسول خدا جن کی حجت و تکلیف کرنے کا حکم دیا  
 ہے۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے اصحاب نے کہا۔ یا حضرت یہ امور واقع ہونگے حضرت نے فرمایا۔ ہاں البتہ  
 واقع ہونگے۔ اور ان دو فرزند میرے بزرگوار حسینؑ کو شہید کرینگے خداوند عالم ان منافقین پر عذاب اس حماقت  
 کی تلوار سے نازل کرے گا جن کو ان پر مسلط کرینگا حضرت نے فرمایا۔ ایک پسر قبیلہ ثقیف سے ہے جسے مختار بن  
 بن ابی عبیدہ کہتے ہیں۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ جب یہ خبر حجاج لعین کو پہنچی اور لوگوں نے اس سے کہا کہ امام  
 زین العابدین اپنے بزرگوار امیر المؤمنین سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ رسول  
 خدا یا علی ابن ابی طالب نے یہ بات کہی ہو۔ علی بن الحسین کم عمر ہیں بہت سے امور باطل کہہ کے اپنے دوستوں  
 کو فریب دیتے ہیں اچھا مختار کو میرے پاس حاضر کر دو کہ ان کا بھوٹ کچھ ظاہر کر دوں۔ جب مختار کو حاضر کیا  
 حجاج نے فرس چرمین منگایا اور اپنے غلاموں کو طلب کر کے حکم دیا۔ تلوار لاؤ اور اس کی گردن مارو جب  
 ایک ساعت گزری اور تلوار نہ لاسے حجاج نے کہا۔ تلوار کیوں نہیں لاتے غلاموں نے کہا۔ تلوار میں خزانہ میں  
 دس اور خزانہ کی کنبی نہیں ملتی مختار نے کہا مجھے قتل نہ کر سکو گے حضرت رسول خدا نے بھوٹ نہیں کہا اور فر  
 خدا اگر مجھے قتل بھی کر دے گا۔ خدا مجھے پھر زندہ کرے گا۔ کہ میں سو آسی اشراہم سے قتل کرونگا حجاج نے اس  
 کلام مختار سے خوشامی ہو کے ایک ملازم کو کہا۔ کہ اپنی تلوار بھلا دو دے دے تاکہ اس کی گردن زدنی کی جائے  
 جب بھلاؤ تلوار کے بھلے سے متوجہ نہ ہوا۔ منہ کے بل گر پڑا اور تلوار اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ کہ شکم شکا ڈنہ ہو  
 کے مر گیا۔ پھر دوسرا بھلا دہلایا جب وہ متوجہ قتل مختار ہوا۔ ایک بچھوٹے سے کاٹا۔ اور وہ بھلاؤ زمین پر گر کے  
 مڑ گیا مختار نے کہا۔ اسے حجاج تم مجھے قتل نہ کر دے گا۔ ذرا قصہ تزلزل بن معد بن عدنان بمقابلہ شاپور ذوی  
 الاکتاف یاد کر دو جس وقت وہ یوں کو قتل کر کے ان کو متاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور زار و زوار سے اپنے فرزندوں  
 کو حکم دیا۔ کہ مجھے زینبیل میں رکھ کے راستہ میں شاپور کے شکا دو۔ جب شاپور زار کے قریب پہنچا۔ اور اس  
 کی نظر ان پر پڑی۔ کہاتم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں ایک مرد عرب ہوں۔ اور تجھ سے میرا ایک سوال  
 ہے۔ شاہ پور نے کہا۔ کیا سوال ہے۔ گوار نے کہا۔ تو کیوں یوں کو قتل کرتا ہے۔ انہوں نے تم سے کیا بات کی شاپور

نے کہا میں انہیں ایسے قتل کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک شخص قوم عرب سے ظاہر ہوگا۔ اور اس کا نام محمد ہے۔ وہ دعویٰ پیغمبری کرے گا۔ ملک و بادشاہی اس کی وجہ سے بگم کی برطرف ہوگی۔ اس سبب سے میں قوم عرب کو قتل کرتا ہوں۔ کہ وہ پیدا نہ ہو سکے۔ نزار نے کہا جو کچھ تو نے جھوٹی کتابوں میں دیکھا ہے جائز نہیں ہے۔ کہ بے گناہوں کو جھوٹوں کے کہنے سے قتل کرے۔ اگر سہی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے پس خدا اس شخص کی سب کی نسل سے وہ حاضر ہوگا۔ حفاظت کریگا۔ شب پور نے کہا اسے نزار یعنی لائز و حنیف تم سچ کہتے ہو۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو نزار کہنے لگے۔ یہ کلام نزار شاپور کو پسند آیا۔ اور نسل عرب سے دستبردار ہوا۔ اسے حجاج حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ کہ میں تم میں سے تین سو تالیسی ہزار اشراق کو قتل کرو۔ اب یا تو خدا تجھے میرے قتل سے مانع ہوگا۔ اگر مار بھی ڈالے گا۔ تو خدا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے مقدر کیا ہے۔ میں اسکی تعمیل کروں اور فرمان رسول خدا حق ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ سن کر پھر حجاج نے جلاد کو حکم دیا۔ کہ اس کی گردن زدنی کی جائے مختار نے کہا۔ وہ نہ مار سکے گا۔ اگر چاہو۔ تم خود مجھ پر کرو ابھی خدا ایک سانپ کو تمہارے پر مسلط کرے گا جس طرح اس جلاد پر کچھ کو مسلط کیا تھا۔ جب جلاد نے قصد گردن زدنی کیا ننگا ایک خواص عبد الملک بن مردان سے حاضر ہوا۔ اور چلا کے کہا۔ قتل مختار سے دستبردار ہو۔ اور ایک خط حجاج کو دیا۔ کہ عبد الملک نے اس خط میں یہ لکھا تھا۔ ابا بعد اسے حجاج بن یوسف دامن ہو کہ ایک کبوتر خط میرے پاس لایا۔ جس میں یہ مندرج تھا۔ کہ تم نے مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو گرفتار کیا ہے۔ اور چاہتے ہو۔ انہیں قتل کرو۔ سبب اس روایت کے جو رسول خدا سے تم پر پہنچی ہے۔ کہ مختار بنی امیہ کے انصار کو قتل کرے گا۔ لارم ہے جب یہ میرا خط تمہارے پاس پہنچے مختار سے دستبردار ہو۔ اور اسکے متعرض نہ ہونا کہ وہ شوہر دایہ پسر ولید بن عبد الملک ہے اور ولید نے مجھ سے مختار کی سفارش کی ہے اور جو حدیث تم نے سنی ہے۔ اگر دروغ ہے۔ تو کیا معنی کہ ایک مسلمان کو کبوتر دروغ قتل کرو۔ اگر سچ ہے مگر یہ قول رسول خدا نہیں ہو سکتی پس حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا۔ مختار جہاں جاتا۔ اور کہتا تھا میں نروج کر کے بنی امیہ کو قتل کر دوں گا۔ جب پھر یہ اخبار حجاج کو پہنچے دوسری مرتبہ پھر اس نے مختار کو پکڑ بٹوایا۔ اور قصد قتل کیا۔ مختار نے کہا۔ تو مجھے قتل نہ کر سکے گا یہی گنگو ہو رہی تھی۔ کہ پھر دوسرا خط عبد الملک بن مردان کا کبوتر لایا۔ اس خط میں درج تھا کہ اسے حجاج متعرض مختار نہ ہونا۔ کہ وہ شوہر دایہ پسر ولید ہے۔ وہ حدیث جو تو نے سنی ہے۔ اگر سچ ہے تو اسے قتل نہ کر سکیگا جس طرح حضرت دانیال بخت نصر کو قتل نہ کر سکے۔ اس لیے کہ یہ مقدر ہوا تھا۔ کہ بنی اسرائیل کو وہ قتل کرے پس حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ اگر اب پھر میں نے تم سے ایسا کلام سنا۔ جان لینا کہ میں تم کو مار ڈالوں گا۔ مگر مختار اسی طرح لوگوں میں یہ باتیں کہا کرتے تھے پھر حجاج نے طلب کیا۔ اس دفعہ مختار چھپ رہے اور ایک

مدت تک چھپے رہے۔ یہاں تک کہ حجاج نے پھر تہہ لگا کے پکڑ بلایا۔ اور ارادہ قتل کیا۔ اس وقت پھر خط عبد الملک کا پہنچا۔ کہ مختار کو قتل نہ کرنا۔ حجاج نے ان کو قید کر لیا اور ایک خط عبداللہ کو لکھا کہ اس شخص کے قتل سے تم بچھے کیوں منع کرتے ہو جو شخص علانیہ لوگوں میں کہتا پھرتا ہے کہ میں تین سو تراسی ہزار بنی امیہ کے انصار کو قتل کرونگا۔ عبد الملک نے جواب میں لکھا۔ اسے حجاج تم جاہل ہو۔ مختار جو کچھ کہتا ہے۔ اگر حق ہے پس ضرور میں اس کی تربیت کرونگا۔ تاکہ وہ مجھ پر مسلط ہو۔ جس طرح فرعون کو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت پر موکل کیا۔ یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر مسلط ہوئے اور اگرچہ یہ خبر دروغ ہے کیونکہ میں اسکی رعایت نہ کروں کہ اسکا حق خدمت مجھ پر ہے۔ آخر کار مختار مسلط ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ظاہر ہے۔

**خروج مختار بن ابوعبیدہ ثقفی** کرنے کا ذکر فرما رہے تھے بعض اصحاب نے کہا یا ابن رسول

اللہ آپ ہم کو خبر کیوں نہیں دیتے کہ ان کا خروج کس وقت ہوگا۔ فرمایا دوسرے سال ہوگا۔ اور عبد اللہ ابن زبیر و شمر ذی الجوشن ثقفی کے سر ہائے نخس کاٹ کے وہ ہمارے پاس اس وقت بھیجا۔ جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے۔ بعد اسکے جب وہ وقت آیا جس کی خبر حضرت نے دی تھی۔ مختار نے خروج کیا۔ اصحاب انحضرتؐ خدمت با برکت میں حاضر تھے حضرت نے کھانا منگایا۔ اور یہ فرمایا۔ یہ کھانا نوش کرو۔ کہ آج ستر گاران بنی امیہ قتل ہو رہے ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ اسے آقاہہ لوگ کہاں قتل کیئے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ فلاں موضع میں مختار بن اشراق کو قتل کر رہا ہے۔ اور بہت بگدا ان ظالموں میں سے دو تم نگاروں کے سر ہائے نخس میرے پاس فلاں سوزنوں کے جیب وہ دن آیا جس روز کی حضرت نے خبر دی تھی۔ اور حضرت تعقیبات لٹارے

کہ حجاج بن یوسف انتہائی ظالم انسان تھا یہ دشمن خدا و رسول اور آل رسول تھا جتنے تہل سادات اس ظالم نے کروایا۔ اتنا کسی دور میں نہیں ہوا۔ غون سادات سے دیواریں تیار کرائیں۔ کچوں کو زندہ دیواروں میں چنوا یا۔ اس کے دور میں اپنے آپ کو سید کہنا جرم بن گیا تھا۔ سادات بنی ناطلہ نے نسل سادات کو سچانے کیلئے اس دور میں اپنی ذات کو چھپایا۔ اس ظالم کی طرف سے انعام مقرر تھا۔ قتل سادات کیلئے اور سپاہی مقرر تھے۔ تلاش سادات کے لئے۔ نیز خاص ایک حکمہ بنایا تھا۔ چنانچہ علامہ بغدادی نے تحریر کیا ہے کہ ایک آدمی راستے پر گڑھ میں پڑا رہتا۔ اور کہتا رہتا۔ میں اندھا اس کنوئیں میں گر گیا کوئی نکل دے جو اسکو نکال دینا..... وہ اسکو پکڑ لیتا۔ اور قتل کر دینا کہ تم سید ہو۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ علامت تم نے کیسے مقرر کی۔ بولا۔ میں جانتا ہوں۔ سادات کے علاوہ رحم دل لوگوں کا لٹنا مشکل ہے۔ لہذا جو رحم کھا کر بچھے نکلتا ہے اس کے رحم کی وجہ سے میں سمجھ جاتا ہوں یہ سید ہے۔ رسول پاکؐ کی پیش گوئی جیسی ہے جو دربار حجاج میں

مادر ابن زبیر نے پیش کی کہ میری امت میں ایک ظالم حجاج نامی پیدا ہوگا۔ خدا کی نعمت مجھے شہد اس لعین ازلی پر۔  
(کوثر پھر سکوی)

فداغ ہوئے اصحاب آنحضرت خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے اور حضرت نے پھر کھانا ان اصحاب کیلئے منگایا جب کھانا لائے اسی وقت دوسرا عین حضرت پاس پہنچے۔ یہ دیکھ کر حضرت سجدہ میں گر گئے اور فرمایا۔ میں اس خدا حمد کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ اس وقت میرے پدے عالی مقدار کے قاتلوں کے سر مجھے دکھائے اور حضرت بار بار ان اشرار کے سر ہائے نحس کی طرف نظر کرتے اور شکر حق تجلاتے چونکہ مقرر تھا کہ بعد چاشت کے صلوا مہمانوں کے لئے لاتے تھے۔ اس روز اس وجہ سے کہ مشغول سر ہائے نحس کے دیکھنے میں تھے صلوا لانا ہم لوگ بھول گئے۔ ایک نے اصحاب آنحضرت سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آج صلوا نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان سر ہائے نحس کی طرف دیکھ کے مسرور ہونے سے زیادہ تر شریک آج کون سا صلوا ہے۔ شیخ کنفی نے بسند معتبر اصعب بن بنات سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے ایک روز مختار بن کو دیکھا جب وہ کچھ ساتھ اور جناب میرے آغوش میں لئے ہوئے تھے اور دست مبارک اس کے سر پر پھیر کے فرماتے تھے، پاکیں یعنی عقلمند و دانشمند۔

### حضرت مختار سے ائمہ اہل بیت کی محبت

ایضا بسند حسن روایت کی ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا مختار کو دشنام نہ دو اس لئے کہ اسے ہمارے بزرگوں کے قاتلوں کو قتل کر کے ہمارا غلبہ خون کیا۔ اور ہماری عورتوں کا نکاح کر دیا اور وقت تنگ دستی مل و زر ہم میں تقسیم کیا۔ ایضا بسند معتبر عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہ کہا میں بروز عید النضی سجدت جناب امام محمد باقر بمقام منی حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت تکیہ کئے ہوئے تھے اور حجام کو بلایا تھا کہ حجامت بنوائیں جب میں خدمت امام میں بیٹھا۔ ایک مرد سپر کو نہ کا بننے والا حاضر ہوا۔ اور حضرت کے دست ہاتھبار کی آنکھوں سے لگانے چاہے حضرت نے منع کیا اور فرمایا تم کون ہو۔ اس شخص نے کہا میں حکم پسر مختار ہوں یہ سن کر حضرت نے اسے نزدیک بلایا اور اپنے بہت قریب بلکہ دی پسر مختار نے کہا۔ یا حضرت لوگ میرے پدے بزرگوں کے حق میں بہت کچھ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ سے ان کا حال سنوں اور جو کچھ آپ ان کے حق

کا بعض اپنے صحابین اور بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ مختار مناعین امام حسن سے تھا اور حضرت حسن کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا میرے مندر جناب علی علیہ السلام کے پروردہ تھے ان سے ایسی حرکات کا سرزد ہونا محال ہے۔ اگر وہ موافق معاویہ اور مخالف اہل بیت تھے جو خون امام کے انقار کے لئے نہ تلوار اٹھاتے یہ ایسی روایات مناعین اہل بیت نے تیار کی ہوتی ہیں بعض مسلمان آج بھی امیر منکر کو ظالم قرار دیتے ہیں وہ سخت گمراہی میں جا رہے ہیں جنہوں نے محبت کفر میں ارادہ قتل رسول کریم سے کر کے بھی گمراہان ہوئے اور بار بار اس سے یہ غلطی معاف ہو گئی ہے طرح ان لوگوں کے نزدیک تیار کردہ روایات اس سے ہیں تو بعد توبہ اور نعت حسینی سے سب معاف ہو گئیں جیسے حکم جن جناب ارادہ قتل رسول سے مجرم نہیں رہے ہی ان روایات کے مطابق امیر منکر بھی مجرم نہیں ان کو مجرم کہنے والا خود مجرم ہے، واللہ اعلم (کوثر عبود)

میں ارشاد فرمائیں گے اس پر اکتفا کرونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ لوگ کیا کہتے ہیں حکم نے کہا۔ لوگ کہتے ہیں وہ دودھ کو قحط  
حضرت نے فرمایا سبحان اللہ تم بخدا میرے پدر عالی مقدس نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مہر میری والدہ ماجدہ کا اس مدیبر  
سے ادا کیا۔ جو مختار نے بھیجا تھا۔ مختار نے جہاں سے مکانات شکستہ تعمیر کیئے۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کر  
کے ہمارا خون طلب کیا۔ خدا مختار پر اپنی رحمت نازل کرے۔ تم بخدا میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے کہ مختار  
خدمت اہل بیت اطہار میں حاضر ہوئے اور لباس ان کو نظر کرتے اور احادیث ان سے اخذ کرتے تھے۔ خدا  
تمہارے پدر پر رحم کرے۔ کہ انہوں نے کوئی حق ہمارے حقوق سے کسی پر نہ چھوڑا مگر یہاں سے طلب کیا اور  
ہمارے خون کا بدلہ لیا۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا۔ ایضاً بنو معتبر مگر پسر زین العابدین نے روایت کی ہے  
کہ کہا جب عبید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد عین کے سر ہائے جس ہمارے پدر بزرگوار پاس لائے حضرت نے سجدہ کیا  
اور فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہمارا خون ہمارے دشمنوں سے طلب کیا۔ اور خلا مختار کو جزائے غیر  
عطا کرے۔ ایضاً بنو معتبر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب تک مختار نے سر ہائے قاتلان امام حسین نہ بھیجے  
کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے اپنے بالوں میں گنگھی نہ کی اور منضاب نہ کیا۔ اور بالوں میں تیل نہ ڈالا۔ ایضاً۔  
عمر بن حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ اول مختار نے میرے پدر عالی مقدس کے بیٹے میں ہزار  
دینار بھیجے اور میرے پدر بزرگوار نے وہ دینار لے کر ان سے مکانات تعمیر بنی ابی طالب اور دیگر جہاں ہاشم  
کے مکانات جو بنی امیہ نے مہا کر ڈالے تھے تعمیر کیئے۔ اور جب مختار نے مذہب باطل اختیار کیا۔ اسکے بعد ہر چار  
ہزار دینار پھر پدر بزرگوار پاس بھیجے مگر حضرت نے قبول نہ فرمائے اور واپس کر دیئے۔ ایضاً بنو معتبر امام محمد باقر سے  
روایت کی ہے کہ مختار نے ایک سزایف میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔ اور مع پسند بدایا۔ و تحفہ عراق سے جو خدمت  
اس مختار روانہ کیا جب قاصدان مختار در دولت حضرت پر پہنچے۔ اجازت چاہی کہ حاضر ہوں۔ حضرت نے کہلا  
بھیجا چلے جاؤ میں بدیہ دروغ گو یاں قبول نہیں کرتا۔ اور ان کا خط بھی نہیں پڑھتا۔ پھر ان قاصدوں نے  
عنوان خط مٹائے۔ اسکی جگہ لکھا۔ کہ یہ خط مہدی محمد بن علی کی خدمت میں پہنچے پس اسی طرح عنوان تبدیل  
کر کے محمد بن حنفیہ پاس لے گئے۔ اور انہوں نے ہدایا و تحفہ قبول کیئے اور مختار کے خط کا جواب بھی لکھا۔

نقطہ داؤدی نے فرمایا  
امیر مختار سے اممہ کی ناراضگی کی وجہ اور محبت کے اسباب معتبر جناب صادق سے

روایت کی ہے کہ جب خدا چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں کا انتقام کسی ذریعہ سے لے بڑیے بدترین خلق انتقام لیتا ہے اور  
جب چاہتا ہے خاص اپنی جانب سے انتقام لے اپنے دوستوں کی معرفت انتقام لیتا ہے۔ تحقیق کہ انتقام کئی بن زر کا بخت  
نصر کے ہاتھ سے لیا۔ کہ وہ بدترین خلق خدا تھا۔ ابن ادریس نے بسند موثق جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جو بخت

برپا ہوگی جناب رسول خدا و جناب امیر و امام حسن و امام حسینؑ مرا طے گذریں گے اس وقت انکو تین مرتبہ جہنم میں بھیجا شخص آواز دینگا کہ یا رسول اللہ میری فریاد کو پہنچے آنحضرتؐ جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ کہے گا یا امیر المؤمنین میری فریاد کو پہنچے حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ کہے گا یا امام حسن مدد کیجئے حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ آواز دے گا یا امام حسینؑ میری فریاد دے کیجئے کہ میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے اس وقت جناب رسول خدا فرمائیں گے اے حسینؑ اس نے تم پر رحمت تمام کی ہے اس کی فریاد کو پہنچو یہ سن کر امام حسینؑ مثل اس عقاب کے جو پھٹ کر جانور کو دبوچ لے اسی طرح اس شخص کو جہنم میں نکال لیں گے راوی نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں یا حضرت وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا وہ مختار ہے راوی نے پوچھا مختار کیوں کہ جہنم میں عذاب کریں گے حالانکہ اس نے بڑے بڑے کام کئے ہیں حضرت نے فرمایا اگر اس کا دل شگفتہ کرتے تحقیق کہ اس کے دل میں سے کچھ محبت غیروں کی ظاہر ہوتی تھی اس خدا کے جس نے حضرت رسول کو برسالت و راستی بھیجا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر جبریل و میکائیل کے دل میں بھی اگر کچھ اختیار ہو مثلاً خدا ان کو منہ کے بل آتش دوزخ میں ڈال دے بعض کتب معتبرہ میں روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ کیلئے مختار نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت چاہتے تھے قبول نہ کریں اور خوف بھی تھا کہ مبادا واپس دینے سے مختار کچھ ضرور سانی کرے لہذا حضرت نے اس مال کو اسی طرح گھر میں رہنے دیا جب مختار قتل ہوا حضرت نے حقیقت حال خود الملک کو لکھی کہ یہ مال تمہارا حق ہے تم کو گوارا ہوا اور حضرت مختار پر لعنت فرماتے تھے کہ خدا پر اہم پر دروز بائد تھا اور دلوئی کرتا تھا کہ مجھ پر دومی نازل ہوئی ہے موصوف فرماتے تھے کہ احادیث دربارہ مختار مختلف وارد ہوئی ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا اور درمیان علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اختلاف ہے ایک جماعت علماء مختار کو اچھا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ ضرور مختار سے راضی تھے اور بظاہر خوف مخالفین سے بیزار تھے اور رضامندی بیان نہ کرتے تھے مختار نے طلب خون امام حسینؑ کے لئے شروع کیا اور دلوئی امامت و خلافت اپنے اور کسی دوسرے کیلئے بھیجی نہ کیا اور بعض علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ مختار کی غرض ریاست و بادشاہی تھی اور اس امر خاص کو اس کا وسیلہ قرار دیا تھا پہلے متوسل با امام زین العابدینؑ ہوا اور چونکہ آنحضرتؐ خداوند عالم کی جانب سے مسموم و مجروح مختار نہ تھے اور نیت فاسد مختار سے واقف تھے حضرت نے القاس مختار کی قبول نہ کی پھر مختار نے محمد بن یحییٰ سے متوسل ہوا اور لوگوں کو ان کی طرف سے دعوت کرتا تھا اور انہیں مہدی قرار دیتا تھا اور مذہب کیسانہ اس سے لوگوں میں ظاہر ہوا ہی نہیں بلکہ شائع ہوا اور مذہب کیسانہ محمد بن یحییٰ کو اپنا امام آخر جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ ہیں مگر غائب ہو گئے ہیں اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوں گے لیکن الحمد للہ کہ مذہب کیسانہ بظورت ہو گیا اور کوئی اس میں سے باقی نہ رہا اور ان کو کیسانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب مختار اور خود



مختار کو بھی کیسان کہتے تھے۔ اسلئے کہ بناب امیر نے موافق بعض روایات کیسائینہ ممتاز کو بلطف کیس خطاب کیا۔ یا اس لقب سے کہ ممتاز کے لشکر کا سردار اور مشیر کار و مدبر ابو عمر تھا۔ اور اسی کا نام کیسان تھا۔ مگر چونکہ جو کچھ جمع بین الاخبار سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ممتاز کے خروج کرنے سے قبل صحیح نہ تھی دروغ گوئیوں اور پانگلوں کو ممتاز نے وسیلہ ترویج امور دین قرار دیا تھا۔ لیکن چونکہ کار ہائے غیر عظیم اس کے وسیلہ سے جاری اور ظاہر ہوئے۔ اسکی نجات کی امید ہے اور محترم نہ ہونا ممالک سے ایسے لوگوں کے بہتر ہے۔

## فصل بابلسویں بیان معجزات و مناقب قبر امام حسین علیہ السلام

حکایت ابو بکر بن عیاش شیخ طوسی سے یحییٰ بن عبد الحمید حمانی سے روایت کی ہے کہ کہا ایام مکتوبات ابو بکر بن عیاش الانا پیر سوار مجھ سے دو چار ہوئے اور کہا۔ آؤ اس شخص پاس چلیں میں نہ سمجھا انکا مطلب کیا ہے مگر چونکہ میں ان کو بڑا جلیل القدر جانتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے ان سے نہ پوچھا۔ اور انکے ہر کام روانہ ہوا۔ جب ابو بکر بن عیاش دروازہ عبد اللہ بن محازم پر پہنچے۔ مجھ سے ملتفت ہوئے اور کہا اسے پیر حمانی میں نے تم کو اس سبب سے زحمت دی اور اپنے ہمراہ لیا کہ تم سنو میں اس طاعنی ملعون سے کیا کہتا ہوں میں نے کہا ایہا الشیخ کس کو آپ فرماتے ہیں انہوں نے کہا۔ اس فاجر کا فرموسنی بن عیسیٰ حاکم کوفہ کو کہتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر میں ان کے عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ دروازہ موسیٰ بن عیسیٰ تک پہنچے۔ قافلہ یہ تھا کہ پیادہ ہو کے لوگ اندر جاتے تھے۔ مگر ابو بکر بن عیاش الانا سے نہ اترے اور چاہا سوار داخل ہوں۔ دربان نے چاہا۔ قریب آ کے منع کرے جب ان کو پہچانا۔ منع نہ کر کے پاس ابو بکر بن عیاش الانا پیر سوار ایک پیراہن پہنے بند ہائے پیراہن کھوئے اندر مکان کے داخل ہوئے اور مجھے آواز دی۔ اسے پیر حمانی چلے آؤ۔ دربان نے مجھے منع کیا۔ ابو بکر بن عیاش نے اسے لاکار کہ اسے ملعون میرے رفیق کو کیوں منع کرتا ہے پس میں بھی ان کے عقب روانہ ہوا۔ اور وہاں کی طرح سوار مکان موسیٰ تک پہنچے اسوقت موسیٰ صدر مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور دو طرفہ ملازمین مسلح کھڑے تھے جب موسیٰ نے ابو بکر کو دیکھا مرعبا کہا اور اپنے قریب بیٹھا یا مجھے نگہبانوں نے نہ جانے دیا پھر مل حضرت امیر مختار صحیح العقیدہ شیعہ تھے انہوں نے ندلوسی نامت کیا اور نہ ہمدی سونے کا دلوی کیا اور اس کا دروغ ذاتی اقتدار کیلئے ہیں تھا بلکہ تالان حسین کے خلاف تھا۔ اس نے ایک ایک شامی کو جو کرکلا میں موجود تھا قتل کیا امام زین العابدین فعل مختار سے زنی تھے جو روایات مختار کے خلاف ہیں وہ سب ہی امیر کی بنائی ہوئی روایات ہیں آج جو لوگ مختار کے متعلق اچھا لائقہ ادھیال نہیں رکھتے وہی بنی امیہ کی شراب کا اثر ہے جو مختار کے خلاف تیار کر کے لوگوں کو پلائی گئی

ابوبکر بن عیاش نے آواز دی اور میں بھی داخل منزل ہوا میں ایک پرانے و آزار پہنے تھا۔ مجھے انہوں نے اپنے نزدیک بٹھالیا۔ موسیٰ نے ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اس شخص کی سعی کرنے اٹے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ انکو اپنے ہمراہ اسلئے لایا ہوں کہ تم پر گواہ کروں۔ موسیٰ نے کہا۔ کسی چیز پر گواہ کر دو گے۔ اور ان دونوں میں موسیٰ بن علی شقی نے بھیجا تھا۔ لوگوں کو کہ قبر نام حسینؑ کے گرد کھیتی کریں۔ اور عمر پاشی کر کے نشان قبر اسید الشہداء مشاہد میں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا جو کچھ تو نے اس قبر کے بارے میں تجویز کی ہے۔ اس پر مجھے اطلاع ہے اور چاہتا ہوں گفتگو کروں۔ موسیٰ بن علی نے کہا۔ کون سی قبر کہتے ہو۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ قبر حسینؑ بن علیؑ و فاطمہؑ و زینبؑ خدکے بارہ میں کہتا ہوں جب موسیٰ بن علیؑ نے ریشا ایسا غضبناک ہوا۔ کہ قریب تھا۔ بخیر و بدو کے اچھل پڑے۔ اور کہا تم کو ان باتوں سے کیا کام ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ مجھ سے سنو۔ میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنی قوم یعنی بنی عامرہ کی طرف گیا جب کو فدک کے پل پر پہنچا۔ وہ سورا مجھ پر دوڑے اور خدادند عالم نے ایک مرد بنی اسد کی ملک سے مجھے اٹکے شر و فساد سے محفوظ رکھا۔ پھر میں روانہ ہوا جب بمقام شامی راستہ جمبول گیا۔ وہاں ایک بوڑھیا کو دیکھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ایہا ایسٹخ کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا غافرہ جاتا ہوں۔ اسنے کہا۔ اسے جننگل میں پہلے جاؤ۔ جب جننگل کی تمامی پر پہنچو۔ جو گے راستہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں نے ویسا ہی کیا جب مینو میں پہنچا۔ وہاں ایک مرد پیر کو بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو۔ اسنے کہا اسی موضع کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا میں حساب اپنی عمر کا نہیں جانتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ اس جننگل میں اسی نہر فرات کا پانی حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے اہل بیت و اصحاب پر بند کیا تھا۔ اور وحشیان و حیوانات پر نہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا تمہ پر دلے ہو۔ وہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اس بڑھے نے کہا۔ ہاں کئی اس خدا کے جس نے آسمان کو بلند کیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ واقعہ دیکھا ہے۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہارے اصحاب وہ فعل کرتے ہیں جس سے لازم ہے کہ دیدہ ہائے مردمان کثرت گریہ و زاری و فغان سے مجروح ہو جائیں بشرطیکہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی ہو۔ میں نے کہا۔ وہ واقعہ کون سا ہے اس بڑھے نے کہا جو تمہارے حاکم نے حکم دیا ہے۔ اور تم نے اس کام سے انکار نہ کیا۔ کہ قبر فرزند رسولؐ خدا پر کھیتی کی گئی۔ اور پانی وہاں تک پہنچایا گیا۔ میں نے کہا۔ وہ قبر شریفین کہاں ہے اس نے کہا اسی موضع میں ہے۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ اور تم سے بہت قریب ہے۔ نشان قبر کا مشاہد یا گیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا میں نے اس سے قبل وہ قبر نہ دیکھی تھی اور اپنی مدت العمر میں اس قبر منور کی زیارت کو نہ گیا تھا۔ میں نے عالم خواب میں اس مرد پیر سے کہا کوئی ایسا یہاں ہے جو مجھے نشان قبر کا بتا دے وہ مرد پیر میرے ساتھ ہوا۔ اور مجھے قریب حاضر کے لایا۔ کہ اس کا ایک دروازہ تھا اور دروازہ پر دربان کھڑا تھا

میں نے دربان سے کہا میں زیارت فرزند رسول خدا کو آیا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اس وقت وہاں جانا نہ ملے گا میں نے کہا کیوں اس دربان نے کہا کہ اس وقت ابراہیم خلیل اللہ و محمد رسول اللہ مع جبرئیل و میکائیل و گروہ گروہ ملائکہ زیارت امام حسین کو آتے ہیں۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا جب میں خواب سے جاگا تو سر و خنق عظیم و حزن و اندوہ فراوان مجھ پر پھینکا گیا۔ کئی روز اس خواب کو دیکھے گذرے میں اور میں مہولہ پامتا تھا۔ اتفاقاً مجھے ایک ضرورت درپیش آئی کہ قبیلہ غافر یہ سے کچھ اپنا روپیہ وصول کر لاؤں اس قصد سے میں روانہ ہوا۔ اور وہ خواب مطلق میرے ذہن میں نہ تھا جب کونہ کے پل پر پہنچا وہاں چور مجھ پر آپڑے جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت مجھے وہ خواب یاد آیا۔ ان چوروں نے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈال دو۔ اور پہلے جاؤ میرے پاس ایک خرین تھی۔ ان سے میں نے کہا تم پر دانتے ہو میں ابو بکر بن عیاش ہوں۔ اپنا روپیہ وصول کرنے جاتا ہوں۔ مجھے اپنی راہ جانے سے منع نہ کرو۔ کہ یہاں کو نہایت دوست رکھتا ہوں یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے اکواڑی کہ یہ میرے آقا ہیں بحق خدا و ندان سے معترض نہ ہونا انہوں نے اپنے رفیقوں میں سے ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیا۔ کہ اس نے مجھے راستہ پر لگا دیا مجھے اس خواب کی تعبیر میں تعجب تھا۔ کہ سعادت بساعت ظہور اس کا ہوتا تھا یہاں تک کہ میں تالیق کر بلا میں پہنچا۔ اور وہاں ایک مرد پر کہ جیسا خواب میں دیکھا تھا اس جگہ پایا میں نے کہا۔ لا الہ الا اللہ میرا خواب منزلہ دی ہو گیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے اس سے خواب میں پوچھا تھا وہی سوال کیا اور اس مرد پر نے وہی جواب دیا جو کہ خواب میں دیکھا تھا اس نے کہا تو میں نہیں قبر شریف تک پہنچا دوں۔ یہ کہہ کر مجھے وہ ایک مقام پر لے گیا اور بتایا یہ موضع قبر شریف ہے۔ یہ ہے میں نے دیکھا کہ اطراف قبر شریف پر زراعت کی ہے اور جو کچھ خواب میں نے دیکھا تھا بجز ساردر بان میں نے وہاں سب کچھ دیکھا۔ اسے موسیٰ خدا سے خوف کر میں تم کھاتا ہوں کہ یہ خواب ہمیشہ بیان کیا کرونگا۔ اور زیارت امام حسین و تعظیم و قول اسٹحضرت ہرگز ترک نہ کرونگا۔ اسلئے کہ خلیل خدا و حبیب خدا و جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقرران بارگاہ حدیث اس قبر شریف کی زیارت کو آتے ہیں۔ اسے موسیٰ لازم ہے کہ مردم زیارت و تعظیم قبر سید الشہداء میں رغبت کریں۔ تحقیق کہ ابو حصین نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ بس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو خواب میں دیکھا ہے شیطان میرا شبیہ و نظیر نہیں ہو سکتا جب ابو بکر بن عیاش نے یہاں تک بیان کیا اس ملعون نے کہا میں تمہارے خواب سے چپ ہوں یہاں تک کہ کلام اعمکانہ تمہارا ختم ہو جائے تم سبدا اگر اسکے بعد میں سنوں گا۔ کہ اس کلام کو تم نے کسی اور کے سامنے نقل کیا ہے بیشک تم کو قتل کرونگا۔ اور اس گواہ کی بھی گردن زدنی کرونگا۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا خدا حافظ و گھبانا ہے تو مجھے ضرور پہنچا سکے گا۔ اسلئے کہ میں نے جبرئیل اللہ تعجب سے بیان کیا ہے یہ سن کر وہ شقی نہایت شرمگین

و غضبناک ہوا۔ اور کہا تم میرا جواب دیتے ہو۔ یہ کہہ کر دشنام دیا! ابو بکر بن عیاش نے کہا خاموش رہ خدا تجھے ذلیل کرے اور تیری زبان کو قطع کرے یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا۔ اس مرد پیر کو قید کر دو۔ پس میرے اور ابو بکر کے پاؤں پکڑ کے وہ لوگ گھسیٹتے ہوئے لے چلے ہمارے سر پتھروں سے ٹکراتے تھے اور ہلاری ڈڑھیں پونچھ مٹائی لاکڑ کے حکم دینا تھا۔ ان دونوں ولد الزنا کو قتل کر دو۔ ابو بکر بن عیاش باوجود اس حالت کے کہتے تھے بس بس خاموش رہ خدا تیری زبان کو قطع کرے اور تجھ سے انتقام لے۔ خداوند تیری رضا کیلئے میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ اور تیرے پیغمبر کے فرزند کے بارہ میں کہا تھا۔ اور تجھ پر پھر وسایا تھا۔ جس کی بابت غضب کا سامنا ہوا۔ آخر کار ہم کو قید خانہ میں لے گئے جب ہم داخل زندان ہوئے۔ ابو بکر بن عیاش نے دیکھا میرے کپڑے پھٹ گئے اور خون جسم سے جاری ہے۔ کہا اسے پیر جانی ہم نے بسمتہ اللہ، جو حق تھا۔ کہا۔ اور داخل ثواب ہوئے واضح ہو کہ ثواب خدا در سول ضائع نہ جائے گا۔ .. .. .

تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کا چو بلہ آیا اور ہم کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ ہم بہت بڑے متہ خانہ میں مجوس تھے بڑی تکلیف ہم کو ہوئی۔ دروازہ گوش چھین لیا تھا۔ چند قدم راہ چلتے اور بیٹھ کے کہتے تھے۔ خداوند تیرے غضب و عقوبت تیری رضا کے لئے ہم نے اٹھائی ہے ہم کو ثواب مٹا کر جب ہم کو اس پاس لینگے اور اس نے ہم کو دیکھا۔ ابو بکر بن عیاش سے کہا اسے احمق جاہل ان چند امور کا تو معترض ہوتا ہے جو تیرے لئے موجب ضرر ہے تجھے کیا مطلب جو ہم بنی ہاشم میں آتا ہے۔ اور بہت کچھ برا جھلا ابو بکر بن عیاش کو کہا۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا۔ میں نے تیرا کلام سنا خدا تجھے سمجھے موسیٰ بن عیسیٰ لعین نے کہا۔ خدا تیرا برا کرے باہر چلا جا۔ اب اگر میں نے سنا کہ تو نے کسی سے اس کلام کو بیان کیا۔ بیشک تجھے قتل کروں گا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھے بھی بہت کچھ ناسزا اس بیعتی کہہ کے تہنیک کی جو تم نے سنا ہے۔ اگر کسی سے اظہار کر کے خواب کو بیان کر لگا۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ خدا تم پر لعنت کرے میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ جب ہم وہاں سے باہر نکلے جانا پھر سے دلدہ ہوئے اس وجہ سے کہ اپنی زندگی سے ہم کو بالکل مایوس تھی۔ کیونکہ ان کا دروازہ گوش چھین لیا تھا۔ مجھ سے ابو بکر بن عیاش نے کہا۔ اس حدیث کو حفظ کر کے اپنے دل میں رکھنا اور بجز اہل عقل و ایمان و دین کے لوگوں سے روایت نہ کرنا

ایضاً بلند معتبر ملازمین متوکل میں سے جس کا نام ابراہیم ویزج تھا  
**قصہ متوکل و ابراہیم ویزج**  
 روایت کی ہے کہ کہہ مجھے متوکل نے کہ بلا بیعبا اور علم دیا کہ نشان  
 قبر امام حسین کو شاہوں اور ایک نامہ بنام جعفر بن محمد بن مارقاضی اس مضمون کا لکھا کہ میں نے ویزج کو کہہ بیعبا  
 ہے کہ وہ امام حسین کی قبر کھود ڈالے جس وقت یہ فرمان تھا سے پاس پہنچے اس کام کی نگرانی تم پر لازم ہے کہ

آیا جس ہر پر میں نے اسے مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس کی تعمیل اس نے کی یا نہیں۔ دیزج نے کہا جب میں کر پاپنچا اور وہاں سے طلحہ چلا۔ قاضی مذکور نے مجھ سے پوچھا۔ تو نے کیا کا کیا میں نے کہا ہر سند نشان قبر تلاش کیا مگر وہاں کچھ بھی نہ پایا قاضی نے کہا۔ خوب گہرا کیوں نہ کھودا۔ اس نے کہا بہت گہرا کھودا۔ مگر کچھ وہاں نہ ملا یہ سن کر اس قاضی نے متوکل کو لکھا کہ دیزج کر بلا پہنچا۔ اور قبر امام حسین کھودی۔ مگر وہاں کچھ نہ پایا۔ جب متوکل نے یہ سننا حکم دیا کہ اس زمین پر زراعت کرو اور پانی وہاں بھر دو کہ نشان قبر شریف بر طرف ہو جائے راوی کہتا ہے۔ میں نے دیزج کو ایک روز تنہائی میں دیکھ کے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا۔ میں ہمراہ غلامان مخصوص کر بلا گیا اور کسی غیر شخص کو اپنے ہمراہ نہ لیا۔ جب میں نے قبر شریف آنحضرت کھودی۔ ایک سبے بوری سے حرم فرعون تازہ پاکیزہ بحالت خواب دیکھا کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تر اس جسم مبارک سے خوشبو آتی ہے یہ دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ اس جسم مبارک پر نہ رکھا۔ اور قبر کو بدستور کر دیا۔ اور بیوں کو جوت کے چا ہا زمین جو توں جب بیل اس قبر شریف پر بیچتے تھے۔ اس طرف سے لوٹ آتے تھے۔ اس سبب سے اس مقام مبارک کو نہ جوت سکا۔ اس وقت اپنے غلامان خاص کو بلا کے میں نے قسم دی کہ اگر اس واقعہ کی قبر تم کسی سے بیان کر دے تو اس وقت میں تم کو قتل کر ڈالوں گا۔ ایضا ابو عبد اللہ باقطنی نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ بارون محری جو کہ امرائے متوکل سے تھا۔ میں اسکا کاتب ہوا۔ اسکے تمام بدن کی رنگت گوری تھی۔ مگر ہاتھ پاؤں اور چہرہ اسکا نہایت سیاہ تھا۔ اور ہمیشہ بدبو سپ اور اسکے منہ سے ٹپکتی تھی۔ جب میں اسکا مقرب ہوا ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے سیاہی چہرے کا کیا سبب ہے۔ اس نے مجھ سے بتایا۔ جب وہ مرض موت میں مبتلا ہوا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ اور تم کھائی کہ اور کسی شخص سے ذکر نہ کرونگا۔ اس وقت اس نے مجھ سے کہا۔ کہ متوکل نے ہمراہ دیزج مجھے جانب کر بلا روانہ کیا۔ کہ قبر امام حسین کھودو ڈالوں اور وہاں پانی بھر دوں۔ جب میں نے چاہا کہ بلا جاؤں اس وقت جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں ہمراہ دیزج قبر حسین پر نہ جانا اور میں کام پر مامور ہوا ہے اسکی تعمیل نہ کرنا جب صبح ہوئی اور مجھ سے جانے پر ترفیب و تحریص ہوئی۔ مجھ پر شقاوت غالب ہوئی۔ اور کر بلا جاکے جو حکم متوکل نے دیا تھا اسکی میں نے تعمیل کی۔ اسی رات کو پھر جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں میں نے تجھ سے نہ کہا تھا۔ کہ ان لوگوں کے ہمراہ نہ جانا۔ اور اس کا حکم بھی بجا نہ لانا۔ تو نے میرا کہنا نہ مانا۔ یہ کہہ کے ایک ٹھاپڑ میرے منہ پر لگایا۔ اور میرے منہ پر تھوک دیا۔ اسی رات سے اب تک میرا منہ اسی طرح سیاہ ہے اور یہ بدبو سپ بہتی ہے۔ ایضا۔ لیسند معتبر فضل بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں ابراہیم دیزج کے ہمسایہ میں رہتا تھا جب وہ بمرض موت مبتلا ہوا۔ میں اسکی عیادت کو گیا۔ اسے میں نے حالت کرب میں پایا ایک طبیب اسکے پاس بیٹھا تھا۔ مجھ میں اور دیزج میں محبت دے لگھنی بے حد تھی اور وہ اپنے راز مجھ سے

کہا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا حال ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا ہے۔ میرا جواب اس نے کچھ نہ دیا۔ اور اشارہ سے کہا۔ ظہیب بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے نہیں کہہ سکتا ظہیب اس کے اس اشارہ کو سمجھ کے اٹھ گیا جب تنہائی ہوئی۔ دوسری مرتبہ میں نے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا میں تم سے بیان کرتا اور خدا سے آمرزش چاہتا ہوں۔ بتیقین کہ متوکل نے مجھے حکم دیا۔ کہ کہہ دیا کہ کر بلا ہا کے نشان قبر امام حسینؑ مشادوں اور زمین سیلوں سے جوت کے بیج بوؤں جب میں کہہ کر بلا پہنچا۔ شام ہو گئی تھی اور میں بہت سے مزدور اور کاریگر مع بیلوں اور کھٹکوں کے ملے گیا تھا۔ پھر اپنے غلاموں کو میں نے حکم دیا کہ مزدور دن سے کام لو اور قبر شریف امام حسینؑ کھود کے زمین پر تم رکھ رہی کرو۔ مگر چونکہ سفر سے میں تھک گیا تھا مجھے نیند آگئی۔ ناگاہ شور و غل کی آواز میرے کان میں آئی اور غلاموں نے آگے مجھے جگا دیا۔ میں خواب سے ترسناک و خوفناک چوڑکا اور کہا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا ایک ایسا امر عجیب و غریب ظاہر ہوا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کے دوسرا امر عجیب و غریب نہیں ہو سکتا۔ ایک گروہ درمیان کارکنان متوکل اور قبر امام حسینؑ ظاہر ہوا ہے۔ اور وہ لوگ ہم کو قبر امام حسینؑ پاس چاہنے سے منع کرتے ہیں۔ اور ہمیں تیر مارتے ہیں۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ اس کلام کی تصدیق ہوئی۔ اور یہ واقعہ اول شب شہنائے ماہ سے تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان لوگوں پر تم بھی حیر لگاؤ۔ جس نے تیر انکی طرف پھینکا وہ تیر ملٹ کے اسی کو آگاہ اور کام تمام کر دیا۔ اس کیفیت کے دیکھنے سے مجھ پر دہشت اور خوف عظیم طاری ہوا۔ اور اسی وقت سے تپ و لرزہ آنے لگا۔ بعد اسکے میں نے اسباب وغیرہ لاوے اور قبر مبارک سے دور ہو گیا اور مخالف حکم متوکل اور اپنا قتل ہو نادل میں ٹھکانا لیا۔ راوی کہتا ہے میں نے ویزج سے کہا۔ اب تم شرو و نسا و متوکل سے بخوف ہو گئے۔ کیونکہ کل شب متوکل باعانت منتصر مارا گیا۔ ویزج نے کہا۔ میں نے بھی سنا ہے لیکن اپنے بس میں ایک ایسی حالت پاتا ہوں کہ امید زندگی مجھے نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے یہ باتیں صبح کی تھیں اور قبل از شام وہ شقاوت انجام دہل جہنم ہو گیا۔ ایضا۔ ابو انصعل شیبانی سے روایت کی ہے کہ منتصر پسر متوکل نے ایک روز اپنے پدر ملعون سے سنا۔ کہ وہ جناب ناظمہ کو دشنام دیتا ہے منتصر نے ایک عالم سے پوچھا اور اس سے قتل متوکل پر فتویٰ چاہا۔ اس عالم نے کہا۔ اس کلام سے اس کا قتل واجب ہو گیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے باپ کو قتل کرتا ہے اس کی عمر دراز نہیں ہوتی منتصر نے کہا۔ جبکہ ایسے پدر کے قتل سے اطاعت خدا مقصود ہے پھر مجھے اسکی پروا نہیں کہ میری عمر دراز ہو۔ بعد اسکے اپنے پدر پر گور کر کے۔ اسکے پسر منتصر نے قتل کیا۔ اور بعد قتل سات چھینے زندہ رہا۔ مؤلف فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہاں عمر منتصر اس کی سعادت کی وجہ سے ہو جبکہ اس نے یہ کار خیر کیا تھا۔ اور مدت سے زیادہ زندہ رہنے میں مبتلا نہ ہو۔ مصیبت غضب خلافت ہوتا۔

## قصہ متوکل وقاسم بن احمد اسدی

ایضاً بسند معتبر قاسم بن احمد اسدی سے روایت کی ہے  
 امام حسینؑ کو معج ہوتے ہیں۔ اور گروہ گروہ مردم زیارت قبر شریف کو آتے ہیں۔ یہ سن کے اتنے ایک اپنا میر خاص  
 کو مقویا۔ اور بہت بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ کہ بلا ہلکے قبر امام حسینؑ ہموار کر دیں اور زیارت قبر امام حسینؑ  
 سے لوگوں کو منع کریں۔ وہ امیر مع لشکر ۳۰۰ میں کہ بلا معلیٰ پہنچا جب چاہا۔ لوگوں کو زیارت سے منع کرے  
 اہل کہ یہ در دمان اطراف و جوانب جمع ہوئے۔ اور کہا اگر متوکل ہم سب کو قتل کر ڈالے گا۔ تو ہمارے بعد ہمارا

اولاد اور جو لوگ باقی رہ جائیں گے وہ ترک زیارت قبر امام حسینؑ نہ کریں گے ہم لوگ ہر روز بکثرت معجزات  
 قبر امام حسینؑ سے دیکھتے ہیں۔ اگر تم ہم کو ٹھکڑے ٹھکڑے کر ڈالو گے جب ہم ترک زیارت نہ کریں گے جب غیر متوکل شقی  
 پہنچے اسکا مکان لوگوں سے دست بردار ہو کے بجانب کو ڈرانہ ہوا یہ اظہار کر دو کہ ہم اہل کسی کام کو مصائب  
 کئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد وہ شقی ۳۰۰ تک متعرض نہ ہوا پھر اسے خبر پہنچی کہ اہل کو ڈرا اطراف  
 و جوانب زیارت قبر امام حسینؑ کو جایا کرتے ہیں۔ اور قبر آنحضرتؐ پر زائروں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اس دن

دہاں بازار لگتا ہے اور وہاں لوگ سودا خریدتے ہیں اور معاملات تجارتی بھی بہت ہوتے ہیں۔ یہ سن کر اس شقی  
 نے پھر ایک اپنے امیر کو مع لشکر گراں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ وہاں جہاں کے منادی کر دو۔ کہ جو کوئی قبر زیارت  
 امام حسینؑ کو آئے گا۔ وہ میرے ہمد و میان سے باہر ہے۔ اور جس کو پائیں کہ وہ زیارت قبر امام کو جاتا ہے اس کو  
 قتل کر ڈالو۔ اور اسکا مکان غارت کر ڈالو۔ یہ سن کر لوگ مخالف ہو کر زیارت قبر امام حسینؑ کو بہت کم جاتے  
 تھے۔ و شقی سادات علوی کو تلاش دیکھنے کر کے قتل کرتا اور ان کے مکانات غارت کرتا تھا۔ اس کیفیت و حالت

کو محوڑا ہی زمانہ گذر رہا تھا۔ کہ وہ شقی ظالم و اصل بہنم ہوا۔ ایضاً بعد اللہ طور سے روایت کی ہے کہ میں نے  
 ۳۰۰ میں حج کیا جب حج سے واپس آیا تو بوجہ عراق ہوا اور زیارت بناب امیر نہایت ترس و خوف  
 سے کی۔ اس وجہ سے کہ متوکل شقی نے زیارت بناب امیر سے منع کیا تھا۔ بعد زیارت بناب امیر میں  
 متوجہ قبر زیارت امام حسینؑ ہوا جب کہ بلا پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ گرد قبر امام حسینؑ پانی بھر دیا ہے۔ اور

منڈیریں باندھ کے تخم ریزی کر رہے ہیں اور میں نے پچشم خود دیکھا۔ کہ جب بیلوں کو قریب قبر آنحضرتؐ  
 لے جاتے ہیں۔ ہر چند ان کو ڈنٹے مارتے ہیں مگر وہ بیل آگے قدم نہیں بڑھاتے بلکہ ادھر سے ہلٹ  
 کے داہنے ہائیں ہو رہتے ہیں۔ اس وجہ سے مجھے زیارت میسر نہ ہوئی۔ لہذا دور سے زیارت کر کے بعد اذکورہ فائدہ ہوا۔  
 اور اپنے دل میں کہتا تھا۔ اگر چہ بنی امیہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مگر یہ لوگ تو دعویٰ قرابت رکھتے ہیں اور لوگوں  
 کہتے ہیں کہ ہم وقت شہادت حاضر نہ تھے۔ مگر اسکے برعکس قبر شریف سید الشہداء سے انتقام لیتے ہیں جب میں  
 داخل بند ہوا۔ لوگوں کو منتشر و مضطرب پاکے دریافت کیا۔ کہ کس وجہ سے تمہارا اضطراب و انتشار ہے انہوں

نے بیان کیا۔ خبر آئی ہے۔ کہ متوکل نخل ہو گیا ہے۔ اس وقت میں سمجھا کہ وہ شقی بد نخت با مجاز امام حسین قتل ہوا ہے یہ خبر پا کر میں نے شکر خدا کیا کہ یہ دن اس دن کا بدلہ نظر آیا۔

**حکایت حمیر بن عبد الحمید وغیرہ** ایضاً: کچی بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں حمیر بن یزید

سے پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا۔ ہمدان نے لوگوں کو بھیجا۔ کہ قبر شریف امام حسین کو ہموار کریں۔ اور درخت سدر جو کہ نزدیک قبر امام حسین ہے اور اس سے قبر امام حسین کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی کاٹ ڈالیں جب حمیر نے یہ خبر سنی ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔ اللہ اکبر اب میں مطلب رسول خدا سمجھا کہ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا تھا کہ خدا درخت سدر کے قطع کرنے والے پر لعنت کرے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ غرض رسول خدا کی اس طعون سے تھی کہ یہ درخت سدر اسلئے قطع کر لیا۔ کہ لوگوں کو زیارت قبر امام حسین سے منع کرے ایضاً بسند معتبر جعفر بن محمد ابو افریح سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے میرے چچا عمر بن فرج نے خبر دی کہ متوکل نے مجھے کہ بلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ قبر شریف امام حسین کھود ڈالوں جب میں کہ بلا پہنچا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا قبر امام حسین پر ہانکوں جب میل قبر پاس پہنچے ٹکڑے ہو جاتے تھے اور قدم آگے نہ بڑھاتے تھے یہاں تک کہ میں نے ڈنڈا اٹھا کے بیلوں کو اس قدر پٹیا۔ کہ وہ ڈنڈا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر انہوں نے قدم آگے نہ اٹھایا۔ اور میرا چچا اس درجہ سے کہ اہل بیت رسول سے نہایت عداوت رکھتا تھا۔ یہ واقعہ کسی اور شخص سے بیان نہ کرتا تھا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مسترشد عباسی نے مالہائے خزانہ امام حسین لوٹ لیا اور کہا۔ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہیں اور وہ مال اپنے لشکر کو بانٹ دیا جب کہ بلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ ائمہ نے روایت کی ہے ایک شخص نے نزدیک قبر شریف بول و برا کیا۔ وہ شقی اور اسکے اہل و عیال دیوانے ہو گئے اور اجاڑہ بنام و برص مبتلا ہوئے۔ اور اب تک اس کی اولاد برص و ہڈام میں مبتلا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ جب متوکل نے حکم دیا۔ کہ پانی قبر شریف امام حسین پر بانہ دیں اور زلزلت کریں اس وقت زید و ہبلول جنوں کہ بلا معلیٰ گئے۔ اور دیکھا کہ قبر شریف درمیان زمین و آسمان ہوا پر معلق ہے۔ زید نے جب یہ معجزہ دیکھا اس آئینہ کی تلاوت کی۔ یویداون لیطو النور اللہ بانواھم ویابی اللہ الا ان یتم نودہ و نو کدہ الکافون۔ اور موید اس مقال کا یہ ہے کہ سترہ مرتبہ قبر شریف امام حسین پر ہل چلائے اور پھر جب آگے دیکھتے تھے۔ قبر شریف کو بحالت اول درست پاتے تھے جب اس شخص نے جو اس کام پر معین و مقرب تھا یہ معجزہ دیکھا۔ مومن و شیعہ ہو گیا۔ اور اس وجہ سے متوکل نے اس کو قتل کیا۔



## روایت اعمش اور زیارت قبر امام حسین

بعض کتب معتبرہ میں اعمش سے روایت کی ہے جب میں رہتا تھا۔ اس کے پاس راتوں کو میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شب جمعہ کو اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ دربارہ زیارت امام حسین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا۔ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔۔۔۔۔ اور ہر ضلالت کی بازگشت ہمانب اعمش ہے۔ یہ کہ میں بہت خستگین و مضطرب ناگ اس کے پاس سے اٹھ کے اپنے گھر واپس آیا۔ اور دل میں ٹھان لیا۔ کہ کل صبح کو اس کے پاس جا کے بعض فضائل امام حسین و ثواب زیارت قبر شریفین آنحضرت بیان کروں گا۔ اگر وہ نہ مانے گا۔ اور اپنی مدد و تائید پر قائم رہے گا۔ اسے میں قتل کر ڈالوں گا۔ جب صبح ہوئی میں اس کے دروازے پر گیا۔ اور گنڈھی کھٹکیا کے اسے آواز دی۔ اس کی زد و بھونے جواب دیا۔ وہ اول شب بقصد زیارت قبر امام حسین کرا گیا ہے اعمش نے کہا میں بھی اس کے عقب میں روانہ ہوں۔ جب مرتقد نور پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص روزوں کے سجدہ میں دعا کر رہا ہے اور خدا سے طلب آمرزش کرتا ہے جب اس نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ میں نے اس سے کہا۔ کل تو کہتا تھا۔ زیارت قبر امام حسین بدعت ہے۔ اور آج خود ان کی زیارت کو آیا ہے اس نے کہا۔ اسے اعمش مجھے ملامت نہ کرو۔ اس لئے کہ میرے میں اعتقاد انکی امامت پر نہ رکھتا تھا۔ اس شب بویب خواب میں نے دیکھا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مرد علیل القدر میاں قدم نہایت حسین و جمیل عظیم المرتبت رفیع المرتبت بہت سے لوگوں کے بیچ میں چلا آتا ہے اور آگے ایک سوار ہے اور اس کے سر پر ایک تاج چہار گوشہ کا ہے اور ہر گوشہ پر جوہر نصب ہیں۔ کہ مسافت میں روزہ اس سے روشن ہے میں نے پوچھا۔ یہ بزد گوار کون ہیں۔ کہ اس قدر لوگ انہیں گھیرے ہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ یہ جناب رسول خدا ہیں میں نے کہا۔ وہ جو آگے جاتا ہے۔ کون ہے اس نے کہا۔ وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ ناگاہ میں نے ایک ناقہ نوز دیکھا۔ کہ ہودج نور اس پر بندھا ہے۔ اور دو گلوں میں ہانہایت لور در جمال اس ہودج میں بیٹھی ہیں اور وہ ناقہ در میان آسمان و زمین پرواز کرتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں کون ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ فاطمہ زہرا و خدیجہ الکبریٰ ہیں اس کے بعد ایک سوار نوجوان مثل ماہ تاباں نظر پڑا میں نے پوچھا۔ یہ جوان کون ہے۔ اس نے کہا امام حسن ہیں میں نے کہا یہ سب حضرات کہاں جاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ زیارت قبر شریفین امام حسین کو محلے کر بلا میں جاتے ہیں۔ بعد اسکے میں نزدیک ہودج جناب فاطمہ زہرا گیا۔ دیکھا کہ رقعہ ہائے برات لکھے ہوئے آسمان سے قریب ہودج آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ رقعہ ہائے برات کیسے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ یہ رقعہ ہائے برات آتش ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو لوگ قبر شریفین امام حسین کی زیارت شب جمعہ کو کرتے ہیں۔ میں نے اس سے اتنا س کی۔ کہ ان رقعوں میں سے ایک رقعہ میرے لئے بھی ہے تو اس نے کہا۔ تو کہتا ہے کہ قبر امام حسین کی

زیارت برصحت ہے جب تک تو اس عقیدہ اور کلام ناجائز سے توبہ نہ کرے گا۔ اور زیارت ۱۰۰۰ قبر امام منور کو نہ جائیگا۔ ان واقعہ اپنے برائت میں سے کوئی رقمہ تجھے نہ ملے گا۔ یہ دیکھ کر میں خائف و ترساں خواب سے بیدار ہو کے اٹھا اور توجہ زیارت قبر امام حسین ہوا۔ اور اپنے گفتار و عقیدہ باطل سے توبہ کی۔ اسے اہلس قسم خداجب تک میری روح میرے بدن سے مفارقت نہ کرے گی تب تک میں زیارت امام حسین ترک نہ کروں گا

**حکایت و عیال خزاہی** ایضاً بسند معتبر و عیال خزاہی مداح امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ کہا صلہ اور عیال میں انعام و اکرام پلکے روانہ ہوا ایک شہر میں پہونچا۔ وہاں ایک رات بیٹھا اپنے مکان میں قیام مدح اہل بیت میں نظم کر رہا تھا۔ ناگاہ کسی نے کندھی کھٹکے شائی میں نے کہا کون ہے۔ اس نے کہا تمہارے بھائیوں سے ہوں جب میں نے دروازہ کھولا ایک شخص اندر آیا میں نے اسے پہچانا اور اس سے مجھ پر خوف طاری ہوا جب وہ شخص داخل ہوا اور بیٹھا اور کہا۔ واضح ہو کہ میں تمہارا بھائی قوم جن سے ہوں اور تمہاری شب ولادت میں بھی پیدا ہوا ہوں چاہتا ہوں ایک ایسی حدیث تم سے بیان کروں۔ کہ موجب سرور مزید بعیرت تمہاری ہو۔ اسے و عیال واضح ہو کہ میں دشمنان علی ابن ابی طالب سے تھا ایک روز مع گروہ سرکشان بن لوگوں کو گمراہ کرتے نکلا۔ ناگاہ ایک جماعت پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لوگ رات کو توجہ زیارت قبر شریف امام حسین تھے۔

۱۰۰۰ اس حدیث کے راوی سلیمان کش امام اہل سنت ہیں۔ یہ کوڈ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے جمل علمین اور امیر میں شمار ہوتے تھے امام تھامری اور امام سلم نے اپنی صحیحین میں اکثر احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کے متعلق میزان اللہ بلکہ دم تھی میں لکھا ہے۔ کہ یہ اپنے وقت کے ثقہ اور معتبر محدث و عالم ہیں لہذا ایسا انسان جو مذہب اہل بیت نہ رکھتا ہو۔ اور اپنے فرقہ میں نہ ہو اس کی کلام ہمیشہ حق ہوتی ہے۔ کیونکہ تعریف وہ ہی جس کو دشمن بھی فخر سے بیان کرے۔ آج تک بلکہ قیامت تک کے ہر مسئلہ میں شیطان علی زیارت قبر امام مظلوم کے جاتے ہیں اور جانتے ہیں گے وہ مسلم جو شیعوں کو مفلون کرتے ہیں کہ زیارت امام حسین سے کیا فائدہ اس روایت کو بغور مطالعہ فرمائیں اور توبہ کریں ورنہ زیارت قبر حسین کو بدعت کہہ کر جنت میں جانا محال ہے۔ امام حسن خدا اور رسول کیلئے اپنے گھر کو اجازت اپنی لاش مبارکہ کو سماں سے پانچاں ہونا گوارا کیا۔ اور خود بقول خواہر معین

امیر جی جانے لالہ ہی گئے اسی وجہ سے ان کا ذکر اور انہی قبر کی زیارت عبادت خدا بن گئی معصوم کو بھی اسی لئے فرمایا پڑا۔ من داد  
قبور الحسین وجبت لہ الجنة۔ جس نے قبر امام حسین کی زیارت کی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی لہذا اس من انسانیت اور بنائے  
لالہ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا ہر مسلمان کے لئے جو صاحب استطاعت ہونا ضروری ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔

کے راستے بنے ہیں حقیقت کے سامنے سب کچھ ہے: صحیح حق کی محبت کے سامنے

بلوؤں نے یوں طوان کیا اکے اے حسین کعبہ بھی بھٹک گیا تری تربت کے سامنے

(کوثر مہر بلوئی ص ۱۰۱)

جب ہم نے چاہا۔ ان کو گزند و ضرر پہنچائیں دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین تک ان لوگوں کو گھیرتے تھے ہیں اور ہم کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ وہ فرشتے زمین کے جانوروں کی شمارت ان سے دُشمن کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عظمت و بزرگی اہل بیت رسول ثابت ہوئی۔ اور میں نے توبہ کی۔ اور ان زائروں کے ہمراہ توجہ زیارت امام حسینؑ ہوا اور ان کے ہمراہ حج کو بھی گیا۔ اور زیارت قبر جناب رسول خدا سے مشرف ہوا۔ وہاں ایک مرد نورانی سے ملاقات ہوئی کہ گردہ بے شمار ان کے گرد جمع تھے اور مسائل دین ان سے دریافت کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون بزرگوار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فرزند رسول خدا امام جعفر صادقؑ ہیں میں نے ان کے قریب جا کے معلوم کیا میرے سلام کا انہوں نے جواب دیا۔ اور فرمایا۔ خوش آمدی۔ اسے عرواقی وہ دن نبھے یاد ہے جس رات کو قبر شریف کے قریب تو ہمارے دوستوں کا متعرض ہوا تھا۔ اس وقت جب انہی کرامت و بزرگواہی مجھ پر ظاہر ہوئی۔ تو نے توبہ کی اور خدا نے تیرا گناہ بخش دیا۔ میں نے کہا۔ اس خدا کی میں حمد کرتا ہوں جس نے آپ کی معرفت سے مجھے سرفراز کیا اور آپ کے نور ہدایت سے میرا دل متور کیا دیا۔ یا حضرت آپ کوئی حدیث مجھ سے بیان کیجئے کہ اس سے مشرف ہو کے اپنے ہم جنسوں میں واپس جاؤں حضرت نے فرمایا۔ میرے پدرا امام محمد باقرؑ نے اپنے پدرا امام زین العابدینؑ سے انہوں نے اپنے پدرا بزرگوار امام حسینؑ سے انہوں نے اپنے پدرا عالی مقدار علیؑ ابن ابی طالب سے انہوں نے جناب رسول خداؐ سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے یا علیؑ بہشت اور پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں داخل بہشت نہ ہوں اور اویسؑ پیغمبران گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ تم داخل بہشت نہ ہو۔ اور امہانس کے گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک میری امت داخل بہشت نہ ہو۔ اور میری امت پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ وہ تمہاری ولایت و امامت کا اقرار اور اعتقاد نہ کریں۔ یا علیؑ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے بلا متنی بھیجا ہے کہ داخل بہشت کوئی نہ ہو سکے گا۔ جب تک تم سے کسی طرح کا وسیلہ یا سبب و نسبت درست و میانہ کرے گا پھر اس جن نے کہا۔ اسے دلیل اس حدیث کو لکھ لو کہ ایسی حدیث مجھ ایسے کسی سے نہ سناؤ گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ بعد ازاں کے پھر میں نے اسے نہ دیکھا۔

حکایت زید مجنون و پہلو ال دانا  
 ایضا روایت کی ہے کہ جب متوکل عباسی نے اپنے ایک  
 لازم کو مع ایک گردہ روانہ کر بلا کیا۔ کہ نشان قبر مقدس  
 سید الشہداء کو مشاوسے اور نہر علقمہ سے پانی کاٹ کے وہاں پانی پھر دے۔ اور جو زیارت قبر شریف آنحضرت  
 کو آئے اس کو قتل کر ڈالو جب یہ بزرگ مجنون کو پہنچی وہ چونکہ فیوض مومن تھے اور مصلحتاً ائمہ ہدایت کو قتل کرنے  
 تھے کہ ہر سمن حق کہہ دیا کریں۔ اور کوئی ان کا متعرض نہ ہو سکے۔ اس خبر کے سننے سے بہت خردوں و غمگینوں

ہوئے اور اس وقت مصر میں تھے۔ یہ سن کروہاں سے بادیدہ گریاں و بادل بریاں متوجہ زیارت قبر شریف امام  
 حسین ہوئے جب کوہ میں پہنچے بہلول دانا کو وہاں دیکھا۔ اور یہی عقلی دانائے کابل تھے۔ دین حق کی حفاظت  
 اور شہادت و ایذا رسانی مخالفین سے پناہ میں رہنے کے لئے نظر دیوانہی امتیازی تھی جب زید بنون نے بہلول  
 دانا کو دیکھا۔ سلام کیا بہلول نے کہا تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ ہا وہضیکہ کہی دیکھا بھی نہ تھا۔ زید نے کہا ادرہاں کو آپس  
 میں رابطہ و محبت ہے جو لوگ عالم ادرہاں میں ہیں بایکٹہ بیکر دوستی کر چکے ہیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے  
 کو اسی طرح پہچانتے ہیں بہلول نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اب مجھے بتاؤ۔ یہاں تم اپنے شہر سے کس کام کو  
 آئے اور بغیر توشہ و مرکب علم یہاں تک تعقب و مشقت اٹھا کے کس لئے آئے۔ زید نے کہا جب میں نے  
 سنا کہ متوکل حق نے قبر جناب سید الشہداء سے یہ جو روحانی کتاب ہو کے اپنے پاؤں جٹکوں میں پتھروں پر  
 مارنا بادیدہ گریاں و سینہ بریاں مخرون و فناک یہاں تک پہنچا ہوں۔ بہلول نے کہا میں بھی اسی حالت میں تم سے  
 موافقت کرتا ہوں۔ آؤ ہم تم آپس میں رفیق ہوں اور زیارت قبر امام حسین کو چلیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر متوجہ  
 زیارت قبر شریف انحضرت ہوئے۔ جب اس مقام متبرک میں پہنچے دیکھا کہ وہاں پانی بھرا ہوا ہے اور بقدرت  
 حق تعالیٰ پانی گرد حائر بلند ہے۔ اور ایک قطرہ حائر کے اندر نہیں جاتا ہے اور مرد مہر انحضرت پانی کے  
 درمیان بلند دکھائی دیتی ہے جب انہوں نے یہ حالت دیکھی ان کا یقین اور زیادہ ہوا۔ اور کہا جو کوئی چاہے  
 کہ نور خدا کو بر طرف کسے وہ خود نا امید ہوتا ہے اور خدا بر خلاف ارادہ منکرین و کافرین روشن و ظاہر ہوتا  
 ہے۔ پس اس شخص کو جسے یہ حکم دیا تھا۔ کہ جا کے قبر شریف کا نشان مٹا دے اور اس نے مدتوں قبر انحضرت  
 کے نشانے میں کوشش و محنت کی اور وہاں پانی بھر دیا تھا۔ اور اس مقام شریف کو کھودا اور ہل چلاتے  
 تھے مگر محو بر طرف نہ سکا تھا جب اسکی نظر زید بہلول پر پڑی۔ ان کے پاس آیا۔ اور زید سے کہا۔ اے  
 شیخ کہاں سے آئے ہو۔ زید نے فرمایا۔ مصر سے آتا ہوں۔ اس نے کہا یہاں کیوں آئے ہو۔ اسنے کہ حکم ظلیف  
 کا ہے کہ جو کوئی قبر شریف زیارت امام حسین کو آئے اسے قتل کر ڈالو زید نے کہا میں بھی اس ارادے  
 سے آیا ہوں۔ اس ارادے نے میرے دل میں جگہ کر کے مجھے یہاں تک پہنچا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص زید کے  
 پاؤں پر گر پڑا۔ اور زید نے قدم ہلکے مبارک چہم کے کہا۔ مدتوں سے میں یہاں کوشش کر رہا ہوں کہ اس نور  
 خدا کو بر طرف کر دوں مگر برعکس اس کے روز بروز یہ نور خدا ترقی پذیر ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور میری کوشش  
 و سعی کچھ مفید نہیں ہوئی۔ میں نے مقرر اس قبر شریف پر پانی بھر دیا مگر پانی گرد قبر منور بلند ہو گیا۔ اور قبر  
 کے قریب نہ گیا۔ اور ہر چند میں نے بیوں کو ہانکا جب نزدیک قبر شریف پہنچتے تھے۔ کھڑے ہو جاتے تھے  
 اور آگے قدم نہ بڑھاتے تھے اب تمہاری برکت سے میں نے ہدایت پائی اور تمہاری بدولت میں نے

ہدایت پائی اور توبہ کی ماس وقت متوکل پاس میں جاتا ہوں۔ اور حقیقت حال اس سے بیان کرتا ہوں۔ چاہے مجھے مار ڈالے یا صحت کر دے جب وہ شخص اس ملعون پاس گیا۔ اور مہزات مرقد منور اس سے بیان کئے وہ ختی غضب ناک ہوا اور اس کے تھل کا حکم دیارسی پاؤں میں باندھ کے بازاروں میں کھینچتے تھے۔ اسکے بعد اس ظالم نے حکم دیا کہ اُسے سولی پر لٹکا دو تاکہ پھر کوئی فضیلت اہل بیت تھل نہ کرے۔ زینڈ نے جب یہ واقعہ سنا۔ سرسٹے میں گئے اور اس شخص کا ہم اٹھا کے غسل دیا۔ اور کھٹا کر اس پر نماز پڑھی۔ بعد اسکے دفن کر دیا اور تین دن تک اس کی قبر پر تلاوت قرآن کرتے رہے جب تیسرا دن ہوا۔ بکثرت مدائے نومہ و گریہ و زاری کان میں آئی اور بکثرت مرد و عورت دیکھے کہ بال بھڑکے گریبان چاک کئے۔ بیہروں پر سیاہی ملے ایک جنازہ کے پیچھے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کو کثیر انہوہ گھرے ہوئے ہے۔ اور بہت سے علم بلند کئے ہیں کثرت خلاق سے راستے بند ہو گئے ہیں۔ زینڈ نے خیال کیا متوکل مر گیا ہے۔ کسی سے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ کہا یہ جنازہ ریکانہ کلا ہے کہ منبہ کیزوں کے ہے۔ اس کیز کو متوکل بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر اس کیز کو دفن کر کے انوار و اقسام کے یا عین و مشک و لبر اس کے قبر پر رکھے اور مقبرہ عظیم شان اس کی قبر پر تعمیر کیا۔ جب زینڈ نے یہ کیفیت دیکھی خاک اڑائی اور گریبان چاک کر کے فریادی کہ ماویلا اسناد امام حسینؑ کو ملا میں فریب الوطن تشنہ لب شہید کئے جائیں۔ ان کے فرزندوں کو قید کریں۔ اور کوئی ان پر گریہ و زاری نہ کرے۔ بلکہ سعی و کوشش کریں کہ نشان تک قبر شریف کا مشاہدیں۔ انوس وہ بگر گوٹہ محمد مصطفیٰ و نود ویدہ علی مرتضیٰ و سرور سینہ فاطمہ زہرا ہے جس سے اس طرح کے سلوک کرتے اور اس کیز پر شہید کئے گئے پیر اس قدر گریہ و زاری کر کے اس اکرام و احترام سے دفن کرتے ہیں بعد اسکے زینڈ نے چند اشعار اس بارہاں نظم کئے۔ اور ایک ملازم متوکل کو بیٹے اور کہا یہ اشعار متوکل پاس پہنچا دو جب متوکل نے وہ اشعار پڑھے ششٹاک ہوا اور زید کو بلا کے بہت ڈرایا دھمکایا۔ زینڈ نے اسے بہت نصائح فرمائے متوکل اور زیادہ غضب ناک ہوا۔ اور کہا ابو تراب کون ہیں جس کے فرزندوں کی اس قدر تم مداح کرتے ہو۔ زینڈ نے فرمایا۔ ان کی فضیلت و شرف و نسب کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ قسم سبزا ان کے فضائل سے انکار نہیں کرتا مگر کافر اور ان کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق۔ بعد اسکے بکثرت فضائل آنحضرت اسکے سامنے ذکر کئے۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے حکم دیا۔ ان کو قید کر دو۔ جب رات ہوئی اس ملعون نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اس کے سر ہانے آیا۔ اور لات مار کے کہا۔ اٹھ اور قید خانے سے زینڈ کو رہا کر۔ ورنہ ابھی مجھے ہلاک کر دیں گا۔ یہ دیکھ کر وہ ختی اٹھا۔ اذنیہ کو بلا کے خلعت و انعام دے کے حکم دیا۔ جو تہاہری حاجت ہو مجھ سے بیان کر۔ زینڈ نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ توجھے اجازت دے کہ قبر امام حسین پر سعادت بنا دوں۔ اور انکے

دائروں کو زیارت سے منع نہ کروں۔ متوکل نے کہا اچھا میں نے بہارت دی۔ یہ سن کر زید خوشحال نہایت مسرور شاکان باہر آئے شہروں میں ندا کرتے تھے جو شخص چاہے کہ زیارت قبر امام حسین کو جائے وہ امان میں ہے۔

**زیارت قبر امام حسین اور خوف متوکل عباسی** ابن قولویہ و سید ابن طاووس نے حنزہ شمال سے روایت کی ہے کہ کہیں میں زمانہ آخر نبی مروان میں خوف و ترس اہل شام سے مخفی زیارت قبر منور امام حسین کو گیا۔ جب کربلا میں پہنچا۔ کسی طرف میں چھپ رہا۔ یہاں تک کہ آدھی رات آگئی۔ اس وقت میں رقد منور آنحضرت کی طرف گیا۔ جس وقت میں قریب رقد پہنچا۔ ایک شخص میرے قریب آیا۔ اور کہا۔ اس وقت تم زیارت کو نہیں جاسکتے میں نے کہا خدا تمہیں عافیت عطا کرے میں کیونکر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ کوفہ سے زیارت کو آیا ہوں۔ مجھے زیارت آنحضرت سے منع نہ کرو۔ اس لئے کہ دشمنوں سے صبح نہ ہو جائے۔ اور اہل شام مجھے دیکھ کے قتل کریں۔ اس شخص نے کہا تھوڑا مبر کرو۔ کہ حضرت موسیٰ بن عمران مع ستر بزار فرشتوں کے حق تعالیٰ سے زیارت قبر آنحضرت کی رخصت لے کے زیارت رقد منور امام حسین کو آتے ہیں۔ جب تک صبح نہ ہوگی واپس نہ جائیں گے۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ خدا تمہیں عافیت دے اس نے کہا۔ میں ان فرشتوں میں سے ہوں جو فرشتے قبر امام حسین پر مائل ہیں۔ اور ذرا ان قبر آنحضرت کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ سنا۔ میرا حال متغیر ہو گیا۔ اور ازل وقت طلوع صبح منور مقدس امام حسین پر حاضر ہوا اور سلام کر کے اور حضرت کے قاتلوں پر لعنت کر کے پھر نماز صبح پڑھ کے برسرعت تمام خوف اہل شام سے واپس آیا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر موسیٰ بن عبد العزیز سے روایت کی ہے

**حکایت ابوحنانہ نصرانی طیب** کہ کہا ایک روز ابوحنانہ نصرانی طیب قریب مکان ابی احمد محمد سے ملا۔ اور کہا۔ تمہیں تمہارا سے پیغمبر کی اور تمہارا سے دین کی قسم دیتا ہوں۔ تم مجھ سے بیان کرو کہ کس شخص کی قبر ان اطراف میں ہے اور قبر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے۔ اور تم میں سے بہت لوگ زیارت کو جایا کرتے تھے وہ کون شخص ہیں۔ آیا اصحاب پیغمبر میں سے کوئی ہے۔ میں نے کہا وہ اصحاب میں سے نہیں۔ بلکہ ہمارے پیغمبر کی دختر کے فرزند ہیں تمہارا مطلب اس سوال ہے کیا ہے اس طیب نے کہا۔ ان کا ایک طیب و زریب واقع ہے میں نے کہا وہ امر واقعہ مجھ سے بھی بیان کرو۔ اس طیب نے کہا۔ شاہد خادم طیب نے رات کو مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا۔ وہ مجھے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کے گھر لے گیا۔ میں نے اسے بیمار پایا۔ لیکن عقل اس کی بالکل زائل ہو گئی تھی اور تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک شفت اس کے ساتھ

دکھا تھا جس میں اسکے سب اعضائے اندرونی پڑے تھے۔ ان دنوں میں اسے بارون نے کوفے بلایا تھا۔ پھر ہمدان نے اس کے خادم شاپور کو طلب کیا۔ اور کہا تم پر وائے ہو موسیٰ کا کیا حال ہو گیا ہے اور یہ بلا بخیر اس پر کیونکر نازل ہوئی ہے۔ شاپور نے کہا میں تم کو خبر دوں۔ واضح ہو کہ ایک ساعت قبل اس کے یہ صبح و صائم بیٹھا تھا۔ اور مصابین و خواص گرد حاضر تھے۔ اس وقت یہ بہت خوش و مایخ اور خوشحال تھا۔ اور مطلق کوئی حلفت و بیماری اسے نہ تھی۔ ناگاہ امام حسینؑ کا نام اس کے سامنے آیا گیا۔ اس نے کہا رافضی ان کے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ ان کی خاک قبر کو دبا جلتے ہیں جب وہ لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ خاک قبر کھایتے ہیں۔ ایک بنی ہاشم بھی دربار میں حاضر تھا۔ اس نے کہا مجھے سخت بیماری تھی۔ جو علاج کیا۔ مفید نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے کاتب نے مجھ سے کہا۔ تربت خاک امام حسینؑ شفا ہے۔ ہر روز دو بیماری ہے۔ تھوڑی خاک وہاں سے اٹھا کر کھا لو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے موافق اس کے کہنے کے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا۔ اب بھی تمہارا پاس اس میں سے کچھ باقی ہے۔ اس ہاشمی نے کہا تھوڑی سی باقی ہے۔ موسیٰ نے کہا کچھ اس میں مجھے بھی دے دو۔ اس ہاشمی نے اپنا آدمی بھیج کے قدر سے طیل تربت قبر امام حسینؑ منگائی۔ موسیٰ نے وہ تربت خاک ہاتھ اپنے میں لے کے عمدہ نظر سے ادبی ہنس کر اپنے مقام براز میں رکھ لی رکھتے ہی چلانے لگا۔ انار انار مجھ میں آگ لگ گئی۔ جلدی طشت ملاؤ۔ جب میں طشت تلابا یہ تمام آنتیں اور کلیجہ اس نے اگل دیا۔ مصعب و خواص اٹھ گئے۔ صحبت خوشی بہ نغمہ بدل ہوئی نصرانی طیب نے کہا۔ اس وقت شاپور نے مجھ سے کہا۔ کیا اس بارہ میں کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ میں نے شمع قریب رکھی۔ اور اس طشت میں نظر کر کے دیکھا تو دل بگڑا اور طحال اور پیچہ پڑا۔ اس کا طشت میں پڑا ہے اور کبھی ہرگز ایسی حالت میں نے کسی کی نہ دیکھی تھی۔ میں نے فلو سے کہا۔ اس کی چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر عیسیٰ بن مریم اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ شاپور نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ لیکن تم یہاں حاضر رہو۔ کہ اسہام کار بھی اس کا معلوم ہو جائے۔ میں اس کے پاس حاضر تھا۔ اور موسیٰ اس طرح بدستور بے ہوش تھا۔ یہاں تک کہ وقت سحر چم واصل ہوا۔ رادوی کہتا ہے۔ اس کے بعد یوحنا نصرانی طیب کو میں نے دیکھا۔ کہ مکر زیاارت قبر امام حسینؑ کو آتا تھا۔ باوجودیکہ نصرانی تھا۔ بعد اسکے وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا کابل ہوا۔

**حکایت مریض اور خاک شفا**  
 مدینہ میں غاد پڑوسی میرے پہلو میں دو شخص بیٹھے تھے۔  
 میں سے ایک جامہ ہائے سفر پہنے تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ خاک قبر امام حسینؑ تمام دروں کی  
 دوا ہے۔ مجھے درد اندرونی عارض تھا جو دوا کی مفید نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ ایک بورصیا

کو فکری رہنے والی میرے پاس رہتی تھی۔ ایک دن آئی اور مجھے اس حال میں دیکھ کے کہا: تمہارا مرض ہر روز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہارا علاج کروں۔ انشاء اللہ بقدرت حق تعالیٰ جلدی شفا پاؤ گے۔ میں نے کہا کوئی ایسا ہے جو اپنی صحت نہ چاہے گا۔ پھر اس بوڑھیانے پانی قدرج میں ڈالا۔ اور پیچھے لئے لائی۔ میں نے وہ پانی پیا۔ اور اسی وقت شفا پائی مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا میں ہرگز بیمار نہ تھا۔ بعد چند روز کے میں اس بوڑھیانے دیکھنے کو گیا۔ اور اس کا نام سکہ تھا۔ میں نے کہا اسے سکہ تمہارے میرا علاج کس چیز سے کیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تیسیر تھی۔ اس نے کہا: اس تیسیر کے دانے میں نے تمہارا علاج کیا۔ میں نے پوچھا: یہ تیسیر کس چیز کی ہے۔ اس ضعیفہ نے کہا: خاک پاک قبر امام حسینؑ سے تیسیر بنی ہے۔ میں نے کہا اسے راضیہ تو نے خاک قبر حسینؑ سے دوا کی۔ یہ کہہ کے غضب ناک ہو کے اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی وقت وہ بیماری مجھے پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اور اب تنک ایذا آواز میں جتلا ہوں۔ اور زندگی سے ناامید ہو گیا ہوں۔ ناگاہ موزن نے اذان دی جب نماز کو اٹھے۔ پھر میں نے اسکو نہ دیکھا۔ مجھے یہاں پر ایک قطعہ یاد آیا۔ کوثر بھر بلوی سے

کر بلا ہا کے ہمیں راہ خدا ملتی ہے      دین دنیا کی ہراک دکھ کی دوا ملتی ہے  
دیکھے بیمار ذرا ہو کے تو کوئی سے کوثر      بو ترابی کو اسی درد سے شفا ملتی ہے

## فصل تیسویں۔ بیان عدد اولاد و ازواج امام حسینؑ

شیخ مفید وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے چھ فرزند تھے۔ علی اکبر یعنی امام زین العابدینؑ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کی مادہ گرامی شہ زمان مٹی یزد و جزو بادشاہ عمیر تھی۔ اور بعضوں نے ان کا نام شہر بانو لکھا ہے۔ علی اصغر جو کہ صغرائے کربلا میں شہید ہوئے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ ان کی ماں یسلیٰ دختر ابو مرہ تھیں۔ وہ صغر کہ ان کی ماں تمبیدہ قضا سے تھیں۔ اور صغر نے حالت حیات پندرہ بزرگوار میں انتقال کیا تھا۔ و عبد اللہ جو حالت طفولیت میں اپنے پدر عالی مقدار کے دامن میں تیرے شہید ہوئے جن کو لوگ علی اصغر کہتے ہیں۔ اور عبد اللہ کی ماں بیٹی من کی تھیں اور سکینہ کی ماں دختر امیرتیس حضرت رباب تھیں۔ وفا طمہ ان کی ماں ام سلمہ دختر طمہ بن عبد اللہ تھیں۔ اور فرزندان امام حسینؑ نسل امام زین العابدینؑ سے پیدا ہوئے۔ کہ بعد از ان باقی ہے۔ عدد اولاد آنحضرتؐ میں بہت اختلاف ہے۔ اہل ہر مذہب کے جو ذکر کیا گیا۔ اور ملکہ کے امامیہ میں بھی شمار ہے۔ بعضوں نے گناں کیا ہے کہ وہ بزرگوار جو صغرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ امام زین العابدینؑ



سے بڑے تھے۔ یہ خطا اس لئے ہے کہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی وہ کم عمر تھے۔ اور اس وقت امام زین العابدین کی عمر تیس یا اس سے بھی زیادہ تھی امام محمد باقر اسی عمر میں موجود تھے۔ اور پانچ برس کے تھے شیخ کلین نے بسند مجرب امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب دختر یزید و جبر کو کلمہ میں خطاب پاس لائے دختر ان مدینہ ان کے جمال کے مشاہدہ کو اپنے کو ٹھٹھوں پر چڑھ آئیں۔ جب ان کو مسجد میں لائے۔ ان کے چہرہ نورانی سے سجد روشن ہو گئی۔ عمر بن خطاب نے چاہا۔ ان کے چہرہ پر نظر کرے۔ اس فہزادی نے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا۔ ہرگز ات ہو۔ کہ اسکے فرزند تیرے امیر ہوں۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ اسے گہرا دی مجھے دشنام دیتی ہے اور چاہا انڈارسانی کرے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ یہ فہزادی بزرگ زادی ہے۔ تجھے سزاوار نہیں ہے کہ اس سے بدسلوک کرے۔ اور بروایت دیگر فرمایا جناب رسول خدا نے ارشاد کیا ہے۔ لازم ہے کہ ہر قوم کے بزرگ کو بزرگ جانو اور تعظیم کرو۔ ہر چند کا فر ہو۔ اور فرمایا۔ اسے اختیار دے دو کہ مسلمانوں میں سے جسے چاہے۔ اختیار کرے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ اس کے حصہ غنیمت میں اسے محسوب کر دے جب اس سعادت مند شاہزادی نے ان سب لوگوں کو دیکھا۔ اپنا ہاتھ امام حسین کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اس وقت جناب امیر نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ کہا۔ جہاں شاہ جناب امیر نے فرمایا۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا نام شہر بانو ہو۔ پھر امام حسین سے فرمایا۔ اسے ابو عبد اللہ اس دختر سے تمہارے یہاں ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ بہترین اہل زمین ہوگا۔ پس امام زین العابدین ان سے منولہ ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت کو ابن الخیرین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عرب میں برگزیدہ خدا حضرت ہاشم تھے۔ اور برگزیدہ ہم پادشاہ فارس تھا۔ اور نسب شریف انحضرت دونوں سے متصل ہے۔

۱۰ حضرت فہر باد کا دھگر میں آنا غلط ہے۔ جس کی تردید علمائے تاریخ اہل سنت نے بھی کی ہے۔ یزید مند رہ بلاحدیث کے الفاظ اور حضرت فہر بانو کی عمر میں چلار مل ہونا و طرز قیاس میں۔ یہ روایات روایت و درایت دونوں ائمہ سے غلط ہیں۔ جو اس امر کا بین ثبوت میں یہ کلام اہل بیت نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور علمائے امامیہ نے اس نازک دھ میں نزاکت وقت کے پیش نظر ہر طرح کی احادیث و روایات ذکر اہل بیت کو محفوظ کرنے کیلئے نقل فرمادیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کتب سے صحیح روایات سے معرفت اہل بیت حاصل کر سکیں۔ لہذا یہ آنے والی نسلیں کا فریضہ ہے۔ کہ کتب حیا اور اصول روایت و درایت سے احادیث و روایات سے کر لیں۔ اس لئے بندہ نے اس کتاب مطاب کا حاشیہ دے دیا۔ تاکہ مخالفین ان مقامات کو سے کہ امامیہ پر اعتراض کی جسارت نہ کریں۔

کو شکر بہو دیلوی معنی عنہ

# باب دوم

بیان ولادت و شہادت حضرت سید الساجدین و قبلتہ العارفتین

امام چہارم علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام

## فصل اول

بیان ولادت و اسم و لقب و کنیت امام زین العابدین علیہ السلام

شیخ مفید و شیخ طوسی و سید ابن طاووس رضوان اللہ علیہم نے ذکر کیا ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت پندرہویں ماہ جمادی الاول ۳۵ھ صبح ہے شیخ محمد بن یعقوب کلینی ۳۸ھ لکھا ہے اور شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ ولادت آنحضرت روز جمعہ بقول بزرگوار پیش نہ ہند رحوں ماہ جمادی الثانی کو واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ نہم ماہ شعبان کو متولد ہوئے کشف النعمہ میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت ۲۵ھ کو دس سال قبل شہادت جناب امیر واقع ہوئی اور جناب کی وفات تک دس سال اور دس سال امام حسن کی وفات تک اور دس سال اپنے پدر بزرگوار کی شہادت تک رہے اور زمانہ امامت آنحضرت پینتیس سال اور عمر شریف آنحضرت ساون سال تھی۔ اور مادر آنحضرت موافق مشہور شہر مالوہ فرزندہ جو جرد شاہ کلم تھیں اور بعضوں نے شاہ زمان لکھا ہے۔

نہ گھڑتہ بہ رعایت عن ائین اہل بیت کی تذکرہ ہے۔ عزت اہل بیت کی تذلیل اور مہربان انقلاب کی افضلت کے لیے خود اس واقعہ کے متعلق مورخ اہل سنت علامہ شبلی الفاروق ص ۲۵ میں اس طرح رقم طراز ہیں حضرت فہر یا لاکا تھ جو غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے۔ اس کا ذکر تا فردی ہے۔ عام طور پر مشہور ہے۔ جب فارسی فتح ہوا۔ تو بزرگوار کی بیٹیاں گرفتار ہو کے عین آئیں۔ حضرت عمر نے عام لائے لوں کی طرح بازار میں بیچنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علی نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا

(باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

## قصہ حضرت شہر بانورضی اللہ تعالیٰ عنہا

خراسان کو فتح کیا۔ یزدجرد بادشاہ عجم سے دو بیٹیاں لے کے عثمان کے واسطے بھیجیں۔ اس نے ان میں سے ایک حضرت امام حسن اور دوسری حضرت امام حسینؑ کو دی۔ اور جو حضرت امام حسینؑ کے پاس تھیں ان سے حضرت امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔ اور جب حضرت ان سے پیدا ہوئے اس وقت حالت زکیٰ انہوں نے

بقیہ حاشیہ صحتاً ۴۵۹: سلوک جائز نہیں۔ ان لڑکیوں کی قیمت کا انداز کر لیا جائے۔ پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور پردگی میں سے دی جائیں اور اس سے ان کی قیمت اٹلی سے اٹلی شرح پر کی جائے چنانچہ حضرت علیؑ نے خود ان کو اپنے اہتمام میں لیا۔ ایک امام حسینؑ کو ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبد اللہ بن بکر کو عاتق کی اس غلط فقہ کی حقیقت یہ ہے کہ

دعویٰ نے جس کو فن تاریخ سے کچھ بھی واسطہ نہیں تاریخ الابراء میں لکھا ہے کہ انکو اور ابن مہدی نے حالات امام زین العابدینؑ میں یہ روایت اس کے حوالہ سے نقل کر دی۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اولاً تو دعویٰ کے سوا طبری۔ ابن الاثیر یعنی بلانکا اور ابن قتیبہ وغیرہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور دعویٰ کا فن تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ تادمی

قرائیں بالکل اس کے خلاف ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں یزدرد اور خاندان شاہی پر مسلمانوں کو مطلق تسلط حاصل نہیں ہوا۔ نیز جے یہ بھی شہد ہے کہ دعویٰ کو یہ معلوم تھا یا نہیں کہ یزدرد کا قتل کس عہد میں ہوا ہے اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ امام حسینؑ کی سرود برس قہمی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال پیدا ہوئے تھے۔ اور ہندس

سلسلہ میں صحیح ہوا۔ اس سے یہ امر بھی مستفید ہے کہ حضرت علیؑ نے نا اعلیٰ میں ان پر ایسی حدیث کیوں کی ملامت کی اس تحریر کے بعد مزید یہاں پر لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ نیز علامہ قطب زادندی کی حضرت امام ممد باقر علیہ السلام سے بیان کردہ روایت کہ جب یزدرد عمرو بن شہر بار اسخ بادشاہان عجم کی دفتر کو مگر پاس لائے۔ یہ روایت اصول کافی

سے ہے علامہ شیعہ خواہ مجلسی ہوں۔ یا محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی تمام نے اس وقت جب کہ زمانہ غنی اہل بیت پر تاج تھا شیعیت نازک تھی ہندو ہی قہمی کتب کو مرتب کیا اور ہر وہ روایت لکھی تھی جو صحاح کبیر سے ملی اور

کیسی ہی کی تحریر فرمادی۔ اب اس کے ضعیف یا مرفوض یا صحیح کو دیکھنے کے لئے عقل اور علم رجال سے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ دونوں طریق مستند ہیں لہذا پہلے اس حدیث پر تعلق تبصرہ کرتے ہیں۔ ولادت شہر بار ۱۳۱ھ اور ۱۳۲ھ کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر ۱۳۱ھ فرض کی جائے۔ تو عہد میں مدائن ۱۳۱ھ میں فتح

ہوا۔ تو شہر بانو کی عمر چار یا ساڑھے چار سال ہوگی۔ اور یہ بعید از عقل ہے کہ ایک چھوٹی سی نا اعلیٰ بچی کو اس عہد میں چھپائے اور پانچویں پشت میں اپنے جد ہرز کا نام سے کر فریاد کرے۔ اور عمرو شام سمجھ کر سزا دینے کے در پے ہوں جبکہ نا اعلیٰ کو سزا دینا شرعاً درست نہیں۔ حضرت علیؑ اس بچی کو فوراً متنب کرنے کا اختیار دلو انہیں

انتقال کیا۔ اور دوسری دختر نے بھی ولادت کے وقت فرزند اول وفات پائی۔ حضرت امام حسینؑ کی ایک کینز نے حضرت امام زین العابدینؑ کی پرورش کی۔ حضرت اس کو مادر کہتے تھے۔ جب امام حسینؑ ظہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے اس کینز کا کسی شیعہ مومن سے عقد کر دیا۔ اس اشتباہ سے مشہور ہو گیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنی مادر کا ایک شیعہ سے عقد کر دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس سے مخالفت رکھتی ہے۔ جو کچھ احوال اولاد امام حسینؑ میں گزری کہ حضرت ظہیر بن ابی سہل کو ہمد عمر بن الخطابؓ میں لاکے اور شاہد کسی راوی نے اس روایت میں شبہ کیا ہو۔ اور وہ روایت جس کا یہاں ذکر ہوا ہے۔ ظہیر و اقویٰ ہے چنانچہ قطب راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب یزید جرد بن شہر بار آخر بادشاہان کیم یقیہ حاشیہ ۳۶۰-۳۶۱ اور وہ اختیار کرے۔ اور حضرت علیؑ نابالغ میں امام حسینؑ کا چھوٹی سی کچی سے نکاح کریں مقصود روایت بالکل غلط ناقابل اعتماد ہے۔ نیز اس اصول کافی میں اس روایت کے چار راوی ہیں۔ ابراہیم بن اسحاق الامزجدی۔ عبد الرحمن بن ابی بکر خزاعی۔ عمرو بن شمر۔ نضر بن مزاحم۔ ابراہیم بن اسحاق کے متعلق شیخ طوسی نے لکھا۔ وہ علم حدیث میں ضعیف اور دین کے لحاظ سے متہم تھا۔ رجال کشی میں شیخ نے اس کا شمار ان لوگوں میں کیا۔ جنہوں نے اہل بیت سے روایت نہیں کی۔ ابن غضائری نے لکھا ہے اس کی احادیث میں ضعف اور دین میں لٹو پایا جاتا ہے۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ خزاعی یہ بالکل مجہول الحال ہیں نہ ضعیف کتب میں ان کا تذکرہ نہ اہل سنت کے کتب رجال میں کوئی ذکر ہے۔ مگر بن شمر ملا قدس شاہی تنقیح المقال میں فرماتے ہیں یہ امام صادق سے روایت کرتا ہے مگر بہت ضعیف ہے۔ ابن غضائری نے بھی اس کو ضعیف اور ناقابل اعتماد کہا ہے۔ نیز صاحب مرآة العقول بھی اس کی تضعیف کے قائل ہیں۔ نصر بن مرام تنقیح المقال نے علامہ سنہاشی کا یہ قول نقل کیا یہ راہ راست پر تھا۔ مگر اس میں یہ خرابی تھی کہ ضعیف رواۃ سے بھی روایت کرتا تھا۔ نیز خود علامہ مجلسی نے اپنی کتاب مرآة العقول شرح اصول کافی میں روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ پس جو روایت روایت ناقابل اعتماد ہو اس کا سہارا لینا جائز نہیں۔ دوسری روایت کہ یہ دور عثمان عرب میں آئی ہو۔ جو کہ بحار الانوار سے پیش کی جاتی ہے جس کے راوی محمد بن یحییٰ صولی اور سون بن محمد الکندی ہیں۔ یہ روایت بھی رواۃ کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے ان راویوں کا ضعیف کتب رجال میں یا کہیں تذکرہ نہیں۔ اہل سنت کتب میں جو تذکرہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ ابو احمد بن ابی اسحاق کے ذریعے سے یہ خبر لی ہے۔ کہ ابو احمد سکری کی طرف غلط روایات منسوب کرتا تھا۔ جس طرح صولی خود غلطی کی طرف غلط کو نسبت دیتا تھا۔ اور جس طرح غلطی تمام محدثین کی طرف سے خود غلط روایتیں بیان کرتا تھا۔ لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۲۸۱ میں یہ صاحب اخباری تھے۔ ان سے سوائے صولی اور کسی نے روایت نہیں لی۔ لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۲۸۱

کوئی دوسری روایت۔

کی دختر کو گھر کے پاس لائے۔ جمیع دخترانِ مدینہ اسکے تماشائے مشن و جمال کو دیکھنے کے لئے آئیں اور جب گھر نے قہد اسکے دیکھنے کا کیا وہ مانع ہوئی اور کہا ہرگز کا منہ سیاہ ہو کہ تو اس کی اولاد کی طرف ہاتھ بڑھائے گئے کہا۔ اسے گہر زادی تو مجھے دشنام دیتی ہے اور چاہا کہ اسے ایذا پہنچائیں۔ جناب امیر نے فرمایا اس کی بات تم کیونکر سمجھے کہ یہ تم کو دشنام دیتی ہے۔ پھر گھر نے حکم دیا کہ اس کے فروخت کرنے کی سب کو اطلاع دو۔ حضرت نے فرمایا۔ دخترانِ سلاطین کا بیع کرنا ہر چند کہ کافر ہوں جائز نہیں۔ لیکن اس سے کہوان مسلمانوں میں سے کسی ایک کو قبول کرے اور اس کو اس سے تزویج کر کے اس کا ہر سطلائے بیت المال سے دیا جائے۔ گھر نے قبول کیا۔ اور کہا۔ کسی کو اہل مجلس میں سے اختیار کرتی ہے اس سعادت مند نے دوش مبارک امام حسین پر ہاتھ رکھ دیا۔ جناب امیر نے بزبانِ فارسی اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ جہاں شاہ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تمہارا نام شہر بانو رکھا۔ اس شہزادی نے کہا یہ نام میری خواہر کا ہے۔ حضرت نے بزبانِ فارسی۔ تم سچ کہتی ہو۔ پھر حضرت امام حسین سے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سعادت مند سے بے نیکی سلوک کرنا۔ اور اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو بعد تمہارے بہترین اہل زمین ہوگا۔ اور یہ میرے اوصیاء و ذریتِ طیب کی مادہ ہے۔ چنانچہ حضرت زین العابدین ان سے پیدا ہوئے۔ اور منقول ہے کہ قبل اس کے مسلمانوں کا شکر ان کی طرف جاتے شہر بانو نے یہ خواب ایک شب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت امام حسین ان کے گھر آئے اور ان کو ان سے تزویج کیا۔ شہر بانو کہتی ہیں۔ جب صبح ہوئی۔ اس خورشیدِ فلکِ امامت کی محبت میرے دل میں مستحکم ہو گئی اور مجھے ہر وقت ہمیشہ آنحضرت کا خیال رہتا تھا۔ جب دوسری شب میں سوئی۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس تشریف لائیں اور اسلام کی مجھے ہدایت و دولت کی۔ میں نے خواب میں ہی اسلام قبول کیا۔ بعد اسکے فرمایا کہ شکر اسلام تمہارے پدر پر غالب ہوگا۔ اور تم امیر ہو گے بہت جلد میرے فرزند حسین کے پاس پہنچو گی۔ اور خدا یہ امر ناکلو کرے گا کہ تم تک کسی غیر کا ہاتھ پہنچے۔ یہاں تک کہ میرے فرزند تک پہنچو پس حق تعالیٰ نے میری حفاظت کی۔ کہ کسی غیر شخص کا ہاتھ مجھ تک نہ پہنچا۔ یہاں تک کہ مجھے مدینہ میں لائے اور جب امام حسین کو میں نے دیکھا پہچان لیا۔ کہ یہ وہی ہیں جو حضرت رسول کے ہمراہ خواب میں میرے پاس آئے تھے اور حضرت نے ان سے مجھے تزویج کیا تھا۔ اس سبب سے میں نے ان کو قبول کیا اور فیضِ مفید نے روایت کی ہے کہ جناب امیر صلوات اللہ علیہ حریت بن حابر کو بعض ملا و مشرق کا حامل کیا۔ اس نے بیچو

بادشاہ کی دو لڑکیاں حضرت کے واسطے بھیجیں۔ جناب امیر نے ایک ان میں سے کہ شاہ زنان نام تھا حضرت امام حسین کے لئے تجویز فرمایا۔ اور حضرت امام زین العابدین ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت قاسم اور حضرت امام زین العابدین خالہ زاد بھائی تھے۔

اور اشہر کنیت آنحضرت ابو محمد ہے اور بعضوں

**بیان القاب و کنیت امام زین العابدین** نے ابو الحسن بھی کھلے ہے و القاب مشہور آنحضرت زین العابدین و سید العابدین و ذکی و امین و مجتاز و الشفقات اور نقش نگین آنحضرت بروایت امام جعفر صادق الامد اللہ العلی تھا اور بروایت امام محمد باقر العنقاۃ اللہ بروایت حضرت امام رضا خرمی و ثقفی قاتل الحسین بن علی۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار علی ابن الحسین نے کبھی کسی نعمت خدا کو یاد نہیں کیا۔ مگر یہ کہ اس نعمت کے واسطے سجدہ شکر فرمایا۔ اور نہ پڑھا۔ کسی آیت کو کتاب خدا سے کہ جس میں سجدہ ہو۔ مگر یہ کہ سجدہ فرمایا۔ اور جب خدا نے کسی کردہ کو جس سے ان کو خوف تھا یا کسی کے مکر کو ان سے دفع کیا۔ اس وقت سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت بھی سجدہ شکر کرتے تھے۔ اور اگر سجدہ جمع مواقع ہو تو آنحضرت میں بہت نمایاں تھا اس سبب سے آنحضرت کو سجاد کہتے ہیں۔ ایضا امام محمد باقر سے روایت کی کہ فرمایا بجز ت سجود میرے پدر بزرگوار کی پیشانی میں گھٹا پڑ گیا تھا۔ اور سال میں دو مرتبہ اسے کاٹتے تھے۔ اسی سبب سے آنحضرت زوال شفات کہتے تھے۔ اور منقول ہے کہ جب زہری کہ اکابر علمائے

ہفتیہ حاشیہ ۳۳۳۔ ۱۰۰۰ سنوں کا مکتوب کمال ص ۱۵۰۔ جلد دوم اور جزو دیگر کمالی وقت ۲۰ سال تھی تقریباً ایک سو بیس جزو دہائی میں تحت نشین ہو۔ اور اس وقت عمر ۲۱ سال تھی تاریخ کمال جلد دوم ص ۱۵۰ تیرہ جزو عرب سے گرم ملک کا تو نہ تھا کہ ۱۰ سال کی عمر میں مدینہ سے ہجرت کرنا ضروری تھا۔ ۱۰ سال کی عمر میں شادی ہوئی، اور حضرت خیر انوار اس حساب سے اٹھارہویں یا بیسویں سال پیدا ہوئی۔ فتح مکہ کے وقت ان کا عمر چار یا پنج سال کی تھی اس عمر میں لڑکا بننا یا جناب امیر کی خرمہ کہ امام حسین سے شادی کی مخالفت ہے۔ حالات امام حسین ص ۱۰۰ میں جوئی آپ کا عمر اس وقت ۱۰ سال تھی رسول پاک نے ۶۵ سال کی عمر میں شادی کی۔ اور جناب امیر نے بھی ۶۵ سال کی عمر میں نو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس عمر آپ نے شادی کی تاکہ باقی سکتے یہ تاریخی حقائق بتلائے ہیں۔ حضرت خیر انحضرت عمر کے درمیان میں حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں لاقی گئیں۔ خلیج حبشہ میں نے بھی اطلاق میں اس عمر کو غلط قرار دیا ہے۔ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ہوئی امام حسین اس وقت میں سال کے تھے۔ آپ نے حرمین بن ہاشم ص ۱۰۰ کو فرما دیا کہ گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حرمین نے بزرگ رو کی دونوں خیر انوار گمان یا اور حضرت علی کے پاس بھیجیں۔ آپ نے خیر انوار امام حسین کو گمان یا محمد بن ابوبکر کو دی خیر انوار سے امام زین العابدین پیدا ہوئے اور گمان یا ان سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے سرفراز ص ۱۰۰ جلد دوم جامع التواتر ص ۱۰۰ اشرف الغر ص ۱۰۰ نیز مغل بھی اس روایت کو تسلیم کرتی لہذا امتحان گمان اس پر ہو سکتا ہے ہی۔

(دکوثر بھڑی لکھی گئی)

اہل سنت سے ہے کسی حدیث کو آنحضرتؐ سے نقل کرتا تھا۔ بغیر کتا تھا کہ خبر دی مجھے زین العابدینؑ یعنی زینت عبادت کندگان نے سفیان بن عیینہ کہ وہ بھی علمائے ممالک سے ہے اس سے متوجہ ہو کر پوچھتا تھا کہ تم زین العابدینؑ کو آنحضرتؐ کو کہتے ہو۔ زہری جواب میں کہتا تھا۔ اسلئے میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ قیامت میں ایک منادی ندا کرے گا۔ کہ کہاں ہیں زین العابدینؑ گو یا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا فرزند علیؑ ابن ابی طالبؑ آیا۔ اور صفوں کو زکافتہ کر کے عرض نکال دینا۔ اور بسند ہائے معتبرہ ہی معنوں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔

وجہ تسمیہ نام زین العابدینؑ کشف الغم میں روایت کی ہے کہ ایک شب حضرت عمرؓ عبادت میں کھڑے اپنے پردہ و کار سے مناجات کر رہے تھے۔ ناگہ شیطان بھرت اڑوٹھا فریاد کیا کہ آنحضرتؐ کو اپنی طرف عبادت سے مشغول کرے۔ لیکن حضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے پھر آستے آستے حضرت کے پاؤں کے انگوٹھے میں کاٹا یا ہنٹکا کہ غار سے فارغ ہو گئے اور سمجھے کہ وہ شیطان ہے۔ اس سے فرمایا۔ اسے طعون دو دو۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہو گئے بس میں مرتبہ ہاتھ نے ندا کی کہ تم زین العابدینؑ ہو۔ اور اسی سبب سے حضرت اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔ اور بسند ہائے معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ امام کو پیدا کرے فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک لڑش کے بچے سے پانی لیکر پیدا امام کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ اس پانی کو پیتے ہیں۔ نطفہ امام اس پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور چالیس روز شکم مادر میں بات نہیں سنتے۔ اور بعد چالیس روز کے پوٹھن کہتا ہے سنتے ہیں۔ اور امام متول ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اسی فرشتے کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک دونوں آنکھوں کے درمیان یہ آئیہ لکھتا ہے۔ تمت کلمتہ و بک جمد قادمہ و لا مہدک لکلمتہ و ہوا السیدہ العلیم۔ و بروایت دیگر شکم مادر میں اس آئیہ کو داہنی بازو پر لکھتے ہیں۔ اور جب وہ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے حق تعالیٰ ہر ایک فہریش اسکے لئے ایک نوادق قرار کرتا ہے ہر فہریش جو شخص جو کام کرتا ہوتا ہے۔ وہ اس نوادق میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

## فصل دوسری بیان غم و اندوہ امام زین العابدینؑ علیہ السلام

ایہ قولیہ و ابن فہر آشوب نے وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے اپنے پندرہ گوتہ میں سال و بروایت چالیس سال گریڈا اور جس وقت طعام حضرت کے سامنے حاضر

کرتے تھے حضرت گریہ فرماتے تھے۔ اور جب پانی آنحضرتؐ کے واسطے لاتے تھے حضرت اس قدر تڑپتے تھے کہ وہ پانی آنسوؤں سے دوچند ہو جاتا تھا۔ ایک غلام نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے خدا ہوں۔ یا ابن عرب! اللہ ہی ڈرتا ہوں کہ آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ انشاء اللہ کو ابی صغریٰ انی اللہ واصلہ من اللہ ملا تعلقوں۔ یعنی میں شکایت نہیں کرتا ہوں اپنے والد کو مگر خدا سے اللہ میں جانتا ہوں۔ جانب خدا سے جو تم نہیں جانتے۔ پھر فرمایا میں کسی وقت خیال میں نہیں لاتا۔ قتل ہونا فرزند ان غلام کا گھر یہ کہ گریہ میرے گلو گریہ کرتا ہے۔ در روایت دیگر فرمایا۔ کیونکر گریہ نہ کروں۔ حالانکہ میرے پدر بزرگوار کو اس پانی سے منع کیا جسے وحی اور پرندے پیچھے تھے اور پیسا ان کو شہید کیا۔ در روایت دیگر آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ کو اس قدر رونے سے ہم کو خوف ہے۔ کہ آپ ہلاک ہو جائیے گا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خدا اول ہی سے اپنے نفس کو قتل کیا۔ ایضاً۔ ابن تولویہؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک نے غلامان آنحضرتؐ اسباب شدت گریہ آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ کہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ آخرو۔ حضرت نے فرمایا۔ دائے جو تم پر حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹا ان میں سے غائب ہو گیا۔ تو وہ اس قدر رونے لگا کہ آنکھیں ماتی رہیں۔ اور دفر غم داندہ سے کرم ہو گئی۔ بہر حال کہ جانتے تھے۔ ان کا فرزند زندہ ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میرے پدر درادر غم اور سترہ نغم میرے عزیزوں سے میرے سامنے قتل ہوئے۔ اور ان کے سر کاٹے گئے۔ پھر میرا غم داندہ کیونکر تمام ہو۔ ایضاً روایت کی ہے کہ حضرت فرزند ان لقیل پر بہت روتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ فرزند ان عقیل پر آپ فرزند ان جعفر سے زیادہ گریہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے یاد آتا ہے۔ ان کا پدر بزرگوار کے ہمراہ قتل ہونا۔ اور میں ان کی شہادت پر روتا ہوں۔ اور اس سبب سے زیادہ مجھے ان پر رقت قلب طاری ہوتی ہے۔

**حکایت زہری اور مقبرہ امام زین العابدین** ابن شہر آشوب نے زہری سے  
 نے حکم دیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ کو طوق وزنجیر میں گرفتار کر کے شام میں لائیں۔ اور ایک جماعت کثیر کو آنحضرتؐ پر معین و مقرر کیا۔ میں گیا اور بہت اس جماعت سے کوشش کر کے اس امر کی اجازت لی۔ کہ آنحضرتؐ کو سلام کروں جب میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے پائے مبارک میں زنجیر پڑی ہے اور گلوئے مبارک میں طوق ہے۔ میں یہ حال دیکھ کر بہت رویا۔ اور کہا کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔ اور آپ عافیت سے بہتے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم گمان کرتے ہو۔ یہ طوق وزنجیر مجھ پر گراں



ہیں۔ اگر میں چاہتا ہوں اسوقت اس سختی کو اپنے سے دفع کروں۔ لیکن مجھے منظور ہے۔ کہ میں اسی طرح رہوں اور عذاب الہی مجھے یاد رہے۔ یہ فرما کر ہاتھ پاؤں زنجیر سے نکال لئے اور فرمایا اگر میں چاہوں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور پھر ہاتھ پاؤں زنجیر میں داخل کر کے فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ دو منزل سے زیادہ نہیں جا سکتا۔ بعد چار روز کے میں نے دیکھا۔ کہ نگہبان آنحضرت مدینہ میں حضرت کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے جا کے یہ حال ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ان بزرگوار کا حال عجیب و غریب ہے۔ ہم تمام رات جاگتے رہے اور نگہبانی کی جیب صبح ہوئی۔ سوائے طوق و زنجیر کے ان کے مقام پر کچھ نہ دیکھا۔ زہری نے کہا میں بعد اسکے عبد الملک کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے آنحضرت کا حال دریافت کیا۔ میں نے یہ واقعہ اس سے نقل کیا۔ عبد الملک نے کہا جس روز پاسبانوں نے ان کو نہیں پایا تھا۔ اس دن وہ حضرت میرے پاس آئے اور کہا مجھے تم سے کیا علاقہ ہے۔ یہ سنکر آنحضرت کا خوف مجھ پر اس قدر طاری ہوا۔ کہ میں ان کی نسبت کسی برائی کا نہ کر سکا۔ میں نے کہا۔ اگر تم چاہو میرے پاس رہو۔ کہ میں تم کو عزت و احترام کر لوں فرمایا میں یہ نہیں جانتا۔ یہ کہہ کے باہر چلے گئے۔ پھر میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ زہری کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ علی ابن السین ایسے نہیں جیسا تو گمان کرتا ہے اور ان کے دل میں زہری طرف سے کوئی برائی کا ارادہ نہیں ہے۔ اور وہ ہمیشہ عبادت میں مشغول ہیں۔ عبد الملک نے کہا خوب ان کا شغل ہے۔ خوشحال ان کا اور ان کے شغل کا۔

حکایت فرشتہ محافظ امام زین العابدینؑ  
 ایضاً۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن عقبہ کو بھیجا کہ مدینہ کو لوٹے اور اہل مدینہ کو قتل کرے۔ ان ظالمین نے اپنے گھوڑے ستونہائے مسجد رسول سے باندھے۔ اور انکو گردن منور چھوڑ دیا۔ اور تین دن مدینہ کو لوٹا۔ اور ہر روز حضرت امام زین العابدینؑ مجھے لے کے مرقد منور حضرت رسول کے پاس لے جاتے۔ اور دعا پڑھتے تھے۔ جس کو میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور اعجاز آنحضرت سے ایسا ہوتا تھا۔ کہ میں ان کو دیکھتا تھا۔ اور لوگ مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ اور میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ اشب اشہب پر سوار جا مہائے سبز پہنے حربہ ہاتھ میں لئے ہر روز آتا تھا۔ اور دروازہ خانہ آنحضرت پر کھڑا رہتا ہے۔ اور جو شخص آنحضرت کے دروازہ پر جانے کا قصد کرتا۔ اس حربہ کو اس کی جانب حرکت دیتا تھا۔ اور بغیر اسکے کہ وہ حربہ اس ناک پہنچے۔ وہ گریز کے مرجاتا تھا جب وہ ظالمین لوٹ سے دستبردار ہوئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ اپنی دولت سزائے میں تشریف لگئے اور مورتوں کے زیور و پوشاک اور اطفال کے گوشوارے اس سولہ کے واسطے لائے اس سولہ

نے کہا: یا ابن رسول اللہ میں ایک فرشتہ ہوں، ملائکہ سے اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں سے ہوں جب یہ لوگ مدینہ کو لوٹنے آئے۔ میں نے حق تعالیٰ سے اجازت لی کہ میں زمین پر جا کے آپ کی نصرت کروں اور جو کچھ کہ میں نے کیا۔ اس کی وجہ سے رحمت خدا و شفاعت رسول خدا اور آپ اہل بیت کی امید رکھتا ہوں بلیغی نے بسند حسن حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یزید جی کے بہانے مدینہ میں آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لے پھر ایک قریشی کو طلب کر کے کہا میری خلائی کا اقرار کر اگر نہیں چاہتا ہوں تجھے قتل کروں اور اگر چاہوں تجھے اپنی خدمت میں رکھوں۔ اس مرد بداندان نے کہا: قسم خدا تو سب و نسب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا۔ نہ وقت جاہلیت کے وقت اور نہ اسلام میں۔ اور تو دین سے مجھ سے بہتر نہیں ہے پھر کس واسطے میں یہ اقرار کروں۔ یزید نے کہا: قسم خدا اگر تو اقرار نہ کرے گا میں تجھے قتل کروں گا۔ اس مرد نے کہا تیرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہو گا۔ قتل حسین بن علی فرزند رسول سے یہ سن کر یزید ملعون نے لڑکھائی کیا اور کچھ لوگوں کو بھیج کر حضرت علی ابن حسین کو طلب کیا۔ اور وہی کہا جو اس مرد سے کہا تھا حضرت نے فرمایا: اگر میں اقرار نہ کروں اسی وقت تو مجھے قتل کریگا۔ جس طرح اس مرد کو قتل کیا۔ یزید نے کہا: ہاں حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے۔ اسکا میں نے اقرار کیا۔ یزید نے کہا تم نے اپنی جان کی حفاظت کی۔ اور تمہارے شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا۔ مولف فرماتے ہیں کہ یزید کا بعد شہادت امام حسین کے مدینہ میں آنا مخالف تواریخ مشہور ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ راویوں کو اشتباہ ہوا ہو۔ اور مسلم بن عقبہ نے اس ملعون کی طرف سے آگے بیعت لی ہو

۱۔ یہ بیعت بالکل غلط ہے امام زین العابدین کا بھی اپنے والد امام حسین کے بعد وہی مرتبہ اسلام ہے۔ تمام حسین کا تھا۔ الامام زین العابدین یزید کی یا مسلم بن جہر کی بیعت کرتے تو امام حسین کیوں سرکٹواتے جب اہل بیت کا امیر خاندان رہا۔ یزید میں پیش نہ اور یہ ملعون شراب کے نشے میں جو رتخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اسکے سامنے امیران کربلا کی فہرست پڑھی جانے لگی اور علی ابن حسین (زین العابدین) کا نام آیا۔ تو اس غلام نے کہا: اس کو تو اللہ نے قتل کر دیا۔ فوراً آپ نے فرمایا: ملعون وہ میرا بھائی علی اگر تھا جس کو قیری فوج نے قتل کیا۔ یزید پنجس نے کہا: زین العابدین۔ تمہارے باپ نے میری بیعت نہ کر کے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ اور تم کو ذلیل کیا۔ بیمار کربلا کے یہ سن کر سو ریدل گئے۔ اسکاٹھن جلال آیا فرمایا۔ اور یزید کیا کہتا ہے۔ میرا باپ سید الشہاب اہل البنتہ تھا۔ میرا باپ وہ تھا جس کو خود رسول نے فرمایا تھا۔ حسین علی و افاضان الحسین میرا باپ را کب دہش رسول تھا میرا باپ حق پر تھا۔ فخر کے منبر سے پوچھ میرا باپ عم قرآن تھا۔ نوک نیزہ سے پوچھ امام کا یہ خطبہ سنکر وہ باریوں کے فیور بدل گئے سپاہیوں کی آنکھوں میں خلافت یزید خون اتر آیا۔ فوراً یہ دیکھ کر لعین نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ جب مؤذن نے اظہد ان محمد رسول اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا: یزید محمد علی میرے باپ حسین کے نانا تھے۔ یا جبر سے۔ لعین نے جواب دیا: تیرے باپ کے۔ آپ نے فرمایا: یزید ہمارے نانا کا نام باقی صفحہ ۳۶۸

**حال ناقہ حضرت امام زین العابدین** روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے عزیز اولاد  
 امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین کا وقت وفات آیا۔ فرمایا وضو کیلئے  
 پانی لاؤ۔ جب پانی لائے۔ فرمایا اس میں مردہ کوئی جانور ہے جب میں نے اس پانی کو روٹنی میں دیکھا۔ کہ چوہا  
 مرا ہوا اس میں ہے۔ بعد اسکے ہم دوسرا پانی لائے۔ حضرت نے اس پانی سے وضو کیا۔ اور فرمایا اسے فرزند  
 یہ وہ شب ہے جس شب میرا ولدہ وقت ہے۔ میرے ناقہ کو اس کی جگہ باندھ دو۔ اور کچھ چارہ اسکے اگے  
 ڈال دو۔ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ جب حضرت کو دفن کیا۔ ناقہ رسی توڑنے کے اپنی جگہ سے بھاگا اور نزدیک  
 قبر جاکے اپنا منہ حضرت کی قبر کے اوپر رکھتا۔ اور فریاد و نالہ کرتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب پھر  
 حضرت امام باقر کو پہنچے حضرت اس ناقہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا چپ رہ۔ اور پھر جانے لگے۔ برکت دے یہ  
 سنکر ناقہ اٹھ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد دوسری مرتبہ قبر پر پہنچا۔ اس کے نالہ و اضطراب کرتا۔  
 اور روتا تھا۔ اس مرتبہ جو اسکا حال لوگوں نے حضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اسکو اسکے حال پر چھوڑ  
 دو۔ کہ وہ بہت بیتاب ہے پھر بعد تین روز کے وہ ناقہ شہید ہو گیا۔ اور حضرت نے اس ناقہ پر بائیس حج کئے تھے  
 اور ایک تازمانہ بھی کھنی نہ مارا تھا۔ علی بن ابراہیم نے بسند امام حسن رضا سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن حسین  
 شب وفات پر ہوش ہوئے جب ہوش میں آئے۔ فرمایا۔ اذہم اللہ الذی صدقنا وعداؤنا وادشنا  
 الارض قبوتہ من الجنتہ حیث نشئہ فنعمہ اجد العالمین۔ یعنی حمد کرتا ہوں میں اس خدا کی جس نے پجا  
 کیا۔ ہمارے ولدہ کو اور ہم کو میراث دی زمین بہشت کی کہ جس جگہ وہاں ہم پائیں بائیں۔ البتہ کیا نیک اجر کل  
 گنہ گان واسطے خدا کے ہے۔ یہ فرما کے بجانب ریاض جنت رحلت کی۔ کھینٹنے نے بسند حسن امام رضا سے اسی  
 روایت بیان کیا ہے۔ مگر اس قدر زیادہ کھلے ہے کہ سورہ واقعہ اور افتحہا کو بھی تلاوت فرمایا۔ بعد ازاں یہ آیت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷۔ یونہی قیامت اذان لیا جائے گا۔ میرے باپ نے نقل ہو کر تجھ کو اور  
 تیرے خاندان کو ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا کر دیا ملاحظہ ہو متعل سین ہمد دوم ص ۲۱۳ عن مراد شہادتیں۔ مگر  
 کتب فضائل اہل سنت دیکھیں یہ واقعہ طہات ابن سعد اور صاحب الاماتہ والسیاستہ نے مسلم بن عقبہ زید کے لکچر  
 سے نقل کیا ہے۔ جو کہ دشمن اسلام و اہل بیعت رسول تھا جس کا قول کسی طرح قابل قبول نہیں۔ دوسرے حوالہ جات کی  
 ضرورت ہی نہیں۔ امام کا دشمن زین تہد رہنا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ آپ پر مخالفین نے حمایت یزید میں غلط الزام عائد  
 کیا خداوند تعالیٰ ایسے راویوں کو مذاب و روانک میں مبتلا کرے  
 د کو شو ذ بدی ص ہو بدوی ا

پڑھ کے جو حدیث میں گندری ابعالم بقدر حلت فرمائی۔ ایضاً بند معبر حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی میں تم کو وصیت کرتا ہوں جو میرے پیر بزرگوار نے وقت شہادت مجھے وصیت کی تھی۔ اور وہ وصیت یہ ہے کہ ہرگز اس شخص پر ستم نہ کرنا جس کا بجز خدا کے کوئی مددگار نہ ہو اور اس حدیث کثیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہ اور ایک جماعت کا اس پر اعتقاد ہے کہ ولید بن عبدالملک نے حضرت کو زہر دیا۔ اور بعض ہشام بن عبدالملک کو کہتے ہیں۔

شیخ کشی نے بند معبر علی بن زینب سے روایت کی ہے کہ میں عظیم الامام زین العابدین سے عید بن مسیب سے کہا تم کہتے ہو کہ علی بن العین صلوات اللہ علیہ اپنے وقت میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے۔ سعید نے کہا۔ ہاں ایسا ہی تھا لیکن کسی نے ان کی قدر نہ جانائی بن زید نے کہا یہی حجت تمہارے واسطے کافی ہے۔ کہ آنحضرت کے جنازہ پر تم نے نماز نہ پڑھی سعید نے کہا۔ قرآن کو غلط نہیں جانتے تھے۔ اور حضرت ہی پاس حاضر رہتے تھے تا وقتیکہ حضرت تشریف نہ لے جایا اس وقت قرآن کو غلط نہ جانتے تھے۔ ایک سال میں آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ ہزار حاجی آنحضرت کی خدمت میں تھا جب منزلی عقبہ میں قافلہ آتا۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد نماز سجدہ میں گئے اور سجدے میں تسبیح پڑھی۔ پس ہر دو رکعت دستک و کلوح کہ آنحضرت کے گرد تھے۔ آنحضرت کی تسبیح کے ساتھ تسبیح خواں ہوئے اور مدائے تسبیح سب سے بلند ہوئی یہ حال دیکھ کے میں خائف ہوا جب حضرت نے سجدہ سے سر اٹھایا فرمایا۔ اسے سعید تو خائف ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا جب حق تعالیٰ نے جبرائیل کو خلق کیا۔ یہ تسبیح انکو تعلیم فرمائی جب جبرائیل نے تسبیح پڑھی۔ تمام آسمانوں نے اور جو کھان میں تھا سب نے تسبیح میں جبرائیل کی موافقت کی۔ اور اس تسبیح میں اسم اعظم حق تعالیٰ ہے۔ بعد اسکے جب آنحضرت نے وفات پائی نیکو کار و بدکار سب آنحضرت کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ اور سب نے آنحضرت کو بیکر و لیکر یاد کیا۔ اور سب لوگ عقب جنازہ آنحضرت باہر گئے میں نے کہا۔ ہو سکتا ہے آج سجدہ رسول میں تمہارا لاز پڑھوں کہ بعد اس دن کے پھر ایسا دن میسر نہ ہوگا کہ سجدہ خالی ہو۔ جب میں نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ مدائے تکبیر آسمان سے میں نے سنی بعد اسکے مدائے تکبیرات اہل زمین سے بھی میں نے سنی یہاں تک لگتا تکبیریں آسمان سے اور تکبیریں اہل زمین سے۔ مدائے تکبیرات کے سننے کے بعد میں منہ کے بل زمین پر گرا اور ہوش ہونیا جب ہوش میں آیا تو جنازہ آنحضرت سے واپس آچکے تھے۔ پس نماز پڑھی حضرت مجھے نہ ملی اور نہ نماز سجدہ میں ادا کر سکا یہی میری بد نصیبی ہے۔ اور ہمیشہ میں اس حسرت میں ہوں کہ کیوں آنحضرت پر نماز نہ پڑھی

## تاریخ وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اختلافات ہیں

بہنیں اٹھارویں ماہ محرم ۳۵ھ میں واقع ہوئی اور شیخ طوسی نے پچیسویں ماہ محرم سنہ مذکور لکھی ہے۔ اور بعضوں نے ۳۵ھ میں لکھا ہے کیونکہ اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ وفات آنحضرت کی روز تینہ گیارہویں یا بارہویں ماہ محرم ۳۵ھ کو واقع ہوئی۔ اور کفعمی نے باسیسویں محرم سنہ مذکور کی لکھی ہے اور مدت عمر شریف آنحضرت میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر شادان سال کہتے ہیں اور کلینی نے بسند معبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرت وقت وفات ستاون سال تھی۔ اور وفات آنحضرت ۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ بعد شہادت امام حسین کے پچیس سال حیات ہے۔ اور کشف الغم میں روایت ہے کہ عمر شریف آنحضرت اٹھاون سال تھی۔ اور بعضوں نے اسیٹھ سال بھی لکھی ہے۔

## فصل پندرہم: بیان ان ظلموں کا جو زمانہ حضرت میں شیعوں پر ہوئے

حضرت صادق سے منقول ہے کہ سعید بن جبیر آنحضرت کی امامت کا استقارہ لکھتا تھا۔ اور آنحضرت کا مداح تھا۔ اس سبب سے جماع نے اس کو ظہید کیا۔ اور جب سعید کو اس شقی پاس لے گئے۔ اس نے کہا شقی بن جبیر تو مجھ سے سعید نے کہا میری ماں میرے نام کو تجھ سے بہتر جانتی تھی۔ اور اس نے سعید بن جبیر میرا نام لکھا تھا۔ جماع نے کہا ابو بکر و عمر کی شان میں کیا کتاب ہے۔ ان کو بہشت میں جانا ہے۔ یا جہنم میں سعید نے کہا۔ اگر میں داخل بہشت ہوں۔ اور اہل بہشت کو دیکھوں اس وقت پہچان لوں گا۔ کہ کون بہشت میں ہے۔ اور اگر داخل جہنم ہوں تو اہل جہنم کو دیکھوں۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کون جہنم میں ہے۔ جماع نے کہا۔ ظلماتے دیگر کے حق میں یہ کہتے ہو۔ سعید نے کہا۔ مجھے ان پر دلیل نہیں کیا ہے۔ جماع نے کہا۔ ان سے کس کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اس نے کہا۔ ان میں سے جو میرے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جماع نے کہا ان میں سے کون زیادہ پروردگار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ سعید نے کہا۔ اس کا علم اس کو ہے جو ان کا علم ظاہر و باطن جانتا ہے۔ جماع نے کہا۔ تو نہیں چاہتا۔ کہ مجھ سے سچ بیان کرے۔ سعید نے کہا۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے جھوٹ کہوں۔ پھر اس لعین نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ یا فعی نے کہ طلحہ نے مخالفین سے ہے۔ نقل کیا ہے کہ جماع بعد شہادت سعید بن جبیر چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اور ایام مرض میں یہوش ہوتا تھا اور یہوش میں ناگہا تھا۔ مجھ سے سعید بن جبیر کیا چاہتا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب وقت ۱۵ ہوتا تھا۔ سعید کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ اس کا دامن پکڑے ہے۔ اور کہتا ہے۔ اور دشمن خدا تو نے مجھے کس واسطے

قتل کیا۔ ابن ہابویر نے بسند معتبرین بکیر سے روایت کی ہے کہ حجاج نے دعا کیوں کو شیعیان امیر المؤمنین سے گزند کیا۔ ایک کو ان میں طلب کر کے کہا کہ تو علی بن ابی طالب سے بیزار کی کر اس نے کہا۔ انہوں نے کیا برائی کی ہے۔ جو میں ان سے بیزار کی کروں۔ حجاج نے کہا۔ خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ تو خود کہہ کہ میں تجھے کس طرح قتل کروں تیرے ہاتھ کاٹوں یا پاؤں۔ اس نے کہا۔ جو کچھ تو میرے ساتھ کرے گا اسی طرح روز قیامت میں تیرے ساتھ کرونگا۔ جو کچھ تجھے منظور ہو۔ وہ کر۔ حجاج نے کہا۔ تو زبان دراز ہے۔ گمان نہیں کرتا کہ تو اسکو پہچانتا ہو جس نے تجھ کو خلق کیا ہے۔ بیان کر کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ اس نے کہا۔ میرا پروردگار سنتے گا کی گھات میں ہے۔ اور ان سے انتقام لے گا۔ یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے سولی پر کھینچیں بعد اسکے دوسرے کو لائے۔ حجاج نے کہا۔ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اپنے رفیق کی رائے پر ہوں جس کو تو نے قتل کیا ہے۔ پس اسکو بھی قتل کر کے سولی پر کھینچا۔

شیخ کنفی نے بسند معتبر حضرت امام علی نقی سے روایت کی ہے کہ جب قبر حضرت **حضرت قنبر کا قتل** غلام امیر المؤمنین کو حجاج عین پاس لائے۔ حجاج نے پوچھا تم علی ابن ابی طالب کی کیا خدمت کیا کرتے تھے۔ قبر نے کہا۔ میں پانی حضرت کے دھوکے واسطے حافر کرتا تھا۔ حجاج نے کہا جب دھوکے فارغ ہوتے تھے۔ کیا کہا کرتے تھے۔ قبر نے کہا۔ اس آبیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔ فَنُتَا سَمَوَا سَا ذُكُو اِبِه فَمَتَا عَلِي هُوَا بَابِ كَيْ فَنُتَا حَتَّى اِذَا فَرَحُوا بِمَا اَدَقَا اَخَذْنَا هُوَا بَغْتَةً فَاذَاهُم مَبْسُو نَ فَقَطَعُوا وَا بُو الْقَوْمِ الْاِي نَ ظَلَمُوا وَا لِحَمْدِ لَئِنْ دَبَا الطَّامِي نَ يَمِي نَ حَيْبُ فَرَا مَوْشُ كَيْ اَسَ كُو اِبِي سَ يَادُ دَلَا يَ اَلِيَا تَهَا لَحُو سَ هَم نَ اِن پَر دَرَا زَهَ هَا سَ نِعْمَتُ فَرَا دَا نَ مَر قَم كَيْ هَا شَا كُ كَ دَه اِن لَمَتُو نَ سَ فَرَا نَا كُ بُو اِبُو كُ چَ كَ هَم نَ اِن كُو لَطَا يَا تَهَا۔ اور يَكَا يَكُ سَ يَا۔ ہم نے ان کو اس طرح کہ وہ عمران دنا امید رہ گئے پس قطع کیا گیا۔ اجرا سرگردوہ کا بنہوں نے ستم کیا تھا۔ اور حمد مخصوص اسکے لئے ہے۔ جو پروردگار عالم ہے۔ حجاج نے کہا۔ یہ آئیہ میرے حق میں تاویل کرتے تھے۔ اور میری پادشاہی کیلئے جانتے تھے۔ قبر نے کہا۔ ہاں حجاج نے کہا۔ اگر میں حکم تیرے قتل کا کروں۔ تو اس وقت تو کیا کریگا۔ قبر نے کہا۔ مجھے سعادت شہادت اور تجھے شقاوت ابدی حاصل ہوگی۔ پس حجاج نے ان کو قتل کیا۔ شیخ مفید و غیر نے روایت کی ہے کہ ایک روز حجاج عین نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو تراب کے اصحاب سے اگر ایسا جس ہاؤں تو اسکے قتل کرنے سے تقرب خدا حاصل کروں اس ملعون نے ملازموں نے کہا۔ کوئی شخص قبر سے زیادہ بہتر نہیں۔ اس بارہ میں پایا جاتا۔ یہ سن کر فوراً اس شقی نے قبر پر کو طع کیا۔ اور پوچھا۔ تمہیں بندہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہو۔ قبر نے کہا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اور امیر المؤمنین علی ابن

الہ ظالم میرے ظلِ نعمت میں مجاہد نے کہا۔ ان کے دین سے بیزاری کرتے ہوئے کہا۔ ان کے دین سے بہتر مجھے کون کون سا دین  
 کہیں اس کے دین سے بیزاری کروں۔ مجاہد نے کہا۔ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا جس طرح تجھے اپنا قتل ہونا  
 منظور ہو۔ وہ بیان کرتے ہوئے کہا میں نے اس امر کا اختیار تجھ ہی کو دیا۔ مجاہد نے پوچھا۔ مجھے کس لئے  
 اختیار دیتے ہو تمہارے لئے کہا اس واسطے کہ جس طرح تو مجھے قتل کرے گا۔ اسی طرح بروز قیامت تجھے قتل  
 کریں گے جس طرح قتل ہونا تو اپنے لئے بہتر جانتے ہو میرے لئے اختیار کر۔ تحقیق کہ حضرت امیر المؤمنین  
 صلوات اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مثل گو سفند میرا سر قلم کریں گے۔ یہ سن کر اس صلوات  
 نے ان کو اسی طرح قتل کیا۔



# باب سوئم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات و حج امامت و خلافت میر سپہر

عظمت و جلالت حضرت امام پنجم ابو جعفر محمد بن علی باقر علوم الدین و اکثرین

فصل اول: بیان تاریخ ولادت و کینیت و لقب آنحضرت

شیخ طبری کو این شہر اشوب و غیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت بروز جمعہ ماہ  
شعبہ ذی قعدہ ماہ مبارک ربیع میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے تیسری ماہ صفر ۶۱۰ مدینہ منورہ میں لکھی ہے اور  
ام شریف آنحضرت محمد تھا۔ اور کینیت ابو جعفر اور القاب باقر و شاگرد و ہادی ہیں اور مشہور ترین لقب ہے  
باقر۔ کیونکہ حضرت رسول نے آنحضرت کو اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ اس لئے کہ شگافندہ علوم الدین و اکثرین  
اور حضرت رسول نے جابر انصاری سے کہا کہ تو میرے اس فرزند کو پائے گا جس کا لقب باقر ہے اور وہ علم  
کو لوگوں کے لئے شگافندہ کریگا۔ اور نقش نگین آنحضرت یہ تھا ظنی یا اللہ الحسن و بالنبی المؤمن و بالوصی  
ذی المنن و جلالہ الحسین و الحق و ہدایت دیگر انگشتی اپنے جد امجد حضرت امام حسین کی اپنے ہاتھ میں رکھتے  
تھے اور مادر بزرگوار آنحضرت فاطمہ و حضرت حضرت امام حسن تھیں اور ان کو ام عبد اللہ بھی کہتے تھے اور وہ مگر  
نجیب الطریق تھے۔ اور نسب شریف آنحضرت کا امام حسن اور امام حسین تک پہنچتا ہے اور اول جو طلوی و دہلیویں سے  
پیدا ہوئے وہ حضرت تھے۔ حدیث معتبرہ میں حضرت امام صادق سے منقول ہے کہ جب مادران ائمہ معصومین  
علیہم السلام حاملہ ہوئیں یہی اسی روز انکو سستی مثل نشی کے طاری ہوتی ہے۔ اس وقت ایک سرد کو خواب میں  
دیکھتی ہیں اور وہ ان کو بشارت دیتا ہے بفرزندانا و بردبار۔ اور جب بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے گورہ خانہ سے  
مد اسنتی ہیں۔ اور کہنے ولے کو نہیں دیکھتیں۔ وہ کہتا ہے تم حاملہ ہوئیں بہترین اہل زمین سے اور تمہاری  
بازگشت خیر و سعادت کی طرف ہے اور بشارت ہو تم کو فرزند بردبار اور دانائے بعد اسکے اپنے میں نقل و  
گردانی نہیں پائیں۔ یہاں تک کہ نوہینے اسکے حل کے گذرتے ہیں اور اپنے مکان میں عملے ملائکہ سنتی ہیں اور  
جب شب ولادت ہوتی ہے اپنے گھر میں ایک نود دیکھتی ہیں۔ اور اس نود کو سولے پیرامام کے اور کوئی نہیں دیکھتا



پس امام مزین بیٹھے ہوتے پیدا ہوتے ہیں اور تین مرتبہ پھینکتے ہیں۔ بعد اسکے حمد خدا بجالاتے ہیں اور قنہ کر وہ دنات بریدہ پیدا ہوتے ہیں مادغون دکثافت میں آلودہ نہیں ہوتے اور دندانہائے پیش روئیدہ ہوتے ہیں اور ولادت کی رات اور دن پہرہ اور ہاتھوں سے امام کے ایک نوروز و مانند طلا کے ساطع رہتا ہے۔

## فصل دوسری بیان جو کچھ درمیان حضرت مخالفین سے ہوا وقت طہارت

سید ابن طاووس رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی کہ ایک سال ہشام بن عبدالمطلب حج کو آیا اور اس سال میں اپنے بزرگوار کے ہمراہ حج کو گیا تھا۔ ایک سفر میں نے مکہ میں جمع عام میں کہا میں تمہارا ہوں اس خدا کی جس نے محمد مصطفیٰ کو برحق اپنا رسول کیا اور ہم کو سبب آنحضرت گرامی رکھا۔ ہم بزرگوار کا خدا خلق پر ہیں اور پسندیدگان خدا اسکے بندوں پر ہیں۔ اور علیضہائے خدا زمین پر ہیں وہ سعادت مند ہے جو ہماری متابعت کرے اور جو ہم مخالف یا دشمن کرے وہ شقی و بدبخت ہے۔ برادر ہشام نے یہ خبر اسکو پہنچائی۔ مگر اس نے اس امر میں مصلحت نہ دیکھی کہ ہمارے حال کا مکہ میں معترض ہو۔ جب وہ دمشق میں پہنچا۔ اور ہم نے مدینہ کی طرف معاودت کی۔ ہشام نے عامل مدینہ سے کہلا بھیجا کہ ہم کو اور ہمارے پدر بزرگوار کو دمشق میں بھیج دے جب ہم دمشق میں پہنچے تین روز ہم کو طلب نہ کیا۔ اور روز چہارم کو اپنی مجلس میں بلایا۔ جب ہم اسکی مجلس میں گئے۔ وہ طعون سخت شاہی پر مٹھا تھا۔ اور اپنے لشکر کو مسلح و مطلق زمین و سید و ستادہ کیا تھا۔ اور ایک تو وہ تیر اندازی کے لئے بنایا تھا۔ اور دوسرے سلطنت اسکے سامنے شہر طہ تیر لگاتے تھے۔ جب ہم اس کے مکان میں داخل ہوئے میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں ان کے عقب میں تھا جب اس لین کے نزدیک پہنچے میرے پدر سے کہا ماں لوگوں کے ہمراہ تم بھی تیر اندازی کرو میرے پدر بزرگوار نے کہا میں ضعیف ہوں۔ اب مجھ سے میرا اندازی نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھ اس سے معاف رکھو تو بہتر ہے۔ اس طعون نے تم کھائی اور کہا۔ یعنی اس خدا کے جس نے مجھے اپنے اور اپنے پیغمبر کے دین سے ممتاز کیا ہے تم کو معاف نہ کروں گا۔ بعد اسکے ایک مشائخ بنی امیہ کی طرف مقلوب کیا کہ پنا تیر و گمان ان کو دے دے۔ اس وقت میرے پدر نے اسی مرد سے تیر کمان لیکر ایک تیر چل کمان میں رکھا۔ اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا۔ وہ تیر وسط نشانہ پر لگا۔ اور دوسرا تیر پہلے تیر کے پیکان پر بلا فرق نو تیر اسی طرح لگائے۔ کہ تیر پہلے تیر کی پیکان پر پڑا۔ اور اسکو دو ٹکڑے کیا اور جو تیر حضرت لگاتے تھے گویا ہشام کے بلکہ پر ہوتا تھا اور اس کا رنگ فوم تغیر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ نو تیریں بیتاب ہو کے کہنے لگا ہے اب جو تیر نے کیا خوب تیر نشانہ پر لگا یا ہے۔ اس فن میں تم ماہر ہیں علم ہو۔ یہ کیوں کہتے تھے۔ میں جو وضع اب

قادر نہیں۔ بعد اسکے وہ ملعون شیمان ہوا۔ اور قتل حضرت کا ارادہ کیا۔ ایک عرصہ تک سر جھک کر رہا۔ اور تیرہ قتل  
 میں متفکر تھا۔ ہم سامنے کھڑے رہے جب ہمارے قیام کو طول ہوا۔ ہمارے پدر نامدار پر سخت غصہ طاری ہوا  
 اور آنحضرت کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے اسوقت آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور آثار غضب  
 جہیں نورانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسوقت ہشام بعین یہ حالت مشاہدہ کر کے خوفناک ہوا اور میرے پدر کو  
 بلائے سخت طلب کیا۔ اور میں عقب حضرت تھا جب نزدیک پہنچے! ہشام اٹھ کے نکل گیا۔ اور اپنی  
 داہنی طرف بٹھایا۔ بعد اسکے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور مجھے بھی داہنی جانب میرے پدر بزرگوار کے جگہ دی اور  
 کہنے لگا: زیبا ہے کہ قبیلہ قریش ہمیشہ عرب و عجم پر فخر کریں۔ کہ آپ ایسا بزرگ۔ ان میں موجود ہے مجھے آپ  
 آگاہ کریں کہ یہ تیر اندازی آپ کو کس نے تعلیم کی اور کتنے عرصہ میں آپ نے اس کو سیکھا حضرت نے جواب دیا تو  
 جانتا ہے یہ صفت اہل مدینہ میں شائع ہے۔ اور میں نے بچپن میں چند روزیہ نعل کیا تھا جب سے آج تک  
 اتفاق نہیں ہوا۔ اسوقت جو تو نے اصرار کیا اور قسم دلائی۔ تو آج کمان کو اپنے ہاتھ میں میں نے یہ ہشام کہنے لگا کیا  
 کمان آج کس میں نے نہیں دیکھا آیا یہ صاحبزادہ بھی اسفن میں مثل آپ کے ہے حضرت نے فرمایا ہم اہل بیت  
 رسالت میں علم و کمال اور تمام دین ہی کا خداوند عالم نے آیہ الیم مملکت لہم دین کم و اذنت علیکم تعقی و رضیت لاسلام  
 دینا میں کیا ہے ہم اہل بیت کو ظاہر فرمایا ہے۔ ایک دوسرے سے میراث پاتے ہیں۔ اور ہرگز زمین ہم سے خالی نہیں  
 رہتی کہ ایک کمال ہم میں سے نہ ہوں۔ اس امر میں جس میں سب قاضیوں میں جب یہ کلام اس ملعون نے آنحضرت  
 سے سنا دنگ اسکا سرخ ہو گیا۔ اور نہایت غضبناک ہوا۔ اور داہنی آنکھ اسکی کچھ ہوئی۔ اور یہ علامت اس کے غضب  
 کی تھی۔ ایک ساعت سر جھک گئے چپ رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہنے لگا: آیا ہمارا اور آپ کا نسب کہ ہم سب قریش  
 عبد مناف سے ہیں ایک نہیں ہے حضرت نے فرمایا: ایسا ہی ہے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے کمنوں اسرار  
 سے مطلع اور عالموں عالم سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ مرتبہ دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا: آیا ایسا نہیں ہے  
 آیا خدا نے محمد صلعم کو شہرہ عبد مناف سے تمامی خلق کی جانب سفید و سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث فرمایا جو پس  
 میراث مخصوص آپ کیلئے کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ رسول سب خلق پر مبعوث ہوئے۔ اور خدا نے قرآن میں فرمایا  
 ہے۔ ولکم فیہا من انعمتہ و الارض پھر کس سبب سے میراث علم آپ کے لئے مخصوص ہوئی۔ باوجودیکہ بعد محمد کے  
 کوئی پیغمبر نہیں اور تمہیں پیغمبروں سے نہیں ہو حضرت نے فرمایا خدا نے ہم کو اس جگہ مخصوص کیا ہے جس جگہ اپنے  
 رسول پر وحی نازل کیا۔ اور فرمایا: لا تھوک بہ بسانک لتجول بہ اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ مخصوص گردانیم ہم  
 کو اپنے علم سے اور اسی سبب سے پیغمبر نے پختی علی ابن ابی طالب کو اپنے چند اسرار سے مخصوص کیا کہ تمام صحابہ  
 ہمارا رفیقہ کئے اور جنت ایتہ نازل ہوا کہ جبہا ازین دعیہ یعنی یاد رکھتے ہیں اسے کوشائے ضبط کنندہ و نگہبانہ اسوقت حضرت

رسولؐ نے فرمایا کہ اسے علیؑ میں خدا سے سوال کرنا ہوں کہ ان اسرار کا کوشش سنوا خدا تم کو کرسے اور اسی سبب علیؑ ابی طالب فرماتے تھے کہ حضرت رسولؐ نے ہزار باب مجھے علم کے سکھائے کہ اس کے ہر باب ہے ہزار باب اور کھلتے ہیں پس جس طرح تم لوگ اپنے خاص بندوں سے کہتے ہو اور غیروں سے چھپاتے ہو اسی طرح پیغمبر نے اپنے بھیدوں کو علیؑ ابن ابی طالب سے کہا اور غیروں کو اس کا لائق نہ بنا تا۔ اسی طرح علیؑ ابن ابی طالب نے بھی اپنے اہل بیت سے فخاص کسی کو اپنا محرم راز قرار دیا۔ اور اسی سلسلہ سے وہ علوم و اسرار ہم کو میراث میں پہنچے ہشام نے کہا علیؑ تو مدعی اسکے تھے کہ میں علم غیب جانتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک اور مطلع نہیں کیا۔ پھر یہ کیسا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت نے جواب دیا۔ خداوند عالم نے اپنے حبیب پر قرآن نازل کیا۔ اور جو کچھ گذر چکا ہے اور تاروز قیامت گذرے گا۔ اس میں درج ہے پنا پنچہ فرماتا ہے۔ و نزلنا علیک الكتاب تبیاناً لکل شیء و ہدًی و موعظة لمتقین اور پھر فرماتا ہے و کل شیء احصینہ فی امام مبین اور فرماتا ہے ما فوطنا فی الكتاب من شیء اور خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو وحی کی کہ جس غیب اور راز پر تمہیں کو مطلع کیا۔ اس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کرو۔ اور رسولؐ نے علیؑ کو حکم دیا کہ بعد اسکے قرآن کو جمع کریں اور متکفل غفل و کسب و سنو ط آگحضرت ہوں اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ گرجا ہے تم پر اور میرے ازواج پر کہ نظر کر میں میری فرسنگاہ کی طرف۔ کجمنیر سے بھائی علیؑ کے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ اسی کا مال ہے۔ اور اس پر لازم ہے کہ جو کچھ مجھ پر ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ علیؑ بعد میرے کافروں سے تنزیل قرآن پر مقابلہ کریگا اور کسی صحابی کو بجز علیؑ کے قرآن کے تاویل حاصل نہ تھی اور اس سبب سے پیغمبر نے فرمایا کہ۔ وانا ترین مردم علم قضا میں علیؑ ہے یعنی چاہیے کہ وہ قاضی تم سب کا ہو۔ اور عمر ابن الخطاب نے چند بار کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو مگر ہلاک ہو جاتا۔ اور مگر نے گو اہی علم آنحضرتؐ کی دی۔ اور کچھ لوگ منکر ہیں یہ سن کر ہشام بد انجام دیر تک سر جھکائے رہا۔ اور بعد ایک برصہ کے کہنے لگا جو آپ کی حاجت ہو بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ میرے اہل و عیال یہاں آنے سے نہایت متوجش اور خوفناک ہیں۔ چاہتا ہوں مجھے گھر جانے کی رخصت ملے۔ ہشام نے کہا آج ہی آپ تشریف لے جائیں یہ سن کر حضرت نے اس سے معاف کیا۔ اور ہم اس سے رخصت ہوئے۔

**سوال و جواب در میان امام محمد باقر اور عالم راہب جب ہم ہشام کے مکان سے باہر آئے رخصت ہو کے تو ایک میدان جو سامنے ہشام کے مکان کے تھا ابوہ کثیر سے بجا دیکھا حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ہشام کے دربان نے کہا یہ سب تیس اور راہب و علما نے نصاریٰ ہیں اور اس پہاڑ پر ان کا ایک بڑا عالم رہتا ہے کہ ہر سال یہ سب ان کے پاس حاضر ہو کے اپنے مسائل کو دریافت کرتے ہیں۔ اور یہ دن ان کے اجتماع**

کا ہے پس حضرت اس گروہ میں تشریف لے گئے اور میں بھی ہمراہ رہا حضرت نے اپنا سر میلک ایک پھادر سے  
 پیٹ لیا اسلئے کہ وہ لوگ نہ پہنچیں اور اس جماعت کے ہمراہ بلائے کوہ تشریف لیگئے اور درمیان نصاریٰ  
 بیٹھے۔ اس جماعت ترسانے ایک مسند عالم کے لئے پکھائی اور وہ آگے بیٹھا۔ ۵۰ عالم بہت سن رسیدہ اور ایسا  
 معر تھا۔ کہ حواریین عیسائی کے کسی اصحاب کی صحبت سے تنفیض ہو چکا تھا۔ اور بوجہ پیرانہ سال پلکیں اس کا کھونا  
 کے اوپر آگئیں تھیں جب ایک پارچہ حریر سے اٹھا کے پلکیں اوپر باندھ لیتا تھا۔ اس وقت آنکھیں اسکی  
 مثل دیدہ انھی حرکت میں آتی تھیں اور حاضرین کی طرف نگاہ کرتا تھا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی کہ حضرت دیر  
 نصاریٰ میں تشریف لے گئے میں ایک اپنے خواص کو تعیش حال کیلئے بھیجا کہ جو کچھ درمیان حضرت اور  
 عالم نصاریٰ بات صحبت گندے۔ اس سے مطلع کرے۔ جب اس عالم نے حضرت کو دیکھا۔ پوچھا آپ ہم  
 سے ہیں یا امت مرحومہ سے حضرت نے فرمایا میں امت مرحومہ سے ہوں۔ اس راہب نے پوچھا آپ ان  
 کے علمائے سے ہیں۔ یا جہاں سے حضرت نے فرمایا جہاں سے نہیں ہوں۔ یہ سن کر وہ راہب بہت مطرب و طواد  
 کہنے لگا آپ مجھ سے سوال کریں گے یا میں آپکے کچھ پوچھوں حضرت نے فرمایا تو سوال کر رہا ہے کہہا۔ اسے  
 گروہ نصاریٰ تعجب ہے کہ کوئی شخص امت محمد سے مجھ سے یوں کہے کہ تو سوال کرو تو سزاوار ہے کہ چند سوال اس  
 شخص سے پوچھوں پھر اس راہب نے کہا۔ اسے بندہ خدا وہ سلامت کون ہے جس کا نہ شب میں نہ دن میں  
 شمار ہے حضرت نے جواب دیا۔ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک در راہب نے پوچھا۔ یہ سلامت کون ہے حضرت  
 نے فرمایا۔ یہ سلامت ساعات بہشت سے ہے۔ اس وقت بیماریوں کو آفاقہ اور درد مرض میں سکون ہوتا ہے  
 اور عام شب جاگا بٹوا اس وقت سو جاتا ہے اور حق تعالیٰ نے اس سلامت کو دنیا میں طالبان حق کیلئے ہالفت کائنات  
 قرار دیا ہے اور ازل کشتگان آخرت کے لئے ایک دلیل واضح بنایا ہے اور تکبرین و منکرین آخرت کیلئے نعت  
 گردانا ہے اس عالم نے کہا۔ آپ نے کچھ فرمایا۔ اب یہ لڑنا کیجئے۔ کہ آپ لوگ دکھائی کرتے ہیں کہ اہل بہشت کھاتے  
 پیتے ہیں۔ اور ان سے بول و براز جدا نہیں ہوتا۔ آیا دنیا میں اس کی نظیر ہے حضرت نے فرمایا۔ ہاں کچھ ماں  
 کے پیٹ میں کھاتا پیتا ہے۔ جو کچھ اسکی ماں کھاتی پیتی ہے۔ مگر اس کچھ کے لئے بول و براز نہیں۔ یہ سن کر وہ عالم  
 کہنے لگا ابھی اپنے کہا میں علمائے امت مرحومہ سے نہیں حضرت نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا جمال سے نہیں ہونا  
 راہب نے کہا۔ اس دکھائی سے آگاہ کیجئے جو آپ لوگ کرتے ہیں کہ یہ ہائے بہشت جس قدر تناول کئے جائیں کھیں  
 ہوتے بلکہ اپنی حالت اقل پر باقی رہتے ہیں۔ کیا اسکی نظیر دنیا میں ہے حضرت نے جواب دیا ہاں۔ اسکی نظیر دنیا میں  
 چرنا ہے۔ اگر ایک لاکھ چرنا ایک چرنا سے ہلائے جائیں۔ اس پر راز کا نور کم نہ ہوگا۔ اور وہ اسی طرح باقی ہے  
 گا۔ پھر راہب نے کہا آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ جس کا جواب آپ سے نہ ہو سکے گا حضرت نے فرمایا

سوال کر رہا ہے نہ کہا۔ مطلع کیجئے محل سے اس شخص کے کہ وہ اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور اس کی زوجہ دو فرزندوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ساعت متولد ہوئے۔ اور ایک ہی وقت دونوں نے انتقال کیا لیکن وقت وفات ایک کی عمر پچاس سال اور دوسرا ڈیڑھ سو برس زندگانی کر چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ دو فرزند ایک کا نام عزیز دوسرے کا نام عزیز کہ ان دونوں کی ماں ایک وقت حاملہ ہوئی اور ایک ہی ساعت متولد ہوئے اور تیس سال دونوں نے باہم زندگانی کی پھر حق تعالیٰ نے عزیز کو مار ڈالا۔ بعد سو برس کے ان کو زندہ کیا۔ اس وقت بیس برس باہم دیگر دونوں زندہ رہے۔ ایک ہی ساعت دونوں پھر فوت ہوئے۔ یہ سن کر وہ راہب اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گروہ نصاریٰ سے کہنے لگا۔ تم لوگ مجھ سے زیادہ تر عالم اور دانا تر اسی لئے لائے ہو کہ مجھے رسوا کر دو۔ تم ہے خدا کی جب تک یہ شخص شام میں ہے۔ میں برگزتم سے کلام نہ کروں گا جو چاہا ہو اس شخص سے سوال کرو بروایت دیگر جب رات ہوئی۔ وہ عالم حضرت پاس آیا اور معجزات مشاہدہ کر کے مشرف باسلام ہوا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی۔ اور اسے دریافت ہوا کہ خبر ماہیہ امام محمد باقر اربعے تمام شام میں مشہور ہوئی اور اہل شام پر علم و کمال آنحضرت ظاہر ہوا۔ جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ اس وقت ہشام نے غلعت حضرت کے لئے بھیجا اور بیت جلازم کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ بروایت دیگر آنحضرت کو قید کیا جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی کہ تاملی اہل زندان حضرت کے مرید و معتقد ہو گئے ہیں۔ اس وقت فوراً حضرت کو مدینہ روانہ کیا۔ اور ہمارے آگے ایک قاصد دوڑایا کہ اثنائے رات سب گھروں میں منادی کرے کہ دو جہادگر فرزند ابوتراب سے ایک محمد بن علی اور دوسرے جعفر بن محمد جن کو ہم نے شام میں طلب کیا تھا۔ انہوں نے مذہب انصاری کی طرف رجوع کیا اور ان کا مذہب اختیار کیا پس جو شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے یا ان پر اسلام کرے یا ان سے مصافحہ کرے۔ خون اس کا بکھا جائے جب وہ قاصد شہر مدائن میں پہنچا اور بعد اسکے ہم اس شہر تک پہنچے۔ تو ہم نے دیکھا کہ تمام اہل شہر نے ہم سے احتراز کیا اور ہم کو دشنام دیں اور جناب امیر کو نامزد کیا۔ ہر چند ہمارے ملازموں نے حقیقت حال کو مبذول بیان کیا مگر کسی دکاندار نے کھانے تک نہ دیا۔ جب ہم نزدیک دروازہ مدائن پہنچے۔ حضرت نے ان سے بھارت کلام کر کے فرمایا۔ خدا سے ڈرو جو کچھ تم سے کہا گیا۔ سب بے اصل ہے۔ ہم ایسے نہیں ہیں اور اگر ایسا ہی سمجھتے ہو۔ تو جس حالت میں تم یہود و نصاریٰ سے معاملہ کرتے ہو۔ پھر ہم سے کیوں انکار کرتے ہو۔ ان بد بختوں نے جواب دیا تم یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہو۔ اس لئے کہ وہ جزیرہ دیتے ہیں اور تم نہیں دیتے۔ بعد اسکے ہر چند حضرت نے نصیحت کی۔ قائمہ نہ بننا۔ اور کہنے لگے ہم دروازہ نہ کھولیں گے جب تک تم اور تمہارے جانور ہلاک نہ ہو جائیں جب حضرت نے مصافحہ و اصرار ان اشرار کا مشاہدہ کیا۔ پیادہ ہو کے فرمایا۔ اسے جعفر تم اس جگہ کھڑے رہو۔ اور ایک پہاڑ اس قرب میں تھا کہ شہر مدائن اس پر سے ٹھونڈی دکھائی دیتا تھا۔ حضرت اس پہاڑ پر تشریف لے گئے

اور اہل شہر کی طرف رخ کیا اور گو شہادتے مبارک پر انگشت رکھ کے چند آیات جو فقہ شعیب میں بعثت شعیب پر اہل مائین کی طرف مستعمل ہیں اور اہل مدین کا بوجہ نافرمانی شعیب معذب ہونا حضرت نے اس مقام تک جہاں حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے بقیۃ اللہ شیو لکھو ان کنتم مؤمنین تلاوت فرمائی بعد ازاں ارشاد کیا تم سبدا بقیۃ اللہ زمین پر ہم ہیں مجز و تلاوت آنحضرت ایک سیلہ آندھی ایسی پھلی جس نے چھوٹے بڑے زن مرد کے کان تک یہ صدا پہنچادی کہ سب پر وحشت عظیم طاری ہوئی۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر چڑھ کے حضرت کی طرف دیکھنے لگے۔ بعد اسکے ایک مرد پیر نے ان میں سے حضرت کو اس حال میں مشاہدہ کر کے بعد لائے بلند درمیان نہر مدادی کی اسے اہل مدین خدا سے ڈرد۔ یہ بزرگ اس جگہ کھڑا ہے جہاں حضرت شعیب اپنی قوم کے سلاطین کھڑے ہوئے تھے۔ قہم سبدا اگر تم لوگ دروازہ نہ کھولو گے مانند اس عذاب کے جو قوم شعیب پر نازل ہوا تم پر بھی نازل ہوگا یہ سن کر یہ ڈرے اور دروازہ کھول دیا اور دم کو اپنے کانوں میں جگہ دی اور کھا نا کھلایا۔ دوسرے روز ہم نے وہاں سے کو نکلیا پھر حاکم مائین نے یہ قصہ ہشام کو لکھا اس ملعون نے جواب میں لکھا کہ اس مرد پر کو قتل کرو۔ بروایت دیگر اس مرد پر کو طلب کیا۔ ہنوز وہ ہشام تک نہ پہنچا تھا کہ انتقال کیا۔ پھر ہشام نے حاکم مائین کو لکھا کہ حضرت کو زہر دلوادے۔ اور قبل اسکے یا زادہ ظہور میں آئے ہشام لعین جہنم واصل ہوا۔ گھسی نے بسند محتر روایت کی ہے ذراہ سے کہ ایک روز میں امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند پہاڑ کھڑا ہوں لوگ ہر طرف سے پہاڑ پر میرے پاس آتے ہیں جب لوگ بکثرت جمع ہوئے یکایک دم پہاڑ بلند ہوا۔ اور ہر طرف سے لوگ گرنے لگے بہانک کہ ایک جماعت قبیل باقی سی۔ اور پانچ مرتبہ ایسا ہی ہوا گویا اس خواب کی تعبیر آنحضرت نے اپنی وفات سے فرمائی۔ بعد اس خواب کے پانچ روز گذرنے کے حضرت برحمت الہی متوفی ہوئے۔

**گفتگو در میان زید حضرت امام محمد باقر** روایت کی ہے کہ زید بن جن نے میرے پدر بزرگوار سے اوقات حضرت رسول نے خاصہ کیا زید کہتے ہیں حضرت جن چونکہ اولاد اکبر ہیں۔ اس لئے ان کا فرزند اول تر فرزند حسین سے ہے ایک روز زید میرے چچا کو قاضی کے پاس لے گئے۔ اثنائے خصوصت میرے چچا کو کہا۔ اسے فرزند کثیر مندی میرے چچا نے کہا۔ ایسی خصوصیت پر طفت ہو جس میں اسم مادر ان لیا جائے۔ اچھا تک زندہ ہوں تم سے کلام نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے میرے پدر بزرگوار پاس آئے۔ اور کہا نے برادریں نے قسم کھائی ہے کہ زید سے بات نہ کروں۔ آپ ہی پر مجھے اعتماد ہے اور اگر آپ اس کے معترض نہ ہو مجھے ڈرگا۔ میرا حق ضائع ہو گا جب زید نے سنا کہ حضرت مجھ سے معترض ہو گئے خوش ہوا۔ اور یہ جانا کہ میں ان کو لوگوں کی نگاہوں میں بے قدر کر دوں گا پس زید میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر پاس آیا اور کہا آئیے قاضی پاس چلیں جب حضرت کھڑے باہر تشریف لائے۔ اس کو نصیحت کی۔ اور کہا اس دعوئی ناحق سے باز رہو اور دوستان خلا

سے خاموش نہ کر۔ اگر تو چاہے مجھ سے دکھا دوں اس وقت جانتا کہ حق ہماری طرف ہے۔ واضح ہو کہ تیرے ہاتھ میں پھری ہے اور تو مجھ سے پھپھاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اسے پھری بقدرت خدا کلام کر اور میری گواہی دے ناگاہ پھری اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور بزبان فصیح کہا اسے زید تو تمکار ہے اور امام محمد باقرؑ زہد و تقویٰ اور مجھ سے زیادہ سزاوار ہیں۔ اگر ان سے دستبردار نہ ہو گا۔ میں تجھے ہلاک کر دوں گی زید اس حال کے مشاہدہ سے بیہوش ہو گئے اور گر گئے۔ پھر میرے پدر عالی مقدار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ پھر میں پر زید کھڑا تھا اس دربر ہلا۔ قریب تھا کہ شکافتہ ہو جائے اور جس حق پر میرے پیدا نامدار کھڑے تھے اسے حرکت بھی نہ ہوئی۔ اور وہ پتھر کہنے لگا اسے زید تو تم کرتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام تجھ سے زیادہ زہد و تقویٰ ہیں۔ ان سے دستبردار نہ ہو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میرے پدر بزرگوار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا یہ درخت جو قریب ہے گواہی دے تو باور کرے گا۔ زید نے کہا۔ ہاں۔ پس حضرت نے درخت کو بلایا اور وہ درخت بقدرت خدا متحرک ہوا اور زمین شکافتہ کر کے قریب آیا یہاں تک کہ اپنی شاخوں سے ان پر سایہ کیا اور قدرت خدا سے گواہی دے لگا۔ اسے زید تو تم گواہ ہے۔ اور امام محمد باقرؑ مجھ سے زیادہ زہد و تقویٰ ہیں۔ ان ہاتھوں سے ہاتھ اٹھا ورنہ ہلاک کر دوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت نے زمین سے اُسے اٹھایا۔ اور درخت اپنی گواہی دے لگا۔ اور زید نے دیکھ کر زید نے قسم کھائی کہ امام محمد باقرؑ سے منازعت و مخالفت نہ کروں گا۔ اس کے بعد حضرتؑ و اہل بیتؑ تشریف لائے اور زید اسی دن توجہ شام ہو کر عبدالملک بن مروان پاس گیا جب اسکی مجلس میں داخل ہوا کہا اسوقت میں ایک ایسے بھوٹے جہاد گر کے پاس آیا ہوں کہ اس کا زندہ چھوڑنا تم پر حلال نہیں۔ بعد اس کے جو کچھ معجزات حضرت سے مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ یہ سن کر عبد الملک نے حامل مدینہ کو لکھا کہ امام محمدؑ کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے اور زید سے کہا۔ اگر میں انکے قتل کا حکم دوں تو سب لادو گے۔ زید نے کہا ہاں جب یہ حکم حامل مدینہ پاس پہنچا۔ اس نے جواب میں لکھا جو کچھ میں لکھتا ہوں ملازمتی مخالفت و نافرمانی نہ بلکہ محض نصیحت و غیر خواہی سے ہے۔ اور جن کی ذلت و خواری کا حکم اپنے دیا اور طلب کیا ہے۔ وہ ایسے نہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس اور زاہد و راج و عبادت میں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا جب وہ عمارت عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ سدا بتلاوت قرأت بلند کرتے ہیں۔ اسوقت وحی شان و مرغان ہوا ان کی آواز سننے آتے ہیں۔ ان کی تلاوت مثل تلاوت داؤد ہے جب وہ زور پڑھتے تھے وہ جناب داناترین مردم اور وہ ہی نرم دل اور تضرع و زاری عبادت میں سہی گنندہ مردم ہیں۔ دولت عظیمہ کسے میں مناسب نہیں جانتا کہ بزرگ سے متعرض ہو کر ایذا رسانی کی جائے۔ اسلئے کہ اگر دولت غلیظہ پر مجھے خوف ہے کہ ملنا کوئی گزند پہنچے کیونکہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں پر اپنی نعمت کو متغیر نہیں کرتا جب تک وہ غلو اپنے عملات کو اس کی شکر نعمت میں نہ کریں جب یزید عبدالملک پاس پہنچا اسے مضمون نامہ بند آیا اور حال سے خوش ہوا کہ اسے اس مضمون پر سہا

کیلکہ اس نے جانا کہ درحقیقت میری غیر خواہی کی ہے۔ جب اسکے خط کا مضمون زید کو سنایا زید نے کہا، عامل کو اس نے روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔ بعد الملک نے کہا، کوئی بہانہ تمہارے ذہن میں آتا ہے کہ اس بہانے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں ان کے پاس شمشیر رسول اور بیع اسلحہ و زرہ و انگنتری و ہبا اور تبرکات آنحضرت میں کسی کو بھیج کے یہ چیزیں ان سے طلب کیجئے اگر وہ نہ بھیجیں اس وقت اکتے قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے صندور رہنا بھی اس صورت میں ممکن ہے۔ پس بعد الملک نے پھر عامل مدینہ کو لکھا، کہ ایک لاکھ درہم امام محمد باقر علیہ السلام کو بھیج کے اسلحہ و زرہ رسول ان سے طلب کرو۔ عامل مدینہ میرے پدرباس آیا۔ اور نامہ عبد الملک پڑھ کے سنایا حضرت نے فرمایا چند روز کی مجھے مہلت دو۔ عامل نے کہا، بہت اچھا پس میرے پدربے ایشیاء مطلوبہ عبد الملک اور ملاوہ ان کے ایشیاء دیکر مہلت فرما کے عامل مدینہ پراس بھیج دیں عامل نے بعد الملک پراس روانہ کیا بعد الملک نے جب ایشیاء مرسلہ عامل دیکھیں۔ بہت خوش ہوا۔ اور زید کو بلا کے دکھایا۔ زید نے کہا، انہوں نے تم کو دھوکا دیا ان میں سے ایک بھی اسلحہ رسول سے نہیں۔ پھر عبد الملک نے میرے پدربزرگوار کے پاس لکھا، کہ میرا دل آپ نے لیا۔ اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ حضرت نے جواب لکھا جو کچھ میرے پاس تھا۔ تمہارے لئے بھیجا یقین کرو۔ پس بظاہر عبد الملک نے حضرت کی تصدیق کر کے اہل شام کو بلایا اور مغز وہ ایشیاء ان کو دکھا گئے کہا، یہ سب امتور رسول ہیں اور میرے لئے بھیجی اور حسب ظاہر زید کو قید کیا اور کہا، اگر ایسا نہ ہوتا، کہ میں نہیں چاہتا ہوں کسی فرزند ان فاطمہ کے خون میں مبتلا ہوں۔ بتحقیق کہ تم کو قتل کرتا۔ اور ایک نامہ حضرت کی خدمت میں بھیجا، کہ آپ کے پسر سلم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ آپ ان کو ادب دیں۔ اور وہ آپ کی خدمت میں ہے۔ اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو ہدیہ بھیجا، کہ اسے گھوڑے پر باندھ کے سوار ہوا کہیں جب زید کو میرے پدربزرگوار مقدار کی خدمت میں لائے حضرت نے بخیر امامت جانا یہ سب مکروہ میلہ ہے اور اس ملعون نے زید کو اسلحے بھیجا ہے۔ کہ مجھے شہید کرے۔ پس حضرت نے زید سے کہا تم پر دائے ہو۔ تو نے ارادہ کیا ہے وہ کس قدر عظیم ہے۔ اور یہ کیا امر شنیع ہے جو تیرے ہاتھوں سے ہوگا۔ تیرے گمان میں یہ ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں جس کا تیرا ارادہ ہے البتہ میں جانتا ہوں کہ اس زین کو کس درخت کی لکڑی سے بنایا ہے اور اس میں کیا چیزیں ہیں۔ لیکن یوں ہی مقدر ہوا ہے کہ

اسی طرح میری شہادت ہو۔  
**بیانِ اوقات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام گھوڑے پر باندھا اور حضرت سوار**  
 ہوئے اس زین کے اندر زہر رکھا تھا۔ اس زہر نے جسم مبارک میں لغو کیا جب حضرت واپس تشریف لائے۔  
 جسم مبارک پر دم آگیا تھا۔ جب آثار موت حضرت نے مشاہدہ فرمائے حکم کیا کہ گھنٹے حضرت حاضر کریں جائے۔



سید تھے جن میں حضرت نے احرام حج باندھا تھا۔ فرمایا۔ ان کو میرے کفن میں قرار دینا۔ بعد اسکے حضرت کو تین روز دروالم رہا۔ اتریسویں روز جمع شہدائے اہل بیت رسالت سے ملحق ہوئے جناب صادقؑ نے فرمایا وہ زین اب تک ہمارے پاس لٹکے ہیں وقت اس پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ شہادت آنحضرتؐ آتی ہے۔ اور وہ زین اسی طرح لٹکا رہے گا۔ جب تک کہ ہم اپنا خون اپنے دشمنوں سے طلب کریں بعد کئی روز کے زید کو ایک درد عارض ہوا۔ اور وہ غلط ہو کے ہذیان بکتا اور غافز نہ پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ بعد ازیں واصل ہوا۔ کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد باقرؑ علیہ السلام کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ حضرت نے اس دانت کو ہاتھ میں لیا۔ اور الحمد للہ کہہ کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے فرمایا جب مجھے دفن کرنا اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ بعد کئی سال کے دوسرا دندان مبارک ٹوٹا۔ پھر حضرت نے دست مبارک میں لیا اور الحمد للہ کہہ کے فرمایا۔ اے جعفر جب میں دنیا سے جاؤں اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ کتاب کافی و بصائر الدرجات و جامع کتب معتبرہ میں روایت ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار ایک دفع ایسے بیمار ہوئے کہ اکثر لوگوں کو زندگی سے پاس ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ اس مرض میں دنیا سے رحلت نہ کرو لگا۔ اسلئے کہ وہ شخص میرے پاس آئے۔ اور مجھے ایسی ہی خبر دے۔ بعد اسکے اس مرض سے حضرت نے صحت پائی اور ایک مدت تک صحیح و سالم رہے۔ ایک روز امام جعفر صادقؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ ایک جگہ اہل مدینہ کو حاضر کرو۔ جب ان لوگوں کو حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جعفر جب میں بعالم بقارحلت کروں۔ مجھے غسل دینا۔ اور تین کپڑوں میں کفن کرنا۔ کہ ان میں سے ایک رولے جڑ تھی جسے اوڑھ کر غافز جمع پڑھتے تھے۔ دوسرے پیرا بن جسے پہنے رہتے تھے اور فرمایا۔ ایک کلمہ میرے سر پر پاندھنا اور اس امام کو ہاتھ کے کفن میں حساب کرنا۔ اور مقام محمد پر زین کو میرے لئے کھو دینا۔ کیونکہ میں سیم ہوں۔ زمین مدینہ میں محمد میرے لئے نہیں بن سکتی اور میری قبر کو زمین سے چار انگشت اونچا کرنا۔ اور ہانی میری قبر پر چھو کرنا پس اہل مدینہ کو گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر گئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اسکی میں تعمیل کرتا۔ گواہ کی حاجت نہ تھی حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند اسلئے میں نے ان کو گواہ کیا۔ کہ وہ لوگ سمجھ جائیں تم ہی میرے وصی ہو۔ اور امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج سب دن سے زبا تر میچ میں آپ کھپاتا ہوں۔ اور کوئی بیماری بھی نہیں دیکھتا حضرت نے فرمایا۔ ان دو شخصوں نے جنہوں نے اس مرض میں صحت کی خبر دی تھی۔ اس مرض میں وہ میرے پاس آئے اور کہا آپ اس مرض میں بعالم بقارحلت کرینگے۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ اے فرزند گرامی تم نے کہا نہیں کہ حضرت علی بن حسین نے مجھے دیوار کے پیچے سے آزاری۔ کہ اے محمد آ۔ اور عبدی آؤ کہ ہم تمہارے منظر میں کتاب بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ



سے روایت کی ہے کہ وفات آنحضرت ﷺ میں واقع ہوئی اور مگر شریف آنحضرت ﷺ ستاون سال ہوئی اور مدت امامت انیس سال دو ماہ تھی ابن ماجہ و دیگر علمائے لکھا ہے کہ شہادت آنحضرت ﷺ حکم ابراہیم بن ولید واقع ہوئی۔ اور حضرت کوزمہ روایا اور بعضوں نے ہشام بن عبد الملک کو بھی لکھا ہے اور روایت قلب راوندی بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ شہادت آنحضرت ﷺ حکم عبد الملک واقع ہوئی۔ یہ روایت مخالف اول مشہورہ و نوارینغ معروفہ ہے۔ اور شاید اس روایت میں ہشام لکھنا رہ گیا ہو۔ اور قبر مقدس بانفاق فریقین بیع میں پہلوئے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ اور جد بزرگوار امام حسنؑ کے واقع سے کلینی نے بسند متبر روایت کی ہے کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام نے بعالم بغار حلت کی جناب صادقؑ ہر شب حکم فرماتے تھے کہ میں حجرہ میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ اس میں جبرائیل روشن کریں۔

\*\*\*\*\*

# باب چہارم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات یا برکات خلاصہ دو دو مان

سرور کائنات امام ششم حضرت مبین المشکلات جعفر بن محمد صادق ع  
فصل اول

بیان نسب و کنیت و لقب و تاریخ ولادت کثیر السعدت

ام شریف حضرت جعفر اور کنیت ابو عبد اللہ اور القاب آنحضرت صابر و فاضل و طاہر و صادق اور مشہور ترین القاب صادق ہے۔ ابن بابویہ نے قطب راوندی سے روایت کی ہے کہ امام زمین العابدین سے پوچھا گیا کہ بعد آپ کے امام کون ہے حضرت نے فرمایا۔ محمد باقر کہ وہ علم کو فگافہ کرتا ہے جو حق فگافہ کرنے کا پھر سوال کیا۔ ان کے بعد کون امام فرمایا جعفر کہ ان کا نام آسمانوں کے باشندوں میں صادق ہے پوچھا انکو خاں صادق کیوں کہتے ہیں۔ حالانکہ سب امام صادق اور آپ کے ہیں حضرت نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر نامدار اور انہوں نے اپنے جد عالی مقدر جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر بن محمد بن علی بن حسین متولد ہوا اس کا نام صادق رکھنا۔ اس کیلئے کہ اس کے پانچویں فرزند کا نام جعفر ہو گا۔ وہ دعویٰ امامت دروغ کر کے خدا پر افترا کرے گا۔ اور خدا کے نزدیک جعفر کذاب مفسق ہے پھر امام زمین العابدین نے گریا فرما کے کہا گو یا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں کہ اس نے خلیفہ جور کو نقص امام زمان یعنی صاحب العصر کی تلاش پر آمادہ کیا ہے منقول ہے کہ حضرت صادق میانہ قد بند نورانی چہرہ رنگ گورا کثیر دہنی تھے اور بال گھونگھروا لے تھے اور خیار مبارک پر ایک خال سیاہ تھا۔ بروایت امام رضا نقیہ آنحضرت اللہ ولی و مصلحتی من خلقہ تھا بروایت معتبر دیگر اللہ خلق کل شیء و بروایت دیگر انت تقنی فاصمعی من الناس و بروایت دیگر۔ و بی مصلحتی من خلقہ تھا ولادت آنحضرت موافق مشہور ۳۳ھ میں ہوئی اور بعض ۳۴ھ اور بعض ۳۵ھ بھی کہتے ہیں مگر انہر یہ ہے کہ ستر ہویں ماہ ربیع الاول کو ولادت باسعادت واقع ہوئی اور ماہ ۳۳ھ میں کسی ہے۔ روز ولادت کو جس جہاں وہ جنم لیا کہتے ہیں۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور مادر

آنحضرتؐ ام فرخہ و دختر قاسم پسر محمد بن ابو بکر ہیں۔ اور مضر نہیں کہ پدر ان و مادر ان انبیاء و اومیامیں کوئی کافر ہو یا منافق اور چاہیے تو یہ ہے۔ انبیاء اور اوصیاء پشت کافر اور شکم کافر میں نہ ہوں۔ اور کھلبے نام ہاں آنحضرتؐ فاطمہؑ تھا۔ کلینی نے بسند معتبر آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ قاسم بن محمد معتمدان و مخصوصان امام زین العابدینؑ سے تھے اور ہماری والدہ ان سے تھیں کہ ایمان لائی تھیں اور پر بیتر کار و نیکو کار تھیں۔ خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے بسند ہائے معتبرہ منقول ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ در بارہ امام کچھ کلام نہ کرو۔ کہ تمہارے سے مقلد ہائے ناقص وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ امام جب شکم مادر میں ہوتا ہے لوگوں کے کلام سنتا ہے اور غصہ کیا ہوا متولد ہوتا ہے اور جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے صد الجقمہ شہادتین بند کرتا ہے اور فرشتہ دونوں انگلیوں کے درمیان اس آئیہ کو لگتا ہے۔ وقت کلمۃ دہک صد قاعدہ لا مبدل لکلمتہ و ہذا السیور اعلم اور جب تباہت فائز ہوتا ہے جن تعالیٰ ایکلئے ہر شہر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ احوال اس شہر کا امام سے عرض کیا

## فصل دوسری بیان ان بعض ظلم و ستم کا جو بابر و سکھ حضرت کو پہنچے

روایت معتبرہ میں منقول ہے کہ ابوالعباس سفاح جو کہ پہلا خلیفہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا اس نے حضرت کو مدینہ سے عراق میں طلب کیا اور بعد مشاہدہ معجزات بسیار و علوم بے شمار مقادیر اخلاق و اطوار آنحضرتؐ اس سے نہ ہو سکا کہ اذیت پہنچائے۔ اس وجہ سے اس نے حضرتؐ کو رخصت کر دیا اور حضرتؐ نے جانب مدینہ معاودت کی۔ جب منصور دوانقی برادر عباس نہ کو رنے احکام منصور دوانقی مشیت حضرت صادقؑ غضب خلافت کی اور کثرت شیطان و آبداء آنحضرتؐ پر مطلع ہوا۔ دوسری مرتبہ حضرت کو عراق میں طلب کیا۔ اور پانچ مرتبہ یا زیادہ قتل آنحضرتؐ کا ارادہ کیا۔ اور ہر دفعہ معجزہ عظیم آنحضرتؐ سے مشاہدہ کر کے اپنے قصد سے باہر ہا۔ پیناچہ ابن بابویہ و ابن شہر آشوب اور دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ایک روز منصور دوانقی نے جناب صادقؑ کو طلب کیا۔ کہ تھل کر سے۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار حاضر کریں۔ پھر فرش چرمی بچھایا گیا۔ اس وقت مدینہ دربان سے کہا جب وہ آئیں اور میں ان سے مشغول سخن ہوں۔ اور تالی بجاؤں تو ان کو قتل کرنا مدینہ کہتا ہے جب حضرت کو لایا منصور دوانقی کی نظر حضرت پر پڑی کہا مر جانا تو میں آمدی اسے ابو عبد اللہ میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ تمہارا قرض ادا کر کے تمہاری حاجت دوائی کروں۔ یہ کہہ کر بہت ہلکے اور حضرت کو روانہ کیا۔ اور مجھ سے کہہ دیا۔ حضرت کو تیسرے روز مدینہ سے روانہ کرنا جب مدینہ باہر آیا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ وہ تلوار اور فرش چرمی جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ آپ کے لئے تھا۔ آپ نے کونسی دھاڑی تھی کہ اس کی شرارت سے محفوظ رہے

حضرت نے فرمایا میں نے یہ دعا پڑھی تھی اور دعا سے تعلیم کی و بروایت دیگر ربیع پھر کے آیا اور منصور سے کہا کہ سب سے آپ کا ختم و غضب مبدل بنو خنود ہی ہوا منصور نے کہا اسے ربیع جب وہ میرے گھروں آئے اس وقت میں نے ایک بہت بڑے تڑپے کو دیکھا کہ وہ میرے قریب آیا وہ اپنے دانت بھر پر جاتا اور بزبان فصیح کہتا تھا اگر کچھ بھی گزردا سیب امام زمان کو تو نے پہنچائی جان لیو تیرا گوشت استخوان سے جدا کر دوں گا پس میں نے اس خوف سے ایسا کچھ کیا۔ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے جب منصور ناشکور جس رات حج کو آیا۔ بمقام ربیع پہنچا۔ ایک روز جناب صادق پر شمشاد گیا اور ابراہیم بن جلد سے کہا جا کے جامہ ہائے جعفر بن محمد کو ان کی گردن میں ڈال دے اور کشاں کشاں میرے پاس حاضر کر۔ ابراہیم نے کہا جب میں باہر گیا حضرت کو مسجد ابو ذر میں پایا اس وقت مجھے شرم آئی کہ اس کا حکم بجالاؤں۔ پس حضرت کی استین سے لپٹ کے کہنے لگا چلئے آپ کو خلیفہ نے بلایا ہے حضرت نے فرمایا انا لیلئہ وانا الیہ راجعون مجھے دو رکعت نماز کی جہت سے پھر حضرت نے دو رکعت نماز پڑھ کے اور بہت گریہ کر کے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس طرح اس نے تجھے حکم دیا ہے اسی طرح سے چل میں نے کہا قسم سچا۔ اگر یہ مارا بھی جاؤں لیکن اسی طرح نہ لے جاؤں گا میں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور لے گیا مجھے یقین کامل تھا کہ وہ حضرت کو قتل کرے گا جب حضرت نزدیک پردہ ٹھہرے دوسری دعا حضرت نے پڑھی اور داخل مجلس ہوئے جب اس خفی کی نظر حضرت پر پڑی۔

متاب شروع کیا اور کہا قسم سچا میں تم کو قتل کروں گا۔ حضرت نے فرمایا مجھ سے دست بردار ہو کہ میرا زمانہ مصاحبت تیرے ہمراہ بہت کم باقی ہے اور بہت جلد مفارقت ہوگی جب اس خفی نے یہ سنا حضرت کو رخصت کیا اور بیٹی ابن علی کو لقب آنحضرت روانہ کیا اور کہا جا کے دریافت کر ان سے میری مفارقت میرے انتقال کے بعد ہوگی یا ان کی موت سے جب اُس نے جا کے حضرت سے پوچھا حضرت نے فرمایا بلکہ میری موت سے مفارقت ہوگی بیٹی نے پھر آ کے منصور سے یہ خبر بیان کی وہ خفی اس خبر سے بہت خوش ہوا

## حکایت ربیع دربان منصور و القی ایضاً روایت کی ہے کہ ایک روز منصور ملعون اپنے

شقی بیٹھا تھا اس دن کاروز ذبح نام رکھا تھا اسلئے کہ اس عمارت میں غاصی واسطے قتل ویسا مت کے بیٹھا تھا ان دونوں میں جناب صادق کو مدینہ سے طلب کیا تھا اور حضرت آگئے تھے جب کچھ رات گزری تو ربیع دربان کو طلب کیا اور کہا تیری قدر و منزلت جس قدر میرے نزدیک ہے اس سے تو واقف ہے کہ میں نے کس قدر تجھے محرم راز کیا ہے اور اکثر اوقات تجھے ایسے چند راز سے میں نے مطلع کر دیا ہے کہ ان کو اپنے اہل حرم تک پڑھ کر رکھتا تھا ربیع نے کہا یہ سب غلیفہ کا و فوراً شقاق سے بگریں بھی خیر خواہی ہر کار میں پنے سے زیادہ کسی پر گمان نہیں کرتا۔ منصور نے کہا ایسا ہی ہے میں چاہتا ہوں اس وقت تم جا کے جعفر

بن محمد کو جس حال میں پانا اسی طرح میرے پاس سے آنا اور اتنی مہلت بھی نہ دینا کہ اپنی حالت و ہنیت کو بدل سکیں۔ ویسے کہتا ہے میں باہر آیا اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں تہلاک ہوا۔ اس لئے کہ اگر ان کو اس وقت اس لعین پاس لاتا ہوں تو یہ شقی نعمتہ میں بھرا بیٹھتا ہے۔ بیشک حضرت کو قتل کر دینگا اور عقبی میرے ہاتھ سے جائی رہے گی اور اگر سستی دکاہی کر لیا اور حضرت کو نہ لاؤں مجھے قتل کر دینگا بلکہ میری نسل کو قطع کر کے میرا مال لوٹ لے گا۔ مجھے دنیا و آخرت کے اختیار میں تردد ہوا اور میرا نفس دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور میں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ محمد پسر ربیع نے کہا جب میرا باپ گھر میں آیا۔ مجھے بلایا اور میں سب بیٹوں میں جبری دشمنی القلب تھا۔ میرے باپ نے کہا جعفر بن محمد پاس دیوار کی طرف سے گھر میں کود جا اور جس حال میں حضرت کو دیکھتا اسی حال میں لے آنا۔ میں آخر شب حضرت کے مکان میں سیڑھی لگا کے داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت ایک پیرا بن پتے اور رومال قرے باندھے مشغول نماز میں جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے میں نے کہا چلئے غلیظہ نے آپ کو بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا ایک دعا پڑھنے کی مہلت دے کہ نسل کر کے بیتا سفر اور جامعہ پہن لوں میں نے انکار کیا حضرت نے فرمایا یا مجھے نسل کرنے کی مہلت دے کہ نسل کر کے مہیائے مرگ ہوں۔ میں نے کہا حکم نہیں ہے۔ پس ان بزرگ ضعیف کو کہ ستر سال سے عمران کی زیادہ تھی۔ اسی طرح کہ ایک پیرا س پتے تھے۔ سر و پا برہنہ گھر سے باہر لایا جب تھوڑی راہ طے کی۔ جنعت نے حضرت پر غلبہ کیا مجھے ان پر رحم آیا۔ اور اپنے شتر پر میں نے سوار کیا جب روانہ قصر خلیفہ پر پہنچے میں نے سنا کہ خلیفہ میرے باپ کے کہہ رہا ہے۔ اسے رنج و جھجھ پر وائے ہود یرنگی اور وہ نہ آئے کسی یرن کر ربیع باہر آیا۔ جب اسکی نظر حضرت پر پڑی اور اس حال سے ان کو دیکھا رونے لگا اس لئے کہ حضرت سے وہ بہت خلوص رکھتے تھے۔ اور ان جناب کو امام زادہ جانتے تھے حضرت نے فرمایا اسے ربیع میں جانتا ہوں کہ تم میری طرف رجحان رکھتے ہو۔ اس قدر مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھوں اور اپنے پروردگار سے مناجات کروں۔ ربیع نے کہا جو آپ چاہیں کریں۔ یہ کہہ کے منصور پاس گیا۔ وہ لعین نہایت طیش و غضب میں بیٹھا تھا کہ جعفر کو جلدی لاؤ۔ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور دیر تک دانا راز سے لڑائی کرتے رہے جب فارغ ہوئے۔ ربیع باقمہ حضرت کا کپڑے کے داخل قصر ہوا حضرت نے قصر میں بھی ایک دعا پڑھی۔ جب امام قصر کو قصر میں لے گیا۔ اور اس شقی نے حضرت کو دیکھا۔

در میان منصور و امام جعفر صادق گفتگو فرزند ان عباس سے حسد و بغاوت ترک نہیں کرتے ہر چند تم ان کی غزائی ملک میں کوشش کرتے ہو مگر مفید نہیں ہوتی حضرت نے فرمایا قسم

بخدا جو کچھ تو نے کہا۔ اس میں سے میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ تو جانتا ہے۔ کہ ہم زمانہ بنی امیہ میں جو کہ ہم پر ہم  
 دشمن ترین خلق تھے۔ باوجودیکہ ان سے ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر کیا کیا آزار و تم پہنچے۔ مگر ہم ان سے  
 برائی نہ کی۔ پھر تم سے کیوں ایسا کرتے کہ تم خویش نسبتی ہم سے رکھتے ہو۔ اور اشفاق و اطفاف تمہارے ہمارے ہمارے  
 اور ہمارے اقارب کی نسبت بہت ہیں۔ یہ سن کر منصور ایک ساعت سر نیچے کھٹے رہا۔ اور اس وقت وہ  
 ملعون فرشل پر بیٹھا تھا۔ تیکہ کئے تھا۔ اور ہمیشہ مسند کے نیچے تلوار رکھتا تھا کہنے لگا۔ تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہہ کے  
 مسند کے نیچے سے کئی خط نکال کر حضرت کے آگے پھینک دیئے۔ اور کہا یہ خط اہل خراسان کو تم نے ہی لکھے  
 ہیں کہ وہ مجھ سے بیعت شکستہ کر کے تم سے بیعت کریں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے مجھ پر افترا کی  
 ہے۔ میں نے یہ خطوط ان کو نہیں لکھے۔ اور یہ ارادہ میں نے نہیں کیا۔ جب جوانی میں اس عزم پر جرات  
 میں نے نہ کی تو اب اس ضعف و پیری میں ایسا قصد کیوں کروں گا۔ اگر منظور ہو مجھے اپنے لشکر میں مقرر کر دو  
 کہ موت جلدی آجائے اور میری اب موت قریب ہے۔ ہر چند حضرت سخنان نرم آمیز کہتے تھے  
 طیش غضب اس ملعون پر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ پھر تلوار ایک باشت غلات سے کھینچ لی۔ ربیع کہتا ہے  
 جب میں نے دیکھا کہ اس شقی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کا پنے لگا۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ لعین  
 حضرت کو شہید کرے گا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کو غلاف میں کیا۔ اور کہا تمہیں قسم نہیں آتی کہ  
 امن میں چاہتے ہو فتنہ برپا کرو۔ اور خونریزی ہو۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا یہ خطوط میں نے نہیں  
 لکھے میرا کوئی خط اور مہر نہیں ہے مجھ پر افترا کیا ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے پھر تلوار ایک باشت کے  
 باہر نیام سے کھینچ لی۔ اس وقت میرا یہ قصد ہوا۔ کہ اگر یہ شقی مجھے قتل حضرت کا حکم دے گا۔ تو یہ تلوار لے کر  
 اپنے اوپر ماروں گا۔ اگر یہ میرے اور میری اولاد کے ہلاک کا باعث ہو۔ اور حق حضرت میں تو میں نے  
 اس سے پہلے کہا تھا تو بہ کی۔ بعد اسکے اس شقی کی آتش کینہ اور زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور تلوار غلاف سے تمام  
 کھینچ لی حضرت اس بد بخت کے سامنے کھڑے منتظر شہادت تھے اور ہر چند مندر کرتے تھے۔ وہ ملعون  
 قبول نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ساعت سر تھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کے کہا۔ تم سچ کہتے ہو اور مجھ سے  
 مخاطب ہو کے کہا۔ اسے ربیع میرا خاص شیشہ عطر کا جلدی لا جب میں لایا۔ اس نے حضرت کو نزدیک بلا  
 کے اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور خوشبو لے کر محاسن مبارک اس حضرت کو خوشبو کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ میرے گھوڑوں  
 میں جو سب سے اچھا ہو حاضر کرو۔ اور حضرت کو اس پر سوار کر کے دس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ اور  
 ان کے ہمراہ انکے مکان تک مجھے جانے کا حکم دیا اور کہا۔ اختیار ہے خواہ نہایت سلاحت و حرمت و کرامت  
 سے ہم میں ہیں اور اگر چاہیں اپنے جد بزرگوار کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ ربیع نے کہا اس حکم سے



میں شاد و خوشحال قعر سے باہر آیا۔ اور اس بارہ میں جو کچھ اس شقی نے آنحضرت سے ارادہ کیا تھا۔ اور آخر میں جو حکم مجھے دیا۔ نہایت تعجب تھا۔ جب میں صحن تھریں پہنچا میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جو کچھ اول اسکا لہد تھا اور آخر میں جو حکم مجھے اس نے دیا۔ اس سے مجھے تعجب ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں یہ اس کا کار ہے جو آپ نے بعد نازک کے طلادت کی۔ اور دوسری وجہ جو کہ آپ نے قعر میں پڑھی۔ حضرت نے فرمایا دعائے اول دعا کرب و شدائد اور دعائے دوم میں وہ دعا تھی جو حضرت رسول نے بروز جنگ احزاب پڑھی تھی۔ اسے ریح اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ منصور آزرہ ہوگا۔ تحقیق کہ یہ روپرہ تھے بخش دیتا۔ لیکن وہ کھیتی جو مدینہ میں ہے اور قبل اسکے دس ہزار درہم قیمت تو اسکی مجھے دیتا تھا۔ اور میں نے تیرے ہاتھ فروخت نہ کی تھی۔ وہ تجھے میں نے بخشش دی۔ ریح نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں وہ دونوں دعائیں آپ مجھے بھی تعلیم کریں سوائے اسکے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ حضرت نے فرمایا ہم اہل بیت جو کچھ سے ملتا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے وہ دعائیں بھی میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ جب ہمراہ رکاب سعادت اکتاب مکان حضرت میں پہنچا حضرت نے وہ دعائیں پڑھیں اور میں نے لکھیں۔ بعد اسکے ایک تمک اس مرزاد کا حضرت نے میرے نام لکھ کے مجھے دے دیا۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جس وقت آپ کو میں اس ملعون پاس لے گیا، اور آپ مشغول نماز ہوئے وہ شقی طیش میں غضبناک ہوئے آپ کو طلب کرتا تھا۔ لیکن آپ کو مطلق خوف و اضطراب نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا جس کے دل میں جلالت و عظمت خداوند ذوالجلال جلوہ گر ہے اسکی نظر میں شان و شوکت مخلوق نہیں آتی جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے۔ بندوں سے پرواہ نہیں کرتا ریح نے کہا جب میں غلیظہ پاس گیا، اور غلیظہ ہوا۔ میں نے کہا۔ ایہا الامیر شب گذشتہ امویب کلاب آپ سے شاہد ہوئے۔ پہلے آپ نے اس طیش و غضب میں شاب صادق کو طلب کیا اور اسقدر میں نے کب کو غضب آلود کبھی نہ دیکھا تھا یہاں تک کہ تلوار ایک باشت طلاف سے آپ نے کھینچی اور پھر بقدر ایک ہاتھ اور بعد اس کے پوری تلوار کھینچی۔ بعد ازاں اپنے قدم سے آپ باز لے اور آگے تھپتھپ کر سطر خاص سے جس سے کبھی آپ اپنے فرزندوں کو بھی خوشبو نہ کرتے تھے اس سے ان کو خوشبو کر کے ان کا اکرام کیا۔ اور مجھے انکی مشابہت کا حکم دیا۔ اس کا سبب کیا تھا منصور نے کہا۔ اسے ریح میں کوئی راز ہے پوشیدہ نہیں کرتا۔ لازم ہے اسے پنہاں رکھنا کہ فرزند ان فاطمہ اور شیمان علی نہ کہیں سن لیں کہ انکا موجب عزت و شرف ہو مجھے ان کے مفاخر جو کہ درمیان مردم مشہور اور زبان زد خلق ہیں کافی رہیں۔

**معجزہ صادق آل محمد زبانی منصور و النقی** منصور نے کہا۔ اسے ریح اس وقت جو کوئی قعر میں ہوا سے نکال دو۔ جب حنیہ ہوا میں

اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا: اب سوائے میرے اور تمہارے اور خدا کے کوئی اس تصریح نہیں ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اگر اس میں سے ایک کلمہ بھی کسی سے سنوں گا تم کو اور تمہارے فرزندوں کو قتل کر کے تمہارا مال لوٹ لوں گا پھر کہا: اسے ریح جب میں نے انہیں طلب کیا مجھے یہی ضد تھی کہ قتل کروں اور ان کا کوئی عذر نہ سنوں۔ ان کا زندہ رہنا ہر چند وہ خروج نہ کریں بجز اللہ بن حسن اور ان لوگوں سے جو خروج کرتے ہیں زیادہ تر گراں ہے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں، انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو لوگ امام جانتے ہیں اور ان کو واجب الطاعتہ سمجھتے ہیں یہ جمیع خلق سے عالم تر اور زاہد و خوش اخلاق زیادہ ہیں۔ زمانہ یعنی امیر میں ان کے احوال سے مجھے اطلاع تھی۔ جب پہلی دفعہ میں نے ان کے قتل کا قصد کیا اور تلوار ایک بالشت خلافت سے کھینچی۔ جناب رسول خدا میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ حضرت رسولؐ تمہارے مبارک کھولے اور آستین چڑھائے جیسے یہ جیسے خشتناک مجھے دیکھتے تھے اس وجہ سے میں نے تلوار خلافت میں کر لی اور جب دوسری مرتبہ قصد قتل کیا اور تلوار کو پہلی دفعہ سے زیادہ کھینچا۔ پھر جناب رسول خدا کو اول دفعہ سے زیادہ قریب اور پہلے سے زیادہ خشتناک دیکھا اور آنحضرت نے مجھ پر ایسا حملہ کیا، اگر میں قصد قتل جعفر کرتا، اس وقت حضرت رسولؐ مجھے قتل کرتے، اس وجہ سے پھر میں نے تلوار خلافت میں کر لی تیسری دفعہ جرات کر کے میں نے اپنے دل میں کہا یہ سب کرشمے جن کے ہیں ان کا خیال نہ چاہئے یہ سوچ کہ پوری تلوار میں نے برہنہ کی، اس دفعہ میں نے دیکھا جناب رسول خدا دامن آستین اٹھے ایسے غضب آلود برافراختہ میرے قریب آئے، کہ نزدیک تھا مجھ پر حملہ کریں، اس سبب سے بھی اس ارادہ سے باز رہا۔ یہ لوگ فرزندانِ فاطمہ میں ان کے حق سے جاہل نہیں ہونا اگر وہ شخص جو شریعت سے بہرہ نہ رکھتا ہو، کوئی تم سے یہ کیفیت سنے اس کا خیال رکھنا۔ محمد بن ریح نے کہا میرے باپ نے یہ قصد مجھ سے بھی نقل نہ کیا۔ مگر جب مہدی موسیٰ و ہارون و محمد امین قتل ہو گئے تب بیان کیا۔ ایضاً بعد معتبر صفوان جمل سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بعد قتل محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ بن حسنؑ نزدیک منصور روانق گیا اور کہا۔ جعفر بن محمد نے اپنے غلام علی بن غیس کو بھیجا کہ یسوعوں سے مال اور ہتھیار لے کر خروج کریں اور محمد بن عبد اللہ نے بھی انہیں کی اعانت سے خروج کیا تھا۔ یہ سن کر وہ ملعون نہایت غضب ناک ہوا۔ اس وقت اپنے چچا داؤد عامل مدینہ کے نام مکن نامہ لکھا، کہ بہت جلد جعفر بن محمد کو میرے پاس بھیج دے اور وہ نے وہ نامہ صادق پاس بھیجا، اور کہا۔ کل کے روز روانہ ہونا مناسب ہے صفوان کہتے ہیں، حضرت نے مجھے طلب فرما کے حکم دیا، کہ ایک اونٹ میرے لئے لاؤ کل بجانب عراق جاؤں گا۔ یہ فرما کے اٹھے اور مسجد حضرت رسولؐ میں جا کے چند رکعت نماز ادا کیں اور ہاتھ دھوا کیلئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی جو ہر دن میں اونٹ لایا، حضرت سوار ہو کے متوجہ عراق ہوئے جب منصور کے شہر میں داخل ہوئے، اس کے روز وہ پہنچے

اہلزت چاہی اور داخل ہوئے منصور و واقعی شقی نے اول اکرام و اعزاز کیا اس کے بعد کتاب فرود کر کے کہا ماضی ہو میں نے سنا ہے کہ محلے تمہارے لئے مال اور ہتھیار جمع کرتا ہے حضرت نے فرمایا معاذ اللہ یہ مجھ پر افسوس ہے منصور نے کہا بطلاق و عنانی قسم کھاؤ حضرت نے فرمایا میں نے خدا کی قسم کھائی تو نے قبول نہ کی اب مجھ سے کہتا ہے کہ سوگند ہائے بدعت کھاؤں منصور نے کہا مجھ سے اظہار و انائی کرتے ہو حضرت نے فرمایا کیوں نہ کریں حالانکہ ہم معدن علم و حکمت میں منصور نے کہا اس وقت میں اسکا اور تمہارا سامنا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ خبر بیان کی ہے کہ وہ تمہارے سامنے کہے ہی وقت کسی کو بھیج کے اس کا ذب کو بلایا اور حضرت نے اس کے سامنے اس سے پوچھا اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے اور جو کچھ میں نے کہا انکے حق میں صحیح ہے حضرت نے اس سے کہا تو قسم کھائے گا۔ اس نے کہا ہاں اور قسم کھانی شروسا کی یہی کہا۔ واللہ الذی لا الہ الاہو الطالب الغالب المحی القیوم حضرت نے فرمایا جلدی نہ کر جس طرح میں کہوں۔ اسی طرح قسم کھا بنہو نے کہا یہ جو قسم اس نے کھائی اس میں کیا برائی ہے حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ سبحانہ صاحب جبار اور کریم ہے جو کوئی اسکے صفات کما لہ اور اس کے رحم و کرم کی مدح کرتا ہے۔ خدا اس کا معالجا و معقوبت نہیں کرتا پس حضرت نے فرمایا اسی طرح کہے حول و قوۃ خدا سے بیزار ہوں اور داخل اپنے حول و قوۃ میں ہوں اگر اسی طرح نہ ہو جو میں نے کہا جب اس نے اس طرح قسم کھائی فوراً زمین پر گر کے بعد اب الہی واصل ہوا منصور یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ترساں و خوفناک ہو کے کہا پھر کبھی کسی کا کلام آپ کے بارہ میں قبول نہ کروں گا۔

ایضاً محمد بن عبد اللہ سکندری  
**صادق اکمل محمد اور منصور و واقعی کے درمیان کلام**

کہا میں مصاحب خاص و محرم اسرار منصور و واقعی سے تھا ایک روز اس کے پاس گیا اور اسے نہایت مغموم پایا کہ وہ آہ سرد بھرتا تھا اور اندوہناک تھا میں نے کہا اے امیر آپ کا سبب اندوہ و غم کیا ہے اس ملعون نے کہا ایک قتل و اولاد فاطمہ سے میں نے ہلاک کئے ہیں مگر ان کا بزرگ اور سردار باقی ہے اور اس کے مقدمہ میں کوئی سید نہیں بن پڑتا۔ میں نے کہا وہ کون ہے اس نے کہا وہ جعفر بن محمد ہیں میں نے عرض کیا اے امیر ان کو کثرت عبادت سے لائزاد و شغل قرب و محبت خدا نے ان کو طلب ملک و خلافت سے غافل کر دیا ہے اس نے کہا میں جانتا ہوں تو ان کی امامت پر اعتقاد رکھتا ہے میں بھی انکی بزرگی جانتا ہوں لیکن ملک عقیم ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ قبل از شام اس اندوہ سے فارغ ہو جاؤں ، راوی کہتا ہے جب میں نے اس سے یہ کلام سنا مجھ پر نہ تنگ ہوئی اور میں نہایت نلگین ہوا اس شقی نے جلاو کو بلا کے علم دیا کہ جب میں جعفر صادق کو بلاؤں اور باتوں میں لگا کے اپنی ٹوپی سے تار کے زمین پر رکھوں اسی وقت ان کو تھیل کرنا۔ یہ میں نے نجد کو پہچان تجاری ہے اور اسی وقت کسی کو بھیج کے حضرت کو طلب

کیا جب جناب صادق داخل قصر ہوئے۔ میں نے دیکھا وہ تھرشل کٹلی متحرک ہوا جس طرح کشتی پانی میں مضرب ہوتی ہے۔ ناگاہ منصور اٹھ کے حضرت کے استقبال کو سر دیا۔ برہنہ دوڑا۔ تمام بدن کے اعضا کانپنے اور دانت بچنے تھے۔ کبھی رنگ سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا۔ پھر حضرت کو نہایت آرام و اعزاز سے لاکے اپنے تخت پر بٹھایا اور دو زانو ہو کے حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ مثل اس غلام کے جو اپنے آقا کی خدمت میں بیٹھے اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس وقت کیوں تشریف لائے حضرت نے کہا۔ باطاعت خدا اور حضرت رسول تیرے کہنے سے آیا۔ اس شقی نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا۔ آدمی کو دھوکا ہوا اب چونکہ آپ تشریف لائے ہیں جو کچھ حاجت ہو اسے بیان کیجئے حضرت نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ مجھے بغیر ضرورت نہ بلایا کر۔ اس نے کہا بہت اچھا پھر حضرت اٹھ کے باہر تشریف لائے اور میں نے حمد خدا ادا کیا کہ حضرت کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچی جب حضرت باہر تشریف لے گئے منصور نے لحاف مالگا۔ اور سو رہا آدمی رات تک بیدار نہ ہوا جب جاگا دکھا میں اسکے سر پر بیٹھا ہوں۔ اس نے کہیں نہ جانا جب تک کہ اپنے ناز ہلکے قضا ادا نہ کروں تم سے بھی ایک تھمہ نقل کروں گا جب نماز سے فارغ ہوا کہا جس وقت جناب صادق کو یہ نقل کے ارادہ سے بلایا۔ اور حضرت میرے قصر میں داخل ہوئے کیا دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا اثر ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا منہ کھول کے اپنے اوپر کاتا لوالا لائے قصر اور نیچے کاتا لوزیر قصر رکھ کے اپنی دم گھوڑا اور مکان پھرائی۔ اور بزبان عربی فصیح مجھ سے کہا۔ اگر امام جعفر صادق سے بدی کا ارادہ کرے گا تجھے اور تیرے مکان اور قصر کو ابھی نکل جاؤں گا۔ اس حال کے مشاہدہ سے میری عقل جاتی رہی اور میرے بدن میں کپکپی اس درجہ ہوئی کہ دانت بچنے لگے آدمی کہتا ہے میں نے کہا۔ یہ امور ان سے عجیب نیز نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے پاس ایسے اسمائے عظیم اور دعائیں ہیں کہ اگر رات پر پڑھیں دن ہو جائے اگر دن پر پڑھیں رات ہو جائے۔ اگر مومہ جائے دریا پر پڑھیں ساکن ہو جائیں۔ پس کئی روز کے بعد میں نے رخصت مانگی کہ زیارت کو جاؤں اس نے مجھے اجازت دی اور منع نہ کیا۔ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا وہ دعا جو آپ نے قصر کے قصر میں داخل ہوتے پڑھی تھی۔ مجھے بھی تعلیم کیجئے۔ حضرت نے وہ دعا مجھے تعلیم فرمائی۔ ایضا روایت کی ہے کہ ربیع دربان نے کہا۔ ایک روز مجھے منصور نے بلا کے کہا تم دیکھتے ہو کہ حضرت محمد کی طرف لوگ مجھے کیا کیا نقل کرتے ہیں قسم بخدا ان کی نسل کو قطع کروں گا۔ پھر اپنے ایک امیر کو بلا کے حکم دیا کہ ہزار نظر اپنے ہمارے کے مدینہ ہماؤ اور بے خبر امام جعفر صادق کے مکان میں جا کے ان اور ان کے فرزند موسیٰ کا سر کاٹ کے لاؤ۔ جب وہ امیر داخل مدینہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا دو اونٹ لاکے گرد مکان باندھ دو اور اپنی اولاد کو جمع کر کے محراب عبادت میں بیٹھے اور مشغول دعا ہوئے۔ امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ اس وقت میں کھڑا تھا۔

جب وہ امیر اپنا لشکر میرے دروازہ پر لایا۔ اور اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ان دونوں آٹھوں کے سر کاٹ لو۔ اس کے بعد واپس گیا۔ جب منصور پاس پہنچا۔ کہا جو کچھ آپ نے کہا تھا۔ اسکی میں نے تعمیل کی۔ یہ کہہ کے تعمیلی منصور پاس رکھ دی۔ جب منصور نے اس تعمیل کا منہ کھولا۔ آٹھوں کے دوسرے دیکھ کے کہا۔ یہ کیا ہے اس نے کہا۔ اسے امیر جب میں داخل خانہ امام جعفر صادق ہوا میرا سر پھرنے لگا۔ اور گھر میری نظریں تاریک ہو گیا۔ اس میں وہ آدمی مجھے دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا یہ دونوں جعفر اور موسیٰ ان کے پسروں۔ لہذا میں نے حکم دیا کہ ان دونوں کے سر کاٹ لو۔ اور میں یہاں ان سردوں کو لایا ہوں۔ منصور نے کہا۔ ہرگز ہرگز جو کچھ تو نے دیکھا کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور کسی کو اس عجز کی اطلاع نہ دینا۔ پس جب تک منصور زندہ رہا۔ کس سے میں نے اس قصہ کو بیان نہ کیا۔

## فصل تیسری: بیان شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ وفات آنحضرت ۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ مشہور زیادہ یہ ہے کہ ماہ شوال میں آپ نے وفات فرمائی۔ اور بعضوں نے دو شنبہ پندرھویں ماہ رجب سنہ مذکور لکھی ہے اور اکثر مکر شریف پینسٹھ سال اور بعضے اڑسٹھ سال لکھتے ہیں اور کشف الغمہ میں اکثر ۳۷ سال کی روایت کی ہے ابن شتاب نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ ہنگام وفات عمر شریف حضرت پینسٹھ سال یا اڑسٹھ سال ۳۷ھ میں تھی۔ ولادت با معلوت ۳۲ھ میں ہوئی۔ ہمراہ جد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام بارہ سال اور چند روز ہے و بروایت دیگر پندرہ سال رہے اور ہمراہ پدر بزرگوار آئیس سال اور بعد پدر بزرگوار آئیس سال اور بعد پدر بزرگوار چونتیس سال زندہ رہے۔ کلینی نے بسند معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ جناب صلوات ہنگام وفات ۳۷ھ تھا پینسٹھ سال کے تھے اور ایام امامت آنحضرت پدر بزرگوار چونتیس سال کے تھے اور لکھا ہے کہ ایام امامت آنحضرت بقیہ سلطنت ہشام بن عبد الملک و محمد ولید بن عبد الملک نے خلافت ولید بن یزید و بادشاہت ابراہیم بن ولید و ملک مروان ملاحظہ پس ابو مسلم نے ۳۷ھ میں خروج کیا۔ اور عبد اللہ سفاح عباسی خلیفہ ہوا۔ اس نے چھ سال آٹھ مہینے خلافت کی۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے منصب خلافت کر کے۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے منصب خلافت کر کے ایک سال گیارہ مہینے بادشاہی کی اور اسی بادشاہی کے دسویں سال و بروایت دیگر دوسرے سال جناب صادق اپنے اہل اکرام سے ملحق ہوئے۔ و بتول دیگر جملہ ائمہ امامت آنحضرت زمانہ بادشاہی ابراہیم بن ولید تھی۔ ابن بابویہ اور دیگر علماء نے لکھا ہے کہ حکم منصور ملعون آنحضرت کو شہید کیا اور لکھا ہے انکو زہر آلود آنحضرت کو کھلائے۔ اور با اتفاق علماء ان کو بقیع میں ان کے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ کلینی نے ابن بابویہ برقی و دیگر علماء نے روایت کی ہے



اُسے تھے اُنکے پاس ایک اسرائیلی آیا ابو حمزہ شمال نے اس اسرائیلی سے پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا امام  
جعفر صادق نے انتقال کیا ابو حمزہ شمال اس خبر و حشت اثر کے سننے سے ایک نعرہ مار کے ہوش ہو گئے۔  
جب ہوش آیا۔ پوچھا کسے حضرت نے وصی کیا ہے۔ اس نے کہا تین شخصوں کو وصی کیا ہے۔ بعد اللہ اذ فطخ و  
موسىٰ کاظم و منصور ذوالقنی کو یہ سن کے ابو حمزہ شمال تبسم ہوئے اور کہا الحمد للہ کہ ہم کو حضرت نے سخی ہدایت  
فرمائی۔ کہا حق کو تم نے کہاں سے جانا ابو حمزہ نے کہا۔ وصیت منور ظاہر ہے۔ کہ تقیہ کے واسطے ہے اس وجہ  
سے کہ حضرت کے وصی کو قتل نہ کرے اور اپنے فرزند خرد موسیٰ کاظم کو اپنے فرزند بزرگ عبد اللہ اذ فطخ کے  
ہمراہ دعایت میں اسلئے فریک کیا کہ لوگ جانیں کہ عبد اللہ اذ فطخ قابل امامت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر فرزند  
بزرگ کوئی علت اپنے بدن یا دین میں نہ رکھتا ہو لازم ہے کہ وہی امام ہو اور عبد اللہ اذ فطخ کے فیل یا قتل  
اور دین بھی اس کا ناقص تھا۔ اور احکام شریعت سے جاہل تھا۔ اگر وہ کوئی علت نہ رکھتا۔ وہی کافی تھا اس  
سبب سے میں نے جانا کہ امام بحق موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں۔ اور ذکر ان دونوں کا مصلحتاً ہے۔

## فصل چوتھی

بیان ان بعض ظلم و ستم جو کہ آنحضرت کے تیزوں اور شیعوں پر ہوئے  
ابن بابویہ نے روایت کی ہے۔ کہ جب منصور ذوالقنی ملعون بغداد شہر میں عمارتیں بنواتا تھا۔ اولاد حضرت  
امیر المؤمنین کو تلاش کر کے جے پاتا تھا۔ ستونہائے عمارت میں چبڑا دیتا تھا۔ اور وہ بزرگ اسی طرح شہید  
ہوتے تھے۔ ایک دن ایک طفل خوش رو و خوش خو کو فرزند ان امام من سے لائے اور معار کو دے دیا۔  
اسنے اس امام زادہ مظلوم کو درمیان ستون رکھا اور ایک شخص کو نگہبان کیا۔ کہ اسکے ساتھ چن درں جب  
اس معار کی نظر جمال بے مثال پر اس طفل کے پڑی۔ اسے رحم آیا۔ اور نہ ہو سکا۔ کہ اس معصوم کو ہلاک  
جب ستون میں پھنسنے لگا۔ ایک درخندان اس نے سانس لینے کیلئے بنا دیا۔ اور کہا۔ اے بے گناہ تم گنہ  
ہو نا۔ کہ میں بہت جلد آ کے تھے اس جہلکے سے نجات دوں گا۔ جب رات ہوئی۔ اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا  
آرام میں مشغول ہوئے وہ معمار اس ستون کے قریب آیا۔ اور اس طفل کو اس ستون سے نکال کے کہا۔  
جوان میں نے تم پر رحم کیا۔ تم بھی مجھ پر رحم کرو۔ میرے خون اور سب کارگروں کے خون میں جو میرے  
ہمراہ ہیں شریک نہ ہونا اور وہ یہ ہے کہ تم نظر میں ہے نہاں ہو جاؤ اور اپنی صورت تبدیل کر دو کہ تم

کوئی بچان نہ سکے میں نے اس شب ندر میں آکے تھیں نجات دی۔ اور اپنے کو خوف و بیم میں فقط اسی خیال سے متلا  
 کیا کہ برزق قیامت تمہارے بعد جناب رسول خدا مجھ سے مخاطب نہ کریں یہ کہہ کے کسی اور اڑنے سے جو کہ معذروں کے  
 پاس ہوتے ہیں۔ گیسوان کے کاٹ ڈالے اور کہا۔ اس شہر سے چلے جاؤ۔ اور اپنی ماں پاس نہ جاؤ۔ کہ مبلوا میں  
 رسوا ہوں۔ اس طفل نے کہا چونکہ تمہارے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ میں اپنی ماں پاس نہ جاؤں تم نے مجھ  
 پر احسان کیا۔ اور مجھے نجات دی۔ اب لازم ہے کہ میری ماں پر بھی احسان کرو۔ اور انہیں خبر پہنچا دو کہ تمہارا  
 پسر زندہ ہے۔ شاید ان کا جزع و فزع اور نالہ و زاری میں سکون ہو۔ اور یہ میرے گیسوان کے پاس بطور نشان  
 لے جاؤ کہ تمہارے کلام کی انہیں تصدیق ہو۔ یہ کہہ کے وہ معصوم اسی شب پنہاں روانہ ہو گیا اور کسی نے  
 نہ جانا۔ کہاں گیا۔ اس معمار نے کہا۔ اس کے بعد میں گیا۔ اور ان کی ماں کا مکان تلاش کیا۔ جب قریب مکان  
 پہنچا۔ صدائے گریہ و زاری اس بیدہ مظلومہ کی میرے کان میں آئی پھر میں نے جا کے فرزند کی خبر حیات بیان  
 کی وہ بیدہ خوش ہو گئیں اور میں واپس آ گیا







برہہ فروش پاس گئے۔ اس نے کہا جس قدر کینیز میں میرے پاس تھیں سب فروخت ہو گئیں۔ گرہاں دو کینیزی میرے پاس موجود ہیں کہ ایک دوسرے سے بہتر ہے۔ میں نے کہا انہیں لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں جب انہیں باہر لایا میں نے کہا۔ جو یہ کینیز دوسری کینیز سے بہتر ہے کتنے کو دو گے۔ اس نے کہا آخری قیمت اس کی ستر دینار ہیں میں نے کہا۔ اگر کچھ کم قیمت کو احسان ہوگا۔ اس نے کہا کم نہیں ہو سکتا میں نے کہا اس تھیل میں جس قدر چپہ بہتے ہم خرید سکتے ہیں ایک مرد سفید ریش اس کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا اس تھیل کو کھول کے شمار کرو۔ اس برہہ فروش نے کہا۔ بیکار نہ کھولو۔ اگر ستر دینار سے ایک جہد کم ہوگا فروخت نہ کرونگا۔ اس مرد پیر نے کہا کھول کر گنو۔ جب میں نے تھیل کھول کر گنی ستر دینار تھے۔ پس اس کینیز کو میں نے خرید کیا اور خدمت ام حضرت لے گیا اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرت میں حاضر تھے جو کچھ گداز تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے مجھے آفرین کہہ کے اس کینیز سے سوال کیا تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا میرا نام حمیدہ ہے حضرت نے فرمایا۔ دنیا میں پسندیدہ اور آخرت میں حمد و ثنا کش کر وہ ہوگی۔ مجھے فر دو۔ باگہ ہو شینہ۔ اس کینیز نے کہا باگہ ہوں حضرت نے فرمایا کوئی کینیز دست فروشوں پاس نہیں آتی جسے وہ قاصد نہ کر دیتے ہوں۔ تم کیونکر باگہ رہیں اس کینیز نے کہا جب وہ میرے پاس آتا تھا۔ اور مقاربت کا ارادہ کرتا تھا۔ خدا بند عالم ایک مرد سفید ریش کو اس پر مسلط کرتا تھا کہ اسکے منہ پر طمانچہ مار کے اس کو اس فعل سے منع کرتا تھا اور کرنا ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور ہر دفعہ وہ مرد پیر اس کا مانع ہوتا تھا حضرت نے فرمایا اسے جعفر اس کینیز کو تمہارے جاؤ یہ تم سے ہے اور اس کینیز سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا کہ وہ بہتوں اہل زمین ہوگا۔

بسنہ معتبر دیگر روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا حمیدہ  
**حال حضرت حمیدہ خاتون** خاتون پاک و پاکیزہ ہر کثافت و ویب سے مثل شمشیر طلانی خاص  
 تھی۔ اور ہمیشہ بحکم حق تعالیٰ ملائکہ نے اس کی حراست و نگہبانی کی۔ کہ بیگانہ کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے یہاں تک کہ  
 میری بزرگواری اور میرے بعد بزرگواری حجت خدا کیلئے مجھے ملی۔ و بروایت دیگر حمیدہ نے قبل اس  
 کے کہ حضرت نے فریاد خواب میں دیکھا کہ چاندان کے دامن میں اتر آیا کلینسی و مفعل و برقی و دیگر علماء  
 نے بسند ہائے معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد  
 ہوئے اسی سال ہمراہ جناب صادق کے حج کو گیا جب ہم منزل ابواہس پہنچے حضرت نے میرے لئے  
 چاشت طلب فرمائی اور نہایت لطیف چاشت آئی۔ اثنائے چاشت خودی میں ایک قاصد حمیدہ کی طرف  
 سے بسند مت آنحضرت حاضر ہوا۔ حمیدہ خاتون نے کہا بھیجا۔ اب مجھ میں اثر وضع عمل ظاہر ہوئے ہیں۔  
 حضرت نے کہا بھیجا۔ جب اثر ظاہر ہو مجھے اطلاع دینا۔ کہ یہ فرزند مثل اور فرزندوں کے نہیں ہے یہ سن  
 کے حضرت شاد و خوشحال اٹھ کے متوجہ شمیم حرم ہوئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت شگفتہ و خندان ہم سب

لوگوں پاس تشریف لائے میں نے کہا خدا ہمیشہ آپ کے دین شریف کو خنداں اور آپ کے دل کو شادمان رکھے۔ مجھے خبر دیجئے کہ حمیدہ خاتون کا کیا حال ہے حضرت نے فرمایا مجھے خدا نے ایسا پس عطا فرمایا ہے جو بہترین خلق خدا ہے اور حمیدہ نے مجھے اس فرزند کے ایک ایسے امر کی اطلاع دی کہ میں اس امر پر اس سے زیادہ مطلع تھا میں نے عرض کیا آپ پر سے فلا ہوں..... کس چیز کی حمیدہ نے آپ کو خبر دی حضرت نے فرمایا جب وہ مولد مبارک زمین پر آیا اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کے اپنا سر جانب آسمان بلند کر کے کہا۔ میں نے حمیدہ سے کہا ولادت حضرت رسول اور ولادت ہر امام کے بعد آنحضرت کے اسی طرح ہے میں نے کہا۔ آپ پر سے فلا ہوں۔ یا حضرت یہ کون سے علامت امام کیلئے ہے حضرت نے فرمایا جہاں فرشتے جہد بزرگوار کا نطفہ منعقد ہوا ایک فرشتہ میرے جہد بزرگوار کے بعد عالی مقلدہ پاس آیا جبکہ وہ خواب میں تھے اور ایک شربت آسمان سے جو کہ پانی سے زیادہ صاف اور دودھ سے زیادہ سفید اور مسکے سے زیادہ نرم اور شیر سے زیادہ شیریں اور برت سے زیادہ ٹھنڈا تھا حضرت کے لیے لایا اور حضرت نے نوش کیا اس فرشتہ نے پلا کے مقابرت کیلئے عرض کیا حضرت نے یس کر شاد و خوشحال اٹھے اور اپنی زوجہ سے مقاربت فرمائی۔ پس جیسے جہد بزرگوار کا نطفہ اس پانی سے منعقد ہوا اور اسی طرح وقت انعقاد نطفہ پر بزرگوار وہ فرشتہ میرے جہد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت حضرت کے لئے لایا اور وقت انعقاد میرے نطفہ کے وہ فرشتہ میرے جہد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت لایا۔ اور جس شب اس فرزند کا نطفہ منعقد ہونے والا تھا اسی شب وہ فرشتہ میرے پاس آیا اور وہ شربت میرے لئے لایا میں نے وہ شربت پی کے حمیدہ سے مقابرت کی۔ اسی وقت اس مولود کا نطفہ شکم حمیدہ میں منعقد ہوا پس لازم ہے اسے پہچانے اور جانو کہ میرے بعد وہی امام ہے اور نطفہ ہر امام کا اس شربت سے منعقد ہوتا ہے جس کی مین نے تم کو خبر دی جب وہ نطفہ مبارک چار مہینہ شکم مادر میں رہتا ہے حق تعالیٰ اس کی روح مقدس کو بدن سے منعطف کرتا ہے۔ اس وقت ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے جس کا حیوان نام ہے وہ فرشتہ اس آیت کو دائیں بازو پر لکھتا ہے۔ **وَلَمَّا كَلَمْنَا رَبَّكَ فَوَعَدْنَا لَدُنَّكَ الْمَبْدُلَ لَكَلَّمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** اور جب امام شکم مادر سے باہر آتا ہے ہاتھ زمین پر رکھ کے اپنا سر بجانب آسمان بلند کرتا ہے اور منادی کی آواز سنتا ہے۔ وہ منادی از جانب رب العزت افتخار علی و عرض حق تعالیٰ کے قریب سے تین مرتبہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام ہے کہ کہتا ہے کہے فلاں بن فلاں ثابت رہے تجھے ایک امر عظیم کے لیے میں نے خلق کیا ہے تو ہی میری تمام مخلوق سے میرا بڑا بیٹا اور میرا محل اسرار اور میرا صندوق علوم اور وحی آسمانی پر میرا امین اور زمین پر میرا خلیفہ ہے تیرے اور تیرے دوستوں پر اپنی رحمت کو میں نے واجب کیا اور ہشتیوں کو بخش دیا ہے تم کو اپنے چار رحمتیں جگہ دو نگا

اپنے جلال و عزت کی میں قسم کھانا ہوں کہ تمہارے دشمنوں کو بدترین عذاب ہائے الیم معذب کرونگا۔ ہر چند فیاض میں ان کی روزی فراخ کرونگا۔ جب یہ آواز منادی کی تمام ہوئی امام اس کے جواب میں اس ہیئت پر جس طرح ہے کتاب ہے۔ شہید اللہ انہ لاله الاھو واللانکة واولعدمو قانما بالقسط لاله الاھو العزیز الحکیم جب امام اس کلام کو تمام کرتا ہے اسی وقت حق سبحانہ تعالیٰ علوم اولین و آخرین اسے عطا کرتا ہے اور وہ امام اس کا مستحق ہوتا ہے کہ روح خضب قدر کو اس کی زیارت کرے۔ میں نے کہا۔ روح جبرئیل نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ نہیں بلکہ روح جبرئیل سے زیادہ بزرگ ہے۔ تحقیق کہ جبرئیل منجملہ ملائکہ ہے اور وہ ایک خلق ہے جو ملائکہ سے بھی زیادہ بزرگ ہے چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ تنزل الملائکة والودح کا ملائکہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ بسند معتبر منہال قصاب سے منقول ہے کہ جب حضرت نے مدینہ میں مراجعت فرمائی اس مولود مسعود کی تہنیت میں اہل مدینہ کی تین روز وکوت کی

## فصل دوسری۔ بیان تاریخ شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض ظلم و ستم جو خلفائے جور سے حضرت پر گذرے زیادہ مشہور یہ ہے کہ ۱۸۳ھ میں حضرت شہید ہوئے اور بعضوں نے ۱۸۲ھ اور بعضوں نے ۱۸۱ھ بھی لکھے ہیں۔ اور روز ولادت موافق مشہور جمعہ پچیسویں ماہ رجب تھی اور بعضوں نے پانچویں ماہ رجب لکھی ہے۔ اور مکر شریف آنحضرت وقت وفات موافق مغرب و کسپس سال تھی اور بعضوں نے چوں سال بھی لکھی ہے۔ امامت میں مکر شریف بیس سال تھی اور اس سے کم بھی لکھی ہے۔ اور مدت امامت بنیس سال ہے اور ایام امامت بقیعہ خلافت منصور تھی۔ اور وہ بظاہر متعرض آنحضرت نہ ہوا۔ اس کے فوت ہو جانے بعد کچھ کم دس سال ایام خلافت مہدی تھے۔ اس شقی نے حضرت کو عراق میں بلا کے قید کر لیا۔ مگر سبب مشاہدہ معجزات کثیر اذیت نہ دے سکا۔ اس کے بعد ببارون خلیفہ ہوا اس ملعون نے حضرت کو بغداد میں بلا کے ایک مدت تک قید رکھا۔ یہاں تک کہ اپنی خلافت کے پندرہویں سال حضرت کو اس ملعون نے زہر سے شہید کیا۔ اور سبب حضرت کو عراق میں طلب کرنے کا ابن بابویہ اور دیگر علماء نے یہ لکھا ہے۔ کہ اس شقی نے چاہا کہ خلافت کو اپنی اولاد کے لیے مستحکم کرے۔ اس ملعون نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین خنثی کئے محمد امین پسر زبیدہ کو اپنا ولی مہدی کیا۔ اس کے بعد خلافت مجدد اللہ مامون اور اس کے بعد قاسم ہو گئے کے نام لکھی۔ اور چونکہ حضرت بن اشعث کو تابعی محمد امین کا لیا تھا۔ اس سبب سے یہی برکی کہ اعظم وزرائے ہارون سے تھا۔ متفکر ہوا۔ کہ بعد ہارون کے

اگر خلافت محمد امین کے منتقل ہوگی۔ ابن اشعث مالک و مختار ہو جائیگا اس سبب سے دولت میرے  
سلسلے سے خارج ہوگی۔ یہ اندیشہ کہ کہ ابن اشعث کی بدخواہی پر کرماندھی اور مکر اسے ہارون کے  
سامنے برا کہنا تھا۔ آخر الامر یہ تہمت تشیع و اقرار امامت حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نہم کیا۔ اور کہا یہ دستان  
و مہمان آنحضرت سے ہے۔ یہ ان کو خلیفہ اشرفاننا اور جو کچھ پیدا کرتا ہے۔ اس میں سے جس حضرت کے  
لئے رونا کرتا ہے۔ ایسے ایسے نعمان و مشنت انگیز سے ابرو تقطر ہوا مہاننگ کہ ایک روکھن لمونہ نے پھینک پنے  
دیر سے اور اس کے علاوہ اور لوگوں سے بھی پوچھا کہ میں اولاد ابو طالب بلکہ موسیٰ کاظم کا صلہ یافت کروں۔ انہوں نے علی  
بن اسماعیل بن جعفر کا بتایا۔

### حیلہ سازی در بارہ شہادت امام موسیٰ کاظم

۴۰۲ و برایت دیگر محمد بن اسماعیل برادر زادہ  
بن اسماعیل کے ساتھ بہت اسانات کئے تھے۔ اور وہ بھی اسرار حضرت پر مطلع تھا جس حکم خلیفہ ایک نامہ  
اس کے نام لکھ کے طلب کیا۔ جب یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی۔ اس کو بلا کے فرمایا۔ کہاں کا ارادہ ہے  
اس نے کہا بغداد کا قصد ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہاں کیوں جاتے ہو۔ اس نے کہا پریشان ہوں اور  
مقروض ہو گیا ہوں حضرت نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کر کے خرچ کی بھی کفالت کرونگا۔ اس نے  
قبول نہ کیا۔ اور کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ میرے خون میں شریک  
نہ ہونا۔ میری اولاد کو یتیم نہ کرنا۔ پھر اس نے کہا۔ مجھے وصیت کیجئے۔ حضرت نے پھر وہی وصیت کر کے  
تین سو دینار طلا اور چار ہزار درہم اُسے عطا فرمائے۔ جب وہ اٹھ کے چلا گیا حضرت نے حاضرین سے ارشاد  
کیا کہ قسم بخدا یہ میرے خون میں گوشش کر کے میرے فرزندوں کو یتیم کرے گا۔ حاضرین نے کہا۔ یا ابن سوط  
اللہ باوجودیکہ آپ ملتے ہیں کہ وہ ایسے کام کرے گا۔ پھر اس سے احسان کیوں کیا۔ اور یہ کثیر مال کیوں بخشا۔  
حضرت نے فرمایا۔ اسلئے کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہ جو شخص اپنے قرائق  
پر احسان کرے اور وہ اس کے مقابل میں برائی کرے۔ اور یہ شخص پھر بھی اس سے احسان کو قطع نہ کرے  
پس تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت کو اس سے قطع کر کے اسے اپنے عذاب سے معذب کرتا ہے۔ ان عرض  
جب علی بن اسماعیل بغداد میں پہنچا یعنی بن خالد برکی اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے معاہدہ لیا۔ کہ تب  
محل ہارون میں جائے ایسے چند امور اپنے چچا کی نسبت ہارون سے کہے کہ وہ غضب ناک ہو۔ یہ مشورہ  
کر کے اسے مجلس ہارون میں لے گیا۔ جب داخل ہوا۔ سلام کر کے کہا ہرگز میں نے نہیں دیکھا کہ وہ خلیفہ  
ایک زمانہ میں ہوں۔ آپ اس شہر میں خلیفہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کاظم مدینہ میں خلیفہ ہیں۔ لوگوں اطراف عالم  
سے ان کیسے خرچ لگتے ہیں۔ خزانہ جمع ہو گیا ہے اور بہت مال و تمہید جمع کئے ہیں۔ پس حکم ہارون جس  
ہزار درہم اسے عطا کیئے گئے اور اس خرب اس کے حلق میں ایسا درد شدید ہوا کہ بعد اب الہی داخل ہوا اور اس

روپیہ سے کچھ بھی مستفیع نہ ہوا۔ ورنہ مدت ونگر گئی دن کے بعد مارچ ۱۹۱۳ء میں بتلا ہوا اور سب گنبدیٹھے نکل پڑے جب وہ روپیہ اس کے پاس لائے اس وقت وہ حالت نزع میں تھا اور اس روپیہ سے سولہ مٹھے سمیرت کچھ اسے ہاتھ نہ آیا۔ پھر وہ روپیہ خزانہ علیحدہ میں دیا گیا اور اسی سال کرشنا چھ تھا ہارون عین نے اپنی اولاد کے احکام خلاف اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قید کرنے کے قصد سے ارادہ کیا اور اطراف میں ناسے روانہ کیے کہ علماء و سادات و ایمان و اشراف سب کے سب کہ میں حاضر ہوں کہ ان سے بیعت لیکے اپنی اولاد کی ولی ہوگی سب فہروں میں منتشر و شہر کر دے۔ اس قصد سے وہ فتنی پہلے مدینہ طیبہ میں آیا۔

**حال قید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** یہ عقوبت بن داؤد کہتا ہے کہ جب ہارون مدینہ میں آیا ایک شب

ہارون قبر جناب رسول خدا سے مخاطب ہو کے کہتا تھا میرے پدرو مادر یا رسول اللہ آپ پر فدا ہوں آپ سے میں اس قصد پر غم کرتا ہوں جو کہ دربارہ موسیٰ کاظم قصد کیا ہے میں چاہتا ہوں انہیں قید کروں اسلئے کہ مجھے خوف ہے وہ فتنہ برپا کریں کہ آپ کی امت کی خونریزی ہو سکتی ہے کہا مجھے ایسا گمن ہے کہ کل کے روز موسیٰ کاظم کو ہارون قید کر لیا جب صبح ہوئی ہارون عین نے فضل بن ربیع کو امام موسیٰ کاظم پاس اس وقت بھیجا جبکہ آنحضرت اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم کے روضہ میں نزدیک قبر منور آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نمازی میں حضرت کو قید کر لیا۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ جب حضرت کو اثنائے نماز میں پکڑ لیا اور کھینچ کر جانا مسجد سے باہر لے جائیں۔ حضرت نے اپنے جد بزرگوار کی قبر مبارک سے خطاب کر کے ارشاد کیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ آپ کی امت بد کردار سے آپ کے اہل بیت بزرگوار پر ظلم و ستم گزرتے ہیں میں ان کی شکایت کرتا ہوں۔ یہ سن کے ہر طرف سے لوگ ہتھکڑی بلند رونے لگے جب حضرت کو ہارون پاس لے گئے۔ اس شقی نے بہت کچھ ناسزا حضرت کو کہنے کے حکم قید دیا۔ اور دو محلیں تیار کیں۔ اسلئے کہ لوگ نہ جانے کہ حضرت کو کس طرف لے جاتے ہیں۔ بعد اسکے ایک محل کو جانب بصرہ اور دوسری محل کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اور حضرت اس محل پر تھے جو بصرہ روانہ کی تھی اور اسان مرد امن کو ہمراہ روانہ کیا۔ کہ بصرہ میں جائے عیسیٰ بن یعقوب بن مصور اس شقی کے چچا زاد بھائی کے سپرد کرے ساتویں تاریخ ماہ ذوالحجہ کو بصرہ پہنچے اور علانیہ ان کو عیسیٰ کے حوالے کیا۔ عیسیٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم کو جرحہ میں جو کہ اس کے دیوان خانہ سے متصل تھا ان میں قید کیا۔ اور شہنشاہ عیسیٰ حضرت سے دو دن میں دو دفعہ مجرہ کو کھوتے تھے ایک مرتبہ اس نے حضرت باہر آکے وضو کر لیا اور دوسری دفعہ کھانا لے جانے کیلئے۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ عیسیٰ کے ایک محرر نے مجھ سے کہا کہ ان ابام غوثی میں اس مرد

بزدل گوارنے ایسا ہوا لعب اور انوار فرائض سننے کہ مجھے گمان ہے ہرگز کبھی ان کی خاطر شریفیت میں بھی ایسے امور کا خطوط نہ ہوا ہوگا۔ ایک سال حضرت اس ملعون پاس بہت اور کلو ہارون نے اسے لکھا کہ حضرت کو شہید کر س اور اُسے جراث نہ پڑتی تھی کہ ایسے امر شیخ کا مرکب ہو۔ بلکہ اس کے دوست لوگ بھی اُسے منع کرتے تھے جب حضرت کو قید میں عرضہ گذرا۔ عیسیٰ نے ایک خط ہارون کو لکھا کہ موسیٰ کاظم کو یہاں قید میں عرضہ گذرا۔ اور مجھے ان کے قتل پر جراث نہیں پڑتی ہے۔ میں نے ہر چند ان کے حالات کا نفس کیا۔ لیکن سولے عبادت و تضرع و زاری و تسبیح و مناجات حق تعالیٰ اور کوئی چیز ان سے نہیں سنتا ہوں اور بہت دفع میں نے گان لگا کے سنا۔ کبھی تم پر یا مجھ پر یا کسی بندہ خدا پر لفرین کرتے یا برا کہتے بھی نہیں سنا وہ ہمیشہ متوجہ اپنے کام میں ہیں دوسرے سے انہیں کچھ سرور کار نہیں۔ تم کسی کو بھیج دو کہ میں حضرت کو اس کے سپرد کر دوں ورنہ ان کو قید سے رہا کر دوں گا۔ آئندہ ان کا قیدی رکھنا میں پسند نہیں کرتا ایک جا سوں ملا زمان عیسیٰ سے جس کو اُسے نفس احوال آنحضرت پر موکل کیا تھا کہتا ہے میں نے اس قید خانے سے کمر سنا کہ حضرت مناجات میں قاضی حاجات سے فرماتے تھے۔ خداوند میں تجھ سے ہمیشہ اسی کا سوال کرتا تھا کہ زاویہ خلوت و گوشہ عزلت و فرائض خاطر اپنی عبادت و بندگی کے لئے مجھے عطا کر۔ اب تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری دوسرا مستجاب کر کے جو میں نے چاہا تھا۔ وہ مجھے عطا کیا۔ الغرض جب عیسیٰ کا خط ہارون پاس پہنچا اس شقی نے کسی کو بھیج کے حضرت امام موسیٰ کاظم کو بھوسے بغداد میں طلب کیا۔ اور فضل بن ربیع کے مکان میں قید کیا۔ عہد قذافی نے فرمایا کہ ایک روز فضل بن ربیع کے مکان کی طرف سے میرا گذر ہوا۔ اس وقت وہ اپنے کوشے پر بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے بلایا جب میں نزدیک گیا اس نے کہا اس روشندان سے جو جھانک کے مکان میں نظر کرو۔ کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کہا ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے۔ اس نے کہا۔ بغور دیکھ جب میں نے نور سے دیکھا۔ میں نے کہا کوئی آدمی سجدہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ تمہارے مولا ہیں میں نے کہا۔ میرے مولا کون ہیں۔ اس نے کہا مجھ سے سجاہل عارفانہ کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ فی الواقع میں نہیں جانتا اس نے کہا۔ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں۔ رات دن ان کا بھریائے احوال رہتا ہوں۔ مگر اسی طرح جس طرح تم دیکھتے ہو۔ ان کو ہمیشہ پاتا ہوں۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں طلوع آفتاب تک مشغول نقب رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد سجدہ میں جا کے زوال شمس تک ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں۔ کسی کو حکم دے دو کہ جب زوال شمس ہو۔ ان کو خبر کرے۔ پس جب زوال شمس ہوتا ہے۔ اٹھ کے نیر تجدد و جو مشغول نماز ہوتے ہیں اس سے میں جانتا ہوں کہ وہ سجدہ میں سوتے نہیں ہیں۔ جب نماز ظہر و عصر کو مع نوافل ادا کرتے ہیں۔ پھر سجدہ میں جاتے ہیں اور سجدہ میں غروب آفتاب تک رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں اور

اور بغیر اس کے کہ پانچاں پیشاب کو جائیں۔ یا تہجد پڑھو کر میں مشغول نماز مغرب ہوتے ہیں اور ہمیشہ نماز تعقیب رہتے ہیں یہاں تک کہ وقت نماز مشا آتا ہے۔ پھر نماز مشا ادا کر کے جب تعقیب سے فارغ ہوتے ہیں۔ قدرے قلیل طعام سے افطار کر کے تہجد پڑھو کرتے ہیں۔ پھر سجدہ کرتے ہیں۔ جب سر سجدہ سے اٹھتے ہیں۔ تموژی دیر لیٹ رہتے ہیں اور اٹھ کے وضو فرماتے ہیں اور ہمیشہ عبادت و نفاذ و دعا و تضرع میں صبح تک رہا کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے مشغول نماز صبح ہوتے ہیں جب سے انکو میرے پاس لائے ہیں۔ ان کی ہی حالت ہے سوائے اسکے اور کچھ ان سے میں نے نہیں دیکھا جب اس سے میں نے یکلام سنا۔ میں نے کہا خدا سے خوف کرو اور ان کو اینڈ تکلیف نہ دو۔ کہ باطلت تمہارے زوال نسبت کا ہو گا۔ میں نے کہ ان سے جو کوئی جرائی کرے گا۔ وہ دنیا ہی میں اپنی جزائے کرار کو پینے کا فصل بن ربیع نے کہا کہ بلوٹے نے مکر کہا بھیجا کہ ان کو شہید کرو۔ مگر میں نے قبول نہ کیا اور کہا بھیجا کہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اگر یہ مجھے قتل کریں۔ تب بھی ایسا نہ کروں گا۔

**حکایت فضل بن یسوع دربان ہارون رشید۔** حدیث دیگر میں فضل بن ربیع سے منقول ہے کہ کہا میں ہارون رشید کا دربان تھا ایک روز داخل قعر ہوا اور اسے نہایت غضب ناک پایا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اسے بلاتا تھا جب اسے مجھے دیکھا کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میرے پسر تم کو اس وقت حاضر نہ کریگا تیرا سر جدا کروں گا میں نے کہا آپ کے پسر تم کون ہیں اس نے کہا وہ مجازی۔ میں نے عرض کیا کون سا مجازی۔ اس نے کہا موسیٰ کا لم جب میں نے اس کا یہ حال اور خشم و غضب مشاہدہ کیا غملا سے مجھے خوف آیا کہ آنحضرت کو ایسے وقت میں اسکے پاس لاؤں۔ پھر شیطان نے مجھے دوسرا کیا اور طمع مال و زر نے مجھے مجبور کر دیا۔ پس عذاب خدا کو اپنے اوپر قرار سے لے کہا بہت اچھا حاضر کرتا ہوں۔ ہارون نے کہا دو جلا و مع تازیانہ کے حاضر کریں نے حاضر کئے اور حضرت کی تلاش میں چلا جب دریافت کیا۔ لوگوں نے ایک کھنڈل کا پتہ دیا۔ اس کھنڈل کی چھت خرموں کی مکڑیوں سے پٹی تھی اس کھنڈل میں ایک غلام حبشی کو میں نے دیکھا۔ اس سے کہا اپنے آقا سے اجازت میرے آنے کی لے۔ اس غلام نے کہا جاؤ میرے آقا پاس کوئی دربان و پاسبان نہیں ہے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غلام حبشی مقراض سے گوشت آنحضرت کو جو کثرت سجدہ سے پیشانی مبارک درہنی نورانی پر جم گیا تھا کاٹ رہا ہے۔ میں نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کو ہارون رشید نے بلا یا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے فرید سے کیا کام آیا۔ کثرت مال و دولت نے بھی اسے میرے سے باز نہیں رکھا۔ یہ کہہ کے جلدی اٹھے۔ اور فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے جد جناب رسول خدا سے مجھ تک روایت پہنچی ہے۔ اہل امت ہارشاہ ہار تہقہ کے لئے واجب ہے تحقیق کریں نہ جاتا میں نے راہ میں حضرت سے کہا کیا حضرت آپ



مستعد عقوبت ہیں کہ خلیفہ آپ پر بہت نشتمناک ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا میرے ساتھ مالک دنیا و آخرت نہیں ہے اس مالک سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے انتہاء اشد محفوظ رکھے گا۔ حضرت نے ایک دعا پڑھی اور تین مرتبہ دست مبارک اپنے سر آدس کے گرد دھرایا۔ جب ہارون پاس پہنچے۔ دیکھا حقی گھر میں حیران و پریشان ہے اور اس طرح کھڑا ہے جس طرح کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو۔ جب اس نے مجھے دیکھا پوچھا میرے پسرم کو تم لائے۔ میں نے کہا۔ ہاں لایا ہوں۔ اس نے کہا کیا تو نے ان کو میرے عقد و غضب سے مطلع کیا ہے کہ میں ان پر خستناک ہوں اس لئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا۔ اس کے گل میں لانے کا ارادہ نہ تھا۔ میں نے کہا۔ ان سے کچھ نہیں ذکر کیا۔ اس نے کہا اچھا حاضر کرو۔ جب حضرت داخل ہوئے اور ہارون کی نظر حضرت پر پڑی اپنی جگہ سے دوڑ کے اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے کہا۔ اے برادرِ کم دوارث حقیقی خلاف من و جہا۔ خوش آمدی۔ یہ کہہ کے حضرت کو قریب بٹھایا۔ اور کہا۔ میری ملاقات کو آپ کیوں کم آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارے ملک کی وسعت اور تمہاری محبت دنیا میرے کم آنے کا باعث ہے۔ اس شقی نے شیشہ عطر منگا گئے حضرت کی ریش مبارک کو معطر کیا۔ اور حکم دیا کہ خلعت کے دو کپڑے حاضر کرو۔ جب حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر ملے فرزند ان ابو طالب کا تزویج کرنا جس سے ان کی قطع نسل قیامت تک نہ ہو۔ مجھے منظور نہ ہوتا۔ تحقیق کہ یہ مال میں قبول نہ کرتا پس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ جب حضرت باہر تشریف لے گئے۔ میں نے ہارون سے کہا۔ آپ چاہتے تھے حضرت کو سیاست کریں اور جب وہ آئے۔ آپ نے انہیں خلعت دیا۔ اور کراست و نوازش کی۔ اس کا سبب کیا ہے۔ ہارون نے کہا۔ جب تم حضرت کو لینے گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گروہ نے میرے گھر کو گھیر لیا۔ ہے۔ ان کے ہاتھوں میں عریسے تھے۔ وہ سب طرف سے جڑوں کا رخ میرے گھر کے نیچے لے گئے۔ اور کہا اگر کچھ بھی ایذا فرزند رسول خدا کو تو نے دی۔ یہ ہاں لینا۔ اسی گھر کو زمین پر سے ہم پلٹ دیں گے۔ اور اگر ان سے تو نے اسمان کیا۔ اس وقت ہم تجھ سے دستبردار ہو کے واپس جائیں گے۔ و بروایت دیگر ثوبانی سے منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم دس سال سے زیادہ اسی طرح رہے کہ جب آفتاب ایک بیڑو بلند ہوتا تھا۔ سجدہ میں جا کے مشول دعا و نفع زوال شمس تک رہتے تھے اور جن دنوں جس ہارون میں کچھ عود بکرا ہلائے متع ہما کے اس جبرہ کی طرف نظر کرتا تھا۔ جس میں حضرت موسیٰ تھے۔ وہ شقی یہ دیکھتا تھا کہ کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہے سولے اس کے اور کچھ نہ دیکھتا تھا۔ ایک روز اس نے ربیع دربان سے کہا۔ یکپڑا کیسا اس جبرہ میں دیکھ پڑتا ہے۔ ربیع نے کہا۔ یہ کپڑا انہیں۔ بلکہ امام موسیٰ کاظم ہیں ہر روز بعد طلوع آفتاب سجدہ میں ہما کے تا وقت زوال سجدہ میں رہتے ہیں۔ ہارون نے کہا۔ تحقیق کہ حضرت رہبان و مہاجر بن ہاشم سے ہیں۔ میں نے کہا جیکہ آپ جانتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ پھر ان کو اس زمانہ تک میں کیوں رکھا ہے۔ کہا

ملعون نے کہا دولت و صحت اس کی مقتضی ہے کہ ان کو اسی طرح رکھوں

**حال زہر دادن امام موسیٰ کاظم** ہمیں پابندی یہ خیال کر کے آنحضرت کو قید خانہ سے نکل فضل  
 بن یحییٰ برکنی پاس مجوس کیہ فضل ہر شب ایک خوان طعام حضرت کے لئے چھوڑا تھا اور دوسری جگہ سے  
 کھانا حضرت کے لئے نہ آندیتا تھا شب چہارم جب خوان طعام حضرت کے لئے لائے امام مظلوم نے سر  
 بجانب آسمان بلند کیا اور کہا۔ خداوند! تو جانتا ہے کہ اگر قبل اسکے ایسا کھانا کھاتا  
 اپنے ہلاک پر کر لانا۔ اور شب اس طعام کے کھانے سے مجبور و معذور ہوں۔ جب اس سے تھوڑا سا  
 طعام تناول کیا۔ اثر زہر بدن شریف حضرت میں ظاہر ہوا اور حضرت بیمار ہو گئے۔ جب صبح ہوئی۔ اس شقی  
 نے طیب حضرت کے پاس بھیجا۔ اور مزاج پرسی کی۔ حضرت نے جواب نہ دیا جب بہت مبالغہ و اصرار  
 کیا۔ اس وقت حضرت نے اپنا دست مبارک اس طیب کو دکھا کے فرمایا۔ یہ میری بیماری ہے۔ جو طیب  
 نے دیکھا کہ دست کف بہن ہو گیا اور وہ ظاہر جو کہ حضرت کو دیا تھا۔ اس جگہ جمع ہو گیا ہے۔ طیب یہ کیفیت  
 دیکھ کے ہارون پاس آیا اور کہا۔ قسم بخدا جو کچھ تم نے ان سے سلوک کیا۔ وہ اسے تم لوگوں سے نیاہ  
 جانتے ہیں۔ پس حضرت نے اس مرض میں اشغال کیا۔ و بروایت دیگر فضل بن یحییٰ پر تاکید تھیں حضرت کی مگر  
 اسے جرات نہ ہوئی۔ بلکہ تعظیم و تکریم حضرت کرتا تھا جب ہارون ملعون مقام رقد گیا۔ اسے خبر ہوئی کہ  
 آنحضرت فضل بن یحییٰ پاس مکرّم و معظم رہتے ہیں۔ اور وہ کوئی صدمہ اور تکلیف حضرت کو نہیں دیتا۔ اس نے  
 مسرور خادم کو بھیجا۔ بجانب بغداد روانہ کیا کہ بے خبر فضل بن یحییٰ کے مکان میں داخل ہو کے حال حضرت  
 شاہد کرے۔ اگر اسی طرح پائے جس طرح لوگوں نے خبر دی ہے۔ اس وقت ایک خط بنام عباس بن  
 محمد اور دوسرا خط بنام سندی بن شاہک اسی مضمون کا بھیج دے کہ جو کچھ تم نے ان خطوط میں لکھا ہے  
 اس کی تعمیل کرو۔ پس مسرور خنیفہ داخل بغداد ہوا۔ اور اچانک مکان فضل بن یحییٰ میں گیا اور کوئی نہ سمجھا کہ  
 یہ کس کام کو آیا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت اس کے مکان میں باسزت و آبرو ہیں۔ اسی وقت وہ  
 ملعون باہر جا کے عباس بن محمد کے مکان میں گیا اور نامہ ہارون اسے دیا۔ جب اس نے خط کو لا فوراً  
 فضل بن یحییٰ کو بلایا۔ اور تختوں میں کھینچ کے ایک سوتا دیا نہ اسے لگایا۔ مسرور خادم نے جو دیکھا۔ وہ  
 ہارون کو لکھا۔ اس نے مضمون خط پڑھ کے ایک نامہ لکھا کہ آنحضرت کو سندی بن شاہک ملعون کے سپرد  
 کر دے اور اپنی مجلس دیوانی میں باوا بلند کہا کہ فضل بن یحییٰ نے میری مخالفت کی ہے میں اس پر لعن کرتا  
 ہوں تم میں اس پر لعنت کرو۔ یہ سن کر جسٹ اہل مجلس نے یہ آواز بلند فضل بن یحییٰ پر لعن کیا جب یہ خبر ہوئی

برائی کو پہنچی وہ مضطرب ہو کے ہارون کے مکان میں گیا۔ اور دوسری راہ سے سولے راہ متعارف داخل ہوا اور عقب ہارون آگے اس طعون کے کان میں کہا اگر میرے پسر فضل نے آپ کی مخالفت کی۔ میں تو آپ کی اطاعت کرتا ہوں۔ جو کچھ آپ کہیں اس کی تعمیل کروں۔ یہ سن کے وہ طعون اس کے پسر فضل سے راضی ہوا اور اہل مجلس کی جانب مخاطب ہو کے کہا فضل پر یہ اس کی مخالفت کے میں نے لعنت کی تھی اب اس نے توبہ کی۔ میں نے اس کی غصہ کر دی تم بھی اس سے راضی ہو۔ ان اشقیانے ہاؤلز بلند کہا۔ ہم اسکے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں۔ اور ہم اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔ یہی کجی بی تعبیل بننا اور بداد ہوا۔ اس کے آنے سے لوگ تشکر و متوجس ہوئے جو کوئی اس سے پوچھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ غلغلہ کی تعمیر راہ عالموں کے تفضیح احوال کے لئے اس طرف آیا ہوں چند روز وہ طعون کمال کی دیکھ بھال میں مشغول رہا بعد اسکے سدی شقی کو حکم دیا کہ آنحضرت کو زہر سے اور چند رطب زہر آلود کر کے سدی طعون کو دیئے کہ حضرت کے پاس لے جائے اور مبالغہ و اصرار کر کے کھلا دے۔ اور جب تک حضرت نہ کھائیں دستبرد نہ ہو جب سدی شقی وہ رطب زہر آلود حضرت کے پاس لایا۔ امام مظلوم نے مجبوری متناول فرمائے۔

حال وفات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ابن بابویہ اور دیگر علمائے حسن بن بشار مرویہ قطبہ المربع کے باشندوں سے کہ وہ مشاہیر علمائے اہل سنت سے تھا اور میں اسکے قول پر اکتفا رکھتا تھا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ ایک روز سدی طعون اسی آدمی مشاہیر علماء اور اہل ایمان بغداد سے جمع کر کے اس مکان میں لایا۔ جہاں امام موسیٰ کاظم قید تھے جب ہم لوگ بیٹھے سدی شقی نے کہا۔ اس شخص یعنی امام موسیٰ کاظم کو دیکھو کچھ بھی انہیں مدد نہ دکنہ ہنپا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو گمان ہے۔ میں نے ان کو بہت گزند اور مصیبت دیئے ہیں۔ اور ان کو محنت و مشقت میں رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں لوگ بہت کچھ کہتے ہیں۔ ہاؤدو ایسے مکان کشادہ میں فر شہائے مظلوم پر ہارام رکھتا ہوں۔ اور غلیظہ ان کی طرف سے اپنے دل میں برائی نہیں رکھتا۔ اور انہیں اسلئے یہاں رکھا ہے کہ جب پھر کے آئے ان سے ملاقات کرے اس وقت بھی یہ صحیح و سالم بیٹھے ہیں اور کسی بات میں ان پر تنگ گیری نہیں کی گئی اسے حاضرین اس وقت یہ بیٹھے ہیں تم ان سے دریافت کرو اور گواہ رہو۔ اس بڑھے نے کہا کہ تمام حاضرین مجلس حضرت کو دیکھنے میں مشغول تھے اور آثار فضل و عبادت و انوار سیادت و نجابت و ہائے فلکی و زہادت جس میں حضرت سے رابطہ و لامح تھے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اسے گروہ جو کچھ اس نے در باہ و وسعت مکان و منزل و عیانت ظاہری بیان کیا۔ اسی طرح ہے جو اس نے کہا۔ لیکن تم لوگ گواہ رہو کہ اس نے مجھے نو ذرا انگور میں زہر دیا ہے اور کل کے سدا میز رنگ بزم ہو جائیگا۔ اور پرسوں اس خانہ رنج و غمنا سے رحلت کر کے بہائم بقاء

رفیق اعلیٰ ملحق ہوں گا۔ جب حضرت نے فرمایا۔ سذی ملعون کا پنے لگا۔ اور مثل شاہنائے درخت خرماس کا بدن  
 پلید کا پتا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا اس ملعون سے کہا میرے غلام کو صبح دے کہ میرے انتقال کے بعد  
 وہ غلام میرا تکفل احوال ہو۔ اس شقی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے سال سے پک  
 کو کفن دوں۔ حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا ہم اہل بیت کا ہر زمانہ وزرعہ و کفن جہل سے اہل پاکیزہ سے  
 ہوتا ہے۔ اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔ جب حضرت نے رحلت فرمائی سذی ملعون نے علماء  
 فقہاء و سارے بغداد کو طلب کیا اور کہا دیکھو کوئی نشان زخم بدن حضرت میں نہیں ہے لازم ہے کہ لوگوں  
 سے بیان کریں کہ ہارون کی کوئی تقصیر فوت حضرت میں نہیں ہے۔ پس حضرت کو بغداد کے پل پر لٹاکے چہرہ  
 نورانی کھول دیا۔ اور لوگوں کو نذکی کہ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں انہوں نے دنیا سے رحلت کی ہے ان کو دیکھو۔  
 اس منادی سے لوگ اٹے اور چہرہ آنحضرت پر نظر کرتے تھے۔ و بروایت دیگر بعد وفات حضرت سذی شقی  
 نے حکم دیا۔ حکم ہارون متر فہتار امرار و اشراون بغداد کو بلا کے جسم مبارک آنحضرت کھولا۔ اور کہا۔ دیکھو کوئی  
 زخم ان کے بدن پر نہیں ہے۔ اپنی موت سے انہوں نے انتقال کیا ہے گواہ رہو اور جو کچھ لوگ غیظ پر  
 اہتمام لگاتے تھے۔ وہ غلط ہے ان سب نے جسم شریف حضرت کو دیکھا۔ اور پاپائے مبارک پر ہندی کا  
 نشان پایا۔ پھر ایک محض کھا گیا۔ ان سب نے اس محض باطل پر اپنی گواہی لکھ دی۔

بروایت عمر بن اقداس حضرت نے اپنی وفات  
**معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام**

کو بلا کے فرمایا۔ اسے سبب اس نے کہا۔ بیک لے میرے مولا حضرت نے فرمایا آج کی رات اپنے بھتیجا  
 رسول خدا کے مدینہ میں جاتا ہوں کہ اپنے فرزند علی کو وداع کر کے اپنا دم می کروں اور دواعی امامت و خلافت کو  
 اسکے سپرد کر کے جس طرح میرے پدر بزرگوار نے مجھے سپرد کئے تھے سرخرو ہوں۔ سبب نے کہا یا ابن رسول  
 اللہ میں کس طرح دروازوں اور قفلوں کو کھولوں حالانکہ دربان و نگہبان دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ حضرت نے  
 فرمایا تیرا یقین قدرت خدا اور ہماری بزرگی میں کس قدر ضعیف ہے کیا تو نہیں جانتا کہ تم خدا نے دروازے  
 علوم اولین و آخرین کو ہم پر کھولا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ مجھے بغیر اسکے کہ دروازے کھولے جائیں  
 مدینہ میں پہنچاؤے سبب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ! دیکھو کیسے کہ خدا مجھے ثابت ایمان رکھے حضرت نے دعا  
 کی اور فرمایا۔ اللہم ثبتہ۔ پھر فرمایا خدا کو اس اسم سے یاد کرتا ہوں جس اسم سے اسم بن برغیا نے خدا کو  
 یاد کیا۔ اور تخت بلقیس کو روہینے کی راہ سے ایک چشم زون میں سلیمان پاس حاضر کر دیا تھا۔ خدا سے امید ہے  
 کہ وہ اسی سلامت مجھے مدینہ میں علی میرے فرزند پاس پہنچاؤے سبب نے کہا۔ یہ فرما کر حضرت شغل دعا جوئے  
 جب میں نے حضرت کی طرف لگا کہ ان کو جائے نماز پر نہ دیکھا۔ تیری اسی گھر میں کھڑا منتظر و متوجہ تھا۔ تھوڑی دیر کے

ہدایا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی جائے نذر پر گئے اور زنجیر میں اپنے پالائے مبارک میں پہن لیں یہ دیکھ کے میں نے  
 سہرہ شکر کیا۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے قدر و منزلت حضرت پر مطلع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے مسیب سر اٹھا اور  
 سن میں میرے بعد اس دنیا سے رحلت کرونگا۔ جب میں نے اس خبر و حشت اثر کو سنا نظرات اشک حسرت  
 لہنی انگھوں سے برسائے حضرت نے فرمایا۔ گر یہ نہ کرو کہ میرے بعد میرا فرزند علی امام اور تہدار مولا ہے تم کو  
 چاہیے ان کا سامان ولایت تمہارے ہو جب تک تم ان کے ہمراہ ہو ان کی متابعت سے دست بردار نہ ہو گے ہرگز  
 گلو نہ ہو گے میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جب میرا دن ہوا میرے مولا نے مجھے طلب کیا اور فرمایا جو کچھ میں نے  
 تم کو خبر دی تھی آج اس سفر آخرت پر عازم ہوں جب میں تم سے پانی مانگ کے پیوں اور میرا شکم زہر قہر سے  
 نفع کرے اور اعضا پر دم آجائے اور رنگ چہرہ زردی مائل ہو اس کے بعد سرخ زرد سوکے برنگھائے مختلف  
 دیکھنا اس وقت ہرگز مجھ سے کلام نہ کرنا اور کسی کو قبل وفات میرے حال کی اطلاع نہ دینا میں نے کہا میں وعدہ  
 آنحضرت کا شکر خویں و ٹنگیں کھڑا تھا یہاں تک کہ حضرت نے بعد ایک ساعت کے پانی طلب کے کیا۔ اور  
 فرمایا اس سدی بن شاہک طعون کو گمان ہے کہ مجھے غسل دکن دے گا۔ نہایت دشوار ہے یہ امر ہرگز نہ  
 ہو گا اس لئے کہ امید وادیا کو سوائے نبی اور وصی کے دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد لکھتا  
 ہوں ایک جوان خوش رو کہ نور سیادت و ولایت جس میں میں سے اسکے لایع تھا اور یہاں نے نیابت و نہایت  
 امامت چہرہ نورانی سے ساطع اور حضرت امام موسیٰ کاظم سے بہت مشابہ تھے پہلوئے آنحضرت میں بیٹھا  
 ہے۔ میں نے چاہا حضرت سے اس جوان کا نام پوچھوں۔ حضرت نے مجھے آواز دی کہ میں تم سے نہیں  
 کہہ سکتا ہوں کہ مجھ سے بات نہ کرتا۔ یہ سن کے میں خاموش ہو گیا۔ بعد ایک نکلہ کے امام مہموم غریب مظلوم نے  
 اپنے فرزند دلبند کو دوں کر کے بعالم قدس رحلت فرمائی۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام میری نظر سے غائب ہوئے  
**حال جہنم تکفین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** جب خبر وفات حضرت ہارون کو پہنچی اس نے سنا  
 غروش و غفلت شہر بغداد سے بلند ہوا۔ اشراوت و ایمان و ساکنان شہر حاضر ہوئے۔ حدائے نالہ و نغماں بلند  
 ہوئی زمین و آسمان گریہ زاری کر کے مظلومیت آنحضرت پر زار زار روتے تھے۔ سدی طعون ہار و ماں  
 دیگر متوجہ نسل جو اسباب کہتے ہیں کہ جس طرف حضرت نے مجھے خبر دی تھی۔ اسی طرح یہ لوگ گمان کرتے  
 تھے کہ حضرت کو غسل دے رہے ہیں اور قسم بخدا ان کا دست نجس بدن طہرا آنحضرت تک نہ پہنچتا تھا۔ اور  
 وہ لایع یہ جانتے تھے کہ ہم حضرت کو غسل دکن دے رہے ہیں مگر قسم بخدا ان اشیاء سے کوئی امر نسبت  
 آنحضرت واقع نہ ہوا۔ بلکہ امام رضا علیہ السلام مشکل ہوئے اور یہ لوگ حضرت کو نہ دیکھتے تھے جیت حضرت اپنے  
 ہر ہر زنگار کے غسل سے نجات ہوئے میری طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ اے مسیب لازم ہے کہ میری امامت

میں شک نہ کرنا اور میرے دامان متابعت سے دستبردار نہ ہونا، تحقیق کہ میں تہلہ لایا ہوں اور مقہرہ اور بعد اپنے پدربزرگوار کے تجھ پر رحمت خدا ہوں۔ یہ فرما کے حضرت موسیٰ کاظم کو مقہرہ قریش میں جہاں بالفعل مرقد ظہر آنحضرت ہے دفن کیا۔ ابن بابویہ اور دیگر علمائے روایت کی ہے کہ جب سدی ملعون نے جنازہ آنحضرت علیا اور جہاں مقبرہ قریش میں لے جائے۔ کئی ملعونوں کو حکم دیا کہ ندا کریں معاذ اللہ جسے عبید بن جریث کی طرف دیکھنا منظور ہو وہ موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف دیکھے۔ سلیمان بن ابی جعفر برادر ہارون کا دریا کے کنارے ایک مکان تھا۔ جب اس نے لوگوں کے مدد سے شور و غوغا مچائی اور یہ آواز اس کے مکان میں پہنچی۔ پھر سے نیچے آرا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان ملعونوں کو ہٹا دو اور سامہ آئے سرے پھینک گریں ان جہاں کر برہنہ پا لقب جنازہ آنحضرت روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جنازہ آنحضرت کے آگے آگے ندا کریں جسے طیب ابن طیب کی طرف نظر کرنا منظور ہو وہ امام موسیٰ کاظم کی طرف نظر کرے۔ بعد اسکے تمام مردم بغداد جمع ہو گئے مدائے شیون و فغان زمین سے آسمان تک بلند ہوئی جب نعل مبارک کو مقبرہ قریش میں لائے۔ بنیان ظاہر واری پگ کھڑے ہو کے متوجہ غسل و کفن و تنوط آنحضرت ہوا اور جو کفن اسے اپنے لئے رکھا تھا اور اس کی قیمت اڑھائی ہزار اشرفی تھی۔ تمام قرآن اس پر لکھا تھا۔ وہ کفن کلام اللہ ناطق یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کو پہنایا۔ اور باہر از واکرم تمام حضرت کو مقبرہ قریش میں دفن کر کے قبر شریف کو زمین سے چار انگشت بلند کیا۔ اور فریخ گرد قبر مقدس بنا کے قبہ بنوایا دیا۔ جب یہ خبر ہارون کو پہنچی۔ خوف طعن و تشنیع موم اس ملعون نے سلیمان کو ایک نامہ لکھا اس میں اسی تسمیہ و آفرین کی اور لکھا کہ سدی بن شاہک نے وہ اعمال زخمت میرے حکم سے نہیں کئے تھے اب میں تم سے خوش ہوں کہ تم نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آنحضرت کے خدام میں سے ایک خادم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ کاظم کو مدینہ سے عراق کی طرف لے گئے امام رضا علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ہر شب رخت خواب آنحضرت کو مکان کی طہیز پہنچانا جب حضرت تعقیب ناز شاہ نوافل سے فرمایا ہوتے تھے ایک نفلہ استراحت فرما کے تمام شب وہاں بلبلاؤ۔ میں مشغول رہتے تھے جب صبح سموتی تھی مکان میں تشریف لے جاتے تھے حسب ارشاد پدربزرگوار ہر سال تک حضرت اس سنت پر ہر شب قیام فرماتے رہے بعد اسکے ایک شب فرش خواب حضرت کے لئے بچھایا اور اکتلا تھا کہ آنحضرت مسجد رسول سے بطریق معبود تشریف لائیں جب قدر اظہار کیا حضرت نہ آئے حضرت کے نہ آنے سے الٰہی بیت عصمت و جہارت کو نہایت تشویش و فکر ہوئی۔ جب صبح سموتی حضرت امام رضا تشریف لاکے امام احمد کے پاس گئے اور فرمایا وہ تمہارے پدربزرگوار نے آپ کے کہہ کئے ہیں مرحمت کیجئے امام احمد نے یہ سن کے نوحہ زاری کی اور سینہ پر ورد سے آہ سردیبر کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور فرمایا کہ واللہ آنحضرت نے رحلت کی ہے پس امام رضا نے ان کو تسل و طمان

دسے کے رونے پینے سے منع کیا اور فرمایا اس راز کو افشاء نہ کرنا، بلکہ اس آفتش حسرت کو سینہ میں نہا رکھنا کہ ابھی حاکم مدینہ کو خبر پہنچتے ہی وہ کہے گا کہ یہ لوگ دعوئی امامت رکھتے ہیں اور علم طیب کی خبریں سوتے ہیں جو سلوک ان انقیانے پیدا نہ مارے کیا وہی مجھ سے بھی کریں گے۔ یہ سن کے جو کچھ اسرار امامت امجد پاس صح ہلہ ہزار دینار سپردگی میں تھے سب انہوں نے حضرت کے سپرد کئے اور کہا جس روز حضرت مجھے دوا کرتے تھے فرماتے اس امانت کو کسی پر مطلع نہ کرنا اور جو کوئی میرے فرزندوں سے تمہارے پاس آئے امانت کو ان کے سپرد کر دینا واضح ہو کہ میں بسا اوست شہادت فائز ہوتا ہوں اور امام رضا میرا فرزند امام زمان اور جانشین میرا سداوی کہتا ہے۔ بعد کسی روز کے خبر وفات آنحضرت مدینہ میں منقشر ہوئی اور جب ہم نے سب کیا اس شب وفات آنحضرت واقع ہوئی جس شب امام رضا بتائید الہی مدینہ سے بغداد میں جا کے مشغول تعمیر مکلفین والد بزرگوار ہوئے تھے اور اس شب گھوٹوں تشویف نہ لائے تھے۔ اس کے بعد امام رضا اور اہل بیت عصمت و طہارت نے حضرت کا

یاقہ بر پاک

**قصہ رطب ہائے زہرا کو دعوئیوں و فضائل و معجزات و علم و کلمات امام موئی کاظم سے دل تنگ ہوا**  
 حکام حضرت کو قتل نہ کر سکتا تھا اس کی رائے شوم میں یہ آیا کہ حضرت کو زہر سے شہید کرے پس ایک طبق انور رطب کر کے تھوڑے زہر مار کئے اور سینی منگا کے بیس دلفن ان رطب کے ان سینی میں رکھے اور ایک زہر اور سوئی ڈورا منگا کے ڈورا زہر میں بگھویا اور دوسرے کو کوئی کئی دلفن ایک ایک رطب میں ڈال کے کھینچا تا آنگہ جان گیا کہ زہر نے ان رطب میں اثر کیا ہے پھر ان خرموں کو اور دوسرے خرموں میں رکھ کے سینی خادم کو دی اور کہا اس سینی کو امام موئی کاظم پاس لے جا اور کہہ کے رطب نفیس خلیفہ کے لئے لائے تھے خلیفہ نے یہ نہ پہچانے کہ تہا ان کو نوش کرے بلکہ ان خرموں کو اپنے دست مبارک سے جھانٹ کے بھیجا اور کہا ہے ان سب کو آپ تناول کریں اور خادم کو حکم دیا کہ حضرت کو یہ سب رطب کھلا دینا اور وہیں ٹھہرا رہنا کہ تیرے سامنے سب کھائیں اور سولے حضرت کے کسی دوسرے کو نہ کھانے دینا جب خادم مذکور سینی حضرت پاس لایا اور پیغام ہارون کلہ پنجا یا حضرت نے خلال مانگا اور وہ خادم سامنے کھڑا رہا پس حضرت اس خلال سے رطب اٹھا کے تناول فرماتے تھے ہارون پہا ایک کتا تھا کہ وہ شقی سے بہت دوست رکھتا تھا اور زنجیر ہائے طلا اور مرصع کا پٹہ اس کی گردن میں ڈالا کرتا تھا اس وقت تکتا باجلا حضرت پٹہ توڑ کے زنجیر زمین پر کھینچتا تھا حضرت پاس آیا حضرت نے ایک رطب زہر آور خلال سے اٹھا کے اس کتے کو ڈال دیا اس کتا نے وہ رطب اٹھا کے کھایا اور اسی وقت زمین پر لڑنے اور پلانے لگا اور اعضاء اس کے پارہ پارہ ہو گئے حضرت نے باقی رطب بھی نوش فرمائے وہ خادم سینی ہارون پاس لے گیا اس ملعون نے پوچھا سب رطب انہوں نے کھائے خادم نے کہا ہاں ہارون نے پوچھا بعد کھانے کے ان کا کیا حال تھا خادم نے کہا کوئی تغیر حضرت میں نہیں دیکھا اور جب کتے کا مرنا اس منگ تا پاک

نے ثنا منظر پر ہو کے لئے دیکھنے آیا، دیکھا وہ کتا پارہ پارہ ہو گیا اور اثر زہر اس میں ظاہر ہے پس ایک خادم کو بلا کے حکم تلوار لانے کا دیا اور کہا کہ اگر ان رطب کی خبر صحیح صحیح مجھ سے نہ کہے گا تبھے قتل کر دوں گا۔ خادم نے جب تلوار دیکھی جو کچھ گذراتھا سب لڑن کر دیا۔ یہ سن کے اس شقی نے کہا، امام موسیٰ کاظم کے بارہ میں مجھ سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا، ہمارے رطب لیس کھا کے ہمارے سبک لڑنے کو مار ڈالا اور عیالاً زہر مریخ کیا۔

**حکایت کنیز ہارون رشید** ابن شہر آشوب نے کتاب انوار سے روایت کی ہے جن دونوں امام

نہایت حسین و جمیل حضرت کی خدمت میں زندان میں بھیج دی کہ فریاد حضرت اس کی طرف مائل ہوں۔ اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیں یا اس سبب سے وہ کنیز بھیجی کہ اس کے بہانہ سے یہ مکرو فریب حضرت کو شہید کرے جب اس کنیز کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ فرمایا مجھے اس کی امتیاج نہیں تم لوگوں کو نظروں میں اسکی قدر ہے اور ہم کو مطلق اس کی قدر نہیں، جب یہ خبر ہارون کو پہنچی، وہ ملعون غضبناک ہوا اور کہا۔ ان سے جا کے کہو۔

ہم نے تم کو تمہاری مدد نامندی و خوشی پر جس و قید نہیں کیا ہے اور ہم کو تمہاری اجازت و کار نہیں ہے یہ کہہ کے اس کنیز کو وہاں چھوڑ کے واپس چلے آؤ۔ جب اس کنیز کو حضرت پاس بھیجا اس ملعون نے مجلس بخت کر کے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کنیز کی خبر لائے، خادم مذکور جا کے واپس آیا اور کہا کہ وہ کنیز سجدہ میں

کہہ رہی ہے۔ مہجوح قدموں میں بھانڈا بھانڈا ہارون ملعون نے کہا۔ امام موسیٰ کاظم نے اس پر جاؤ و کیل ہے جب اس کنیز کو بلایا، آسمان کی جانب کانپ کانپ کے دیکھتی تھی، ہارون نے کہا مجھے کیا ہو گیا ہے اس کنیز نے کہا مجھ پر عجیب حالت طاری ہے جب حضرت پاس گئی، آنحضرت ہر وقت مشغول نازتھے میری طرف متوجہ نہ ہوتے، جب نماز سے فارغ ہوئے مشغول ذکر و تسبیح ہوتے، اس وقت حضرت کے قرب

گئی اور میں نے کہا، کسی خدمت کا مجھے موقعہ کیوں نہیں دیتے حضرت نے فرمایا، تیری طرف مجھے کوئی عینہا نہیں ہیں نے کہا مجھے آپ کی خدمت گزاری کو بھیجا ہے کہ آپ کی خدمت کروں حضرت نے اشارہ سے فرمایا یہ لوگ کس لئے ہیں جب اس طرف میں نے نظر کی ایسے وسیع درستان ہانڈا دیکھے جن کی انتہا دکھائی نہ دیتی تھی بانواع رباعین و سہ ہات اراستہ تھے ان بانوں میں حوراں و غلمان نظر آئے کہ ہرگز مثل انکے حسین و

جمیل میں نے نہ دیکھے تھے، جاہائے حریر و دیبا پہنتے تھے، تاہم ہائے مکمل بالو اس جواہر گراں بہا سر پر رکھ کر ہر قسم کے طعام و سیرہ جات و طشت و ابرق ہائے لطیف ہاتھ میں لئے حضرت کی خدمت میں کھڑے تھے جب میں نے دیکھا یہ ہوش ہو کے سجدہ میں گئی اور سر سجدہ سے نہ اٹھایا، یہاں تک کہ اچکا خادم اپنے ہمراہ مجھے یہاں لایا، اس ملعون نے کہا، اسے خبیثہ شائد سجدہ میں تو سو گئی اور خواب میں یہ سب تو نے

دیکھا ہو، کنیز نے کہا، قسم خدا سجدہ کرنے سے پہلے یہ کیفیت میں نے دیکھی اور اس حال کے مشاہدہ سے ایک



دہشت ایسی مجھ پر طاری ہوئی کہ میں نے سجدہ کیا۔ یہ سن کے ہارون نے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کینز کی خبر رکھا کر تھمتہ اور کسی سے نہ ذکر کرے وہ کینز مشغول ناز ہوتی اور ہمیشہ عبادت کیا کرتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا ناز کیوں پڑھا کرتی تھی اس نے کہا ایک عبد صالح کو میں نے دیکھا کہ وہ ہمیشہ مشغول ناز رہتے ہیں میں نے بھی ان کی پیروی کی۔ پوچھنا یہ نام عبد صالح تو نے کہاں سے جانا اس نے کہا جن کینزوں کو میں نے بلایا میں دیکھا اور جن عوروں کو شاہدہ کیا انہوں نے مجھے آواز دی کہ عبد صالح پاس سے دور ہو کہ ہم ان کی خدمت گذاری کو آتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے خدمت گذار ہیں نہ تو میں نے ان کے کہنے سے جانا کہ لقب حضرت کا عبد صالح ہے اور ہمیشہ وہ کینز مشغول ناز و عبادت تھی یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی اور یہ واقعہ چند روز قبل شہادت آنحضرت گذرا۔

**اہتمام قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** یعنی کتب میں منقول ہے کہ ہارون ہر ایک شخص امر شیخ کو قبول نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے اپنے عاملوں کو جو ملاو فرنگ میں تھے ان کو لکھا میرے پاس ان لوگوں کو بھیج دو جو لوگ خدا اور رسول کو نہیں پہچانتے مجھے ان لوگوں سے ایک کام ہے ان عاملوں نے ایسے پچاس آدمی فراہم کر کے بھیجے۔ جب ہارون ملعون پاس حاضر ہوئے ان سے پوچھا تمہارا خدا اور پیغمبر کون ہے انہوں نے کہا ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے بعد اسکے ان لوگوں کو اس گھر میں بھیجا جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم قید تھے اور حکم دیا کہ جا کے حضرت کو قتل کرو۔ ہارون ملعون کھڑکی سے اس گھر کو دیکھا رہا تھا کہ حضرت کو یہ لوگ کس طرح قتل کریں گے۔ جب یہ لوگ مکان میں پہنچے اور حضرت پر انکی نظر پڑی تھیں ہاتھوں سے پھینک دیئے اٹھنا کانپتے تھے۔ سجدہ میں جا کے رونے لگے حضرت نے دست مبارک ان کے سروں پر میرے ان سے انکی زبان میں بتائیں کہیں ہارون ملعون نے جب یہ کیفیت دیکھی خوفناک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو بلوہ ہو جائے پھر اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جلدی ان لوگوں کو مکان سے باہر کرو۔ ان لوگوں نے تعظیم کی وجہ سے حضرت کی جانب پشت نہ کی۔ کچھلے پاؤں چلتے تھے یہاں تک کہ اس مکان سے باہر آئے اور ہارون پاس نہ گئے بلکہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے بغیر رخصت لئے اپنے شہر واپس چلے گئے شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے قید خانہ سے داد بن رابی برکی پاس بھیجا اور فرمایا اس سے کہو حضرت کہتے ہیں لگن سبب سے تو نے مجھے میرے وطن سے دور کر کے مجھ میں اور میرے بھائی میں بدنائی ڈالی ہے جب داد کوئی پاس گیا اور پیغام حضرت کا پہنچا یا اس ملعون نے تمہیں کھائیں اور کہا میری اس امر میں کوئی تقصیر نہیں ہے حضرت نے دوسری مرتبہ کہلا بھیجا کہ مجھے قید خانہ سے رہا کر دے ورنہ

خدا سے تیری شکست کرونگا۔ اور میری نغمین سے تو کچھ نہ سکے گا اور ایسا ہی ہوگا کہ وہ ملعون بہت جلد اپنے اہل قیوم کے سبب بد تمون احوال مار گیا اور سلسلہ برا کہ قطع ہوا۔ شیخ طوسی و شہراہن اشوب نے سجاد و علی سے روایت کی ہے کہ جب ہارون ملعون نے امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کیا ہمیشہ بجائے و نزلاب و عجزات حضرت سے مشابہ کرتا تھا۔ اور جو ہانہ حضرت کی شہادت پر کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا پس کئی کی کو اس نے بلا کے کہا کیا تم وہ بجائے اس شخص سے مشابہ نہیں کرتے جو میں دیکھتا ہوں جس طرح کی حیرانی ان کے بارے میں مجھے رہا کرتی ہے کہ میرے دل کو ان کے غم و اہم سے فراغت حاصل ہو چکی ہے کہا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ان پر احسان کر کے نہیں قید رہا کر دیکھے اس لئے کہ ان کے قید کرنے سے لوگوں کے دل ہم سے پھر گئے ہیں۔ ہارون نے کہا اچھا زنجیر ان کے پاؤں سے نکال کے انکو میرا سلام کہو اور بیان کرو کہ آپ کا پسٹم کتاب ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ کو قید سے رہا نہ کروں تا وقتیکہ میرے پاس آکے مجھ سے اقرار نہ کرو کہ میں نے تم سے برائی کی مجھے معذور واد کہو آپ کے اس اقرار کرنے اور اس سوال سے کوئی عذر و ننگ نہ ہوگا۔ اس وقت یحییٰ بن خالد برکی کو کہ میرا اعتماد اور وزیر ہے آپ پاس بھیجتا ہوں کہ اس سے اپنے جرم کا اقرار کر کے معفو چاہو اور جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو کہ میں اپنی قسم سے بری ہو جاؤں۔ پھر آپ کو اختیار ہے جہاں چاہے چلے جائیے جب تک میں نے پیغام اس فتنی کا حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا ایک مہنتہ سے زیادہ میری عمر کا زمانہ باقی نہیں۔ اسے بھیجی جب بعد آئے میرے جنازہ پر حاضر ہو کے نماز پڑھنا اور واضح ہو کہ جب ہارون ملعون بمقام رتو جا کے بجانب عراق معاودت کر لیا۔ مجھ سے اور تیری اولاد سے مغفوت ہو جائیگا اور تمہارے سلسلہ کو قطع کرے گا۔ مجھے بے خوف رہنا لازم نہیں۔ اسے بھیجی میرا پیغام اس ملعون کو پہنچا اور کہہ دے کہ بروز جمعہ میرے انتقال کی خبر مجھے پہنچے گی اور بروز قیامت جب حق تعالیٰ کے سامنے ہم اور تم حاضر ہونگے اور خداوند عالم مجھ میں تم میں حکم کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظالم و گنہگار کون ہے و اسکا یہ سن کتنے کبھی گریاں خدمت حضرت سے باہر آیا اور ہارون پاس جا کے قصہ نقل گیا۔ اس ملعون نے کہا۔ موسیٰ بن جعفر اگر چند روز پہلے اس سے دعوئی امامت کرتے اور یہ باتیں چھوڑ دیتے تو بہتر تھا جب جمعہ آیا حضرت نے رحلت فرمائی اور انتقال حضرت کے وقت ہارون ملعون مقام مدائن چلا گیا۔

**جواب مسائل از طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** شیخ کلینی نے علی بن سوید سے روایت فرمائی کہ اس نے کہا جن دونوں امام موسیٰ کاظمؑ ہیں و قید ہارون میں تھے میں نے ایک مریضہ خدمت حضرت میں لکھا اور بعد مزاج پر ہی چند مسائل کا استفسار کیا بعد ایک مدت کے میرے مریضہ اور مسائل کا جواب پہنچا مگر ان خط پر بعد حمد و ثنا کے اپنی

دریاں مخالف و معارت ربانی حضرت نے لکھا تھا۔ کہ ابابعد تم نے خط لکھ کے چند مسائل دریافت کئے تھے اور میں ان کے جوابات میں تکیہ کرتا تھا۔ اور ان کا انخام مجھ پر بائز تھا۔ اب چونکہ میں نے یہاں لیا سلطنت جباروں کی مجھ سے آخر ہو گئی ہے اور ان کے تحت فرمان سے باہر ہو کے داخل سلطنت ایسے خداوند کا ہوتا ہوں جو مالک سلطنت عظیم ہے اور اس دنیا سے مفارقت کرتا ہوں جس نے اپنے کسی دوست سے وفا نہیں کہہ سکتا انہوں نے اس کی محبت میں اپنے پروردگار کی مخالفت کی لہذا تیرے سے مسائل کا جواب لکھتا ہوں واضح ہو کہ ضعفائے شیعہ اپنے دین میں حیران نہ ہوں خدا سے خوف کر کے جو کچھ میں نے تجھے لکھا ہے اس کو نااہل سے نہ کہنا۔ اور موجب فتنہ و بلا اپنے پیشواؤں کا نہ ہونا۔ تحقیق کہ اول وہ چیز جس کی تجھے اطلاع دینا چاہی ہے کہ اپنی غیر مرگ مجھے بیان کروں مجھے مطلع کرتا ہوں کہ ان دنوں دنیا سے مفارقت کرنے والا ہوں بلکہ اسکے کہ مفارقت دنیا کے فانی سے جزع کروں یا اس سے باجو کچھ راہ خدا میں کیا ہے نام و نشان ہوں یا یہ کہ تھابا کے خدا میں شک کروں پس لازم ہے کہ سزودہ الوثقائے اہل بیت رسالت سے متمسک ہو اور ہر ایک امام کا بعد دوسرے امام کے اقرار کر اور ہر ایک وصی کا بعد دوسرے وصی کے قائل رہ اور ان سے بمقام نقیحہ و تسلیم رہ ان کی گفتار و کردار سے راضی رہ مولف فرماتے ہیں کہ یہ نامہ طولانی ہے گہری نے امقدر سبب طول گفتار کی کتاب بیوان العجرات میں کتاب وصایا کے علی بن محمد زیاد

### شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کہ کتاب بیوان العجرات میں کتاب وصایا کے علی بن محمد زیاد سے روایت کی ہے کہ جب سندی شاہک ملعون نے رطب زہر آلود حضرت کے بیٹے بھیجے آپ بھی آیا کہ دیکھے حضرت نے تناول فرمائے یا نہیں اور وہ شقی اس وقت آیا۔ جب حضرت رطب زہر آلود تناول فرما چکے تھے۔ اس شقی نے کہا۔ اور تناول کیجئے حضرت نے فرمایا جی قدر میں نے کھائے انہیں سے تیرا مطلب حاصل ہے زیادہ کھانے کی اقتیاج نہیں پس چند روز قبل وفات حضرت اس شقی نے قاضیوں عادلوں کو جمع کر کے حضرت کو ان کے سامنے بلایا اور کہا لوگ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کو قید خانہ میں شدت تگی رکھا ہے تم سب ان کا حال دیکھو اور گواہ رہو کہ ان کو بیماری نہیں ہے اور میں نے ان پر تنگ گیری بھی نہیں کی ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے گروہ عم گواہ رہو کہ تیسرا روز ہے اس نے مجھے زہر دیا ہے۔ بظاہر میں صحیح و سالم جاتا ہوں لیکن زہر نے باطن میں اثر کیا ہے آج آخر وقت میرا رنگ سرخ ہو جائے گا۔ اور کل بہت زرد ہو گا۔ اور پرسوں میرا رنگ سفید مائل ہو جائیگا۔ اور اسی وقت برحمت و خوشنودی حق تعالیٰ طوق ہو لگا جب تیسرا دن آخر ہوا۔ روح مقدسہ حضرت لاداعلیٰ میں پیغمبروں صدیقوں شہیدوں سے ملحق ہوئی و تقضائے آیت کریمہ واقعاً الذین یحیون و یموتون و ہم لفی رحمۃ اللہ انحضرت رسولیہ جانبدار یا رضوان مشرین نے لکھے۔ کتاب بصائر الدجوان

میں بسند ہائے صحیحہ پر اس کی ہے کہ ابراہیم بن ابی عمرو نے امام رضا سے پوچھا کہ امام اپنا وقت وفات جانتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں جانتے تھے۔ ابراہیم نے کہا۔ والدتہ حضرت نے تناول فرما کے اپنی ہلاکت پر اعانت کی حضرت نے فرمایا ہاں ابراہیم نے کہا امام موہی کا ظلم کو کبھی برکی نے رطب زہر آلود بھیجے کیا وہ جانتے تھے کہ ان کو زہر آلود کیا ہے حضرت نے فرمایا قبل تناول تاکہ سامان اس کا درست کرے اور کھاتے وقت حضرت کے دل سے عموں ہو گیا۔ اس لئے کہ قضاے حق تعالیٰ نکل نہیں سکتی شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن طاہر نے امام رضا سے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کو کبھی بن خالد برکی نے زہر دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا ہاں تیس واہ رطب میں زہر دیا تھا۔ اس نے کہا کیا امام جانتے تھے کہ ان خرموں کو زہر آلود کیا ہے حضرت نے فرمایا اس وقت فرشتہ مدد نام جو کہ خدا کی طرف سے تائیں کرتا تھا۔ غائب ہو گیا بلوی نے کہا۔ مدد کون ہے حضرت نے کہا۔ ایک فرشتہ جبرئیل و میکائیل سے زیادہ تر بزرگ ہے جو کہ حضرت رسول کے ہمراہ رہتا تھا اور سب اماموں کے ہمراہ بھی مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آلود ہوئی ہے اور بعض احادیث سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگام تناول بھی حضرت جانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث موافق معقول اکثر خلق دار و مدینے ہوں اور عملاً ایسے مطالب کی تحقیق احوال امام حسین میں مذکور ہوئی کہ تکلیف ائمہ معصومین کی مثل دیگران نہیں ہے اور خاص اس بارہ میں کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت کو ان خرموں کا نہ کھانا اس وقت مفید تھا جب کہ ابن اثیر کے ہاتھ سے رہائی پاتے اور وہ ظالمین کسی دوسری طرح بھی قتل نہ کر سکتے۔ لیکن حضرت جانتے تھے کہ اگر اس زہر سے فہید نہ ہوتے۔ دوسری طرح جو کہ اس سے زیادہ امر ضعیف ہوتا حضرت کو فہید کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سہل بات کو اختیار فرمایا ہے۔ واضح ہو کہ ایسے امور میں فکر نہ کرنا اور جو کچھ ان حضرت مہربان سے صادر ہوا۔ اس کی جملہ تصدیق کرنا میں حق و ثواب اور اولیٰ دعوٰی ہے۔

## فصل تیسری

### بیان مصائب شیعان اہل بیت

جو ظلم و ستم زمانہ آنحضرت میں شیعان و لایزان آنحضرت پر گذرے ہیں چنانچہ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن زینب پوری سے روایت کی ہے کہ کہا مجھ میں اور حمید بن عطیہ طوسی میں ایک معاملہ تھا۔ ایک سال اسکے پاس گیا۔ جب اس نے میرے آنے کی خبر پائی۔ اس دن قبل اسکے کہ سفر کے کپڑے اتاروں۔ اس نے مجھے طلب کیا رمضان مبارک کا وہ مہینہ تھا۔ وقت زوال جب میں اس کے پاس گیا۔ دیکھا اس مکان میں بیٹھا ہے جس میں ایک نہر جاری ہے۔ جب میں سلام کر کے بیٹھا۔ ایک آفتابہ اور لگن اس کے سامنے لائے

اس نے اپنے ہاتھ دھو کے مجھ سے بھی کہا کہ اپنے ہاتھ دھو پھر خوان طعام آیا اور میں بھول گیا کہ رمضان کا مہینہ سپا اور صوم سے ہوں۔ جب کھانے پر ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت مجھے یاد آیا۔ فوراً میں نے ہاتھ روک لیا۔ حیدر نے کہا۔ کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا۔ ماہ مبارک رمضان ہے۔ میں نہ بیمار ہوں اور نہ کوئی سبب ہے کہ افطار کروں شائد آپ کو ایسا اندر ہے کہ ہائٹ افطار ہوتا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں بھی بیمار نہیں ہوں بلکہ صبح و سہرا ہوں یہ کہہ کر رونے لگا جب کھانے سے فارغ ہو میں نکلا یہاں الامیر اپنے گریہ کیوں فرمایا۔ اس نے کہا۔ صادق نے کا سبب یہ ہے کہ جب ہارون طلوس میں تھا۔ ایک شب مجھے طلب کیا۔ جب ان کے پاس پہنچا دیکھا اس کے قریب شمع روشن ہے اور ایک شمشیر نہہ بھی اسکے سامنے رکھی ہے۔ اور ایک خادم سامنے کھڑا ہے جب اس نے مجھے دیکھا۔ کہنے لگا۔ تمہاری اطاعت کس درجہ تک ہے میں نے کہا۔ جان و مال سے آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔ یہ سن کے اس نے ایک ساعت میرے منہ پر کھٹکا۔ پھر حکم دیا یہاں سے چلا جا جب مکان واپس آیا۔ پھر ایک چوہدار آ کے مجھے بلا لے گیا۔ اس چوہر ڈرا اور کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون گویا میرا قتل لے منظور ہے اس وقت اس نے مجھے دیکھ کے شرم کی اب پھر بلا یا ہے کہ قتل کرے جب اس کے قہر میں گیا اس نے پھر روی پوچھا۔ کہ تم میرے کس درجہ مطیع ہو میں نے جواب دیا کہ اپنے زن و فرزندوں جہاں و مال سے مطیع و فرمانبردار ہوں یہ سن کے وہ تبسم ہوا اور رخصت کیا۔ جوں ہی گھر میں پہنچا۔ دوسرا چوہدار بلانے آیا جب میں داخل مجلس ہوا۔ پھر مجھ سے ہارون نے وہی سوال کیا۔ میں نے کہا۔ جہاں و مال و دن و فرزند اور دین سے آپکی اطاعت میں حاضر ہوں۔ جب اس نے یہ سنا سنسنے لگا۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار کو اٹھالے اور جو کچھ یہ خادم کہے اس کی تعمیل کر یہ سن کر خادم نے تلوار میرے ہاتھ میں دی اور مجھے ایک مکان میں لے گیا جس میں قفل لگا تھا۔ اس خادم نے قفل کھولا۔ اور مجھے اس گھر میں لایا۔ جب میں مکان کے اندر گیا۔ ایک کنواں صحن میں کھیا اور تین کوٹھڑیاں اس صحن کے اطراف میں تھیں اور ہر ایک کوٹھڑی مقفل تھی۔ اس خادم نے ایک کوٹھڑی کھولی اس میں آدھی جوان و ضعیف و طفل بن کے سر دوں پر گیسو اور کاگل تھے۔ مجھے نظر پڑے سب بخیر و میں بکڑے تھے اور سب کے سب فرزندان امیر المؤمنین و فاطمہ سے تھے پھر اس خادم نے کہا تم کو غلیفہ نے حکم دیا ہے ان سب کو قتل کرو۔ وہ غلام ایک ایک گہا ہر لاتا تھا۔ اور میں اس کنویں کے کنارے ان کو قتل کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ سب کو قتل کر کے سر اور بدن کنویں میں پھینک دیتے۔ اس خادم نے دوسری کوٹھڑی کھولی۔ اس میں بھی تین نھر فرزندان علی فاطمہ سے تھے۔ خادم مذکور نے کہا۔ غلیفہ نے تم کو ایک بھی قتل کا حکم دیا ہے۔ ایک ایک کو خادم باہر لاتا تھا اور میں قتل کر کے کنویں میں پھینک دیتا تھا۔ یہاں تک میں سادق معصوم و مظلوم کو میں نے قتل کیا۔ پھر اس خادم نے میری کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اس

کوٹھڑی میں بھی نہیں سادات علوی و خانگی قید تھے اور گیسو و کاکل علامت سادات ان میں تھے۔ خادم نے کہا: جیلغز نے تم کو حکم دیا ہے ان کو بھی قتل کرو۔ ایک ایک کو وہ کوٹھڑی سے باہر لاتا اور میں قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں ۹ سادات کو میں قتل کر چکا جب وہ خادم میسوی کو باہر لایا۔ وہ ایک مرد ضعیف تھا۔ اس نے کہا: اے ملعون تیرا ہاتھ خشک ہو۔ بروز قیامت میرے جد جناب رسول خدا کو کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔ جب وہ مجھ سے سوال کر رہا تھا کہ تو نے ساتھ نافر میرے فرزند ان مظلوم کو کس وجہ سے ظلم و جور قتل کیا جب اس مرد پیر سے میں نے یہ کلام سنا۔ کانپنے لگا۔ اور بدن میں زلزلہ پڑ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ غلام میرے پاس آیا اور مجھے لاکھلا۔ میں نے ان پیر بزرگوار کو بھی قتل کیا۔ اور ان سب کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اسے بعد ازاں جبکہ میں نے فرزند ان حضرت رسول سے ساتھ آؤنی ظلم و ستم قتل کئے ہوں۔ پھر غار روزہ سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ یقین ہے کہ ہمیشہ جہنم میں ہوں گا

\*\*\*\*\*

# ۴۲۰ بائشتم

بیان تاریخ ولادت و وفات زیدہ اصفیاء امام اتقیای پناہ غربا شہید زہر جفا

امام ہشتم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام  
فصل اول

بیان تاریخ ولادت و نسب و کنیت و لقب حضرت

اسم شریف علی کنیت ابوالحسن و مشہور ترین القاب رضا ہے و فاضل در ضی و دینی و قرۃ عین المؤمنین و  
فیض الملکین بھی کہتے ہیں ابن بابویہ نے بسند معتبر برطلی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے بخدمت امام محمد  
تقی عرض کیا کہ ایک گروہ مخالفین کا گمان ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کا لقب رضا مامون نے رکھا ہے جب حضرت  
کو اس نے اپنا ولی مہر قرار دیا تھا۔ امام محمد تقی نے فرمایا۔ درود لکھتے ہیں بلکہ صحیحاً، تعالیٰ نے آنحضرت کو بلقب  
رضا لقب کیا۔ . . . . . اس لئے کہ آنحضرت آسمان پر پسندیدہ خدا تھے  
اور رسول خدا و ائمہ ہدیٰ زمین پر ان سے خوشنود تھے ان کو امامت کیلئے پسند کیا۔ راوی نے کہا آیا آپ کے  
سبب بزرگوار پسندیدہ خدا اور ائمہ ہدیٰ نہ تھے۔ حضرت نے فرمایا ہاں سب صحیح۔ راوی نے کہا پھر خاص حضرت  
کو ان سب حضرات میں اس لقب سے کیوں محضوں کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ مخالفین و دشمن بھی حضرت  
سے اسی طرح راضی تھے جس طرح دوست خوشنود تھے اور اتفاقاً حضرت کا دوست دشمن سے تھا۔ اس کے  
آنحضرت کو اس لقب سے لقب کیا۔ ایضاً بسند معتبر سلیمان بن جعفر سے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظم ہمیشہ اپنے  
فرزند کو رضا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے فرزند کو رضا کہو اس لئے کہ میں نے اپنے اس فرزند کو رضا کہا ہے  
اور جب آنحضرت کو خطاب کیا پھر تھے ابوالحسن کہتے تھے۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام موسیٰ کاظم اور مادر گرامی آنحضرت ام  
ولد تھیں کہ ان کو تکتم و حجرہ داری و سکن و سما دام البنین کہتے تھے اور بعضوں نے فیضان و مقرو و مقرا بھی نام لکھا ہے۔  
ابن بابویہ نے بسند معتبر علی بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ عیہ خاتون  
حکایت والدہ امام رضا علیہ السلام مادر گرامی امام موسیٰ کاظم کہ بیچہ اشرف و بزرگان ہم سے تھی۔

نے ایک کینز خریدی اور اسکا کلم نام رکھا۔ اور یہ کینز نفل و دین دیا میں بہترین زنان تھی اور اپنی خاتون حمیدہ کی بہت  
تعلیم و تکریم کرتی تھی جس روز سے خرید اٹھا کبھی برابر اپنی بی بی کے تعظیماً نہ ٹھہری تھی پس حمیدہ خاتون نے ایک  
روز امام موئی کا کلم سے لڑائی کیا۔ اسے فرزند گرامی کلم ایسی کینز سے کہ میں نے اس سے بہتر تعلیم دی و حسن و ادب  
میں نہیں دیکھی ہیں جانتی ہوں کہ جو فرزند اسے پیدا ہوگا پاکیزہ و طہر ہوگا لہذا اس کینز کو میں تمہیں تمہیں تمہیں سے اس کی رعایت و  
حرمت کرنے کو کہتی ہوں جب امام رضا اس سے پیدا ہوئے اس کا نام ظاہر رکھا امام رضا دودھ بہت پیتے تھے  
ایک روز ظاہر نے کہا ایک اتا جو بزرگی جانے کہ وہ بھی دودھ پلائے کہا کیا تمہارے دودھ کم ہے ظاہر نے  
کہا۔ ہن تمہیں کھلا کھوٹ کر کہو گی میرے دودھ کم نہیں لیکن نوافل و اور او جس کی مجھے پہلے سے عادت ہے۔ دودھ پلانے  
سے کم ہو گئے ہیں اس سبب سے میں ایک اتا چاہتی ہوں کہ میرے اور او نوافل ترک نہ ہو جائیں لہذا مجھ پر ولایت کی  
ہے کہ جب حمیدہ خاتون نجمہ کو خرید ایک شب جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا حضرت نے ان سے کہا اے حمیدہ  
اپنی کینز نجمہ کو اپنے فرزند امام موئی کا کلم کو دیدو کہ اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا جو بہترین بل زمین ہوگا  
اس سبب سے حمیدہ خاتون نے نجمہ کو دیا ایضا لہذا لہذا معتبر مشام سے ولایت کی ہے کہ کہا ایک روز امام موئی  
کا کلم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کوئی معلوم ہے کہ مغرب سے ایک بروہ فروش کہاں آیا ہے میں نے کہا یا حضرت  
مجھے نہیں معلوم حضرت نے فرمایا بیشک آیا ہوگا آؤ اس کے پاس چلیں یہ کہہ کے حضرت سوار ہوئے اور میں بھی  
خدمت حضرت میں سوار ہوئے چلا جب مقام معبود پہنچے دیکھا کہ ایک تاجر مغرب کا آیا ہے اور بہت سے غلام  
اور کینزیں لایا ہے حضرت نے فرمایا اپنی کینز میں مجھے دکھاؤ تاجر نوکریوں لایا حضرت نے فرمایا ان میں سے  
میں کسی کو نہیں چاہتا اور لاؤ اس نے کہا سوائے ایک اور میرے پاس کوئی کینز نہیں حضرت نے فرمایا بلکہ ہے  
لازم ہے کہ اسے بھی لے آؤ اس نے کہا قسم سدا سوائے ایک کینز کے کہ وہ بھی بیاد ہے اور کوئی کینز نہیں  
حضرت نے فرمایا اسی کو لے آؤ جب اسنے نظر کیا حضرت دولت سرائے واپس تشریف لائے دوسرے روز  
حضرت نے مجھے اس تاجر پاس بھیجا اور فرمایا جس قیمت کو وہ کہے اس کینز بیمار کو میرے لئے لے آؤ  
جب میں نے ہلکے اس تاجر سے اس بیمار کینز کو طلب کیا اس نے بہت قیمت مانگی میں نے کہا ہاں  
قیمت پر میں نے مولیٰ لی اس نے کہا میں نے بھی فروخت کی لیکن مجھ سے کہو وہ کون صاحب ہو گا کل سوائے  
تمہارے ہوا تھے میں نے کہا وہ بنی ہاشم سے ہیں اس نے کہا کس سلسلہ سے میں نے کہا اور کچھ میں  
نہیں جانتا اس تاجر نے کہا واجع ہو کہ اس کینز کو اطرون بلاد مغرب سے میں نے خرید لیا ہے پھر کہا سزاظر نہیں ہے کہ  
یہ کینز تمہیں ایسے پاس ہے بلکہ یہ امر ضروری ہے کہ یہ کینز بہترین اول نہ من پاس ہے اور جب یہ اس کے تصرف  
میں آئے ایک ماہ کے بعد اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہو جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں احادیث



رضان سے متولد ہوئے، ایضاً بسند معتبر نجمہ مادر آنحضرت سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں حاملہ بنی تو بزرگوار ہوئی، کسی طرح کی گرانی اپنے میں رہتی تھی صدمے تیسج و تہلیل و تہمد میرے شکم سے آتی تھی، اور مجھے عوف ہوتا تھا جب ۵۵ فرزند رسلاً نمود ہوئے، اس نے اپنی دست مبارک زمین پر رکھی اور سر مطہر بن اب اسمان بند کر کے بہائے کو حرکت دی، اور اس طرح کلام کیا کہ میں نہ سمجھی، اس وقت امام موسیٰ کاظمؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ نجمہ تم کو کرامت پروردگار مبارک ہو، پھر اپنے فرزند سعاد نمود کو ایک جامہ سفید پہنا کے حضرت کو دیا اور حضرت نے دہننے کان میں اذان اور بایں کان میں اقامت کہی، اور اب فرات مانگا اور تالو اس سے اٹھا کے میری آنکوش میں دیا اور فرمایا، اس فرزند کو لو کہ یہ بقیۃ اللہ حجت خدا خلائق پر ہے، ابن بابویہ نے بسند معتبر محمد بن زیاد سے روایت کی ہے، کہ کہا جس روز امام رضا متولد ہوئے، اس دن امام موسیٰ کاظمؑ سے میں نے سنا کہ فرات تھے یہ میل دروند تختہ کیا ہوا، پاک و پاکیزہ متولد ہوا ہے اور جمع ائمہ اسی طرح متولد ہوئے ہیں لیکن ہم مقام مختبر پر متابعت سنت کے لئے استرا رکھتے ہیں، تاریخ ولادت میں اختلاف ہے، بعض روز ولادت پنج شنبہ اور بعض جمعہ کہتے ہیں ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے، کہ حضرت مدینہ میں بروز پنجشنبہ گیارہویں ماہ ربیع الاول ۱۱۵۵ھ میں بعد وفات جناب صادق متولد ہوئے، اور کلین نے ولادت باسعادت ۱۱۵۵ھ لکھی ہے اور بعضوں نے گیارہویں ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۳ھ لکھی ہے، شیخ طبری نے گیارہویں ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۵ھ لکھی ہے، اور نقش نگین آنحضرتؐ بروایت معتبرہ جو کہ خود حضرت سے منقول ہے

مَا شَاءَ اللَّهُ      كَلَّمَكَ اللَّهُ يَا اللَّهُ      و بروایت دیگر جیسی اللہ تھا۔

## فصل دوسری

### بیان خیر و نیابت رسول خدا اور جناب امیر کا اور خود حضرت کا اطلاق کو نبی شہد اپنی

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص خراسان کا رہنے والا بعد مت حضرت امام رضا حاضر ہوا اور کہا میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے، کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا ہے اے اہل خراسان تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے پاؤں تن کو تمہاری زمین پر دفن کریں، اور تم کو میری امانت سپرد کریں، اور وہ میرا ستارہ تمہاری زمین میں پنہاں ہو جائے، امام رضا نے فرمایا، وہ میں ہی ہوں جو تمہاری زمین میں دفن ہوگا، اور ہمارے تن ہمیں و امانت رسول خدا و خیم فلک امامت و خلافت میں ہی ہوں، جو کوئی میری زیارت کرے اور میل حق پہچانے، اور میری اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانے میں اور میرے بزرگ روز قیامت اسکے شفیع ہو گئے اور جس کے ہم شفیع ہوں، البتہ نجات ہاتا ہے، ہر چند اس پر گناہ جن و انس کے ہوں، تحقیق کہ خبر دی مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے

بزرگوں سے کہ فرمایا رسول خدا نے جو کوئی مجھے خواب میں دیکھے اس نے مجھے دیکھا ہے۔ اس لئے کہ شیطان میری خدمت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میرے کسی وحی کی صورت بن سکتا ہے اور نہ ان کے کسی شیعہ خاص کی صورت بن سکتا ہے۔ تحقیق کہ سچا خواب ایک جز مقرر جز پینبری سے ہے۔ ورنہ معتبر آنحضرت سے منقول ہے کہ کہا: قسم سچا ہم اہل حق سے کوئی ایسا نہیں ہے جو قتل یا شہید نہ ہو ہو لوگوں نے کہا: یا ابن رسول اللہ آپ کے کون شہید کرے فرمایا بدترین خلق خدا میرے زمانہ میں مجھے شہید کرے گا اور باز دینار سے دور زمین غربت میں مجھے دفن کریگا پس جو کوئی میری موت میں زیارت کریگا، خداوند عالم ایک لاکھ شہید اور ایک لاکھ حج کرنے والوں کا اور ایک لاکھ مکہ کو زیورالوں اور ایک لاکھ جہاد والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔ اور ہمارے زمرہ میں وہ شخص مشور ہوگا۔ اور درجات عالیہ بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا۔ ایضاً: بسند معتبر حسن بن جم سے روایت کی ہے کہ کہا: جب ماموں معون نے علماء و فقہاء کو جمع کیا کہ امام رضا سے بحث کریں۔ اور حضرت باجہ میں سب پر غالب آئے۔ اور سب نے اقرار فیضیلت آنحضرت کیا۔ بعد اسکے مجلس مہوں سے اٹھ کے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی۔ میں خدمت آنحضرت میں تھا۔ میں نے کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے ماموں کو آپ کا مطیع کیا۔ اور آپ کی عزت و توقیر میں مبالغہ کیا اور نہایت سعی و کوشش کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اسے پس ہر جہم تجھے وہ بات فریب نہ دے جو تو اس سے دیکھتا ہے۔ کہ وہ میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور میرے سخن کو بسع قبول نشا ہے۔ لیکن بہت جلد وہ شیخی فظم و ستم مجھے زہر سے شہید کرے گا اور یہ وہ خبر ہے جو کہ بزرگوں سے مجھے ملی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ اس خبر کا ذکر نہ کرنا۔ ایضاً: جعفر محمد بن زوقی سے روایت کی ہے کہ کہا: میں راہ خراسان میں بند خدمت بناب امام رضا پہنچا۔ حضرت نے فرمایا: اس راہ میں جا ہوں مگر پھر رنگا نہیں۔ اور شہر طوس میں پہلوئے ہارون میں دفن ہوئے گا۔ اور میرا فرزند نفلوم میرے ہاتھ کے پہلوئے مبارک میں بغداد میں دفن ہوگا۔ ایضاً: بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: میرا ایک پادشہ خراسان میں دفن ہوگا جو کوئی مومن اس کی زیارت کرے، البتہ بہشت اس پر واجب ہوگا۔

---

۱۔ سیدالصادقین جناب رسول خدا کے فرما سے اور شہادت و مدفن امام سے کہ امر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ رسول پاک اپنی اولاد اور امت کے افراد کے مرنے چھٹے اور دفن ہونے کا علم رکھتے تھے اسی کو کہتے ہیں علم غیب کا حامل ہونا۔ نیز اس حدیث کو صاحب صحیح بخاری نے ص ۱۶۸ پر بھی نقل کیا ہے۔ عن الامام علی المرتضیٰ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال سید من بعضہ من بنو اسان ما دارہما مکروب الانفس اللہ کہ تیبہ ولا مؤذنب الا نغفر اللہ لہ وقال عن عائشہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من دار ولوی جالطوس فانا نجاہم صوۃ قالت صوۃ فقال صوۃ یتھن قالت متون فقال یتھن صوۃ فسکت عائشہ و لوط مشکئی بیاضی الی سبعین۔ امام علی رضا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا: کہ محروب میرے جگر کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا۔ جو محروب و ستم رسیدہ اس نفلوم کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس

(انی حاشیہ اعلیٰ صوفیہ)

اور جنم اس کے بدن پر حرام ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق نے فرمایا میرے فرزند موسیٰ کا ایک فرزند ایسا ہوگا جو ہمنام علی ہوگا جسے خراسان نے جاکے زہر سے شہید کر دیں گے اور لڑتے میں دھن کینا گئے جو کوئی اسکی زیارت کرے اور اسکے حق کو پہچانے خداوند عالم اس کا ثواب ان کا عطا کرے گا جنہوں نے قبل فتح مکہ مکرمہ خدایں اپنے ہاں و مال کو خرچ کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند خراسان میں ظلم و ستم شہید ہوگا۔ اور اس کا نام مثل میرے نام کے ہوگا اور باپ اسکا ہمنام موسیٰ بن عمران ہوگا جو کوئی اسکی اس عزت میں زیارت کرے گا۔ خداوند عالم اس کے گناہان گذشتہ و آئندہ کو بخش دے گا۔ اگرچہ گناہ اس کے بعد ستارہ ہائے آسمان و قلو ہائے ہارن و بر گھائے درختان ہوں۔

## فصل تیسری

### بیان کیفیت و سبب شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام

روایات معتبرہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جب ماموں ملعون نے کہ خلفائے شقاوت اس اس نبی عباس سے تھا۔ فرمان اطراف عالم میں جاری کیے حکومت ولایت لراق لب حسن بن سہل کے سپرد کی اور آپ مقام مرد مقیم ہوا۔ اطراف ممالک مجاز دھن میں نماز قنہ و آشوب بلند ہوا۔ بعضے سادات نے بطبع خلافت راہت مخالفت بلند کیا۔ اور جب یہ خبر میں بمقام مرو اس شقی کو پہنچی اس ملعون نے فضل بن سہل ذوالریاتین سے جو کہ وزیر و شیر اس کا تھا۔ مشورہ کیا۔ بعد تدبیر و فکر تمام ان دونوں بد انجام کی رائے اس پر قرار پائی کہ امام رضا کو مدینہ سے طلب کر کے ان کو اپنا ولی مہد کرنا چاہیے تاکہ جمیع سادات مطیع ہو جائیں۔ اور طبع خلافت سے باز رہیں پس رہا میں ضماک کو ہمراہ گروہ محضوں بجانب مدینہ خدمت امام رضا روانہ کیا۔ کہ حضرت کو سفر خراسان کی تہنیب کریں۔ جب یہ لوگ خدمت آنحضرت پہنچے حضرت نے پہلے توبہ استنکار کیا۔ اور جب ان لوگوں نے یہ مہلت دیکھ بھری حضرت نے وہ سعزمت اثر اختیار کیا۔ امین ہابوینے نے بسند حسن و ثناء سے روایت کی ہے کہ جناب امام رضا نے فرمایا جب ہما ہابوینے مدینہ سے باہر لے جائیں۔ اس وقت میں نے اپنے خیال پر پشیمان ممالی کو بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۳۔ کی سخن و محبت کو دفع کر لیا۔ اور جو گنہگار و ظالم اس کی زیارت کو جاکے گا۔ خدا اسکے گناہوں کو بخش دے گا نیز سعزمت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول پاک نے فرمایا جو کوئی شہر طوس میں جا کر میرے فرزند کی زیارت کرے گا۔ اسے حج کا ثواب ملے گا۔ پھر میں نے پوچھا۔ دو حج کا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ تین حج کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر میں خاموش ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے عائشہ اگر تو خاموش نہ ہوتی تو میں ستر حج تک پہنچتا۔

(کوٹور زینب علیہ السلام)

جمع کر کے ان سے اپنی خبر شہادت بیان کی اور کہا میں اس سفر سے واپس نہ آؤں گا میری قبریت میں قیام کر کے مجھ پر  
نوصوداری کرو اور اشک حسرت اپنی آنکھوں سے برسائو یہ کہہ کر میں نے اپنے ہر اہل بیت کو دہلا دیا اور بارہ ہزار وینار  
طلا ان پر تقسیم کئے بسند معتبر دیگر نول بیسانی سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام رضا نے مدینہ سے سفر کا عزم کیا کہ جب  
میں جہا کے قریب مقدس جد بزرگوار کو دہلا کر کے قطرات اشک خنجرین مفارقت حضرت سید المرسلین دروضہ مقدس سے  
بے تاب ہر کے پھر واپس آئے اور کر دہلا لیا۔ اور کئی مرتبہ اس طرح دہلا کر کہ چند قدم واپس جاتے اور پھر واپس  
ہو کر گریہ و زاری فرماتے۔ روضہ میں واپس آتے تھے جب ہادل پر حسرت مرقد مطہر حضرت رسالت سے پہلے ہوئے  
میں نے بخدمت حضرت جہا کے سلام کیا اور اس سفر کی تنہیت و مبارک باد کہی حضرت نے فرمایا مبارک باد کیا  
دیتے ہو میں اس سفر میں ہمایہ جد بزرگوار سے دور ہونا ہوں۔ اور نزلت میں شہید ہو کر بدترین عقیقہ ہارون  
رشید کے پہلو میں دفن ہو لگا۔ اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ جو حضرت نے فرمایا تھا وہی  
واقعہ ہوا۔ کتب کشف الغمہ وغیرہ میں امیہ بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا جس سال امام رضا طواف دہلا کر رہے  
تھے اور امام محمد تقی کو بھی موفقی غلام کے کندھے پر طواف کراتے تھے جب حجر اسماعیل تک پہنچتے۔ کندھے سے  
اتر کے بیٹھ گئے اور آثار حزن و اندوہ چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئے۔ اور مشغولی دہلا ہو کر بہت لول دیا موفقی  
غلام نے عرض کیا۔ آپ پر سے غل ہوں۔ اٹھیے حضرت نے فرمایا یہاں سے نہ اٹھو لگا جب تک کہ غلا جا ہے۔  
موفقی غلام نے حضرت امام رضا کی خدمت میں آ کے اگلے فرزند سعادت مند کا حال عرض کیا۔ حضرت اپنے  
فرزند ہاں آئے اور فرمایا اسے فرزند اٹھو۔ اسے نوہ چشم اٹھو امام محمد تقی نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار کس طرح اٹھو  
جاتا ہوں۔ کہ آپ نے خانہ کعبہ کو دہلا لیا۔ اور اس کے بعد پھر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کے گریاں ہوئے اور حسب فرمان  
پدر بزرگوار اٹھ کر ہوئے اور رواگی ان حضرت بجانب خراسان تہہ میں ہوئی۔ اور اس وقت موفقی شہود عمر  
شریف حضرت امام محمد تقی سات سال تھی ماورجیب توبہ سفر ہوئے ہر ایک منزل میں معجزات و کرامات کثیرہ موفقی  
سے ہوئے۔ اور اب تک ان معجزات کے آثار بہت موجود ہیں۔ ابو الصلت ہر دی نے روایت کی ہے کہ  
جب حضرت بمقام سنا باد طوس پہنچے۔ اس قبر میں داخل ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر تھی۔ حضرت نے اس قبر کے  
ساتھ ایک نشان کیسچا اور فرمایا کہ یہ میری قبر ہے۔ میں یہاں دفن ہو لگا۔ خلد وند عالم میرے لیسوں اور روتوں  
امام رضا علیہ السلام اور دیگر ائمہ اہل بیت یہ علم رکھتے تھے کہ انہوں نے عالم خاک سے عالم نور میں نہر سے جہان تہہ یا لوی سے ادا کیا  
ان کی قبر بنے گی۔ بلکہ تمام نسل انسان کے متعلق علم رکھتے ہیں کہ یہ آدمی کیسے مرے گا اور اس کی عمر کہاں بنے گی سورہ عمران میں آیت  
رکوع میں ہی علم کو علم جب کہا گیا ہے اور امام رضا کا فرمایا یہاں میری قبر بنے گی اور جب مہتاب کی طہارت محمدی تو قبل شہادت  
اپنے کسی کو وصیت ہی نہیں کی کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ مگر لوگوں نے خود بخود دہلا ہی دفن کیا یہاں امام نے خود نشان دیا تھا  
(بانی عاشر صفحہ ۲۲۰ پر)

کے اترنے کا مقام کرے گا۔ اس جگہ قسم بخدا جو کوئی میرا شیوہ اور دوست اس مکان میں میری زیارت کرے گا یا مجھ پر سلام کرے گا حق تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کو ہم اہل بیت کی شفاعت سے اس پر واجب کرے گا۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے قبلہ رو ہو کے چند رکعت نماز پڑھی۔ اور وہ بہت دعائیں تلاوت کیں جب فاتح ہوئے سجدہ میں گئے اور وہ بہت طویل دیکھے پانچ سو مرتبہ تسبیح سجدہ میں کہیں جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ باہر تشریف لائے۔

پس جب امام ہمام مروینچے اور ماموں ملعون سے  
**در میان ماموں رشید اور امام رضا گفتگو ملاقات کی اس شقی نے بظاہر حضرت کی بہت تعظیم و**  
 تکریم کر کے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کی فیضیت و علم و زہد و ریا و عبادت کو دیکھ کے آپ کو اپنے سے زیادہ تر سزا و عتاب پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں بندگی خدا سے فخر کرتا اور بزرگ دنیا کی شرات سے امید نہایت رکھتا۔ اور پرہیزگاری و عمارت الہی سے باز رہ کے امیدوار حصول غنائم نامتناہی رہتا ہوں اور دنیا میں تو اضعاف کرنے سے اپنے خدا کے نزدیک خواہاں رہتا ہوں۔ ماموں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ خلافت ترک کر کے آپ کے سپرد کروں۔ اور آپ بیعت کروں حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر خلافت کو خدا نے تم پر قرار دیا ہے جائز نہیں کہ دوسرے کو دے دو اور اپنے کو معزول کرو۔ اگر خلافت تمہارا حق ہی نہیں ہے تم کو اس کا اختیار بھی نہیں ہے کہ دوسرے کو سپرد کرو۔ ماموں نے کہا یا ابن رسول اللہ البتہ لازم ہے کہ آپ اسے قبول کریں حضرتؑ نے فرمایا اس کی توفیق سے واقف تھے الکار کرتے تھے جب وہ ملعون قبول خلافت آنحضرتؑ سے ایسا ہو گا۔ کہا اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے میری دلی ہمدی قبول کیجئے حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خداؐ سے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے دنیا سے مفارقت کر لوں گا اور مجھے زہر ستم سے شہید کر دیں گے اور مجھ پر ملائکہ آسمان و زمین سب روئیں گے اور زمین عزت میں پہلوئے بارون رشید میں دفن ہوں گا۔ ماموں اس بات کے سننے سے گریاں ہوا اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ کو کون قتل کر سکتا ہے اور اس کی طاقت ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی صدمہ و گزند آپ کو پہنچا سکے حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر چاہوں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے کون شخص شہید کرے گا۔ ماموں نے کہا یا ابن رسول اللہ ان باتوں سے کپ کی لڑائی ہے۔ کہ میری دلی ہمدی بھی قبول نہ کیجئے اس لئے کہ لوگ کہیں گے آپ نے ترک دینا کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا جس دن سے مجھے میرے پروردگار نے پیدا کیا ہے۔ اب تک میں نے عداوت نہیں کیا اور ترک دینا نہیں دینا کے لئے نہیں کیا اور حیرت طلب نہیں جانتا ہوں۔ ماموں نے کہا میرا مطلب کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵۔ قبر مبارک اس نشان سے بال بھرتا آگے جی اور پیچھے ہے یہاں علم غیب ہے جو محمد و آل محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔  
 (کوٹلی دھوں پلوئی)

تیسرا مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں علی بن موسیٰ الرضا نے دنیا کو ترک نہیں کیا، بلکہ دنیا نے ان کو ترک کیا ہے۔ بل جب کہ دنیا ان کو بسر ہوئی طبع خلافت کیلئے ولی عہدی قبول کی۔ مامون اس کلام سے غضب ناک ہوا اور کہا۔ آپ ہمیشہ میرے سامنے سمنان ناگوار کہا کرتے ہیں میرے رعب و دبدبے سے آپ بے خوف ہو گئے ہیں۔ ہمیں ہنذا اگر آپ ولی عہدی قبول نہ کریں گے۔ آپ کو قتل کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے کہا ہے کہ اپنے کو دانستہ بلاکت میں نہ ڈالو۔ اب تو جو نہ کہ جبر کرتا ہے میں نے اس شرط پر قبول کیا کہ کسی کو نصب و عزل نہ کروں اور ایک قاعدہ کو ترک کر کے قاعدہ جدید اختیار نہ کروں دوسرے سند حکومت پر تنظیم کروں۔ یہ سن کر مامون ملعون ان شکر پر لڑا یعنی ہوا۔ حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ مجھ پر جبر کیا ہے۔ اور میں نے بضرورت اس امر کو قبول نہ کیا۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔ جس طرح اپنے دو بندوں یعنی حضرت یوسف و حضرت دانیال سے تو نے مواخذہ نہ کیا۔ جبکہ انہوں نے ولی عہدی کو بادشاہ کی جانب سے قبول کیا۔ خداوند کوئی عہد نہیں کرتا۔ اور کوئی عہد اور کوئی عہد نہیں ہے۔ تو فریق سے کہ تیرے دن کو برپا اور تیرے پیغمبر کی سنت کو زندہ رکھوں۔ تحقیق کہ تو اچھا آقا۔ اور کلمہ یاد ہے۔ یہ فرما کے عزروں و گریباں ولی عہدی کو مامون سے قبول کیا۔

۱۱ مامون نے دوسرے روز دربار علیہ میں ایک کئی حضرت کے بیان ولی عہدی حضرت اماک رضائے اپنے پہلو میں بچھائی۔ اور مجمع اکابر و اشراف و اہل علم و علما کو جمع کر کے اول اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا کہ بیعت کریں۔ اس نے حضرت کی بیعت کی۔ اس کے بعد سب لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور مامون نے بہت سا انعام تقسیم کیا۔ اور ایک سال کی خواہ شکر کو تقسیم کیا۔ اور شادوں و مداحوں کو حکم دیا کہ قصائد فصیح و بلیغ حضرت کی شان میں تصنیف کریں۔ یہ کہہ کے انعام و اکرام ان کو عطا کیا۔ اور منبروں و مناروں روپوں میسوں پر سکہ حضرت کے نام کا جاری کیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ یہ سکہ پوشی بدعت بنی عباس کو ترک کر کے سبز کر لیں۔ اور ایک اپنی دختر ام جمیلہ کو حضرت سے تزویج کیا۔ اور دوسری دختر ام الفضل کو امام محمد تقی سے نامزد کیا۔ اور حسن بن سہیل کی بیٹی سے خود عقد کیا۔ جب اس ملعون نے دیکھا کہ ہر روز انوار علم و کمال و آثار رفعت و جلال حضرت سے ظاہر ہوتے ہیں اور محبت حضرت کی لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی جاتی ہے۔ آتش حسرت اس کے سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی۔ بعد اسکے وہ ملعون آنحضرت پر عداوت ہوا۔ ابن بابوی نے احمد بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا

**حضرت امام رضا علیہ السلام کے قتل کا حکم**

قاتل امام رضا کو نہ کرنا۔ باوجودیکہ اس قدر اظہار محبت و تعظیم و تکریم آنحضرت کرتا تھا۔ اور حضرت کو اپنا ولی عہد کہتا تھا۔

ابوالصلت نے کہا۔ ماموں نے اس جسے حضرت کو گزرا رکھا تھا کہ وہ فضائل و بزرگواری حضرت سے واقف تھا اور ولی ہمدی اس سبب سے دی تھی کہ لوگ جائیں حضرت؟ دنیا سے راضی میں اس خیال سے ان کی محبت لوگوں کے دلوں سے کم ہو جائے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ منصب ولی ہمدی باعث زیادتی محبت و اغلاص مردم ہوا۔ اس نے جمیع فرقہ یهود و نصاریٰ و مجوس و مانیکین و برہمہ و لہلان و ہریان و فضلائے جمیع فرقہ ہائے مسلمان کو جمع کیا کہ حضرت سے یہ لوگ مباحثہ و مناظرہ کریں۔ شاید حضرت پر غالب رہیں اور امتقاد مردم میں نسبت آنحضرتؐ منظور ہو جائے۔ اس تدبیر کا نتیجہ بھی بے برنظان اسکے مطلب کے ہوا۔ کیونکہ وہ سب لوگ مغلوب ہو کے قائل بفضیلت و کمال حضرت ہو گئے۔ اور حضرت بھی مقرر فرماتے تھے کہ مخالفت ہمارا حق ہے۔ اور ہم امامت کے احاد لوگوں سے زیادہ ترسناور ہیں۔ بدگوئیوں ناہنجار اس ملعون کو اس کلام سے مطلع کرتے تھے۔ اس سبب سے ختم و سد اس پر غالب ہوتا تھا۔ اور حضرت اسکی خاطر مدارات نہ کرتے تھے اور اکثر اوقات سخنان و درشت اسکے سامنے فرماتے تھے یہ امور اور بھی باعث اسکے مزید کینہ و بغض کے ہوتے تھے اس وجہ سے قتل آنحضرتؐ اسے منظور ہوا اور زہر سے حضرت کو شہید کیا۔ ابن بابویہ نے بند معتبر ہر نمبر میں امین سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز بقیعہ نماز ادا فرماتا تھا ماموں یمن میں داخل ہوا جب دروازہ پر پہنچا۔ صلیح و علی جو مقرران ماموں دوستان امام رضا سے تھا اسے یہاں سے دیکھا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی۔ اس نے کہا۔ اسے ہر نمبر تم جانتے ہو۔ میں کل امتداد و امین علیہ ہوں۔ میں نے کہا ہاں جانا ہوں۔ صلیح نے کہا مجھے شب گذشتہ تیس غلامان خواص کے جو میرے محرم رات تھے پہرات گئے۔ اس نے بلا بھیجا۔ جب ہم وہاں گئے دیکھا کہ اس سیاہ ملب نے بکثرت روشنی سے اپنی عقل کو مثل روز روشن کر رکھا ہے۔ اور تلوار میں زہر آلود اس کے آگے رکھی ہیں پس ہم یہاں ہر ایک کو اپنے قریب بلا کے ہمد و پیمان لیا۔ کہ جو کچھ میں حکم دوں۔ اس کی تعمیل کرنا اور اس راز کو نہاں رکھنا۔ یہ کہہ کے ہر ایک کو تلوار زہر آلودی۔ اور حکم کیا کہ مجھ امام رضائے جا کے جس حالت میں ان کو پاؤ۔ اور سے کلام نہ کرو خواہ وہ بیٹھے ہوں یا کھڑے یا سوتے ہوں یا جاگتے ہوں۔ جم لوگ تلواروں سے ان پر حملہ کر کے لگا گوشت پوست و استخوان ریزہ ریزہ کر ڈالو۔ پھر انکے بدن کے ٹکڑے ایک دوسرے سے لگا کر یہ تلواریں انکے فرش سے صاف کر کے میرے پاس حاضر ہو۔ اگر میرے اس حکم کی تعمیل کرو گے اور اس راز کو افشاء نہ کرو گے ہر ایک کو بارہ بارہ قہیلیاں روپیہ کی ماہ زمین و مکانات دو لگا اور جب تک زندہ جاؤں سب کو اپنا مہرب رکھوں گا۔

معجزہ امام رضا علیہ السلام ماموں کا یہ حکم سن کر ہم سب تلواروں سے لے کر توجہ مجھ آنحضرتؐ ہو گئے جو مجھ میں گئے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت کروت کے بل بیٹھے اپنے ہاتھ بلا ہلاکے باتیں کر رہے ہیں۔ اور د

تائیں ہماری کچھ میں نہیں آئیں۔ میں مجرہ کے ایک طرف اپنی تلوار ٹیک کے کھڑا ترساں و ہر اسان دیکھ رہا تھا کہ وہ سب غلامان، بیچیا حضرت کی طرف دوڑے اور اپنی تلواریں ایک دلع حضرت کے جسم اٹھ پر لگائیں ماس وقت حضرت کوئی زہ اور جامہ بھی نہیں پہنے تھے کہ وہ تلواریں اٹھ کر دیں۔ پس حضرت کو فرس میں لپیٹ دیا اور ماموں پاس گئے۔ اس نے پوچھا تمہ نے کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو حکم اپنے دیا تھا اس کی ہم نے تعمیل کی جب صبح ہوئی۔ ماموں پاک گریبان سر برہنہ مثل صاحبان مصیبت گریباں غلامان گھر سے باہر آیا۔ مجلس میں بیٹھا اور طریق تعزیت آنحضرت بیٹھ کے تھوڑی دیر یا برہنہ مجرہ حضرت کی ہاں دروازہ ہوا کہ حضرت کی جہیز و تکفین کرے جب قریب مجرہ پہنچا حضرت کی اولاد ہمیں کے خائف ہوا۔ اہل کہا۔ اسے صبح تم مجرہ میں جا کے اس آواز کی حقیقت حال سے مجھے مطلع کرو۔ صبح نے کہا جب میں مجرہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت محراب عبادت میں بیٹھے ہیں اور عبادت حق تعالیٰ مشغول ہیں جب ماموں سے میں نے یہ کیفیت بیان کی وہ بیتاب ہو گیا اور اس کے اٹھنا کھپنے لگے پھر کہا تم پر خدا کی لعنت ہو تم نے مجھے قریب دیا۔ اسے صبح چونکہ تم حضرت کو پہچانتے ہو محراب میں جا کے خوب طرح حقیقت حال دریافت کر کے مجھے مطلع کرو۔ جب میں قریب گیا حضرت نے آواز دی کہ اسے صبح میں نے کہا لبیک اسے میرے مولا یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا اور منہ خاک پر مل کے رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا اسے صبح خدا تم پر نازل کرے رحمت۔ اٹھو۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمایا۔ ید یدون بیطفاؤا ذواللہما بانواھمہم واللہما متہ ذلہ ذلہ کدہ اللہ ذلہ یعنی کفار چاہتے ہیں۔ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھاویں اور خدا اپنے نور کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں۔ صبح نے کہا جب میں ماموں پاس آیا اکثر شتم و تہقیب اس کی صورت مثل تار سیاہ ہو گئی تھی میں نے کہا واللہ امام رضا اپنے مجرہ میں بیٹھے مشغول عبادت میں اور نشان تک زخم کا بدن مبارک پر نہیں ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے حکم دیا کہ میرے عزیز و اقارب وغیرہ جو لوگ تعزوت وغیرہ کو میرے پاس آئیں۔ ان سے کہو حضرت کو بخش آگیا تھا۔ اب الحمد للہ ہوٹس آیا اور صبح و سالم ہیں۔ ہر ٹمہ نے کہا۔ امام رضا کو جب اس تہتہ کو میں نے صبح سے سنا شکر خدا بجالایا اور بندت امام رضا حاضر ہوا حضرت نے فرمایا ماس گروہ کے۔ مکر و عذر سے مجھے کوئی کھڑ نہ پہنچے گا جب تک اہل موعود نہ آئے گی۔

کیفیت شہادت امام رضا  
 بروایت ابوالصلت ہر دی اس طرح ہے کہا۔ ایک روز میں حضرت امام رضا کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے فرمایا قبۃ بارون رشیدیں جا کے اس ملعون کی قبر کے چاروں طرف سے ایک ایک سخی خاک اٹھا لیا۔ جب میں لایا حضرت



نے اس خاک کو جو اس کی پشت کی طرف سے اٹھائی تھی، سونگھ کے پھینک دی، اور کہا مامون ملعون چاہے گا کہ اپنے باپ کی قبر کو میری قبر کا قبلہ قرار دے، اور مجھے اس مکان میں دفن کرے جب وہ چکا گا۔ اس وقت ایک ایسا چمچر ظاہر ہوا کہ اگر فراسان کے سب پیلڈار جمع ہو کرے چاہیں کہ اسے حرکت دیں یا ایک ذرہ بھی اس جہاں کریں نہ ہو سکیگا۔ بعد اس کے حضرت نے سر ہانے پانٹلی کی خاک سونگھ کے لیا ہی فرمایا، اور جب قبلہ کی طرف کی خاک سونگھی، ارشاد کیا، بہت جلد میری قبر اس جگہ کھودی جائے گی، اس وقت حکم دینا کہ سات درجہ زمین کو کھودیں، اور لحد کو دو ہاتھ بنا کر خلو وند عالم میں قدر چاہے، اسے کشادہ کر کے ایک بار با باغمائے بہشت سے بنا دے پس سر ہانے سے قبر کے ایک تری نکلے گی۔ اس وقت اس دعا کو جو میں تم کو تعلیم کرتا ہوں، پڑھنا کہ بقدرت خدا وہ پانی جلدی ہو اور قبر پانی سے بھر جائے، اور کئی چھوٹی چھوٹی پھیلیاں اس پانی میں دکھائی دیں، جب وہ پھیلیاں دیکھنا، اس روٹی کو جو کہ میں تم کو دیتا ہوں، ٹکڑے کر کے اس پانی میں ڈال دینا، کہ وہ پھیلیاں کھائیں موت، ایک بڑی چھپا آگے ان ساری پھیلیوں کو نکل جائے گی، بعد اسکے پانی پر ہاتھ رکھ کے یہ دعا جو کہ میں تم کو تعلیم کرتا ہوں، پڑھنا وہ پانی زمین کے اندر چلا جائے، اور قریب تک ہو جائے، اور لازم ہے، ان الکمال کو مامون کے سامنے بوجھ لانا، پھر فرمایا، کل کے روز اس ملعون کی مجلس میں جاؤں گا، اگر اس کی مجلس سے سر بر ہنہ باہر آؤں مجھ سے باتیں کرنا، اور اگر سر پر کچھ پیٹے ہوں، مجھ سے کلام نہ کرنا۔

ابو الصلت نے کہا جب دو سرا روز ہوا، امام رضاً نے نماز صبح کا ذکر خوشہ ہائے انگور زہر آلود کی پکڑے ہین کے مٹاب عبادت میں بیٹھے، اور منتظر تھے کہ نکلا مامون بلانے آئیں، حضرت نے کفش پہنی، اور عبادت ش مبارک پر ڈال کر اس ملعون کی مجلس میں تشریف لائے، میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت ایک طباق کئی طرح کے میوؤں سے بھرا، اس ملعون کے پاس رکھا تھا، اور وہ ملعون ایک خوشہ انگور جس کے بعض دانوں میں ڈور زہر آلود چھرایا تھا، ہاتھ یہ لئے تھا اور جن دانوں کو زہر آلود نہ کیا تھا، ان دانوں کو رقع تھمت کیلئے، خود زہر مار کر ماتا تھا، جب آنظر حضرت پر پڑی کمال شوق اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے ہاتھ گردن مبارک میں حضرت کی ڈال کے اور وہ دو دیدہ حضرت کا بوسے لگے، جو کچھ لوازم و اکرام و احترام ظاہر ہی تھا، اس میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا، اور حضرت کو اپنی مسند پر بٹھا کے وہ خوشہ انگور زہر آلود حضرت کو دیا، اور کہا، یا ابن رسول اللہ! انگوروں سے بہتر انگور میں نے نہیں دیکھے، حضرت نے فرمایا، شائد انگور بہشت ان سے لہجے ہوں مامون نے کہا، ان کو تبادل کیے حضرت نے فرمایا، ان انگوروں کے کھانے سے معاف رکھو، اس شقی نے نہ

امرار و مبالغہ کر کے کہا۔ آپ ضرور کھائیں یا حضرت! باوجود اس غلوں کے جو آپ مجھ سے مشاہدہ فرماتے ہیں پھر بھی آپ مجھ سے بدنظر رہا کرتے ہیں۔ یہ کیا آپ کا میری نسبت گمان ہے۔ یہ کہہ کر کے چند دنوں کے اس خوشہ انگور کے جو زہر آلود تھے۔ اس شقی نے کھائے اور حضرت کے ہاتھ میں وہ خوشہ دسے کے کہا۔ تناول کیجئے حضرت نے حضرت نے جب تین دنوں کے زہر آلود کے تناول فرمائے۔ اسی وقت حالت حضرت کی لوگوں کو کئی بعد اسکے حضرت نے وہ گوشہ انگور زمین پر پھینک دیا۔ اور متغیر الاحوال اس مجلس میں اٹھ گئے۔ ماموں نے کہا۔ اسے پسیم کہاں جاتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ وہاں جاتا ہوں جہاں تو نے مجھے بھیجا ہے یہ کہہ کر حضرت نے تلگین و نالوں سر کو کھینچے ماموں ملعون کے مکان سے باہر آئے۔ ابو الصلت نے کہا۔ سب الحکم میں نے حضرت سے کوئی کلام نہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے مکان میں تشریف لائے۔ اور فرمایا دروازہ مکان کا بند کر لو۔ پھر نالوں و تلگین تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھے۔

**حضرت امام محمد تقی کا تشریف لانا**  
ابو الصلت کہتا ہے جب حضرت فرش پر بیٹھے میں دروازہ مکان بند کر کے گھر میں مخزون و ختم ناک کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوشبو مومکان میں دکھائی دیا۔ کہ آثار ولایت و امامت اسکی جس میں مبارک سے ظاہر تھے اور امام رضا سے شبہ تھا۔ میں نے اس جوان سے جاکے کہا۔ تم کہاں کس طرف سے آئے۔ میں نے دروازے بند کر لئے تھے اس جوان نے کہا۔ جس قادر نے مدینہ سے ایک نخلہ میں شہر طوس میں پہنچا دیا۔ اسی نے منہ دروازہ سے مکان میں پہنچا دیا۔ میں نے کہا۔ تم کون ہو۔ فرمایا۔ اسے ابو الصلت میں تم پر رحمت خدا ہوں ملے ابو الصلت میں محمد بن علی ہوں اپنے پدر عزیز والد معصوم مظلوم و مسموم کو دیکھنے اور واداع کرنے آیا ہوں یہ کہہ کر اس جگہ میں جس میں امام رضا تھے تشریف لائے۔ جب امام مظلوم معصوم نے اپنے فرزند معصوم کو دیکھا۔ مثل یعقوب اپنے پسر بلند اختر کو آغوش مبارک میں سے کے اپنے ہاتھ ان کی گردن میں ڈال دیے اور سینہ سے لگا کے درمیان دویدہ نور دیدہ بوسہ لیا۔ اور اپنے فرش پر سے جا کے پیار کرتے اور

کافی امام مصروف فی العالیفہ ہے اور ہر شے کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضرت علیؑ تا امام مہدیؑ علیہم السلام حضور کے من مہانب اللہ نائب ہیں ہر شے آپ کے تابع ہے اسی لئے رسول اور امام کیلئے۔ پہاڑ۔ دریا دوری۔ دیوار۔ سدراہ نہیں ہو سکتے امام ہلکے سے پہلے جہاں جا ہے زمین و آسمان کی حکومت میں ہاں ہے امام پر عبادت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وکازل سے تاابد زندہ اور باقی ہے بندوں پر حجة اللہ اور بقیۃ اللہ ہے یہاں صرف بہا بشر میں ہے جب ہا ہا انہوں نے بخدا نے ہمار پھینکا ہذا نہ ظاہری زندگی میں بھی ہر جگہ آن واحد میں جاتے تھے اور بعد جماعت کا برہم جی ہاتھ سے ہی لوگوں کے احوال معلوم دیکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ (کوٹو دہو میوئی)

ان سے اسرار ملک و ملکوت و خزانہ علوم حسی لایوت تعلیم فرماتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ پھر ابواب علم اولین و آخرین و دروغ حضرت سید المرسلین اپنے فرزند کو تعلیم فرماتے تھے۔ اس وقت بہانے مبارک نماز پر ایک کون برف سے سفید زیادہ دکھائی حضرت امام محمد تقی نے اس کون کو پاٹ لیا۔ اور اپنا دست مبارک درمیان سینہ پر بزرگواریے جا کے ایک چیز مثل بصور باہر لائے اور نکل گئے۔ بعد اسکے حضرت امام رضا نے انتقال فرمایا۔ اس وقت حضرت امام تقی نے مجھ سے کہا۔ اے ابوالصلت پانی اور نمختہ لاؤ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ یہاں نہ پانی نہ نمختہ حضرت نے فرمایا جو میں کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو تم کو ان باتوں سے کیا مطلب جب میں نے ڈھونڈا پانی اور نمختہ وہاں موجود تھا۔ پس پانی اور نمختہ حاضر کر کے میں نے دامن اپنے چرخا اور سعد ہوا کہ حضرت کے غسل دینے میں اعانت کروں۔ حضرت امام محمد تقی نے فرمایا۔ اور لوگ میرے سینے میں ملائکہ مقربین میری مدد کو حاضر ہیں۔ تمہاری امتیاج نہیں جب غسل دینے سے فارغ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ با کے کفن و حنوط لے آؤ۔ جب میں نے تلاش کیا۔ ایک طرف وہاں دیکھا جس پر کفن و حنوط رکھا تھا۔ اور قبل اسکے ہرگز میں نے اس جگہ نہ دیکھا تھا۔ پس وہاں سے اٹھا کے حضرت پاس لایا۔ حضرت نے اپنے پر بزرگواریے کو کفن پہنایا۔ اور سجدوں کے مقامات حنوط چھڑکا۔ اور ہزارہا ملائکہ مقربین نماز جنازہ پڑھی۔ اس وقت فرمایا کہ تابوت لاؤ۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں بڑھی پاس جا کے تابوت بنانے کو کہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مکان سے لے آؤ۔ ناگاہ میں نے ایک ایسا تابوت وہاں دیکھا کہ ہرگز وہ دیکھا نہ تھا۔ گویا دست قدرت حق تعالیٰ نے ہرگز سدرۃ المنتہی سے حضرت کے لئے تیار کیا تھا۔ پس امام رضا کو اس تابوت میں رکھ کے دو رکعت نماز پڑھی۔ ہنوز نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ تابوت بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ زمین سے بلند ہوا۔ اس مکان کی چھت پھٹ گئی۔ اور تابوت شریعت بجانب آسمان بلند ہو کے ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ اور چھت پھر بدستور ہو گئی۔ جب حضرت امام محمد تقی نماز سے فارغ ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرت اگر ماموں آ کے حضرت کو مجھ سے ملے گا اسے کیا جواب دوں حضرت نے فرمایا چپ رہ بہت جلد تابوت واپس آئے گا۔ اے ابوالصلت اگر یہ فیہ مشرق میں رحلت کرے اور اس کا وہی مغرب میں انتقال کرے۔ البتہ حق تعالیٰ اگلی ارواح و عباد منور کو اعلامیہ میں ایک ہلکتا ہے۔ حضرت یہ فرمایا جب تھے کہ چھت پر شوق ہو گئی اور وہ تابوت نیچے آ گیا۔ امام محمد تقی نے اپنے پر بزرگواریے کو تابوت سے نکال کے فرش پر اسی طرح لٹا دیا۔ اور حضرت دینا کرتے تھے۔ اور اثر غلبہ و کفن بھی نہ رہا۔ بعد اسکے حضرت امام محمد تقی نے مجھ سے کہا۔ جانے دروازہ کھول دے کہ ماموں ماموں آئے جس میں نے دروازہ کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ماموں مع ملاموں کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب میں نے دروازہ کھولا۔ ماموں اندر گھر داخل ہوا۔ اور گریہ زاری کر کے گریبان پھاگ کیا۔ اور ہاتھوں سے سوہیٹ کر فریاد کیا

کلمے سید و سرور اپنی مصیبت میں آپ نے میرے دل کو دروند کیا۔ یہ کہتا ہوا داخل حجرہ ہوا۔ اور نزدیک سر حضرت بیٹھ کے حکم دیا کہ تیرے ہمیز و تکفیس کوئی۔ پھر کہا۔ قبر شریف آنحضرت کھودیں۔ حاضرین مجلس سے ایک آدمی نے کہا اے خلیفہ آپ کو ان کی امامت کا اقرار ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ . . . . اس شخص نے کہا یہ بات ضروری ہے کہ امام حیات و موات میں سب پر مقدم ہو پس حکم دیا کہ قبر قبیلہ رخ کھودیں جب پانی اور پھلیاں ظاہر ہوئیں۔ اس وقت ماموں نے کہا۔ حالت حیات میں امام مجھے نواب معجزات دکھاتے تھے۔ اب بعد وفات بھی اپنی کراتیں مجھ پر ظاہر کریں جب بڑی پھلی نے چھوٹی پھلی کو کھایا۔ ماموں نے وزیروں میں سے ایک نے کہا۔ اے خلیفہ کچھ آپ کو معلوم بھی ہے کہ ان کراتوں کے ضمن میں امام نے آپ کو کس چیز کی خبر دی ہے اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت نے اشارہ اس سے فرمایا کہ تم نبی ماس کی بادشاہی اور ملک مثل ان پھلیوں کے ہے۔ باوجودیکہ اس کثرت دولت کے تو تم کو حاصل ہے۔ عنقریب تمہارا ملک گزرنے والا ہے۔ اور تمہاری دولت و سلطنت آخری ہونے والی ہے۔ اور حق تعالیٰ تم پر ایک شخص کو مسلط کرے گا۔ جس طرح اس بڑی پھلی نے چھوٹی پھلیوں کو کھایا۔ اسی طرح تم کو وہ شخص زمین سے خارج کر کے اہل بیت رسالت کا تم سے انتقام لے گا۔ یہ سن کے ماموں نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پس حضرت کو دفن کر کے مراجعت کی۔

**معجزہ امام محمد تقی** ابو الصلت نے کہا۔ بعد اسکے ماموں نے مجھے طلب کیا۔ اور کہا۔ وہ دعا مجھے تعلیم کرو۔ جو دعا تم نے اس وقت پڑھی۔ اور پانی نیچے اتر گیا۔ میں نے کہا۔ قسم بخدا میں وہ دعا بھول گیا ہوں۔ اسے یقین نہ آیا۔ بہر چند کہ میں سچ کہتا تھا۔ پس ماموں نے حکم دیا کہ مجھے قید خانہ میں لے جائیں۔ ایک سال تک اس کی قید میں رہا۔ جب میں دل تنگ ہوا۔ ایک رات جاگتار رہا۔ اور عبادت و دعا مشغول ہو کے انوار محمد و آل محمد کو اپنا شیعہ کیا۔ انہر ان کے وسیلہ سے میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ مجھے قید خانہ سے نجات دے۔ ہنوز میری دعا تمام نہ ہوئی تھی۔ کہ امام محمد تقی قید خانہ میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے ابوالصنت تم قید خانہ سے دل تنگ ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا حضرت والہند دل تنگ ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اٹھو یہ کہہ کے ہاتھ زنجیر پر مارا۔ وہ زنجیر میرے پاؤں پر گر پڑی پھر حضرت میرا ہاتھ کمر کے قید خانہ سے مجھ باہر لائے۔ فرمایا چلے جاؤ اور خدا کی امان میں ہو۔ اب ہرگز ماموں تم کو نہ دیکھ سکے گا۔ اور نہ تم اسے دیکھو گے۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا۔

**روایت دیگر** واہ ہائے انار زہر آلودہ ایضاً ابن بابویہ نے بسند ہائے مختلف روایت کی ہے کہ وہ علی بن حسین کا تب سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں امام رضاؑ ہمراہ ماموں بجانب عراق آئے تھے۔ ایک روز حضرت کو بیمار آگیا۔ حضرت نے لاوہ فصد کا کیا۔

مامون ملعون نے پہلے ہی سے اپنے ایک غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ اپنے ناخن بڑھالے۔ وہ رات شیخ مفید  
بشر سے کہا تھا کہ ناخن بڑھالے۔ اور کسی کو مطلع نہ کرے جب سنا کہ حضرت کا ارادہ خمد ہوا۔ وہ ملعون ایک دگر  
مثل نکال لایا۔ اور اپنے غلام سے کہا۔ اسے ریزہ ریزہ کر دے۔ اور اپنا ہاتھ نہ دھو اور مجھ سے ملاقات کر یہ  
کہہ کے وہ ملعون سوار ہو کے حضرت کی عیادت کو آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت کی خمد کھولی گئی۔ اور رات  
دیگر حضرت کو وفد نہ کھونے دی جس مکان میں حضرت رہتے تھے اس میں ایک باغ تھا۔ اس باغ میں درخت  
انار بہت تھے۔ اس غلام سے مامون نے کہا۔ تمھو سے انار توڑ لا۔ جب وہ غلام انار لایا۔ مامون نے حکم دیا  
کسی طرف میں امام فرمایا کیلے دلنے نکال۔ بعد اسکے اپنے ہاتھ سے حضرت پاس لاکے رکھا۔ انار تناول کیجئے کہ  
آپ کے ضعف کو بہت مفید ہوگا۔ حضرت نے فرمایا ٹھہر کے کھاؤں گا۔ اس شقی نے کہا نہ قسم ہذا ابھی  
میرے سامنے تناول کیجئے۔ اور اگر میرا معدہ صاف ہوتا میں بھی آپ کے ہمراہ تناول کرتا۔ یہ سن کے حضرت  
نے اس کے جیسے کچھ انار کے دلنے تناول فرمائے۔ اور مامون اٹھ کے چلا گیا۔ اسی وقت حضرت قضا  
صاحب کو گئے اور ہنوز نماز صبح میں نے نہ پڑھی تھی کہ پچاس دفعہ حضرت کو اٹھ کے جانا پڑا۔ اور اس زہر  
قاتل سے جو کہ حضرت کے شکم مبارک میں تھا۔ سب نکل گیا۔ جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی۔ اس نے کہلا بھیجا۔  
یہ وہ مادہ ہے جو کہ خمد لینے سے حرکت میں آیا ہے اسکا اخراج آپ کے لئے مفید ہے۔ جب رات آئی۔  
حضرت کا صل و گر گول ہوا۔ اور صبح کو بجانب ریاض جننت رحلت فرما کے انبیاء و شہداء اور صدیقیوں سے  
علق ہوئے۔ اور آخری کلام جو کہ حضرت نے فرمایا تھا یہ تھا۔ قل لو کنتم فی یشو تکھ لیسر الذن بین کتب  
علیہم القتل الی مضاجعہم وکان اموالہم قودا مقول و دیونہی اے محمد کہہ دو اگر تم  
اپنے گھروں میں ہوتے ہر آئینہ باہر آتے وہ لوگ جن کے قتل مقدر ہو ہے اپنے مقام مثل پر یا اپنی  
خواہ گاہ پر اور امر خدا مقدر ہونے والا ہے۔ جب یہ خبر مامون کو پہنچی اس نے حکم غسل و کفن دیا۔ اور ہر  
جنائزہ سرد پابرہنہ گریبان چاک کے بطور مصیبت زدہ جاتا تھا۔ اور دفع تشنیع مردم کیلئے بظاہر رورو  
کے کہتا تھا۔ اے برادر آپ کے مرنے سے رخصت اسلام میں پڑ گیا۔ اور جو میرے دل میں تھا وہ نہ ہوا۔  
تقدیر خدا میری تدبیر پر ثابت ہوئی۔ وہ روایت اول ابوالصلت بروی نے کہا۔ جو کچھ اسنے چاہا کیا۔  
اور جب مامون ملعون خدمت حضرت سے باہر آیا میں داخل ہوا۔ جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی۔ فرمایا  
اے ابوالصلت جو کچھ اس نے چاہا کیا۔ یہ فرما کے مشغول ذکر خدا و تسبیح و تمجید حق سبحانہ تعالیٰ ہوئے۔ اور  
کچھ بات نہ کی۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ اس روز حضرت نے فرمایا۔ کہ میں  
نے کل کی رات خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا۔ کہ فرماتے تھے۔ اے علی! ہمارے پاس آؤ کہ جو

کو تمہارے لئے میرے پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس حال میں تم ہو۔

**روایت یا سر غلام حضرت رضا علیہ السلام** سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو فہرطوس میں پینے میں سات منزلیں باقی رہ گئی تھیں کہ بیدار ہو گئے جب شہر طوس میں پہنچے۔ یہاں حضرت پرشدید ہوئی تھی سب سے چند روزوں میں تمام کیا۔ ہر روز مامون عبادت کو ہوتا تھا ایک دن آخر وقت حضرت پر طاری ہوا۔ جب ناز ظہر پڑ چکے فرمایا۔ اسے یا سرم لوگوں نے کچھ کھایا ہے میں نے کہا یا حضرت کھانے پینے کا کسے ہوش ہے۔ آپ کی تو یہ حالت ہے یہ سن کے حضرت پاس خاطر ملا زمان و خدمت گاران اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ کھانا حاضر کرو۔ جب دسترخوان بچھایا حضرت نے اپنے سب ملازمتوں اور خدمت گاروں کو بلا کے دسترخوان پر بٹھایا۔ اور ایک ایک کی دلجوئی اور نوازش کرتے تھے جب سب لوگ کھانا کھا چکے فرمایا اور تلوں کے لئے کھانا جمع دو جب سب عورات کھانا کھا چکیں اس وقت حضرت پر ضعف غالب ہوا۔ اور بے ہوش ہو گئے مدائے شیون و نوحہ و زاری حضرت کے گھر سے بلند ہوئی زنان و کینزان ماموں سر و پا برہنہ حضرت کے دولت سرا میں داخل ہوئیں۔ مدائے نوحہ و زاری مردم آسمان تک جاتی تھی۔ پس مامون ملعون نالوں و گریاں گھر سے باہر آیا۔ دست نامص سے سپینا۔ اور اپنی ریش نجس کے بال نوختا قطرات اشک حسرت آنکھوں سے برساتا اپنے جرم و رویا ہی پر رونا تھا۔ جب حضرت پاس پہنچا۔ امام مظلوم نے آنکھیں کھولیں۔ مامون نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگ قسم بندہ مجھ پر آپ کی بدائی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ آپ ایسے پیشوا و رہنما کی مفاد سے بہت گراں ہے۔ اس پر بھی بہت لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو قتل کیا ہے حضرت نے ان باتوں کا جواب نہ دیا۔ اور چہماٹے مبارک کھول کے فرمایا۔ میرے فرزند امام محمد تقی سے سلوک و معاشرت نیک کرنا۔ انکی وفات قریب قریب ہوگی جب پہر رات گذری۔ حضرت نے انتقال کیا۔ وقت صبح لوگ جمع ہوئے۔ اور شور و خروش عظیم بلند کر کے کہا۔ مامون ملعون نے ناحق فرزند رسول خدا کو شہید کیا۔ اس پر بہت ہنگامہ لوگوں میں ہوا ماموں خائف ہوا۔ کہ اگر جنازہ حضرت اس روز باہر لایا جاتا تو ہوجائے گا۔ اس خیال سے محمد بن معرقم آنحضرت سے کہا۔ باہر جا کے فتنہ مردم کو فرو کر دو۔ اور ان کو متفرق کر دو۔ کہ آج حضرت کو باہر نہ لے جائیں گے جب محمد بن جعفر نے باہر آ کے لوگوں سے کہا۔ سب متفرق ہو گئے۔ پس رات ہی کو حضرت کو غسل دکن دسے کے دفن کر دیا۔ شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب امام رضا نے رحلت کی ماموں ملعون نے ایک رات دن یہ سانچہ تھنی رکھا۔ اور محمد بن جعفر کو ہمراہ ایک گروہ اولاد ابو طالب جو حضرت کے ہمراہ تھے۔ ان کو بلا کے خبر وفات آنحضرت بیان کی۔ اور بہت

گرہ و زاری کر کے انہما ر رنج دہم کیا۔ اور ان لوگوں کو حضرت پاس لاکے جسم شریف کھولا۔ اور انکو دکھانے کے کہا۔ گورہ ہو کہ میری طرف سے حضرت کو کوئی گزند و آسیب نہیں پہنچا۔ پس حضرت سے مخاطب ہو کے کہا ہے برادر مجھ پر گراں ہے۔ کہ میں اس حالت سے آپ کو دکھوں۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کے سامنے مر جاؤں اور میرے آپ غلیظہ و ہائشین ہوتے و لیکن مقدرات خدا سے کیا چارہ ہے۔

**روایت ہر ششمہ بن اعلین** رحمۃ اللہ علیہ ابن بابویہ نے بسند معتبر ہر ششمہ بن امین سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ہوس کے واپس گھر آیا۔ بعد نصف شب کے ایک آواز آئی۔ میرے ملازم نے جواب دیا کون ہے اس نے کہا ہر شہ سے کہہ دے تمہارے آقا اور مولائے کو بلا لیتے ہیں۔ یہ سن کے میں جلدی اٹھ بیٹھا۔ اور کپڑے پہن کے تہ تبیل روانہ ہوا۔ جب داخل خانہ حضرت ہوا۔ دیکھا کہ آنحضرت مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کے فرمایا۔ اے ہر شہ میں نے کہا لیکن حضرت نے کہا بیٹھو۔ ارشاد کیا۔ اے ہر شہ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور یاد رکھو۔ واضح ہو اب وہ وقت آیا ہے کہ میں رحلت کر کے اپنے بد بزرگوار سے ملن ہوں میری عمر کا زمانہ آخر ہو گیا۔ اور مامون ملعون چاہتا ہے کہ مجھے انگور اور انار میں زہر دے۔ انگوروں میں ڈورا دیکھ دار سوئی سے کیٹھینے گا۔ اور انار کو اس طرح زہر کرے گا کہ اپنے ایک نلام کے ہاتھ پر زہر لگا کے اس سے ملنے نکلاؤ گیگا۔ اور کل کے روز مجھے بلا کے وہ انگور اور انار جبراً مجھے کھلائے گا۔ بعد ازاں قھنائے حق تعالیٰ۔ محمد میں ظاہر ہوگی۔ جب میں رحلت کرونگا۔ وہ ملعون چاہے گا۔ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دے جب وہ یہ قصد کرے تغلیظ میں میرا پیغام اسے پہنچانا۔ اور کہنا۔ اگر تو متعرض میرے غسل و کفن و دفن کا ہوگا۔ حق تعالیٰ تجھے ہمدت نروے گا۔ اور وہ مذاہب جو آخرت میں تیرے لئے دہنیا کیا ہے بہت جلد دنیا میں ہی تیرے لئے نازل کرے گا۔ جب تم یہ کہو گے وہ غسل و کفن سے دست بردار ہوگا۔ اور اپنے مکان کی چھت پر سے دیکھنا کہ تم مجھے کیوں کر غسل دیتے ہو۔ اے ہر شہ ہرگز تم میرے غسل کا قصد نہ کرنا تا آنکہ دیکھنا اس مکان کے گوشہ میں ایک نیمہ سفید برہا کر رہے ہیں۔ جب وہ نیمہ دیکھنا مجھے اٹھا کے اس نیمہ تک لے جانا۔ آپ باہر کھڑے رہنا اور پر وہ نیمہ کا اٹھا کے نہ دیکھنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ واضح ہو کہ اس وقت مامون ملعون اپنے مکان کی چھت پر سے تم سے کہیگا اے ہر شہ تم شیعہ لوگ کہتے ہو کہ امام کو سولے امام کے دوسرا غسل نہیں دیتا اس وقت امام رضا کو کون غسل دیتا ہے۔ حالانکہ انکا فرزند مرینہ میں ہے۔ اور تم طوس میں ہو جب وہ یہ کہے اس وقت تم کہنا ہم شیعہ کہتے ہیں۔ امام کو واجب ہے کہ امام غسل دے۔ بشرطیکہ کوئی ظالم منع نہ کرے پس اگر کوئی ظالم ظلم و تعدی کر کے درمیان امام و فرزند امام جدائی ڈال دے۔ امامت امام کی باطل نہیں ہوتی۔ اگر آپ امام

کوہنہ میں رہتے دیتے۔ ان کا فرزند کہ امام زماں ہے ان کو لانیہ غسل دیتا۔ اور اس وقت بھی ان کا فرزند غسل دے رہا ہے۔ لیکن اس طرح کہ دوسرا نہ دیکھ سکے بلے ہرئمہ تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھو گے کہ وہ خیر کھولا جاتا ہے۔ اور مجھ بے غسل و کفن ہناتے تاہوت میں رکھا ہے۔ یہی میرا تاہوت لٹھا کے دفن کی طرف لے جانا جب قبر بارون کی جانب جائیں گے مومنوں کا ہے گا کہ پتہ چھد ہمدان کی قبر کو یہ تقدیر کرے یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہر چند بیٹے زمین پر ایں گے بقدرینو نائن۔ جھٹی نہیں نہ کھدے گی۔ اسے ہرئمہ جب تم یہ حالت دیکھنا اس کے پاس جا کے میری طرف سے کہنا۔ کہ یہ تو نے ارادہ کیا ہے نہ ہوگا۔ امام کی قبر مقدم ہوتی ہے۔ اگر بارون کی قبر پر ایک سیلچہ زمین پر لگائیں۔ قبر تیار حضرت بنی بنائی فلک ہوگی۔ اور جب وہ قبر دکھائی دے گی۔ حضرت سچ سے سفید پانی نکلے گا۔ اور وہ قبر اس پانی سے بھر جائے گی اور ایک بڑی پھلی اس قبر کی لمبائی تک دیکھ پڑے گی۔ اور بعد ایک ساعت کے غائب ہو جائے گی۔ اور پانی بیٹھ جائے گا۔ اس وقت مجھے قبر میں رکھنا۔ اور کسی کو قبر میں مٹی نہ گرنے دینا۔ اس واسطے کہ قبر آپ ہی آپ بند ہو جائیگی۔ یہ ارشاد فرما کے حضرت نے کہا۔ اسے ہرئمہ جو کچھ میں نے کہا۔ اسے یاد رکھو۔ اور اس کی تعمیل کرو۔ اور کسی امر میں مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ اسے میرے سید و مولیٰ خدا سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ کہ آپ کے کسی حکم کی مخالفت کروں۔ ہرئمہ کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت کی خدمت سے ٹانگین و نالان باہر آیا۔ اور سوائے خدا کے کوئی میرے مانی انصیر سے واقف نہ تھا۔ جب دن ہوا۔ مامون نے مجھے طلب کیا۔ میں چاشت کے وقت تک اس کی خدمت میں کھڑا تھا۔ مامون نے کہا۔ اسے ہرئمہ جا کے امام رضا سے میرا سلام کہو۔ اور عرض کرو۔ کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو۔ میرے پاس تشریف لائیے۔ اگر اجازت ہو تو میں خود حاضر ہوں۔ اگر حضرت کفر برتتا ہوں۔ مبالغہ و اسرار کر کے بہت جلد لے آنا۔ جب میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ اس کے کہ کلام کروں حضرت نے فرمایا۔ میری وصیتیں تم کو یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یاد ہیں۔ پس حضرت نے کفش طلب کی۔ اور فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کو مامون ملعون نے کس کام کو بھیجا ہے۔ یہ فرما کے کفش پہنی۔ اور مجھے مبارک کندھے پر ڈال کے تشریف لے چلے۔ جب اس ملعون کی مجلس میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے اٹھ کے حضرت کا استقبال کیا۔ اور اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے پیشانی خورانی کے بوسے لئے اور اپنے تحت پر بٹھا کے حضرت سے بہت باتیں کیں۔ اسکے بعد اپنے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ انکو روانہ حاضر کرو۔ ہرئمہ کہتے ہیں۔ جب میں نے انکو روانہ کیا۔ اور حضرت کا حکم یاد آیا۔ مجھ سے اس وقت صبر نہ ہو سکا۔ میں کانپنے لگا۔ میں نے کہا۔ کہ میری یہ حالت مامون پر ظاہر نہ ہو۔ اس خیال سے میں باہر چلا گیا۔ اور ایک گونہ میں بیٹھ گیا۔ جب وقت ذوال شمس ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مجلس مامون سے باہر آئے۔ اپنی دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مامون ملعون نے حکم دیا۔ کہ یکے کیوں کو امام رضا پاس لے جا۔ میں نے بسبب پوچھا



کہا۔ کوئی مرض انہیں عارض ہوا ہے۔ لوگوں کے دربارہ آنحضرتؐ مختلف خیالات تھے اور میں صاحب یقین تھا جب پہرات سے کچھ زیادہ رات گزری۔ صبح نالہ و شیون خانہ حضرت سے بلند ہوئی۔ لوگ حضرت کی دولت سرا کی جانب دوڑے اور میں بھی تعجبیل حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سر بر منہ چاک گریبان کھڑا ہوا باواز بلند نوحہ و گریہ کر رہا ہے جب یہ کیفیت دیکھی میں بھی بیتاب ہو کے رونے لگا۔ پس صبح کو وہ ملعون حضرت کی تعزیت کو میٹھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد امام رضا کے گھر میں گیا۔ اور حکم کیا۔ کہ اسباب غسل حاضر کرو۔ میں چاہتا ہوں حضرت کو غسل دوں۔ جب میں نے یہ سنا اس کے پاس جا کے حسب حکم آنحضرتؐ کا پیغام جو اسے حضرت نے دیا تھا۔ اس سے بیان کیا۔ اس شقی نے جب یہ پیغام حضرت کا سنا۔ خائف ہو کے غسل سے دست بردار ہوا۔ اور خدمت غسل میرے سپرد کی جب وہ شقی باہر گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خیمہ جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا تھا۔ برپا ہوا۔ اور لوگ خیمہ کے باہر آواز سبح و تہلیل و تکبیر حق تعالیٰ سنتے تھے پانی گونے کی آواز اور ظروف کی کھڑکھاہٹ کی آواز ہمارے کان میں آتی تھی۔ اور ایسی خوشبو ہم لوگ سونگتے تھے کہ ہرگز اس طرح کی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سقف خانہ سے دیکھ رہا ہے۔ مجھے آواز دی۔ اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ وہی اس شقی نے کلام کیا۔ اور میں نے بھی وہی جواب دیا۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ پس ہم نے دیکھا۔ کہ خیمہ اٹھا۔ اور حضرت کو گنفل کے تابوت میں رکھا بعد اسکے ہم حضرت کا تابوت پھر باہر لائے۔ مامون اور جمیع حاضرین نے حضرت پر ناز پڑھی۔ جب ہم لوگ قبہ ہارون میں گئے دیکھا۔ کہ بیلاہ ہارون کی قبر کے پیچھے قبر کھودنے پر کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر جنبیلے زمین پر مارتے ہیں۔ ذرہ خاک جدا نہیں ہوتی۔ مامون ملعون نے کہا۔ دیکھتے ہو۔ امام رضا کی قبر کھودنے سے زمین کس قدر مانع ہے۔ میں نے کہا حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک بیلچہ ہارون کی قبر کے آگے لگاتے ہی ایک تیار قبر ظاہر ہوگی۔ مامون نے یہ سن کے کہا۔ سبحان اللہ یہ عجیب سخن ہے۔ لیکن امام رضا سے جو کچھ نہ ہو کوئی امر عجیب نہیں اسے ہرگز جو کچھ امام رضا نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو۔ ہر شتمہ کہتے ہیں۔ میں نے بیلچہ اٹھا کے ہارون کی قبر کے آگے زمین پر لگایا۔ فوراً ایک بیلچہ لگاتے ہی قبر تیار اور اس میں حضرت بنی بنائی ظاہر ہوئی۔ مامون نے کہا۔ اسے ہر شتمہ امام رضا کو قبر میں اتار دو۔ ہر شتمہ نے کہا مجھے حکم فرمایا ہے کہ ابھی قبر میں نہ رکھوں۔ تا آنکہ چند امور ظاہر ہوں مجھے حضرت نے خبر دی ہے۔ کہ اس فرزند سے سفید پانی جوش زن ہو کے قبر کو بھر دیا جائے گا۔ ایک بیلچہ اس پانی میں دکھائی دے گی جس کا طول ساری قبر کے اتنا ہو گا اور فرمایا ہے۔ جب وہ بیلچہ غائب ہو جائے اور وہ پانی قبر سے برطرف ہو جائے اسوقت جسد شریف آنحضرتؐ کو قبر میں رکھوں۔ اور بے خدائی چاہا ہے کہ حضرت لولہ میں رکھے وہ لکھے گا یہ سن کے مامون نے کہا اسے ہر شتمہ جو کچھ حضرت نے

فرمایا ہے اس کی تعمیل کرو جب موافق حضرت کے ارشاد کے پانی اور مٹی کا ظاہر ہو کے غائب ہو گئی۔ میں نے نوش مبارک آنحضرت کو قبر کے کنارے رکھا۔ ناگاہ ایک پردہ سفید قبر پر ظاہر ہوا کہ قبر مجھے دکھائی نہ دی۔ پس حضرت کو قبر میں اتارا۔ بنیر اسکے کہ میرا ہاتھ لگے۔ مامون نے حاضرین کو حکم دیا کہ خاک قبر میں گرائیں۔ میں نے کہا حضرت نے حکم دیا کہ خاک قبر میں نہ گرائیں۔ اس نے کہا اسے ہر قسم تجھ پر وائے ہو۔ کون قبر کو بھر گیا میں نے کہا حضرت نے فرمایا ہے کہ قبر آپ ہی آپ بھر جائیگی۔ یہ سن کے لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مٹی زمین پر پھینک دی اور قبر مبارک کی طرف دیکھ کے ان عجائب و غرائب سے خوب طور میں آئے تھے متعجب ہوتے تھے۔ ناگاہ قبر مقدس بھر گئی اور زمین سے بلند ہوئی جب مامون ملعون اپنے مکان واپس گیا۔ مجھ سے تخلیہ میں بلا کے کہا تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ حضرت سے جو کچھ تم نے سنا ہے۔ مجھ سے بیان کرو میں نے کہا جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا میں نے اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ اور حضرت نے بیان فرمایا۔ مجھ سے کہو جب اس نے اصرار کیا۔ میں نے انکو روانہ کر دیا کہ خبر بیان کی یہ سن کے اس کا رنگ متغیر ہوا۔ تاؤ پر تاؤ آتے تھے۔ کبھی رنگ سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہوتا تھا۔ پس زمین پر گر کے بے ہوش ہو گیا۔ اور اسی بے ہوشی میں کہتا تھا مامون پر خدا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر رسول کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر علی مرتضیٰ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر فاطمہ زہرا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر اہل مکہ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام حسین کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام زین العابدین کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام محمد باقر کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام جعفر صادق کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام موسیٰ کاظم کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر حق نام رضا وائے ہو۔ قسم کھتا یہ زبانکاری ہویدا ہے۔ اور تبرک ازہی کلام کر کے روتا اور جینتا ہلا تھا میں یہ حال دیکھ کے ڈرا اور ایک گوشہ میں جا کے پھپ رہا جب وہ خلق ملعون ہرگز میں آیا مجھے بلایا۔ وہ ملعون مانند ستون کے ماموش تھا۔ پھر مجھ سے کہا۔ قسم کھتا تم اور جمیع اہل آسمان و زمین میرے نزدیک امام رضا علیہ التعمیر والانشاء سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اگر میں سن پاؤں گا۔ کہ ان باتوں سے ایک بات بھی تم نے کسی سے کہی یہ بات یقیناً تم کو قتل کروں گا۔ میں نے کہا۔ اگر ایک بات بھی کہیں کسی سے کہوں۔ اسوقت میرا خون حلال ہو گا۔ اس پر اس ملعون نے مجھ سے بہت کھدویمان لئے اور بہت قسمیں مجھے دلائیں کہ ان اسرار کا اظہار کرنا جب میں پیشہ میرے چلا وہ شقی کف افسوس مل کے یہ آیت پڑھتا تھا۔ يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم اذ يبيتون ما لا يوحى من القول وكان الله بما تعملون محيطاً۔ یعنی لوگوں سے چھپا کر تے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے مگر اللہ خدا ان کے ساتھ ہے راتوں اور دنوں کو جب کہ کہتے ہیں۔ اپنے چند سن کہ ان سے پسند نہیں کرتا۔ اور خدا ان کے سب افعال پر حاضر ہے ہوتے ہے اور ان کے سب حالات سے مطلع ہے۔

**روایت حسن عباد کا تب امام رضا علیہ السلام** قلب را ندگی نے من عباد کا تب امام رضا سے روایت کیا۔ میں نجد مت امام رضا حاضر ہونے گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سپہ سالار میں داخل عراق نہ ہونگا۔ اور عراق کو نہ دیکھوں گا۔ جب یہ کلام حضرت سے میں نے سنا روک کے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ نے مجھے میرے اہل کلمہ سے ناامید کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ تم داخل ہو گے میں داخل نہ ہوں گا۔ جب حضرت اطراف شہر طوس میں پہنچے۔ بیار ہو گئے۔ اس وقت وصیت کی کہ قبر آنحضرت بجانب قبلہ نزدیک دیوار کھودیں اور درمیان قبر آنحضرت اور بارون تین ہاتھ کا فاصلہ رکھیں اور اس کے قبل چاہا تھا کہ بارون طعون کی اس جگہ قبر کھودیں مگر بہت بیلچے اور کودالیں اس جگہ ٹوٹ چکے تھے اور قبر بارون کی وہاں نہ کھد سکی تھی حضرت نے فرمایا۔ آسانی سے میری قبر وہاں کھد سکے گی۔ اور ایک صورت پھیلی کی مثل ماہی من وہاں دکھائی دے گی۔ اس صورت ماہی پر خط عبری و زبان عبری کچھ لکھا ہوگا۔ پس جب قبر اور لحد میری کھودنا بہت یسین کرنا اور اس پھیلی کو میرے پائنتی دفن کر دینا جب حضرت کی قبر کھدنی شروع کی۔ جو بیلچہ نیچے مارتے تھے وہ بیلچہ مثل ریت کے نیچے پلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ صورت پھیلی کی ظاہر ہوئی۔ اور اس پھیلی پر لکھا تھا کہ یہ روحہ علی بن موسیٰ الرضا کا ہے اور وہ گڑھا بارون جبار کا ہے مولف فرماتے ہیں کہ اکثر یہ روایت بائیکدیگر جمع ہو سکتے ہیں اس خیال سے کہ سب عجائب و طرائف جمع ہوں جو کہ ظاہر ہوئے ہیں اور امام رضا کو انار و انکور دونوں میں ظاہر دیا ہو۔

**تاریخ شہادت امام رضا علیہ السلام** زیادہ تر مشہور تاریخ شہادت حضرت یہ ہے کہ ماہ صفر ۱۸۱ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے روز آخر ماہ صفر اور بعضوں نے جو دعویٰ صفر کی لکھی ہے اور کفعمی نے سترھویں ماہ صفر اور سہ شنبہ کو لکھی ہے و بروین محمد بن منان وغیرہ نے ۱۸۱ھ ہی۔ اور بعضوں نے ۱۸۲ھ بھی لکھا ہے اور تاریخوں کو بعضے ساتویں اور بعضے نوزدہ ماہ رمضان المبارک بھی کہتے ہیں۔ اور بعضوں نے تیسویں ماہ ذی قعد کی لکھی ہے۔ ابن بابویہ نے ۱۸۱ھ ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ مصیبت آنحضرت پانچویں ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں واقع ہوئی اور ۱۸۲ھ میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیبہ کا حضرت سے تزویج کیا۔ اور ماہ رجب ۱۸۲ھ میں زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہ نے پھر لکھا ہے کہ وفات آنحضرت اکیسویں ماہ رمضان کو بروز جمعہ ۱۸۲ھ میں واقع ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت آنحضرت ۶۳ سال چھ مہینے کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہمراہ اپنے پر بزرگوار انیس سال دو مہینہ رہے اور یا امامت میں ۶۰ سال چار مہینہ تھے و بسند دیگر روایت کی ہے کہ وفات آنحضرت ۱۸۲ھ ماہ صفر میں واقع ہوئی اور اس وقت عمر شریف آنحضرت ۶۳ سال تھی و بروایت دیگر کہ پین سال تھی شیخ طوسی نے بسند معتبر امیرہ بن علی سے روایت

کی ہے کہ کہا۔ جن دنوں امام رضا خراسان میں تھے۔ میں ہمیشہ مدینہ میں بخدمت امام محمد تقی جاتا تھا۔ اولاً زوارِ اقطاب  
 و ثانیاً حضرت مکر بخدمت امام محمد تقی حاضر ہو کر حضرت کو سلام کرتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور انعامات  
 پاتے تھے۔ ایک روز امام محمد تقی نے ان سب کے سامنے اپنی کینز کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ماتم پر سے کے  
 لئے تیار ہوں بلوغ کی کس کے ماتم پر سے کے لئے مستعد ہوں۔ فرمایا بہترین اہل زمین کے ماتم پر سے  
 کو۔ بعد چند روز کے خبر ہوئی کہ امام رضا نے اس روز صلیت کی تھی۔ جس دن امام محمد تقی نے مدینہ میں خبر دی  
 تھی جمیر جی و قطب راوندی اور دیگر علماء نے بسند صحیح معمر بن خلاد سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد  
 تقی نے مدینہ میں فرمایا۔ کہ اے معمر سوار ہو۔ معمر نے کہا۔ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے فرمایا۔ سوار ہو  
 اور کچھ نہ پوچھو۔ جب میں بخدمت آنحضرت صحرایں گیا۔ فرمایا۔ یہاں ٹھہرو۔ یہ کہہ کر حضرت غائب ہو گئے  
 اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ کہاں گئے تھے۔ حضرت  
 اناحق علیہ السلام نے فرمایا۔ خراسان گیا تھا۔ وہاں جا کے اپنے پدرِ مظلوم عزیب علیہ السلام کو میں نے دفن  
 کیا اور واپس آ گیا ہوں



# باب ہفتم

بیان تاتخ ولادت و وفات امام عباد و نور و دیدہ زیاد و امام نهم حضرت ابی جعفر محمد بن

علی الجواد علیہ السلام

فصل پہلی

بیان تاتخ ولادت و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

ام شریف آنحضرت محمد اکینت مشہور ابو جعفر ہے اور بعضوں نے ابو علی بھی لکھی ہے اور یہ متروک ہے شہداء  
آنحضرت تقی و جواد و منار و منتب و مرتضیٰ و قانع و عالم ہے بعض علماء نے القاب آنحضرت اور بھی لکھے ہیں۔ سال ولادت  
باتفاق ۱۹۵ھ بنا بر اشہر روز ولادت جمعہ پندرہ صوفیوں یا اسیسویں ماہ مبارک رمضان ہے شیخ طوسی نے ابن عباس  
سے روایت کی ہے کہ تاریخ ولادت آنحضرت دس رجب ہے اور دعائے نامیہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام  
فی الجملہ شاہد اس قول کی اصحیت ہے مقام ولادت آنحضرت باتفاق مدینہ منورہ ہے۔ پدر نامدار حضرت  
امام رضا اور مادہ آنحضرت بیبیکہ ام ولد میں اور بعضوں نے ام مبارک ان مظلّمہ کا خیزان ریختہ و سیکینہ بھی لکھا  
ہے۔ مشہور ہے کہ وہ مظلّمہ تویبہ تھیں اور بعضوں نے مرثیہ بھی لکھا ہے بقول ہے کہ مظلّمہ اقر بانے ماریہ قطیبہ  
مادر ابیہم فرزندان رسول سے تھیں۔ ابن شہر آشوب نے بسند معتبر یکسہ خاقون دختر امام موسی کاظم سے  
روایت کی ہے کہ کہا ایک روز میرے برادر امام رضا نے مجھے بلا کے فرمایا۔ اسے حکیمہ آج رات کو ایک فرزند  
خیزان سے متولد ہوگا۔ بہتر ہے کہ تم وقت ولادت ان کے پاس رہو۔ حسب ارشاد میں حاضر رہی جب  
راست ہوئی دایوں کو بلا کے میرے ہمراہ حجرہ خیزان میں بیٹھ دیا۔ اور خود چران روشن کر کے باہر تشریف لائے  
اور دروازہ بند کر دیا۔ جب دروازہ ان مظلّمہ کو شروع ہوا میں نے بالائے طشت بٹھایا۔ یکا یک چران گل ہو  
گیا۔ اس حال کے مشاہدہ سے پریشان ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ماہ تاباں فلک امامت طالع ہوگا۔ اور  
درمیان طشت نزل فرمایا۔ اور حضرت کو ایک پردہ باریک احاطہ کئے تھا اور نور چہرہ آنحضرت سے ایسا  
ساطع تھا کہ تمام حجرہ روشن ہو گیا۔ اور چران سے زیادہ روشن ہوئے۔ میں نے اس نور میں کو گو دینے

لیا اور اس پر وہ کو غور شدہ عمل سے دھ کر دیا۔ اس وقت امام رضا داخل جموع ہوئے ہم نے جاہائے پاکیزہ میں سے آنحضرتؐ نے لے کر اپنی آغوش مبارک میں لیا۔ اور گہوارہ میں لٹا کے میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اس گہوارہ سے جہانہ ہونا جبت میسرادن ولادت سے ہوا۔ اس نور میں نے دیدہ حق میں کھول کے جہاب آسمان ننگاہ کی ماہ وائیں بائیں دیکھا پھر زبان فصیح مذاک اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ جب یہ حالت بسیب میں نے مشاہدہ کی۔ اپنے برادر امام رضا کی خدمت میں جا کے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا۔ بعد اسکے ابھی اس سے زیادہ بلائ معائنہ کر دو گی۔ کتاب یون المبعرات میں بسند مستبر کلیم بن عمران سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے ایک دفعہ میں نے امام رضا کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے لئے خدا سے دعا کریں۔ کہ آپ کو فرزند مطا کرے حضرت نے فرمایا خداوند عالم مجھے ایک ایسا فرزند مطا کرے گا۔ جو وارث میری امامت کا ہوگا۔ بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم نے مجھے ایک ایسا فرزند مطا فرمایا ہے جو شبیہ موسیٰ بن عمران ہے کہ دریاؤں کا فکا فکا کرتا تھا۔ اور نظیر یحییٰ بن مریم ہے جسے خدا نے مقدس دلہر گروانا اور پاک دل پاکیزہ پیدا کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند بجز وہم شہید ہوگا اور ابلی آسمان اس پر رویں گے اور اس کے قائل پر خدا حذاب نازل کرے گا اور اس کے قائل کرنے سے اس کا قاتل اپنی زندگی سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ اور بہت جلد لعذاب الہی کو گوش ایسا آغوش میں پہناتے ہے جسے رنگ مبارک آنحضرتؐ بنا بر شہور گندم گوں تھا۔ اور بعضوں نے سفید کہا ہے۔ منقول ہے نقش مبارک خاتم آنحضرتؐ نعم القلہ اللہ تعالیٰ

## فصل دوسری

### بیان شہادت و بعض احوال آنحضرت

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام وقت وفات والد بزرگوار ۹ سال کے تھے اور بعضوں نے سات سال بھی کہا ہے۔ وقت شہادت والد بزرگوار حضرت مدینہ میں تھے اور بعض شیعہ بسبب سفر سن امامت حضرت میں قاتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مطا رضلا و اشراون شیعہ اطراف عالم سے متوجہ ہوا ہوئے اور بعد فرارنا مناسک حج بخدمت آنحضرتؐ حاضر ہوئے۔ اور بعد مشاہدہ معجزات کثیرہ و کرامات و علوم و کمالات اقرار امامت کیا اور رنگ و شک و شہدہ آئینہ قلوب سے صاف کیا۔ تا آنکہ کلین آمد دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ایک مجلس میں یا کئی روز حوازی میں ہزار مسائل مشککہ حضرت سے پوچھے اور سب کا جواب شافی پایا چونکہ مامل طویان بعد شہادت امام رضا زبان زد لیس و ہر طرف ملامت و طعن ہوا۔ اس نے پاپا۔ بظاہر اس پر مہربان بھیجا ہے۔

سے بننا میں آیا ایک مخلص خدمت امام محمد تقی کھد کے باہر از واکرام تمام حضرت کو بلایا جب تشریف لے گئے  
قبل اسکے حضرت اس شقی سے ملاقات کریں۔ ایک روز مامون ملعون بقصد نکار سوار ہوا۔ اثنائے راہ میں ہند  
اطفال کی طرف سے گنڈا۔ اور دیکھا کہ وہ لڑکے راہ میں کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقیؑ بھی ان میں تھے  
جب لڑکوں نے اس ملعون کو دیکھا بھاگ گئے۔ لیکن حضرت اپنی جگہ ہاتھیں دو قار کھڑے رہے۔ یہاں تک  
کہ مامون حضرت تک پہنچ گیا۔ اور انوار امامت و اثر جلال مہابت آنحضرتؐ مشاہدہ کر کے متعجب ہوا۔ اور  
باگ روک لی اس وقت مگر شریف آنحضرتؐ گیدہ سال کی تھی۔ مامون نے کہا اے کو دک تو مثل کو دکان دیگر  
میرے راستے سے کیوں نہ بھاگا۔ اور اپنی جگہ کھڑا رہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے لطیف راستہ تنگ نہ تھا کہ تمہیں  
راہ دیتا۔ اور میری کوئی جرم و خطا بھی نہ تھی کہ تم سے بھاگتا۔ اور یہ بھی گمان نہیں۔ کہ تم کسی کو بے جرم مقبوت  
کر دو۔ اس کلام کے سننے سے مامون زیادہ متعجب ہوا۔ اور مشاہدہ من و جمال سے بیتاب ہو کے پوچھا ہلہ  
کیا نام ہے حضرت نے فرمایا میرا نام محمد ہے اس نے کہا کس کے فرزند ہو۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام کا فرزند  
ہوں جب اس نے نسب شریف سنا۔ تعجب اس کا بر طرف ہوا۔ اور امام رضا کے نام کے سننے سے منفعل ہوا  
اسلئے کہ اس شقی نے حضرت کو شہید کیا تھا۔ پس درود رحمت حضرتؐ پڑھا پڑھیم کے روانہ ہوا جب مومرا میں پہنچا۔ اس  
کی نظر دراج پر پڑی۔ اپنا بلا اس پر چھوڑ دیا۔ باز موصد تک غائب رہا جب ہول سے نیچے آیا۔ ایک چھوٹی سی  
پھلی اس کی پونج میں تھی۔ اور ہنوز رقی حیات باقی تھی۔ مامون یہ دیکھ کے خوش ہوا اور اس پھلی کو ہاتھ  
میں لے کے واپس گیا۔ جب اس جگہ پہنچا جہاں حضرت سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر لڑکے بھاگ گئے اور حضرت  
اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون ملعون نے کہا اے محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرت نے بالہام ملک طلام  
فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے ہند دریا پیدا کئے ہیں کہ ابران دریاؤں سے بلند ہوتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی پھلیا  
اس ابر سے اٹکے اور پھلتا ہوا دریا ہوتا ہے۔ بلا ان پھلیوں کو چونک میں لیتے ہیں اور برگزیدگان اسلام کہ نبوت  
کا ان سے امتحان کرتے ہیں۔ مامون کا اس معجزہ کے مشاہدہ سے زیادہ تعجب ہوا۔ اور کہا حقاً تم فرزند  
امام رضا ہو اور فرزند امام نزر گوار سے۔ معجزات عجیب بعید نہیں ہیں۔ پس حضرت کو ملا کے بہت اعزاز و کرامت  
کیا۔ اور قصد کیا۔ اپنی دختر ام الفضل کو تزویج کر دے۔ اس قصد کے استماع سے بنی عباس مامون پاس  
جمع ہوئے اور کہا۔ غلعت خلافت جبکہ بنی عباس نے پہنا۔ اور یہ شرف و کرامت ان میں قرار پایا۔  
پھر آپ ان میں سے ہو کے کیوں باہر جا رہے ہیں کہ اولاد علی ابن ابی طالب میں یہ امر قرار دیکھے باوجود  
عدالت قدیم کے جو ہم میں اور ان میں ہمیشہ سے ہے جو کچھ آپ نے امام رضا کے حق میں کیا۔ ہم عرصہ  
سے اس کے منتظر تھے۔ تا آنکہ ان کا امر محض ہوا۔ مامون نے کہا۔ آل عدالت کے باقی قہار سے بزرگ

نہ یہ لوگ۔ اگر ان کی خلافت منصب نہ کرتے کوئی مددوات ان میں ہم سے نہ ہوتی۔ وہ ہم سے زیادہ سزاوار ملامت و خلافت ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ یہ طفل خردسال ہے۔ تحصیل علم و مکمل ایمان نہیں کیا ہے۔ اگر انکی تحصیل علم و مکمل تک مہر کیے۔ اس کے بعد تزیین کر دیجئے گا۔ انبہ ہوگا۔ ماموں نے کہا۔ تم انکو نہیں پہچانتے ان کا علم اور جانب حق تعالیٰ ہے موقوف تحصیل پر نہیں ہے ان لوگوں کے طرد و کلاں اوروں سے افضل ہیں۔ اگر تم کو میرے کلام کی تصدیق منظور ہو عالموں کو جمع کر کے اس طفل سے مباحثہ کرواؤ۔

**فضائل و کرامات امام محمد تقی علیہ السلام** ماموں ملعون کے کلام سننے کے بعد لوگوں نے سچی اپنی

تہا بخت کے لئے پسند کیا۔ ماموں نے جلسہ عام کا حکم دے کے یحییٰ بن اکثم اور بیس ملامتے اشرف کو جمع کیا۔ بعد مناظرہ اس قدر علوم و کمالات آنحضرتؑ ظہر ہوئے کہ دوست دشمن سب کے سب فضل و مکمل و علم آنحضرتؑ کے قائل ہو گئے اور بنی عباس کو عمل اعتراض نہ رہا۔ پس ماموں ملعون نے اس مجلس میں اپنی دختر ام الفضل کا تزویج حضرت سے کر دیا۔ اور بہت سا مال بتقریب نثار خاص و عام و اشرف و بیان پر تقسیم کیا۔ بعد اسکے ایک مدت تک حضرت کو اپنے پاس معزز و مکرم رکھا۔ ام الفضل ملعونہ حضرت سے اس سبب سے موافق نہ تھی کہ حضرت اور عورات کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے اور امام علی نقی کی والدہ کو ام الفضل پر ترجیح دیتے تھے۔ اس وجہ سے وہ ملعونہ مکرر اپنے باپ ماموں سے حضرت کی شکایت کیا کرتی تھی اور وہ سماعت نہ کرتا تھا جو سکوک بد اس نے امام رضا سے کیا تھا۔ اس ظلم کے بعد اہل بیت رسالت کی ایذا ہی مناسب اپنی دولت کے نہ جانتا تھا۔

سید ابن طاووس نے حکیم غفلقون دختر امام رضا سے روایت

معجزہ امام محمد تقی زبانی ام الفضل کی ہے کہا بعد فوت پر اور امام محمد تقی ان کی زویہ ام الفضل نے گریہ و زاری کر کے اوصاف حضرت کے بیان کئے اور کہا۔ اسے علم اگر آپ کہیں ایک ایسی نقل۔ عجیب آپ سے بیان کروں۔ کہ آپ نے ویسی نقل نہ سنی ہو۔ میں نے کہا۔ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اولاً ظلمت یا سر سے ہوں اور زویہ امام محمد تقی ہوں۔ میں نے اسکے سامنے ضبط کیا۔ جب وہ چلی گئی جس درخشک۔ جو کورقوں کو ہوتا ہے اس قدر مجھے ہوا کہ ضبط نہ کر سکی۔ تمام دن غصے میں بسر کی جب آدھی رات گذری گریں دنالاں اپنے باپ ماموں پاس گئی۔ اور بہت شکایت کر کے کہا۔ وہ سامنے میرے اور ازدواج رکھتے ہیں اور جب میں کوئی بات کرتی ہوں مجھا دتھیں اور عباس بلکہ تمام بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اس وقت میرا باپ ایسا شراب سے مست تھا کہ اسے اپنی خبر بھی نہ تھی۔ اس کلام کے سننے سے تلوار لے کے



خشتنگ اتھا۔ اور خادم و ملازم اس کے ہمراہ ہوئے جب امام محمد تقی کے سر ہانے پہنچا اور انہیں سوتا پایا ملازم  
 کھینچ لی اور مگن ماضون آنحضرت کو کھڑے کھڑے کر کے واپس بلا گیا۔ میں نے اپنے کردار و گفتار کے نام  
 ہو کے طمانچہ اپنے منہ پر مارے اور ایک گوشے میں سو گئی۔ جب صبح ہو گئی یا سر خادم نے میرے پاس سے  
 کہا اس حسب تکبیر حرکت آپ سے سرزد ہوئی۔ اس نے پوچھا کیا خادم نے کہا۔ آپ کی خدمت نے ایسا ایسا کیا تو  
 آپ نے جا کے امام محمد تقی کو کھڑے کھڑے کر ڈالا۔ ماموں نے اس خبر سے اس قدر اپنے منہ پر طمانچہ  
 مارے کہ پٹیتے پٹیتے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا۔ خادم مذکور کو فرمے کھڑے رواد کیا۔ یا سر غلام کہتا ہے جب  
 حضرت کے مکان گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت احوال کے کنارے بیٹھے مسواک کر رہے ہیں۔ میں نے سلام  
 کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے چاہا کچھ پوچھوں۔ مگر حضرت مشغول ناز ہو گئے اور میں دوڑتا ہوا  
 خدمت ماموں پر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا نے خلیفہ آپ کو بشارت ہو کہ امام محمد تقی پر کوئی صدمہ و گزند نہیں  
 پہنچا اس وقت مشغول ناز ہیں۔ ماموں نے یہ سن کر سجدہ شکر کیا۔ اور ایک ہزار درہم مجھے انعام میں عطا فرمائے  
 اور کہا۔ میں ہزار درہم امام محمد تقی پاس لے جاؤ۔ اور ان سے میرا سلام کہہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر  
 ہوا۔ اور چاہا ہم مبارک دیکھوں کہ ان دنوں کے نشان بھی ہیں یا انہیں۔ پس میں نے عرض کیا۔ یا اہل رسول  
 اللہ یہ پیرا ہن جو آپ پہنچے ہیں۔ اس کا مجھے فلیتہ دیجئے کہ اپنے کفن کے لئے رکھ چھڑوں حضرت نے  
 اپنا پیرا ہن مبارک اتار کے مجھے دیدیا۔ اور فرمایا جو تو نے کہا۔ وہ شرط ہے۔ میں نے کہا۔ یا اہل رسول اللہ  
 اس نفل سے وہ مطلق خبردار نہیں۔ بلکہ شرمندہ و پشیمان ہے۔ میں نے سبب شریف پر نظر کی مطلق نشان  
 تک نہ دیکھا۔ اور ماموں پاس آئے سب باجرہ عرض کیا۔ ماموں نے وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کے اس شب  
 آیا تھا۔ اور وہ تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی دونوں چیزیں حضرت پاس ہی بھیج دیں امام افضل کہتی ہے  
 ماموں نے پیغام بھیجا کہ اب اگر جو سے میں نے ایک حرف شکایت بھی سنا جان لینا۔ بہت آرزو ہو گیا۔  
 اور خود بندہ مت اظہرت ہو کہ میٹھا حضرت نے نصیحت کی کہ شراب پینا ترک کر دے اس شقی نے  
 بظاہر نصیحت قبول کی۔ اور حضرت نے اسے ایک دعا تعلیم کر کے فرمایا جو کہ اس رات کو بندہ نے یہ دعا پڑھی تھی  
 اس سبب سے تیری تلوار سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا۔ اور وہ دعا کتاب مجمع الدعوات میں موجود ہے جب تک  
 ماموں زندہ رہا۔ ان دعاؤں کی برکت سے تمام بلاؤں سے محفوظ رہا۔ اور بہت فہم اس نے فتح کے

حال زہر دان ام الفضل زوہرہ حضرت امام محمد تقی جب عروجت ماموں سے پریشان  
 ہوئے رحمت لے کے متوجہ بیت الحرام ہوئے اور وہاں سے مدینہ طیبہ معادرت کر کے اسی مقام مبارک

میں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ شامہ میں مامون بوجذاب باہلی حاصل ہونے لگا اور اس کے بعد مقصم نے غضب ظلمت کی وجہ سے شقی نے نوازگاہات آنحضرت سے آتش خدا کے سینہ پختہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اس نے حضرت کو ضرر رسانی کے لئے بغداد میں طلب کیا۔ جب حضرت نے اس کا بعد لکھا گیا امام علیؑ کو اپنا حلیہ چھین کر لے کر شہر شہادت امام کے موروثی صریح امامت آنحضرت پر بیان کیا اور تب علم الہی و اسرار و برکات رسول خدا صلی علیہ وسلم کے پورے نقلی اور مادی ہندو کے اپنے عزیز گرامی کو ود لیا گیا اور ہاول فریمن مفارقت صورت تقدس رسول خدا اختیار کر کے بغداد روانہ ہوئے اور بتا رہے تھے عزم اطرام تسمہ بغداد پہنچے۔ اس ملعون یعنی مقصم نے اسی سال حضرت کو شہید کیا۔ در روایت ابن بابویہ و دیگر علماء اثنی عشریہ باللہ نے جو کہ مامون کے بعد مہلف ہوا حضرت کو شہید کیا۔ اور کیفیت شہادت آنحضرت کتاب بیون العجزات میں اس طرح لکھی ہے کہ جب حضرت بغداد میں پہنچے اور مقصم ملعون نے ام الفضل کی برخلانی نسبت آنحضرت معاندہ کی اس ملعونہ کو بلا کے قتل آنحضرت پر راہی کیا۔ اور زہر اس ملعونہ پاس بھیجا کہ حضرت کے طعام میں ملا دے وہ ملعونہ انگور ازتی جو ایک قسم کی انگور ہے۔ ان کو زہر آلود کر کے حضرت پاس لائی۔ جب حضرت نے تناول فرمائے اثر زہر بدن مبارک پر ظاہر ہوا۔ اس فعل فیسغ سے وہ پشیمان ہوئی اور کوئی چارہ جوئی نہ کر سکی۔ گریہ و زاری کرتی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ملعونہ تو ہی نے مجھے قتل کیا۔ اور پھر روتی بھی ہے۔ قسم بخدا ایسی بلا میں مبتلا ہوگی جو مرہم پذیر نہ ہوگا۔ اور ایسے درد میں مبتلا ہوگی جس سے دنیا و آخرت میں رونا ہو جائے گی۔ جب حضرت زہر ستم سے شہید ہوئے۔ اس ملعونہ کو مقصم اپنے محل میں لایا۔ اور بہت جلد ایک ناسور اس کی فرج میں پڑ گیا۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مفید نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس ملعونہ کے گھر سے نکل پڑی۔ اور میں قدر مال و دولت اس کے پاس سخی سب علاج مہموت کی۔ آخر الامر ایسی محتاج ہو گئی کہ بھیگ مانگتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی حالت خراب و زار میں بغداد تھا حاصل ہو کے زیا لکار دنیا و آخرت ہوئی۔ در روایت ابن شہر آشوب ہنگام مفارقت و شمال زہر آلود حضرت کو دیا جب اثر ظاہر جسد شریف حضرت پر ظاہر ہوا حضرت نے فرمایا۔ خدا تجھے ایسے درد میں مبتلا کرے جس کی دوا نہ ہو پس مرض خورہ اس کی فرج میں ہوا۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مفید نہ ہوئی۔ تا آنکہ اسفل سائین میں اپنے پدر سین سے ملتی ہوئی،

روایت شہریت حماد زہر دار معرفت غلام اشناس معتصم نے روایت دیگر جب لوگوں کی وہ فتنی متفرغوال امام محمد بن علیؑ علیہ السلام ہوا۔ اور عبد الملک عالم مدینہ کو ایک نامہ لکھا کہ حضرت کو مع ام الفضل بغداد بھیج دے جب حضرت بغداد پہنچے بظاہر اس شقی نے اعزاز و اکرام کر کے ٹھہرا دیا آنحضرت اور ام الفضل

کیلے ریحیجی اس کے بعد شربت حمان اپنے غلام اشناس کے ہاتھ لہر حضرت کیلے بھیجا جب اس شربت کو حضرت پاس لائے کہا۔ یہ شربت خلیفہ نے آپ کو بھیجا ہے اور خود خلیفہ نے اپنے مضموموں کیلے بھیجا ہے اور یہ خلیفہ کو بھیجا ہے کہ برف میں سرد کر کے نوش کیجئے اور برف ہی وہ غلام اپنے ہمراہ لایا تھا جب شربت حضرت کے لئے تیار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہو سکتا ہے یہ شربت رات کو وقت افطار لایوں۔ اس غلام نے کہا۔ برف پانی ہو جائے گی اور اس شربت کو پانی کے ہمراہ پیتے ہیں۔ ہر چند حضرت نے پینے سے انکار کیا۔ وہ ملعون مبالغہ و امر کرتا تھا مجبوری وہ شربت زہرا لود حضرت نے نوش کیا۔ اور اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے۔

سیاسی نے اپنی تفسیر میں زرکان سے روایت کی ہے  
**امام محمد تقی علیہ السلام کا چور کے متعلق فیصلہ** کہ ایک روز ابن ابی داؤد مجلس معتم سے ملگین اپنے مکان میں آیا۔ میں سب اندوہ دریافت اس نے کہا۔ آج فرزند امام رضا سے ایسا امر صادر ہوا کہ وہ میرا موجب سزا ہے۔ ایک چور کو خلیفہ پاس لائے۔ خلیفہ نے حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹا جائے مجھ سے پوچھا کہاں سے اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا کہ اس کے پاس سے کاٹنا چاہیے۔ اکثر حاضرین نے میرے کلام کی موافقت کی اور بعضوں نے کہا۔ اس کا ہاتھ کہیں سے کاٹنا چاہئے۔ اس پر خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل طلب کی اور ہم نے بیان کیا۔ اس کے بعد خلیفہ حضرت امام محمد تقی سے مخاطب ہوا۔ اور کہا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ حاضر نے کہا تم نے سنا۔ اس نے کہا مجھے ان کے کہنے سے کیا کام ہے۔ آپ جو جانتے ہیں بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس مسئلہ کے جواب سے مجھے معاف رکھو۔ خلیفہ نے ان کو قسم دلائی کہ آپ ضرور بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کی چار انگلیاں کاٹی جائیں۔ اور تھیل ہاتھ کی چھوڑ دی جائے۔ کہ اس سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور اس پر ایسی چند دلیلیں بیان کریں کہ ہم لوگ ان کا جواب نہ دے سکے اور مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اگر باقیامت بیا ہو گئی۔ اور سب نے آرزو کی کہ کاش مجھے بیس سال پہلے موت آجاتی کہ ایسا دن نہ دیکھتا۔ ازقان نے کہا۔ تیسرے دن ابن ابی داؤد خلیفہ پاس گیا۔ اور خلیفہ میں اس سے کہا۔ کہ خلیفہ کی غیر خواہی مجھ پر لازم ہے۔ اس وجہ سے عرض کرتا ہوں کہ چند روز قبل جو واقعہ ہوا۔ مناسب دولت خلیفہ نہ تھا۔ اسلئے کہ خلیفہ نے وہ مسئلہ سے خود نہ جانا تھا۔ اسے اپنے وزیروں امیروں اور صیغ اکابر و اشراف و علماء و فضلاء سے دریافت کیا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔ اور ایسی مجلس عالی شان میں اس شخص سے جس کو اہل علم سے نصف لوگ امام جانتے ہیں۔ اور خلیفہ کو ان کے حق کا غاصب سمجھتے ہیں۔ اور اس شخص کو اہل خلافت تصور کرتے ہیں اس سے دریافت کیا۔ اور اس نے برخلاف علی فتویٰ دیا۔ اور خلیفہ نے سب مالوا کے فتویٰ کو ترک کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کیا۔ اور یہ خبر درمیان مردم منتشر ہوئی جس کی وجہ سے ان

شیعوں اور دوستوں کو ایک جت توڑی ہاتھ آگئی۔ جب اس ملعون نے یہ سنا رنگ اس کا متغیر ہو گیا۔ اور اٹھ کر  
 کفر و عید و نفاق اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی اور کہا۔ خدا تمہیں جزائے غیر عطا کرے۔ تم نے مجھے اس امر پر  
 مطلع کیا جس سے میں غافل تھا دوسرے روز اس ملعون نے ایک وزیر کو محرر کو طلب کر کے حکم دید کہ  
 امام محمد تقی کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانہ سے بلا کے زہران کے کھانے میں ڈال دے۔ اس بذلت  
 نے حضرت کو دعوت کے بہانہ سے طلب کیا۔ حضرت نے سزا کیا اور کہا تم جانتے ہو۔ میں تمہاری مجلسوں  
 میں نہیں جاتا ہوں۔ اس ملعون نے بہت مبالغہ و اصرار کر کے عرض کیا۔ میری عقل میں کوئی امر خلافت  
 طبع شریف نہ ہوگا۔ عرض آپ کے کھانا کھلانے سے ہے۔ بلکہ علیحدہ کے ایک وزیر کو ملاقات کا بھی فریضہ  
 ہے اور خواہاں اس کا ہے کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہو۔ پھر اس شقی نے اس قدر مبالغہ و اصرار کیا کہ حضرت  
 مجبوری اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب ایک لقمہ اس طعام سے تناول کیا حضرت اثر زہر اپنے گلونے  
 مبارک میں پاکے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ملعون راہ روک کے کھڑا ہوا۔ اور کہا آپ ابھی نہ جانیے حضرت  
 نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے مجھ سے سلوک کیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ میں تیرے مکان سے پھلا جاؤں پس  
 حضرت بجلدی سوار ہوئے۔ اپنے دولت سرائیں تشریف لائے۔ جب گھر میں پہنچے۔ اثر ظاہر قاتل بدن  
 شریف پر ظاہر ہوا۔ اس تمام دن اور رات حضرت بیچین رہے تا آنکہ روح مقدس نے بجانب درہات سعادت  
 پرواز کیا۔

**حالی انتقال حضرت امام تقی علیہ السلام** امام محمد تقی نے بعد ہجر جس شب کو بحالم بقار صلت کی۔  
 فرمایا کہ میں آج کی رات دنیا سے جاؤں گا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہم اہل بیت کیلئے جب خدا دینا نہیں چاہتا ہم  
 کو اپنے پورا رحمت میں لے جاتا ہے۔ کتاب البصائر الدرجات میں روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت  
 امام محمد تقی کا روضہ تھا۔ اس نے کہا جن دنوں حضرت بغداد میں تھے۔ میں ایک روز بخدمت امام علی تقی  
 علیہ السلام مینہ میں حاضر تھا۔ اس وقت کم سن تھے اور ایک لوح آگے رکھے پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ حضرت  
 کی حالت متغیر ہوئی۔ اور اٹھ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ یکایک صدائے شیعوں و زہری صحت کے  
 گھر سے بلند ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا۔ حضرت نے  
 فرمایا: اس وقت میرے پدر بزرگوار نے اس درخانی سے یہ جانب سرائے جاؤ و اتنی رحمت فرمائی۔ میں  
 نے کہا۔ یا حضرت آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ اجمال حق تعالیٰ سے ایک ایسی حالت مجھ پر طاری  
 ہوئی کہ قبل اسکے اور کبھی یہ حال نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے میں نے جانا کہ میرے پدر بزرگوار نے  
 انتقال کیا۔ اور منصب امامت میری جانب منتقل ہوا۔ بعد ایک مدت کے خیر ہوئی کہ حضرت امام محمد تقی

ایسی ساعت برحمت الہی ملتی ہوئے تھے۔ اماورث میں وارد ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام طے الارض کر کے بغداد میں آئے اور اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیکے دفن کیا۔ اور اسی دن مدینہ میں واپس آگئے۔ کلینی نے بسند معتبر بارون بن فضل سے روایت کی ہے کہ کہا۔ بسند مدت امام تقی علیہ السلام مدینہ میں اس دن حاضر ہوا جس روز بغداد میں امام محمد تقی نے انتقال کیا تھا۔ ناگاہ حضرت امام علی نقی نے فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسی حالت میں نے اپنے میں پائی کہ قبل اسکے یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جانا کہ وہ حالت لوگانا امت سے ہے۔ و بروایت دیگر حضرت سلمان گھر میں گئے۔ اور اپنی دادی کی گود میں بیٹھ کے رونے لگے حضرت کی دادی نے پوچھا۔ اے نور چشم کیوں روتے ہو۔ حضرت نے فرمایا اس وقت میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ انہوں نے کہا اے فرزند گرامی ایسا نہ کہو حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا جو میں نے کہا۔ اسی طرح ہے۔ بعد اسکے یہ واقعہ کھل گیا جب خبر پہنچی اسی ساعت حضرت نے رحلت کی تھی۔

**تاریخ وفات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام** شہر تاریخ وفات آنحضرت میں یہ ہے کہ آنحضرت نے روز شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ بھی لکھی ہے۔ اور بعضوں نے سہ شنبہ گیارھویں ماہ ذی قعدہ لکھی ہے اور وقت وفات شریعت آنحضرت سے کہیں سال سے کچھ کم دو مہینے گذرے تھے۔ اور موافق شہر مدت امامت آنحضرت کچھ کم سترہ سال تھی ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ وقت وفات والد بزرگوار امام محمد تقی سات سال چار مہینے دو روز کے تھے۔ اور مدت امامت میں روز کم اٹھارہ سال کی تھی کتاب کشف الغمہ میں از لمونین مخالفین ایک روایت نقل کی ہے کہ وفات آنحضرت بروز سہ شنبہ پانچویں ماہ مذکور کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ شریعت آنحضرت پچیس سال تین ماہ بارہ روز تھی اور ولادت آنحضرت ۱۹۵ھ میں تھی۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ سات سال تین مہینے سب سے اور وفات آنحضرت بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۳۳ھ کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر وقت وفات والد بزرگوار نوہ سال پندرہ ماہ کے تھے۔ کتاب دلائل عمیری میں بسند خود محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ وقت وفات مگر گرامی آنحضرت پچیس سال تین مہینے بارہ روز کی تھی۔ اور بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۳۳ھ میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ اور بعد وفات پدر عالی مقدار اسی سال پچیس روز کم زندہ رہے۔ اور اتفاقاً علانیہ وفات آنحضرت بغداد میں واقع ہوئی۔ اور مقبرہ قریش میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں جہاں اب مرقہ منور کی زیارت کرتے ہیں دفن ہوئے۔

# باب ہشتہ

بیان تاریخ ولادت و وفات نہال حدیقہ مصطفوی گل بوستان رضوی

امام و ہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام

## فصل اول

بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت

اسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مشہور ترین القاب آنحضرت نقی و ہادی ہیں و نجیب و رضی و عالم و فقیہ و امین و مومن و طیب و متوکل و عسکری بھی آنحضرت کو کہتے ہیں اور چونکہ سرمن رائے لشکر کے لئے بنایا گیا۔ اس سبب سے حضرت کو عسکری کہتے ہیں اور حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری کو وہاں کی سکونت کی وجہ سے عسکری کہتے ہیں۔ سال ولادت آنحضرت ۱۲۰۰ھ ہے اور ایک جماعت کثیر نے ۱۲۰۰ھ بھی لکھا ہے۔ تاریخ ولادت مشہور پندرہویں ذی الحجہ ہے اور بروایت دیگر جو کہ شیخ علیہ الرحمہ نے معصوم میں نقل کی ہے۔ ستائیسویں ذی الحجہ ہے و بروایت ابن عباس دوسری یا پانچویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت واقع ہوئی۔ و بروایت علی بن ابراہیم قمی تیرہویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت باسعادت ہوئی اور زیارت نامیہ مقدمہ اس پر ولادت کرتی ہے۔ کہ ولادت ماہ رجب میں ہوئی اور مکان ولادت شریعت ایک موضع میں اطراف مدینہ طیبہ سے ہے جس کا نام مریا ہے۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم پاپہتا ہے کہ امام کو پیدا کرے سات برگ ہشتی پدر امام کے لئے بھیجتا ہے۔ جب تناول کرتے ہیں نطفہ امام منعقد ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ مبارک شکم مادر میں منتقل ہوتا۔ حملے مروج سنتا ہے اور جب زمین پر آتا ہے۔ خداوند عالم ایک ستون نور اس کے لئے درمیان زمین و آسمان بلند کرتا ہے اور ایک نر شتر ان کے دلہنے بازو پر یہ آید لکھا ہے

و تمت کلمۃ ربک فادع الی اللہ مبدل الکلماتہ وهو السميع العليم اور پدر بزرگوار

آنحضرت امام محمد علیہ السلام ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت سماتہ مغربیہ ام ولد ہیں و تفسیر تفسیر حضرت کتاب فضول البہرہ میں اس طرح لکھا ہے۔ و هو مصمتی من خلقہ۔ و بروایت دیگر حفظ العہود من اخلاق العبود۔ ہے اور ایک روایت میں منقول ہے کہ رنگ مبارک آنحضرت گندم گوں تھا۔

## فصل دوسری

### بیان شہادت حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم جو مخالفین کے گندے

شہادت آنحضرت با اتفاق علماء ۲۵۴ھ میں واقع ہوئی تاریخ وفات آنحضرت میں اختلاف ہے بروایت علی بن ابراہیم قمی و ابن میاش روز دوشنبہ تیسری ماہ رجب کی تھی اور بروایت ابن شہاب کمپیوی ماہ جمادی الآخر کی تھی و بروایت دیگر ستائیسویں و بروایت دیگر اٹھائیسویں ماہ مذکور کی تھی اور حضرت آنحضرت وقت وفات پچاس سال و برطیت دیگر اکتالیس سال اور چند ماہ کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہنگام وفات اپنے والد بزرگوار کے جب منصب علیل القدر امامت سرفراز ہوئے۔ اس وقت گزرتین تینتالیس سال پانچ ماہ کی تھی اور مدت امامت چند روز کم سات ماہ تیس سال تھی اور قریب تیرہ سال کے مدینہ طیبہ میں رہے بعد اسکے متوکل عین نے مقام سرمن رائے طلب کیا۔ ستائیس سال ہی بگذرے کہ واپس جہاں اب مرقد منور ہے سکونت پذیر رہے۔ و بنا بر قول ابن بابویہ و جماعت دیگر معتد عباسی نے حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ اور وقت شہادت آنحضرت پاس سولے امام حسن مسکری کے اور کوئی نہ تھا۔ اور شریک جنازہ جمیع امرا و اشراف و اعیان تھے۔ اور حضرت امام حسن مسکری نے ہمراہ جنازہ پد بزرگوار گریبان پہاکیا۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ غسل و کفن ہوئے۔ اور حضرت کو اس مجرہ میں جو کہ مقام جہاد تھی دفن کیا۔ یہ دیکھ کر ایک جماعت منافقین نے اعتراض کیا کہ مصیبت میں گریبان پہاکیا کرنا مناسب امامت نہیں حضرت نے فرمایا۔ یہ اہل جہاد احکام دین غلط کیا جائیں حضرت موسیٰ بن جعفر خدا تھے انہوں نے اپنے برادر ہارون کے ماتم میں گریبان پہاکیا۔ اور امام سکونت سرمن رائے میں متوکل عین و ذہر نے اور خلفائے مور سے بہت ظلم و ستم حضرت کو پہنچا اور سب طلب انہوں نے سرمن رائے بروایت صحیح مفید و دیگر طاریہ تھا

**سکونت امام علی نقی علیہ السلام بمقام سرمن رائے** کہ محمد بن عبد اللہ حاکم مدینہ مذہبیت و اہانت آنحضرت کو پہنچاتا تھا۔ اس نے چند امور ایسے درباب آنحضرت متوکل عین کو لکھے کہ اس کا موجب مزہ خشم و غضب ہوا۔ و بروایت دیگر اس ملعون کو لکھا کہ اگر آپ کو مکہ و مدینہ میں حاجت ہے امام علی نقی

کو اس شہر سے بلائیے کہ اس طرف کے اکثر لوگوں کو انہوں نے مطیع و منقاد کر لیا ہے۔ و بروایت اقل جب حضرت مطیع ہوئے کہ حاکم مدینہ نے متوکل شقی کو ایسے چند امور لکھے ہیں جن سے میری اذیت و مضر تصور ہے پس حضرت نے بھی ایک خط متوکل کو لکھا کہ حاکم مدینہ مجھے آزاد و رنج بی شمار پہنچاتا ہے۔ اس نے جو کچھ پرستی میں لکھا ہے۔ محض درد و آفترا ہے اس خط کے جواب میں براہ مصلحت اس شقی نے مشفقانہ و بھلائی و مکریم لکھا کہ مجھے معلوم ہوا۔ محمد بن عبداللہ آپ سے مغرب اور برطانیہ ہے۔ لہذا میں نے اس کو وہاں سے تبدیل کر کے محمد بن افضل کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور اس سے آپ کے انزاز و اکرام کے بارہ میں بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ پھر اس نے ابراہیم بن عباس سے کہا کہ تم حضرت کو ایک خط اس مضمون کا لکھو کہ خلیفہ آپ کی ملاقات و افترا برکات کا بہت مشتاق ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت سے مشرف ہو۔ اگر آپ کو دعوت نہ ہو تشریف لائیے اور اپنے اہل بیت و سزیز و اقارب و شہم و خدام و مدد متکاروں کو ہمراہ لیکر نہایت اطمینان سے مع رفقا جب نزل میں گئے اس طرف نزل اطلاق فرمائیے اور کئی بن ہرثمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اگر آپ منظور کریں۔ اُسے اپنے ہمراہ راستہ میں رکھیں یہ ہر امر میں آپ کی اطاعت کریگا عرض کہ بہت اصرار و مبالغہ کیا اور لکھا کہ خلیفہ کے نزدیک ان کے سزیزوں بھائیوں بیٹوں میں آپ سے زیادہ تر کوئی گرامی نہیں۔ خلیفہ کا نہایت لطف و شفقت و مکرمت آپ پر ہے جب اس مضمون کا نامہ حضرت پاس پہنچا۔ آنحضرت نے بہت جلد تہیہ سفر کی کے ہمراہ کئی بن ہرثمہ متوجہ سرمن رستے ہوئے جب حضرت پہنچ گئے۔ اور اس یقین کی خاطر جمع ہو گئی تب اس نے کم تو جہی کر کے کئی روز تک ملاقات بھی دکھی اور گم دیا۔ کہ اُسے سر رستے میں جہاں گدا اور سزا اترتے ہیں۔ اور یہ چند روز کے بعد اس نے حضرت کو مکان دیا۔ حضرت اس مکان میں تشریف لے گئے۔ کلمینی کہ ملائے دیکھنے صالح بن سعید سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز حضرت داخل سرمن رستے ہوئے۔ میں ان کی خدمت میں گیا اور کہا۔ یا حضرت ان ظالموں نے ہر طرح سے آپ کے نور کو کھینچا اور آپ کے فضائل چھپانے میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ کو ایسے مقام پر اتارا جہاں فقر و گھوڑیاں بے نام و نشان اترتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اسے پس سعید اب تک کچھ قدر و منزلت ہم لوگوں کی نہیں واضح ہو کہ یہ ہمیں ہماری شان و شوکت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ تو کیا نہیں جانتا کہ جسے خداوند کرتا ہے وہ ان امور سے پست نہیں ہوتا۔ یہ فرما کے دست مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا۔ جب اس طرف میں نے نظر کی بستا نہائے ہر تکلف ہالوان ریاحین آراستہ و باہنائے زیبا بالوانا عموہ ہا پیراستہ ہانوں کے صحن میں نہر میں جاری قصر رستے بارفت و حوران و غلمان ماہ طلعت ایسے مشاہدہ کئے کہ وہاں کے



سوان کا نظیر خیال میں بھی نہیں۔ ان چیزوں کے معائنہ سے میرا تکمیل حیران اور عقل پریشان ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم جہاں رہیں یہ سب ہمارے لئے جیتا ہے۔ میں سرائے فقرا میں نہیں رہتا۔ بعد اسکے متوکل شفیق نے اپنی تمام عمر حضرت کی ہلاکت میں بہت کوشش کی۔ اور معجزات فرادین حضرت سے مشاہدہ کئے۔ آخر پھر میں حضرت وہ ملعون ہلاک ہو گیا۔ اور کچھ گزند و آسیب حضرت کو نہ پہنچا سکا۔

**روایت زراقہ دربان متوکل و خیر زبانی معلم** کہ متوکل بعین نے اپنے وزیر فتح بن خاقان کو چاہا کہ اس کا انازہ و اکرام کر کے قدر و منزلت اور لوگوں پر ظاہر کرے اس سے درحقیقت لافنی اسکی نقص شان و استیجاب قدر حضرت امام علی نقی تھی۔ یہ نقطہ بہا نہ تھا۔ ایک روز جلتی دھوپ میں ہمراہ فتح بن خاقان سوار ہوا۔ اور حکم دیا جمیع علماء و امرا و سادات و اشراف و اعیان میری رکاب میں پیادہ چلیں۔ ان سب میں امام علی نقی بھی تھے۔ زراقہ دربان متوکل کہتا ہے میں نے اس روز حضرت کو دیکھا کہ آپ پیادہ ہاتھ تھے اور تعجب و مشقت کی وجہ سے پسینہ جسم مبارک سے پکٹتا تھا۔ میں نے حضرت کے قریب جا کر کہا یا امیر المومنین آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اس بعین کی لافنی اس سے میری جھٹک و حرمت ہے لیکن میری حرمت بدن خدا کے نزدیک ناقص صالح سے کم نہیں۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ میرا ایک ربیہ ناخن خدا کے نزدیک ناقص صالح اور اس کے پورے زیادہ تر گرامی ہے۔ زراقہ کہتے ہیں جب میں گھروا ہوں گیا۔ اس قدر کو اپنے پنہوں کے معلم سے کہجھے اس کی طرف گمان تشیع تھا۔ بیان کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ تو نے فی الحقیقت یہ کلام حضرت سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی۔ اس نے کہا۔ لازم ہے کہ اپنی فکر کرو۔ اس نے کہا کہ آج کے تیسرے روز متوکل ہلاک ہو جائے گا۔ کہیں تم کو اس کی ہلاکت سے کوئی گزند و آسیب نہ پہنچے۔ میں نے اس معلم سے کہا تم نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا۔ حضرت دروغ نہیں کہتے۔ حق تعالیٰ فقہہ ہو میں فرماتا ہے۔ اس نے کہا کہ۔ تمتعدانی دار کھ ثلاثہ ابام اور وہ لوگ ناقص صالح پئے کرنے کے بعد تیسرے روز ہلاک ہو۔ جب میں نے اس سے یہ سنا۔ اُسے گایاں دیکے گھر سے باہر نکال دیا۔ جب وہ باہر گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ کلام صحیح ہو۔ اگر اپنے امور میں اطمینان کروں۔ کچھ قباحت نہیں۔ یہ خیال کر کے میں نے اپنے مال کو چاہا پھیلادیا۔ اور اس دن کا منتظر ہوا۔ جب تیسرا روز ہوا۔ مختصر فرزند متوکل قوم ترک اور غلامان مخصوص کو ہمراہ لے کر اس کی مجلس میں گھس گیا۔ اور اسے مع فتح بن خاقان شکر سے شکر سے کر ڈالا اس واقعہ کے بعد میں نے انتقاد امامت آنحضرت کیا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کے جو کچھ مجھ میں اور معلم مذکور میں واقع ہوا تھا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا اس معلم نے سچی کہا میں نے اس دن اس بعین پر پھر میں کی اور خداوند عالم نے میری دعا قبول فرمائی۔

## حال قید خانہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ابن بابویہ و علامائے دیگر نے صفرا ابن ابی علیہ السلام سرمن رائے میں تشریف لائے۔ میں بخدمت آنحضرت حاضر ہوا کہ حالات حضرت دریافت کروں حضرت کو زراقی پاس قید خانہ میں پایا۔ جب میں زراقی پاس گیا۔ اس نے کہا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں۔ ایک ساعت بیٹھا رہا جب تغیر ہوا۔ اس نے کہا۔ اسلئے آیا ہے کہ اپنے امام اور مولا کی جاسوسی کرے۔ یہ سن کے میں ڈر گیا۔ اور کہہ میرا مولا خلیفہ ہے۔ اس نے کہا۔ چپ رہ تیرا مولا برحق ہے اور میں بھی انتقاد رکھتا ہوں ان کو ہم اپنا امام جانتے ہیں پھر کہا۔ ان کے پاس جانا منظور ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ ایک ساعت صبر کرو کہ صاحب البرید باہر جائے جب وہ باہر گیا۔ اس نے ایک شخص کو میرے ہمراہ کیا اور کہا۔ اسے ان علوی پاس جو بوس میں لے جا۔ اور پونچھ کے پلاؤ۔ جب میں بخدمت حضرت پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت بوسیمہ پر بیٹھے ہیں اور سامنے حضرت کے ایک قبر کھدی ہے۔ پس سلام کر کے حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کس کام کو آیا ہے میں نے کہا۔ آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہوں۔ جب میری نظر قبر پر گئی۔ میں رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ مغموم نہ ہو کہ بالفعل ان اشقیاء سے مجھے کوئی مدد نہ کرند نہ پہنچے گا۔ یہ سن کے میں نے الحمد للہ کہا۔ اور چند مسائل آنحضرت سے پوچھے۔ حضرت نے مسائل کے جوابات بیان کر کے ارشاد کیا۔ اب ہم سے رخصت ہو کے باہر جاؤ کہ تمہیں مبادا کوئی ضرر پہنچے۔ طلب روندی نے ابن ادریس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ زمانہ خلافت متوکل میں بمقام سرمن رائے گیا۔ وہاں میں نے سنا کہ متوکل ملعون نے امام علی نقی کو سعید و بیبا کے مکان میں قید کیا۔ یہ سن کے مزاج پر سی کے لئے سعید کے مکان میں گیا۔ جب اسکی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اپنے خدا کو دیکھنے آیا ہے۔ میں نے کہا میرا خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھیں اُسے دیکھ سکیں۔ اس نے کہا میں ان کو کہتا ہوں جنہیں تم اپنا امام جانتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں ان کا دیکھنا مجھے منظور ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے انکے قتل کا حکم ہے۔ کل کے روز ان کو قتل کروں گا۔ یہ کہہ کے اس نے مجھے حضرت کے پاس بجا کی عبادت دی۔ جب حضرت کی خدمت میں گیا۔ . . . . . دیکھا کہ حضرت ایک حجرہ میں بیٹھے ہیں۔ اور حضرت کے سامنے ایک قبر کھودی جاتی ہے۔ میں نے سلام کیا اور جواب سلام آیا۔ پس قبر کے مشاہدہ سے تہمت ہونے کے میں رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا اگر یہ نہ کروں گا۔ ابھی انہیں دو روز تک میسر نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ خون متوکل وہاں متوکل کا بہا جائے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

حال امام علی نقی علیہ السلام اور قصہ متوکل شقی ایضا بسند معتبر فضل بن احمد کاتب سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ایک روز میں معتزل کے ہمراہ مجلس متوکل میں گیا۔ وہ کسی بیٹھا تھا اور فتح بن جاثلان

وزیر اس کے قریب کھڑا تھا۔ پس منزل سلا کر کے کھڑا ہو گیا۔ تاہم یہ تھا کہ جب معتزل داخل مجلس متوکل ہوتا تھا..... متوکل اسے مرجا کہہ کے حکم بیٹھنے کا دیتا تھا۔ برخلات اس کے اس روز چونکہ متوکل غضب تک اور خشم آلود تھا۔ متوجہ معتزل نہ ہوا فتح بن عاقان وزیر سے باتیں کرتا تھا۔ اور سلامت چہرہ اس کا متغیر ہوتا تھا۔ اور سلعہ غضب زیادہ تر بھڑکتا تھا۔ فتح بن عاقان اس کے غضب کو دھما کر کے کہتا تھا۔ یہ سب ان پر افر ہے وہ ایسے امور سے بری ہیں۔ فتح کا یہ کہنا مفید نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس شق کا خشم و غضب زیادہ ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ قسم سبدا اس شخص کو قتل کروں گا۔ کہ وہ دعویٰ و دروغ کر کے میری دولت اور حکومت میں ختم اندازی کرتا ہے۔ یہ کہہ کے حکم دیا کہ چار غلامان ترکی حاضر ہوں جب وہ آئے ہر ایک کو تلوار دی۔ اور حکم دیا کہ جب امام علی نقی آئیں۔ انہیں قتل کرنا۔ پھر کہا۔ قسم سبدا بعد قتل کے ان کا بدن جلادوں گا۔ پس ایک سلامت کے بعد دیکھا۔ کہ دربان لوگ آئے اور حضرت بھی داخل ہوئے۔ بہانے مبارک بنیان نئے اور حضرت کوئی دعا پڑھ رہے تھے۔ اور مطلق اثر اضطراب و خوف حضرت میں نہ تھا جب اس شق کی نظر حضرت پر پڑی کرسی سے اٹھ کے حضرت کے استقبال کو گیا۔ اور اپنے قریب بٹھا کے حضرت کے دست مبارک چمے اور درمیان دیدہ بوسے کے کہا۔ اے فرزند رسول خدا و بہترین خلق خدا۔ اے میرے پسر سلم اے میرے مولا اے ابوالسنن اس وقت کس لئے اپنے تکلیف کی حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرا چھوٹا بھائی اس وقت مجھے ملا گیا۔ متوکل نے کہا۔ اس ولد انزنانے جھوٹ کہا۔ اب جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ یہ کہہ کے اپنے وزیر فتح بن عاقان اور اپنے فرزندوں و بیزوں کو حکم دیا۔ کہ بقریب مشابعت حضرت کے ہمراہ جاؤ۔ جب غلامان ترکی کی نظر حضرت پر پڑی۔ انہوں نے زمین پر گر کر حضرت کی تعظیم کی جب حضرت پہلے تشریف لے گئے۔ متوکل ملعون نے ان غلامان ترکی کو بلا کے ترہان سے کہا۔ ان سے سوال کرو کہ انہوں نے زمین پر گر کر حضرت کو کس وجہ سے تعظیم کی۔ انہوں نے کہا ہم جہاں بٹھتے تھے حضرت سے بے اختیار ہو گئے۔ جب حضرت آئے ایک سو سے زیادہ شمشیر باندھے برہنہ ہم نے حضرت کے گرد دیکھیں اور ان تلواروں کو ہم نے نہ دیکھا۔ اس حال کے مشاہدہ سے ہم تکمیل حکم نہ کر سکے۔ ہمارے دل پر خوف و بیم طاری ہوا یہ سن کے متوکل نے فتح بن عاقان وزیر سے کہا یہی تمہارا امام ہیں۔ یہ کہہ کے ہنسنے لگا۔ اور فتح بھی شاد ہوا۔ کہ حضرت اس بلا سے محفوظ رہتے اور اس کے قول کی بھی تصدیق ہوئی۔ کلین و شیخ مفید اور علامے دیگر نے ابراہیم بن محمد طاہری سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین کے ایک ایسا چھوٹا نکلا۔ کہ جہاں بلب ہو گیا۔ کسی کی جرات نہ پڑتی تھی کہ شتر دے۔ پس متوکل کی ماں نے نذرمانی کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو جائے۔ تو ہر مال کو بیٹا کا فتنی خدمت میں بھیجوں گی۔ فتح بن عاقان وزیر نے متوکل سے کہا۔ اگر حکم ہو کسی کو بھیج کے اماں کا فتنی

کفر کروں شاکر وہ کوئی دوا اس مرض کے لئے بیچ دیں۔ اس نے اجازت دی جب حضرت کی خدمت میں گئے اور حال بیان کیا۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ بکری کی جنگلیاں گلاب کے علاق میں حل کر کے اس پھوسے پر باندھ دیں۔ جب متوکل سے اُکے کہا۔ متوکل کے عزیز واقارب ہنسنے اور استنہار کرنے لگے فتح بن جانا نے کہا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کلام حضرت بے اصل نہیں جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے۔ اگر اس کی تعمیل کرائے حضرت ہوگا۔ جب یہ دُعا حضرت کی بتائی ہوئی اس پھوسے پر باندھی اسی وقت پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور اس طعون نے دردِ عالم سے راحت پائی۔ اس کی ماں نے دس ہزار دینار زینہیر کیسہ میں حضرت پاس بھیج دیئے جب شقی نے شفا پائی۔ ایک شخص جسے بھائی کہتے تھے۔ وہ متوکل کے سامنے حضرت کو برا کہا کرتا تھا۔ اور بیان کرتا تھا کہ حضرت نے بہت مال ہتھیار جمع کیا ہے۔ اور قصد ان کا خروج کرنے کا ہے پس ایک شب متوکل نے سعید دربان کو طلب کیا۔ اور کہا۔ اچانک امام علیؑ کے گھر میں جاکے جس نمد مال و دولت و ہتھیار پانا۔ سب لے لیتا۔ سعید کہتا ہے میں رات کو بیٹھ ہی لے کر گیا۔ اور سیری دیوار پر لگا کر کونٹے پر آیا۔ چاما پیچے اتروں راہ بھول کے حیران ہو گیا۔ ناگاہ حضرت نے مجھے عمرہ کے اندر سے آواز دی کہ سے سعید ٹھہرا رہ۔ میں شمع بھیتا ہوں۔ جب شمع لاسے میں نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبہ ہشیمین سر سے اوڑھے اور جائے نماز ایک بوریئے پر کھائے قبلہ رو بیٹھے ہیں اور خود حضرت نے فرمایا گھر میں تلاش کرو۔ جو پاؤ سبے جاؤ۔ میں نے سب کو ٹھریوں میں جا کے تلاش کیا کچھ نہ پایا۔ مگر ایک ہمدہ نظر میں کے منہ پر متوکل کی ہر تھی۔ اور دوسرا کیسہ بھی چھوڑا تھا۔ حضرت نے فرمایا میرا دوسرا مصلیٰ بھی اٹھ کے دیکھ لے۔ جب میں نے جانا نماز اٹھائی۔ اس کے نیچے ایک تلوار ملی جس پر غلاف چھوڑا تھا۔ اور اس کے سوا کچھ کام اس پر نہ تھا۔ اس تلوار اور ان دونوں ہمدہ زر کو اٹھا کے متوکل پاس گیا۔ جب اس نے اپنی ماں کی ہر وہ کھسی لے سے بلا کے حقیقت حال دریافت کی اس نے کہا۔ تیری بیاری میں نے نذر سالی تھی کہ اگر اچھا ہو جائے گا۔ دس ہزار دینار حضرت کو بھیجوں گی۔ او یہ وہی تھیلی ہے۔ جو میں نے حضرت کو بھیجی تھی۔ ہنوز اسکی ہر بھی نہیں کھولی گئی ہے۔ جب دوسری تھیلی کھولی اس میں چار سو دینار تھے۔ پس متوکل نے وہ تھیلیاں اور ایک تھیلی اپنے پاس سے بھی دے کے کہا۔ لے سعید ان تھیلیوں کو رخ تلوار کے حضرت کے پاس لے جا اور سذر خواہی کر جب حضرت کی خدمت میں لایا عرض کیا۔ لے میرے مولا۔ میری تعمیر حضور کیسے کر میں نے ادنیٰ کی اور بے نصرت آپ کے مکان میں پلا آیا۔ جو کہ خلیفہ کی جانب سے مجھے یہ حکم تھا سزا دہ رہا۔ حضرت نے فرمایا۔ سیعلمہ اللہ بن نلسوا ای منتقلب بنقلبون۔ یعنی منقریب وہ جانیں گے جو

علم و ستم کرتے ہیں۔ کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ اور قصہ برکت السباع مشہور ہے کہ اس ملعون نے اپنے  
 قہر کے سامنے ایک برکتہ السباع بنا کے اس میں شیر بھیڑیے اور درندگان موذی چھوڑ دیئے تھے۔ جس  
 کو سزویں منظور ہوتی تھی۔ اُسے اس برکتہ السباع میں ڈال دیتے۔ ایک روز اس برکتہ السباع میں امام علی  
 نقی علیہ السلام کو ڈال دیا حضرت شفیع ناز ہوئے۔ شیر بھیڑیے حضرت کے گرد پھرتے تھے۔ اور کبڑا کھسکا  
 سے اپنی ذمہ زمین پر تھمتے تھے۔ اور اپنے منہ حضرت کے پاؤں پر رکھتے تھے۔ جب اس فسق نے یہ حال  
 دیکھا۔ حکم دیا حضرت کو نکال لائیں۔ کہ موجب مزید التقاد مردم نہ ہو۔



نہ کان شیر و درندوں کی رہنے کی جگہ

# باب نہم

بیان تاریخ ولادت و وفات سردار اولیا فخر اویسنا محبوب قلوب مہربی و  
 وحی الہا پاکیزہم حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام

## فصل اول

### بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد اور القاب زکی و ہادی و عسکری ہے۔ پدر بزرگوار امام علی نقی اور مادر گرامی  
 اولاد میں تھی کا نام سدریث ہے۔ . . . . اور بچے سو سن اور بعضے سلیل بھی کہتے ہیں۔ یہ مظہر نہایت عظیمہ و  
 کریمہ تقویٰ و ہرگز نگاری میں تھیں۔ اور اسی طرح تمام مائیں اماموں کی عظیمہ و ہرگز نگاری تھیں۔ تاریخ ولادت آنحضرت  
 مشہور زیادہ یہ ہے کہ ۳۳۲ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضے ۳۳۳ھ بھی کہتے ہیں۔ روز ولادت اٹھراہ ہے روز  
 جمع آٹھویں ربیع الثانی کی تھی۔ بعضوں نے سو میں ماہ مذکور کی اور بعضوں نے دوشنبہ چوتھی لکھی ہے۔ شیخ  
 مفید نے ۳۳۲ھ ماہ ربیع الاول کو لکھی ہے مکان۔ ولادت آنحضرت مدینہ  
 طیبہ ہے اور بعضوں نے مکان ولادت مرقن لائے لکھی ہے۔ نقش نگین آنحضرت بروایت فصول  
 الصبرہ صبحان من لہ مقالید السموات والارض کفی ان اللہ شہید تھا کتاب بصائر الدرجات میں  
 بسند معتبر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ امام کو پیدا کرے ایک  
 قطرہ پانی کا لاش کے نیچے سے زمین پر پھیلتا ہے۔ اور وہ قطرہ کسی گھاس یا سببہ پر پڑتا ہے۔ پس پدر  
 امام کا اس سببہ یا گھاس کو تناول کرتا ہے۔ اور اس قطرہ آب لاش سے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے اور جب وہ نطفہ  
 شکم مادر میں امام سے منتقل ہوتا ہے۔ بعد چالیس روز کے آواز مرقم ادران کا سنن سننا ہے۔ اور جب چار مہینے  
 گذرتے ہیں اس امام کے دل پہ بازو پڑیہ آئیہ لکھتا ہے۔ وقت کلمۃ دیک صدقا و عدلا لا ینبذل  
 لکلمتہ و هو السیم العیم۔ اور جب امام پیدا ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ حکمت کی کنیاں اس کو طار مانتا ہے  
 اور عظیمہ علم و وقار نہایت دیتا ہے۔ اور طاعت مہابت اس پر ہونا ہے۔ اور ایک ایسا چراغ نور اس کے دل میں  
 ملے گھاس سے مراد کھانے والی بنریاں ہیں جسے ساگ۔ پانک وغیرہ وغیرہ (کو ٹور پوری)

روشن کرتا ہے کہ جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے وہ انا جانتا ہے اور اس سارے سبب سے اہل  
مروم پر شاہِ نران کے افعال سے مطلع ہوتا ہے۔

## فصل دوسری

### بیان تاریخ شہادت امام حسن عسکری

ابن بابویہ و ملائے دیگر نے ایک اہلِ قلم سے روایت کی ہے کہ اہل نے کہا ایک روز میں عیسیٰ احمد بن  
محمد اندر خاقان میں کہ وہ خلیفہ کی طرف سے بمقامِ قلم حاکم اوقاف و صدقات تھا۔ حاضر ہوا۔ حاکم مذکور اہل  
بیت رسالت کا دشمن تھا۔ اس خلق نے مجلس میں احوالِ ساداتِ علویہ جو کہ سر میں رائے میں تھے انکے مذہب اور  
کیفیتِ قرب و منزلت کا خلفائے ہر پھر میں ذکر ہوا۔ احمد بن محمد اندر نے کہا میں نے ساداتِ علویہ سر میں رائے  
میں حضرت امام حسن عسکری سے علم و درسا و زہد و عبادت و وقار و مہابت و عظمت و مہیا و شرف و قدر و منزلت  
میں دوسرا نہیں دیکھا مطلقاً و امر اور سادات و جمیع بنی ہاشم اپنے بزرگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اور مغیرو  
کبیر ان کے امام حسن عسکری کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اسی طرح و زرا اور امر اور سب شکر اور لوازم لوگ  
بھی ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔ ایک روز دیوانِ خانہ میں اپنے باپ کے  
پچھے کھڑا تھا۔ ناگاہ دربانِ خدمتگار دوڑے آئے اور کہا۔ امام حسن عسکری دروازہ پر کھڑے ہیں۔ میرے  
باپ نے پکار کے کہا۔ بلاؤ۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص گندم گوں۔ کشادہ چشم۔ خوش قامت۔ خوبصورت  
خوش بدن۔ نوجوان با مہابت و مہالنت داخل ہوا۔ جب میرے باپ کی ان پر نظر پڑی۔ اپنی جگہ سے اٹھ  
کے ان کے استقبال کو گیا۔ اور ہرگز میں نے دیکھا تھا۔ کہ میرے باپ نے کسی بنی ہاشم یا خلیفہ یا اولاد  
خلیفہ کی تعظیم کی ہو۔ جب اس جوان کے نزدیک میرا باپ گیا اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کے پیشانی اور ہاتھ  
پیرے اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لے کے اپنی جگہ بٹھایا۔ اور آپ با د ب بیٹھا۔ اس کی خدمت میں میرا  
باپ ان سے باتیں کرتا۔ اور از روئے تعظیم ان سے کفایت سے خطاب کرتا اور اپنی جان اور اپنے ماں باپ  
کی جان ان پر سے قربان کرتا تھا۔ میں اس بات کے مشاہدہ سے متعجب تھا۔ ناگاہ دربان نے آگے کہا۔  
کہ موفق خلیفہ وقت آیا ہے اور قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب خلیفہ میرے باپ پاس آنے کو ہوتا تھا۔ اس کے  
خاص ہو بدار و خدمتگار دو طرفہ صفت بعض کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ آگے بیٹھتے تھے اور  
واپس پلے جاتے تھے۔ اس وقت باوجود اطلاع اور آمد خلیفہ وقت میرا باپ اسی طرح اس جوان سے متعلق  
تھا یہاں تک کہ خصوصاً بادشاہ دکھائی دیئے۔ میرے باپ نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں۔ اگر آپ مناسب  
جانیں شریف سے جائیں یہ کہہ کے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو لوگوں کے پیچھے سے نکال لے۔ جہاں کہہ بداروں کی

ظفران پر نہ پڑے۔ پھر میرے باپ نے اٹھ کے اس جوان کی تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دے کے رخصت کیا۔ بعد اس کے خلیفہ کے استقبال کو گیا میں نے اپنے باپ کے ملازموں اور غلاموں سے دریافت کیا کہ یہ جوان کون تھا۔ جس کی اس قدر میرے باپ نے تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا۔ وہ جوان اکابر عرب سے ہے اس کا نام حسن بن علی ہے اور اہل مدینہ مشہور ہے۔ یہ سن کے مجھے زیادہ تر تعجب ہوا۔ اور اس روز مجھے تمام دن رات ہی میرے دست و پاؤں پر رہا ہوا۔ میرا باپ سب معمول بعد نماز مغرب و شام کا تلاوت و تلاطم دیکھنے کو بیٹھا کہ سب کو خلیفہ سے سب حالات لائے کرے۔ میں بھی اپنے باپ پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا کون کا ہے میں نے کہا۔ ہاں، اگر اجازت دیکھے عرض کروں جب انہوں نے اجازت دی۔ میں نے کہا اسے پھر وہ کون جوان تھا جس کی آپ نے اس روز اس قدر تعظیم و تکریم کر کے اپنی جان اور اپنے ماں باپ کے جان ان پر فرما لی۔ یہ سن کے میرے باپ نے کہا۔ اسے فرزند وہ جوان رافضیوں کا امام ہے۔ یہ کہہ کے کچھ سکوت کیا۔ اور کہا اسے فرزند اگر خلافت نبی عباس سے نکل جائے۔ اس شخص کے سوا دوسرا شخص مستحق خلافت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ بسبب زہد و عبادت و فضل و علم و کمال و عفت نفس و شرافت نسب علوی سب و جمیع صفات کما یہ سزاوار خلافت ہیں۔ اسے فرزند اگر تو ان کے باپ کو دیکھنا۔ تجھے معلوم ہوتا کہ وہ کیسے شرف و جلال و فضل و کمال میں بے مثال تھے۔ ان باتوں سے مجھے غم نہ آیا۔ اور میرے دست و پاؤں پر زیادہ ہوا۔ اس کے بعد ہمیشہ لوگوں سے تفصیلات کرتا تھا مگر روز بروز امداد و اشارت سے سب میں ان کی توصیف و فضل و جلال و علم و بزرگواری سنتا تھا۔ اور وہ سب ان کو نبی ہاشم پر مقدم رکھتے تھے۔ اور فضیلت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ وہ امام رافضیوں کے ہیں۔ ان حالات سے ان کی قدر و منزلت میری نظروں میں عظیم ہوئی اور میں نے ان کی رفعت شان و منزلت پہچانی۔ اس سبب سے کہ دوست دشمن سب سے سوائے نبی و بزرگی اور کچھ میں نے نہیں سنا لیکن ایک شخص نے اہل مجلس سے سوال کیا۔ کہ ان کے برادر جعفر کا کیا حال تھا۔ اس نے کہا جعفر کون ایسا تھا۔ کہ اس کے حال سے کوئی شخص سوال کرے یا اس کا نام امام حسن عسکری کے نام مبارک کے ہمراہ لیا جائے۔ واضح ہو کہ جعفر ایک مرد فاسق و فاجر و شراب خوار و بد کردار تھا۔ اور مثل اسکے سوا اور بے عقل اور بدکار و دوسرا ماننے نہیں دیکھا۔ پس جعفر کی خدمت کر کے پھر حضرت کمال بیان کرتا شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا وقت وفات امام حسن عسکری ایک ایسی حالت خلیفہ اور سب لوگوں پر طاری ہوئی کہ مجھے گمان ہے کہ کسی کی وفات میں نہ ہوئی ہوگی۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے ایک روز میرے باپ پاس تیسرے لائے کہ حضرت امام حسن عسکری بیچارے گئے۔ یہ سن کے میرا باپ تبعمیل خلیفہ پاس گیا۔ اور اسے اطلاع دی۔ خلیفہ نے یہ سن کے پانچ شخص اپنے مقصودوں سے میرے باپ کے ہمراہ گئے ان میں سے ایک خادم کا نام تحریر تھا



کہ وہ عمر ماں خاص خلیفہ سے تھا۔ پس خلیفہ نے حکم دیا کہ ہمیشہ حضرت پاس رہنا۔ اور خدمت گزار کرنا۔ اور ایک حبیب مقرر کیا کہ ہر روز صبح و شام حضرت پاس جا کے نگران احوال رہے۔ دو روز کے بعد میرے پاس خبر لائی کہ مرض حضرت شدید ہو گیا۔ اور نصف غالب ہے۔ میرا باپ سوار ہو کے حضرت پاس گیا۔ اور طبیبوں کو حکم دیا کہ خدمت آنحضرت سے جدا نہ ہوں۔ اور قاضی القضاة کو بلا کے حکم دیا کہ وہیں علاج کو بلا کے حاضر کرنے کہ وہ علاج حضرت کی خدمت میں رہیں۔ مطلب اس اہتمام سے یہ تھا کہ جو زہر حضرت کو دیا تھا۔ مشہور لوگ اس پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ذکر کریں کہ حضرت نے اپنی موت سے رحلت کی ہے۔ پس یہ سب لوگ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یہاں تک ماہ ربیع الاول کی ابتدائی تاریخ میں حضرت نے رحلت کی اور ظلم و جور مخالفین سے عجات پائی۔ جب خبر و وفات آنحضرت شہر سامرہ میں مشہور ہوئی۔ ایک قیامت اس شہر میں برپا ہوئی۔ جمیع مردمان شہر سامرہ نے مدائے نالہ و دفغان و شیون بلند کی۔ خلیفہ ملعون نے فرزند سعادتمند امام حسن مسکری کے تفحص میں کوشش کی اور ملازموں کو حکم دیا کہ حضرت کا مکان گھیر لیں اور سب مجروں میں تلاش کریں شاید پائیں۔ اور عورات قبیلہ کو بھیجا کہ کنیزان امام حسن مسکری کی تفحص کریں کہ مبادا ان میں سے کسی کو حل ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ ایک کنیز حضرت میں احتمال مل ہے۔ خلیفہ نے تحریر کیا۔ خادم کو اس کنیز پر موکل کیا کہ جو پائے احوال رہے تاکہ صدق و کذب اس عورت کا قاتل ہو جائے۔

بعد ازاں خلیفہ و کفین آنحضرت ہوا۔ بازاروں میں اطلاع ہو گئی۔

**بچہ پیر و کفین آنحضرت** صغیر و کبیر و جمیع دشمنین جمع ہوئے۔ اور میل باب کہ وزیر خلیفہ تھا مع جمیع امراء و وزراء و اہل قلم و وزیران خلیفہ و بنی ہاشم و علویاں جمع ہوئے۔ اور بچہ پیر و کفین امام زمان میں حاضر ہوئے۔ اس دن شہر سامرہ کثرت نالہ و شیون و دفغان و گریہ سے مثل معمولے قیامت تھا۔ جب غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے۔ خلیفہ نے ابو یسٰی کو بھیجا کہ حضرت پر ناز پڑھے۔ جب جنازہ حضرت زمین پر نماز کیلئے رکھا تو یسٰی نے قریب جنازہ آ کے کفن چہرہ مبارک حضرت سے ہٹا دیا۔ اور رفع مہبت کیلئے علویاں و ہاشمیان و وزراء نو سندگان و قضاة و علماء جمیع اشراک و ایمان کو قریب بلا کے کہا۔ آؤ دیکھو یہ امام حسن مسکری ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند پر اپنی موت سے وفات پالی ہے اور کسی سے کوئی آسیب و گزند ان کو نہیں پہنچا ہے اور مدت علالت میں جو اطباء و قضاة و معتدان عادلان کے پاس حاضر رہتے اور نگران حالات تھے۔ وہ گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہہ کے ابو یسٰی لگے کھڑا ہوا۔ اور حضرت پر ناز پڑھی اور بعد فراغت حضرت کو ان کے پدر بزرگوار کے اہلو میں دفن کیا۔ بعد اسکے کفین و خمس فرزند آنحضرت میں مشغول ہوئے۔ اس لئے کہ ان اشقیانے سنا تھا کہ ان کا فرزند تمام عالم پر حاکم ہو گا۔ اور اہل باطن کو دفع کر دینا ہر چند تلاش کیا۔ مطلق خبر حضرت امام مہدی کی نہ پائی۔ اور میں کنیز پر احتمال عمل تھا۔ دو سال

تک اسکے جو ماتھے احوال ہے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ پس موافق روایات اہل سنت میراث آنحضرتؐ دینا  
مادہ جعفر کذاب کہ برادر سن مسکری تھا۔ تقسیم کی اور اس کی ماں ملکی تھی کہ میں اس کی وصیہوں اور قاضی پاس اس  
نے نبوت بھی پہنچایا تھا۔

لیکن خلیفہ ملعون پھر بھی نفس احوال صاحب العصر رہا۔  
**حکایت دعویٰ امامت جعفر کذاب اور تلامذہ سے باز نہ آتا تھا جعفر کذاب میرے باپ**

پاس آیا مادہ کہا میں پابہتا ہوں منصب امامت برادر مجھے عنایت ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر سال بیس ہزار  
دینار حاضر کروں گا میل باپ یہ کلام سن کے غضبناک ہوا۔ اور کہا اے اہق منصب تیرے برادر کا ایسا منصب  
نہیں ہے کہ مال دسے کے لے لیا جائے۔ سالہا سال گذرے کہ خلفا تلواریں کھینچنے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو قتل  
کرتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ تمہارے پدر و برادر کی امامت کے اعتقاد سے معرفت ہو جائیں۔ اور یہ نہیں  
ہوتا۔ اگر تم شیعوں کے نزدیک ستر تہہ امامت رکھتے ہو۔ سب تم سے رجوع کر دیں گے۔ تم کو خلیفہ اور کسی کی بیعت  
نہیں یہ مرتبہ تمہارے لیے اور لوگ قبول نہیں کر سکتے میرے باپ کو جعفر کذاب کے اس کلام سے ان کی خفت  
عقل و بے وقوفی و عدم دیانت ثابت ہوئی۔ پس حکم دیا کہ اس کو ہمارے دربار میں نہ گئے دیں۔ اس کے بعد  
جعفر کذاب میرے باپ کے دربار میں نہ گئے پایا۔ یہاں تک کہ میرے باپ نے سلطنت کی۔ اور اب تک  
خلیفہ متعین و مجلس فرزند امام سن مسکری رہتا ہے۔ مگر اس کو ان کا پتہ نہیں ملتا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر  
ابوالادیان سے روایت کی ہے کہ کہا میں خدمت باسعادت امام سن مسکری میں حاضر تھا۔ اور حضرت کے  
نامے شہروں میں سے جاتا تھا ایک روز حضرت نے بہالت بیماری کہ جس مرض میں بجالم بقار سلطنت فرمائی  
مجھے بلا کے چند نامے ساکنان مدائن کے نام لکھے۔ اور فرمایا۔ چند روز کے بعد جب تم داخل سامرہ ہو  
مدائے شیون وزارت میرے گھر سے سنو گے۔ اور مجھے اس روز غسل دیتے ہوں گے۔ ابوالادیان نے  
مرض کیا اے مولا جب یہ سانحہ گذرے گا۔ اس وقت امام کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا جو میرے خطوط  
کا تم سے جواب طلب کرے۔ وہ میرے بعد امام ہے۔ میں نے کہا۔ کچھ اور حکم دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔  
جو شخص تم سے کہے کہ ہیبائی میں یہ چیز ہے وہ امام ہے۔ پس ابوالادیان نے کہا۔ بہا بہت و مولت حضرت  
مانے ہوئی کہ میں ہیبائی کو پوچھتا۔ بعد اسکے میں حضرت کی خدمت سے باہر آیا۔ اور خطوط ابالیان مدائے  
کو پہنچانے کے جوابات لئے۔ اور واپس آیا۔ جس طرح حضرت نے فرمایا تھا۔ چند روز میں روز سامرہ پہنچا۔  
اس وقت مدائے شیون وزارت دولت سرکے آنحضرتؐ سے بلند تھی جب دروازہ پہنچا۔ جعفر کذاب  
کو دیکھا کہ دروازہ پر بیٹھا ہے اور شیعان سامرہ جعفر کذاب کو گھبرے تعسوت امام سن مسکری اور نبیت امام

اسے صے رہے ہیں یہ دیکھ کے میں نے دل میں کہا۔ اگر یہی امامت ہے۔ پس امامت کوئی اور چیز ہے یہ کب لیاقت امامت رکھتا ہے۔ اسلئے کہ قبل اس کے میں نے اسے شراب پیتے ہوا کھیلتے دیکھا۔ ظہورہ بجاتے دیکھا تھا۔ مجبوری میں نے بھی آگے ہانکے تعزوت و تہنیت کہی۔ اس نے مجھ سے کہ نہ پوچھا۔ ناگاہ عقیدہ خادم نے باہر آ کے جعفر کذاب سے کہا۔ اسے سید آپ کے برادر کو کھٹنا چکے ہیں۔ آ کے ان پر نماز پڑھیے۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھا اور شعیان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ہم حرم خانہ میں پہنچے۔ دیکھا کہ امام حسن مسکری کو کھٹنا کے تاملت میں رکھا ہے۔ پس جعفر کذاب بقصد نماز جنازہ لگے کھڑا ہوا۔ جب چاہا بگیرے کہے۔ اس وقت ایک طفل گندم گوند پمیدہ و کشادہ دندان مثل پارہ ماہ باہر آیا۔ اور چادر اپنے چپا کی۔ کھنچ کے کہا۔ اسے چھاپیے کھڑا ہو کہ میں اپنے پدر کی نماز جنازہ تم سے زیادہ پڑھانے کا مستحق ہوں۔ یہ سن کے جعفر کذاب پیچھے کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ اس طفل نے آگے کھڑے ہو کے اپنے پدر بزرگوار پر نماز جنازہ پڑھی اور پہلوئے امام علی نقی میں دفن کر کے میری طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اسے ابو الادیان ظلوط کا جواب دو۔ یہ سن کے میں نے سلام کیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ وہ دولشان جو حضرت امام حسن مسکری نے فرمائے تھے ان میں سے ایک تو ظاہر ہوا۔ ایک علامت باقی ہے یہ سوچتا ہوں کہ میں باہر چلا گیا پس عاجز و شائے تمام جنت کو جعفر کذاب سے کہا۔ تم امام نہیں ہو وہ طفل کون تھا۔ جس نے نماز جنازہ امام حسن مسکری پڑھائی جعفر کذاب نے کہا۔ واللہ اس طفل کو میں نے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور میں پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ ناگاہ ایک گروہ قرصے آیا اور ہوا حضرت امام حسن مسکری دریافت کیا جب حضرت کی وفات سے مطلع ہوئے پوچھا امام کون ہے لوگوں نے انہوں نے جعفر کذاب سے کہا۔ بلکہ وارث امام ہی گیا تھا۔ اور زندگی امام ہی تھیں ان کے دوست بن کر ان کے پاس آتے تھے۔ جعفر امام حسن مسکری علیہ السلام کے ترکوئی اولاد نہیں ہے جو ہے بہت دور ہے۔ ہم ان کے وارث ہو۔ اور یہ مرتبہ امامت ہم تم کو ہی ہے اور یہ علوم کے کہنے میں آگے جب جنازہ امام پر امام تشریف لائے تو اپنے ان سے کہو کہ تو بہ کرنا لہذا آثار میں آپ جعفر تو آپ کے نام سے مشہور ہیں۔ خداوند کریم لعنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے منافقت کر کے ان کو پھسلاد یا تھا۔ نیز حضرت جعفر تو آپ معصوم نہیں تھے تا کہ تمام اولاد نبی یا امام معصوم نہیں ہو سکتی صرف وہ معصوم ہوتے ہیں جو بعد میں نبی ہوں یا امام لہذا ہو سکتا ہے جعفر معصوم تو تھے ہی نہیں۔ منافقین کے چکر میں آکر یہ دلوئی۔ کہو بیٹھے ہوں۔ لیکن آپ کا تو بہ کرنا کاتب فریقین سے ثابت ہے اور وہ نام جعفر تو اب ہی ہے۔ نیز اس کے برعکس تاریخ یہ بھی نشان دہی کرتی ہے کہ اس دلوئی کرنے کی مخالفت نے ایک عظیم روایت بنا کر ان کا نام کیا ہے اور طفل ہی اس کو مانتی ہے۔ کہاں یہ دلوئی اور کہاں امام لادہ کیا ان کو علم نہ تھا کہ میرے برادر امام کے طفل ہیں یا نہیں اور معصوم کی نماز جنازہ ہی پڑھنا ہے یہ فقہ علی علیہ السلام کے مخالفین کو پانے کے لئے افسانہ بنا گیا ہے۔ کہا امام کا مقابلاً کون نہیں ہے۔ تو یہ امام زانہ علی مقابل امام ہے مگر امام لادہ خود مخالفین ان کا تو اب کھ کر اپنی تردید کر دیتے ہیں

بجانب حضرت کذاب نشانہ کیا ان لوگوں نے قریب جا کے تعزیت و تہنیت دی اور کہا ہمارے پاس خطوط اور مال ہے بیان کرو کہ وہ خطوط کن لوگوں کے ہیں اور مال کس قدر ہے ہم کو بتائیے کہ ہم آپ کے سپرد کریں یہ سن کے حضرت کذاب اٹھ کھڑا ہوا اور کہا لوگ مجھ سے علم غیب پوچھتے ہیں اسی وقت ایک خادم امام حضرت صاحب العصر کی طرف آیا اور کہا تمہارے پاس فلاں فلاں لوگوں کے خطوط ہیں اور ایک ہمیانی ہے جس میں ایک ہزار اشرفی ہے اور دس اشرفیوں پر سونے کا طبع ہے۔ ان لوگوں نے یہ سن کے خطوط اور مال اس نام کے سپرد کیا اور کہا جس نے تم کو بھیجا ہے کہ ان خطوط اور مال کو ہم سے لے لو وہ نام زمان ہیں اور مراد حضرت حسن عسکری کی اس ہمیانی سے ہی تھی پس حضرت کذاب معتمد خلیفہ وقت پاس گیا اور اس سے یہ سب قصہ بیان کیا معتمد نے اپنے خدمتگاروں کو بھیجا کہ معقل کینزا امام حسن عسکری کو قید کرو کہ ہم سے اس طفل کا حال وہ بیان کرے کینزا نے نکار کیا اور ان کے رفیع گمان کیلئے کہا۔ مجھے امام حسن عسکری سے حل ہے یہ سن کے ان کو ابن ابی التواب قاضی کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ جب فرزند متولد ہو قتل کرنا یا کا ایک عبد اللہ بن یحییٰ وزیر مرگیا اور صاحب الزنج نے لہرو میں خود ج کیا۔ یہ لوگ پریشان ہوئے اور کینزا تیز کور قاضی کے گھر سے اپنے مکان میں واپس آگئی۔

## تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ایضا بسند معتبر محمد بن المسیب سے

روایت کی ہے کہ امام حسن عسکری

نے بروز جمعہ اٹھویں ماہ ربیع الاول ۳۲۰ھ کو وقت نماز صبح رحلت کی اور اسی شب بہت سے خطوط اپنے دست مبارک سے ساکنان مدینہ کو لکھے تھے۔ اس وقت حضرت پاس کوئی نہ تھا۔ مگر ایک کینزا حضرت جس کا معقل نام تھا اور ایک غلام آنحضرت سے عقیدہ کتے تھے اور وہ شخص جسے لوگ نہ جانتے تھے اور خدا جانتا تھا یعنی حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ عقیدہ کہتا ہے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری نے وہ پانی مانگا جسے ہمراہ مہنگل کے ہوش دیا تھا۔ اور چا ہا نوش کریں جب میں نے وہ پانی حاضر کیا۔ فرمایا پہلے آب خالص لاؤ کہ نماز پڑھ لوں جب میں پانی لایا۔ حضرت نے دستمال اپنے زانو پوکھا کے وضو کیا۔ اور نماز صبح ادا فرمائی۔ پس آپ مہنگل سے چا ہا پیالہ کے نوش کریں، شدت ضعف و غلبہ مرض سے دست مبارک کا پتا اور پیالہ نہ نہاٹے شریف سے ٹکراتا تھا جب حضرت نے پانی پی کے پیالہ معقل کر دیا روح مقدس نے بعالم بقا پرواز کیا شہادت آنحضرت با اتفاق محدثین و مورخین اٹھویں ماہ ربیع الاول کی لکھی ہے اکثر علماء جمعہ کا دن اور بعضوں نے چہار شنبہ اور بعض ایک شنبہ کہتے ہیں۔ اور شریعت آنحضرت نہیں سال تھی۔ اور بعض اٹھائیس سال بھی لکھتے ہیں۔ مدت امامت آنحضرت چھ سال کے قریب تھی۔ ابن بابویہ علمائے دیگر نے لکھا ہے کہ معتمد عباسی ملعون نے حضرت کو شہید کیا کتاب میون المعجزات

میں احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ کہا۔ ایک روز بخدمت حضرت امام حسن عسکری حاضر ہوا حضرت نے فرمایا تمہارا اعتقاد اس باب میں کیا ہے۔ کہ جو کچھ لوگوں کو شک و شبہ بعد میرے امام میں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت جب ہم نے قم میں سنا کہ ہمارے سید و آقا و مولا پیدا ہوئے ہیں۔ صغیر و کبیر مرد و زن شیعیان قم سب کے سب نے اعتقاد کیا۔ باامت آنحضرت امام حسن عسکری نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہرگز زمین اس سے خالی نہیں رہتی۔ کہ جنت خدا خلق پر ہو پس ۷۳۰ھ میں حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ کو حج کے لئے روانہ کیا۔

اور حضرت نے ان کو سال آئندہ اپنی وفات اور بعد وفات فتنہ و آشوب کی خبر دی تھی۔ پس اسراء العظمیٰ و مواریت بنیغیراں و اہلکرم و کتب حضرت رسول کو حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ اور مادر گرامی آنحضرت متوجہ مکہ ہوئیں اور آنحضرت نے ماہ ربیع الآخر ۳۳ھ دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سرمن رٹے میں اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس وقت کمر شریعت آنحضرت آتیس سال تھی۔



# باب دہم

ولادت موقور السعادت امام دوازہم حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمن  
حجۃ ابن الحسن صلواہ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ ابائہ المنتجبین المعصومین الطاہرین

اشہر تاریخ ولادت شریف آنحضرتؐ میں یہ ہے کہ ۲۵ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۲۶ھ اور  
بعضوں نے ۲۷ھ لکھے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ولادت آنحضرتؐ جمعہ پندرہویں شب ماہ شعبان العظیم کو واقع ہوئی  
شیخ علامہ کمال الدین ابوالسالم محمد بن طوسی شافعی کتاب مطالب السؤل باب ثانی عشرین لکھتے ہیں ابی القاسم محمد بن الحسن  
بھتہ الرسول و طاہرۃ البتول کی نسل طیب و طاہر سے ہے سرین لائے میں ۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ طارن الجبیر ابوالمہدی  
عبدالوہاب بن محمد بن علی غوثی نے کتاب الباقیت والجمالیہ میں لکھا ہے انشاء قیامت کا ذکر کرتے ہوئے  
تحریر کرتے ہیں خروج مہدی کی امید ہے اور وہ نر زند امام حسن العسكري ہیں ۵ شعبان ۲۵ھ کو پیدا ہوئے اور باقی ہیں  
بہت تک عیسیٰ بن مریم سے ہیں عمران کی ہمارے اس زمانے تک سات سو چھ سال ہوتی ہے شیخ نور الدین علی بن محمد  
بن العبار سنی لکھی اپنی کتاب فضول المہدی میں باب الفعل الثانی عشری ذکر ابی القاسم الجنت والکلف الصالح ابن ابی محمد  
الحسن باندھا ہے تاریخ پیدائش ۵ شعبان ۲۵ھ لکھی ہے ابوالمجد الحدادی نے اپنی کتاب مناقب الخدای  
بیت میں لکھا ہے کہ جناب محمد بن الحسن العسكري خواص اصحاب اور اہل ثقاہت میں معلوم و معروف ہے آپ امام زمان ہیں اور  
۵ شعبان ۲۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں سید جمال الدین مظاہر بن یحیٰ بن فضل اللہ اپنی کتاب روضۃ اصحاب میں لکھتے  
ہیں امام دوازہم م۔ ح۔ م۔ د۔ بن الحسن علیہا السلام تولد ہمایوں اس در درج ولایت و حرم سعدان ہر بیت بقول اشراہی  
روایت در منتصف ۵ شعبان ۲۵ھ عبدالرحمن صوفی مرآة الاسرار اپنی کتاب میں لکھتا ہے ذکر اس انتخاب دین و دولت  
اس ہادی جمیع الام و ملت آن قائم مقام پاک محمدی امام برحق ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ سے امام۔ دوازہم  
امت از امامہ اہل بیت مادرش ہم ولد بود ز من نام داشت و لاؤش شب جمعہ پانزدہم شعبان ۲۵ھ در سرین لائے  
عون سامر واقع ان علاقے اہل سنت کے علاوہ کثیر علاقے اہل سنت اور شیعہ علاقے وجود امام مہدی کو تسلیم کیا اور  
ان کی ولادت کے قائل ہیں احادیث رسول اور آیات قرآنیہ سے کیا نبی آدمؑ ایما یا یتفکھ یتنی ھدی (الم)  
(بانی ماشرہ صغریٰ لکھے پر)

اور بعضوں نے مشہور ماہ شعبان بھی لکھی ہے کتاب کشف الغمہ میں بعض مخالفین سے میسوں ماہ رمضان المبارک کی روایت لکھی ہے اور اتفاق علماء ولادات آنحضرت بمقام سرمنزلے واقع ہوئی اسم و کنیت شریف مثل بناب رسول خدا ہے۔ درانہ کیفیت میں اسم شریف آنحضرت لینا جائز نہیں۔ القاب شریف قائم جہدی و منظر و محبت و صاف ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر بشیر بن سلیمان بروہہ فرزند سے کہ وہ فرزند ان ابویوب انصاری اور خواص شیعیان امام علی نقی اور امام حسن مسکری سے تھے اور مسیہ میں بمقام سرمنزلے رہتے تھے روایت کی ہے کہ کہا ایک سوز کا فور خام علی نقی تمیر سے پاس آیا اور مجھے بلا کے لے گیا جب میں بندہ مت آنحضرت حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم فرزند ان انصاری ہو اور زاد حضرت رسول سے اب تک تم لوگوں کے دلوں میں ولایت و محبت ہم اہل بیت کی رہی ہے اور ہمیشہ تم لوگ ہمارے معتمد رہے ہو میں تم کو اختیار کرتا اور ایک ایسی فضیلت پر مشرف کرتا ہوں کہ اس فضیلت کی وجہ سے شیعوں پر ہماری ولایت و محبت میں سبقت لے جاؤ تم کو از ہائے نہاں پر صلح کرتا اور ایک کنیز کے خریدنے کو بھیجتا ہوں یہ فرما کے حضرت نے ایک خط بزبان فرنگی نہایت پاکیزہ لکھا اور اپنی ہمداس پر کر کے ایک تھیل لائے جس میں دو سو اثر فیاں تھیں حضرت نے فرمایا یہ خط اور اثر فیاں لے کر بغداد

اسے ملا کام ہمارے پاس میری طرف سے آئیگا اسی قائم آل محمد کے ابو جبر و وال میں کثیر لوگوں نے جیسا کہ مہدی سوڑان غلام احمد صاحب کا طبرہ لوگوں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا ملائی اسلام نے ٹوکا کہ موجودہ مسیحی محکمہ برزنگل مذہب کے کہ درجیل ایک نوجوان کہ پونہ دوسری کا کتاب مہتمم سوسلج ہر ایسوں کے سید المرکبم و نسل ہوا میں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس کا نام عبداللہ تھا امام کعبہ ائمہ سیدل بہاں بدل کہ باہر آئے علمائے کلمہ مدینہ نے مزہ ہونے کا فتویٰ دیا تمام عالم اسلام میں بے چین پیدا ہو گئی کئی کئی عہدوں کے بعد یہ کتاب کلمے گئے اور حکومت نے واجب القتل قرار دے کر قتل کرادیا۔ تمام عالم اسلام حضرت قائم آل محمد کی آمد کا منتظر اور عقیدہ رکھے ہوئے ہے اور امام مہدی کا نام رکھ کر جاسے اہمت مہدی پر بیٹھے والد عالم اسلام میں مزہ ہے جو امام مہدی کی جگہ پر بیٹھے وہ بھی مزہ ہے جو امام مہدی ایک حقیقت جسا فسانہ نہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں وہ پیدا ہوگا اہل سنت اور شیعہ علم کا عقیدہ ہے وہ جس اسلکی کا بیٹا ہے پیدا ہو چکا ہے کلم خدا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے روتے زمین پر ہے اکثر اہل علم اور صاحبان ذہن سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور ہوتی ہے جب تک خدا آپ خانہ کعبہ میں ظہور فرمائیں گے لوگ آواز نہیں گے تو کہیں گے یہ تو فلاں جگہ دکھایا امام نہیں لہذا بروایت ہمارا لا اذہوم اور علامہ منکر ہو گئے ستر ہزار علامہ ضروری کی تیج سے قتل ہو گئے۔ اس نے امام مہدی کا نام یاد کرنا لازم نہیں عرفان حاصل کرنا واجب ہے علم کے اسلام خصوصاً مایہ کافرین ہے کہ وہ لوگوں کو عرفان امام عصر سے روشناس کرائیں اور لوگوں کو کفر کی موت سے بچائیں امام کب ظہور فرمائیں گے لوگوں نے بہت پیش گوئیاں کیں مگر یہ اللہ اور رسول کے علم میں ہے اور اہل بیت رسول کے علم میں ہے واللہ اعلم

(کو فر بھری)





کو تم جانتی بھی نہیں ہو۔ کینز نے کہا اے جاہل کم معرفت بزرگی فرزندانِ داد میاں ہے سنبھراں، مجھ سے کان لگا کے سن اور اپنا دل میرے سن سے فارغ رکھ کہ اپنا حال تجھ سے نقل کروں۔ واضح ہو کہ میں بیٹی ملیشہ ویا قیصر روم کی ہوں اور میری ماں فرزندانِ شمعون بن صمون القضاوی حضرت ملی ہے تجھے ایک امریکب کی میں غرضتی ہوں واضح ہو کہ میرے دادا قیصر نے چاہا کہ مجھے اپنے بھتیجے سے تزویج کرے۔ اسی وقت میں تیوسلا کی تھی۔ اس نے اپنے قصر میں نسل حواہین عیسیٰ اور ہادو علما کے نصاریٰ کو جمع تین سو ماہان قدر و منزلت اور سات سو ہندہ داران و سوطان لشکر و بزرگان سپاہ اور چار ہزار افتخاران قبائل کو جمع کیا اور وہ تخت میں کو اپنے زائد شاہی میں بانوار جو امر صبح کیا تھا اور اس تخت کے چالیس ہائے تھے نصا ویر بتاں چلیپہیں پر نصب کی تھیں۔ اس تخت پر اپنے بھتیجے کو بھیجا۔ جب پادریوں نے انہیں ہاتھ میں اٹھا کے چاہا پڑھیں، سب بت اور چلیپہ سرنگوں نہن پر گر پڑے۔ یہ کیفیت دیکھ کے پادریوں کا رنگ اڑ گیا، اٹھا کانپنے لگے۔ ان میں سے ایک ضعیف پادری نے میرے دادا سے کہا۔ اے بادشاہ ہم کو اس سے منظور رکھے۔ کہ ایسی نحوستیں اس امر سے ظاہر ہوئیں جو اس پر ولایت کرتی ہیں کہ دین مسیحی بہت جلد زائل ہو گا یہ سن کر میرے دادا نے بھی اس امر کو فال بد تصور کر کے ملا اور پادریوں سے کہا۔ اس تخت کو پھر زمین کر کے اپنی اپنی جگہ پر بت اور چلیپہ نصب کریں۔ اور اس برگشتہ اور روزگار بد و سخت کے بھائی کو حاضر کریں کہ اس دختر کو اس سے تزویج کروں تاکہ اس برادر کی نحوست اس برادر کی سعادت رفع کر دے جب حسبِ اہم بادشاہ مکر تیار ہوئی گئی۔ اور اس دوسرے برادر کو تخت پر بٹھا کے جو تہی انجیلیں پڑھنا شروع کریں فوراً مثل حالت اول تخت مذکور سے بت وغیرہ سرنگوں ہو گئے۔ اس برادر کی نحوست برادر اول کی نحوست سے بھی زیادہ ہوئی کوئی اس کا بھید نہ جانتا تھا۔ کہ یہ سب امور کسی سردار کی آمد کے سبب سے ہیں۔ نہ بوبہ نحوست ان دو برادر کے اسکے مشاہدہ سے سب لوگ متفرق ہو کے چلے گئے۔ اور میرا دادا خزون و مٹناک مل سرائے میں گیا اور نہایت غمگین تھا۔

بیانِ خواب لیکہ دختر قیصر روم لیکہ کہتی ہے جب رات ہو گئی اور میں سو گئی۔ خواب میں دیکھی ہوں کہ حضرت مریم و شمعون اور ایک گروہ تلامذہ میں میرے دادا کے قصر میں جمع ہوئے اور ایک ایسا منبر نور نصب کیا۔ جو کہ رفعت میں آسمان سے ہمسری کرتا تھا اور اس مکان پر وہ منبر کھڑا کیا۔ جہاں میرے دادا نے اس تخت کو رکھا تھا۔ پھر جناب رسول خدا نے حج اپنے وحی و دادا علی ابن ابی طالب و گروہ ائمہ اپنے فرزندوں کے اس قصر کو اپنے نور قدم فیض لزم سے منور کیا۔ حضرت مسیح بقدم ادب از روئے تنظیم و اجلال استقبال جناب رسول خدا کو گئے۔ اور ساتھ طلوعے مبارک رسول خدا

میں ڈبل دیئے حضرت رسول نے فرمایا۔ اسے روح القدس میں اس لئے آیا ہوں کہ لیکہ تمہارے دشمنوں کی دفتر کو اپنے اس فرزند سعادتمند سے نامزد کرو اور حضرت نے اشارہ ماہ برج امامت و خلافت حضرت امام حسن عسکری اس خط کے مالک کی طرف کیا۔ یہ سن کے حضرت عیسیٰ نے اپنی وحی شمعون سے فرمایا کہ شرف دو جہان تم کو حاصل ہو۔ اپنی دختر کو فرزند محمد سے تزویج کرو۔ حضرت شمعون نے کہا۔ میں نے تزویج کیا۔ اس کے بعد سب حضرات اس منبر پر تشریف لے گئے پس حضرت رسول نے خطبہ پڑھا۔ اور حضرت کے سامنے میرا عقدا امام حسن عسکری کے ساتھ پڑھ دیا۔ فرزند ان رسول خدا ص حواہین عیسیٰ اس تقدیر گواہ ہوئے جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی خوف قتل سے اس خواب کو میں نے اپنے باپ دادا سے ذکر نہ کیا بلکہ اس گنج شاگان کو اپنے سینہ میں پنہاں رکھا۔ آتش محبت اس خورشید فلک امامت کی روز بروز میرے سینہ میں مشتعل ہوتی تھی اور صبر نہ کر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ کھانا پینا مجھ سے حرام ہو گیا۔ میرا کھانا تنہا اور جسم لاڑ ہونے لگا۔ عشق نہاں ظاہر ہوا۔ روم کے شہروں میں کوئی طبیب ایسا نہ رہا جس کو میرے دادا نے میرے علاج کیلئے نہ بلایا ہو۔ اور دوا نہ پوچھی ہو۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب میرا دادا میرے علاج سے مایوس ہوا ایک روز مجھ سے کہا۔ اے نور چشم اگر تیرے دل میں دنیا کی کوئی آرزو ہے۔ اسے بیان کر کر تیرے لئے بیتا کروں۔ یہ سن کے میں نے کہا اے دادا خوشی کے دروازے بند دیکھتی ہوں۔ اگر مسلمان قیدیوں کو آپ قید خانہ سے رہا کر دیں اور ان کی ذنجیروں کھلو ا کے انہیں آزاد کر دیں مجھے امید ہے کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ مجھے صحت بخشیں جب اس نے میرے کہنے کی موافق کیا کچھ صحت ظاہر ہوئی۔ اور تھوڑا طعام میں نے تناول کیا میرا دوا خوش ہوا۔ اور مسلمان قیدیوں کو مزید زکوٰۃ گرامی رکھنے لگے۔

**خواب نبانی حضرت زہرا بنت علیؑ**  
 علیہ السلام نے کہا پھر چودھویں شب  
 مالکان جناب فاطمہ زہرا میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور حضرت مریم مع ایک ہزار کنیزان حوران ہشتی خدمت جناب فاطمہ میں حاضر تھیں۔ حضرت مریم نے مجھ سے کہا۔ یہ خاتون یعنی جناب فاطمہ تمہارے شوہر امام حسن عسکری کی بہتویں مادر ہیں یہ سن کے میں ان کے دامن مبارک سے لپٹ کے رونے لگی اور میں نے شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری مجھ پر جفا کرتے ہیں۔ اور میری ملاقات سے پرہیز کرتے ہیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسن عسکری تیری ملاقات کو کیونکر کرے مالا لکہ تو سدا شکر کرتی ہے اور مذہب ترسا کھتی ہے اس وقت میری خواہر حضرت مریم خدا کی طرف سے تیرے دین کی بیزاری کرتی ہے اگر تجھے یہ منظور ہے کہ خداوند عالم و حضرت مسیح و حضرت مریم تجھ سے خوشنود ہوں۔ اور حسن عسکری

تیرے دیکھنے کو آئیں۔ پس کہہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان ابی محمد رسول اللہ۔ جب میں نے یہ دو کلمہ طیبہ پڑھے جناب فاطمہؑ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ اور تسلی دلا دے کر فرمایا۔ اب میرے فرزند حسنؑ عسکری کے گنے کی منتظر رہنا۔ میں ان کو تہارے پاس بھیج دوں گا۔ بعد اسکے میں خواب میں دیدار ہوئی اور اس کلمہ طیبہ کی مداومت رکھتی اور منتظر ملاقات آنحضرتؐ تھی۔ دوسری شب جب میں سو گئی مجھ پر شیدہ جمال آنحضرتؐ طالع ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اے دوست من جبکہ میرا دل اپنی محبت میں اپنے امیر کر لیا۔

پھر اپنے جمال کی مفارقت میں مجھ پر کیوں جھکاں حضرت نے فرمایا۔ میرے دیر میں آنے کا اور کوئی سبب سوائے اسکے نہیں کہ تم مشرک تھیں۔ اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہو۔ ہر شب میں تمہارے پاس آؤں گا جب تک کہ خداوند عالم ظاہر میں ہم کو تم کو یکجا کر کے ایام بجزاں کو بوصال متبدل نہ کرے۔ اس رات سے ایک کوئی رات ایسی نہ گذری جس شب حضرت بشیرت وصال میری روانہ کرتے ہوئے بشیر بن سلیمانؑ نے کہا تم میرا دل میں کیونکر آئیں کہا۔ مجھے امام حسن عسکریؑ نے ایک شب خبر دی کہ فلاں روز تیرا دادا مسلمانوں کی لڑائی کو لشکر بھیجے گا۔ اور خود عقب لشکر روانہ ہوگا۔ اس وقت لازم ہے کہ تم کینیزوں خدمتگاروں میں مل جانا کہ کوئی تم کو پہچان نہ سکے۔ اور اپنے دادا کے عقب فلاں راہ سے روانہ ہو جانا میں نے موافق ارشاد آنحضرتؐ ایسا

ہی کیا۔ ہر اول لشکر ہم کو ملے۔ انہوں نے ہم کو امیر کر لیا۔ آخری مال کار میرا وہ تھا جو تم نے دیکھا۔ اور اب تک بغیر تمہارے دوسرا واقعہ نہیں کہ میں دختر بادشاہ روم کی ہوں۔ اور وہ پیر مرد تاجر کہ میں جس کے قبضہ میں تھی۔ اس نے میرا نام پوچھا میں نے کہا۔ میرا نام نرجس ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ یہ نام کینیزوں کا ہے۔ یہ عجیب ہے کہ تم نسل فرنگ سے ہو اور زبان عربی بگوئی جانتی ہو میں نے کہا۔ ہاں۔ چہرہ میرے دانا کو چہرے سے بہت محبت تھی۔ اور چاہتا تھا کہ آداب سنہ مجھے تعلیم کرے۔ اس خیال سے اس نے ایک محلہ جو بڑبازا عربی انگریزی دونوں جانتی تھی معین کی تھی کہ وہ ہر صبح دعا کے مجھے زبان عربی سکھاتی تھی یہاں تک کہ میں عربی پونے لگی۔

**کیفیت نرجس خاتون بربانی حضرت حکیمہ خاتون** جب میں انکو بندہ دست امام علی نقی علیہ السلام لے گیا۔ سر من رائے میں حضرت نے ان سے فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاریٰ و حضرت و بزرگواری جناب رسول خدا و اہل بیت رسول تم پر کیونکر ظاہر کی کہا۔ اے فرزند رسول خدا وہ پیر سے آپ خوب جانتے ہیں۔ آپ سے کیا بیان کروں۔ حضرت نے فرمایا میں یہ جانتی ہوں تم کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ ان دو باتوں میں کونسی بات تم کو اچھی معلوم ہوتی۔ ایک یہ کہ تم کو بزرگ اشرافیاں عطا کروں یا کہ تم کو ایک بشارت بشرف ابدی دوں انہوں نے کہا۔ بلکہ بشارت بشرف

ابدی چاہتی ہوں مال نہیں چاہتی۔ حضرتؑ نے فرمایا تم کو ایک ایسے فرزند کی بشارت۔  
 مشرق و مغرب عالم ہوگا اور زمین کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ مدلل و انصاف سے بھر د  
 میں نے عرض کیا یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس شخص سے جس کیلئے رسول خداؐ نے  
 تمہاری خواستگاری کی تھی۔ اسکے بعد پوچھا حضرت مسیحؑ اور حضرت سمعونؑ نے تمہارا تقدس کے ساتھ کیا ہے  
 کہا آپ کے فرزند امام حسنؑ مسکری سے کیا ہے۔ امام علیؑ نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو تم پچا پختی ہو کہا جس  
 شب سے کہہ بہترین زنان عالیماں بناب فاطمہ نے مجھے مسلمان کیا ہے کوئی شب شاید ایسی گزری ہو  
 جس شب کو وہ میرے دیکھنے کو آئے نہ ہوں۔ یہ سن کے امام علیؑ نقیؑ نے فوراً اپنے خادم کا فوراً طلب کر کے  
 کہا۔ جا کے حکیمہ خاتونؑ کو بلا لاؤ۔ جب حکیمہ خاتونؑ آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ وہی کینز ہے جس کا تم سے میں  
 نے ذکر کیا تھا۔ یہ سن کے حکیمہ خاتونؑ نے اس کینز کو انگوٹھ میں لیا اور خوش ہو کے بہت نوازش و کرم  
 کی۔ امام علیؑ نقیؑ نے فرمایا۔ اسے دختر رسول خداؐ اس کینز کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اور واجبات و سنت اس  
 کو تعلیم کرو کہ یہ زویہ حسن مسکری ہے۔ اور مادر صاحب العصر ہے کلین و ابن بابویہ و شیخ طوسی و سید  
 مرتضیٰ و غیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کی ہے کہ ایک روز  
 حضرت امام حسنؑ مسکری میرے گھر میں تشریف لائے اور یہ نگاہ تندر جس خاتون کو دیکھا۔ میں نے  
 کہا اگر تم کو خواہش ہے تمہاری خدمت میں حاضر کروں۔ امام حسنؑ مسکری نے فرمایا۔ اسے چھوٹی میں نے  
 رو سے تعجب اسکی طرف دیکھا تھا۔ اسلئے کہ اسقدر جلدی خدا نے اسکو اس فرزند بزرگوار کیلئے بھیج دیا  
 کہ بجز خدا کا مال کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گیا ہو مدلت سے سمور کر دیکھیں نے کہا۔ اچھا اسکو آپ پاس بھیج دوں یہ فرمایا میرے پد بزرگوار  
 سے اس بار میں اجازت لیے حکیمہ خاتونؑ کہ میں جا رہی ہوں کہ اپنے برادر حضرت امام علیؑ نقی علیہ السلام کے گھری گئی جب گھر کے شیخی  
 اسکے کہیں نے کچھ نکلا کیا ہو حضرتؑ نے معلوم ہوا کہ اسے حکیمہ خاتونؑ کو میرے فرزند جن کو کھنکھن بھیج دیا ہے۔ یہ نکلا بڑا اعلیٰ طلب  
 کہیں آپ پاس حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اسے بزرگوار صاحب برکت  
 خدا کو منظور ہوا۔ کہ تم کو ایسے ثواب میں شریک کرے اور خیر و سعادت سے بہرہ عظیم تم کو کرامت فرمائیے  
 اسلئے کہ تم کو اس بات کا واسطہ کیا حکیمہ خاتونؑ کہتی ہیں میں بہت جلد اپنے مکان میں گئی۔ اور ذات معدنی  
 فوت صحاف کو اپنے مکان میں قرار دیا۔ کئی روز کے بعد اس سعد اکبر کو خازن خورشید الزمینی ان کے والد  
 اطہر کے گھر لے گئی۔ کچھ دنوں بعد وہ آفتاب مطلع امامت مغرب عالم بقاء میں غروب ہو گیا۔ اور ماہ  
 برج امامت و خلافت حسن مسکری منصب امامت ہر فائز ہوئے میں ہمیشہ عبادت مقررہ عہد برادر حضرت  
 امام البشر جابا کرتی تھی۔ ایک روز جس خاتون نے آ کے کہا۔ اے خاتون میری اپنے پاؤں پھیلائیے کہ آپ کے  
 پاؤں سے میں کشف اتاروں میں نے کہا تم میری خاتون ہو میں ہرگز تم کو اپنے پاؤں سے کشف اتارنے نہ

بلکہ میں تمہاری نند منگھڑی کروں گی۔ اور منوں و تشکر ہوں گی۔ جب  
 امام سنا۔ کہا۔ اسے پھوپھی۔ خداوند عالم آپ کو جزلے غیر مٹا کرے۔ پس  
 ماں زری پھر اپنی کینز کو آواز دی کہ میرا جامہ مافز کر۔ اپنے گھر جاؤنگی۔

کے  
 پھوپھی

## حضرت صاحب العصر علیہ السلام

تیار ہو گئی حضرت امام ن - سری نے فرمایا اے پھوپھی اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیے کہ اس شب وہ  
 فرزند گرامی تولد ہوگا جس کے سببے خداوند عالم زمین کو پھیرا یا ان وہایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت  
 سے روہ جو گئی ہوگی ن زندہ کریگا۔ میں نے کہا۔ وہ فرزند کس سے متولد ہوگا۔ حالانکہ تریس خاتون میں حمل کا  
 اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تریس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کے میں اٹھی  
 اور شک و پشت تریس خاتون کو دیکھا۔ مطلق اثر حمل کا نہ پایا۔ امام حسن عسکری سے میں نے آگے بیان کیا۔ حضرت  
 نے تبسم ہمس کے فرمایا۔ صبح کو اثر حمل ان میں ظاہر ہوئے۔ مثل تریس مثل مادر دوسری ہے کہ ہنگام ولادت ہم  
 والدہ حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر نہ ہوا۔ اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اسلئے کہ فرعون شکم زنانہ  
 حاملہ طلب ہوئی ہاک کرتا تھا۔ اسی فرزند کا حال بھی ان احوال میں مثل احوال حضرت موسیٰ کے ہے دوسری ولادت  
 میں اسطرح منقول ہے کہ حضرت علی نقی نے فرمایا۔ کہ حمل ہم اوصیائے غیر ان کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلو  
 میں ہوتا ہے۔ اور ہم ان اور سے متولد ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ ہم نور حق تعالیٰ ہیں۔ اس نے ہم سے چونک  
 و کثافت و کثافت کو دور کیا ہے۔ حکیمہ خاتون نے کہا۔ میں تریس خاتون پاس گئی۔ اور یہ حال ان سے بیان  
 کیا اسلئے خاتون مطلق اثر حمل پہنے میں نہیں پائی ہوں۔ پس میں اس بگہ رہی۔ اور ناز پر صحر کے نزدیک تریس  
 خاتون آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی۔ مگر تریس خاتون بحال خود آرام کر رہی تھی ہر لحظہ مجھے  
 حیرت زیادہ ہوتی تھی۔ اس شب اور راتوں سے پہلے ناز تہجد کو اٹھی۔ اور ناز شب ادا کی جب ناز وتر  
 نہ امام نے قائم آل محمد ہے ایک زبردست ملامت قرار دے دی۔ اور رسول پاک سے بھی یہ فرمایا تھا ہے کہ وہ زمین کو مدلل والاف  
 سے اسطرح بھروسے گا۔ جس کا وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی بلکہ امام احمد قادیانی جس نے ہمدی مؤرخ کا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ کر  
 دیا اور غرور بخت کی سند حاصل کر لی۔ اس فرماں رسول اور امام کے مطابق کا زب نہیں بلکہ کتاب و عدل ثابت ہو رہا ہے کیونکہ  
 اس کے دوسرے اور آج تک فتنہ و فساد منق و مجور ظلم و ظم جو رہی۔ جو بازاری۔ داتا بڑھتا ہمارا ہے اور قائم آل محمد ہر گ  
 جو دنیا کو مدلل و ایمان سے بھروسے کا۔ ہذا مسلمانوں کو مرزا بیوں سے پہنچا بیٹے۔ ایسے جو شے امامت و نبوت کے کلیدی  
 دل و بہت ہونگے خداوند کریم سب مومنین کا ایمان سلامت رکھے۔ اور برحق قائم آل محمد کی زیارت نصیب کرے۔  
 (کچھ خود بھروسے)

پڑھنے میں مشغول ہوئی جس خاتون جاگیں۔ اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اس وقت صبح کلابھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدہ حسن مسکرتی سے مشک لگے۔ ناگاہ امام حسن مسکرتی نے اپنے جبرو سے آواز دی کہ سورہ انانزله فی بئہ القدر نرجس پر پڑھیے۔ میں نے عرض خاتون سے پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو کچھ میرے مولائے فرمایا تھا ظاہر ہوا جب میں نے سورہ انزلنا پڑھنا شروع کیا، اس طفل نے حکم نرجس میں بتلوات انانزله میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی حضرت امام حسن مسکرتی نے آواز دی کہ کھرت خدا سے تعجب نہ کیجئے حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو نکمت گویا فرماتا ہے اور ان کو سالت بزرگی زمین پر اپنا جنت کرتا ہے۔ جب امام حسن مسکرتی یہ فرمایا مگر نرجس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہو گئی گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ چل گیا۔ یہ دیکھ کر میں بہ فریاد و فغان امام حسن مسکرتی کی طرف دوڑی حضرت نے فرمایا مے پھو پھی لوٹ جائیے۔ نرجس کو اپنی جگہ دیکھنے کا جب میں واپس آئی پردہ اٹھ گیا اور نرجس خاتون کو ایسا نولائی پایا کہ میری آنکھیں پکا چوند ہو گئیں حضرت صاحب العصر کو دیکھا کہ قبلہ رو کعبہ میں انگشتگان سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھا کھ رہے ہیں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المؤمنین علیہ السلام

پھر میرے ایک امام کا نام آیا جب اپنے نام تک پہنچے فرمایا۔ اللهم المجدل دعوی واقم لی اموی وثبت و رطاق واصلاء الارض عندنا وقسطاً یعنی عدہ حضرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو قائم کر میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر اور زمین کو میرے سبب سے

لہ اموی و ذیہ اموی غلوی ہیں یہ فرق ہے کلیم اموی غلوی یعنی امت بتدریج ترقی کرتے ہیں پہلے پچھو طفل پھر جوان پھر پڑھا پچھے کے ہاتھکان۔ تاک۔ پاؤں زمان تمام اعضاء ہوتے ہیں۔ مگر کام نہیں کر سکتے۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے زبان بول نہیں سکتی۔ ہاتھ بول نہیں سکتے۔ ہر کس معلوم کے مینی نیندر سل اس کے اعضاء جوانی میں جیسے لہو اعضاء میں ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ امیر امام کا پیدار کر دوڑا۔ حضرت علیؑ کا فرعون کی ڈر میں پکڑنا حضرت عیسیٰ کا پیدار ہو کر صحت مادر کی گواہی اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا میں دلیل ہے۔ ایسے نائب رسول و نبی امام وہ میں پیدا ہوتے ہی حکم کرتا ہے اگر اس کے اعضاء مثل پیغمبر کا نہ کریں تو جانین کا اہل نہیں ہو سکتا ہے حضرت علی کا پیدار ہو کر دست رسول پر صفت آسمانی کی تلاوت کرنا۔ اذور کے دو ٹکڑے کرنا امام سنا صی بیان کرنا۔ ان سے امام سینا کا درو نہ پنی کر و صافی کے پلاہ کی تصدیق کرنا۔ اور امام عصر کا پیدار ہو کر نکشت بلند فرما کر کشتہ شہادت پڑھنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کی اور رسول کی جنس ایک ہے ان کے اعضاء اور رسول کے اعضاء کا مقام و کام ایک ہے اور یہ برحق و در زبان رسول ہیں۔

لہ صہب تک حمایت خداوندی ساتھ نہ ہو کوئی نبی و رسول کچھ نہیں کر سکتے۔ لہذا یہاں محکم کا مقصد یہی ہے کہ دنیاوی فوج و قوت و تابع امامت و خلافت کیلئے لازم نہیں۔ بلکہ قوت و حمایت خدا کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ نبوت کے لئے حکومت جیسا اس تلاش میں تھی کہ امام حسن مسکرتی کے بیٹے کا چیر چلے تو لوڑ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ہاں وہ تین چھوڑی گئیں۔ انہا علی معلوم کرنے کے لئے۔ لیکن۔

(بانی عالمگیری ص ۱۰۰)

بدل واداملو کر دے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصر متولد ہوئے ایک نور حضرت سے ساطع ہوا اور افاق آسمان پر پھیل گیا۔ ہوائوزان سفید آسمان سے نیچے آئے اور اپنے بازو اور سر اور بدن حضرت سے مس کر کے پرواز کرتے تھے پس امام حسن مسکرتی نے مجھے آواز دی کہ لے پھو بھی میرے فرزند کو انوش میں لے کے میرے پاس لائیے جب میں نے حضرت صاحب العصر کو گود میں لیا حضرت پاک و پاکیزہ حضرت کے ہوئے تھے اور دہتے ہاتھ پر یہ آیت لکھا تھا کہ جلد الحق و ذوق الباطل ان الباطل کان زھوکا یعنی حق آیا اور باطل مفضل ہو گیا اور جو ہو گیا تحقیق کہ باطل مضمحل اور جو نہ ہو نہ الہیے اور ثبات و بقا نہیں رکھتا بلکہ خاتون نے فرمایا کہ جب اس فرزند سعادتمند کو ان کے پدر بزرگوار امام حسن مسکرتی پاس لے گئے جوں ہی حضرت صاحب العصر کی نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی سلام کیا امام حسن مسکرتی نے لے کے میری گود سے اپنی زبان مبارک حضرت صاحب العصر کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور منہ پر پھرائی اور بائیں ہاتھ کے کف دست پر بٹھا کے اپنا دایہنا ہاتھ سر پر اپنے فرزند کے پھیلا اور فرمایا اے فرزند بقدرت خدا کلام کر یہ سن کہ حضرت صاحب العصر نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ونبیذ ان لمن علی الذین استضعوا فی الارض و فجعلہم ائمة و فجعلہم الراضین و لمکن لہم فی الارض و تری ذموم و ہامان و جنودہما منہم ما کانوا یحذرون۔ اور یہ آیت موافق احادیث معتبرہ شان حضرت صاحب العصر اور ابائے بزرگوار حضرت میں نازل ہوا ترجمہ آیت کو مہربان ہے کہ میں چاہتا ہوں اس جماعت پر احسان کروں جنکو تم گلوں نے زمین پر ضعیف کیا ہے اور ان کو دوزخان زمین سے تبارد و اور انکو روئے زمین پر مستولی کروں اور دکھاؤں فرعون و ہامان و فرعون... اور ان کے گروہ کو عزت اور اقدار ان اماموں کا جن سے وہ عذر کرتے تھے۔ پھر حضرت صاحب العصر نے جناب رسول خدا

بقیہ حاشیہ ص ۴۷۵۔ تو خدا تعالیٰ کی حرکت یہ تھی کہ ان سے پھرنا بچھایا نہ جاسکا

جیسے محل حضرت مولا فرعون کو مسلم بن ہذا اس طرح محل امام عصر جاسیوں کو مسلم بن ہذا بنام نے پیدا ہوتے ہی یہ فرما کر اسرار کا جن ثبوت ہیا کر دیا کہ ان وقت پیدائش شک بدریں ہی علم مکان و مایکون کا عام ہوتا ہے۔ اور میں یہ صفت نہ ہوگی۔ وہ امام وقت برحق نہیں بلکہ کذاب ہے۔ فلما امد قادیانی کا یہ دلوئی امام مہدی خود گمراہی اور اہل اسلام کو گمراہ کرتا ہے۔ اس نے قتل مکمل قادیان میں تعلیم پائی۔ چینی جماعت میں تین دفعہ قتل ہوئے۔ بعد میں دینی تعلیم مدرسہ دیوبند سے حاصل کی ان علم کی اقسام میں سے کسی ایک بڑے بھی ماہر نہ ہو سکے۔ چچا ایک مکان و مایکون اور وقت پیدائش کلمہ پر حنا امام حضرت نے وقت پیدائش دیکھا کہ اور شہادت دے کے ان کا زبان اہمیت کی جو ہونے لے تھے۔ قلمی کھولدی اور اپنے مکان و مایکون کے عالم ہونے کا شجرت دے کر قیامت تک امام حق و امام باطل کا فرق ظاہر کر دیا۔ (کو تھو جہو مہو مہو)

جناب امیرِ مومنینؑ کے گذشتہ پر اپنے پدر بزرگوار تک سلا گیا۔ اس وقت بکثرت بجا اور قریب سر مبارک حضرت صاحب  
 المعطر ظہر ہوئے۔ ان جانوروں میں سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اٹھا لو۔ اور خوب مخالفت کرو۔  
 اور بعد ہر چالیس روز کے میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب المعطر کو لیا۔ اور بجا اب آسمان پر اڑ گیا  
 سب جانور اسکے عقب اڑ گئے حضرت امام حسن مسکری نے فرمایا۔ اے فرزند میں نے تجھے اس کے سپرد  
 کیا جسکے سپرد حضرت موسیٰ کو انکی والدہ نے کیا تھا یہ دیکھ کے جن جن خاتون رونے لگیں حضرت امام حسن مسکری  
 نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ کہ وہ فرزند تمہارا سو داؤد سے کا دو دھنڑیے گا۔ بہت جلد اسے تمہارے پاس لگیا  
 گے۔ جی طرح حضرت موسیٰ کو اپنی ماں پاس لائے تھے۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ہم  
 نے موسیٰ کو ان کی ماں پاس لوٹا دیا تاکہ ان کی ماں کی آنکھیں اپنے فرزند کے دیکھنے سے روشن ہو جائیں  
 پھر خاتون نے پوچھا۔ وہ کون تھے جن کے سپرد اپنے حضرت صاحب المعطر کو فرما دیا۔ حضرت امام مسکری نے  
 فرمایا۔ وہ روح القدس تھے جو معصومین پر موکل ہے انکو جانب حق تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے اور خطا سے بچاتا اور  
 علم سے زیب و زینت دیتا ہے پھر خاتون کہتی ہیں کہ بعد چالیس روز کے میں حضرت کی خدمت میں گئی جب  
 گھر میں پہنچی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طفل گھر میں پھر رہا ہے میں نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگوار یہ طفل دو  
 برس کا ہے حضرت نے بتسم جو کے فرمایا پینہروں و دھیموں کی اولاد جبکہ وہ امام ہوں برخلات اطفال دیگر  
 پرورش و نشوونما پاتے ہیں امام ایک مہینہ کا مثل ایک سال کے ہوتا ہے امام شکم مادر میں طام کرتا اور قرآن  
 پڑھتا اور عبادت پروردگار کرتا ہے دو دھپنے کی حالت میں لائے ان کا حکم بجالاتے ہیں۔ اور صبح و شام ان  
 کے پاس ہوتے ہیں پھر خاتون فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد زانا امام حسن مسکری میں خدمت صاحب  
 المعطر جاتی تھی۔ بہانہ تھا کہ چند روز قبل وفات حضرت حسن مسکری حاضر خدمت آنحضرت ہوئی حضرت صاحب  
 المعطر کو بصورت مرد کال دیکھا۔ ادھر میں نے نہ پہچانا حضرت امام حسن مسکری سے عرض کیا یہ مرد کون ہے جس کے  
 پاس آپ بیٹھے کو فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ فرزندِ نر جس ہے اور بعد میرے میرا غلبہ ہے عنقریب میں  
 تم سے نصرت ہونے والا ہوں۔ پس تم کو لازم ہے اس فرزند کا حکم بجالانا۔ اور اس کی اطاعت کرنا پس بعد  
 چند روز کے حضرت امام حسن مسکری نے بعالم قدس رحلت کی اور اب ہر صبح و شام حضرت صاحب المعطر کی  
 ملازمت کرتی ہوں۔ اور حضرت میرے ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں اور کہیں ایسا ہوتا ہے کہ ہنوز میں  
 نے بھی سوال نہیں کیا۔ اور حضرت جواب دیتے ہیں۔ دوسری روایت میں یہ وارد ہوا کہ پھر خاتون نے دو برس  
 دن ولادت باسعادت حضرت صاحب المعطر سے مشتاق لقاے آنحضرت ہوئی اور خدمت امام حضرت حسن  
 مسکری حاضر ہونے کے پوچھا کہ میرا مولا کہاں ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے میں نے اس کے سپرد کیا ہے



مجھ سے اسکا زیادہ ترقی یافتہ ذہن ہے۔ اب آپ ساتویں دن آنا جب ساتویں روز گئی ایک گھوڑا دیکھیں انکا لڑکھنیاں کھیلنے لگی  
 مولاکو مثل ماہ شب چہارہ مشاہیرہ کیا۔ مجھے دیکھ کے مسکراتے اور ہنستے تھے حضرت امام سن مسکرتی نے مجھے آواز  
 دی کہ میرے فرزند کو لے آؤ جب حضرت صاحب العصر کو سہی مدت امام سن مسکرتی نے گئی حضرت نے اپنی زبان  
 اپنے فرزند کے منہ میں پھرائی اور فرمایا اے فرزند بات کر حضرت صاحب العصر نے کلمہ شہادتین فرما کے درود  
 و صلوات بناب رسول خدا و ائمہ مطہرین علیہم السلام پڑھنے کے بعد اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے اہمیت گذشتہ و نزدیک  
 سے تمام کا انویذرون تلاوت کیا۔ بعد اسکے حضرت امام سن مسکرتی نے فرمایا کہ اے فرزند جو کچھ حق سجاد تھا  
 نے پیغمبروں کو بھیجا ہے اسکو پڑھو۔ حضرت صاحب العصر نے صحف آدم کو بزبان سریانی پڑھا اور کتاب اور سین و  
 کتاب ہود و کتاب صالح و صحف ابراہیم و تورات موسیٰ و زبور داؤد و انجیل عیسیٰ و قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پڑھا۔ اس کے بعد تصنیف نمبر ان گذشتہ پڑھے پھر حضرت امام سن مسکرتی نے فرمایا کہ خلد فرزند عالم نے اس امت کے  
 ہمدی کو مجھے ظاہر فرمایا۔ دو فرشتے بھیجے کہ وہ فرشتے صاحب العصر کو پڑھانے عرض رحمان پر لے گئے۔ پس حق سبحانہ  
 تعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب فرمایا کہ اے میرے بندے تجھے مر جا کہ تجھے میں نے اپنے دین کی یاری اور  
 اپنی شریعت کے اظہار کیلئے خلق کیا تو ہمارے بندوں کا ہادی ہے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اطاعت کرنے  
 والوں کو بخشوں گا۔ اور تیری مخالفت سے مخالفین کو معذب کروں گا اے اس کے پدر بزرگوار  
 پاس لے جاؤ اور میری جانب سے انکو تحفہ سلام پہنچاؤ اور کہہ دو کہ یہ میری حفظ و حمایت میں ہے۔ اے شہادت  
 و دشمنان انشرا سے محفوظ ماموں رکھوں گا جب تک کہ اسے ظاہر کروں اور حق کو اس سے برابر رکھوں اور باطل  
 کو اسکے سبب سے سرنگوں کروں کہ دین حق میرا خالص ہو جائے موکف فرماتے ہیں اس جگہ میں نے اس  
 کتاب مستطاب کو ختم کیا۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ ہر روز قیامت اس کتاب کو میرا وسیلہ سہما ت کرے  
 خداوند ایسے مومنین و مومنات کو جو اس کتاب کو پڑھیں اور اسکے مطالب سے مستفیض ہوں ان کو مجیب آفات اہلی  
 و سادی اور العارض و امراض جسمانی درد عانی سے اپنی حفاظت و حیانت میں رکھ اور آخرت میں اپنی رحمت سے  
 بہشت لطا فرمائے درجات عالیہ پرفائز کر تا بحق معتمد و آل معتمد صلوات اللہ علیہم اجمعین

یہ پروردگار کے اس ارشاد سے کوئی مسلم ہو گیا کہ امام نے پیدا ہیں ہر نا بلکہ پیدا ہو چکے۔ اب ظہور فرماتا ہے اور اٹھنا کی  
 شرطوں و دشمنی سے حفظ و امان خدا میں ہیں۔ اور وہ حق کو برابر کریں گے یہ عقیدہ است جعفریہ کا ہی نہیں بلکہ ان کلماتے اہل سنت  
 سے بھی اقرار کیا ہے کہ امام مہر نبوت میں ہی ظہور فرمائیں گے۔ لفظ ہو مشہور دشمن شیعہ عام اہل سنت ملامدین عمر کی صاحب  
 اپنی کتاب سوانح عمریہ میں تحریر کرتے ہیں۔ اسمعہ معتدل کنبۃ ابو القاسم نقبہ الحجۃ والمہدی والمختلف  
 الصالح والقاتل والمنتظر وصاحب الزمان دعوہ عند وفات ایہہ خمس سنین لاکن انما اللہ  
 فیہا حکمہ و یہی القابم قبل لا نرستد وغاب فلم یعرف ابن ذہب۔ آپ کا نام مبارک کونست ابلاً

ہے یعنی ناوکلیت رسول پاک کا ہے لقب الحجت المہدی اور حق الصالح القائم۔ المنظر اور صاحب الزمان ہے دلت وقات والدر  
امام علی مسکری اور تشریح جناب کی ہاں سال بھی اس چھوٹی ہی عمر میں خدائے کب کو حکمتِ مطلقہ کی تمہی اس لئے آپ کا نام نام رکھایا  
آپ پر شہید ہو گئے اور نامعلوم کہاں تشریف سے گئے۔ نیز قاضی شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکلبی الشافعی  
فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلۃ علی کون المہدی علیہا باقیاً بعد غیبت  
الی الان وانہ لا امتناع فی بقاءہ کہتار عیسیٰ بن مریم والحضر ولا الیاس من اولیاء اللہ  
وبقاء الاعداء للرجال ولا ابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وهو لا یرقد ثلث القانم بالکتاب  
والسنت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکلبی الشافعی اپنی کتاب البیان فی الاخبار صاحب الزمان میں جہاں پر بعد ثاب ہونے نام  
کے اب تک زندہ ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور حضر و الیاس جو اولیاء اللہ  
ہیں اور اللہ کا ناصی و امین ہیں جو دشمنانِ خدا ہیں ان سب کا زندہ ہونا۔ آج تک کتاب و سنت سے ثابت  
ہے تو غالباً صاحب الزمان کے زندہ ہونے میں بھی کوئی شے مانع نہیں اب یہ اعتراض کرنا کہ اتنے طویل عرصہ انسان زندہ  
نہیں رہ سکتا۔ جہل و نادانی پر مبنی ہے وہ تشریح کیوں نہیں لاتے۔ اب دشمن نہیں رہے یہ سوال جسے معنی ہے۔ جب تک  
علم خدا نہیں ہوتا جسے اعلانِ نبوت نہیں کر سکتا لوگوں کی موجودگی کی طرح جب تک حکم خدا نہیں ہوتا وہ علم نہیں فرماتے۔ امام عصرؑ دنیا میں لکھا  
میں موجود ہیں جو ان کو پکارتا ہے اسکی مدد کو تشریف لاتے ہیں اور جو صاحبانِ بعیرت میں وہ زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں جیسا  
کہ نبی دنیا میں پکارتا ہے جو مدد کو پکارتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور صاحبانِ بعیرت ایمان از زیارت سے مشرف بھی ہوتے ہیں لیکن امام  
اسکو اسوقت تک نہیں پہچان سکتے جب تک وہ اپنے پہچان خورد نہ کر دے جیسا کہ حضرت یونس کا وہ ساتھ کھیلے کہ وہ پانی و نہات لکھے رہے  
یکساپ کے بیٹے تھے۔ لیکن برادرانِ یونس مصر میں یونس کو نہ پہچان سکے۔ جب تک خورد نہ پہچانایا۔ اسی طرح امام لوگوں میں ہیں۔  
لیکن عوام نہیں پہچان سکتے جب تک حکم خدا امام اپنی پہچان خود نہیں کرائیں گے۔ تا دیانوں۔ مرزائیوں کا ذہن سب یہ غلامِ امہ  
کا دلوئی مہدیت ایک افترا اور ہنم فرید کرنا تھا۔ غلام احمد کا دلوئی ہے مسیح مولود اور مہدی مولود ہونے کا۔ حالانکہ کتبِ جاہل  
سے یہ ثابت ہے کہ یہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ شخصیتیں ہیں غلام احمد کا بیان کردہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ شیعہ مسلمان  
سے نہیں۔ ابن ماجہ سنن اس میں اسکا نقل ہے۔ اور علمائے اہل سنت نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ نیز اصول نحو سے  
بھی یہ درست نہیں۔ لافنی جنس کا ہے۔ اور کمرہ پر آیا کرتا ہے نام جنس کی نفی کے لئے جیسا کہ لا اللہ نہیں کوئی اللہ یعنی نام  
انہوں کی نفی کر دی۔ حدیث مذکور میں المہدی معروض ہے لا انہیں سکتا نیز اگر مہدی کو کمرہ قرار دیا جائے۔ تو برہنی مہدی اور  
سب انیاس سے مہدیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سب ابوؤں کی نفی ہو جاتی ہے۔ صرف ایک اللہ۔ اسی طرح کوئی مہدی  
و ہدایت کرنے والا نہیں مگر ایک عیسیٰ ایسی حدیث تیار کرنا کفر ہے۔ لہذا یہ حدیث بائی گئی۔ جن رسالت سے نہیں عقل۔  
لہذا قاریانی پیر غلام احمد کذاب جو۔ اور خداوند عالم مٹائیں کہ اس کذاب کی کا زبان تلبیہات سے بچانے اور خدا جاننے کے  
کذاب ابھی دلوئی مہدویت کر کے عوام کو گمراہ کر کے دنیا میں ظلم و ستم پھیلائیے گئے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے جسے مقام  
پر اٹل ہے کہ جو وفات مسیح ثابت کر کے مہدی کہلائے گا۔ کذاب ہوگا۔ اور جرحِ چہادہ سے حضرت میں نزول فرما کے



التاس سورہ فاتحہ کے تمام مروجین

۱ [شیخ صدوق	۱۳ (سید حسین عباس فرحت	۲۵ (تیکم و اخلاق حسین
۲ [علامہ مجلسی	۱۴ (تیکم و سید جعفر علی رضوی	۲۶ (سید ممتاز حسین
۳ [علامہ سائبر حسین	۱۵ (سید نظام حسین زیدی	۲۷ (تیکم و سید اختر عباس
۴ [علامہ سید علی نقی	۱۶ (سیدہ زہرہ	۲۸ (سید محمد علی
۵ [تیکم و سید عابد علی رضوی	۱۷ (سیدہ رضویہ خاتون	۲۹ (سیدہ رضیہ سلطان
۶ (تیکم و سید احمد علی رضوی	۱۸ (سید نجم الحسن	۳۰ (سید مظفر حسین
۷ (تیکم و سید رضا امجد	۱۹ (سید مبارک رضا	۳۱ (سید باسط حسین نقوی
۸ (تیکم و سید علی حیدر رضوی	۲۰ (سید تنہیت حیدر نقوی	۳۲ (نظام محی الدین
۹ (تیکم و سید سید حسن	۲۱ (تیکم و مرزا محمد ہاشم	۳۳ (سید ناصر علی زیدی
۱۰ (تیکم و سید مردان حسین جعفری	۲۲ (سید باقر علی رضوی	۳۴ (سید وزیر حیدر زیدی
۱۱ (تیکم و سید چار حسین	۲۳ (تیکم و سید باسط حسین	۳۵ (ریاض الحق
۱۲ (تیکم و مرزا تو حید علی	۲۴ (سید عرفان حیدر رضوی	۳۶ (خورشید تیکم